موضوعات کبیر

مترجم اردو

مصنف

ملا علی قاری حنفیؒ

محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب
قرآن محل اردو بازار کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

موضوعاتِ کبیر

مترجم اردو

مصنف :- ملا علی قاریؒ حنفی رحمتہ اللہ علیہ

مترجم :- مولانا حبیب الرحمٰن صدیقی کاندھلوی

باہتمام :- محمد سعید اینڈ سنز

(ناشر)

قرآن محل، اردو بازار، کراچی

عرض ناشر!

ملاعلی قاری کی شخصیت علمی حلقوں میں محتاج تعارف نہیں احادیث کے پرکھنے اور جرح وتعدیل میں ان کے کارنامے سند کی حیثیت رکھتے ہیں علم حدیث کی تاریخ سے جولوگ واقف ہیں ان سے یہ امر پوشیدہ نہیں کہ بدخواہاں ملّت نے وضع احادیث کا فتنہ کھڑا کردیا۔ یعنی بہت سے اقوال وافعال کا انتساب نبی کریم ﷺ کی طرف کردیا کہ آپ نے یہ کیا یا یہ فرمایا۔ اس طریقہ کار کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ حضور کریم ﷺ کی سیرت طیبہ جو دراصل قرآن پاک کی عملی تفسیر ہے بالکیہ مسخ ہوکررہ جاتی اگر اس فتنہ کا مقابلہ کرنے والے علماء وجود میں نہ آتے چونکہ اللہ تعالیٰ کو اس ناسخِ ادیان دین کو قیامت تک باقی رکھنا تھا اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ اس فتنہ کا مقابلہ کرنے والے علماء بھی موجود رہے ہیں جنہوں نے کھرا اور کھوٹا الگ کردکھایا۔ موضوع غیر موضوع، اصلی اور نقلی کا فرق ظاہر کردیا۔

امت مسلمہ کی گردنیں ان کے احسان کے بوجھ سے گرانبار ہیں۔ اگر یہ حضرات میدان میں نہ آتے تو احادیث کی حیثیت اساطیر الاولین سے زیادہ نہ ہوتی۔ اور یہ ان ہی بزرگوں کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ کھوٹے سکے اس بازار میں رائج نہ ہوسکے۔

ان خدمات کی داستان بہت لمبی ہے۔ اوراس کا سلسلہ نہایت طویل ہے۔

ملاعلی قاری کی پیش نظر کتاب موضوعات کبیر مترجم اس سلسلہ کی آخری کڑی ہے۔ اس کی اہمیت کا تقاضہ تھا کہ اردو دان اصحاب بھی اس سے مستفید ہوں چنانچہ اسی غرض کے پیش نظر اصل کتاب مع ترجمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ امید ہے کہ قارئین میری اس کوشش کو بنظر استحسان دیکھیں گے۔

طالب دعا

عبدالاحد سعید عفی عنہ

تقریظ مولانا محمد مالک صاحب کاندھلوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

امابعد! ائمہ محدثین حنفیہ میں ملاعلی قاری رحمہ اللہ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ حدیث اور شروح حدیث میں شیخ موصوف کا گراں قدر ذخیرہ اہل علم کا بہترین سرمایہ ہے۔

پیش نظر کتاب ''موضوعات کبیر ملاعلی قاریؒ''، اپنی موضوع میں نہایت ہی عظیم المرتبت کتاب ہے۔ کہ جس میں احادیث موضوعہ کو جمع کر کے امت کو ان کے فتنہ اور ضرر رساں اثرات سے محفوظ و مامون کردیا۔

اس کتاب کا اردو ترجمہ امت مسلمہ پر بہت بڑا احسان ہے چونکہ عامۃ المسلمین اصل کتاب سے مستفیض نہیں ہو سکتے۔ اور ان کو احادیث صحیحہ وغیر صحیحہ کا امتیاز مشکل ہے۔ اس لئے اس ترجمہ کا مطالعہ امید ہے کہ ان میں اس امتیاز کی صلاحیت پیدا کر سکے گا۔

الحمدللہ کہ برادرم محترم مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کاندھلوی نے اپنے ترجمہ سے اس ضرورت کو پورا فرمادیا۔ ناچیز نے متعدد مقامات سے ترجمہ کا مطالعہ کیا۔ ترجمہ مستند نہایت سلیس ہے۔ اور اس کے ساتھ مختلف موقعوں پر

مترجم موصوف نے فوائد کے اضافے سے کتاب کی افادیت کو بڑھانے کے ساتھ ان اشارات کو بھی واضح کر دیا جو اصل کتاب میں صرف رمز کے درجہ میں تھے۔ اور بعض ان احادیث کی وجوہ صحت و اعتبار کو بھی مستند حوالوں کے ساتھ جمع کر دیا۔ کہ جن کو مصنفؒ نے بے اصل قرار دیا تھا۔

حق تعالے ترجمہ ہذا مقبول و نافع بنائے۔ آمین یارب العالمین

بندہ ناچیز

مولانا محمد مالک غفرلہ کاندھلوی

خادم حدیث دار العلوم الاسلامیہ اشرفیہ (لاہور)

تقریظ مولانا لطافت الرحمٰن صاحب

نحمده وبه التكلان ـ وهو خير من اعان ـ ونصلّى على افصح فصحاء عدنان ـ وابلغ بلغاء قحطان ـ سيدنا محمد خاتم الانبياء ـ التارك فينا القمر الملته البيضاء التى ليلها ونهارها سواء ـ

امابعد! یہ درست ہے کہ ملت مسلمہ میں نظریاتی اور تخیلاتی انتشار وتفریق کا سلسلہ چل رہا ہے مگر اس اختلاف وتحزب کے ہوتے ہوئے اس بات پر پوری امت کا اتفاق ہے کہ قرآن وحدیث دین اسلام کے اصل الاصول ہیں۔

(اِلَّا مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّار) اب ظاہر ہے۔ کہ قرآن کی حفاظت کا وعدہ تو خود خدا نے فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا۔ (نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون)

البتہ احادیث رسول میں دجل وتلبیس کا سلسلہ کافی حد تک چل سکتا ہے۔ اور مخالفین اسلام نے اس قبیح سلسلہ کو چلایا ہے۔ مختلف متنوع حالات میں لوگوں کے اقوال کو احادیث ظاہر کیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے احادیث صحیحہ کے ذخیرے کا تحفظ ضروری ٹھہرا ہے۔

موضوع اور غلط احادیث کے سلسلہ میں علمار امت میں سے علامہ ابن جوزی امام احمد ابن حنبل۔ امام نودی، علامہ ابن حجر عسقلانی وغیرہ محدثین نے سب سے زیادہ خدمت کی ہے۔ اور انہیں حضرات میں سے ایک ملا علی قاریؒ ہیں جنہوں

نے اس موضوع میں "الموضوعات الکبیر"، کتاب لکھی ہے ملا علی قاری "موضوعات کی یہ کتاب ایک درگراں مایہ ہے حالات کا تقاضا تھا۔ کہ اس کتاب کا ترجمہ اردو میں کیا جائے جزائے خیر دے اللہ برادرم محترم مولانا حافظ حبیب الرحمٰن صاحب کاندھلوی کو کہ انہوں نے اس کتاب کا ترجمہ صاف اور سلیس اردو میں کیا۔ ترجمہ کا مسودہ اور اصل کتاب میرے سامنے ہیں جی چاہتا ہے۔ کہ بار بار دیکھوں اور غور سے دیکھوں مگر ؎

ماکل مایتمنی المرء یدرکه تجری الریاح بمالاتشتهی السفن

چنانچہ دروس و اسباق کے ہجوم اور کثرت مشاغل کی وجہ سے یہ تمنا تو پوری نہ ہوئی لیکن چند مختلف مواضع کو دیکھا۔ اور بعض مقامات میں اصل کتاب اور ترجمہ کا مقابلہ بھی کیا ماشاء اللہ بہت خوب اور موزوں ہے۔

اس احقر کی حقیر دعائیں مولانا صاحب موصوف کے ہمراہ ہیں حق تعالے ان کو مزید ہمت وقوت دے تاکہ ان کے علم وقلم سے علمی دنیا کو زیادہ تر فائدہ ہو۔

وصلی اللہ تعالے علی خیر خلقه محمد وآله واصحابه اجمعین۔

المذنب الخاطی الحیرران

محمد لطافت الرحمٰن اسوادی کان اللہ له

استاذ دار العلوم الاسلامیہ ٹنڈوالہ یار

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	حرف الھمزہ	۹۰
۲	حرف الباء	۱۵۷
۳	حرف التاء	۱۶۷
۴	حرف الثاء	۱۸۱
۵	حرف الجیم	۱۸۲
۶	حرف الحاء	۱۸۶
۷	حرف الخاء	۲۰۴
۸	حرف الدال	۲۱۲
۹	حرف الذال	۲۱۶
۱۰	حرف الراء	۲۱۹
۱۱	حرف الزاء	۲۲۶
۱۲	حرف السین	۲۳۰
۱۳	حرف الشین	۲۴۰
۱۴	حرف الصاد	۲۴۹
۱۵	حرف الضاد	۲۵۸

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۶	حرف الطاء	۲۶۰
۱۷	حرف الظاء	۲۶۲
۱۸	حرف العین	۲۶۴
۱۹	حرف الغین	۲۷۳
۲۰	حرف الفاء	۲۷۵
۲۱	حرف القاف	۲۸۱
۲۲	حرف الکاف	۲۸۶
۲۳	حرف اللام	۲۳۹
۲۴	حرف المیم	۳۲۹
۲۵	حرف النون	۴۱۳
۲۶	حرف الواوَ	۴۲۵
۲۷	حرف الہاء	۴۲۹
۲۸	حرف املام الف	=
۲۹	حرف الیاء	۴۴۳

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْزَلَ	تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کیلئے خاص
الْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ الْقَدِیْمَ	ہیں جس نے قرآن عظیم کو جو قدیم ہے
وَبَیَّنَہٗ بِالْاَحَادِیْثِ الثَّابِتَۃِ	نازل فرمایا اور احادیث کے ذریعے اسے
عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ۔ بِنَقْلِ	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر واضح فرمایا جو صحابہ تابعین
الصَّحَابَۃِ وَالتَّابِعِیْنَ وَ	اور تبع تابعین میں سے آئمہ مجتہدین کے
اَتْبَاعِھِمْ مِنْ اَئِمَّۃِ الدِّیْنِ	ذریعہ صحیح طور پر نقل ہوئیں اور اللہ تعالیٰ نبی
الْمُجْتَھِدِیْنَ فِی الطَّرِیْقِ	کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے جو
الْقَوِیْمِ۔ وَصَلَّی اللّٰہُ وَسَلَّمَ	اللہ کے نزدیک صاحب شرف وکرم اور
عَلَیْہِ وَشَرَّفَ وَکَرَّمَ لَدَیْہِ	آپ کی نسبت اس ذات کبریار کی جانب
وَعَظَّمَ مِنْ اُنْتَسَبَ اِلَیْہِ ۞	بہت عظیم ہے۔
اَمَّا بَعْدُ! فَیَقُوْلُ	امابعد! یہ خادم کلام قدیم اور حدیث صحیح کو
خَادِمُ الْکَلَامِ الْقَدِیْمِ وَ	اختیار کرنے والا علی بن سلطان محمد القاری
لَازِمُ الْحَدِیْثِ الْقَوِیْمِ	جو اللہ تعالیٰ سے اس کے عفو کا امید دار ہے
عَلِیُّ بْنُ سُلْطَانَ مُحَمَّدِ	کہتا ہے کہ کلام اللہ اس کے فضل وکرم سے
بِالْقَارِیْ الرَّاجِیْ عَفْوَ رَبِّہٖ	ہر خطاء سے محفوظ ہے چاہے وہ ایک نقطہ میں
الْبَارِیْ اَنَّ کَلَامَ اللّٰہِ مَحْفُوْظٌ	ہو یا رسم الخط میں۔
بِفَضْلِہٖ وَکَرَمِہٖ عَنِ الْخَطَاءِ	اور یہ حفاظت اس کے فرمان کے ذریعہ ثابت ہے "انا

فِی نُقَطِہٖ وَکَلِمِہٖ فِی رَسْمِہٖ
وَذٰلِکَ لِقَوْلِہٖ سُبْحَانَہٗ اِنَّا
نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا
لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ وَقَدْ اُقِیْمَ
بِحِفْظِہٖ جَمْعٌ مُحَافِظُوْنَ
مَعَ بُعْدِ الْعَهْدِ عَنْ زَمَانِہٖ
عَلَیْہِ السَّلَامُ اِلٰی یَوْمِنَا وَ
ھُوَ الْمُتَجَاوِزُ عَنِ الْاَلْفِ
مِنَ الْهِجْرَةِ اِلٰی مَدِیْنَةِ
الْاِسْلَامِ لٰکِنَّ الْاَحَادِیْثَ
الْمُبَیِّنَةَ لِلْاَحْکَامِ صَارَتْ
ظَنِّیَّةً عِنْدَ الْاِمَامِ لِاَجْلِ
بُعْدِ الْاَیَّامِ فَاِذَنْ اَوْقَعَتْ
اَحَادِیْثُ مَوْضُوْعَةٌ بَیْنَ
الْعَوَامِ لٰکِنِ الْعُلَمَاءُ الْاَعْلَامُ
قَامُوْا بِحَقِّ الْقِیَامِ وَمَیَّزُوْا
بَیْنَ الصَّحِیْحِ وَالسَّقِیْمِ وَالْحَسَنِ
وَالضَّعِیْفِ وَالْمَرْفُوْعِ وَالْمَوْقُوْفِ
وَالْمَقْطُوْعِ وَالْمَوْضُوْعِ +

نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون ،، ہم نے
ہی ذکر اتارا ہے۔ اور ہم اس کی حفاظت
کرنے والے ہیں)، اور ایک جماعت اس
کی حفاظت کے لئے قائم کر دی گئی اگرچہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک
مدت مدید گذر گئی - لیکن یہ جماعت
آج تک قائم ہے - اگرچہ حضور صلی
اللہ علیہ و آلہ وسلم کی مدینہ کی جانب
ہجرت کو ایک ہزار سال سے زائد
گذر چکے - لیکن احادیث رسول جو
احکام کو ظاہر کرنے والی ہیں - بعد
زمانہ کے باعث ظنی ہو گئی ہیں - اور اسی
باعث عوام میں موضوع احادیث عام
ہو گئیں - لیکن علماء حقہ، حق کو قائم
کرنے کے لئے کھڑے ہوئے
اور انہوں نے صحیح - سقیم - حسن
ضعیف - مرفوع - موقوف
مقطوع اور موضوع کو جدا جدا
بیان کیا۔

فَقَدْ رَوَى الْحَافِظُ
أَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ عَنْ
أَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا أَنَّ لِلّٰهِ
عِنْدَ كُلِّ بِدْعَةٍ كِيْدَ بِهَا
الْإِسْلَامُ وَلِيًّا مِنْ أَوْلِيَائِهِ
يَذُبُّ عَنْ دِيْنِهِ يَنْفَعُ
مَا وَضَعَ بَعْضُ أَعْدَائِهِ
ثُمَّ مِمَّا لَتَوَاتَرَ عَنْهُ عَلَيْهِ
السَّلَامُ مَعْنًى وَكَادَ أَنْ
يَتَوَاتَرَ مَبْنًى مِمَّا أَخْرَجَهُ
الشَّيْخَانِ وَالْحَاكِمُ عَنْ أَبِيْ
هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَنْ
كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ
مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ وَفِيْ
رِوَايَةٍ لَهُمَا وَلِلتِّرْمِذِيِّ وَ
النَّسَائِيِّ وَابْنِ مَاجَةَ وَالدَّارَقُطْنِيِّ
عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ قَالَ إِنَّهُ
لَيَمْنَعُنِيْ أَنْ أُحَدِّثَكُمْ
حَدِيْثًا كَثِيْرًا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى

حافظ ابو نعیمؒ نے اپنی حلیہ میں ابو
ہریرہؓ سے ایک روایت مرفوعاً نقل
کی ہے۔ اللہ تعالےٰ ہر اس بدعت
کے اظہار کے وقت جس کے ذریعہ اسلام
میں مکر کیا جاتا ہو۔ اپنے اولیاء میں سے
ایک ولی متعین کرتا ہے۔ جو اس کے دین
کی مدافعت کرتا ہے۔ اور ان چیزوں کو
وہ رد کرتا ہے۔ جو بعض دشمنان خدا نے وضع
کی ہیں۔ اور اسی معنی کی روایتیں حضورؐ
سے مرفوعاً مروی ہیں۔ اور وہ حدیث بھی
متواتراً مروی ہے۔ کہ جو شیخین بخاریؒ
و مسلمؒ اور حاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت کی ہے۔ جو شخص مجھ پر
جان کر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانہ
دوزخ میں تلاش کرے۔ نیز بخاریؒ
و مسلمؒ۔ ترمذیؒ و نسائیؒ اور ابن ماجہ و
دار قطنیؒ کی روایت میں، حضرت انسؓ
سے۔ یہ مروی ہے۔ کہ مجھے جو شے کثرت
سے حدیثیں بیان کرنے سے روکتی ہے

اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	وہ حضورؐ کا یہ فرمان ہے کہ جو مجھ پر جان کر
قَالَ مَنْ تَعَمَّدَ عَلَیَّ کَذِبًا	جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں
فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ	تلاش کرے۔ اور ان تمام محدثین نے
وَلَھُمْ اَیْضًا عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ	حضرت علیؓ سے بھی یہ روایت کیا ہے۔ کہ
اللّٰهُ عَنْہُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَکْذِبُوْا	مجھ پر جھوٹ نہ بولو۔ کیونکہ جو شخص مجھ پر
عَلَیَّ فَاِنَّہٗ مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ	جھوٹ بولے گا۔ وہ دوزخ میں داخل ہوگا
فَلْیَلِجِ النَّارَ وَلِلشَّیْخَیْنِ وَ	شیخینؒ اور ترمذیؒ نے مغیرہؓ بن شعبہ
التِّرْمِذِیِّ عَنِ الْمُغِیْرَۃِ بْنِ	سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں
شُعْبَۃَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ	میں نے حضورؐ سے سنا کہ آپ نے ارشاد
صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	فرمایا مجھ پر جھوٹ بولنا اوروں پر
یَقُوْلُ اِنَّ کَذِبًا عَلَیَّ لَیْسَ	جھوٹ بولنے کی طرح نہیں ہے۔
کَکَذِبٍ عَلٰی اَحَدٍ مَنْ	جو مجھ پر جھوٹ بولے اسے اپنا
کَذَبَ عَلَیَّ فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ	ٹھکانا دوزخ میں تلاش کرنا
مِنَ النَّارِ۔	چاہیئے۔
وَلِلْبُخَارِیِّ وَاَبِیْ دَاؤدَ	بخاریؒ۔ ابوداودؒ۔ نسائیؒ۔ ابن
وَالنَّسَائِیِّ وَابْنِ مَاجَۃَ وَالدَّارَقُطْنِیِّ	ماجہؒ اور دار قطنیؒ نے عبداللہؓ بن
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَیْرِ قَالَ	زبیرؓ سے روایت کیا ہے۔ انہوں
قُلْتُ لِلزُّبَیْرِ اِنِّیْ لَا اَسْمَعُکَ	نے اپنے والد سے عرض کیا۔ کہ کیا

تُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ كَمَا
يُحَدِّثُ فُلَانٌ وَفُلَانٌ
قَالَ اَمَا اِنِّيْ لَمْ اُفَارِقْهُ مُنْذُ
اَسْلَمْتُ وَلٰكِنِّيْ سَمِعْتُهُ
يَقُوْلُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَتَبَوَّاْ
مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ زَادَ
الدَّارَقُطْنِيُّ وَاللهِ مَا قَالَ
مُتَعَمِّدًا وَاَنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ
مُتَعَمِّدًا ؛

وجہ ہے۔ جو میں آپ کو حضورؐ سے روایات
کرتے نہیں سنتا۔ جیسے فلاں فلاں لوگ روایت
کرتے ہیں حضرت زبیرؓ نے فرمایا جب سے
میں اسلام لایا کبھی آپ سے جدا نہیں ہوا لیکن
میں نے آپ کو فرماتے سنا ہے۔ کہ جو شخص مجھ
پر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنائے
دارقطنیؒ میں راوی کے اتنے الفاظ اور زیادہ ہیں
کہ حضورؐ نے متعمداً نہیں فرمایا اور تم متعمداً
کی شرط لگاتے ہو؛

وَلِلْبُخَارِيِّ وَالدَّارَقُطْنِيِّ
عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ
عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ يَّقُلْ عَلَيَّ
مَالَمْ اَقُلْ فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ
مِنَ النَّارِ وَلِلْبُخَارِيِّ وَالتِّرْمِذِيِّ
وَالدَّارَقُطْنِيِّ وَالْحَاكِمِ فِي
الْمَدْخَلِ عَنِ ابْنِ عَمْرٍو
قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَدِّثُوْا
عَنِّيْ وَلَا تَكْذِبُوْا عَلَيَّ فَمَنْ
كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ

بخاریؒ اور دارقطنیؒ میں سلمۃ بن الاکوعؓ سے
روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا جو شخص مجھ پر وہ بات کہے جو
میں نے نہیں کہی وہ اپنا ٹھکانا دوزخ
میں بنالے۔ بخاریؒ، ترمذیؒ، دارقطنیؒ
اور حاکم نے اپنے مدخل میں عبداللہ بن
عمروؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مجھ سے حدیث
بیان کرو۔ لیکن مجھ پر جھوٹ نہ بولو۔ جو شخص
مجھ پر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ

مِنَ النَّارِ۔ | میں بنانا چاہیئے۔

وَلِاَحْمَدَ وَالدَّارِمِيِّ وَالتِّرْمِذِيِّ وَصَحَّحَهُ وَابْنِ مَاجَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

احمدؒ۔ دارمیؒ۔ ترمذیؒ اور ابن ماجہؒ نے عبداللہ بن مسعودؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیئے (ترمذیؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے)

وَلِاَحْمَدَ وَالدَّارِمِيِّ وَابْنِ مَاجَةَ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ رضؓ قَالَ سَمِعْتُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُوْلُ عَلٰى هٰذَا الْمِنْبَرِ اِيَّاكُمْ وَكَثْرَةَ الْحَدِيْثِ عَنِّيْ فَمَنْ قَالَ عَلَيَّ فَلَا يَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا وَصِدْقًا وَمَنْ قَالَ عَلَيَّ مَا لَمْ اَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

احمدؒ۔ دارمیؒ۔ ابن ماجہؒ نے ابو قتادہ سے روایت کیا ہے۔ کہ میں نے حضورؐ کو اس منبر پر فرماتے سنا ہے۔ مجھ سے زیادہ حدیثیں روایتیں کرنے سے احتراز کرو۔ جو شخص میری جانب کسی بات کی نسبت کرے اسے حق اور سچ کے علاوہ کچھ نہ کہنا چاہیئے۔ اور جو شخص مجھ سے ایسی بات منسوب کرے جو میں نے نہیں کہی۔ اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنانا چاہیئے۔

وَلِابْنِ مَاجَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّ مَرْفُوْعًا مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

ابن ماجہؒ میں ابو سعیدؓ خدری سے مرفوعاً مروی ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اُسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنانا چاہیئے۔

ولمسلم والترمذی والنسائی عن ابی سعید مرفوعا لا تکتبوا عنی شیئا سوی القرآن فمن کتب عنی شیئا غیر القرآن فلیمحه وحدثوا عن بنی اسرائیل ولا حرج وحدثوا عنی ولا تکذبوا علی فمن کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعده من النار ۔

مسلمؒ۔ ترمذیؒ اور نسائیؒ نے ابو سعیدؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ کہ مجھ سے سوائے قرآن کے کچھ نہ لکھو۔ اور جس نے سوائے قرآن کے کوئی شے لکھ رکھی ہے اسے چاہیے کہ اس تحریر کو مٹا دے۔ بنو اسرائیل سے روایتیں بیان کرو اس میں کوئی حرج نہیں مجھ سے بھی حدیثیں روایت کرو۔ لیکن مجھ پر جھوٹ نہ بولو۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیئے۔

ولابی یعلی والعقیلی والطبرانی فی الاوسط عن ابی بکرن الصدیق رضی اللہ عنه مرفوعا من کذب علی متعمدا او رد شیئا امرت به فلیتبوأ بیتا فی جهنم ۔

ابو یعلیٰ رحؒ۔ عقیلی رحؒ۔ اور طبرانی رحؒ نے اوسط میں ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے۔ یا جس شے کا میں نے حکم کیا ہے اس کا رد کرے۔ اسے اپنا گھر جہنم میں بنا لینا چاہیئے۔

ولاحمد وابی یعلی عن عمر رضی اللہ عنه

احمد رحؒ اور ابو یعلےٰ رحؒ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت

مَرْفُوعاً مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَهُوَ فِي النَّارِ.

کیا ہے۔ جو مجھ پر جھوٹ بولے وہ دوزخ میں ہے۔

وَلِأَحْمَدَ وَالْبَزَّارِ وَأَبِي يَعْلَى وَالدَّارَقُطْنِيِّ وَالْحَاكِمِ فِي الْمَدْخَلِ عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ مَا يَمْنَعُنِي أَنْ أُحَدِّثَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا أَكُونَ أَوْعَى أَصْحَابِهِ عَنْهُ وَلٰكِنِّي أَشْهَدُ لَسَمِعْتُهُ يَقُولُ مَنْ قَالَ عَلَيَّ كَذِبًا فَلْيَتَبَوَّأْ بَيْتًا فِي النَّارِ.

احمد رح۔ بزار رح۔ ابو یعلی رح۔ دار قطنی رح اور حاکم رح نے مدخل میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرمایا کرتے مجھے حضورؐ سے حدیثیں بیان کرنے سے کوئی شے نہیں روکتی۔ سوائے اس کے کہ میں آپ کے صحابہ میں آپ سے روایت کرنے میں زیادہ محفوظ رکھنے والا نہ ہوں میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ جو مجھ پر جھوٹ بولے اسے اپنا گھر دوزخ میں بنا لینا چاہیئے۔

وَلِأَبِي يَعْلَى وَالطَّبَرَانِيِّ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ مَرْفُوعاً مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

ابو یعلی رح اور طبرانی نے طلحہ رض بن عبید اللہ رض سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیئے۔

وَلِلْبَزَّارِ وَأَبِي يَعْلَى

بزار رح۔ ابو یعلی رح۔ دار قطنی اور حاکم

وَالدَّارَقُطْنِيِّ وَالْحَاكِمِ فِي الْمَدْخَلِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ اَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ اِنَّ كِذْبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكِذْبٍ عَلٰى اَحَدٍ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ۔

نے مدخل میں سعید رض بن زید بن عمرو بن نفیل سے روایت کیا ہے - نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھ پر جھوٹ بولنا اور دل پر جھوٹ بولنے کی طرح نہیں ہے۔ جو مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیئے ۔

وَلِاَحْمَدَ وَهَنَّادِ بْنِ السَّرِيِّ فِي الزُّهْدِ وَالْبَزَّارِ وَالطَّبَرَانِيِّ وَالْحَاكِمِ فِي الْمَدْخَلِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا اِنَّ الَّذِيْ يَكْذِبُ عَلَيَّ يُبْنٰى لَهُ بَيْتٌ فِي النَّارِ ۔

احمد رح اور ہناد رح بن السری نے اپنی کتاب الزہد میں۔ بزار رح طبرانی اور حاکم رح نے اپنی مدخل میں عبد اللہ رض بن عمر رض سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ کہ جو شخص مجھ پر جھوٹ بولتا ہے اس کے لئے دوزخ میں ایک گھر بنایا جائے گا ۔

وَلِاَحْمَدَ وَالْحَارِثِ بْنِ اَبِيْ اُسَامَةَ فِيْ مُسْنَدِهٖ وَالطَّبَرَانِيِّ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُفْيَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَرْفُوْعًا مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ۔

احمد رح - حارث رح بن ابی اسامہ نے اپنی مسند میں اور طبرانی رح نے معاویہ رض بن ابی سفیان رض سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیئے ۔

وَلِاَحْمَدَ وَالْبَزَّارِ وَ اَبِیْ یَعْلٰی وَالطَّبَرَانِیِّ عَنْ خَالِدِ بْنِ عُرْفُطَةَ مَرْفُوْعًا مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا وَتَفَظُّ لِلدَّارَقُطْنِیِّ مَنْ قَالَ عَلَیَّ مَالَمْ اَقُلْ فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ۔

احمدؒ۔ بزارؒ۔ ابو یعلیٰؒ اور طبرانیؒ نے خالدؓ بن عرفطہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اور دار قطنی کے الفاظ یہ ہیں۔ کہ جو مجھ پر وہ بات کہے جو میں نے نہیں کہی اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیئے۔

وَلِاَحْمَدَ وَالْحَارِثِ بْنِ اَبِیْ اُسَامَةَ وَالْبَزَّارِ وَ الطَّبَرَانِیِّ وَالْحَاکِمِ فِی الْمَدْخَلِ عَنْ یَحْیَی بْنِ مَیْمُوْنِ الْحَضْرَمِیِّ اَنَّ اَبَا مُوْسَی الْغَافِقِیَّ سَمِعَ عُقْبَةَ بْنَ عَامِرِ الْجُهَنِیَّ یُحَدِّثُ عَلَی الْمِنْبَرِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَحَادِیْثَ فَقَالَ اَبُوْمُوْسٰی اَنَّ صَاحِبَکُمْ هٰذَا الْحَافِظُ اَوْهَالِكٌ اَنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ کَانَ اٰخِرُ مَا عَهِدَ اِلَیْنَا اَنْ قَالَ عَلَیْکُمْ بِکِتَابِ اللّٰهِ

احمدؒ۔ حارث بن ابی اسامہ، بزارؒ طبرانیؒ اور حاکمؒ نے اپنے مدخل میں یحییٰ بن میمون الحضرمی سے روایت کی ہے۔ کہ ابو موسیٰؒ غافقی نے عقبہؓ بن عامر الجہنی کو منبر پر حضورؐ کی چند احادیث بیان کرتے سنا۔ ابو موسیٰؓ نے کہا یہ تمہارے ساتھی یا تو حافظ ہیں یا ہلاک کرنے والے ہیں۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آخری عہد ہم سے لیا تھا۔ وہ یہ تھا۔ اللہ کی کتاب کو لازم پکڑ لو۔ اور تم ایسی قوم کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ جو مجھ سے حدیث کو زیادہ محبوب رکھے گی

وَسَيَرْجِعُونَ إِلَى قَوْمٍ يُحِبُّونَ الْحَدِيْثَ عَنِّي فَمَنْ قَالَ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ وَمَنْ حَفِظَ شَيْئًا فَلْيُحَدِّثْ بِهِ ۔	تو جو شخص مجھ پر وہ بات کہے۔ جو میں نے نہیں کہی۔ اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیے اور جس نے کسی شئے کو یاد رکھا اسے بیان کردینا چاہیے ۔
وَلِأَحْمَدَ وَأَبِي يَعْلَى وَالطَّبْرَانِيِّ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ مَرْفُوعًا مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ۔	احمد رح ۔ ابو یعلیٰ رح اور طبرانی رح نے عقبہ رح بن عامر سے مرفوعاً روایت کیا ہے ۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنانا چاہیے ۔
وَلِأَحْمَدَ وَالْبَزَّارِ وَالطَّبْرَانِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ مَرْفُوعًا مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ۔	احمد رح بزار رح اور طبرانی رح نے زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مرفوعاً یہی الفاظ روایت کئے ہیں ۔
وَلِأَحْمَدَ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ مَرْفُوعًا مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَضْجَعًا مِنَ النَّارِ أَوْ بَيْتًا فِي جَهَنَّمَ ۔	احمد رح نے قیس رح بن عبادہ الانصاری سے مرفوعاً روایت کیا ہے ۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اُسے اپنی آرام گاہ یا اپنا گھر دوزخ میں بنا لینا چاہیے ۔

وَلِلْبَزَّارِ وَالْعُقَيْلِيِّ فِي الضُّعَفَاءِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ مَرْفُوعًا مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

بزار رح اور عقیلی رح نے کتاب الضعفاء میں عمران رض بن حصین سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لینا چاہیئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے والے کی حکایت

وَلِلطَّبَرَانِيِّ فِي الْأَوْسَطِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَجُلًا لَبِسَ حُلَّةً مِثْلَ حُلَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَتَى أَهْلَ بَيْتٍ مِنَ الْمَدِينَةِ فَقَالَ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَمَرَنِي أَيَّ أَهْلَ بَيْتٍ مِنَ الْمَدِينَةِ شِئْتُ اسْتَطْلَعْتُ فَأَعَدُّوا لَهُ بَيْتًا وَأَرْسَلُوا رَسُولًا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوهُ فَقَالَ

طبرانی رح نے اوسط میں عبداللہ رض بن عمرو بن العاص سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسا حلہ پہنا۔ پھر مدینہ میں اہل بیت کے پاس گیا۔ اور ان سے کہنے لگا حضور ﷺ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اہل بیت میں سے جسے چاہے اس بات سے مطلع کر دوں کہ وہ آپ کے لئے ایک مکان تیار کریں اہل بیت نے حضور کے پاس قاصد بھیجا اور آپ کو اس بات کی اطلاع دی۔ آپ نے ابوبکر رض و عمر رض سے فرمایا جاؤ۔ اگر تم اسے زندہ پاؤ۔ تو قتل کر دو

لابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما انطلقا الیہ فان وجدتماہ حیا فاقتلاہ ثم حرقاہ بالنار وان وجدتماہ قد کفیتماہ ولا اراکما الا وقد کفیتماہ فحرقاہ فاتیاہ فوجداہ قد خرج من اللیل یبول فلدغتہ حیۃ افعی فمات فحرقاہ بالنار ثم رجعا الیہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخبراہ الخبر فقال علیہ السلام من کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعدہ من النار۔

اور آگ میں جلا دو۔ اگر تم اسے اس حالت میں پاؤ۔ کہ اسے موت کفایت کر چکی ہو۔ اور میرا خیال ہے۔ کہ اسے موت ضرور کفایت کر چکی ہو گی۔ تو اسے آگ میں جلا دو۔ ابو بکرؓ وعمر رضی اللہ عنہما اس کے پاس آئے تو اسے اس حالت میں پایا۔ کہ وہ رات کو پیشاب کے لئے نکلا، اسے سانپ نے ڈس لیا۔ جس سے وہ مر گیا۔ ابو بکرؓ وعمرؓ نے اسے آگ میں جلا دیا۔ اور آکر حضورؐ سے واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیے۔

ولابن عدی فی الکامل عن بریدۃ قال کان حی من بنی لیث علی میلین من المدینۃ وکان رجل قد خطب منہم فی

ابن عدیؒ نے کامل میں بریدہؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ قبیلہ بنو لیث جو مدینہ سے دو میل پر واقع تھا۔ ان میں سے ایک شخص نے زمانہ جاہلیت میں نکاح کا پیغام دیا تھا۔ لیکن لڑکی والوں نے

الجاهلية فلم يزوجوه فأتاهم وعليه حلة فقال ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كساني هذا وأمرني ان احكم في اموالكم ودمائكم ثم انطلق فنزل على تلك المرأة التي كان خطبها فارسل القوم الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال كذب عدو الله ثم ارسل رجلا فقال ان وجدته حيا فاضرب عنقه وان وجدته ميتا فاحرقه فوجده قد لدغته افعى فمات فحرقه بالنار فذلك قوله عليه السلام من كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من النار۔

وللطبراني عن عبد الله

اس سے نکاح نہ کیا۔ وہ ان کے پاس ایک حلہ پہن کر آیا۔ اور کہنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ حلہ پہنایا ہے۔ اور تمہارے خون اور تمہارے مالوں کا مجھے فیصلہ کرنے کا حکم دیا ہے پھر وہ اس عورت کے پاس گیا جسے اس نے پیغام دیا تھا۔ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آدمی بھیجا آپ نے فرمایا اس اللہ کے دشمن نے جھوٹ بولا۔ پھر آپ نے ایک شخص کو روانہ کیا اور فرمایا اگر اسے زندہ پاؤ تو قتل کر دو اور اگر اسے مردہ پاؤ۔ تو آگ میں جلا دو۔ وہ شخص جب اس کے پاس پہنچا۔ تو اسے سانپ نے ڈس لیا تھا۔ اور وہ اس کے زہر سے مر چکا تھا۔ اس شخص نے اسے آگ میں جلا دیا۔ تو یہ تفسیر ہوئی حضورؐ کے اس فرمان کی جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیئے۔

طبرانی رحمہ اللہ عبد اللہؓ بن محمدؓ بن حنفیہ

ابْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ انْطَلَقْتُ مَعَ أَبِي إِلَى صِهْرٍ لَنَا مِنْ أَسْلَمَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ أَرِحْنَا بِهَا يَا بِلَالُ يَعْنِي الصَّلٰوةَ قُلْتُ أَسَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَغَضِبَ وَأَقْبَلَ يُحَدِّثُهُمْ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعَثَ رَجُلًا إِلَى حَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَلَمَّا أَتَاهُمْ قَالَ أَمَرَنِي عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنْ أَحْكُمَ فِي نِسَائِكُمْ بِمَا شِئْتُ فَقَالُوْا سَمْعًا وَطَاعَةً لِأَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَبَعَثُوْا رَجُلًا إِلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ إِنَّ فُلَانًا جَاءَنَا فَقَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ أَمَرَنِي

سے روایت کیا ہے۔ کہ میں اپنے والد کے ساتھ بنو اسلم کی جانب گیا جو ہمارے داماد اور حضورؐ کے صحابہ ہوتے تھے ہیں نے انہیں یہ فرماتے سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے بلال ہمیں نماز کے ذریعہ آرام پہنچا دیں نے عرض کیا کیا آپ نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ اس پر وہ غضب ناک ہو گئے۔ اور یہ حدیث بیان فرمائی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو عرب کے ایک قبیلہ کی جانب بھیجا جب وہ ان کے پاس پہنچا۔ تو اس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا۔ کہ میں تمہاری عورتوں کے بارے میں جو چاہے فیصلہ کر سکتا ہوں۔ انہوں نے جواب دیا ہم نے حضورؐ کے حکم کو سنا اور اطاعت کی۔ اور ایک شخص کو حضور صلعم کی خدمت میں بھیجا۔ اس نے آکر عرض کیا۔ کہ فلاں شخص ہمارے پاس آیا اور اس نے یہ کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تمہاری عورتوں کے درمیان

أَنْ أَحْكُمَ فِي نِسَائِكُمْ فَإِنْ كَانَ عَنْ أَمْرِكَ فَسَمْعًا وَطَاعَةً وَإِنْ كَانَ عَنْ غَيْرِ ذٰلِكَ فَأَحْبَبْنَا أَنْ نُعْلِمَكَ فَغَضِبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَبَعَثَ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ وَقَالَ اذْهَبْ فَاقْتُلْهُ وَأَحْرِقْهُ بِالنَّارِ فَانْتَهٰى إِلَيْهِ وَقَدْ مَاتَ وَقُبِرَ فَأَمَرَ بِهِ فَنُبِشَ ثُمَّ أَحْرَقَهُ بِالنَّارِ ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ فَقَالَ أَتَرَانِي كَذَبْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ بَعْدَ هٰذَا۔

فیصلہ کرنے کا اختیار دیا ہے۔ اگر یہ آپ کا حکم ہے تو ہم اسے سنتے ہیں اور اطاعت کرتے ہیں اور اس کے علاوہ اگر کچھ اور ہے، تو ہم آپ سے معلوم کرنا پسند کرتے ہیں۔ نبی کریم صلعم یہ سن کر سخت غصہ ہوئے اور ایک انصاری کو حکم دیا کہ جاؤ اسے جاکر قتل کردو۔ اور آگ میں جلادو جب وہ انصاری اس کے پاس پہنچا تو وہ مرچکا تھا اور دفنایا جاچکا تھا۔ آپ نے اس کی قبر اکھاڑنے اور آگ میں جلانے کا حکم دیا۔ صحابی کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد ارشاد فرمایا۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنانا چاہیے۔ تو کیا اس واقعہ کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بول سکتا ہوں۔

وَلِلطَّبَرَانِيِّ فِي الْأَوْسَطِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ وَالْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَفَعَاهُ مَنْ

طبرانی رح نے اوسط میں زید رض بن ارقم اور براء رض بن عازب سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان

كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ۔	کر جھوٹ بولے۔ وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لے ؛
وَلِلطَّبَرَانِي عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَرْفُوعًا مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ۔	نیز طبرانی رح نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لے ؛
وَلِلطَّبَرَانِي فِي الْأَوْسَطِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَرْفُوعًا مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ۔	اور طبرانی رح نے اوسط میں معاذ بن جبل رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لے ؛
وَلِلطَّبَرَانِي عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ الْجُهَنِيِّ هٰذَا اللَّفْظُ وَكَذَا لِلطَّبَرَانِي فِي الصَّغِيرِ عَنْ نُبَيْطِ بْنِ شُرَيْطٍ وَكَذَا لِلطَّبَرَانِي عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ وَكَذَا لَهُ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ وَكَذَا لَهُ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ	طبرانی رح نے انہی الفاظ کے ساتھ عمرو رض بن مرہ الجہنی، نبیط رض بن شریط، عمار رض بن یاسر۔ عمرو رض بن عبسہ اور عمرو بن حریث سے بھی روایت کی ہے۔ اسی طرح طبرانی رح اور دارمی رح نے ابن عباس رضی اللہ عنہ اور عتبہ رض بن غزوان سے بھی روایت کی ہے

وَكَذَا لَهُ وَلِلدَّارِمِيِّ عَنِ ابْنِ
عَبَّاسٍ وَكَذَا لَهُ عَنْ عُتْبَةَ
بْنِ غَزْوَانَ وَكَذَا لَهُ وَابْنِ
عَدِيٍّ عَنِ الْحَرِثِ بْنِ عَمْرَةَ
وَكَذَا لَهُ وَلِلدَّارِمِيِّ عَنْ يَعْلَى
بْنِ مُرَّةَ وَكَذَا لَهُ وَلِلْبَزَّارِ عَنْ
أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ عَنْ
أَبِيهِ وَاسْمُهُ طَارِقُ بْنُ أَشْيَمَ۔
وَلَهُ وَأَبِي نُعَيْمٍ وَ
الْإِسْمٰعِيلِيِّ فِي مُعْجَمِهِ عَنْ
سَلْمَانَ بْنِ خَالِدٍ الْخُزَاعِيِّ
مَرْفُوْعًا بِلَفْظِ مَنْ كَذَبَ
عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ بَيْتًا
فِي النَّارِ۔
وَلِلطَّبَرَانِيِّ عَنْ عَمْرِو
بْنِ دِيْنَارٍ أَنَّ بَنِي صُهَيْبٍ
قَالُوْا لِصُهَيْبٍ يَا أَبَانَا أَصْحَابُ
النَّبِيِّ يُحَدِّثُوْنَ عَنْ آبَائِهِمْ
فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى

اسی طرح طبرانی رح اور ابن عدی رح
نے حرث رض بن عمرہ اور اسی طرح طبرانی رح
اور دارمی رح نے یعلی رض بن مرہ اور اسی طرح
طبرانی رح اور بزار رح نے ابو مالک رح
الاشجعی کے واسطے سے ان کے
والد سے روایت کی ہے۔ اور
ان کے والد کا نام طارق رضی اللہ
عنہ بن اشیم ہے۔
طبرانی رح، ابو نعیم رح اور اسمٰعیلی رح
نے اپنی معجم میں سلمان رض بن خالد
الخزاعی سے مرفوعاً روایت کیا
ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ
بولے اسے چاہیے کہ اپنا گھر دوزخ
میں بنائے۔
طبرانی رح نے عمرو رض بن دینار رح سے
روایت کیا ہے، کہ بنو صہیب نے
حضرت صہیب رض سے عرض کیا کہ اصحاب
رسول اللہ اپنے آباء سے احادیث رسول
بیان کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا میں نے

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ وَلِلطَّبَرَانِیِّ بِھٰذَا اللَّفْظِ عَنْ سَائِبِ بْنِ یَزِیْدَ ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیے۔ انہی الفاظ کے ساتھ طبرانی رح نے سائب بن یزید رض سے بھی روایت کیا ہے۔

وَلَہٗ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ الْبَاھِلِیِّ بِلَفْظِ مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ بَیْنَ عَیْنَیْ جَھَنَّمَ ۔

نیز طبرانی رح نے ابو امامۃ الباہلی رض سے یہی حدیث ان الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ کے سامنے بنانا چاہیے۔

وَلَہٗ عَنْ اَبِیْ قِرْصَافَۃَ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ حَدِّثُوْا عَنِّیْ بِمَا تَسْمَعُوْنَ وَلَا یَحِلُّ لِرَجُلٍ اَنْ یَکْذِبَ عَلَیَّ فَمَنْ کَذَبَ عَلَیَّ اَوْ قَالَ عَلَیَّ غَیْرَ مَا قُلْتُ بُنِیَ لَہٗ بَیْتٌ فِیْ جَھَنَّمَ یُوْتَعُ فِیْہِ ۔

طبرانی رح نے ابو قرصافہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھ سے جو تم سنتے ہو وہ بیان کیا کرو لیکن کسی کے لئے یہ حلال نہیں کہ وہ مجھ پر جھوٹ بولے جو شخص مجھ پر جھوٹ بولے گا۔ یا وہ بات کہے گا جو میں نے نہیں کہی اس کے لئے جہنم میں گھر بنایا جائے گا جس میں اسے ڈالا جائے گا۔

وَلَہٗ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِیْجٍ مَرْفُوْعًا لَا تَکْذِبُوْا عَلَیَّ فَاِنَّہٗ لَیْسَ کَذِبٌ عَلَیَّ

طبرانی رح ہی میں رافع بن خدیج رض سے مرفوعًا مروی ہے۔ مجھ پر جھوٹ نہ بولو کیونکہ مجھ پر جھوٹ بولنا اوروں پر جھوٹ بولنے

تَكْذِبُ عَلَى أَحَدٍ۔

کی طرح نہیں ہے۔

وَلَهُ عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ الثَّقَفِيِّ مَرْفُوعًا مَنْ كَذَبَ عَلَى نَبِيِّهِ أَوْ عَلَى عَيْنَيْهِ أَوْ عَلَى وَالِدَيْهِ لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ۔

طبرانی ؒ نے اوس ؓ بن اوس الثقفی سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو شخص اپنے نبی پر جھوٹ بولے یا نبی کے سامنے جھوٹ بولے یا نبی کے والدین پر وہ جنت کی خوشبو نہ پائے گا۔

وَلَهُ فِي الْأَوْسَطِ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ لَا تَكْذِبُوا عَلَيَّ إِنَّ الَّذِي يَكْذِبُ عَلَيَّ لَجَرِيءٌ۔

نیز طبرانی ؒ نے اوسط میں حذیفہ ؓ بن الیمان سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ مجھ پر جھوٹ نہ بولو۔ جو مجھ پر جھوٹ بولتا ہے وہ بہت جری ہے۔

وَلَهُ فِي الْأَوْسَطِ عَنْ أَبِي خَلْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ مَيْمُونَ الْكُرْدِيَّ وَهُوَ عِنْدَ مَالِكِ بْنِ دِينَارٍ وَقَالَ لَهُ مَالِكُ بْنُ دِينَارٍ مَا لِلشَّيْخِ لَا يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ فَإِنَّ أَبَاكَ قَدْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَسَمِعَ مِنْهُ فَقَالَ كَانَ أَبِي لَا يُحَدِّثُ عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

نیز طبرانی ؒ نے اوسط میں ابو خلدہ ؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ میمون ؒ الکردی مالک ؒ بن دینار کے پاس بیٹھے تھے۔ مالک ؒ نے عرض کیا شیخ کو کیا ہوا۔ کہ وہ اپنے والد سے حدیثیں روایت نہیں کرتے۔ حالانکہ آپ کے والد نے حضور کا زمانہ بھی پایا اور آپ سے احادیث بھی سنی۔ میمون ؒ نے فرمایا میرے والد حضور سے حدیث اس خوف کے باعث بیان نہیں کیا کرتے تھے۔ کہ

مَخَافَةَ اَنْ يَزِيْدَ اَوْ يَنْقُصَ فِي الْكَلَامِ وَقَالَ سَمِعْتُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُوْلُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

کہیں کلام میں کمی یا زیادتی نہ ہو جائے اور وہ فرماتے ہیں نے حضورؐ سے سنا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیئے۔

وَلَهُ عَنْ سَعْدِ بْنِ الْمِدْخَاشِ عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ عَلِمَ شَيْئًا فَلَا يَكْتُمْهُ وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَتَبَوَّأْ بَيْتًا فِي جَهَنَّمَ۔

طبرانیؒ نے سعد بن مدخاش سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی بات کو جانتا ہو اسے نہ چھپائے اور جو شخص مجھ پر جھوٹ بولے اسے اپنا گھر جہنم میں بنا لینا چاہیئے۔

وَلِاَبِي مُحَمَّدِنِ الرَّامَهُرْمُزِيِّ فِي كِتَابِ الْمُحَدِّثِ الْفَاضِلِ عَنْ مَالِكِ بْنِ عِتَاهِيَةَ اَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَهِدَ اِلَيْنَا فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَقَالَ عَلَيْكُمْ بِالْقُرْاٰنِ وَسَتَرْجِعُوْنَ اِلٰى اَقْوَامٍ يُحَدِّثُوْنَ عَنِّيْ فَمَنْ عَقَلَ شَيْئًا فَلْيُحَدِّثْ بِهِ وَمَنْ قَالَ عَلَيَّ مَا لَمْ اَقُلْ

ابو محمدؒ الرامہرمزی کتاب المحدث الفاضل میں مالکؓ بن عتاہیہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضور صلعم نے ہم سے حجۃ الوداع میں یہ عہد لیا تھا۔ کہ تم قرآن کو لازم پکڑ لو۔ اور عنقریب تم ایسی قوم کے پاس لوٹائے جاؤ گے۔ جو مجھ سے حدیثیں روایت کرے گی۔ جو کسی بات کو یاد رکھے اسے چاہیئے کہ وہ اسے بیان کر دے اور جو مجھ پر ایسی بات کہے گا جو میں نے نہیں کہی

فَلْيَتَبَوَّأْ بَيْتًا فِي جَهَنَّمَ۔

تو اسے اپنا گھر دوزخ میں بنا لینا چاہیئے۔

وَلِلطَّبَرَانِيِّ وَالْإِمَامِ مَرْوَزِيِّ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ مَرَّ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا وَنَحْنُ نَتَحَدَّثُ فَقَالَ مَا تُحَدِّثُونَ فَقُلْنَا مَا سَمِعْنَا مِنْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ تَحَدَّثُوا وَلْيَتَبَوَّأْ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا مَقْعَدَهُ مِنْ جَهَنَّمَ۔

طبرانیؒ اور امام مروزیؒ نے رافع بن خدیجؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز ہمارے پاس سے گذرے اور ہم باہم گفتگو کر رہے تھے آپ نے دریافت فرمایا کیا باتیں کر رہے ہو۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ جو ہم نے آپ سے سنی ہیں۔ آپ نے فرمایا حدیثیں بیان کیا کرو اور جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیئے۔

وَلِابْنِ سَعْدٍ وَالطَّبَرَانِيِّ عَنِ الْمُقَنَّعِ التَّمِيمِيِّ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَدَقَةِ إِبِلِنَا فَأَمَرَ بِهَا فَقُبِضَتْ فَقُلْتُ إِنَّ فِيهَا نَاقَتَيْنِ هَدِيَّةٌ لَكَ فَأَمَرَ بِعَزْلِ الْهَدِيَّةِ مِنَ الصَّدَقَةِ فَمَكَثْتُ أَيَّامًا

ابن سعدؒ اور طبرانیؒ نے مقنع التمیمیؓ سے روایت کی ہے۔ کہ میں اپنے اونٹوں کا صدقہ لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے ان پر قبضہ کرنے کا حکم دیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس میں دو اونٹنیاں آپ کے لئے ہدیہ ہیں۔ آپ نے ہدیہ کو صدقہ سے جدا کرنے کا حکم دیا۔ میں چند روز مدینہ ٹھہرا۔ لوگوں نے یہ باتیں شروع

وَخَاصَ النَّاسُ اَنَّهٗ عَلَيْهِ	کہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید
السَّلَامُ بَعَثَ خَالِدَ بْنَ	کو مضر کی جانب صدقہ وصول کرنے کے لئے
الْوَلِيْدِ اِلٰى رَفِيْقِ مُضَرَ	بھیجا ہے۔ میں نے لوگوں سے کہا خدا کی قسم
لِصَدَقَتِهِمْ فَقُلْتُ وَاللّٰهِ مَا	ہم لوگوں کے پاس کوئی مال نہیں۔ میں حضورؐ
عِنْدَ اَهْلِنَا مِنْ مَالٍ فَاَتَيْتُهٗ	کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ سے یہ بات
عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقُلْتُ اَنَّ	بیان کی۔ آپ نے اپنے ہاتھ اوپر اٹھائے حتیٰ کہ
النَّاسَ خَاضُوْا فِيْ كَذَا	میں نے آپ کی بغلوں کی سپیدی دیکھی
فَرَفَعَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ	اور فرمایا اے اللہ میں ان لوگوں کے لئے
يَدَيْهِ حَتّٰى نَظَرْتُ اِلٰى	اپنے اوپر جھوٹ بولنا حلال نہیں کرتا۔
بَيَاضِ اِبْطَيْهِ وَقَالَ اللّٰهُمَّ	مقنع رضؓ کہتے ہیں۔ میں نے پھر حضورؐ
لَا اُحِلُّ لَهُمْ اَنْ يَكْذِبُوْا	سے کوئی حدیث بیان نہیں کی سوائے
عَلَيَّ قَالَ الْمُقَنَّعُ فَلَمْ اُحَدِّثْ	دو قسم کی احادیث کے یا تو وہ حدیث
بِحَدِيْثٍ عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ	جس کی مطابقت میں کتاب اللہ ہو
اِلَّا حَدِيْثٌ نَطَقَ بِهٖ كِتَابٌ	یا وہ سنت جاریہ ہو۔ کیونکہ جب اس
اَوْجَرَتْ بِهٖ سُنَّةٌ يُكْذَبُ	معاملہ میں آپ کی حیات میں جھوٹ
عَلَيْهِ فِيْ حَيَاتِهٖ فَكَيْفَ بَعْدَ	نہیں بولا جا سکتا۔ تو آپ کی موت کے بعد
مَمَاتِهٖ ۔	کیسے جھوٹ بولا جا سکتا ہے ۔
وَلِلدَّارَقُطْنِيِّ عَنْ رَافِعِ	دار قطنی رحؒ نے رافع رضؓ بن خدیج سے روایت
بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ	کیا ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

رسول الله صلى الله عليه وسلم فجاء رجل فقال يا رسول الله ان الناس يحدثون عنك كذا وكذا فقال ما قلته ما اقول الا ما ينزل من السماء ويحكم لا تكذبوا علي فانه ليس كذب علي ككذب على غيري ۔

پاس موجود تھے۔ ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ لوگ آپ سے فلاں فلاں بات روایت کرتے ہیں۔ آپنے فرمایا میں سوائے اس کے کچھ نہیں کہتا جو خدا نے آسمان سے نازل فرمایا ہے۔ اور جس کا وہ حکم دیتا ہے مجھ پر جھوٹ نہ بولو کیونکہ مجھ پر جھوٹ بولنا اوروں کی طرح پر جھوٹ بولنے کی طرح نہیں ہے

وللبزار عن ابن عمر مرفوعا من افرى الفرى ما لم تره من افرى الفرى من قال علي ما لم اقل ۔

بزارؒ نے ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ کہ وہ شخص تہمت لگانے میں کتنا قوی ہے جو مجھ پر وہ بات کہے جو میں نے نہیں کہی ۔

وللعقيلي في كتاب الضعفاء عن ابي كبشة الانماري بلفظ من كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من النار وللعقيلي عن غزوان بهذا اللفظ ۔

عقیلیؒ نے کتاب الضعفاء میں ابو کبشہ الانماری سے ان الفاظ کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیے نیز عقیلیؒ نے انہی الفاظ کے ساتھ اسے غزوانؒ سے بھی روایت کیا ہے ۔

وله وللطبراني عن

عقیلیؒ اور طبرانیؒ نے افراد میں ابو الرافع

الأفراد عن أبي رافع من كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من جهنم۔

سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیئے۔

ولابن عساكر في تاريخه عن واثلة بن الأسقع سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إن من الكبائر أن يقول الرجل علي ما لم أقل ولابن عدي والحاكم في المدخل من طريق آخر عن واثلة بن الأسقع مرفوعا إن من أفرى الفرى من تقولني ما لم أقله أو من أرى عينيه في المنام ما لم تر۔

ابن عساکرؒ نے اپنی تاریخ میں واثلہؓ بن الاسقع سے روایت کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبیرہ گناہوں میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ انسان وہ بات کہے جو میں نے نہیں کہی۔ ابن عدیؒ اور حاکمؒ نے مدخل میں واثلہ بن الاسقع سے مرفوعاً اس روایت کو دوسرے طریقہ سے روایت کیا ہے۔ سب سے بڑی تہمت میرے قول میں وہ ہے۔ کہ انسان وہ بات کہے جو میں نے نہیں کہی۔ یا یہ کہے۔ کہ اس نے خواب میں مجھے دیکھا ہے۔ حالانکہ اس نے نہ دیکھا ہو۔

والخطيب في تاريخه عن النعمان بن بشير ولفظه من كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من النار۔

خطیبؒ نے اپنی تاریخ میں نعمانؓ بن بشیر سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیئے۔

والطبرانی عن اسامة بن زید بلفظ من قال علیّ ما لم اقل فلیتبوأ مقعده من النار۔

طبرانیؒ نے اسامہؓ بن زید سے ان الفاظ کے ساتھ اسے روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر وہ بات کہے جو میں نے نہیں کہی اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنانا چاہیے۔

والحاکم فی المدخل عن جابر بن عبد اللہ اشتد غضب اللہ علی من کذب علیّ متعمدا۔

حاکمؒ نے مدخل میں جابرؓ بن عبد اللہؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اللہ کا غضب اس شخص پر سخت ہو، جو مجھ پر جان کر جھوٹ بولے۔

والحاکم فی المدخل عن بهز بن حکیم عن ابیه عن جده مرفوعا من کذب علیّ متعمدا فعلیه لعنة اللہ والملائکة والناس اجمعین لا یقبل منه صرف ولا عدل۔

حاکمؒ نے مدخل میں بہزؒ بن حکیم عن ابیہ عن جدہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اس پر اللہ، فرشتے اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ اس سے کسی قسم کا بدلہ نہ قبول کیا جائے گا۔

والحاکم فی المدخل عن حذیفة من کذب علیّ متعمدا فلیتبوأ مقعده من النار۔

حاکمؒ نے مدخل میں حذیفہؓ بن الیمان سے روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیے۔

وَلِلْحَاكِمِ فِي الْمَدْخَلِ	حاکم رح نے مدخل میں عبداللہ بن زبیر رض
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ بِلَفْظِ	سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے
مَنْ حَدَّثَ عَنِّي كَذِبًا فَلْيَتَبَوَّأْ	جو شخص مجھ سے جھوٹ بیان کرے اسے
مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ،	اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنانا چاہیئے ،
وَلِلْبَزَّارِ وَابْنِ عَدِيٍّ	بزار اور ابن عدی رح نے ابوہریرہ رض
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَوْقُوفًا ثَلٰثَةٌ	سے مرفوعاً روایت کیا ہے تین آدمی جنت
لَا يَرِيحُونَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ رَجُلٌ	کی خوشبو نہ پائیں گے ایک وہ شخص جو اپنے
ادُّعِيَ إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَرَجُلٌ	آپ کو باپ کے علاوہ دوسرں کی طرف منسوب
كَذَبَ عَلَى نَبِيِّهِ وَرَجُلٌ	کرے ، دوسرا وہ شخص جو اپنے نبی پر جھوٹ بولے
كَذَبَ عَلَى عَيْنَيْهِ ،	تیسرا وہ شخص جو اپنے سامنے کے آدمی پر جھوٹ بولے
وَلِأَحْمَدَ وَهَنَّادٍ وَالْحَاكِمِ	احمد رح ہناد رح اور حاکم نے اپنی
فِي مُسْتَدْرَكِهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ	مستدرک میں ابوہریرہ رض سے ان
بِلَفْظِ مَنْ يَقُولُ عَلَيَّ مَا لَمْ	الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے ۔ جو مجھ
أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ	پر وہ بات کہے ۔ جو میں نے نہیں کہی اسے اپنا
النَّارِ وَفِي لَفْظِهِ بَيْتًا فِي	ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیئے ۔ اور ایک
جَهَنَّمَ ،	روایت میں گھر کا لفظ ہے ،
وَلِابْنِ صَاعِدٍ فِي	ابن صاعد رح نے اپنی جمع میں اس حدیث
جَمْعِهِ لِطُرُقِ هٰذَا الْحَدِيثِ	کو مختلف اسناد کے ذریعہ سعد بن ابی وقاص رض
عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ وَ	سے انہی الفاظ سے روایت کیا ہے ۔ جو مجھ

لَفظُهٗ مَنْ قَالَ عَلَيَّ مَا لَمْ اَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ۔

پر وہ بات کہے جو میں نے نہیں کہی، اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیے۔

وَلِلْخَطِيْبِ فِي التَّارِيْخِ عَنْ اَبِيْ عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ بِلَفْظِ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ۔

خطیبؒ نے اپنی تاریخ میں ابوعبیدہؓ بن الجراح سے ان الفاظ کے ساتھ اسے روایت کیا ہے، جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے۔

وَلِابْنِ عَدِيٍّ عَنْ صُهَيْبٍ وَلَفْظُهٗ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ كُلِّفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَنْ يَعْقِدَ بَيْنَ شَعِيْرَتَيْنِ فَذٰلِكَ الَّذِيْ يَمْنَعُنِيْ مِنَ الْحَدِيْثِ۔

ابن عدیؒ نے صہیبؓ سے ان الفاظ سے روایت کیا ہے، جو شخص مجھ پر جھوٹ بولے گا اسے قیامت کے روز دو جَو کے درمیان گرہ لگانے کا عذاب دیا جائے گا صہیبؓ کہتے ہیں یہی وجہ ہے جو مجھے حدیث بیان کرنے سے روکتی ہے

وَكَذَا الدَّارَقُطْنِيُّ فِي الْاَفْرَادِ وَالْخَطِيْبُ فِي التَّارِيْخِ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ۔

دارقطنیؒ نے افراد میں اور خطیبؒ نے سلمانؓ فارسی سے بھی ایسی ہی روایت کی ہے۔

وَكَذَا ابْنُ الْجَوْزِيِّ وَالْحَافِظُ يُوْسُفُ بْنُ خَلِيْلِ الدِّمَشْقِيُّ فِيْ جَمْعِهٖ لِطُرُقِ هٰذَا الْحَدِيْثِ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ

اسی طرح ابن جوزیؒ اور حافظ یوسفؒ بن خلیل الدمشقی نے جمعہ میں مختلف طریقوں سے اسے ابوذرؓ سے روایت کیا ہے۔ اسی طرح

وَكَذَا لِابْنِ صَاعِدٍ وَغَيْرِهِ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أُسَيْدٍ ۔	ابن صاعدؒ وغیرہ نے حذیفہ رضؓ بن اسید سے ۔
وَلِابْنِ عَدِيٍّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ مَنْ أَحْدَثَ حَدِيثًا أَوْ آوَى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ وَعَلَى مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا ۔	ابن عدیؒ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ جو نئی بات (دین میں) پیدا کرے۔ تو اس پر اللہ فرشتے اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اسی طرح اس شخص پر بھی جو جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولے ۔
وَلِابْنِ قَانِعٍ فِي مُعْجَمِهِ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ مَنْ تَقَوَّلَ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ وَذَلِكَ لِأَنَّهُ بَعَثَ رَجُلًا فِي حَاجَةٍ فَكَذَبَ عَلَيْهِ فَدَعَا عَلَيْهِ فَوُجِدَ مَيِّتًا قَدِ انْشَقَّ بَطْنُهُ وَلَمْ تَقْبَلْهُ الْأَرْضُ ۔	ابن قانعؒ نے اپنی معجم میں اسامہؓ بن زیدؓ سے روایت کیا ہے جو مجھ پر وہ بات کہے جو میں نے نہیں کہی وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے اور اس کی تفسیر اس طرح ہے کہ حضور نے ایک شخص کو کسی کام کے لئے بھیجا اس نے آپ پر جھوٹ بولا۔ آپ نے اس کے لئے بددعا فرمائی تو وہ مردہ پایا گیا اور اس کا پیٹ پھٹ گیا تھا۔ اور اسے زمین قبول نہ کرتی تھی ۔
وَلِلدَّارَقُطْنِيِّ وَابْنِ الْجَوْزِيِّ عَنْ عَبْدِ اللهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا	دارقطنیؒ اور ابن جوزیؒ نے عبداللہؓ بن زبیرؓ سے روایت کیا ہے ۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ

فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔ میں بنالے۔

وَقَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ مَرَّ جَبَهُ نیز ابن جوزی نے عبداللہ بن زبیرؓ سے

اُخْرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ روایت کیا ہے انہوں نے ایک روز اپنے

اَنَّهُ قَالَ يَوْمًا لِاَصْحَابِهِ ساتھیوں سے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ اس حدیث

اَتَدْرُوْنَ مَا تَاْوِيْلُ هٰذَا کا جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے وہ اپنا

الْحَدِيْثِ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ ٹھکانا دوزخ میں بنالے،، کیا مطلب ہے۔

مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ ایک شخص کو ایک عورت سے عشق ہو گیا۔ وہ

مِنَ النَّارِ رَجُلٌ عَشِقَ امْرَاَةً ایک روز شام کے وقت اس عورت کے گھر

فَاَتٰى اِلٰى اَهْلِهَا مَسَاءً فَقَالَ والوں کے پاس گیا اور کہنے لگا میں رسول اللہ

اِنِّيْ رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ بَعَثَنِيْ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد ہوں آپ نے مجھے تمہارے

اِلَيْكُمْ اَنْ اَتَضَيَّفَ فِيْ اَيِّ پاس اس لئے بھیجا ہے، کہ میں تمہارے گھروں میں سے

بُيُوْتِكُمْ شِئْتُ وَكَانَ يَنْتَظِرُ جس میں چاہے قیام کروں، اور وہ شام کا انتظار

بُيُوْتَهُ الْمَسَاءَ فَاَتٰى رَجُلٌ کرتا رہا، ان میں سے ایک شخص حضورؐ کی خدمت

مِنْهُمُ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ میں آیا اور عرض کیا فلاں شخص ہمارے پاس آیا

فَقَالَ اِنَّ فُلَانًا اَتَانَا يَزْعَمُ اور یہ کہتا ہے، کہ آپ نے اسے حکم دیا ہے، کہ وہ

اِنَّكَ اَمَرْتَهُ اَنْ يَبِيْتَ فِيْ ہمارے گھروں میں سے جس میں چاہے رات گزارے

اَيِّ بُيُوْتِنَا شَاءَ فَقَالَ كَذَبَ آپ نے فرمایا اس نے جھوٹ بولا۔ اے فلانے اس

يَا فُلَانُ اِنْطَلِقْ مَعَهُ فَاِنْ شخص کے ساتھ جاؤ، اگر اللہ تعالیٰ تجھے اس پر

اَمْكَنَكَ اللّٰهُ مِنْهُ فَاضْرِبْ قدرت دے تو اسے قتل کر دینا اور آگ میں جلا دینا

عُنُقَهُ وَاَحْرِقَهُ بِالنَّارِ وَلَا اَرَاكَ اِلَّا قَدْ كَفَيْتَهُ فَجَاءَتِ السَّمَاءُ فَصَبَّتْ فَخَرَجَ لِيَتَوَضَّأَ فَلَسَعَتْهُ اَفْعٰى فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ هُوَ فِي النَّارِ ۔

مگر میرا خیال ہے کہ اسے موت نے کفایت کی ہوگی۔ آسمان سے بارش شروع ہوئی وہ وضو کرنے کے لئے باہر نکلا۔ تو اسے سانپ نے ڈس لیا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا وہ دوزخ میں ہے۔

وَلِابْنِ قَانِعٍ فِي مُعْجَمِ الصَّحَابَةِ وَابْنِ الْجَوْزِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي اَوْفٰى بِلَفْظِ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ۔

ابن قانع رح نے معجم الصحابہ میں اور ابن جوزی رح نے عبد اللہ رض بن ابی اوفیٰ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لے۔

وَكَذَا لَهُمَا عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَسَدٍ وَكَذَا الْحَاكِمِ عَنْ عَفَّانَ بْنِ حَبِيْبٍ وَلِلْجَوْزَقَانِيِّ وَابْنِ الْجَوْزِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الصَّحَابَةِ مَنْ تَقَوَّلَ عَلَيَّ مَا لَمْ اَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ بَيْنَ عَيْنَيْ جَهَنَّمَ مَقْعَدًا ۔

اسی طرح ان دونوں اصحاب نے یزید رض بن اسد سے اور حاکم رض نے عفان رح بن حبیب سے بھی اسے روایت کیا ہے جوزقانی رح اور ابن جوزی کے حضور ص کے ایک صحابی سے روایت کیا ہے، جو مجھ پر وہ بات کہے جو میں نے نہیں کہی اسے اپنا ٹھکانا دوزخ کے سامنے بنانا چاہیے۔

وَلِابْنِ صَاعِدٍ وَغَيْرِهِ

ابن صاعد رح وغیرہ نے حضرت عائشہ

عَنْ عَائِشَةَ بِلَفْظِ مَنْ قَالَ عَلَيَّ مَا لَمْ اَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ ٭	سے روایت کیا ہے جو مجھ پر وہ بات کہے جو میں نے نہیں کہی اسے اپنا ٹھکانا دوزخ سے بنانا چاہیئے ٭
وَلِلدَّارَقُطْنِيِّ وَابْنِ الْجَوْزِيِّ عَنْ اُمِّ اَيْمَنَ بِلَفْظِهِمَا مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ ٭	دار قطنی رحہ اور ابن الجوزی ؒ نے ام ایمن سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا آگ سے بنانا چاہیئے ٭
وَلِابْنِ الْجَوْزِيِّ عَنْ عَلِيٍّ وَلَفْظُهٗ مَنْ كَذَبَ عَلَىٰ رَسُوْلِ اللّٰهِ فَاِنَّمَا يَبْنِيْ مَجْلِسَهٗ مِنَ النَّارِ ٭	ابن الجوزی ؒ نے حضرت علی ؓ سے موقوفاً روایت کیا ہے جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولے وہ اپنے بیٹھنے کی جگہ آگ سے بناتا ہے ٭
وَلِابْنِ الْجَوْزِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوِ اتَّخَذْنَا لَكَ عَرِيْشًا تُكَلِّمُ النَّاسَ فَوْقَهٗ وَيَسْمَعُوْنَ فَقَالَ لَا اَزَالُ هٰكَذَا يُصِيْبُنِيْ غُبَارُهُمْ وَيَطَأُوْنَ عَقِبِيْ حَتّٰى يُرِيْحَنِيَ اللّٰهُ مِنْهُمْ	ابن جوزی ؒ نے ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے حضرت عباس ؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر ہم آپ کے لئے ایک چوبارہ بناویں جس پہ بیٹھ کر آپ لوگوں سے کلام فرمائیں اور لوگ آپ کی بات سنیں۔ آپ نے فرمایا میں ہمیشہ ایسے ہی رہنا چاہتا ہوں کہ ان کا غبار مجھے پہنچتا رہے۔ اور وہ میرے پیچھے چلتے رہیں (میری اتباع کرتے رہیں) حتیٰ کہ اللہ

فَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَمَقْعَدُهُ النَّارُ ۔

تعالیٰ مجھے ان سے آرام پہنچائے۔ جو مجھ پر جھوٹ بولے اس کا ٹھکانا دوزخ ہے ۔

وَلِابْنِ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ۔

ابن عدیؒ نے شعبہؒ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیئے ۔

وَكَذَا لِلْخَلِيلِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَكَذَا لَهُ عَنْ كَعْبِ بْنِ قُطْبَةَ وَكَذَا لَهُ عَنْ وَالِدِ أَبِي الشَّعْرَاءِ ۔

اسی طرح ابن خلیل رح نے زیدؓ بن ثابت، کعبؓ بن قطبہ اور ابو الشعراءؓ کے والد سے بھی روایت کیا ہے ۔

وَكَذَا لَهُ هٰذَا وَلِأَبِي نُعَيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ زُغْبٍ وَلِأَبِي نُعَيْمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ حَابِسٍ بِلَفْظِ مَنْ قَالَ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ۔

ابن خلیلؒ اور ابو نعیمؒ نے عبد اللہؓ بن زغب سے اور ابو نعیمؒ نے جابرؓ بن حابس سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ جو مجھ پر وہ بات کہے جو میں نے نہیں کہی۔ اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنانا چاہیئے ۔

تنبیہ

قَالَ الْحَافِظُ السُّيُوطِيُّ رَوَى هٰذَا الْحَدِيثَ أَكْثَرُ

حافظ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں۔ اس حدیث کو سو سے زیادہ

مِنْ مِائَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ وَجَمَعَ طُرُقَهُ اِلَيْهِمْ جَمْعٌ مِنْ اَهْلِ النَّجَابَةِ ۔

صحابہ نے روایت کیا ہے۔ اور ان سے روایت کرنے والے سب کے سب اہل نجابت ہیں۔

وَقَدْ نَقَلَ ابْنُ الْجَوْزِيُّ عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ مُحَمَّدِ بْنِ اَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ الْوَهَّابِ الْاَسْفَرَائِنِيْ اَنَّهُ لَيْسَ فِي الدُّنْيَا حَدِيْثٌ اِجْتَمَعَ عَلَيْهِ الْعَشَرَةُ الْمَشْهُوْدُ لَهُمْ بِالْجَنَّةِ غَيْرَ حَدِيْثِ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ اِلٰى اٰخِرِهٖ ۔

اور ابن جوزی رح نے ابو بکر رح بن احمد بن عبد الوہاب الاسفرائینی سے نقل کیا ہے۔ کہ دنیا میں کوئی ایسی حدیث نہیں کہ جسے تمام عشرہ مبشرہ نے نقل کیا ہو۔ سوائے حدیث من کذب علی الیٰ آخرہ کے۔

قَالَ ابْنُ الْجَوْزِيُّ مَا وَقَعَتْ لِيْ رِوَايَةُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اِلَى الْاٰنَ اِنْتَهٰى ۔

ابن جوزی رح فرماتے ہیں میں آج تک عبدالرحمان رض بن عوف کی روایت سے واقف نہ ہو سکا۔

وَمِنْ لَطِيْفِ مَا يُذْكَرُ فِيْ ذٰلِكَ مَا رَوَاهُ الْعَلَّامَةُ اَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ نِ الْغَزْرَانِيْ صَاحِبُ التَّصَانِيْفِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرٍ اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ

اس حدیث میں ایک اور نکتہ بھی ہے۔ جو علامہ ابو القاسم عبدالرحمان بن محمدن الغورانی صاحب التصانیف نے بیان کیا ہے۔ کہ ہم سے ابو بکر رض احمد بن محمد بن علی بن المؤدب نے بیان کیا ہے۔ اور انھوں نے ابو المظفر رح محمد بن

عَلِيّ بنِ الْمُؤَدِّبِ حَدَّثَنَا أَبُو الْمُظَفَّرِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْحُسَامِ السَّمَرْقَنْدِيُّ قَالَ سَمِعْتُ الْخِضَرَ وَالْيَاسَ يَقُوْلَانِ سَمِعْنَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

عبداللہ بن الحسام السمرقندی سے سنا وہ فرماتے تھے میں نے خضرؑ اور الیاسؑ علیہما السلام سے سنا ہے اور وہ فرماتے ہیں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا تھا۔ جو شخص مجھ پر جھوٹ وہ بات کہے۔ جو میں نے نہیں کہی اسے اپنا ٹھکانہ آگ سے بنانا چاہیئے:

قَالَ الذَّهَبِيُّ هٰذَا الْحَدِيْثُ أَمْلَاهُ أَبُوْ عَمْرِو بْنُ الصَّلَاحِ وَقَالَ هٰذَا وَقَعَ لَنَا فِيْ نُسْخَةِ الْخِضْرِ وَالْإِلْيَاسِ.

امام ذہبی رح فرماتے ہیں۔ اس حدیث کو ابو عمرو رح بن الصلاح نے بیان کیا ہے۔ اور وہ فرماتے ہیں۔ یہ نسخہ خضرؑ والیاسؑ میں موجود ہے:

قَالَ الذَّهَبِيُّ هٰذِهٖ نُسْخَةٌ مَا أَدْرِيْ مَنْ وَضَعَهَا.

امام ذہبی فرماتے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ اس نسخہ کا وضع کرنے والا کون ہے:

فَائِدَةٌ

قَالَ شَيْخُ مَشَائِخِنَا

شیخ المشائخ حافظ جلال الدینؒ

اَلْحَافِظُ جَلَالُ الدِّيْنِ السُّيُوْطِيُّ لَا اَعْلَمُ شَيْئًا مِنَ الْكَبَائِرِ قَالَ اَحَدٌ مِنْ اَهْلِ السُّنَّةِ بِتَكْفِيْرِ مُرْتَكِبِهٖ اِلَّا الْكِذْبُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔	السیوطی فرماتے ہیں۔میں کسی ایسے کبیرہ گناہ سے واقف نہیں ہوں جس کے مرتکب کو اہل سنت میں سے کسی نے کافر قرار دیا ہو۔ سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ بولنے کے۔
فَاِنَّ الشَّيْخَ اَبَا مُحَمَّدٍ الْجُوَيْنِيَّ مِنْ اَصْحَابِ الشَّافِعِيِّ وَهُوَ وَالِدُ اِمَامِ الْحَرَمَيْنِ قَالَ اِنَّ مَنْ تَعَمَّدَ الْكِذْبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَكْفُرُ كُفْرًا يُخْرِجُهُ عَنِ الْمِلَّةِ وَتَبِعَهُ عَلٰى ذٰلِكَ طَائِفَةٌ مِنْهُمُ الْاِمَامُ نَاصِرُ الدِّيْنِ بْنِ الْمُنِيْرِ مِنْ اَئِمَّةِ الْمَالِكِيَّةِ۔	شیخ ابو محمدؒ الجوینی جو امام الحرمین کے والد ہیں اور شوافع میں سے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولا۔ اسے کافر اور ملت سے خارج قرار دیا جائے گا۔ اور اس فتوی میں ان کا ایک جماعت نے ساتھ دیا ہے۔جس میں مالکیہ میں سے امام ناصر الدینؒ بن المنیر بھی ہیں۔
قُلْتُ وَيُؤَيِّدُ هُمَا قَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَيْسَ الْكِذْبُ عَلَيَّ كَكِذْبٍ عَلٰى غَيْرِيْ وَكَذَا اَمْرُهٗ بِقَتْلِ	ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں ان دونوں حضرات کی تائید میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے مجھ پر جھوٹ بولنا اور دوں پر جھوٹ بولنے کی طرح نہیں ہے اسی طرح آپ نے اپنی ذات

مَنْ كَذَبَ عَلَيْهِ وَإِحْرَاقِهٖ بَعْدَ مَوْتِهٖ وَذٰلِكَ إِنَّ الْإِفْتِرَاءَ عَلَيْهِ إِفْتِرَاءٌ عَلَى اللهِ فَإِنَّهٗ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى وَيُقَوِّيْهِ قَوْلُهٗ فِيْ مَا تَقَدَّمَ مَا أَقُوْلُ إِلَّا مَا نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ فَإِذَا كَانَ كَذٰلِكَ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللهِ كَذِبًا وَإِنَّمَا يَفْتَرِي الْكَذِبَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِآيٰتِ اللهِ أَيِ الْكَذِبُ عَلَى اللهِ وَرَسُوْلِهٖ فَإِنَّ الْكَذِبَ عَلٰى غَيْرِهِمَا لَا يُخْرِجُهٗ عَنِ الْإِيْمَانِ بِإِجْمَاعِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ ۔

پر جھوٹ بولنے والے کو قتل کرنے اور آگ میں جلانے کا حکم دیا۔ اور چونکہ آپ پر افتراء اللہ پر افترار ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "آپ اپنی جانب سے کچھ نہیں فرماتے۔ آپ تو وہی فرماتے ہیں جو آپ پر وحی کی جاتی ہے" اور اس کی تائید میں وہ قول بھی ہے۔ جو اوپر گذرا ہے "کہ میں تو وہی کہتا ہوں جو آسمان سے نازل کیا جاتا ہے" اسی طرح اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "اس سے زیادہ ظالم کون شخص ہو سکتا ہے۔ جو اللہ پر افترار کرے۔ اور اللہ پر جھوٹ وہی بولتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے" یعنی اللہ اور اس کے رسول پر جھوٹ بولنا۔ کیونکہ اللہ اور رسول کے علاوہ اوروں پر جھوٹ بولنا اسے ایمان سے خارج نہ کرے گا۔

فصل

أَخْرَجَ مُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهٗ وَابْنُ مَاجَةَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ

مسلمؒ، ترمذیؒ اور ابن ماجہؒ نے مغیرہؓ بن شعبہ سے روایت کیا ہے۔ نبی کریم

بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ مَنْ حَدَّثَ عَنِّيْ حَدِيْثًا وَهُوَ يَرٰى اَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ اَحَدُ الْكَاذِبِيْنَ يُرْوٰى بِصِيْغَةِ الْجَمْعِ وَالتَّثْنِيَةِ ۔	صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص مجھ سے حدیث بیان کرے اور اس کا یہ خیال ہو۔ کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔ تو وہ بھی جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔ اس حدیث کو ترمذی نے صحیح قرار دیا ہے ۔
وَكَذَا اَخْرَجَ مُسْلِمٌ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ مَرْفُوْعًا وَلِابْنِ مَاجَةَ عَنْ عَلِيٍّ بِلَفْظِ مَنْ رَوٰى عَنِّيْ حَدِيْثًا وَهُوَ يَرٰى اَنَّهُ كَذِبٌ فَهُوَ اَحَدُ الْكَاذِبِيْنَ ۔	اسی طرح مسلمؒ اور ابن ماجہؒ نے سمرۃؓ بن جندب اور ابن ماجہؒ نے علیؓ سے مرفوعاً اس حدیث کو ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ سے حدیث روایت کرے اور اس کا خیال یہ ہو کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے تو وہ بھی جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے ۔
وَلِلْبَزَّارِ وَابْنِ عَدِيٍّ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَلَفْظُهُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فِيْ رِوَايَةِ حَدِيْثٍ فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ۔	بزارؒ اور ابن عدیؒ نے انس رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ جو روایت حدیث میں مجھ پر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا آگ سے بنانا چاہیئے ۔
وَلِابْنِ شَاهِيْنَ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِلَفْظِ مَنْ	ابن شاہینؒ نے انسؓ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے جو مجھ پر حدیث میں جھوٹ

كَذَبَ عَلَيَّ فِي حَدِيثٍ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ الْخَاسِرِينَ

بولے گا، وہ قیامت کے روز خاسرین کے ساتھ آئے گا۔

وَلِلدَّارَقُطْنِيِّ فِي الْأَفْرَادِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَرْفُوعًا وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي الْقَاسِمِ بِيَدِهِ لَا يَرْوِي عَنِّي أَحَدٌ مَا لَمْ أَقُلْهُ إِلَّا تَبَوَّأَ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

دار قطنی رح نے افراد میں انس رض سے مرفوعاً ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں ابوالقاسم کی جان ہے جو شخص مجھ سے وہ بات روایت کرتا ہے جو میں نے نہیں کہی وہ اپنا ٹھکانا آگ سے بناتا ہے۔

وَلِأَحْمَدَ وَابْنِ عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا بِلَفْظِ اتَّقُوا الْحَدِيثَ عَنِّي إِلَّا مَا عَلِمْتُمْ فَإِنَّهُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

احمد رح اور ابن عدی رح نے ابن عباس رض سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے مجھ سے حدیث بیان کرنے سے پرہیز کرو سوائے اس کے جسے تم جانتے ہو۔ کیونکہ جو مجھ پر جان کر جھوٹ بولے گا۔ اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانا آگ سے بنا لے۔

وَلِلطَّبَرَانِيِّ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ وَلَفْظُهُ مَنْ حَدَّثَ عَنِّي حَدِيثًا كَاذِبًا مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

طبرانی رح نے ابوامامہ رض سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ جو مجھ سے جان کر ایک حدیث بھی جھوٹ بیان کرے اسے اپنا ٹھکانا آگ سے بنا لینا چاہیے۔

قَالَ النَّوَوِيُّ فِي شَرْحِ

امام نووی رح شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں موضوع

مُسْلِمٍ يَحْرُمُ رِوَايَةُ الْحَدِيثِ الْمَوْضُوعِ عَلَى مَنْ عَرَفَ كَوْنَهُ مَوْضُوعًا أَوْ غَلَبَ عَلَى ظَنِّهِ وَضْعُهُ فَمَنْ رَوَى حَدِيثًا عَلِمَ وَضْعَهُ أَوْ ظَنَّ وَضْعَهُ فَهُوَ مُنْدَرِجٌ فِي الْوَعِيدِ قَالَ وَلَا فَرْقَ فِي تَحْرِيمِ الْكِذْبِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَيْنَ مَا كَانَ فِي الْأَحْكَامِ وَمَا لَا حُكْمَ فِيهِ كَالتَّرْغِيبِ وَالتَّرْهِيبِ وَالْوَعْظِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ أَنْوَاعِ الْكَلَامِ فَكُلُّهُ حَرَامٌ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ وَأَقْبَحِ الْقَبَائِحِ بِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ الَّذِينَ يُعْتَدُّ بِهِمْ فِي الْإِجْمَاعِ إِلَى أَنْ قَالَ وَقَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ الْحَلِّ وَالْعَقْدِ عَلَى تَحْرِيمِ الْكِذْبِ عَلَى آحَادِ النَّاسِ فَكَيْفَ مِمَّنْ قَوْلُهُ

حدیث کا اس شخص پر جو یہ جانتا ہو کہ موضوع ہے یا اس کے موضوع ہونے کا گمان غالب ہو۔ روایت کرنا حرام ہے۔ تو جو شخص اس بات کو جانتا ہو کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ یا اس کے موضوع ہونے کا خیال ہو۔ وہ اس وعید میں داخل شمار ہوگا۔ اور اس بات میں کوئی فرق نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنا چاہے وہ احکام میں ہو یا ترغیب وترہیب میں۔ یا وعظ ونصیحت میں یا دیگر اور قسم کے کلام میں سب حرام ہیں۔ اور یہ اجماع مسلمین کے ساتھ سب سے بڑا گناہ اور سب سے بڑی برائی ہے۔ حالانکہ اہل حل وعقد اس امر پر متفق ہیں۔ کہ عام لوگوں پر بھی جھوٹ بولنا حرام ہے تو اس ذات پر جھوٹ بولنا جس کا قول شرع اور کلام وحی ہو کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔ اور آپ پر جھوٹ

شَرْعٌ وَكَلَامُهُ وَحْيٌ وَالْكِذْبُ عَلَيْهِ كِذْبٌ عَلَيْهِ تَعَالٰى قَالَ عَزَّ وَعَلَا وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۔

بولنا اللہ تعالے پر جھوٹ بولنے کے مترادف ہے۔ کیونکہ اللہ تبارک و تعالے کا ارشاد ہے ,, وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ،،

قَالَ الْحَافِظُ جَلَالُ الدِّيْنِ السُّيُوْطِيُّ اِتَّفَقَ عُلَمَاءُ الْحَدِيْثِ عَلٰى اَنَّهٗ لَا يَحِلُّ رِوَايَةُ الْمَوْضُوْعِ فِيْ اَيِّ مَعْنًى كَانَ اِلَّا مَقْرُوْنًا بِبَيَانِ وَضْعِهٖ بِخِلَافِ الضَّعِيْفِ فَاِنَّهٗ يَجُوْزُ رِوَايَتُهٗ فِيْ غَيْرِ الْاَحْكَامِ وَالْعَقَائِدِ قَالَ وَمِمَّنْ جَزَمَ بِذٰلِكَ النَّوَوِيُّ وَابْنُ جَمَاعَةَ وَالطِّيْبِيُّ وَالْبُلْقِيْنِيُّ وَالْعِرَاقِيُّ ۔

حافظ جلال الدینؒ سیوطی فرماتے ہیں۔ علماء حدیث اس امر پر متفق ہیں۔ کہ موضوع حدیث روایت کرنا حلال نہیں ہے۔ چاہے وہ کسی معنی کی ہو۔ ہاں اگر اس کا موضوع ہونا بیان کرنا مقصود ہو۔ لیکن ضعیف حدیث کی روایت احکام اور عقائد کے علاوہ جائز ہے یہی بات یقینی طور پر۔ نووی۔ ابن جماعہ۔ طیبی۔ بلقینی ،، اور عراقی نے تحریر کی ہے ۔

فائدہ ۔ ضعیف روایت کے بارے میں علماء حدیث کا اختلاف ہے ۔ اس امر پر تو سب متفق ہیں۔ کہ احکام اور عقائد میں نہ تو ضعیف روایت قبول کی جائے گی ۔ اور نہ اسے بیان کیا جائے گا۔ اور نہ اس

پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ فقہاء متاخرین نے اس اصول کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ لیکن فضائل اور ترغیب و ترہیب میں علماء کا اختلاف ہے۔ مذکورہ جماعت حدیث ضعیف کی روایت کی اجازت دیتی ہے۔ اور اکثر احناف کا بھی یہی مذہب ہے۔ لیکن کبار محدثین اسے جائز تصور نہیں کرتے۔ خود ائمہ میں امام ابو حنیفہ رح اور امام مالک رح روایت حدیث میں بہت شدید تھے۔ ان کے علاوہ بخاری رح۔ مسلم رح۔ ترمذی رح، نسائی رح روایت ضعیف کو قبول نہیں کرتے۔ امام ابن تیمیہ رح یہاں تک فرماتے ہیں۔ لا یقبل احادیث الفضائل الا ما رواہ البخاری رح و مسلم رح والترمذی رح۔ فضائل کی کوئی روایت قبول نہ کی جائے سوائے اس کے جو بخاری رح۔ مسلم رح و ترمذی رح نے روایت کی ہو۔ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں۔ احادیث الفضائل کلہا موضوعۃ اور ضعیفۃ الا ما رواہ البخاری رح و مسلم رح والترمذی رح۔ بخاری رح مسلم رح اور ترمذی کے علاوہ تمام فضائل کی احادیث یا موضوع ہیں یا ضعیف۔ اور علی الخصوص موجودہ دور میں اہل بدع انہی ضعیف روایات کے ذریعہ لوگوں کو گمراہ کرتے اور انہی روایات کے ذریعہ منکرین احادیث اور دہریہ قسم کے لوگ دین پر معترض ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں علماء کا فرض ہے۔ کہ وہ ضعیف روایات بیان کرنے سے احتیاط کریں۔ اور ضعیف بہر صورت ضعیف ہے چاہے وہ احکام میں ہو یا فضائل میں۔ عقائد میں ہو یا ترغیب و ترہیب میں۔ اور پھر اس پر مسائل کی بنیاد

رکھنا۔ گویا کہ بالفاظ دیگر اسے صحیح تسلیم کرلے کے مترادف ہے تو یہ کیونکر جائز ہوگا۔

قلت وقد صرح به حافظ عصره العسقلانی فی شرح نخبة وقال الدارقطنی توعد علیه السلام بالنار من کذب علیه بعد امره بالتبلیغ عنه ففی ذلك دلیل علی انه انما امر ان یبلغ عنه الصحیح دون السقیم والحق دون الباطل لا ان یبلغ عنه جمیع ما روی عنه لانه قال علیه السلام کفی بالمرء اثما ان یحدث بکل ما سمع اخرجه مسلم من حدیث ابی هریرة رضی الله عنه ثم من روی عن النبی علیه السلام حدیثا وهو شاك فیه اصحیح او غیر صحیح

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں حافظ ابن حجرؒ العسقلانی نے شرح نخبۃ میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔ اور فرمایا ہے کہ امام دارقطنی رح فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر جھوٹ بولنے والے کو آگ سے ڈراتے تھے باوجود اس بات کے کہ آپ نے تبلیغ کا حکم دیا۔ اس سے یہ دلیل ثابت ہوئی کہ آپ نے اپنے بارے میں جو دوسروں تک پہنچانے کا حکم دیا ہے وہ صحیح اور حق کے پہنچانے کا حکم دیا ہے۔ نہ کہ ضعیف اور باطل۔ یہ حکم نہیں دیا گیا۔ کہ آپ سے ہمہ اقسام کی روایت پہنچا دی جائیں چاہے وہ کسی حیثیت کی ہوں کیونکہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے آدمی کے گناہ کے لئے یہی کافی ہے۔ کہ وہ ہر سنی ہوئی بات بیان کردے۔ جیساکہ مسلمؒ نے اسے

يَكُوْنُ كَاَحَدِ الْكَاذِبِيْنَ لِقَوْلِهٖ
عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ حَدَّثَ عَنِّيْ
حَدِيْثًا وَهُوَ يَرٰى اَنَّهٗ كَذِبٌ
حَيْثُ لَمْ يَقُلْ وَهُوَ يَسْتَيْقِنُ
اَنَّهٗ كَذِبٌ وَلِلتَّحَرُّزِ عَنْ مِثْلِ
ذٰلِكَ كَانَ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُوْنَ
وَالصَّحَابَةُ الْمُنْتَجَبُوْنَ يَتَّقُوْنَ
كَثْرَةَ الْحَدِيْثِ عَنْهُ عَلَيْهِ
السَّلَامُ وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ وَّعُمَرُ
يُطَالِبَانِ مَنْ رَوٰى لَهُمَا
حَدِيْثًا عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
لَمْ يَسْمَعَاهُ عَنْهُ بِاِقَامَةِ
الْبَيِّنَةِ عَلَيْهِ وَيَتَوَاعَدَانِهٖ
فِيْ ذٰلِكَ وَكَانَ عَلِيٌّ يَسْتَحْلِفُهٗ
عَلَيْهِ وَكَانَ بَعْضُ الْمُحْتَاطِيْنَ
مِنَ الْمُحَدِّثِيْنَ مِنَ الصَّحَابَةِ
وَالتَّابِعِيْنَ كَانَ يَقُوْلُ
قَرِيْبًا مِنْ هٰذَا اَوْ نَحْوَ هٰذَا
اَوْ شِبْهَهٗ هٰذَا كُلُّ ذٰلِكَ خَوْفًا

ابوہریرہ رض کے واسطے سے اسے روایت
کیا ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے
اگر کوئی حدیث روایت کرے اور اس
کے صحیح یا غیر صحیح ہونے میں اسے
شک ہو تو وہ بھی جھوٹوں میں سے
ایک جھوٹا ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو مجھ سے کوئی
حدیث بیان کرے۔ اور وہ خیال کرتا
ہو کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے اور آپ
نے یہ نہیں فرمایا کہ اسے جھوٹ کا یقین ہو
اور اسی باعث خلفاء راشدین اور صحابہ
منتجبین حضور سے حدیث روایت کرنے
میں پرہیز کرتے تھے۔ اور ابوبکر رض وعمر رض
سے جب کوئی حدیث بیان کی جاتی۔ تو
جب تک اس کے لئے کوئی گواہ نہ ہوتا اس
حدیث کو نہ سنتے۔ اور اس معاملہ میں
ڈانٹ ڈپٹ کرتے تھے۔ اور علی رض حدیث
کی روایت پر قسم لیتے۔ محتاط صحابہ اور
تابعین بھی اس قسم کی رائے رکھتے

مِنَ الزِّيَادَةِ وَالنُّقْصَانِ أَوِ السَّهْوِ وَالنِّسْيَانِ وَكَانَ مِنْ جُمْلَةِ الْمُحْتَاطِينَ فِي هٰذَا الْأَمْرِ وَالشَّانِ أَبُو حَنِيفَةَ النُّعْمَانِ +

تھے۔ یا اس کے قریب قریب اس خوف کے باعث کہ کہیں حدیث میں کمی یا زیادتی اور بھول نہ ہو جائے۔ اور اس روایت حدیث کے معاملہ میں محتاط لوگوں میں سے ابو حنیفہ النعمان بھی ہیں۔

وَقَدْ أَخْبَرَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِمَا يَقَعُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ فِي أُمَّتِهِ مِنَ الرِّوَايَاتِ الْكَاذِبَةِ وَالْأَحَادِيثِ الْبَاطِلَةِ فَحَذَّرَهُمْ عَنْ ذٰلِكَ خَوْفًا أَنْ يَقَعَ هَالِكٌ هُنَالِكَ فَقَالَ سَيَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ أُنَاسٌ مِنْ أُمَّتِي يُحَدِّثُونَكُمْ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوا أَنْتُمْ وَلَا آبَاؤُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَمِنْ هٰذَا قِيلَ الْإِسْنَادُ مِنَ الدِّينِ لِأَنَّهُ عَلَيْهِ مَدَارُ الْمُجْتَهِدِينَ +

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث بیان کی گئی ہے۔ کہ اخیر زمانہ میں آپ کی امت میں روایات کاذبہ اور احادیث باطلہ عام ہو جائیں گی۔ تو ان سے احتراز کرو کہیں تم بھی اس ہلاکت میں واقع نہ ہو جاؤ۔ فرمایا آخر زمانہ میں میری امت میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے۔ جو تم سے ایسی حدیثیں بیان کریں گے۔ جو نہ تم نے سنی ہوں گی اور نہ تمہارے آباد اجداد نے۔ تم ان سے احتراز کرو۔ یہ روایت مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اسی باعث کہا گیا کہ اسناد بھی دین میں داخل ہیں کیونکہ ان پر مجتہدین کا دارومدار ہے

فصل

قَالَ الْحَافِظُ زَيْنُ الدِّيْنِ الْعِرَاقِيُّ فِي كِتَابِهِ الْمُسَمّٰى بِالْبَاعِثِ عَلَى الْخَلَاصِ مِنْ حَوَادِثِ الْقُصَّاصِ ثُمَّ إِنَّهُمْ يَعْنِي الْقُصَّاصُ يَنْقُلُوْنَ حَدِيْثَهُ عَلَيْهِ التَّسْلِيْمُ مِنْ غَيْرِ مَعْرِفَتِهِ بِالصَّحِيْحِ وَالسَّقِيْمِ قَالَ وَإِنِ اتَّفَقَ أَنَّهُ نَقَلَ حَدِيْثًا صَحِيْحًا كَانَ اٰثِمًا فِي ذٰلِكَ لِأَنَّهُ يَنْقُلُ مَا لَا عِلْمَ لَهُ بِهِ وَإِنْ صَادَفَ الْوَاقِعَ كَانَ اٰثِمًا بِإِقْدَامِهِ عَلٰى مَا لَا يَعْلَمُ۔

حافظ زین الدین العراقی اپنی کتاب الباعث علی الخلاص من حوادث القصاص میں فرماتے ہیں پھر یہ لوگ یعنی قصہ گو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو نقل کرتے ہیں حالانکہ انہیں صحیح اور سقیم کی پہچان بھی نہیں ہوتی۔ فرماتے ہیں اگر وہ کسی صحیح حدیث کو اتفاقاً نقل بھی کریں تب بھی وہ اس میں گناہ گار رہیں گے۔ کیونکہ وہ تو وہ سے نقل کر رہا ہے۔ جس کا انہیں علم نہیں۔ اگر وہ واقعہ کے مطابق ہو۔ تب بھی وہ گناہ گار رہیں گے۔ کیونکہ وہ تو ایک ایسے فعل کا اقدام کر رہے ہیں۔ جسے وہ جانتے بھی نہیں ۔

قَالَ وَأَيْضًا فَلَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ مِمَّنْ هُوَ بِهٰذَا الْوَصْفِ أَنْ يَنْقُلَ حَدِيْثًا مِنَ الْكُتُبِ بَلْ وَلَوْ مِنَ الصَّحِيْحَيْنِ مَا

آگے چل کر فرماتے ہیں۔ جو لوگ اس وصف کے ساتھ موصوف ہوں ان کے لئے یہ بھی حلال نہیں کہ وہ کتابوں میں سے بھی کسی حدیث کو نقل کریں چاہے وہ بخاری و

لَمْ يَقْرَأْهُ عَلَى مَنْ يَعْلَمُ ذٰلِكَ مِنْ اَهْلِ الْحَدِيْثِ ۔	و مسلم رح کی حدیث کیوں نہ ہو جب تک کسی محدث سے اس کی تعلیم حاصل نہ کریں ۔
وَقَدْ حَكَى الْحَافِظُ اَبُوْ بَكْرِ بْنِ خَيْرٍ اتِّفَاقَ الْعُلَمَاءِ عَلَى اَنَّهُ لَا يَصِحُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَقُوْلَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَا حَتّٰى يَكُوْنَ عِنْدَهُ ذٰلِكَ الْقَوْلُ مَرْوِيًّا وَلَوْ عَلَى اَقَلِّ وُجُوْهِ الرِّوَايَاتِ لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ وَفِيْ بَعْضِ الرِّوَايَاتِ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُطْلَقًا مِنْ غَيْرِ تَقْيِيْدٍ	حافظ ابوبکر رح بن الخیر فرماتے ہیں علماء کا اس امر پر اتفاق ہے کہ کسی مسلم کے لئے یہ کہنا جائز نہیں کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تک یہ قول اس تک مروی نہ ہو چاہے اسناد کے لحاظ سے وہ کم درجہ کی روایت کیوں نہ ہو کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے مجھ پر جان کر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے اور بعض روایات میں ہے من کذب علی اور ان میں متعمداً کا لفظ نہیں (یعنی اس میں یہ شرط نہیں کہ جان کر ہو یا بغیر جانے وہ ہر دو شکل کو عام ہے)

فَصْلٌ

قَالَ الْجَوْزَقَانِيُّ بِسَنَدِهِ اِلَى اَبِي الْعَبَّاسِ السَّرَّاجِ يَقُوْلُ شَهِدْتُ مُحَمَّدَ بْنِ	جوزقانی رح ابو العباس رح السراج سے سنداً روایت کرتے ہیں کہ میں امام محمد بن اسمٰعیل البخاری کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان کے

إِسْمٰعِيْلَ الْبُخَارِيِّ دَدَفَعَ إِلَيْهِ كِتَابٌ مِنِ ابْنِ كَرَامٍ يَسْأَلُهُ عَنْ أَحَادِيْثَ مِنْهَا حَدِيْثُ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيْهِ مَرْفُوْعًا الْإِيْمَانُ لَا يَزِيْدُ وَلَا يَنْقُصُ فَكَتَبَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمٰعِيْلَ الْبُخَارِيُّ عَلٰى ظَهْرِ كِتَابِهِ مَنْ حَدَّثَ بِهٰذَا اسْتَوْجَبَ لَهُ الضَّرْبَ الشَّدِيْدَ وَالْحَبْسَ الطَّوِيْلَ ۔	سامنے ابن کرام کا خط پیش کیا گیا۔ جس میں انہوں نے چند احادیث کے بارے میں سوال کیا تھا۔ ان احادیث میں سے ایک حدیث زہری کی تھی۔ جو عن سالم عن ابیہ کے واسطے سے مرفوعاً روایت کی گئی تھی۔ کہ ایمان نہ زیادہ ہوتا ہے نہ کم،، امام بخاری رح نے اس خط کی پشت پر یہ جواب لکھا جس نے یہ حدیث بیان کی ہے وہ سخت سزا اور لمبی قید کا مستحق ہے۔ اس واقعہ کو امام ذہبی رح نے اپنی میزان الاعتدال میں نقل کیا ہے
أَوْرَدَهُ الذَّهَبِيُّ فِي الْمِيْزَانِ أَيْضًا قَالَ أَبُوْ دَاوُدَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ مَعِيْنٍ يَقُوْلُ فِي سُوَيْدٍ الْأَنْبَارِيِّ هُوَ حَلَالُ الدَّمِ ۔	نیز حافظ ذہبی رح اپنی میزان میں امام ابوداؤد کا قول نقل فرماتے ہیں۔ کہ میں نے یحیٰی رح بن معین سے سوید الانباری کے بارے میں سنا۔ کہ اس کا خون بھی حلال ہے ۔
وَقَالَ الْحَاكِمُ أَنْكَرَ عَلٰى سُوَيْدٍ حَدِيْثَ مَنْ عَشِقَ وَعَفَّ وَكَتَمَ وَقَالَ يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ لَمَّا ذُكِرَ لَهُ هٰذَا	حاکم رح کہتے ہیں کہ انہوں نے سوید کی روایت کا من عشق وعف وکتم مات شہیداً،، کی بنا پر انکار فرمایا۔ یحیٰی رح بن معین کے سامنے جب اس حدیث کا ذکر کیا گیا تو انہوں

الحدیث لو کان لی فرس و
رمح غزوت سویدا وفی
المیزان ایضا قیل لابن عتیبة
روی معلی بن هلال عن
ابن ابی نجیح عن مجاهد
عن عبد الله قال التقنع
من اخلاق الانبیاء فقال
ابن عتیبة ان کان المعلی
یحدث بهذا الحدیث عن
ابی نجیح ما اخرجه ان
یضرب عنقه ۔

واخرج العقیلی عن
عائشة قالت کان رسول
الله علیه السلام اذا اطلع
علی احد من اهل بیته
کذب کذبة لم یزل معرضا
عنه حتی یحدث الله توبة ۔

واخرج ایضا انه علیه
السلام ابطل شهادة رجل

نے فرمایا کاش میرے پاس گھوڑا اور نیزہ ہوتا
تو میں سوید سے جہاد کرتا نیز میزان میں ہے
کہ ابن عتیبہ سے وہ روایت نقل کی گئی جو
معلی بن ہلال نے ابو نجیح عن مجاہد کے واسطے
سے عبداللہ رض سے روایت کی ہے۔ "
بتکلف قناعت انبیاء کے اخلاق
میں سے ہے " ابن عتیبہ نے فرمایا
اگر معلی اسے ابو نجیح سے روایت
کرتا ہے۔ حالانکہ ابو نجیح نے
اسے روایت نہیں کیا تو اس کی گردن
ماردی جائے۔

عقیلی رح نے حضرت عائشہ رض سے
ایک روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم جب اپنے گھر والوں میں سے
کسی کے جھوٹ پر مطلع ہوتے تو آپ
اس سے اعراض فرماتے حتی کہ اللہ تعالی
اس کی توبہ بیان فرما دیتا۔

نیز عقیلی رح نے روایت کیا ہے کہ
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی

فِیْ کِذْبِہٖ قَالَ مُعْتَمِرٌ لَا اَدْرِیْ مَا بِذَاتِ الْکِذْبِ بِہٖ اَکْذِبُ عَلَی اللّٰہِ اَمْ کِذْبٌ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔

کی شہادت سے کو جھوٹ کے باعث ام قرار دیا۔ معمر کہتے ہیں: میں نہیں جانتا کہ یہ اللہ پر جھوٹ تھا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر؟

فَصْلٌ

قَالَ الدَّارَقُطْنِیُّ فَاِنْ تَوَهَّمَ مُتَوَهِّمَاتٌ الْمُتَکَلِّمُ فِیْ مَنْ رَوٰی حَدِیْثًا مَرْدُوْدًا غِیْبَۃٌ لَہٗ یُقَالُ لَہٗ لَیْسَ هٰذَا کَمَا تَوَهَّمْتَ وَذٰلِکَ اَنَّ اِجْمَاعَ اَهْلِ الْعِلْمِ عَلٰی اَنَّ هٰذَا وَاجِبٌ دِیَانَۃً لِلدِّیْنِ وَنَصِیْحَۃً لِلْمُسْلِمِیْنَ وَقَدْ حَدَّثَنَا الْقَاضِیْ اَحْمَدُ بْنُ کَامِلٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِیْدِ الْهَرَوِیُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنِ خَلَّادٍ قَالَ قُلْتُ لِیَحْیَی بْنِ سَعِیْدِ الْقَطَّانِ اَمَا تَخْشٰی

امام دارقطنی ؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اس راوی کے بارے میں جس نے حدیث مردود روایت کی ہے یہ شبہ کرے یہ تو غیبت ہے تو اسے یہ جواب دیا جائے گا۔ کہ ایسا نہیں ہے جیسا کہ تم نے خیال کیا ہے بلکہ اہل علم کا اس امر پر اجماع ہے، کہ دین میں دیانت اور مسلمانوں کے لئے نصیحت واجب ہے اور ہم سے قاضی احمد بن کامل نے ابو سعید الہروی کے واسطے سے یہ روایت بیان کی ہے۔ کہ ابو بکر بن الخلاد نے یحییٰ بن سعید القطان سے دریافت کیا کیا آپ کو یہ خوف نہیں معلوم ہوتا کہ جن لوگوں کی روایات کو آپ نے ترک کیا ہے وہ اللہ کے سامنے تمہارے دشمن ہوں۔ یحییٰ ؒ

اَنْ يَكُوْنَ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ تَرَكْتَ حَدِيْثَهُمْ خُصَمَاءَكَ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى فَقَالَ لَاَنْ يَكُوْنَ هٰؤُلَاءِ خُصَمَائِيْ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ يَكُوْنَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَصْمِيْ يَقُوْلُ لِمَ لَمْ تَذُبَّ الْكِذْبَ عَنْ حَدِيْثِيْ قَالَ وَ اِذَا كَانَ الشَّاهِدُ بِالزُّوْرِ فِيْ حَقٍّ يَسِيْرٍ فَاِنَّهٗ حَقِيْرٌ يَجِبُ كَشْفُ حَالِهٖ فَالْكَاذِبُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ اَحَقُّ وَاَوْلٰى لِاَنَّ الشَّاهِدَ اِذَا كَذَبَ فِيْ شَهَادَتِهٖ لَمْ يَعُدْ كِذْبُهٗ الْمَشْهُوْدَ عَلَيْهِ وَالْكَاذِبُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ يُحِلُّ الْحَرَامَ وَيُحَرِّمُ الْحَلَالَ وَيَتَبَوَّأُ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ فَكَيْفَ لَا يَجُوْزُ الْوَقِيْعَةُ فِيْمَنْ قَدْ تَبَوَّأَ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ بِكِذْبِهٖ عَلَى النَّبِيِّ الْمُخْتَارِ۔

نے فرمایا یہ دشمن مجھے زیادہ محبوب ہیں. بہ نسبت اس بات کے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے دشمن ہوں اور آپ یہ فرمائیں کہ کیوں نہ تو نے میری حدیث سے جھوٹ کو دور کیا جب کہ جھوٹی گواہی دینے والے کا حال ظاہر کرنا واجب ہے چاہے وہ معمولی سا جھوٹ کیوں نہ ہوں. تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے والے کا حال ظاہر کرنا زیادہ اولیٰ اور زیادہ ضروری ہے. کیونکہ جب شاہد شہادت میں جھوٹ بولتا ہے تو اس کے کذب کو مشہود علیہ (جس پر گواہی دے رہا ہے) پر نہیں عائد کیا جا سکتا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے والا حرام کو حلال اور حلال کو حرام بناتا ہے۔ اور اپنا ٹھکانا آگ سے تیار کرتا ہے۔ تو جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ بول کر اپنا ٹھکانا آگ سے تیار کر رہا ہو۔ اس کے جھوٹ کو ظاہر کرنا کیونکہ جائز نہ ہوگا۔

ثُمَّ رَوٰى عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ فُلَانٌ ضَعِيفٌ وَفُلَانٌ قَوِيٌّ وَفُلَانٌ خُذُوا عَنْهُ وَفُلَانٌ لَا تَأْخُذُوا عَنْهُ وَكَانَ لَا يَرٰى ذٰلِكَ غِيْبَةً۔	امام سفیان ثوری سے روایت کیا گیا ہے کہ فلاں ضعیف ہے۔ اور فلاں قوی ہے فلاں سے روایات نقل کر لیا کرو اور فلاں کی روایات ترک کر دو۔ اور اس بات کے باوجود امام سفیان ثوری اسے غیبت شمار نہ فرماتے تھے۔
قَالَ وَسُئِلَ مَالِكٌ وَسَعْدٌ وَابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الرَّجُلِ لَا يَكُوْنُ ثَبْتًا فِي الْحَدِيْثِ فَقَالُوْا جَمِيْعًا بَيِّنْ أَمْرَهُ۔	امام مالکؒ۔ سعدؒ اور امام سفیانؒ ابن عیینہ سے دریافت کیا گیا کہ اگر کسی کو حدیث میں ملکہ نہ ہو انہوں نے فرمایا اس کا حال لوگوں سے بیان کر دو۔

فائدہ۔ غالباً کتابت میں غلطی کے باعث سعدؒ تحریر میں آگیا ہے۔ ورنہ یہ لیث رح بن سعد معلوم ہوتے ہیں۔ جو امام مالکؒ اور سفیانؒ بن عیینہ کے ہم عصر ہیں۔

قَالَ وَقِيْلَ لِشُعْبَةَ هٰذَا الَّذِي تَكَلَّمَ فِي النَّاسِ أَلَيْسَ هُوَ غِيْبَةً فَقَالَ يَا أَحْمَقُ هٰذَا دِيْنٌ وَتَرْكُهُ مُحَابَاةٌ۔	امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں امام شعبہؒ بن الحجاج سے دریافت کیا گیا وہ شخص جو لوگوں پر اعتراض کرتا ہو۔ کیا وہ غیبت نہیں ہے امام شعبہؒ نے فرمایا اے احمق یہ تو دین میں داخل ہے اور اس کا چھوڑنا خلاف انصاف ہے۔
قَالَ وَقَدْ قَالَ مُحَمَّدٌ	نیز دارقطنیؒ فرماتے ہیں محمدؒ بن بندار نے

بن مبشار الجرجانی لاحمد بن حنبل انه یشتد علیّ ان اقول فلان ضعیف و فلان کذاب فقال احمد اذا سکت انت فمتی یعرف الجاهل الصحیح من السقیم ۔

احمد بن حنبل سے دریافت کیا کہ مجھے یہ بہت سخت معلوم ہوتا ہے۔ کہ میں یہ کہوں کہ فلاں ضعیف ہے۔ اور فلاں کذاب ہے۔ امام احمد نے فرمایا۔ اگر تو خاموش ہو جائے گا۔ تو ایک جاہل صحیح اور سقیم کو کیسے پہچانے گا ۔

وروی ان سفیان الثوری مر برجل فقال کذاب واللہ لولا انہ لا یحل لی ان اسکت لسکتّ ۔

سفیان ثوری کے بارے میں روایت کیا گیا ہے کہ وہ ایک شخص کے پاس سے گذرے اور فرمایا یہ جھوٹا ہے اور فرمایا میرے لئے خاموش رہنا حلال ہوتا تو میں خاموش ہو جاتا ۔

وعن الشافعی اذا علم الرجل من محدث الکذب لم یسعہ السکوت علیہ ولا یکون ذلک غیبۃ فان مثل العلماء کالنقاد فلا یسع الناقد فی دینہ ان لا یبین الزیوف من غیرہ ۔

امام شافعی سے مروی ہے کہ جب آدمی کسی محدث کے بارے میں جھوٹ کو جان لے۔ تو اس کے لئے خاموشی جائز نہیں۔ اور یہ غیبت شمار نہ ہوگی۔ کیونکہ علماء نقاد کی طرح ہوتے ہیں۔ اور ناقد کے لئے دین میں یہ جائز نہیں کہ وہ کھرے کو کھوٹے سے علیحدہ بیان نہ کردے ۔

وکان شعبۃ بن الحجاج یقول تعالوا نغتاب فی

شعبہ بن الحجاج فرمایا کرتے تھے آؤ ہم اللہ کے دین میں غیبت

دِيْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اُرْوِيْ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ ۔

کریں ۔ ابن عیینہ رحہ سے بھی اسی طرح مروی ہے ۔

وَفِي الْمِيْزَانِ قَالَ ابْنُ حِبَّانَ سَمِعْتُ جَعْفَرَ بْنَ اَبَانَ الْمِصْرِيَّ بِمَكَّةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا مَنْ سَرَّ الْمُؤْمِنَ فَقَدْ سَرَّنِيْ وَمَنْ سَرَّنِيْ فَقَدْ سَرَّ اللّٰهَ اَلْحَدِيْثَ وَبِهِ يُنَادِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَيْنَ بُغَضَاءُ اللّٰهِ فَيَقُوْمُ سُؤَّالُ الْمَسَاجِدِ فَقُلْتُ يَا شَيْخُ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَكْذِبْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ فَقَالَ لَسْتَ مِنِّيْ فِيْ حِلٍّ اَنْتُمْ تَحْسُدُوْنَنِيْ لِاِسْنَادِيْ فَلَمْ اَزَلْ بِهٖ حَتّٰى حَلَفَ اَنْ لَا يُحَدِّثَ بِمَكَّةَ بَعْدَ اَنْ خَوَّفْتُهٗ بِالسُّلْطَانِ مَعَ جَمَاعَةٍ ۔

امام ذہبیؒ نے میزان میں ابن حبانؒ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے مکہ میں جعفر بن ابان المصری کو یہ حدیث بیان کرتے سنا کہ ہم سے محمد بن رمح نے لیثؒ عن نافعؒ عن ابن عمرؓ کے واسطے سے یہ روایت مرفوعاً بیان کی ہے جس نے مومن کو خوش کیا اس نے مجھے خوش کیا، اور جس نے مجھے خوش کیا اس نے اللہ کو خوش کیا الحدیث اور اس کو قیامت کے روز آواز دی جائے گی اللہ کے دشمن کہاں ہیں تو مساجد میں سوال کرنے والے کھڑے ہوں گے میں نے کہا اے شیخ اللہ سے ڈر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ نہ بولو ۔ اس نے جواب دیا اب تم مجھ سے اچھی جگہ میں نہیں ہو اس لئے کہ تم مجھ سے حسد کرتے ہو میں اس کی بات کا جواب دیتا رہا حتی کہ اس نے قسم کھائی کہ وہ مکہ میں حدیث بیان نہ کرے گا جب میں نے سلطان اور اس کی جماعت کا خوف دلایا ۔

فَصْلٌ

رُوِیَ اَنَّہٗ صَلّٰی اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَیَحْیَی بْنُ مَعِیْنٍ فِیْ مَسْجِدِ الرَّصَافَۃِ فَقَامَ بَیْنَ اَیْدِیْہِمْ قَاصٌّ فَقَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَ یَحْیَی بْنُ مَعِیْنٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ خَلَقَ اللّٰہُ تَعَالٰی مِنْ کُلِّ کَلِمَۃٍ مِنْہَا طَیْرًا مِنْقَارُہٗ مِنْ ذَہَبٍ وَرِیْشُہٗ مِنْ مَرْجَانٍ وَاَخَذَ فِی الْقِصَّۃِ نَحْوًا مِنْ عِشْرِیْنَ وَرَقَۃً فَجَعَلَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ یَنْظُرُ اِلٰی یَحْیٰی وَیَحْیٰی یَنْظُرُ اِلٰی اَحْمَدَ فَقَالَ لَہٗ اَنْتَ

امام احمدؒ بن حنبل اور یحییٰؒ بن معین نے مسجد رصافہ میں نماز پڑھی۔ ایک قصہ گو ان کے سامنے کھڑا ہوا۔ اور کہنے لگا۔ ہم سے احمدؒ بن حنبل اور یحییٰؒ بن معین نے عبد الرزاقؒ عن معمر عن قتادہؒ کے واسطے سے انس رضؓ سے مرفوعاً یہ حدیث بیان کی ہے۔ جو شخص لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ہر کلمہ سے ایک پرندہ پیدا فرماتا ہے جس کی چونچ سونے کی اور پر مرجان کے ہوتے ہیں۔ پھر اس نے ایک لمبا قصہ بیس ورق کے قریب بیان کیا۔ احمدؒ بن حنبل یحییٰؒ بن معین کی طرف دیکھنے لگے۔ اور احمدؒ یحییٰؒ کی جانب۔ یحییٰؒ بن معین نے امام احمدؒ سے دریافت کیا کیا تم نے یہ حدیث بیان کی ہے۔ امام احمدؒ نے جواب دیا۔ خدا کی قسم میں نے تو یہ حدیث سنی بھی اسی وقت

حَدَّثْتَہٗ بِھٰذَا فَقَالَ وَاللّٰہِ مَا
سَمِعْتُ بِھٰذَا اِلَّا السَّاعَۃَ
فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قِصَّتِہٖ وَاَخَذَ
الْقِطِیْعَاتِ ثُمَّ قَعَدَ یَنْتَظِرُ
بَقِیَّتَھَا قَالَ لَہٗ یَحْیٰی بْنُ مَعِیْنٍ
بِیَدِہٖ تَعَالَ فَجَاءَ مُتَوَھِّمًا
لِنَوَالٍ فَقَالَ لَہٗ یَحْیٰی مَنْ
حَدَّثَکَ بِھٰذَا الْحَدِیْثِ فَقَالَ
اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَیَحْیٰی بْنُ
مَعِیْنٍ فَقَالَ اَنَا یَحْیٰی بْنُ
مَعِیْنٍ وَھٰذَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ
مَا سَمِعْنَا بِھٰذَا قَطُّ فِیْ حَدِیْثِ
رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ
سَلَّمَ فَاِنْ کَانَ لَابُدَّ وَالْکِذْبُ
فَعَلٰی غَیْرِنَا فَقَالَ لَہٗ اَنْتَ
یَحْیٰی بْنُ مَعِیْنٍ قَالَ نَعَمْ
قَالَ لَمْ اَزَلْ اَسْمَعُ اَنَّ یَحْیٰی
بْنَ مَعِیْنٍ اَحْمَقُ مَا تَحَقَّقْتُہٗ
اِلَّا السَّاعَۃَ فَقَالَ لَہٗ یَحْیٰی

ہے۔ جب وہ قصہ سے فارغ ہو چکا۔ اور
اپنے انعامات لے چکا۔ پھر باقی کا انتظار
کرنے کے لئے بیٹھ گیا۔ یحیی رح بن معین
نے اسے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ ادھر آؤ۔
وہ انعام کی لالچ میں ان کے پاس آیا
اس سے یحییٰ رح نے دریافت کیا یہ حدیث
تم سے کس نے بیان کی۔ اس نے جواب دیا
احمدؒ بن حنبل اور یحییٰؒ بن معین نے۔ یحییٰؒ
نے فرمایا میں یہ یحیی بن معین ہوں۔ اور
یہ احمدؒ بن حنبل ہیں۔ ہم نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں کہیں
یہ حدیث نہیں سنی۔ اگر تو نے جھوٹ بولنا
تھا تو ہمارے علاوہ کسی اور پر جھوٹ
بول لیا ہوتا۔ اس نے کہا کیا تم یحییٰ رح بن
معین ہو۔ یحییٰ رح نے جواب دیا ہاں۔ وہ
بولا کہ میں ہمیشہ سے سنتا آیا تھا۔ کہ یحییٰؒ
بن معین احمق ہے۔ اور اس وقت اس کی
تصدیق ہو گئی۔ یحییٰ رح نے فرمایا۔ تو
نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ میں احمق ہوں۔ اس

كَيْفَ عَلِمْتَ اِنِّي اَحْمَقُ قَالَ كَاَنَّهُ لَيْسَ فِي الدُّنْيَا يَحْيَى بْنُ مَعِيْنَ وَاَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ غَيْرُكُمَا قَدْ كَتَبْتُ عَنْ سَبْعَةَ عَشَرَ اَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ وَيَحْيَى بْنَ مَعِيْنٍ فَوَضَعَ اَحْمَدُ كُمَّهُ عَلَى وَجْهِهِ وَقَالَ دَعْهُ يَقُوْمُ فَقَامَ كَالْمُسْتَهْزِئِ بِهِمَا۔

نے جواب دیا۔ گویا کہ دنیا میں تمہارے علاوہ کوئی اور یحیی رح بن معین اور احمد بن حنبل ہی نہیں۔ میں نے تو سترہ احمدؒ بن حنبل اور یحیی رح بن معین سے روایت لکھی ہے۔ امام احمدؒ نے (ہنسی کے مارے) اپنی آستین اپنے منہ پر رکھ لی اور اور امام یحیی رح بن معین سے فرمایا۔ اسے چھوڑو وہ کھڑا ان دونوں کا مذاق اڑاتا رہا۔

وَعَنِ الطَّرْطُوْشِيِّ لَمَّا دَخَلَ سُلَيْمَانُ بْنُ مَهْرَانَ الْاَعْمَشُ الْبَصْرَةَ نَظَرَ اِلٰى قَاصٍّ يَقُصُّ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِي اِسْحٰقَ عَنْ اَبِي وَائِلٍ فَتَوَسَّطَ الْاَعْمَشُ الْحَلْقَةَ وَجَعَلَ يَنْتِفُ شَعْرَ اِبْطِهِ فَقَالَ لَهُ الْقَاصُّ يَا شَيْخُ اَلَا تَسْتَحْيِي نَحْنُ فِي عِلْمٍ

طرطوشیؒ نے روایت کیا ہے، کہ جب امام سلیمان رح بن مہران الاعمش بصرہ تشریف لے گئے۔ تو مسجد میں ایک قصہ گو کو قصہ بیان کرتے دیکھا وہ کہہ رہا تھا۔ ہم سے اعمش نے حدیث بیان کی۔ اعمش رح نے ابو اسحٰق رح سے اور ابو اسحٰق رح نے ابو وائل رح سے روایت کی ہے۔ امام اعمش رح حلقہ کے درمیان بیٹھ گئے۔ اور اپنی بغلوں کے بال اکھاڑنے لگے۔ اس قصہ گو نے کہا اے شیخ

وَاَنْتَ تَفْعَلُ مِثْلَ هٰذَا	تجھے شرم نہیں آتی کہ ہم علم کی باتیں کر رہے ہیں
فَقَالَ الْاَعْمَشُ، اَلَّذِیْ اَنَا	اور تو اس قسم کی حرکت کر رہا ہے۔ امام اعمش رح نے
فِیْهِ خَیْرٌ مِنَ الَّذِیْ اَنْتَ فِیْهِ	جواب دیا میں تجھ سے بہتر مقام میں ہوں اس نے
قَالَ کَیْفَ قَالَ لِاَنِّیْ فِیْ	سوال کیا کیسے امام اعمش نے جواب دیا میں سنت
سُنَّۃٍ وَاَنْتَ فِیْ کِذْبٍ اَنَا	ادا کر رہا ہوں، اور تو جھوٹ بول رہا ہے۔ میں
الْاَعْمَشُ، وَمَا حَدَّثْتُكَ مِمَّا	اعمش ہوں اور جو تو بیان کر رہا ہے۔ وہ میں نے
تَقُوْلُ شَیْئًا۔	حدیث بیان نہیں کی ۔
وَقَالَ الذَّهَبِیُّ فِیْ	امام ذہبی رح میزان میں فرماتے ہیں جعفر رح
الْمِیْزَانِ قَالَ جَعْفَرُ بْنُ الْحَجَّاجِ	بن الحجاج الموصلی فرمایا کرتے تھے ہمارے
الْمُوْصِلِیُّ قَدِمَ عَلَیْنَا مُحَمَّدُ	پاس موصل میں محمد بن عبداللہ سمرقندی
بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ السَّمَرْقَنْدِیُّ	آیا۔ اور بہت سی منکر حدیثیں بیان کیں
بِمُوْصَلَ وَحَدَّثَ بِاَحَادِیْثَ	تو شیوخ کی ایک جماعت جمع ہو کر
مَنَاکِیْرَ فَاجْتَمَعَ جَمَاعَۃٌ مِنَ	اس کے پاس گئی۔ تاکہ اس کی ان
الشُّیُوْخِ وَصِرْنَا اِلَیْهِ لِنُنْکِرَ	روایات منکرہ کا انکار کیا جائے۔ وہ
عَلَیْهِ فَاِذَا هُوَ فِیْ خَلْقٍ مِنَ	بہت سے عام لوگوں میں بیٹھا ہوا تھا۔
الْعَامَّۃِ فَلَمَّا اَبْصَرَنَا مِنْ	جب اس نے دور سے ہمیں آتے دیکھا
بَعِیْدٍ عَلِمَ اَنَّا جِئْنَا لِنُنْکِرَ	تو وہ سمجھ گیا۔ کہ ہم اس پر اعتراض کرنے
عَلَیْهِ فَقَالَ حَدَّثَنَا قُتَیْبَۃُ	کے لئے آئے ہیں۔ تو فوراً بولا ہم سے
عَنِ ابْنِ لَهِیْعَۃَ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ	قتیبہ رح نے ابن لہیعہ رح، ابو الزبیر رح اور جابر

عَنْ جَابِرٍ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ اَلْقُرْاٰنُ کَلَامُ اللّٰہِ غَیْرُ مَخْلُوْقٍ فَلَمْ نَجْسِرْ اَنْ نَقْدِمَ عَلَیْہِ خَوْفًا مِنَ الْعَامَّۃِ وَ رَجَعْنَا۔

۔ کے واسطے سے ہم سے مرفوعاً یہ روایت بیان کی ہے۔ کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور غیر مخلوق ہے۔ ہم عام آدمیوں کے خوف کی بنا پر اس کے پاس نہ جا سکے اور واپس لوٹ آئے۔

وَعَنِ الشَّعْبِیِّ دَخَلْتُ فِیْ مَسْجِدٍ اُصَلِّیْ فَاِذَا اِلٰی جَنْبِیْ شَیْخٌ عَظِیْمُ اللِّحْیَۃِ قَدْ طَافَ بِہٖ قَوْمٌ یُحَدِّثُہُمْ فَقَالَ حَدَّثَنِیْ فُلَانٌ عَنْ فُلَانٍ یَبْلُغُ بِہِ النَّبِیَّ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّ اللّٰہَ خَلَقَ صُوْرَیْنِ لَہٗ فِیْ کُلِّ صُوْرٍ نَفْخَتَانِ نَفْخَۃُ الصَّعْقِ وَ نَفْخَۃُ الْقِیٰمَۃِ قَالَ الشَّعْبِیُّ فَلَمْ اَضْبِطْ نَفْسِیْ اَنْ خَفَّفْتُ صَلٰوتِیْ ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَقُلْتُ یَا شَیْخُ اِتَّقِ اللّٰہَ وَلَا تُحَدِّثْ بِالْخَطَاءِ اِنَّ اللّٰہَ لَمْ یَخْلُقْ اِلَّا صُوْرًا

امام شعبیؒ فرماتے ہیں میں مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے داخل ہوا میرے ایک جانب ایک بڑی داڑھی والا شیخ بیٹھا ہوا تھا جسے لوگوں نے گھیر رکھا تھا اس نے لوگوں سے حدیث بیان کی اور کہنے لگا مجھ سے فلاں نے فلاں کے واسطے سے یہ روایت بیان کی ہے حتی کہ اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا کہ اللہ تعالیٰ نے دو صور پیدا فرمائے ہیں۔ اور ہر صور کو دو دفعہ پھونکا جائے گا۔ ایک صور تو کڑک کا ہو گا۔ اور دوسرا قیامت کا ہو گا۔ امام شعبی فرماتے ہیں مجھ سے ضبط نہ ہو سکا۔ میں نے نماز ہلکی کی اور سلام پھیرنے کے بعد اس سے کہا اے شیخ اللہ سے ڈر اور غلط حدیث بیان نہ کر اللہ تعالیٰ نے ایک ہی صور پیدا فرمایا ہے اور اسے دو دفعہ پھونکا

وَاحِدًا وَاِنَّمَا هِيَ نَفْخَتَانِ نَفْخَةُ الصَّعْقِ وَنَفْخَةُ الْقِيَامَةِ فَقَالَ لِي يَا فَاجِرُ اِنَّمَا يُحَدِّثُنِي فُلَانٌ وَتَرُدُّ عَلَيَّ ثُمَّ رَفَعَ نَعْلَهُ فَضَرَبَنِي بِهَا وَتَتَابَعَ الْقَوْمُ عَلَيَّ ضَرْبًا مَعَهُ فَوَاللّٰهِ مَا اَقْلَعُوا عَنِّي حَتّٰى حَلَفْتُ لَهُمْ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى خَلَقَ ثَلٰثِيْنَ صُوْرًا لَهُ فِي كُلِّ صُوْرٍ نَفْخَةٌ فَاَقْلَعُوا عَنِّي ۔

جائے گا۔ ایک دفعہ تو چیخ کی پھونک ہوگی اور دوبارہ قیامت کی اس نے مجھ سے کہا۔ اے فاجر مجھ سے فلاں نے حدیث بیان کی ہے۔ اور تو مجھ پر اعتراض کرتا ہے پھر اس نے اپنا جوتا نکال کر میرے مارا اور لوگ بھی مجھے مارنے لگے۔ خدا کی قسم انہوں نے مجھے اس وقت تک نہ چھوڑا جب تک میں نے قسم کھا کر یہ نہ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تیس صور پیدا کئے ہیں اور ہر صور میں ایک دفعہ پھونکا جائے گا۔ تب انہوں نے مجھے چھوڑا۔

وَقَالَ الْحَافِظُ اَبُوْ بَكْرٍ الْخَطِيْبُ الْبَغْدَادِيُّ بِاِسْنَادِهٖ اِلٰى مُحَمَّدِ بْنِ يُوْنُسَ الْكُدَيْمِيِّ قَالَ كُنْتُ بِالْاَهْوَازِ فَسَمِعْتُ شَيْخًا يَقُصُّ فَقَالَ لَمَّا زَوَّجَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلِيًّا فَاطِمَةَ اَمَرَ اللّٰهُ شَجَرَةَ طُوْبٰى اَنْ تَنْثُرَ اللُّؤْلُؤَ الرَّطْبَ يَتَهَادَاهُ اَهْلُ الْجَنَّةِ

حافظ ابوبکر الخطیب رح البغدادی نے باسند محمد بن یونس الکدیمی سے روایت کیا ہے۔ کہ میں اہواز میں مقیم تھا۔ میں نے ایک شیخ کو قصہ بیان کرتے سنا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ سے فاطمہ رضؓ کا نکاح کیا۔ اللہ تعالیٰ نے طوبیٰ درخت کو حکم دیا کہ وہ تازہ موتی نچھاور کرے۔ تاکہ اہل جنت طباقوں میں بھر بھر کر ایک دوسرے کو ہدیہ میں

بَيْنَهُمْ فِي الْأَطْبَاقِ فَقُلْتُ لَهُ يَا شَيْخُ هٰذَا كَذِبٌ عَلٰى رَسُولِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ وَيْحَكَ اُسْكُتْ حَدِيثُهُ النَّاسِ ۔

دیں۔ میں نے اس سے کہا اے شیخ یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ ہے۔ اس نے کہا تجھ پر افسوس ہے تو خاموش کیوں نہیں رہتا یہ تو لوگوں کے قصے ہیں:

وَقَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ وَقَدْ صَنَّفَ بَعْضُ قُصَّاصِ زَمَانِنَا كِتَابًا فَذَكَرَ فِيهِ اَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ دَخَلَا عَلٰى عُمَرَ وَهُوَ مَشْغُولٌ ثُمَّ انْتَبَهَ لَهُمَا فَقَامَ وَقَبَّلَهُمَا وَوَهَبَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا اَلْفًا فَرَجَعَا فَاَخْبَرَا اَبَاهُمَا فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ عُمَرُ نُورُ الْاِسْلَامِ فِي الدُّنْيَا وَسِرَاجُ اَهْلِ الْجَنَّةِ فِي الْعُقْبٰى فَرَجَعَا اِلٰى عُمَرَ فَحَدَّثَاهُ فَاسْتَدْعٰى دَوَاتًا وَقِرْطَاسًا وَكَتَبَ

ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں ہمارے زمانے کے بعض قصہ گوؤں نے ایک کتاب لکھی ہے اس میں یہ ذکر ہے کہ حضرت حسنؓ اور حسینؓ حضرت عمرؓ کے پاس گئے اور وہ مشغول تھے جب وہ دونوں کی جانب متوجہ ہوئے تو اٹھ کر دونوں کو پیار کیا اور ہر ایک کو ایک ایک ہزار درہم دیئے تو انہوں نے لوٹ کر اپنے والد کو بتایا حضرت علیؓ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ عمرؓ دنیا میں اسلام کا نور ہیں، اور عقبہ میں اہل جنت کے چراغ ہوں گے۔ وہ دونوں حضرت عمرؓ کے پاس لوٹ کر آئے اور عمرؓ سے یہ حدیث بیان کی حضرت عمرؓ نے دوات اور کاغذ منگا کر یہ حدیث لکھی کہ مجھ

حدثني سيدا شباب أهل الجنة عن أبيهما عن رسول الله عليه السلام أنه قال كذا وكذا فأوصى أن يجعل في كفنه ففعل ذلك فأصبحوا وإذا القرطاس على القبر وفيه صدق الحسن والحسين وصدق رسول الله عليه السلام قال والعجب من هذا الذي بلغت به الوقاحة إلى أن يصنف هذا وما كفاه حتى عرضه على كتاب الفقهاء فكتبوا عليه تصويب هذا التصنيف.

سے جنتی جوانوں کے سرداروں نے اپنے والد کے واسطے سے حضور سے یہ حدیث روایت کی ہے۔ کہ حضورؐ نے ایسا ایسا فرمایا۔ پھر وصیت کی کہ اسے میرے کفن میں رکھا جائے۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ جب دفن ہونے کے بعد صبح آئی۔ تو قبر پر ایک کاغذ رکھا ہوا تھا جس میں تحریر تھا حسنؓ وحسینؓ نے بھی سچ کہا اور رسول اللہ صلعم نے بھی سچ فرمایا۔ ابن جوزیؒ فرماتے ہیں۔ تعجب تو اس شخص پر جو اتنی بے حیائی کے درجہ کو پہنچ چکا ہو۔ کہ اس قسم کی کتاب لکھے۔ اور اس سے زیادہ بے حیائی کیا ہو گی۔ کہ جب اسے فقہ کی کتابیں لکھنے والوں کے سامنے اس نے پیش کیا۔ تو انہوں نے اسے صحیح قرار دیا۔

وقال ابن عقيل أخذ بعض الوعاظ يقول الله يا موسى من تريد قال أخي هارون يا محمد

ابن عقیلؒ کہتے ہیں۔ بعض واعظوں نے یہ وطیرہ اختیار کیا۔ کہ اللہ تعالےٰ فرمائیں گے اے موسیٰؑ تو کس کا طالب ہے وہ جواب دیں گے اپنے بھائی ہارون کا۔ اے محمدؐ تم کس

مَنْ تُرِيْدُ قَالَ عَمِّيْ وَاُمِّيْ يَا نُوْحُ مَنْ تُرِيْدُ قَالَ اِبْنِيْ يَا يَعْقُوْبُ مَنْ تُرِيْدُ قَالَ يُوْسُفَ قَالَ كُلُّكُمْ تُرِيْدُ مِنِّيْ اَيْنَ مَنْ يُرِيْدُنِيْ ثُمَّ اهْتَزَّ وَصَكَّ الْكُرْسِيَّ صَكَّةً وَقَالَ يَا قَارِئُ اِقْرَأْ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ فَقَرَأَ الْقَارِئُ وَضَجَّ الْمَجْلِسُ وَصَعِقَ قَوْمٌ وَخَرَقَتْ ثِيَابُ قَوْمٍ بِشَعْبَدَةِ ذٰلِكَ فَاعْتَقَدَ قَوْمٌ اَنَّ مَا ذَكَرَهٗ لُبَابُ الْحَقِّ وَعَيْنُ الْعِلْمِ۔

کے طالب ہو جواب دیں گے اپنے چچا اور اپنے ماں کا۔ اے نوح تو کس کا طالب ہے۔ جواب دیں گے اپنے بیٹے کا۔ اے یعقوبؑ تو کس کا طالب ہے جواب دیں گے یوسفؑ کا خدا تعالیٰ فرمائیں گے۔ تم میں ہر ایک مجھ سے کسی نہ کسی شئے کا طالب ہے تم میں سے کوئی ایسا نہیں جو میرا طالب ہو۔ پھر وہ واعظ غضبناک ہوا اور کرسی ہلنے لگی اور بولا اے قاری کھڑا ہو اور قرآن پڑھ تم اس کے طالب ہو۔ قاری نے قرآن پڑھا مجلس گھبرا گئی۔ لوگ چیخیں مارنے لگے اور اس کے شعبدہ کی بنا پر لوگوں نے کپڑے پھاڑ لئے اور لوگوں کو یہ یقین ہو گیا کہ جو کچھ اس نے ذکر کیا ہے وہ حق اور عین علم ہے ؛

وَفِيْ بَعْضِ الْمَجَامِعِ اَنَّ قَاصًّا جَلَسَ بِبَغْدَادَ فَرَوٰى فِيْ تَفْسِيْرِ قَوْلِهٖ تَعَالٰى عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا اِنَّهٗ يُجْلِسُهٗ مَعَهٗ عَلٰى عَرْشِهٖ فَبَلَغَ ذٰلِكَ

بعض مجامع میں ہے کہ ایک قصہ گو نے بغداد میں قرآن کی اس آیت عسٰی ان یبعثک ربک مقاماً محمودا کی یہ تفسیر بیان کی۔ کہ خداوند تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ عرش پر بٹھائے گا یہ تفسیر امام محمد بن جریر الطبری کو معلوم

الْاِمَامُ مُحَمَّدُ بْنُ جَرِيْرِ الطَّبَرِيْ فَاحْتَدَّ مِنْ ذٰلِكَ وَبَالَغَ فِيْ اِنْكَارِهٖ وَكَتَبَ عَلٰى بَابِ دَارِهٖ سُبْحَانَ مَنْ لَيْسَ لَهٗ اَنِيْسٌ وَلَا لَهٗ فِيْ عَرْشِهٖ جَلِيْسٌ فَثَارَتْ عَلَيْهِ عَوَامُ بَغْدَادَ وَرَجَمُوْا بَيْتَهٗ بِالْحِجَارَةِ حَتّٰى اسْتَدَّ بَابُهٗ الْحِجَارَةَ وَعَلَتْ عَلَيْهِ ۔	ہوئی۔ انہیں سخت ناگوار گذری۔ اور انہوں نے سخت انکار کیا اور اپنے دروازے پر لکھ کر لگا دیا۔ پاک ہے وہ ذات جس کا نہ کوئی ساتھی ہے۔ اور نہ کوئی ساتھ میں عرش پر بیٹھنے والا۔ بغداد کے عوام ان پر چڑھ آئے۔ ان کے گھر پر پتھر برسانے شروع کئے۔ حتی کہ دروازہ پتھروں سے بند ہو گیا۔ اور آپ زخمی ہو گئے ۔

فَصْلٌ

قَالَ الْعُقَيْلِيُّ بِسَنَدِهٖ اِلٰى حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ يَقُوْلُ وَضَعَتِ الزَّنَادِقَةُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِثْنَىْ عَشَرَ اَلْفَ حَدِيْثٍ وَ قَالَ ابْنُ عَدِيٍّ بِاِسْنَادِهٖ اِلٰى جَعْفَرِ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ الْمَهْدِيَّ يَقُوْلُ اَقَرَّ	عقیلی رح نے بالسند حماد رح بن زید سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے تھے۔ کہ زنادقہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر بارہ ہزار حدیثیں وضع کیں۔ ابن عدی رحمہ اللہ تعالے نے جعفر بن سلیمان سے روایت کیا ہے۔ کہ مہدی کہا کرتا تھا۔ کہ میرے سامنے ایک زندیق

عِنْدِي رَجُلٌ مِنَ الزَّنَادِقَةِ أَنَّهُ وَضَعَ أَرْبَعَمِائَةِ حَدِيْثٍ فَهِيَ تَجُوْلُ فِيْ أَيْدِي النَّاسِ

نے اقرار کیا ہے۔ اس نے چار سو حدیثیں وضع کی ہیں۔ جو لوگوں میں رائج ہیں ؛

وَأَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرَ عَنِ الرَّشِيْدِ أَنَّهُ جِيْءَ إِلَيْهِ بِزِنْدِيْقٍ فَأَمَرَ بِقَتْلِهِ فَقَالَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَيْنَ أَنْتَ عَنْ أَرْبَعَةِ آلَافِ حَدِيْثٍ وَضَعْتُهَا فِيْكُمْ أُحَرِّمُ فِيْهَا الْحَلَالَ وَأُحِلُّ فِيْهَا الْحَرَامَ مَا قَالَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْهَا حَرْفًا فَقَالَ لَهُ الرَّشِيْدُ أَيْنَ أَنْتَ يَا زِنْدِيْقُ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُبَارَكِ وَابْنِ إِسْحٰقَ الْغَوَارِيِّ يَنْخُلَانِهَا فَيُخْرِجَانِهَا حَرْفًا حَرْفًا ۔

ابن عساکر نے روایت کیا ہے کہ ہارون الرشید کے سامنے ایک زندیق لایا گیا۔ اس نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ اس نے کہا اے امیر المومنین آپ ان چار ہزار حدیث کا کیا کریں گے جو میں نے وضع کی ہیں اور جس میں حرام کو حلال اور حلال کو حرام کیا ہے، حالانکہ اس میں سے حضورؐ کا ایک حرف بھی نہیں۔ رشید نے جواب دیا اے زندیق کیا تو عبد اللہ بن المبارک اور ابن اسحق الغواری کو بھول گیا وہ اس کا ایک ایک حرف نکال کر باہر پھینکیں گے ؛

وَفِيْ كِتَابِ الْعُقَيْلِيِّ عَنْ يَعْلَى بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْوَاسِطِيِّ أَنَّهُ قَالَ عِنْدَ مَوْتِهِ

کتاب العقیلیؒ میں یعلی بن عبد الرحمن الواسطی سے مروی ہے کہ اس نے اپنی موت کے وقت اس

وَضَعْتُ فِي فَضْلِ عَلِيٍّ رض سَبْعِينَ حَدِيثًا۔

بات کا اقرار کیا کہ اس نے ستر حدیثیں حضرت علی کی فضیلت میں وضع کی ہیں۔

وَأَخْرَجَ الْخَطِيبُ عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ خُثَيْمٍ أَنَّ مِنَ الْحَدِيثِ حَدِيثًا لَهُ ضَوْءٌ كَضَوْءِ النَّهَارِ تَعْرِفُهُ وَإِنَّ مِنَ الْحَدِيثِ حَدِيثًا لَهُ ظُلْمَةٌ كَظُلْمَةِ اللَّيْلِ تُنْكِرُهُ۔

خطیب نے ربیع رحہ بن خثیم سے روایت کیا۔ کہ بعض احادیث روز روشن کی طرح روشن ہوتی ہیں۔ کہ تو خود انہیں پہچان لے گا۔ اور بعض احادیث رات کی طرح اندھیری ہوتی ہیں جن کا تو خود انکار کردے گا۔

فصل

وَلَمَّا كَانَ أَكْثَرُ الْقُصَّاصِ وَالْوُعَّاظِ جَاهِلِينَ بِالتَّفْسِيرِ وَرِوَايَتِهِ وَبِالْحَدِيثِ وَمَرَاتِبِهِ وَرَدَ لَا يَقُصُّ عَلَى النَّاسِ إِلَّا أَمِيرٌ أَوْ مَأْمُورٌ أَوْ مُرَاءٍ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ بِسَنَدٍ صَحِيحٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ وَلِأَبِي دَاوُدَ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ عَنْ عَوْفِ بْنِ

چونکہ اکثر قصہ گو اور واعظ لوگ تفسیر اور اس کی روایت سے ناواقف اور ایسے ہی حدیث اور اس کے مراتب سے ناآشنا ہوتے ہیں۔ اسی واسطے حدیث میں وارد ہے کہ لوگوں کے سامنے تین آدمی قصے بیان کرتے ہیں۔ امیر یا جسے حکم دیا جائے۔ اور ریاکار۔ ابن ماجہ رحہ نے سند صحیح کے ساتھ عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کے واسطے سے اسے روایت کیا ہے اور ابوداؤد نے عمدہ سند کے ساتھ عوف بن مالک رض سے روایت کیا ہے

مَالِكٍ بِلَفْظِ مُخْتَالٍ بَدَلَ مُرَاءٍ وَلِلطَّبَرَانِي عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ بِلَفْظِ مُتَكَلِّفٍ	اور اس میں ریاکار کی بجائے مغرور کا ذکر ہے۔ اور طبرانی میں یہ روایت عبادہ بن الصامت سے مروی ہے اور اس میں متکلف یعنی تکلف کرنے والے کا ذکر ہے
وَرَوَى الطَّبَرَانِيُّ عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ مَرْفُوعًا اِنَّ بَنِي اِسْرَائِيلَ هَلَكُوْا لَمَّا قَصُّوا۔	طبرانی رح نے خباب رض بن الارت سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ کہ بنو اسرائیل قصہ گوئی کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔
قَالَ الزَّيْنُ الْعِرَاقِيُّ وَمِنْ اٰفَاتِ الْقُصَّاصِ اَنْ يُحَدِّثُوْا كَثِيْرًا مِنَ الْعَوَامِ مَا لَا يَبْلُغُهُ الْعُقُوْلُ وَالْاَفْهَامُ فَيَبْلُغُوْا فِي الْاِعْتِقَادِ السَّيِّئَةِ هٰذَا لَوْ كَانَ صَحِيْحًا فَكَيْفَ اِذَا كَانَ بَاطِلًا۔	زین الدین رح العراقی فرماتے ہیں اور قصہ گو کی آفتوں میں سے ایک آفت یہ بھی ہے کہ وہ عوام سے اکثر ایسی احادیث بیان کرتے ہیں جہاں تک نہ تو عقل پہنچ سکتی ہے اور نہ فہم اس کا ادراک کر سکتا ہے۔ تو عوام برے عقائد میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ یہ اگر معاملات صحیح ہوتیں تو لوگ اعتقادات باطل میں کیوں مبتلا ہوتے۔
وَقَدْ قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ مَا اَنْتَ مُحَدِّثٌ قَوْمًا حَدِيْثًا لَا تَبْلُغُهُ عُقُوْلُهُمْ اِلَّا كَانَ لِبَعْضِهِمْ فِتْنَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِي مُقَدِّمَةِ صَحِيْحِهٖ۔	ابن مسعود رض فرمایا کرتے تھے۔ اگر تو لوگوں سے ایسی حدیثیں بیان کرے۔ جن تک عقلیں نہ پہنچ سکیں تو وہ بعضوں کے لئے فتنہ ثابت ہوں گی۔ اس حدیث کو امام مسلم نے اپنے مقدمہ میں روایت کیا ہے۔

قُلْتُ وَمِنْ آفَاتِهِمْ
أَنْ يَدْخُلَ عَلَيْهِمُ الْعُجْبُ
وَالْغُرُورُ فِي سَائِرِ الْأُمُورِ +
فَرَوَى الْإِمَامُ أَحْمَدُ
بِسَنَدٍ صَحِيحٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ
مُعَاوِيَةَ أَنَّهُ رَكِبَ إِلَى عُمَرَ بْنِ
الْخَطَّابِ فَسَأَلَهُ عَنِ الْقَصَصِ
قَالَ مَا شِئْتَ قَالَ أَنَا أَرَدْتُ
أَنْ أَنْتَهِيَ إِلَى قَوْلِكَ قَالَ
أَخْشَى عَلَيْكَ أَنْ تَقُصَّ
فَتَرْتَفِعَ فِي نَفْسِكَ ثُمَّ تَقُصَّ
فَتَرْتَفِعَ فِي نَفْسِكَ حَتَّى
تَخَيَّلَ لَكَ أَنَّكَ فَوْقَهُمْ
بِمَنْزِلَةِ الثُّرَيَّا فَيَضَعَكَ اللهُ
تَحْتَ أَقْدَامِهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
بِقَدْرِ ذَلِكَ +

وَرَوَى الطَّبَرَانِيُّ بِسَنَدٍ
جَيِّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ
أَنَّ تَمِيمًا الدَّارِيَّ اسْتَأْذَنَ

ملا علی قاری فرماتے ہیں اور ان لوگوں کی آفتوں
میں سے ایک آفت یہ بھی ہے کہ وہ لوگوں ہیں ہر
کام ہیں بڑائی اور غرور پیدا کر دیتے ہیں

امام احمد نے سند صحیح کے ساتھ حارثؒ بن
معاویہ سے روایت کیا ہے۔ کہ وہ حضرت عمرؓ کے
پاس گئے اور ان سے قصوں کے بارے میں دریافت
کیا انہوں نے فرمایا تو کیا چاہتا ہے۔ حارث نے
جواب دیا میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ کے قول کو
اختیار کروں۔ انہوں نے فرمایا مجھے یہ خطرہ ہے
کہ جب تو قصہ بیان کرے گا تو تیرے دل میں بلندی
کا خیال پیدا ہوگا۔ پھر جب تو دوبارہ قصہ بیان
کرے گا۔ تو تیرے دل میں اور بلندی پیدا ہوگی
حتی کہ تو یہ خیال کرے گا کہ تو لوگوں سے ثریا
کے برابر بلند ہے۔ تو اللہ تعالے تجھے اس
غرور کے باعث قیامت کے روز ان
کے قدموں میں ڈالے گا۔

طبرانیؒ نے عمدہ سند کے ساتھ عمروؒ بن
دینار سے روایت کیا ہے۔ کہ تمیمؒ داری
نے حضرت عمرؓ سے قصہ گوئی کی اجازت

عُمَرَ فِی الْقَصَصِ فَاَبیٰ اَنْ یَّاْذَنَ لَہٗ ثُمَّ اسْتَاْذَنَہٗ فَقَالَ اِنْ شِئْتَ وَاَشَارَ بِیَدِہٖ الذَّبْحَ ۔

طلب کی۔ انہوں نے اس سے انکار فرمادیا۔ انہوں نے دوبارہ اجازت طلب کی۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا اچھا اگر تم خود کو ذبح کرنا چاہو۔

قَالَ الْعِرَاقِیُّ فَانْظُرْ تَوَقُّفَ عُمَرَ فِی اِذْنِہٖ فِیْ حَقِّ رَجُلٍ مِّنَ الصَّحَابَۃِ الَّذِیْ کُلُّ وَاحِدٍ مِّنْھُمْ عَدْلٌ مُّؤْتَمَنٌ وَاَیْنَ مِثْلُ تَمِیْمٍ فِی التَّابِعِیْنَ وَمَنْ بَعْدَھُمْ ۔

امام عراقی رح فرماتے ہیں غور کرو کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے ایک صحابی کو اجازت دینے میں تامل فرمایا۔ حالانکہ ہر صحابی عادل اور امین ہے۔ او تمیم جیسا تابعین اور ان کے بعد کے دور میں کون ہوسکتا ہے۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ عَسَاکِرٍ عَنْ بُکَیْرٍ اَنَّ تَمِیْمَانِ الدَّارِیَّ اِسْتَاْذَنَ عُمَرَ فِی الْقَصَصِ فَقَالَ لَہٗ عُمَرُ اَتَدْرِیْ اِنَّکَ تُرِیْدُ الذَّبْحَ مَا یُؤْمِنُکَ اَنْ تَرْفَعَ نَفْسَکَ حَتّٰی تَبْلُغَ السَّمَاءَ ثُمَّ یَضَعُکَ اللّٰہُ ۔

ابن عساکرؒ نے بکیرؒ سے روایت کیا ہے کہ تمیم داریؓ نے قصہ گوئی کے معاملہ میں حضرت عمرؓ سے اجازت طلب کی انہوں نے فرمایا کیا تو یہ چاہتا ہے۔ کہ اپنے آپ کو ذبح کرے۔ کہ تیرا نفس بلند ہو کر آسمان تک پہنچ جائے پھر اللہ تعالیٰ تجھے گرادے۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ عَسَاکِرٍ

نیز ابن عساکر نے حمیدؒ بن عبدالرحمان

عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ	بن عوف سے روایت کی ہے کہ تمیم داری حضرت
اَنَّ تَمِيْمَا الدَّارِيَّ اِسْتَاْذَنَ	عمر رض سے قصہ گوئی کے بارے میں کئی سال
عُمَرَ فِي الْقَصَصِ سِنِيْنَ فَاَبٰى	تک اجازت طلب کرتے رہے۔ وہ اجازت
اَنْ يَاْذَنَ لَهٗ فَاسْتَاْذَنَهٗ	دینے سے انکار کرتے رہے مجبور ہو کر ایک
فِيْ يَوْمٍ وَاحِدٍ فَلَمَّا اَكْثَرَ	روز انہیں اجازت دیدی۔ جب ان کی قصہ
عَلَيْهِ قَالَ لَهٗ مَا تَقُوْلُ قَالَ	گوئی میں لوگوں کی کثرت ہونے لگی حضرت
اَقْرَأُ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنَ وَاٰمُرُهُمْ	عمر رض نے فرمایا۔ تم ان سے کیا بیان کرتے ہو
بِالْخَيْرِ وَاَنْهَاهُمْ عَنِ الشَّرِّ	تمیم نے جواب دیا ان کے سامنے قرآن پڑھتا
قَالَ عُمَرُ ذٰلِكَ الذَّبْحُ ثُمَّ	ہوں انہیں بھلائی کا حکم دیتا ہوں۔ برائی سے روکتا
قَالَ عِظْ قَبْلَ اَنْ اَخْرُجَ	ہوں حضرت عمر رض نے فرمایا یہ بھی ذبح ہے۔ پھر فرمایا اچھا
فِي الْجُمُعَةِ فَكَانَ يَفْعَلُ	جمعہ کے روز میرے آنے سے قبل وعظ کر لیا کرو۔ وہ پورے
ذٰلِكَ يَوْمًا وَاحِدًا فِي الْجُمُعَةِ۔	ہفتہ میں ایک دن یعنی جمعہ کے روز وعظ کرتے۔
وَاَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرَ	ابن عساکر رح نے ابو سہل بن مالک عن ابیہ
عَنْ اَبِيْ سَهْلِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ	کے واسطے سے تمیم داری سے یہ روایت کی ہے
اَبِيْهِ عَنْ تَمِيْمٍ الدَّارِيِّ اَنَّهٗ	کہ انہوں نے حضرت عمر رض سے قصہ گوئی کی اجازت
اِسْتَاْذَنَ عُمَرَ فِي الْقَصَصِ	طلب کی حضرت عمر رض نے انہیں اجازت دے دی
فَاَذِنَ لَهٗ ثُمَّ مَرَّ عَلَيْهِ بَعْدُ	پھر ایک دن ان کے پاس حضرت عمر رض گذرے تو
فَضَرَبَهٗ بِالدِّرَّةِ۔	انہیں کوڑے سے مارا۔
قُلْتُ وَلَعَلَّهٗ زَادَ عَلٰى	ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ انہیں ہفتہ میں

جُلُوسِہٖ الْمَرَّۃَ ۔

وَرَوَی ابْنُ مَاجَۃَ بِسَنَدٍ حَسَنٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمْ یَکُنِ الْقَصَصُ فِیْ زَمَنِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا زَمَنَ اَبِیْ بَکْرٍ وَلَا زَمَنَ عُمَرَ وَلٰکِنْ اَرْوَاہُ اَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِیُّ عَنِ السَّائِبِ بْنِ یَزِیْدَ ۔

وَرَوَی الطَّبْرَانِیُّ مِنْ طَرِیْقِ مُجَاہِدٍ یَرْوِیْ ھٰذَا عَنِ الْعَبَادِلَۃِ اَیْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عُمَرَ وَعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَبَّاسٍ وَعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الزُّبَیْرِ وَعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالُوْا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْقَاصُّ یَنْتَظِرُ الْمَقْتَ فَھٰذَا اِخْبَارٌ عَنِ الْغَیْبِ فَیُعَدُّ مِنَ الْمُعْجِزَاتِ وَخَرْقِ الْعَادَاتِ ۔

وَاَخْرَجَ اَحْمَدُ فِی الزُّھْدِ

ایک دفعہ کی اجازت دی گئی تھی اور انہوں م

ابن ماجہ رحمہ نے سند حسن کے ساتھ عبد اللہ بن عمر رضہ سے روایت کیا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قصہ گوئی نہ تھی۔ ایسے ہی امام احمد رح اور طبرانی رح نے سائب بن یزید رح سے بھی یہی روایت کی ہے۔

طبرانی رح نے مجاہد رح کے واسطے سے عبادلہ یعنی عبد اللہ رضہ بن عمر رضہ، عبد اللہ رضہ بن عباس رضہ۔ عبد اللہ رضہ بن الزبیر رضہ اور عبد اللہ رضہ بن عمرو رضہ بن العاص سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ قصہ گو بغض اور غضب کا انتظار کرتا ہے یہ غیب کی خبر ہے۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات اور خرق عادت میں شمار کی جائے گی۔

امام احمد رح بن حنبل نے اپنی زہد میں

م ـ تمیم داری نے شروع کر دی تھی

عَنْ اَبِی الْمَلِیحِ قَالَ ذُکِرَ مَیْمُوْنُ الْقُصَّاصُ فَقَالَ لَا یُخْطِئُ الْقَاصُ ثَلٰثًا اَمَّا اَنْ یُسَمِّنَ قَوْلَهٗ بِمَا یَهْزِلُ دِیْنَهٗ وَاَمَّا اَنْ یُعْجِبَ بِنَفْسِهٖ وَ اَمَّا اَنْ یَاْمُرَ بِمَا لَا یَفْعَلُ فَلِهٰذَا قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَلْقَاصُّ یَنْتَظِرُ الْمَقْتَ ۔

ابو الملیح رح سے روایت کیا ہے کہ میمون رح کے سامنے قصہ گوؤں کا ذکر کیا گیا۔ انہوں نے فرمایا قصہ گو تین باتوں سے خالی نہیں ہوگا۔ یا تو اپنی باتوں سے دین کا مذاق اڑا اڑا کر موٹا ہو جائے گا۔ یا اس کا نفس غرور میں مبتلا ہوگا یا ان باتوں کا حکم دے گا۔ جو خود نہ کرے گا۔ اسی واسطے حضور صلعم نے ارشاد فرمایا ہے قصہ گو غضب کا انتظار کرتا ہے۔

ثُمَّ مِنْ جُمْلَةِ الْاٰفَاتِ فِیْ مَجْلِسِ الْقَاصِّ مَا اَخْرَجَ الْمَرْوَزِیُّ فِیْ کِتَابِ الْعِلْمِ وَ اَبُوْ نُعَیْمٍ فِی الْحِلْیَةِ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ قَالَ مَا اَمَاتَ الْعِلْمَ اِلَّا الْقُصَّاصُ یُجَالِسُ الرَّجُلُ الْقَاصَّ سَنَةً فَلَا یَتَعَلَّقُ مِنْهُ بِشَیْءٍ ۔

سب سے بڑی آفت قصہ گو کی مجلس میں یہ ہے۔ جو مروزی رح نے کتاب العلم میں اور ابو نعیم رح نے حلیہ میں ابو قلابہ رح سے روایت کی ہے۔ کہ قصہ گو علم کو فنا کر دیتا ہے اگر کوئی شخص کسی قصہ گو کے ساتھ ایک سال بیٹھ جائے۔ تو پھر وہ کسی کام کا نہیں رہتا۔

وَاَخْرَجَ اَبُوْ نُعَیْمٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ کَانَ قَاصٌّ یَجْلِسُ قَرِیْبًا مِنْ مَسْجِدِ

ابو نعیم رح نے سعید رح بن عاصم سے روایت کیا ہے۔ ایک قصہ گو محمد رح بن الواسع کی مسجد کے قریب بیٹھا کرتا تھا۔ ایک روز وہ اپنے

مُحَمَّدِ بْنِ الْوَاسِعِ فَقَالَ يَوْمًا وَهُوَ يُوَبِّخُ جُلَسَائَهُ مَالِيْ أَرَى الْقُلُوْبَ لَا تَخْشَعُ وَمَا لِيْ أَرَى الْعُيُوْنَ لَا تَدْمَعُ وَمَالِيْ أَرَى الْجُلُوْدَ لَا تَقْشَعِرُّ فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ وَاسِعٍ يَا عَبْدَ اللّٰهِ مَا أَرَى الْقَوْمَ أُتُوْا إِلَّا مِنْ قِبَلِكَ أَيْ اَلذِّكْرُ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْقَلْبِ وَقَعَ عَلَى الْقَلْبِ۔

ساتھیوں کو تنبیہ کر رہا تھا۔ مجھے کیا ہو گیا ہے۔ کہ میں دلوں کو اس حال میں دیکھ رہا ہوں کہ ان پر خشوع طاری نہیں ہوتا۔ مجھے کیا ہو گیا ہے۔ کہ میں آنکھوں سے کوئی آنسو بہتے نہیں دیکھتا اور کھالوں پر لرزہ طاری نہیں ہوتا محمد رحمہ اللہ تعالے بن واسع نے کہا میں تجھ سے پہلے لوگوں کے ذکر کو دیکھتا ہوں کہ جب وہ دل سے نکلتی تو دل پر اثر بھی کرتی۔

وَأَخْرَجَ الْمَرْوَزِيُّ فِيْ كِتَابِ الْعِلْمِ وَأَبُوْ نُعَيْمٍ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ إِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيَّ يَقُوْلُ مَا أَحَدٌ يَنْبَغِيْ بِقَصَصِهِ وَجْهَ اللّٰهِ غَيْرَ إِبْرَاهِيْمَ وَلَوَدِدْتُ أَنَّهُ انْفَلَتَ مِنْهُ كَفَافًا لَا عَلَيْهِ وَلَا لَهُ۔

مروزی رح (کتاب العلم میں) اور ابو نعیم رح نے اعمش رح سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ میں نے ابراہیم رح نخعی سے سنا کہ کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو اپنے قصوں کے ذریعے اللہ کی رضامندی کا متلاشی ہو۔ سوائے حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ اور میں تو یہ پسند کرتا ہوں۔ کہ اس سے اتنا فائدہ حاصل کر لوں کہ نہ تو گناہ ہو اور نہ ثواب ہو۔

وَأَخْرَجَ أَبُوْ نُعَيْمٍ عَنْ

ابو نعیم رح نے ابراہیم نخعی سے روایت

اِبْرَاهِیْمَ النَّخَعِیِّ قَالَ مَنْ جَلَسَ لِیُجْلَسَ اِلَیْهِ فَلَا تَجْلِسُوْا اِلَیْهِ ۔

کیا ہے۔ کہ جو اس غرض سے بیٹھے۔ کہ لوگ اس کے پاس آکر بیٹھا کریں۔ تو اس کے پاس نہ بیٹھا کرو ۔

وَاَخْرَجَ اَبُوْنُعَیْمٍ فِی الْحِلْیَةِ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ اِذَا طَالَ الْمَجْلِسُ کَانَ لِلشَّیْطٰنِ فِیْهِ نَصِیْبٌ ۔

ابو نعیم رح نے حلیہ میں زہری رح سے روایت کیا ہے۔ جب مجلس طویل ہو جاتی ہے۔ تو اس میں شیطان کا حصہ بھی داخل ہو جاتا ہے ۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْمُسْلِمِ قَالَ اَلْحَدِیْثُ مَعَ الرَّجُلِ وَالرَّجُلَیْنِ وَالثَّلَاثَةِ وَالْاَرْبَعَةِ وَاِذَا عَظُمَتِ الْحَلْقَةُ فَانْصِتْ اَوِ انْشُزْ ۔

ابن المبارک رح نے عقبہ رح بن مسلم کا قول نقل کیا ہے۔ کہ باہمی گفتگو ایک آدمی یا دو یا تین یا چار کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور جب حلقہ وسیع ہو جائے۔ تو تم خاموش رہو یا اٹھ جاؤ ۔

وَاَخْرَجَ الْمَرْوَزِیُّ عَنْ سَالِمٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ کَانَ یَلْقٰی خَارِجًا مِنَ الْمَسْجِدِ فَیَقُوْلُ مَا اَخْرَجَنِیْ اِلَّا صَوْتُ قَاصِّکُمْ هٰذَا ۔

نیز مروزی رح نے مجاہد رح سے روایت کیا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہ جب مسجد سے باہر کوئی شور سنتے تو فرماتے مجھے تمہارے اس قصہ گو کی آواز نے باہر نکالا ہے ۔

وَاَخْرَجَ اَیْضًا عَنْ مُجَاهِدٍ

نیز مروزی رح نے مجاہد رح سے روایت کیا ہے

جَاءَ رَجُلٌ قَاصٌّ فَجَلَسَ قَرِيْبًا مِنِ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ لَهٗ قُمْ فَاَبٰى اَنْ يَقُوْمَ فَاَرْسَلَ اِلٰى صَاحِبِ الشُّرَطِ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ شُرَطِيًّا فَاَقَامَهٗ ؛	کہ ایک قصہ گو آ کر ابن عمر رضی اللہ عنہ کے قریب بیٹھ گیا۔ ابن عمرؓ نے فرمایا یہاں سے اٹھو۔ اس نے انکار کیا۔ ابن عمرؓ نے پولیس آفیسر کے پاس آدمی بھیجا اور پولیس کے ذریعہ اسے اٹھوا دیا ؛
وَرُوِيَ عَنِ الْحَسَنِ اَنَّ الْقَصَصَ بِدْعَةٌ وَاَنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالدُّعَاءِ بِدْعَةٌ وَاَنَّ مَدَّ الْاَيْدِيْ بِالدُّعَاءِ بِدْعَةٌ وَاَنَّ اجْتِمَاعَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ بِدْعَةٌ ؛	حسن رح سے روایت ہے۔ کہ قصہ گوئی بھی بدعت ہے۔ بلند آواز سے دعا مانگنا بھی بدعت ہے۔ دعا میں ہاتھ پھیلانا بھی بدعت ہے اور عورتوں اور مردوں کا ایک جگہ اکٹھا ہونا بھی بدعت ہے ؛

فائدہ ۔ بلند آواز سے دعا مانگنے کا جہاں تک تعلق ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سے اوقات میں بلند آواز سے دعا مانگنا بھی ثابت ہے۔ تو جن مقامات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے دعا مانگی۔ وہاں بلند آواز سے دعا مانگنا مسنون اور جہاں آہستہ دعا مانگی تو وہاں بلند آواز سے دعا مانگنا ناجائز ہے۔ فرضوں کے بعد بلند آواز سے دعا مانگنے کو اگرچہ اکثر علماء نے ناجائز اور بدعت لکھا ہے۔ لیکن بہت سی روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضورؐ نے بلند آواز سے بھی دعا مانگی۔ ورنہ وہ حضور کی وہ دعائیں۔ جو آپ نے فرضوں کے بعد مانگی ہیں ہم تک کیسے پہنچتیں ؛

رہا ہاتھ پھیلا کر دعا مانگنا۔ اتنا تو عبداللہ رضی اللہ عنہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ دعا کے وقت چہرے کے سامنے اور بازو بغلوں سے علیحدہ رہتے۔ تو شاید حسن بصری کا مقصود اس میں افراط ہے ؛

وَمِنَ اللَّطَائِفِ أَنَّهُ كَانَ فِي مَسْجِدِ الْكُوفَةِ قَاصٌّ يُقَالُ لَهُ زُرْعَةُ فَأَرَادَتْ أُمُّ أَبِي حَنِيفَةَ أَنْ تَسْتَفْتِيَ فِي شَيْءٍ فَأَفْتَاهَا أَبُو حَنِيفَةَ فَلَمْ تَقْبَلْ وَقَالَتْ مَا أَقْبَلُ إِلَّا مَا يَقُولُ زُرْعَةُ الْقَاصُّ فَجَاءَ بِهَا أَبُو حَنِيفَةَ إِلَى زُرْعَةَ فَقَالَ هٰذِهٖ أُمِّيْ تَسْتَفْتِيْكَ فِيْ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ أَنْتَ أَعْلَمُ مِنِّيْ وَأَفْقَهُ فَأَفْتِهَا أَنْتَ فَقَالَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ قَدْ أَفْتَيْتُهَا بِكَذَا وَكَذَا فَقَالَ زُرْعَةُ الْقَوْلُ كَمَا قَالَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ فَرَضِيَتْ وَانْصَرَفَتْ ۔

لطائف میں سے ایک لطیفہ یہ بھی ہے کہ کوفہ کی مسجد میں ایک قصہ گو تھا جس کا نام زرعہ تھا۔ امام ابوحنیفہؒ کی والدہ نے اس سے کوئی مسئلہ معلوم کرانا چاہا۔ امام صاحب نے خود فتوی دیا۔ لیکن ان کی والدہ نے اسے قبول نہ کیا اور فرمایا میں سوائے زرعہ کے کسی کا فتویٰ قبول نہ کروں گی۔ امام ابوحنیفہ اپنی والدہ کو لے کر زرعہ کے پاس گئے۔ اور فرمایا یہ میری والدہ ہیں جو تجھ سے فلاں فلاں مسئلہ میں فتوی لینے آئی ہیں اسنے جواب دیا۔ اس نے کہا آپ مجھ سے زیادہ عالم اور زیادہ فقیہہ ہیں۔ آپ انہیں خود فتوی دیجیے۔ امام صاحب نے فرمایا۔ میں نے فلاں فلاں فتوی دیا ہے زرعہ بولا۔ فتوی ویسے ہی ہے۔ جیسے ابو حنیفہؒ نے فرمایا۔ امام صاحب کی والدہ اس پر راضی ہو گئیں اور واپس لوٹ آئیں ؛

وَأَخْرَجَ ابْنُ عَدِيٍّ عَنِ
الْحُسَيْنِ الْكَرَابِيسِيِّ قَالَ كَانَ
بِبَغْدَادَ قَاصٌّ يُقَالُ لَهُ
أَبُو مَرْحُومٍ الْقَاصُّ يَجْتَمِعُ
النَّاسُ إِلَيْهِ فَقَالَ يَوْمًا سَلُونِي
عَنِ التَّفْسِيرِ وَتَفْسِيرِ التَّفْسِيرِ
فَقَامَ رَجُلٌ وَرَاءَ دَارِ الزَّيْنِ
فَقَالَ يَا أَبَا مَرْحُومٍ أَصْلَحَكَ
اللهُ فَقَالَ اطْعَنْهُ يَابْنَ الْفَاعِلَةِ
فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ دَعَا لَكَ ثُمَّ
تَقُولُ لَهُ مِثْلَ هٰذِهِ الْمَقَالَةِ
فَقَالَ نَعَمْ أَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ
اللهِ تَعَالَى إِنَّ الَّذِينَ
يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ
أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ فَقَالَ
مَاذَا تَقُولُ فِي الْمُزَابَنَةِ
وَالْمُحَاقَلَةِ قَالَ الْمُحَاقَلَةُ
حَلْقُ الثِّيَابِ عِنْدَ التِّسْمَارِ
وَالْمُزَابَنَةُ أَنْ تُسَمِّيَ أَخَاكَ

ابن عدی نے حسین الکرابسی سے روایت کیا
ہے۔ کہ بغداد میں ایک قصہ گو تھا جس کا نام ابو
مرحوم تھا۔ لوگ اس کے پاس آکر جمع ہوتے۔
ایک روز کہنے لگا تم مجھ سے قرآن کی تفسیر بھی پوچھ
سکتے ہو! اور تفسیر کی تفسیر بھی۔ دار الزین کے
پیچھے سے ایک آدمی نے کھڑے ہو کر کہا اے
ابو مرحوم اللہ تیری اصلاح کرے۔ اس ابو مرحوم
نے معترض جان کر تہمت لگائی اور بولا اے زانیہ
کے بیٹے۔ ایک شخص نے اس سے کہا وہ تو تجھے دعا دے
رہا ہے اور تو اسے اس قسم کی باتیں کہہ رہا ہے۔ اس
جواب دیا ہاں لیکن کیا تم نے اللہ کا قول نہیں سنا
وہ لوگ جو یا رسول اللہ آپ کو پردوں کے پیچھے
سے آواز دیتے ہیں وہ اکثر بے عقل ہیں اس شخص نے
دریافت کیا مزابنہ اور محاقلہ کا کیا مطلب ہے۔ تو
ابو مرحوم نے جواب دیا محاقلہ تو یہ ہے کہ تجارت
کے وقت کپڑا پھاڑنا کرنا اور مزابنہ اپنے مسلم
بھائی کا برا نام رکھنا (محاقلہ کہا جاتا ہے پھل
کو درخت پر لگے لگے پکنے سے قبل بیچنا۔ اور مزابنہ
کسی شے کو جس کی مقدار معلوم نہ ہو مقدار معینہ

الْمُسْلِمَ زُبُونًا ۔ کے بدلے میں بیچنا اور یہ دونوں حرام ہیں ۔

فَصْلٌ

وَلَمَّا رَأَيْتُ جَمَاعَةً مِنَ الْحُفَّاظِ لِلسُّنَّةِ جَمَعُوا الْأَحَادِيثَ الْمُشْتَهِرَةَ عَلَى الْأَلْسِنَةِ بَيَّنُوا الصَّحِيحَ وَالْحَسَنَ وَالضَّعِيفَ وَمَيَّزُوا الْمَوْقُوفَ وَالْمَرْفُوعَ وَالْمَوْضُوعَ بِالْمَقَاصِدِ الْحَسَنَةِ سَنَحَ بِالْبَالِ اِكْتِفَاءً اِخْتِصَارُ تِلْكَ الدَّفَاتِرِ بِالْاِقْتِصَارِ عَلَى مَا قِيلَ فِيهِ اَنَّهُ لَا اَصْلَ لَهُ اَوْ مَوْضُوعٌ بِاَصْلِهِ لِيَكُونَ مُبَيِّنًا لِلضَّبْطِ عَلَى اَحْسَنِ مَصْنُوعٍ فِي فَصْلِهِ فَاِنَّ الْاَحَادِيثَ الثَّابِتَةَ لَا تُعَدُّ وَلَا تُحْصٰی وَلَا يُمْكِنُ اَنْ جَمِيعَ مَا يُسْتَقْصٰی ثُمَّ مَا اخْتَلَفُوا فِي اَنَّهُ مَوْضُوعٌ

ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ جب میں نے حفاظ حدیث کو دیکھا کہ انہوں نے ان احادیث کو جو لوگوں میں مشہور ہیں جمع کیا۔ اور ان میں سے صحیح حسن اور ضعیف کو صاف صاف بیان کیا۔ اور اعلیٰ مقاصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے۔ موقوف۔ مرفوع۔ اور موضوع کو جدا جدا بیان کر دیا تو دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ ان دفاتر کو مختصر طور پر بیان کر دیا جائے اور ان روایات کو جمع کیا جائے جن کی کوئی اصل نہ ہو یا موضوع ہو۔ تاکہ یہ عمدہ طریقہ پر ان احادیث کو ضبط کر لینے کا ذریعہ بن سکے۔ کیونکہ احادیث صحیحہ کی نہ تو کوئی حد ہے۔ اور نہ ان کا شمار کیا جا سکتا ہے۔ اور سب کا استقصا

تَرَكْتُ ذِكْرَهُ لِلْحَذَرِ مِنَ الْخَطَرِ لِاحْتِمَالِ اَنْ يَكُوْنَ مَوْضُوْعًا مِنْ طَرِيْقٍ وَصَحِيْحًا مِنْ وَجْهٍ اٰخَرَ فَاِنَّ هٰذَا كُلَّهُ بِحَسْبِ مَا يَظْهَرُ لِلْمُحَدِّثِيْنَ مِنْ حَيْثُ نَظْرِهِمْ اِلَى الْاِسْنَادِ وَاِلَّا فَلَا مَطْمَعَ لِلْقَطْعِ فِيْ مَقَامِ الْاِسْنَادِ لِتَجْوِيْزِ الْعَقْلِ اَنْ يَكُوْنَ الصَّحِيْحُ فِيْ نَفْسِ الْاَمْرِ ضَعِيْفًا اَوْ مَوْضُوْعًا وَالْمَوْضُوْعُ صَحِيْحًا مَرْفُوْعًا اِلَّا الْحَدِيْثَ الْمُتَوَاتِرَ فَاِنَّهُ فِيْ اِفَادَةِ الْعِلْمِ الْيَقِيْنِيِّ يَكُوْنُ مَقْطُوْعًا ؕ	ممکن نہیں ۔ پھر میں نے اس امر میں جو روایات ایک سند سے موضوع اور ایک سند سے صحیح تھیں ۔ انہیں بھی اس خطرہ کی بنا پر چھوڑ دیا ۔ کہ وہ موضوع نہ ہوں ۔ اور یہ تمام امور محدثین کے سامنے سندوں پر غور کرنے سے ظاہر ہو جاتے ہیں ۔ ورنہ مقام اسناد میں باعتبار عقل یہ خیال باقی رہتا ہے کہ جو روایت صحیح ہے وہ نفس الامر میں ضعیف ہو یا موضوع ہو اور ایسے ہی موضوع صحیح اور مرفوع ہو ۔ سوائے حدیث متواتر کے ۔ کیونکہ اس سے تو علم یقینی حاصل ہوتا ہے چاہے وہ مقطوع کیوں نہ ہو ؕ
وَلِذَا قَالَ الزَّرْكَشِيُّ بَيْنَ قَوْلِنَا لَمْ يَصِحَّ وَقَوْلِنَا مَوْضُوْعٌ بَوْنٌ بَيِّنٌ فَاِنَّ الْوَضْعَ اِثْبَاتُ الْكِذْبِ وَقَوْلُنَا لَمْ يَصِحَّ اِنَّمَا هُوَ اِخْبَارٌ عَنْ عَدَمِ الثُّبُوْتِ وَلَا يَلْزَمُ مِنْهُ	زرکشی رح فرماتے ہیں ہمارے اس قول کہ "یہ روایت صحیح نہیں" اور ہمارے اس قول کہ "یہ روایت موضوع ہے" میں بہت زبردست فرق ہے ۔ کیونکہ وضع کذب کے اثبات سے ہوتا ہے ۔ اور ہمارا یہ کہنا کہ یہ صحیح نہیں یہ عدم ثبوت کو ظاہر کرتا ہے ۔ اس سے کسی شئے کا

إِثْبَاتُ الْعَدَمِ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ أَعْلَمُ ؛	عدم وجود لازم نہیں آتا - واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم ؛
ثُمَّ اعْلَمْ أَنَّهُ قَدْ يَكُونُ الْحَدِيثُ مَوْضُوعًا بِحَسَبِ الْمَبْنٰى وَإِنْ كَانَ صَحِيحًا مُطَابِقًا لِلْكِتَابِ أَوِ السُّنَّةِ بِحَسَبِ الْمَعْنٰى وَأَسْأَلُ اللّٰهَ التَّوْفِيقَ عَلٰى كَمَالِ التَّحْقِيقِ وَهُوَ الْهَادِي إِلٰى سَوَاءِ الطَّرِيقِ	پھر یہ بھی جان لینا چاہیئے کہ حدیث موضوع کا اطلاق مبنی (جس مقصد کے لئے وضع کی گئی ہے) کے اعتبار سے ہوتا ہے چاہے وہ باعتبار معنی قرآن و سنت کے مطابق کیوں نہ ہو۔ میں اللہ سے اس تحقیق میں توفیق کا سوال کرتا ہوں۔ کیونکہ وہی سیدھی راہ دکھانے والا ہے ۔ بس
وَهَا أَنَا أَذْكُرُ الْأَحَادِيثَ عَلٰى تَرْتِيبِ حُرُوفِ الْهِجَاءِ مِنَ الْأَفْعَالِ وَالْحُرُوفِ وَالْأَسْمَاءِ ؛	اب ان احادیث کا ذکر حروف تہجی کے لحاظ سے کروں گا ۔ چاہے وہ افعال ہوں یا اسماء یا حروف ؛

حَرْفُ الْهَمْزَةِ !

۱۔ حَدِيثُ آخِرُ الطِّبِّ الْكَيُّ كَلَامٌ وَلَيْسَ بِحَدِيثٍ قَالَهُ ابْنُ الدَّيْبَعِ الْيَمَانِيُّ تِلْمِيذُ السَّخَاوِيِّ فِي مُخْتَصَرِ مَقَاصِدِهِ وَالْمَشْهُورُ كَمَا	آخری علاج (طب میں) داغ لگانا ہے یہ حدیث نہیں بلکہ اہل عرب کا قول ہے جیسا کہ ابن الدیبع الیمانی امام سخاوی کے شاگرد نے اپنی مختصر المقاصد میں بیان کیا ہے اور مشہور وہ ہے جو امام عسقلانی نے امثلۃ العرب

قَالَ العَسْقَلَانِیُّ فِی الْمِشْکٰوۃِ الْعَرَبِ اٰخِرُ الدَّوَاءِ الْکَیُّ ۔

میں بیان کیا ہے۔ آخری دوا داغ لگانا ہے ۔

۲۔ حَدِیْثُ اٰیَۃٌ مِّنْ کِتَابِ اللّٰہِ خَیْرٌ مِّنْ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ قَالَ العَسْقَلَانِیُّ لَمْ اَقِفْ عَلَیْہِ ۔

کتاب اللہ کی ایک آیت (کا درجہ) محمد رسول اللہ اور ان کی اولاد سے بہتر ہے۔ امام عسقلانی رح فرماتے ہیں۔ میں اس حدیث سے واقف نہیں ۔

۳۔ حَدِیْثُ الْاَنْبِیَاءُ قَادَۃٌ وَّالْفُقَہَاءُ سَادَۃٌ وَّ مُجَالَسَتُہُمْ زِیَادَۃٌ مَوْضُوْعٌ عَلٰی مَا فِی الْخُلَاصَۃِ ۔

انبیاء کرام رہبر ہیں فقہاء سردار ہیں۔ اور ان کی مجلسیں اس کے علاوہ ہیں۔ یہ حدیث موضوع ہے۔ جیسا کہ خلاصہ میں مروی ہے ۔

۴۔ حَدِیْثُ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ رح سِرَاجُ اُمَّتِیْ مَوْضُوْعٌ بِاتِّفَاقِ الْمُحَدِّثِیْنَ ۔

ابو حنیفہ رح میری امت کے چراغ ہیں۔ یہ حدیث باتفاق محدثین موضوع ہے ۔

۵۔ حَدِیْثُ اَبَی اللّٰہُ اِلَّا اَنْ یَّصِحَّ کِتَابَہٗ قَالَ السَّخَاوِیُّ لَا اَعْرِفُہٗ ۔

اللہ نے انکار کیا ہے بجز اس کے کہ اپنی کتاب صحیح کرے۔ امام سخاوی رح فرماتے ہیں میں اسے نہیں پہچانتا ۔

۶۔ حَدِیْثُ الْاَبْدَالُ مِنَ الْاَوْلِیَاءِ لَہٗ طُرُقٌ عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا بِاَلْفَاظٍ مُّخْتَلِفَۃٍ کُلُّہَا

ابدال اولیاء سے ہوں گے۔ یہ مختلف سندات اور مختلف الفاظ کے ساتھ حضرت انس رض سے مرفوعاً مروی ہے اور سب سندیں

ضَعِيفٌ ذَكَرَهُ ابْنُ الدَّيْبَعِ وَعَنِ ابْنِ الصَّلَاحِ أَقْوَى مَا رُوِّينَا فِي الْأَبْدَالِ قَوْلُ عَلِيٍّ أَنَّهُ بِالشَّامِ يَكُونُ الْأَبْدَالُ وَأَمَّا الْأُدَبَاءُ وَالنُّجَبَاءُ وَالنُّقَبَاءُ فَقَدْ ذَكَرَ بَعْضُ مَشَائِخِ الطَّرِيقَةِ وَلَا يَثْبُتُ ذَلِكَ قُلْتُ قَالَ الزَّرْكَشِيُّ فِي مُسْنَدِ أَحْمَدَ مِنْ حَدِيثِ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ مَرْفُوعًا الْأَبْدَالُ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ ثَلَاثُونَ مِثْلَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلِ الرَّحْمٰنِ كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ أَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهُ رَجُلًا وَهُوَ حَسَنٌ وَلَهُ شَاهِدٌ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ فِي الْحِلْيَةِ قَالَ السُّيُوطِيُّ وَلَهُ شَوَاهِدُ كَثِيرَةٌ بَيَّنْتُهَا فِي التَّعَقُّبَاتِ عَلَى الْمَوْضُوعَاتِ ثُمَّ أَفْرَدْتُهَا بِالتَّأْلِيفِ مُسْتَقِلًّا

ضعیف ہیں جیسا کہ ابن الدیبع نے ذکر کیا ہے۔ ابن الصلاح رحؒ فرماتے ہیں ابدال کے بارے میں جو کچھ روایت کیا جاتا ہے اس میں سب سے قوی روایت حضرت علیؓ کا قول ہے انہوں نے فرمایا کہ شام میں ابدال ہوں گے لیکن ندبا، نجبا اور نقباء کے متعلق بعض اہل طریقت نے ذکر کیا ہے۔ مگر یہ ثابت نہیں ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ زرکشی کا قول ہے کہ مسند احمد میں یہ حدیث عبادۃ بن الصامت سے مرفوعاً مروی ہے کہ اس امت میں تیس ابدال ہوں گے جو ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام جیسے ہوں گے۔ جب ان میں سے ایک مر جائیگا تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرا کھڑا کر دے گا یہ روایت حسن ہے۔ اور حلیہ میں بھی عبداللہ بن مسعود کی حدیث بطور شاہد موجود ہے۔ امام سیوطیؒ فرماتے ہیں اس کے بہت سے شاہد ہیں جو میں نے التعقبات علی الموضوعات میں بیان کئے ہیں۔ پھر میں نے علیحدہ ایک اس کے لئے مستقل تالیف لکھی ہے

فائدہ ۔ میرے نزدیک عبادہؓ بن صامت کی روایت میں کہ وہ ابراہیمؑ خلیل اللہ جیسے ہوں گے یہ صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ اور اس کی تائید وہ روایت بھی کرتی ہے۔ جو حضرت علیؓ سے مرفوعاً مروی ہے۔ جو صاحب مشکوٰۃ نے اپنی کتاب میں مسند احمدؒ کے حوالے سے نقل کی ہے۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں عن شریح بن عبید قال ذکر اہل الشام عند علی رضی اللہ عنہ وقیل العنہم یا امیر المومنین قال لا انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الابدال یکونون بالشام وہم اربعون رجلا کلما مات رجل ابدال اللہ مکانہ رجلاً یسقی بہم الغیث وینتصر بہم علی الاعداء ویصرف عن اہل الشام بہم العذاب ۔ حضرت علیؓ کے سامنے اہل شام کا ذکر کیا اور ان سے کہا گیا کہ آپ ان پر لعنت بھیجیے انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے شام میں ابدال ہوں گے جن کی تعداد چالیس ہو گی۔ جب ان میں سے ایک مر جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرا بھیج دے گا۔ ان کی برکت سے بارش نازل ہو گی۔ انہی کی برکت سے دشمنوں پر غلبہ حاصل کیا جائے گا۔ اور انہی کی برکت سے اہل شام سے عذاب دور کیا جائے گا۔

۷۔ حَدِیْثُ اِتَّخِذُوْا عِنْدَ الْفُقَرَاءِ اَیَادِیَ فَاِنَّ لَهُمْ دَوْلَةً یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَاِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ نَادٰی مُنَادٍ سِیْرُوْا اِلَی الْفُقَرَاءِ فَیَعْتَذِرُ	فقراء کے پاس سے نعمتیں حاصل کیا کرو۔ کیونکہ قیامت کے روز ان کے پاس دولت ہو گی جب قیامت کا دن ہو گا۔ تو ایک منادی آواز دے گا۔ کہ فقراء کے پاس جاؤ۔ اور ان سے معذرت کرو جیسے تم دنیا میں اپنے

اكبرهم كما يعتذر احدكم الى اخيه فى الدنيا قال العسقلانى لا اصل له وقال السخاوى بعد ايراد احاديث بمعناه وكل هذا باطل وسبق الحكم بذلك للذهبى وابن تيمية وغيرهما ذكره ابن الديبع قلت قال شيخ مشائخنا الحافظ جلال الدين السيوطى روى ابو نعيم فى الحلية عن ابى موسى صدر الحديث وهو اتخذوا عند الفقراء ايادى فان لهم دولة يوم القيمة ۔

بھائی سے معذرت کیا کرتے تھے ۔ امام عسقلانی فرماتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں ۔ امام سخاویؒ اس معنی کی حدیثیں لانے کے بعد فرماتے ہیں ۔ یہ سب کی سب باطل ہیں ۔ امام ذہبیؒ اور امام ابن تیمیہؒ بھی اسی قسم کا حکم لگا چکے ہیں ۔ جیسا کہ ابن الدبیع رح نے ذکر کیا ہے ۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں ہمارے شیخ المشائخ حافظ جلال الدین سیوطی رح فرماتے ہیں ۔ ابو نعیم رح نے حلیہ میں ابو موسیٰ اشعری سے اس حدیث کا شروع حصہ روایت کیا ہے ۔ اور وہ یہ ہے ۔ کہ فقراء سے نعمت حاصل کیا کرو کیونکہ قیامت کے روز ان کے پاس دولت ہوگی ۔

٨ ۔ حديث اتقوا البرد فانه قتل اخاكم ابا الدرداء قال السخاوى لا اصل له فان كان واردا فيحتاج الى التاويل فان ابا الدرداء

سردی سے بچو ۔ کیونکہ اس نے تمہارے بھائی ابو الدرداء کو قتل کیا ہے ۔ امام سخاویؒ فرماتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں اگر یہ حدیث بھی ہوتی تب بھی تاویل کی محتاج ہوتی ۔ کیونکہ ابو الدرداء حضورؐ کے بعد کافی عرصہ تک

عَاشَ بَعْدَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ دَهْرًا قَالَ الْمَنُوفِيُّ وَيُمْكِنُ تَأْوِيلُهُ فَإِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَبَّرَ عَنِ الْمُضَارِعِ بِالْمَاضِي لِتَحَقُّقِ وُقُوعِهِ بِإِخْبَارِ الصَّادِقِ ۔

حیات رہے۔ منوفی کہتے ہیں۔ اس کی تاویل ممکن ہے۔ ہو سکتا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مضارع کو ماضی سے تعبیر کیا ہو۔ واقعہ کی صداقت اور تحقق کو ملحوظ رکھتے ہوئے (لیکن یہ تاویل بھی غلط ہے اس لئے کہ ایسا وقوع میں نہیں آیا)۔

۹۔ حَدِيثُ اِتَّقُوا الْعَاهَاتِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ اَقِفْ عَلَيْهِ بِهٰذَا اللَّفْظِ ۔

مصیبتوں سے بچو۔ امام سخاویؒ فرماتے ہیں میں ان الفاظ کے ساتھ اس حدیث سے واقف نہیں۔

۱۰۔ حَدِيثُ اِتَّقُوا مَوَاضِعَ التُّهَمِ هُوَ مَعْنٰى قَوْلِ عُمَرَ مَنْ سَلَكَ مَسَالِكَ التُّهَمِ اُتُّهِمَ رَوَاهُ الْخَرَائِطِيُّ فِي مَكَارِمِ الْاَخْلَاقِ عَنْ عُمَرَ مَوْقُوفًا بِلَفْظِ مَنْ اَقَامَ نَفْسَهُ مَقَامَ التُّهَمِ فَلَا يَلُوْمَنَّ مَنْ اَسَاءَ الظَّنَّ بِهِ ۔

تہمتوں کی جگہوں سے بچو۔ اس معنی میں حضرت عمرؓ کا یہ قول ہے۔ جو تہمتوں کی راہ پر چلا اسے تہمت لگائی گئی۔ خرائطی نے مکارم الاخلاق میں اسے حضرت عمر رضؓ سے موقوفاً ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ جس نے اپنے آپ کو تہمتوں کے مقام پر کھڑا کیا تو اگر کوئی اس کے بارے میں برا خیال کرے تو اسے ملامت نہ کرے۔

۱۱۔ حَدِيثُ اِتَّقِ شَرَّ مَنْ اَحْسَنْتَ اِلَيْهِ قَالَ السَّخَاوِيُّ

اس شخص کی شرارت سے بچ جس پر تو نے احسان کیا ہے۔ امام سخاوی رحؒ

لَا اَعْرِفُهُ وَيُشْبِهُ اَنْ يَكُوْنَ مِنْ كَلَامِ بَعْضِ السَّلَفِ وَ فِي الْمُجَالَسَةِ الدِّيْنَوَرِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ مَوْقُوْفًا اَلْكَرِيْمُ يَلِيْنُ اِذَا اسْتُعْطِفَ وَاللَّئِيْمُ يَقْسُوْا اِذَا الْطُفَ ۔

فرماتے ہیں ہیں اس حدیث کو نہیں پہچانتا۔ اور ہو سکتا ہے۔ کہ یہ بعض سلف کا کلام ہو مجالستہ الدینوری میں حضرت علی رض سے موقوفاً مروی ہے۔ شریف وہ ہے جب اس سے کوئی مہربانی کا طالب ہو تو وہ نرمی کرے اور بدبخت وہ ہے۔ کہ جب مہربانی کرے تو سختی کرے ؛

۱۲ ۔ حَدِيْثُ اِحْذَرُوْا صُفْرَ الْوُجُوْهِ فَاِنَّهُ اِنْ لَمْ يَكُنْ مِنْ عِلَّةٍ اَوْ سَهْرٍ فَاِنَّهُ مِنْ غِلٍّ فِيْ قُلُوْبِهِمْ لِلْمُسْلِمِيْنَ اَوْرَدَهُ الدَّيْلَمِيُّ فِيْ مُسْنَدِهٖ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ لَمْ اَقِفْ لَهٗ عَلٰى اَصْلٍ وَاِنْ ذَكَرَهُ ابْنُ الْقَيِّمِ فِي الطِّبِّ النَّبَوِيِّ لَكِنْ ذٰلِكَ بِغَيْرِ سَنَدٍ ۔

زرد چہرے والوں سے بچو۔ کیونکہ وہ کسی بیماری یا بدخوابی کی بنا پر نہیں بلکہ ایسا شخص اپنے دل میں مسلمانوں سے کینہ رکھتا ہے۔ دیلمی رح نے اسے اپنی مسند میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے عسقلانی کہتے ہیں ہیں اس کی اصل پر واقف نہیں امام ابن القیم الجوزی نے اسے طب النبوی میں بغیر سند کے ذکر کیا ہے ؛

۱۳ ۔ حَدِيْثُ اِجْتِمَاعِ الْخَضِرِ وَالْيَاسَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فِيْ

خضر اور الیاس علیہما السلام ہر سال کے موسم میں جمع ہوتے

الْمَوْسِمِ كُلَّ عَامٍ قَالَ الْحَافِظُ الْعَسْقَلَانِيُّ لَا يَثْبُتُ فِيهِ شَيْءٌ أَقُولُ لَعَلَّهُ أَرَادَ بِهِ عَدَمَ الصِّحَّةِ وَإِلَّا فَقَدْ أَخْرَجَ الْعُقَيْلِيُّ وَالدَّارَقُطْنِيُّ فِي الْأَفْرَادِ وَابْنُ عَسَاكِرَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ يَلْتَقِي الْخَضِرُ وَإِلْيَاسُ كُلَّ عَامٍ فِي الْمَوْسِمِ فَيَحْلِقُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا رَأْسَ صَاحِبِهِ وَيَتَفَرَّقَانِ عَنْ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ بِسْمِ اللهِ مَا شَاءَ اللهُ لَا يَسُوقُ الْخَيْرَ إِلَّا اللهُ مَا شَاءَ اللهُ لَا يَصْرِفُ السُّوءَ إِلَّا اللهُ مَا شَاءَ اللهُ مَا كَانَ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللهِ مَا شَاءَ اللهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْحَدِيثَ ذَكَرَهُ السُّيُوطِيُّ .

ہیں۔ حافظ عسقلانی رح فرماتے ہیں اس بارے میں کوئی شئے ثابت نہیں میرے نزدیک حافظ صاحب کی مراد یہ ہے کہ صحیح طور پر ثابت نہیں ورنہ عقیلی۔ دار قطنی (افراد) اور ابن عساکر رح نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ خضرؑ اور الیاسؑ ہر سال ایک موسم میں ملتے ہیں۔ اور ہر ایک ایک دوسرے کا سر مونڈتا ہے۔ اور پھر یہ کلمات پڑھ کر جدا ہو جاتے ہیں۔ بسم اللہ ما شاء اللہ لا یسوق الخیر الا اللہ ما شاء اللہ لا یصرف السوء الا اللہ ما شاء اللہ ما کان من نعمۃ فمن اللہ۔ ما شاء اللہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ الحدیث اسے سیوطی نے ذکر کیا ہے ملا علی قاری نے نہ تو اس کی اسناد بیان کی ہیں اور نہ سند پر کچھ اظہار فرمایا واللہ اعلم۔

۱۴۔ حَدِیْثُ اِجْتَمِعُوْا وَ اَرْفَعُوْا اَیْدِیَکُمْ فَاجْتَمَعْنَا وَ رَفَعْنَا اَیْدِیْنَا ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُسْلِمِیْنَ ثَلٰثًا کَیْلَا یَذْهَبُ الْقُرْاٰنُ وَاَعِزَّ الْعُلَمَاءَ کَیْلَا یَذْهَبُ الدِّیْنُ مَوْضُوْعٌ وَکَذَا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُسْلِمِیْنَ وَاَطِلْ اَعْمَارَهُمْ وَبَارِکْ لَهُمْ فِیْ کَسْبِهِمْ مَوْضُوْعٌ کَذَا فِی اللَّآلِیْ۔	جمع ہو جاؤ اور اپنے ہاتھوں کو اٹھاؤ ہم جمع ہوئے اور اپنے ہاتھ اٹھائے۔ پھر آپ نے فرمایا اے اللہ مسلمانوں کی مغفرت فرما یہ تین بار فرمایا کہیں قرآن نہ جاتا رہے اور عمل کو عزت بخش کہیں دین نہ جاتا رہے یہ حدیث موضوع ہے۔ ایسے ہی یہ حدیث اے اللہ مسلمانوں کی مغفرت فرما۔ ان کی عمریں لمبی فرما۔ اور ان کی کمائی میں برکت عطا فرما۔ یہ بھی موضوع ہے جیسا کہ لآلی میں موجود ہے۔
۱۵۔ حَدِیْثُ اِحْیَاءُ اَبَوَیْهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ مَوْضُوْعٌ کَمَا قَالَ ابْنُ دِحْیَةَ وَقَدْ وَضَعْتُ فِیْ هٰذِهِ الْمَسْئَلَةِ رِسَالَةً مُسْتَقِلَّةً۔	نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کا زندہ ہونا۔ یہ حدیث بھی موضوع ہے۔ جیسا کہ ابن دحیہ کا قول ہے اور میں نے اس مسئلہ پر ایک مستقل رسالہ لکھا ہے۔
۱۶۔ حَدِیْثُ اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَةٌ زَعَمَ کَثِیْرٌ مِنَ الْاَئِمَّةِ اَنَّهٗ لَا اَصْلَ لَهٗ لٰکِنْ ذَکَرَهُ الْقُرْطُبِیُّ فِیْ غَرِیْبِ	میری امت کا اختلاف بھی رحمت ہے اکثر ائمہ کا خیال ہے اس حدیث کی کوئی اصلیت نہیں لیکن امام قرطبیؒ نے اسے غریب الحدیث میں ذکر کیا ہے جس سے یہ

الْحَدِيْثِ مُسْتَطْرِدًا وَاَشْعَرَ
بِاَنَّ لَهُ اَصْلًا عِنْدَهُ وَقَالَ
السُّيُوْطِيُّ اَخْرَجَهُ نَصْرُ الْمَقْدِسِيُّ
فِي الْحُجَّةِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الرِّسَالَةِ
الْاَشْعَرِيَّةِ بِغَيْرِ سَنَدٍ وَاَوْرَدَهُ
الْحَلِيْمِيُّ وَالْقَاضِيْ حُسَيْنٌ وَ
اِمَامُ الْحَرَمَيْنِ وَغَيْرُهُمْ وَ
لَعَلَّهُ خُرِّجَ فِي بَعْضِ كُتُبِ
الْحُفَّاظِ الَّتِيْ لَمْ يَصِلْ اِلَيْنَا
وَاللّٰهُ اَعْلَمُ انْتَهٰى وَقَالَ
الزَّرْكَشِيُّ اَخْرَجَهُ نَصْرُ
الْمَقْدِسِيُّ فِي كِتَابِ الْحُجَّةِ
مَرْفُوْعًا وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَدْخَلِ
عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَوْلَهُ
وَعَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ
قَالَ مَا سَرَّنِيْ لَوْ اَنَّ اَصْحَابَ
مُحَمَّدٍ لَمْ يَخْتَلِفُوْا لِاَنَّهُمْ لَوْ
لَمْ يَخْتَلِفُوْا لَمْ يَكُنْ رُخْصَةً
قَالَ السُّيُوْطِيُّ وَهٰذَا يَدُلُّ

خیال کیا جاتا ہے۔ کہ ان کے نزدیک ان کی
کچھ نہ کچھ اصل ہے۔ جلال الدین سیوطی رح
فرماتے ہیں۔ نصر المقدسی نے حجت میں
اور بیہقی نے رسالہ اشعریہ میں بغیر سند
کے اسے روایت کیا ہے۔ نیز حلیمی رح
قاضی حسین رح اور امام الحرمین وغیرہ نے
بھی اسے روایت کیا ہے اور شاید یہ
روایت بعض ان حفاظ کی کتابوں میں تھی
جو ہم تک نہ پہنچ سکیں۔ اللہ بہتر جانتا ہے
زرکشی رح کہتے ہیں۔ اسے نصر المقدسی رح نے
کتاب الحجت میں مرفوعاً اور بیہقی رح نے
مدخل میں قاسم بن محمد بن ابی بکر کا قول
نقل کیا ہے، عمر بن عبد العزیز رح سے روایت
ہے۔ وہ فرماتے تھے مجھے کوئی خوشی
حاصل نہ ہوتی۔ اگر اصحاب محمد ﷺ
اختلاف نہ کرتے۔ کیونکہ اگر وہ اختلاف
نہ کرتے رخصت ثابت نہ ہوتی۔ سیوطی رح
کہتے ہیں اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ
ان کی مراد اختلاف سے اختلاف فی الاحکام

عَلٰی اَنَّ الْمُرَادَ اخْتِلَافُهُمْ فِی الْاَحْکَامِ وَقِیْلَ الْمُرَادُ اخْتِلَافُهُمْ فِی الْحُرُوْفِ وَالصَّنَائِعِ ذَکَرَهٗ جَمَاعَةٌ فَسُبْحَانَ مَنْ اَقَامَ الْعِبَادَ فِیْمَا اَرَادَ وَفِیْ مُسْنَدِ الْفِرْدَوْسِ مِنْ طَرِیْقِ جُوَیْبِرَ عَنِ الضَّحَّاکِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا اِخْتِلَافُ اَصْحَابِیْ لَکُمْ رَحْمَةٌ وَذَکَرَ ابْنُ سَعْدٍ فِیْ طَبَقَاتِهٖ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ کَانَ اخْتِلَافُ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَحْمَةً لِّلنَّاسِ قُلْتُ وَمَفْهُوْمُهٗ اَنَّ اخْتِلَافَ غَیْرِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ نِقْمَةٌ وَّ نَقْمَةٌ وَمِمَّا یُؤَیِّدُهٗ مَعْنًی وَّ اِنِ اخْتَلَفَ مَعْنًی حَدِیْثُ لَا یَجْتَمِعُ اُمَّتِیْ عَلٰی ضَلَالَةٍ رَوَاهُ ابْنُ اَبِیْ عَاصِمٍ فِی السُّنَّةِ

تھی۔ اور ہو سکتا ہے۔ اختلاف سے مراد اختلاف فی الحروف اور اختلاف فی الصنائع ہو۔ جیسا کہ ایک جماعت نے اس کا ذکر کیا ہے۔ پس پاک ہے وہ ذات جس نے بندوں کو اپنے ارادے کے مطابق قائم فرمایا۔ مسند فردوس میں جویبر عن الضحاک کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے۔ کہ میرے صحابہ کا اختلاف تمہارے لئے رحمت ہے۔ ابن سعید رح نے طبقات میں قاسم بن محمد سے روایت کیا ہے۔ کہ حضور م کے صحابہ کا اختلاف تمہارے لئے رحمت ہے میری رائے یہ ہے۔ کہ اس امت کے علاوہ دوسروں کا اختلاف زحمت اور مصیبت تھی۔ اور اس کی تائید بلحاظ معنی یہ حدیث کرتی ہے۔ کہ میری امت گمراہی پر کبھی جمع نہ ہو گی۔ اسے ابن ابی عاصم نے السنۃ میں انس سے رعایت کیا ہے۔

مِنْ حَدِيْثِ أَنَسٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ	ترمذی رح نے ابن عمرؓ سے اس حدیث کو
مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ بِلَفْظِ	ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے
لَا يَجْمَعُ اللهُ هٰذِهِ الْأُمَّةَ	اللہ تعالیٰ اس امت کو کبھی گمراہی پر
عَلَى ضَلَالَةٍ أَبَدًا وَفِي مُسْتَدْرَكِ	جمع نہ فرمائے گا۔ اور مستدرک للحاکم
الْحَاكِمِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ	میں ابن عباسؓ سے مرفوعاً مروی ہے
لَا يَجْمَعُ اللهُ هٰذِهِ الْأُمَّةَ	اللہ تعالیٰ اس امت کو گمراہی پر جمع
عَلَى ضَلَالَةٍ وَيَدُ اللهِ مَعَ	نہ فرمائے گا۔ اور اللہ تعالےٰ کا
الْجَمَاعَةِ وَرَوَاهُ أَحْمَدُ فِي مُسْنَدِهٖ	ہاتھ جماعت کے ساتھ ہے۔ امام احمدؒ نے
وَالطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ عَنْ أَبِي	اپنی مسند میں اور طبرانی رح نے کبیر میں ابو نضرہؓ
نَضْرَةَ الْغِفَارِيِّ مَرْفُوْعًا فِي	الغفاری سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ میں
حَدِيْثٍ فِيْهِ سَأَلْتُ رَبِّيْ أَنْ	خدا تعالیٰ سے سوال کیا کہ میری امت
لَا يَجْمَعَ أُمَّتِيْ عَلَى ضَلَالَةٍ	کو گمراہی پر جمع نہ فرمانا۔ خدا تعالیٰ نے
فَأَعْطَانِيْهَا۔	یہ سوال مجھے عطا فرمایا۔

فائدہ۔ ملا علی قاری کا مقصد ہر دو قسم کی روایات جمع کرنے سے مقصد یہ ہے کہ اگر میری امت کا اختلاف رحمت نہ ہوتا تو خدشہ تھا کہ سب کے سب گمراہی پر جمع ہو جاتے جیسا کہ سابقہ امتوں میں ہوا اس لحاظ سے آپ کی امت کا اختلاف رحمت ہوا اور اس معنیٰ کے لحاظ سے بھی رحمت ہے کہ اگر صحابہ اختلاف نہ کرتے اور ایک امر پر متفق ہو جاتے تو جو وسعت ہمیں خدا نے اس اختلاف کی بنا پر عطا فرمائی وہ حاصل نہ ہوتی۔ کیونکہ بایہم اقتدیتم اہتدیتم جس صحابی کی بھی تم اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

۱۷۔ حَدِیْثُ اَخِّرُوْهُنَّ مِنْ حَیْثُ اَخَّرَهُنَّ اللّٰهُ یَعْنِی النِّسَاءَ فَفِی الْهِدَایَةِ حَدِیْثٌ مَشْهُوْرٌ قَالَ ابْنُ الْهُمَامِ لَا یَثْبُتُ رَفْعُهٗ فَضْلًا عَنْ شُهْرَتِهٖ وَالصَّحِیْحُ اَنَّهٗ مَوْقُوْفٌ عَلَی ابْنِ مَسْعُوْدٍ ۔

انہیں موخر رکھو جنہیں اللہ نے موخر کیا ہے۔ ہدایہ میں ہے۔ کہ یہ حدیث مشہور ہے۔ ابن الہمام رح کہتے ہیں۔ باوجود شہرت کے یہ مرفوعاً ثابت نہیں اور صحیح ہے کہ یہ عبد اللہ بن مسعود رض کا قول ہے ۔

۱۸۔ حَدِیْثُ اِخْفُوا الْخِتَانَ وَاَعْلِنُوا النِّکَاحَ قَالَ السَّخَاوِیُّ لَا اَصْلَ لِلْاَوَّلِ وَقَدْ وَرَدَتْ اَحَادِیْثُ کَثِیْرَةٌ لِلْاِعْلَانِ بِالْخِتَانِ ۔

ختنوں کو چھپایا کرو اور نکاح کا اعلان کیا کرو۔ امام سخاوی فرماتے ہیں۔ اس کا پہلا جزو ثابت نہیں۔ اور میں نے ختنوں کے اعلان کی احادیث ایک جگہ بیان کی ہیں ۔

۱۹۔ حَدِیْثُ اِذَا اَرَدْتُ اَنْ اُخَرِّبَ الدُّنْیَا بَدَأْتُ بِبَیْتِیْ فَخَرَّبْتُهٗ ثُمَّ اُخَرِّبُ الدُّنْیَا قَالَ الْعِرَاقِیُّ فِیْ تَخْرِیْجِ الْاِحْیَاءِ لَا اَصْلَ لَهٗ ۔

جب میں دنیا کے خراب کرنے کا ارادہ کرتا ہوں۔ تو پہلے اپنے گھر سے ابتدا کرتا ہوں جب گھر کو خراب کر لیتا ہوں تو پھر دنیا کو خراب کرتا ہوں۔ عراقی رح اپنی تخریج الاحیاء میں فرماتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں ۔

۲۰۔ حَدِیْثُ اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ یَّنْزِلَ اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا نَزَلَ عَنْ عَرْشِهٖ بِذَاتِهٖ

جب اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف نزول کا ارادہ فرماتے ہیں تو عرش سے خود بذاتہ نزول فرماتے ہیں۔ اس کا بیان کرنے

مُحَدِّثُهٗ دَجَّالٌ ۔

۲۱- حَدِیْثُ إِذَا أَكَلْتُمْ فَأَفْضِلُوْا تَرْجَمَ لَهُ السَّخَاوِيُّ وَلَمْ يَتَكَلَّمْ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ الدَّيْبَعِ وَمَا فِي صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ مِنْ شُرْبِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْفَضْلَةَ مِنَ اللَّبَنِ وَكَذَا سَلْتُ الْقَصْعَةِ فِي الصَّحِيْحِ يَرُدُّهٗ قُلْتُ لٰكِنْ يُوَافِقُهٗ حَدِيْثُ لَا خَيْرَ فِي طَعَامٍ وَلَا شَرَابٍ لَيْسَ لَهٗ سُؤْرٌ وَحَدِيْثُ إِذَا شَرِبْتُمْ فَاسْئِرُوْا ذَكَرَهَا عِيَاضٌ وَابْنُ الْأَثِيْرِ الثَّانِيَ فَالْجَمْعُ بِأَنَّهٗ يَجُوْزُ انْتِقَاؤُهٗ وَالْأَفْضَلُ إِبْقَاؤُهٗ بِقَدْرِ مَا يَنْتَفِعُ بِهٖ غَيْرُهٗ وَإِلَّا فَالْأَفْضَلُ إِنْقَاؤُهٗ كَمَا يُقَالُ بَقُّوْا أَوْ نَقُّوْا ۔

۲۲- حَدِیْثُ إِذَا جِئْتَ يَا

والا کوئی دجال ہے ۔

جب تم کھاؤ تو چھوڑ دیا کرو ۔ امام سخاوی نے اس کی سرخی باندھی ہے ۔ لیکن کوئی کلام نہیں فرمایا ۔ اور صحیح بخاری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پینے کے بارے میں ذکر ہے کہ بچا ہوا دودھ سے ۔ اور ایسے ہی صحیح بخاری میں پیالہ کا صاف کرنا بھی مروی ہے ۔ اور اس کی تائید وہ حدیث کرتی ہے جس کھانے یا پینے میں جھوٹا شامل نہ ہو اس میں کوئی بھلائی نہیں ۔ اور ایک حدیث میں ہے جب تم پیا کرو تو جھوٹا چھوڑ دیا کرو اس حدیث کا قاضی عیاض اور ابن الاثیر نے ذکر کیا ہے ۔ ان دونوں میں جمع بایں صورت ممکن ہے ۔ کہ صاف کرنا جائز ہے ۔ اور اتنی مقدار کا چھوڑ دینا جس سے دوسرا فائدہ حاصل کر سکے یہ افضل ہے ۔ ورنہ صاف کرنا افضل ہے جیسا کہ بولا جاتا ہے باقی چھوڑ دو یا صاف کر لو ۔

اے معاذ جب تو ارض الحبیب

مَعَاذُ أَرْضَ الْخَصِيبِ يَعْنِي مِنَ الْيَمَنِ فَهَرْوِلُوا فَإِنَّ فِيهَا الْحُورَ الْعِينَ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا أَعْرِفُهُ وَقَالَ الْمَنُوفِيُّ بَلِ الْحُكْمُ عَلَيْهِ بِالْوَضْعِ ظَاهِرٌ ۔

یعنی یمن پہنچے ۔ تو تیز دوڑو ۔ کیونکہ اس میں حور العین ہے ۔ امام سخاوی رح فرماتے ہیں ۔ میں اسے نہیں پہچانتا ۔ منوفی کہتے ہیں ۔ اس پر وضع کا حکم ظاہر ہے ۔

۲۳ - حَدِيثُ إِذَا جَلَسَ الْمُتَعَلِّمُ بَيْنَ يَدَيِ الْعَالِمِ فَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ سَبْعِينَ بَابًا مِنَ الرَّحْمَةِ وَلَا يَقُومُ مِنْ عِنْدِهِ إِلَّا كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ وَأَعْطَاهُ اللهُ بِكُلِّ حَرْفٍ ثَوَابَ سِتِّينَ شَهِيدًا وَكَتَبَ اللهُ بِكُلِّ حَدِيثٍ عِبَادَةَ سَنَةٍ مَوْضُوعٌ كَمَا فِي الذَّيْلِ ۔

جب متعلم معلم کے سامنے بیٹھتا ہے ۔ تو اللہ تعالی اس پر رحمت کے ستر دروازے کھول دیتا ہے ۔ اور جب وہ اس کے پاس سے کھڑا ہوتا ہے تو وہ ایسا پاک و صاف ہوتا ہے جیسا کہ اس کی ماں نے اسے آج ہی جنا ہو اللہ تعالی اسے ہر حرف کے بدلے ساٹھ شہیدوں کا ثواب عطا فرماتا ہے ۔ اور اللہ تعالی ہر حدیث کے بدلے ایک سال کا ثواب لکھتا ہے ۔ یہ حدیث موضوع ہے جیسا کہ ذیل میں اسکا ذکر ہے ۔

۲۴ - حَدِيثُ إِذَا حَضَرَ الْعِشَاءُ وَالْعَشَاءُ فَابْدَءُوا بِالْعَشَاءِ قَالَ الْعِرَاقِيُّ لَا أَصْلَ لَهُ فِي كُتُبِ الْحَدِيثِ بِهَذَا اللَّفْظِ وَأَصْلُ الْحَدِيثِ فِي

جب نماز اور کھانا دونوں حاضر ہوں تو پہلے کھانا شروع کرو ۔ عراقی رح کہتے ہیں ۔ کتب حدیث میں ان الفاظ کے ساتھ اس کی کوئی اصل نہیں ۔ اور اصل حدیث بخاری رح و مسلم رح میں ان الفاظ کے ساتھ مروی

اُلْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ بِلَفْظِ اِذَا وُضِعَ
الْعَشَاءُ وَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ
فَابْدَءُوْا بِالْعَشَاءِ وَقَالَ
السُّيُوْطِيُّ وَوَهِمَ مَنْ عَزَاهُ اِلٰى
مُصَنَّفِ ابْنِ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ
سَبَقَ بِهٖ الْعَسْقَلَانِيُّ فِيْ فَتْحِ
الْبَارِيْ حَيْثُ قَالَ لَفْظُ ابْنِ
اَبِيْ شَيْبَةَ وَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ
كَمَا اَخْرَجَهٗ فِيْ مُسْنَدِهٖ لَا
اَنَّهٗ فِي الْمُصَنَّفِ بِلَفْظِ حَضَرَتِ
الْعَشَاءُ كَمَا تَوَهَّمَ۔

ہے، جب کھانا چن دیا جائے اور نماز
کی تکبیر شروع ہو جائے تو کھانے سے ابتداء
کیا کرو۔ سیوطی فرماتے ہیں۔ ان لوگوں کو
وہم ہوا ہے جنہوں نے اس روایت کو مصنف
ابن ابی شیبہؒ کی جانب منسوب کیا حافظ
ابن حجر العسقلانیؒ نے فتح الباری میں تحریر
فرمایا ہے۔ کہ ابن ابی شیبہؒ کے الفاظ یہ
ہیں اور نماز حاضر ہو گئی ہو۔ لیکن یہ روایت
ابن ابی شیبہ نے ان الفاظ کے ساتھ مسند
میں بیان کی ہے نہ کہ مصنف میں جیسا
کہ لوگوں کو وہم ہوا ہے۔

۲۵۔ حَدِيْثُ اِذَا ذُكِرَ
الصَّالِحُوْنَ فَحَيَّهَلًا بِعُمَرَ ذَكَرَهٗ
عِيَاضٌ فِي الْاِكْمَالِ مِنْ قَوْلِ
ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَكَذَا الْقُرْطُبِيُّ
وَابْنُ الْاَثِيْرِ وَظَاهِرُ كَلَامِ
الْعِرَاقِيِّ فِي الذَّخِيْرَةِ فِيْ بَابِ
الْاَذَانِ اَنَّهٗ حَدِيْثٌ وَلَعَلَّهٗ
اَرَادَ بِهٖ حَدِيْثًا مَوْقُوْفًا۔

جب صلحاء کا ذکر کیا جائے تو عمر میں
برکت ہوتی ہے۔ قاضی عیاض نے اکمال
میں اسے ابن مسعودؓ کا قول نقل کیا ہے
اسی طرح قرطبیؒ اور ابن اثیرؒ نے بھی عراقیؒ کے
ظاہر کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث ہے
جیسا کہ انہوں نے کتاب الذخیرہ باب الاذان
میں تحریر فرمایا ہے تو ہو سکتا ہے کہ ان کی
مراد حدیث موقوف سے ہو۔

۴۲۔ حدیث اذا رأیت القاری یلوذ بالسلطان فاعلم انہ لص واذا رأیتہ یلوذ بالاغنیاء فاعلم انہ مراء وایاک ان تخدع ویقال یرد مظلمۃ ویدفع عن مظلوم فان ھذہ خدعۃ ابلیس اتخذھا القراء سلما من قول الثوری وکذا قولہ انی لالقی الرجل ابغضہ فیقول لی کیف اصبحت فیلین لہ قلبی فکیف بمن اکل ثریدھم ووطی بساطھم ومن ثم ورد اللھم لا تجعل للفاجر عندی نعمۃ یرعاہ قلبی وقیل ما اقبح ان یطلب العالم فیقال ھو بباب الامیر وقد قیل بئس الفقیر علی باب الامیر ونعم الامیر علی	جب تم قاری کو دیکھو۔ کہ وہ بادشاہ کی چاپلوسی کرتا ہے۔ تو یہ سمجھ لو کہ وہ چور ہے۔ اور جب تم یہ دیکھو کہ قاری امرا کی چاپلوسی کرتا پھرتا ہے تو سمجھ لو کہ وہ دہوکہ باز ہے۔ اور تجھے اس کے دہوکہ سے بچنا چاہیئے۔ اور اس کے بارے میں یہ بھی کہا جائے گا کہ یہ ظلم کو دور کرتا اور مظلوم سے مصائب رفع کرتا ہے۔ تو یہ ایک شیطان کا دہوکہ ہے جسے قراء نے اپنی حفاظت کے لئے اختیار کر لیا ہے یہ سفیان ثوری کا قول ہے۔ ایسے ہی سفیان کا یہ بھی قول ہے۔ کہ اگر میں کسی شخص کو غصہ دلاؤں اور وہ مجھ سے یہ کہے کہ تو نے صبح کیسے کی ہے۔ اور میرا دل اس کے لئے نرم ہو جائے۔ تو وہ شخص کیسا ہوگا کہ جس نے امرا کا کھانا کھایا اور ان کے بستروں پہ لیٹا۔ ایسے ہی ان کا یہ بھی قول ہے کہ اے اللہ میرے ہاں کسی فاجر کے لئے نعمت نہ بنا کہ میں اس سے اپنے دل میں خطرہ محسوس کروں۔ ان سے پوچھا گیا کہ سب سے بدترین شئے کونسی ہے جسے عالم تلاش کرتا ہے۔ فرمایا جو عالم امیر کے دروازے پر ہو اور یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ فقیر امیر کے دروازے پر برا ہے۔ اور امیر

باب الفقير.

فقیر کے دعا لینے سے بچنا اچھا ہے۔

۲۷- حديث إذا صدقت المحبة سقطت شروط الأدب قال ابن الديبع ليس بحديث بل هو من كلام الجنيد كما في الرسالة القشيرية بلفظ سقطت شروط الأدب بها ويقال سقط الأدب.

جب محبت سچی ہو جائے تو شرائط ادب ختم ہو جاتی ہیں۔ ابن الدیبع کہتے ہیں یہ حدیث نہیں ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ یہ جنید رح کا قول ہے جیسا کہ رسالہ القشیریہ میں ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔ شروط ادب ختم ہو چکیں۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے اب ادب ختم ہو چکا۔

۲۸- حديث إذا صليتم عليّ فعمموا أي أدخلوا الأنبياء معي آلي وأصحابي قال السخاوي لم أقف عليه بهذا اللفظ.

جب تم درود پڑھو تو اسے عام کر دو یعنی میرے ساتھ اس میں انبیاء آل اور اصحاب کو بھی داخل کر دو۔ امام سخاوی رح فرماتے ہیں ان الفاظ کے ساتھ میں اس حدیث سے واقف نہیں ہوں۔

۲۹- حديث إذا كان الفيء ذراعاً ونصفاً إلى ذراعين فصلوا الظهر باطل.

جب سایہ ڈیڑھ ذراع سے لے کر دو ذراع تک ہو۔ تو ظہر کی نماز پڑھو۔ یہ حدیث باطل ہے۔

۳۰- حديث إذا كبر ولدك فآخه لم يرد بهذا اللفظ وهو معنى حديث أورده

جب تیرا لڑکا بڑا ہو جائے۔ تو اسے بھائی بنا لے۔ یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ مروی نہیں۔ ہاں اس معنے میں وہ حدیث ہے

الطبرانی فی الاوسط وابو نعیم والدارقطنی مرفوعا الولد سبع سنین سید وامیر وسبع سنین عبد واسیر وسبع سنین اخ ووزیر فان رضیت مکانتہ والا فاضرب علی جنبہ فقد اعذرت فیما بینک وبینہ وسندہ ضعیف۔

جو طبرانی رح نے اوسط میں ابو نعیم اور دار قطنی نے مرفوعاً روایت کی ہے۔ کہ لڑکا سات سال تک سردار بھی ہوتا ہے۔ اور امیر بھی سات سال تک غلام اور قیدی ہوتا ہے۔ اور سات سال تک بھائی اور وزیر ہوتا ہے۔ اگر تو اس کے مقام سے راضی ہو۔ تو خیر ورنہ اس کے پہلو پر مار۔ میں تیرے اور اس کے درمیان عذر کردوں گا اس کی سند ضعیف ہے۔

۳۱۔ حدیث اذا کتب احدکم فلا یکتب علیہ بلغ فانہ اسم شیطان ولکن یکتب علیہ اللہ موضوع کما فی اللآلی۔

جب کوئی کچھ لکھے۔ تو بلغ کا لفظ نہ لکھے۔ کیوں کہ یہ شیطان کا نام ہے۔ بلکہ اس پر اللہ تعالے لکھے یہ حدیث بھی موضوع ہے جیسا کہ لآلی میں ہے۔

۳۲۔ حدیث اذا کنت علی الماء فلا تبخل بالماء قال السخاوی لم اقف علیہ۔

جب تو پانی پر بیٹھا ہو۔ تو پانی میں بخل نہ کر۔ امام سخاوی رح فرماتے ہیں میں اس حدیث سے واقف نہیں"

۳۳۔ حدیث اذا وقع الذباب فی اناء احدکم فامقلوہ

جب مکھی برتن میں گر جائے۔ تو اسے ڈبو دو۔ یہ تو صحیح ہے۔ لیکن یہ

مَعْنَى وَاَمَّا فَامُقْلُوْهُ ثُمَّ انْقُلُوْهُ مَصْنُوْعٌ وَمَوْضُوْعٌ عَلٰى مَا فِي الْمَغْرِبِ ۔	روایت کہ اسے ڈبو کر پلٹ دو یہ مصنوع ہے۔ اور موضوع ہے ۔
۳۴۔ حَدِيْثُ اَرْبَعٌ لَا يَشْبَعْنَ مِنْ اَرْبَعٍ اَرْضٌ مِنْ مَطَرٍ وَاُنْثٰى مِنْ ذَكَرٍ وَعَيْنٌ مِنْ نَظَرٍ وَعَالِمٌ مِنْ عِلْمٍ مَوْضُوْعٌ كَمَا ذَكَرَهُ اِبْنُ الْجَوْزِيُّ قَالَ السَّخَاوِيُّ وَذَكَرَهُ الْحَاكِمُ فِيْ تَارِيْخِ نَيْسَابُوْرَ وَاَبُوْنُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ مِنْ حَدِيْثِ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَضْلِ بْنِ عَطِيَّةَ اُتُّهِمَ بِالْوَضْعِ وَالْكِذْبِ قَالَ الزَّرْكَشِيُّ رَوَاهُ ابْنُ عَدِيٍّ مِنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ وَقَالَ مُنْكَرٌ وَقَالَ الْمَنُوْفِيُّ الْاَشْبَهُ مَا فِي الْمَشْهُوْرِ اَنَّهُ كَلَامُ الْحُكَمَاءِ ۔	چار چیزوں کا چار چیزوں سے پیٹ نہیں بھرتا۔ زمین کا بارش سے عورت کا مرد سے۔ آنکھ کا دیکھنے سے اور عالم کا علم سے۔ یہ حدیث موضوع ہے۔ جیسا کہ ابن جوزیؒ نے ذکر کیا ہے۔ امام سخاویؒ فرماتے ہیں۔ اس روایت کو حاکم نے تاریخ نیشاپور میں اور ابو نعیمؒ نے حلیہ میں سلیمان التیمیؒ کے واسطے سے محمد بن الفضل بن عطیہ سے روایت کیا ہے۔ لیکن اس پر وضع حدیث اور کذب کا اتہام ہے۔ ابن عدی نے اسے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے اور وہ اسے منکر فرماتے ہیں۔ منوفیؒ کہتے ہیں کہ مشہور یہ حکماء کا قول ہے اور یہی بہتر ہے ۔
۳۵۔ حَدِيْثُ الْاَرُزُّ لَيْسَ	چاول والی حدیث صحیح نہیں ہے

بِثَابِتٍ ذَكَرَهُ ابْنُ الدَّيْبَعِ قُلْتُ قَدْ أَخْرَجَ أَبُو نُعَيْمٍ فِي الطِّبِّ النَّبَوِيِّ عَنْ عَلِيٍّ رضـ مَرْفُوعًا سَيِّدُ طَعَامِ الدُّنْيَا اللَّحْمُ ثُمَّ الْأُرْزُ وَكَذَا رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ ۔

جیسا کہ ابن الدبیع نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں۔ ابو نعیمؒ نے اسے طب نبوی میں اسے حضرت علیؓ سے اسے مرفوعاً روایت کیا ہے دنیا کے کھانوں کا سردار گوشت ہے۔ پھر چاول۔ اسی طرح اسے دیلمیؒ نے بھی روایت کیا۔

۳۶ - حَدِيثُ الْأَرْضُ فِي الْبَحْرِ كَالْإِصْطَبْلِ فِي الْبَرِّ لَمْ يُوجَدْ لَهُ أَصْلٌ ۔

زمین سمندر میں ایسی ہی ہے جیسے کہ خشکی میں اصطبل۔ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں۔

۳۷ - حَدِيثُ الْأَرَضُونَ سَبْعٌ فِي كُلِّ أَرْضٍ نَبِيٌّ كَنَبِيِّكُمْ يُرْوَى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ابْنُ كَثِيرٍ بَعْدَ عَزْوِهِ لِابْنِ جَرِيرٍ وَهُوَ مَحْمُولٌ إِنْ صَحَّ نَقْلُهُ أَيْ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ أَخَذَهُ مِنَ الْإِسْرَائِيلِيَّاتِ وَذَلِكَ وَأَمْثَالُهُ إِذَا لَمْ يَصِحَّ سَنَدُهُ إِلَى مَعْصُومٍ فَهُوَ مَرْدُودٌ

زمینیں سات ہیں اور ہر زمین میں نبی کی طرح نبی ہیں۔ ابن کثیرؒ نے اسے ابن جریرؒ کی جانب منسوب کر کے لکھا ہے۔ کہ اگر ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کی نقل صحت کے ساتھ ثابت بھی ہو جائے۔ تب بھی یہ چیز انہوں نے اسرائیلیات سے لی ہے اس کی اور اس جیسے امور کی حضور صلعم کی جانب نسبت صحیح نہیں۔ وہ اس کے کہنے والے پر

عَلیٰ قَائِلِہٖ ۔	لوٹائی جائے گی ۔
۳۸ ۔ حَدِیْثُ اَلْاَرْضُ الْمُقَدَّسَۃُ لَا تُقَدِّسُ اَحَدًا اِنَّمَا یُقَدِّسُ الْاِنْسَانَ عَمَلُہٗ اَوْرَدَہٗ مَالِکٌ فِی الْمُوَطَّا عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ اَنَّ اَبَا الدَّرْدَاءِ کَتَبَ اِلٰی سَلْمَانَ اَنْ ھَلُمَّ اِلَی الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَۃِ فَکَتَبَ اِلَیْہِ سَلْمَانُ اَنَّ الْاَرْضَ الخ وَذَکَرَہٗ وَھُوَ مَعَ کَوْنِہٖ مَوْقُوْفًا مُنْقَطِعٌ وَقَدْ ذَکَرَ ابْنُ الْمَلَکِ فِیْ شَرْحِ خُطْبَۃِ الْمَشَارِقِ کَانَ وَالِدِیْ یَقُوْلُ حَاکِیًا عَنْ مَشَایِخِہٖ اَنَّ مَنْ دُفِنَ فِیْ مَکَّۃَ وَلَمْ یَکُنْ لَائِقًا بِھَا یَنْقُلُہُ الْمَلٰئِکَۃُ وَلٰکِنِّیْ لَمْ اَجِدْ فِیْہِ رِوَایَۃً ۔	پاک زمین کسی کو پاک نہیں کر سکتی انسان کا عمل اسے پاک کرتا ہے ۔ امام مالکؒ نے موطا میں یحییٰ بن سعید سے روایت کیا ہے کہ ابو الدرداءؓ نے سلمانؓ کو خط لکھا ۔ کہ تم ارض مقدس آ جاؤ ۔ تو سلمانؓ نے اس کے جواب میں یہ بات لکھی ۔ امام مالکؒ نے اس روایت کا ذکر کیا ہے ۔ باوجودیکہ یہ روایت موقوف بھی ہے منقطع بھی ہے ۔ ابن الملکؒ نے شرح خطبۃ المشارق میں بیان کیا ہے ۔ کہ میرے والد بعض مشائخ کا قول نقل کیا کرتے تھے ۔ کہ جو شخص مکہ میں دفن کیا جائے ۔ اور وہ مکہ کے قابل نہ ہو ۔ تو فرشتے اسے تبدیل کر دیتے ہیں لیکن میں نے اس بارے میں کوئی روایت نہیں پائی ۔
۳۹ ۔ حَدِیْثُ اِسْتَفْتِحُوْا بِالصَّدَقَاتِ اَوْ بِقَضَاءِ الدَّیْنِ	صدقوں یا ادائیگی قرض کے ذریعہ فتح حاصل کیا کرو ۔ کیونکہ یہ باتیں لوگوں کی زبان پر جاری

يَدُورُ عَلَى الْأَلْسِنَةِ وَلَمْ أَرَهُ بِهٰذَا اللَّفْظِ ذَكَرَهُ ابْنُ الدَّيْبَعِ ۔

رہتی ہیں میں نے یہ الفاظ کہیں نہیں پائے جیسا کہ ابن الدیبع کا قول ہے۔

۴۰۔ حَدِيْثُ اُسْجُدْ لِلْقِرْدِ فِيْ زَمَانِهِ رَوَاهُ اَبُوْنُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ عَنْ طَاؤُسٍ قَالَ كَانَ يُقَالُ فَذَكَرَهُ اِنْتَهٰى اَوْرَدَهُ السُّيُوْطِيُّ ۔

اپنے زمانہ کے سردار کو سجدہ کیا کر۔ ابو نعیم رح نے حلیہ میں اسے طاؤس سے نقل کیا ہے۔ کہ عرب یہ کہا کرتے تھے۔ سیوطی رح نے اسے نقل کیا ہے۔

۴۱۔ حَدِيْثُ اِسْمَعِيْ يَا جَارَةُ قَالَهُ الْحَجَّاجُ لِاَنَسٍ حِيْنَ شَكَا مِنْهُ اِنَّمَا مَثَلِيْ وَمَثَلُكَ كَمَثَلِ الَّذِيْ قَالَ اِيَّاكِ اَعْنِيْ وَاسْمَعِيْ يَا جَارَةُ ۔

اے پڑوسی سن۔ یہ حجاج کا قول ہے جو اس نے حضرت انسؓ سے شکایت کے طور پر کہا تھا۔ کہ میری اور تیری مثال اس شخص کی طرح ہے جو کہا کرتا تھا۔ تو میری خاص طور پر مدد کر اور اے پڑوسی میری بات سن۔

۴۲۔ حَدِيْثُ اَشْهَدُ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ الرَّافِعِيُّ الْمَنْقُوْلُ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ تَشَهُّدِهِ اَشْهَدُ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ فِيْ تَلْخِيْصِ تَخْرِيْجِهِ لَا اَصْلَ لِذٰلِكَ بَلْ اَلْفَاظُ التَّشَهُّدِ مُتَوَاتِرَةٌ عَنْهُ

حدیث اشہد انی رسول اللہ۔ رافعی فرماتے ہیں منقول یہ ہے۔ کہ اسے آپ اپنی التحیات میں پڑھا کرتے تھے امام عسقلانی رح اپنی تلخیص التخریج میں فرماتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں بلکہ الفاظ تشہد آپ سے متواترا مروی ہیں۔ اور آپ یہ فرمایا کرتے

فَإِنَّهُ يَقُولُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَأَمَّا فِي غَيْرِ التَّشَهُّدِ فَقَدْ وَرَدَ فِي حَدِيثِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ لَمَّا خِفْتُ أَزْوَادَ الْقَوْمِ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ ثُمَّ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللهِ وَكَذَا حِينَ بَشَّرَهُ جَابِرٌ بِوَفَاءِ دَيْنِ أَبِيهِ وَبِالْفَضْلِ لِبَرَكَةِ دُعَائِهِ قَالَ أَشْهَدُ إِنِّي رَسُولُ اللهِ ۔

تھے۔ اشہد ان محمدا رسول اللہ وان محمداً عبدہ ورسولہ۔ اور التحیات کے علاوہ سلمہ رضی بن الاکوع کی روایت میں ہے۔ جب مجھے قوم کے کھانوں کے ختم ہونے کا خوف ہوا۔ پھر انہوں نے آگے حدیث نقل کی ہے اور آخیر حدیث میں ہے حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ۔ اسی طرح جب جابرؓ نے اپنے والد کا قرض ادا ہونے اور آپ کی دعا کی برکت کا حال سنایا تب آپ نے فرمایا گواہ رہ انی رسول اللہ۔

۳۴۔ حَدِيثُ إِكْرَامُ الْمَيِّتِ دَفْنُهُ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ أَقِفْ عَلَيْهِ مَرْفُوعًا وَإِنَّمَا أَخْرَجَهُ ابْنُ أَبِي الدُّنْيَا مِنْ جِهَةِ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ قَالَ كَانَ يُقَالُ مِنْ كَرَامَةِ الْمَيِّتِ عَلَى أَهْلِهِ تَعْجِيلُهُ إِلَى حُفْرَتِهِ وَيَشْهَدُ لَهُ حَدِيثُ أَسْرِعُوا

مردے کی عزت اس کا دفنانا ہے سخاویؒ کہتے ہیں میں اس حدیث کے رفع سے واقف نہیں۔ ابن ابی الدنیا نے اسے ایوب سختیانی سے نقل کیا ہے وہ کہا کرتے تھے۔ یہ کہا جاتا تھا مردے کی عزت اس کے گھر والوں پر یہ ہے۔ کہ اسے اس کے گڑھے تک جلد پہنچا دیں اور اس قول کی شہادت یہ حدیث

بِالْجَنَازَةِ قَالَ وَقَدْ عَقَدَ
الْبَیْهَقِیُّ بَابًا لِاسْتِحْبَابِ تَعْجِیْلِ
تَجْهِیْزِ الْمَیِّتِ اِذَا بَانَ مَوْتُهُ
وَاَوْرَدَ فِیْهِ مَا رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ
بِسَنَدِهٖ مَرْفُوْعًا لَا یَنْبَغِیْ لِجِیْفَةِ
مُسْلِمٍ اَنْ تُحْبَسَ بَیْنَ ظَهْرَانَیْ
اَهْلِهٖ الْحَدِیْثُ وَلِلطَّبْرَانِیِّ
مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا
اِذَا مَاتَ اَحَدُکُمْ فَلَا تَحْبِسُوْا
وَاَسْرِعُوْا بِهٖ اِلٰی قَبْرِهٖ وَفِیْ
لَفْظٍ مَنْ مَاتَ فِیْ بُکْرَةٍ فَلَا
یَقِیْلَنَّ اِلَّا فِیْ قَبْرِهٖ وَمَنْ مَاتَ
عَشِیَّةً فَلَا یَبِیْتَنَّ اِلَّا فِیْ
قَبْرِهٖ ثُمَّ قَالَ السَّخَاوِیُّ وَ
اَهْلُ مَکَّةَ فِیْ غَفْلَةٍ عَنْ هٰذَا
فَاِنَّهُمْ غَالِبًا یَجِیْئُوْنَ بِمَیِّتِهِمْ
بُعَیْدَ الظُّهْرِ اَوْ وَقْتَ التَّسْبِیْحِ
فِی السَّحَرِ وَقَدْ یَکُوْنُ مَاتَ قَبْلَ
الْوَقْتَیْنِ بِکَثِیْرٍ فَیَضَعُوْنَهٗ

دیتی ہے کہ جنازوں کو جلدی لے جایا کرو
امام بیہقی نے ایک باب باندھا ہے۔ کہ
جب آدمی کی موت ظاہر ہو چکی ہو۔ تو
جنازے کا جلد تیار کرنا مستحب ہے اور
اس میں وہ روایت نقل کی جو طبرانی رح نے
سند مرفوع کے ساتھ روایت کی ہے کہ مسلم
کے جنازے کے لئے یہ بات پسندیدہ نہیں
کہ وہ لوگوں کے درمیان رکھا رہے الحدیث
اور طبرانی رح میں ابن عمر رض سے مرفوعاً مروی ہے
جب تم میں سے کوئی مرجائے۔ تو اسے روکے
نہ رکھو۔ اور اسے قبر تک جلدی لے جاؤ اور
ایک روایت میں ہے۔ کہ جو صبح کے وقت
مرے اس کی دوپہر قبر میں ہونی چاہیئے
اور جو شام کو مرے اس کی رات قبر
میں گذرنی چاہیئے۔ سخاوی رح کہتے ہیں
اہل مکہ اس سے غفلت برتتے ہیں۔ کیونکہ
وہ اکثر مردے کو ظہر کے بعد یا صبح کو لے
کر جاتے ہیں۔ چاہے وہ دو وقت پہلے مرچکا
ہو۔ اسے کعبہ کے قریب لا کر رکھ دیتے ہیں

عِنْدَ الْكَعْبَةِ حَتّٰى يُصَلّٰى	جب صبح کی نماز یا نماز عصر پڑھ لی
الْفَجْرَ اَوِ الْعَصْرَ ثُمَّ يُصَلّٰى	جاتی ہے۔ تب نماز جنازہ پڑھی جاتی
عَلَيْهِ قَالَ الْخَطَّابِيُّ وَلَقَدْ	ہے۔ خطابی رح کہتے ہیں امام سخاوی رح
قَدْ نَفَى رَحْمَهُ اللهُ فِي اِنْكَارِ	نے اس طرز عمل کا صحیح انکار فرمایا۔ ہمارے
ذٰلِكَ وَقَدْ كَانَ يُنْكِرُ ذٰلِكَ	شیخ عارف باللہ محمد بن عراق بھی اس
عَلَيْهِمْ شَيْخُنَا الْعَارِفُ بِاللهِ	کا انکار کیا کرتے تھے۔ ملا علی قاری رح
مُحَمَّدُ بْنُ عِرَاقٍ قُلْتُ وَقَدْ	فرماتے ہیں۔ اہل مکہ کے لئے اس تاخیر
يُعْتَذَرُ لِاَهْلِ مَكَّةَ فِي تَاخِيْرِهِمْ	کا باعث یہ ہے۔ کہ یہ اوقات نماز میں
لِاَنَّهُ لِاَجْلِ اِجْتِمَاعِ الْمُسْلِمِيْنَ	جمع ہونے اور جنازے کی متابعت کے
فِي الصَّلٰوةِ وَتَشْيِيْعِ الْجَنَازَةِ	لئے بہتر ہیں۔ اور خصوصاً گرمی کے زمانے میں
لَاسِيَّمَا فِي الْاَزْمِنَةِ الْحَارَّةِ	یہ بہت ضروری ہوتا ہے۔ اور چونکہ
وَاللهُ اَعْلَمُ الْمَقَاصِدِ الْحَسَنَةِ	ان کا مقصد نیک اور یہ بدعت مستحسنہ
وَالْبِدَعِ الْمُسْتَحْسَنَةِ وَقَدْ	ہے اور عبداللہ بن مسعود رض سے موقوفاً
صَحَّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعًا	اور مرفوعاً یہ صحیح طور پر مروی ہے جیسے
وَمَوْقُوْفًا مَا رَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ	مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک
حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللهِ حَسَنٌ ۔	اچھی شے ہے؎

فائدہ :- یہ ملا علی رح قاری کا ایک قیاس ہے۔ اور ان کے قیاس کی بنا پر احادیث صحیحہ کو ترک نہیں کیا جا سکتا۔ رہا عبداللہ بن مسعود رض کی روایت تو وہ مرفوعاً ہرگز مروی نہیں۔ صرف موقوفاً مروی ہے۔ اور اس روایت کے صحیح

الفاظ سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہاں عامۃ المسلمین مراد نہیں بلکہ صحابہ کرام مراد ہیں۔ اور صحابہ کی سنت بھی دین میں داخل ہے۔ جیسا کہ مسند احمد میں یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔ قال احمد نا ابوبکر نا عاصم عن زر بن حبیش عن عبداللہ بن مسعود قال ان اللہ عزوجل نظر فی قلوب العباد بعد قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوجد قلوب اصحابہ خیر قلوب العباد فجعلھم وزراء نبیہ یقاتلون علی دینہ فما راٰہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن وما راٰہ سیئا فھو عند اللہ سیئی۔ عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں اللہ تعالٰی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بندوں کے دلوں پر نظر ڈالی۔ تو آپ کے صحابہ کے دلوں کو بندوں میں سب سے بہتر پایا تو اپنے نبی کا وزیر بنایا۔ کہ جو اس کے دین کے لئے لڑتے ہیں۔ تو جس شے کو یہ مسلمان اچھا سمجھیں۔ وہ اللہ کے نزدیک اچھی ہے۔ اور جسے یہ برا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بری ہے۔

۴۴۔ حَدِیْثُ اَکْرِمُوا الْخُبْزَ لَہٗ طُرُقٌ کُلُّھَا ضَعِیْفَۃٌ مُضْطَرِبَۃٌ وَبَعْضُھَا اَشَدُّ فِی الضُّعْفِ مِنْ بَعْضٍ قَالَ السَّخَاوِیُّ وَلَا یَتَھَیَّأُ عَلَیْہِ الْحُکْمُ بِالْوَضْعِ لَا سِیَّمَا وَفِی الْمُسْتَدْرَکِ لِلْحَاکِمِ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْھَا اَنَّ النَّبِیَّ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ

روٹی کی عزت کرو۔ یہ بہت سے طریقوں سے مروی ہے۔ اور سب کے سب ضعیف اور مضطرب ہیں۔ اور ایک دوسرے سے زیادہ ضعیف ہیں۔ امام سخاوی فرماتے ہیں۔ اس پر وضع کا قطعی حکم نہیں لگایا جا سکتا۔ المستدرک للحاکم میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے حضور صلعم نے ارشاد فرمایا روٹی کی عزت

السلام اکرموا الخبز وقال
العسقلانی له شاهد
صالح قلت وقد اخرجه
البغوی فی معجم الصحابة
بزیادة فان الله انزله من
برکات السماء ۔

۴۵ ۔ حدیث اکرموا الشهود
فان الله یستخرج بهم
الحقوق ویدفع بهم الظلم
قال العقیلی انه غیر محفوظ
بل صرح الصغانی بانه
موضوع ولم یستدرک ذلک
العراقی وقال السیوطی رواه
الدیلمی عن ابن عباس قلت
وقد قال الحاکم صحیح
الاسناد ذکره عنه العراقی
فی تخریج احادیث الاحیاء
والسیوطی فی الاحادیث
التی رد علی ابن الجوزی فی

کرو حافظ ابن حجر العسقلانی فرماتے ہیں۔ یہ
ایک عمدہ شاہد ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں
بغوی نے معجم الصحابہ میں اس حدیث کو کچھ
زیادتی کے ساتھ روایت کیا ہے۔ روٹی کی
عزت کرو۔ کیونکہ اللہ نے اسے آسمان کی
برکتوں سے نازل فرمایا ہے۔

گواہوں کی عزت کرو۔ کیونکہ اللہ ان
کے ذریعہ حق نکلواتا اور ظلم دور کرتا ہے
عقیلی رح کہتے ہیں۔ یہ غیر محفوظ ہے
بلکہ صغانی نے اس کے موضوع ہونے
کی تصریح کی ہے۔ سیوطی رح کہتے
ہیں اسے دیلمی رح نے ابن عباس رضی اللہ
عنہ سے روایت کیا ہے۔ ملا علی قاری رح
فرماتے ہیں۔ اسے حاکم نے صحیح الاسناد
قرار دیا ہے۔ حاکم رح کا یہ قول
عراقی رح نے تخریج الاحادیث الاحیاء
میں نقل کیا ہے۔ اور سیوطی رح نے
ابن جوزی رح کی موضوعات کے
رد میں جو احادیث روایت کی ہے

الموضوعات قال وسكت عنه الذهبي اي لم يتعقبه على الحاكم۔

۴۶۔ حديث اكل الطين حرام على كل مسلم قال البيهقي روى في تخريجه احاديث لا يصح منها شيء وتبعه غيره في ذلك وهو كذلك ذكره السخاوي وقال الزركشي حديث اكل الطين وتحريمه صنف فيه جزء واحاديثه لا تصح قلت لا يلزم من عدم صحته نفي وجود حسنه وضعفه فقد ذكره السيوطي في الموضوعات في جامع الصغير من رواية الطبراني عن ابي هريرة رضي الله عنه مرفوعا من اكل الطين فانما اعان على

اسے اس میں لیا ہے۔ ذہبی رح نے اس حدیث پر سکوت کیا ہے اور حاکم پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔

مٹی کھانا ہر مسلمان پر حرام ہے۔ بیہقی رح نے اپنی تخریج میں بہت سی احادیث اسی موضوع کی روایت کی ہیں۔ لیکن ان میں سے ایک بھی صحیح نہیں۔ اور دوسروں نے اس معاملہ میں بیہقی کی متابعت کی ہے۔ سخاوی رح نے اس کا ایسے ہی ذکر کیا ہے۔ زرکشی رح کہتے ہیں مٹی کھانے کی حرمت کے بارے میں ایک جزو تصنیف کیا گیا ہے۔ اور اس کی احادیث صحیح نہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں صحیح نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ وہ حسن بھی نہ ہو اور ضعیف بھی نہ ہو۔ سیوطی رح نے اپنی جامع الصغیر میں طبرانی کے حوالے سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے جس نے مٹی کھائی گویا اس نے خودکشی

قتل نفسہ۔

۷۴۔ حَدِیثُ اَکْلِ الْھَرِیْسَۃِ
فِی الْمُخْتَصَرِ شَکَوْتُ اِلٰی
جِبْرِیْلَ ضُعْفِیْ مِنَ الْوِقَاعِ
فَدَلَّنِیْ عَلَی الْھَرِیْسَۃِ وَفِیْ
رِوَایَۃٍ فَاَمَرَنِیْ بِاَکْلِ الْھَرِیْسَۃِ
طُرُقُہٗ مَوْضُوْعَۃٌ وَقِیْلَ
ضَعِیْفَۃٌ وَاَمَّا قَوْلُ مُعَاذٍ
ھَلْ اُتِیْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ بِطَعَامٍ
مِنَ الْجَنَّۃِ قَالَ نَعَمْ اُتِیْتُ
بِھَرِیْسَۃٍ فَاَکَلْتُھَا فَزَادَتْ
فِیْ قُوَّتِیْ قُوَّۃَ اَرْبَعِیْنَ وَفِیْ
نِکَاحِیْ نِکَاحَ اَرْبَعِیْنَ وَکَانَ
مُعَاذٌ لَا یَعْمَلُ طَعَامًا اِلَّا
بَدَأَ بِالْھَرِیْسَۃِ فَقَدْ وَضَعَہٗ
مُحَمَّدُ بْنُ الْحَجَّاجِ اللَّخْمِیُّ وَ
کَانَ صَاحِبَ ھَرِیْسَۃٍ وَغَالِبُ
طُرُقِ الْحَدِیْثِ یَدُوْرُ عَلَیْہِ
وَسَرَقَہٗ مِنْہُ کَذَّابُوْنَ قِیْلَ

کی کوشش کی۔

ہرلیسہ کھانے کی حدیث مختصر میں اس طرح ہے میں نے جبرئیل سے اپنی کمزوری کی جو زخموں سے واقع ہو گئی تھی شکایت کی۔ انہوں نے مجھے ہرلیسہ کھانے کو بتایا اور ایک روایت میں ہے ہرلیسہ کھانے کا حکم دیا۔ اس کے سب طریقے موضوع ہیں یا ضعیف ہیں اور معاذ کا یہ قول کہ یا رسول اللہ کیا آپ کے پاس جنت کا کھانا بھی آیا ہے آپ نے فرمایا ہاں میرے پاس ہرلیسہ لایا گیا۔ میں نے اسے کھایا اس سے میری قوت میں چالیس گنا اضافہ ہوا۔ اور میری قوت باہ میں چالیس آدمیوں کا اضافہ ہوا۔ اور معاذ جب بھی کھانا کھاتے تو ہرلیسہ سے شروع کرتے اس حدیث کو محمد بن الحجام اللخمی نے وضع کیا تھا کیونکہ وہ ہرلیسہ بیچا کرتا تھا۔ اور اس حدیث کی اکثر اسناد اسی پر ختم ہوتی ہیں۔ اور جھوٹوں نے اس سے اس حدیث کو چرا لیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کی ایک اور بھی سند ہے جس میں محمد بن الحجام

لَہٗ طَرِیْقٌ اٰخَرُ فِیْہِ اِبْرَاھِیْمُ قَالَ الْاَزْدِیُّ ھُوَ سَاقِطٌ عَنْہُ وَفِیْ شَرْحِ ابْنِ حَجَرِ الْمَکِّیِّ لِشَمَائِلِ التِّرْمِذِیِّ اَنَّ الطَّبْرَانِیَّ رَوٰی فِی الْاَوْسَطِ اَنَّ جِبْرَائِیْلَ اَطْعَمَنِی الْھَرِیْسَۃَ یَشُدُّ بِھَا ظَھْرِیْ لِقِیَامِ اللَّیْلِ وَرَدَّ بِاَنَّہٗ مَوْضُوْعٌ۔	کی بجائے ابراہیم ہے۔ وہ اس سے بھی ساقط الاعتبار ہے۔ ابن حجر المکی نے شمائل الترمذی کی شرح میں تحریر کیا ہے کہ طبرانی نے اوسط میں یہ روایت نقل کی ہے کہ جبرئیلؑ نے مجھے ہریسہ کھلایا جس سے میری کمر رات کے قیام کے لئے مضبوط ہو گئی۔ ابن حجرؒ المکی فرماتے ہیں۔ یہ روایت موضوع ہے۔
۴۸۔ حَدِیْثُ اَصِفِ النِّیَّۃَ وَنَمْ فِی الْکَرِیَّۃِ لَیْسَ بِحَدِیْثٍ کَمَا ذَکَرَہُ الدَّیْبَعُ۔	نیت کو صاف کر اور مخلوق میں آرام سے سو جا۔ یہ حدیث نہیں ہے۔ جیسا کہ دیبعؒ نے اس کا ذکر کیا ہے۔
۴۹۔ حَدِیْثُ اَصْلُ کُلِّ دَاءٍ اَلتَّرَضَاءُ عَنِ النَّفْسِ مِنْ کَلَامِ السَّلَفِ وَلَیْسَ بِحَدِیْثٍ کَمَا قَالَہُ ابْنُ الدَّیْبَعِ۔	ہر بیماری کی جڑ نفس سے راضی ہو جانا ہے۔ یہ سلف کا کلام ہے۔ حدیث نہیں ہے۔ جیسا کہ ابن الدیبعؒ کا قول ہے۔
۵۰۔ حَدِیْثُ اَعِیْنُوا الشَّارِیَ لَا اَصْلَ لَہٗ بِھٰذَا اللَّفْظِ وَلٰکِنْ قَوْلُہُ الْمُشْتَرِیْ مُعَانٌ ذَکَرَہُ ابْنُ الدَّیْبَعِ۔	بیچنے والے کی مدد کرو۔ ان الفاظ کے ساتھ اس کی کوئی اصل نہیں اور ایسے ہی یہ قول کہ مشتری کی مدد کی جائے ابن الدیبع نے اس کا ذکر کیا ہے۔

۵۱۔ حَدِیْثُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ عَامَّةٍ مِمَّا لَا اَصْلَ لَهٗ كَمَا قَالَهُ السُّيُوْطِيُّ۔

میں اللہ سے عام بہروں سے پناہ مانگتا ہوں۔ اس کی بھی کوئی اصل نہیں۔ جیسا کہ سیوطی رح کا قول ہے۔

۵۲۔ حَدِیْثُ اِنْتَصِحُوْا وَاصْطَلِحُوْا هُوَ مِنَ الْاَمْثَالِ السَّائِرَةِ وَلَيْسَ بِحَدِيْثٍ ذَكَرَهُ اِبْنُ الدَّيْبَعِ۔

نصیحت پکڑو اور اصلاح حاصل کرو۔ یہ محاورات میں سے ہے حدیث نہیں۔ جیسا کہ ابن الدبیع رح کا قول ہے۔

۵۳۔ حَدِیْثُ الْاِعَادَةُ سَعَادَةٌ كَرَارَةٌ بِهٰذَا اللَّفْظِ ذَكَرَهُ ابْنُ الدَّيْبَعِ قُلْتُ وَالْمَشْهُوْرُ عَلَى الْاَلْسِنَةِ اِنَّ الْاِفَادَةَ خَيْرٌ مِنَ الْاِعَادَةِ لٰكِنْ فِي الشَّمَائِلِ لِلتِّرْمِذِيِّ اَنَّهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ كَانَ يُعِيْدُ الْكَلَامَ ثَلٰثًا لِتَزِيْدَ الْاِسْتِفَادَةِ۔

اعادہ کرنا نیک بختی ہے۔ ابن الدبیع کہتے ہیں میں نے ان الفاظ کے ساتھ یہ روایت کہیں نہیں سنی۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں لوگوں کی زبان پر یہ بات کہ فائدہ پہنچانا بات کے بار بار لوٹانے سے بہتر ہے لیکن شمائل ترمذی میں یہ حدیث موجود ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کلام کو تین بار لوٹاتے۔ تاکہ لوگ اچھی طرح فائدہ حاصل کرسکیں۔

۵۴۔ حَدِیْثُ اَفْضَلُ الْعِبَادَاتِ اَحْمَزُهَا وَاَتْعَبُهَا وَاَصْعَبُهَا قَالَ الزَّرْكَشِيُّ لَا

عبادات میں سب سے زیادہ افضل جس میں زیادہ تعب اور تکلیف ہو۔ زرکشی کہتے ہیں۔ یہ حدیث معلوم نہیں سیوطی رح نے اس حدیث سے

يُعْرَفُ وَسَكَتَ عَلَيْهِ السُّيُوطِيُّ وَقَالَ ابْنُ الْقَيِّمِ فِي شَرْحِ الْمَنَازِلِ لَا أَصْلَ لَهُ قُلْتُ وَمَعْنَاهُ صَحِيحٌ لِمَا فِي الصَّحِيحَيْنِ عَنْ عَائِشَةَ الْأَجْرُ عَلَى قَدْرِ التَّعَبِ وَهُوَ فِي النِّهَايَةِ لِابْنِ الْأَثِيرِ مَنْسُوبٌ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَهُوَ بِالْمُهْمَلَةِ وَالنَّائِي

سکوت اختیار کیا ہے۔ ابن القیم جوزی شرح المنازل میں فرماتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اس معنی کی ایک حدیث صحیحین میں حضرت عائشہ رض سے مروی ہے۔ کہ اجر تکلیف کے اعتبار سے ہوتا ہے۔ اور یہ حدیث ابن الاثیر رح کی نہایہ میں ابن عباس رض کی جانب منسوب ہے۔ اور وہ مہلت اور بعد کے ساتھ ہے۔

۵۵۔ حَدِيثُ الْأَقْرَبُونَ أَوْلَى بِالْمَعْرُوفِ قَالَ السَّخَاوِيُّ مَا عَلِمْتُهُ بِهٰذَا اللَّفْظِ وَلٰكِنْ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَرَّةً فِي طَلْحَةَ أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِيْنَ أَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ۔

قریبی بھلائی کے زیادہ حق دار ہیں۔ سخاوی فرماتے ہیں ان الفاظ کے ساتھ اس حدیث کو نہیں جانتا۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو طلحہ رض سے فرمایا تھا میرا خیال ہے کہ تو اسے (باغ کو) اقربا میں تقسیم کر دے اسے شیخین رض نے روایت کیا ہے۔

۵۶۔ حَدِيثُ أَقْضَاكُمْ عَلِيٌّ قَالَ السَّخَاوِيُّ مَا عَلِمْتُهُ بِهٰذَا اللَّفْظِ مَرْفُوعًا بَلْ صَحَّحَهُ فِي مُسْتَدْرَكِ الْحَاكِمِ وَصَحَّحَهُ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

تم میں سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے علی ہیں سخاوی کہتے ہیں ان الفاظ کے ساتھ اسے مرفوعاً نہیں جانتا۔ حاکم نے اپنی مستدرک میں عبداللہ بن مسعود کا قول نقل کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ہم یہ کہا کرتے تھے کہ اہل

قَالَ كُنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّ اَقْضٰى اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ عَلِيٌّ قَالَ السَّخَاوِيُّ وَمِثْلُ هٰذِهِ الصِّفَةِ حُكْمُهَا الْمَرْفُوْعُ عَلَى الصَّحِيْحِ قُلْتُ وَفِيْهِ نَظَرٌ صَرِيْحٌ وَفِيْ شَرْحِ الْمَشَارِقِ لِابْنِ الْفِرِشْتَهْ رُوِيَ اَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ يَقُوْلُ اَقْرَأُنَا اُبَيٌّ وَاَقْضَانَا عَلِيٌّ قُلْتُ وَاَصْرَحُ مِنْهُ مَا رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ اَرْحَمُ اُمَّتِيْ بِاُمَّتِيْ اَبُوْبَكْرٍ وَاَشَدُّهُمْ فِيْ اَمْرِ اللهِ عُمَرُ وَاَصْدَقُهُمْ حَيَاءً عُثْمَانُ وَاَقْضَاهُمْ عَلِيٌّ كَمَا اَخْرَجَهُ السُّيُوْطِيُّ۔

مدینہ میں اچھا فیصلہ کرنے والے علیؓ ہیں سخاوی فرماتے ہیں اس قسم کی روایات صحیح طور پر مرفوع کے حکم میں ہوتی ہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ اس پر اعتراض ہے۔ اس لئے کہ ابن الفرشتہ نے شرح المشارق میں حضرت عمرؓ کا یہ قول نقل کیا ہے ہم میں سب سے زیادہ قاری ابیؓ اور سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے علی ہیں۔ نیز اس سے زیادہ صاف روایت وہ ہے جو ترمذی نے روایت کی ہے اور جس کا حوالہ سیوطی نے دیا ہے میری امت میں سب سے زیادہ رحم دل ابو بکرؓ اللہ کے کام میں سب سے سخت عمرؓ سب سے زیادہ باحیا عثمانؓ۔ اور سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے علی ہیں ؎

فائدہ یہ حدیث مشکوۃ میں بھی موجود ہے۔ جو انہوں نے مسند احمد اور ترمذی کے حوالہ سے نقل کی ہے۔ حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں ارحم امتی بامتی ابوبکرؓ واشدہم فی امر اللہ عمرؓ واصدقہم حیاء عثمانؓ وافرضہم زید بن ثابتؓ واقرأہم ابی بن کعبؓ واعلمہم بالحلال والحرام معاذؓ بن جبلؓ ولکل امۃ امین وامین ہذہ الامۃ ابو عبیدہؓ بن

الجراح ۔ رواہ احمدرح والترمذی رح وقال ہذا حدیث حسن صحیح وروی عن معمر عن قتادہ مرسلاً وفیہ واقضاہم علی رضؓ ۔ مسند امام احمد بن حنبل رح تو میری نظر سے نہیں گزرا ۔ لیکن جامع الترمذی میں یہ الفاظ موجود نہیں اور امام ترمذی رح نے اس حدیث کو غریب قرار دیا ہے ۔ ان کے الفاظ ہیں ، ہذا حدیث غریب لا نعرفہ من حدیث قتادۃ الا من ہذا الوجہ وقد رواہ ابو قلابہ عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحوہ ۔ ہاں ابن ماجہ میں ابو قلابہ کی روایت میں ہے ، واقضاہم علی رضؓ کے الفاظ ضرور موجود ہیں ۔ حاصل کلام یہ ہے ۔ کہ یہ الفاظ تو ثابت ہیں اور صحیح ہیں ۔ لیکن ان الفاظ کی ترمذی کی جانب نسبت صحیح نہیں ۔

وَمِنَا الْغَرَائِبِ قَالَ الْحَافِظُ السَّخَاوِیُّ فِیْ فَتَاوَاہُ سُئِلْتُ عَنِ الْمَوْطِنِ الَّذِیْ اسْتَحْیَتْہُ مِنْہُ مَلٰٓئِکَۃُ الرَّحْمٰنِ مِنْ سَیِّدِنَا عُثْمَانَ فَاَجَبْتُ لَمْ اَقِفْ عَلَیْہِ فِیْ حَدِیْثٍ مُعْتَمَدٍ وَلٰکِنْ اَفَادَ شَیْخُنَا الْبَدْرُ النَّسَّابَۃُ فِیْ بَعْضِ مَجَامِعِہٖ عَنِ الْجَمَالِ الْکَازَرُوْنِیْ اَنَّہٗ لَمَّا اٰخٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ بَیْنَ الْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ

اور اس حدیث میں جو فوائد ہیں ان میں سے ایک وہ بھی ہے جو سخاوی رح نے اپنے فتاوی میں تحریر کیا ہے ۔ مجھ سے اس مقام کے بارے میں سوال کیا گیا جس سے فرشتے بھی شرماتے ہوں ، میں اس کا جواب دیتے ہوئے اس لئے فرمایا کہ میں کسی قابل اعتماد حدیث سے اس مضمون پر واقف نہ تھا لیکن ہمارے شیخ بدرالنسابہ نے اپنے بعض مجامع میں جمال الکازرونی سے نقل کیا ہے ۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار مدینہ کے مابین مواخات کرائی جو انس بن مالک کی غیب

فِی المُوَاثَبَۃِ فِی غَیْبَۃِ اَنَسِ
بْنِ مَالِكٍ وَتَقَدَّمَ عُثْمَانُ
لِذٰلِكَ كَانَ صَدْرُهٗ مَكْشُوْفًا
فَتَاَخَّرَتِ الْمَلَائِكَۃُ حَیَاءً فَاَمَرَہٗ
عَلَیْہِ السَّلَامُ بِتَغْطِیَۃِ صَدْرِہٖ
فَعَادُوْا اِلٰی مَكَانِہِمْ فَسَاَلَہُمْ
عَلَیْہِ السَّلَامُ عَنْ سَبَبِ
تَاَخُّرِہِمْ فَقَالُوْا حَیَاءً مِنْ عُثْمَانَ

میں واقع ہوئی تھی تو عثمانؓ حضورؐ کے پاس اس
حالت میں آئے کہ ان کا سینہ کھلا ہوا تھا۔ تو
فرشتے حیا سے پیچھے ہٹ گئے نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے انہیں سینہ ڈھانکنے کا حکم دیا تو فرشتے
اپنے مقام پر لوٹ آئے۔ آپ نے ان سے
پیچھے ہٹنے کا سبب پوچھا۔ انہوں نے
کہا۔ عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی حیا سے ہم
پیچھے ہٹ گئے تھے۔

۵۷- حَدِیْثُ اَكْثَرُ اَھْلِ
الْجَنَّۃِ الْبُلْہُ رَوَاہُ الْبَزَّارُ
مُضَعِّفًا وَالْقُرْطُبِیُّ مُصَحِّحًا
كَذَا فِی الْمَقَاصِدِ وَرُوِیَ
بِزِیَادَۃِ وَعِلِّیُّوْنَ لِذَوِی الْاَلْبَابِ
وَھِیَ لَیْسَ لَہَا اَصْلٌ كَمَا قَالَہُ
الْعِرَاقِیُّ بَلْ ھِیَ مُدْرَجَۃٌ مِنْ
كَلَامِ اَحْمَدَ بْنِ اَبِی الْحَوَارِیِّ
قَالَ الْعِرَاقِیُّ اَخْرَجَہُ الْبَزَّارُ وَ
ضَعَّفَہٗ وَصَحَّحَہُ الْقُرْطُبِیُّ فِی
التَّذْكِرَۃِ وَلَیْسَ كَذٰلِكَ فَقَدْ

جنت میں اکثر بے وقوف جائیں گے اسے
بزار نے ضعیف طریق پر روایت کیا ہے
قرطبی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ جیسا کہ مقاصد
میں ہے۔ اور اسے کچھ زیادتی کے ساتھ
بھی روایت کیا جاتا ہے۔ کہ علیین عقل والے
ہوں گے۔ اور اس حدیث کی کوئی اصل
نہیں جیسا کہ عراقی کا خیال ہے بلکہ یہ
احمد بن ابی الحواری کا قول ہے جو حدیث
میں داخل ہو گیا۔ عراقی کہتے ہیں اس حدیث
کو بزار نے روایت کر کے اسے ضعیف
قرار دیا ہے۔ اور قرطبی نے اسے

قَالَ ابْنُ عَدِیٍّ اَنَّہٗ مُنْکَرٌ ثُمَّ قِیْلَ الْمُرَادُ الْاَبْلَہُ فِیْ دُنْیَاہُ وَالْفَقِیْہُ فِیْ دِیْنِ مَوْلَاہُ عَکْسَ اَرْبَابِ الدُّنْیَا یَعْلَمُوْنَ ظَاہِرًا مِّنَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَھُمْ عَنِ الْاٰخِرَۃِ ھُمْ غَافِلُوْنَ وَفَسَّرَ سَہْلُ التُّسْتَرِیُّ بِاَنَّھُمُ الَّذِیْنَ وَلِھَتْ قُلُوْبُھُمْ وَشُغِلَتْ بِاللّٰہِ اِنْتَھٰی وَلَا یَخْفٰی اَنَّہٗ لَا یُنَاسِبُ الْاَکْثَرِیَّۃَ وَالْاَظْھَرُ مَا قَالَ بَعْضُھُمْ مِنْ اَنَّ الْبُلْہَ کَالْعَجَائِزِ وَالْبُلْہُ وَاَمْثَالُھُمْ مِمَّنْ صَلُبُوْا فِیْ دِیْنِہِمْ وَثَبَتُوْا وَلَمْ یَتَزَلْزَلُوْا عَلٰی یَقِیْنِہِمْ وَقَالَ بَعْضُ الْمُحَقِّقِیْنَ مِنَ الصُّوْفِیَّۃِ ھُمُ الَّذِیْنَ قَنَعُوْا بِالْجَنَّۃِ وَمَا فِیْھَا مِنَ الْحُوْرِ وَالْقُصُوْرِ وَاَنْوَاعِ السُّرُوْرِ وَالْحُبُوْرِ عَنِ اللِّقَاءِ

تذکرہ میں صحیح قرار دیا ہے۔ حالانکہ یہ صحیح نہیں۔ ابن عدی کہتے ہیں۔ یہ روایت منکر ہے۔ اور ابلہ سے مراد وہ لوگ ہیں۔ جو اپنے دنیاوی معاملات میں بیوقوف ہوں۔ لیکن دین میں سمجھ دار ہوں۔ اہل دنیا کے بالکل برعکس (یہ ظاہری حیات دنیا کو تو خوب جانتے ہیں اور آخرت سے غافل ہیں) سہل تستری نے اس کی یہ تفسیر کی ہے۔ کہ جن لوگوں کے دل اللہ سے مشغول رہتے ہوں۔ لیکن یہ تفسیر اکثریت کے مناسب نہیں ہے۔ اور بعض لوگوں کا قول ہے کہ بیوقوفوں سے مراد مجبور لوگ ہیں۔ جو کہ اس کے دین کے پیچھے پھانسی بھی دیئے گئے۔ لیکن ان کے یقین میں کسی قسم کی کمی واقع نہ ہوئی۔ اور بعض محققین صوفیاء کا خیال ہے۔ کہ بے وقوفوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو جنت پر اور جو اشیاء جنت میں انہیں ملیں گی۔ مثلاً حوریں۔ محلات۔ مختلف اقسام کی لذتیں اور جلوہ خداوندی ان پر

فِی مَقَامِ الْمُشَاهَدَةِ وَالْحُضُوْرِ وَفِی النِّهَايَةِ اِنَّ الْبُلْهَ جَمْعُ الْاَبْلَهِ وَهُوَ الْغَافِلُ عَنِ الشَّرِّ الْمَطْبُوْعُ عَلَى الْخَيْرِ وَقِيْلَ هُمُ الَّذِيْنَ غَلَبَتْ عَلَيْهِمْ سَلَامَةُ الصَّدْرِ وَحُسْنُ الظَّنِّ بِالنَّاسِ لِاَنَّهُمْ غَفَلُوْا اَمْرَ دُنْيَاهُمْ فَجَهِلُوْا حِذْقَ التَّصَرُّفِ فِيْهَا وَاَقْبَلُوْا عَلٰى اٰخِرَتِهِمْ فَشَغَلُوْا اَنْفُسَهُمْ بِهَا فَاسْتَحَقُّوْا اَنْ يَّكُوْنُوْا اَكْثَرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَمَّا الْاَبْلَهُ وَهُوَ الَّذِيْ لَا عَقْلَ لَهٗ فَغَيْرُ مُرَادٍ فِی الْحَدِيْثِ ۔

فائح ہوں۔ نہایہ میں ہے کہ بلہ، ابلہ کی جمع ہے اور وہ وہ شخص ہوتا ہے جو بھلائی کو ختم کرنے والی شرارت سے غافل ہو اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جن پر سلامتی قلب اور لوگوں کے ساتھ حسن ظن غالب آچکا ہو۔ اس طرح وہ اپنے دنیا کے کاموں سے غافل ہو گئے اور دنیا میں مہارت پیدا کرنے سے جاہل اور اپنے نفسوں کو آخرت سے مشغول کر لیا۔ تو وہ اس بات کے مستحق قرار پائے کہ وہ اکثر جنت میں جائیں۔ ورنہ ابلہ اس شخص کو بولا جاتا ہے جس کے پاس عقل نہ ہو۔ تو یہ حدیث کی مراد کے خلاف نہیں ؛

۵۸ - حَدِيْثُ اَكْرِمُوْا طُهُوْرَكُمْ قَالَ ابْنُ تَيْمِيَةَ مَوْضُوْعٌ وَفِی الذَّيْلِ هُوَ كَمَا قَالَ ۔

اپنی پاکی کی عزت کرو۔ امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں یہ روایت موضوع ہے۔ اور ذیل میں بھی اسی قسم کا قول ہے ؛

۵۹ - حَدِيْثُ اَلْسِنَةُ الْخَلْقِ اَقْلَامُ الْحَقِّ لَا اَصْلَ لَهٗ كَمَا ذَكَرَهُ ابْنُ الدَّيْبَعِ ۔

مخلوق کی زبانیں خلق کا قلم ہیں (زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو) ابن الدیبع کہتے ہیں اس کوئی اصل نہیں ؛

٦٠۔ حَدِیْثُ اَللّٰھُمَّ اَصْلِحِ الرَّاعِیَ وَالرَّعِیَّۃَ قَالَ الْعِرَاقِیُّ لَا اَصْلَ لَہٗ۔

اے اللہ راعی (حاکم) اور رعیت کی اصلاح فرما۔ بقول عراقیؒ اس کی بھی کوئی اصل نہیں۔

٦١۔ حَدِیْثُ اَللّٰھُمَّ اَیِّدِ الْاِسْلَامَ بِاَحَدِ الْعُمَرَیْنِ لَا اَصْلَ لَہٗ بِھٰذَا اللَّفْظِ وَالْعُمَرَانِ تَغْلِیْبُ عُمَرَ عَلٰی عَمْرِو بْنِ الْھِشَامِ الْمُلَقَّبِ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ بِاَبِی الْحَکَمِ فَغَیَّرَہُ النَّبِیُّ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِاَبِیْ جَھْلٍ وَمَعْنَی الْحَدِیْثِ صَحِیْحٌ ثَابِتٌ فَقَدْ رَوَاہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ فِیْ جَامِعِہٖ وَغَیْرُھُمَا عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَوْقُوْفًا بِلَفْظِ اَللّٰھُمَّ اَیِّدِ الْاِسْلَامَ بِاَحَبِّ ھٰذَیْنِ الرَّجُلَیْنِ اِلَیْکَ بِاَبِیْ جَھْلٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَفِیْ بَعْضِ الرِّوَایَاتِ اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ

اے اللہ اسلام کی دو عمروں میں سے ایک عمرؓ کے ساتھ تائید فرما۔ ان الفاظ کے ساتھ اس کی بھی کوئی اصل نہیں اور عمران سے مراد عمرؓ بن الخطاب اور عمرو بن الہشام ہے جس کی کنیت زمانہ جہالت میں ابوالحکم تھی حضورؐ نے اس کنیت کو ابوجہل میں تبدیل فرما دیا تھا۔ حدیث کے معنی صحیح اور ثابت ہیں۔ کیونکہ امام احمد اور ترمذی نے اپنی جامع میں ابن عمرؓ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ اے اللہ ان دونوں میں سے جو تجھے زیادہ محبوب ہو اس کے ذریعے اسلام کی تائید فرما۔ ابوجہل یا عمرؓ بن الخطاب۔ اور بعض روایات کے یہ الفاظ ہیں اے اللہ اسلام کو عمرؓ کے ذریعہ عزت عطا فرما۔ تو اس روایت میں یہ دعا حضرت عمرؓ کے ساتھ خاص ہے ہو سکتا ہے کہ آپ نے اولاً دونوں کے لئے

زِيَادَةٌ خَاصَّةٌ تَجْمَعُ بَيْنَ اللَّفْظَيْنِ أَنَّهُ دَعَا بِالْأَوَّلِ أَوَّلًا فَلَمَّا أَوْحَى اللهُ أَنَّ أَبَا جَهْلٍ لَنْ يُسْلِمَ خَصَّ عُمَرَ بِدُعَائِهِ فَأُجِيبَ فِيهِ ۔

دعا فرمائی ہو جب اللہ تعالیٰ آپ کو بذریعہ وحی اس امر سے مطلع فرمایا کہ ابو جہل ایمان نہ لائیگا۔ تو آپ نے عمر کو دعا کے لئے مخصوص فرمایا۔ اور یہ دعا عمرؓ کے حق میں قبول فرمائی۔

٦٢ - حَدِيثُ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى نَبِيٍّ قَبْلَكَ يَقُولُهُ الْعَامَّةُ عِنْدَ تَقْبِيلِ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ فَلَا أَصْلَ لَهُ وَلَا يُتَصَوَّرُ أَنْ يَكُونَ أَصْلٌ بِهَذَا اللَّفْظِ وَالْمَبْنَى فَإِنَّهُ كُفْرٌ بِحَسَبِ الْمَعْنَى وَقَدْ صَنَّفَ الْعَلَّامَةُ عَبْدُ النَّبِيِّ الْمَغْرِبِيُّ عَالِمُ الشَّامِ فِي زَمَانِهِ تَصْنِيفًا فِي ذَلِكَ وَكَفَّرَ قَائِلَهُ قُلْتُ وَأَصْلُ هَذَا الْخَطَإِ إِنَّمَا نَشَأَ مِنَ الْعَوَامِّ حَيْثُ إِنَّهُمْ سَمِعُوا مِنْ بَعْضِ الْأَعْلَامِ اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى نَبِيٍّ قَبْلِهِ وَهُوَ

اے اللہ اپنے قبل کے نبی پر رحمت نازل فرما۔ اسے عام لوگ حجر اسود چومتے وقت بولتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں اور ان الفاظ کے ساتھ اس کی اصلیت کو تصور میں بھی نہیں لایا جا سکتا۔ کیونکہ یہ باعتبار معنی کفر ہوگا۔ علامہ عبد النبی المغربی جو اپنے زمانہ میں شام کے سب سے بڑے عالم تھے انہوں نے اس موضوع پر ایک کتاب لکھی اور اس کے قائل کو کافر قرار دیا۔ ملا علیؒ قاری فرماتے ہیں۔ عوام سے یہ خطا اس وقت پیدا ہوئی جب انہوں نے بعض بڑے لوگوں سے یہ سنا کہ اللہ نبی قبلہ پر رحمت نازل فرما اور یہ صحیح ہے اور بعضوں نے یہ کہا اللہ تعالےٰ نے

صحیح ومن بعضهم صلی الله
علی نبی قبلک وهو صحیح
ایضا فخلطوا الکلمتین و
جمعوا بین الصلوتین فحصل
من الثانی اخلل هذا الفساد
والله رؤف بالعباد وینبغی
ان یحمل علی الالتفات عند
من قال به علی حسن الظن
بالمسلم حیث لا یرید به
ما یتبادر الی الفهم فانه
کفر صریح فنجعل قبلک
جملة مستانفة نحو قوله
علیه السلام فی خطبة حجة
الوداع هل بلغت قالوا نعم
قال اللهم فاشهد فالتفت
عنهم فی اثناء کلامه وتوجه
الی الله لتمام مرامه ولا نجعل
صفة نبی لما قیل من ان
شرط الالتفات ان یکون

تیرے قبلہ کے نبی پر رحمت نازل فرمائی یہ
بھی صحیح تھا۔عوام نے دونوں کلموں کو مخلوط
کر دیا۔اور دونوں دعاؤں کو ایک جا جمع
کر دیا جس سے یہ فساد واقع ہوا۔اور
اللہ بندوں کے ساتھ مہربان ہے
اور یہ زیادہ مناسب ہے کہ کہنے والا
جب یہ الفاظ کہے۔تو ہم ایک مسلم کے
ساتھ حسن ظن رکھتے ہوئے یہ کہیں
کہ وہ اصل مفہوم مراد نہیں لے رہا
ہے۔ورنہ وہ کفر صریح ہوگا۔اور
لفظ قبلک کو ہم جملہ مستانفہ قرار
دیں۔جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا۔کیا میں نے
پہنچا دیا۔لوگوں نے جواب دیا۔جی
ہاں۔آپ نے فرمایا اے اللہ پس تو بھی
گواہ ہو جا۔آپ نے اثنائے کلام میں مخالفین
سے توجہ ہٹا کر اپنی تمام تر توجہ اللہ
کی طرف منعطف فرما دی۔اور ایسے
ہی ہم قبلک کو نبی کی صفت قرار نہ

أَلْمُتَحَدِّثُ عَنْهُ وَاحِدًا فَتَأَمَّلْ فَإِنَّهُ مَوْضِعُ زَالٍ وَالْأَظْهَرُ فِي دَفْعِ الْخَلَلِ أَنْ يُقَدَّرَ مُضَافٌ فَيُقَالُ قَبْلَ نَبِيِّكَ ۔

دینگے یہ ہو سکتا ہے بولنے والا اپنی توجہ کسی ایک شے کی جانب متوجہ کر رہا ہو اور بہتر یہ ہے کہ دفع خلل کے لئے ہم مضاف مقدر مانیں اور یہ کہا جائے کہ قبل نبیک ۔

۶۳ ۔ حَدِيثُ أَمَانُ الْعَبْدِ أَمَانٌ قَالَ ابْنُ الْهُمَامِ لَا يُعْرَفُ لَهُ أَصْلٌ ۔

غلام کی امان بھی امان ہے ۔ اس کی کوئی اصل نہیں پائی جاتی ۔

۶۴ ۔ حَدِيثُ أُمِرْتُ أَنْ أَحْكُمَ بِالظَّاهِرِ وَاللّٰهُ يَتَوَلَّى السَّرَائِرَ اشْتَهَرَ بَيْنَ الْأُصُولِيِّينَ وَالْفُقَهَاءِ الْأَكَابِرِ بَلْ وَقَعَ فِي شَرْحِ مُسْلِمٍ لِلنَّوَوِيِّ فِي قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنِّي لَمْ أُومَرْ أَنْ أَنْقُبَ عَنْ قُلُوبِ النَّاسِ الْحَدِيثَ أَيْ أُفَتِّشَ وَلَا وُجُودَ لَهُ فِي كُتُبِ الْحَدِيثِ الْمَشْهُورَةِ وَلَا الْأَجْزَاءِ الْمَنْثُورَةِ وَجَزَمَ الْعِرَاقِيُّ بِأَنَّهُ لَا أَصْلَ لَهُ وَكَذَا أَنْكَرَهُ الْمِزِّيُّ وَغَيْرُهُ

مجھے ظاہر کے مطابق فیصلہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے ۔ اور اللہ بھیدوں کا خود ذمہ دار ہے یہ حدیث اصولیین اور فقہاء اکابر کے درمیان بہت مشہور ہے حتی کہ صحیح مسلم کی شرح نووی میں بھی یہ اس طرح پر موجود ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے لوگوں کے دلوں پر نقب لگانے کا حکم نہیں دیا گیا الحدیث یعنی دلوں کی حالت معلوم کرنے کا ۔ اور اس حدیث کا حدیث کی مشہور کتابوں میں کہیں وجود نہیں ۔ اور نہ اجزائے منتشرہ میں ۔ عراقی کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں ایسے ہی مزنی نے بھی اس سے انکار کیا ہے ۔ تخریج

وممن انکرہ الحافظ ابن الملقن فی تخریج البیضاوی وقال الزرکشی لایعرف بھذا اللفظ وقال السیوطی ھذا من کلام الشافعی فی الرسالۃ وقال الحافظ عماد الدین بن کثیر فی تخریج احادیث المختصر لم اقف لہ علی سند۔

بیضاوی میں حافظ ابن ملقن بھی اس کے منکر ہیں۔ زرکشی رح کہتے ہیں۔ ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث پہچانی نہیں جاتی سیوطی رح کہتے ہیں۔ یہ امام شافعی رح کا قول ہے جو رسالہ میں موجود ہے، حافظ عماد الدین بن کثیر تخریج احادیث المختصر میں فرماتے ہیں۔ میں اس کی سند سے واقف نہیں۔

۶۵۔ حدیث أمرنا بتصغیر اللقمۃ فی الاکل وتدقیق المضغ قال النووی لا یصح۔

ہمیں کھانے میں چھوٹا لقمہ بنانے اور اچھی طرح چبانے کا حکم دیا گیا ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں یہ صحیح نہیں۔

۶۶۔ حدیث أمیر النحل علی لا اصل لہ ذکرہ ابن الدیبع وفیہ ان الدیلمی رواہ عن الحسن بن علی قال علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ انا یعسوب المؤمنین ورفعہ الی النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام انہ قال یا علی انک لسید

شہد کی مکھیوں کے امیر علی رض ہیں اس کی بھی کوئی اصل نہیں جیسا کہ ابن الدیبع نے اس کا ذکر کیا ہے۔ اور اس میں یہ بھی ہے۔ کہ دیلمی رح نے اسے حسن رض بن علی رض کے واسطے سے روایت کیا ہے حضرت علی رض نے فرمایا ہم مومنین کے یعسوب ہیں اور اسے مرفوعاً حضور ﷺ سے بھی روایت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا اے

الْمُسْلِمِيْنَ وَيَعْسُوْبُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْيَعْسُوْبُ أَمِيْرُ النَّحْلِ عَلَى مَا فِي الْقَامُوْسِ وَرَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ مِنْ حَدِيْثِ أَبِي ذَرٍّ ذَكَرَهُ الزَّرْكَشِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرَ مِنْ حَدِيْثِ سَلْمَانَ قَالَهُ السُّيُوْطِيُّ ۔

علی رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کا سردار اور مومنین کا یعسوب ہے۔ قاموس میں ہے۔ کہ یعسوب مکھیوں کے سردار کو بولتے ہیں۔ زرکشی رح کہتے ہیں اسے طبرانی رح نے ابو ذر رض سے بھی روایت کیا ہے۔ ابن عساکر رض نے اسے سلمان سے روایت کیا ہے۔

٦٧ ۔ حَدِيْثُ أَنَا أَفْصَحُ مَنْ نَطَقَ بِالضَّادِ مَعْنَاهُ صَحِيْحٌ وَلٰكِنْ لَا أَصْلَ لَهُ فِي مَبْنَاهُ كَمَا قَالَهُ ابْنُ كَثِيْرٍ وَقَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ وَنَصُّهُ وَالْحَدِيْثُ الْمَشْهُوْرُ عَلَى الْأَلْسِنَةِ أَنَا أَفْصَحُ مَنْ نَطَقَ بِالضَّادِ لَا أَصْلَ لَهُ وَلَا يَصِحُّ قُلْتُ وَالْعَجَبُ مِنَ الْجَلَالِ الْمَحَلِّيِّ مَعَ جَلَالِ مَحَلِّهِ ذَكَرَهُ فِي شَرْحِ جَمْعِ الْجَوَامِعِ مِنْ غَيْرِ تَنْبِيْهٍ وَكَذَا ذَكَرَهُ الشَّيْخُ زَكَرِيَّا فِي شَرْحِ الْمُقَدِّمَةِ

میں ضاد بولنے والوں میں زیادہ فصیح ہوں معنی تو اس کے صحیح ہیں لیکن لفظاً اس کی کوئی اصل نہیں۔ جیسا کہ ابن کثیر رح کا قول ہے۔ ابن الجوزی رح کہتے ہیں وہ حدیث جو لوگوں کی زبان پر مشہور ہے۔ کہ انا افصح من نطق۔ اس کی نہ کوئی اصل ہے۔ اور نہ یہ صحیح ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ تعجب تو جلال المحلی سے ہے کہ بڑا انہوں نے باوجود جلالت علمیت کے اس کا اپنی شرح جمع الجوامع میں بغیر تنبیہ کے ذکر کیا ہے ایسے ہی شیخ زکریا نے شرح مقدمہ

الجَزَرِيّة ۔ | الجزریہ میں ذکر کیا ہے۔

۶۸۔ حَدِیْثُ اَنَا اَفْصَحُ الْعَرَبِ بَیْدَ اَنِّیْ مِنْ قُرَیْشٍ قَالَ السُّیُوْطِیُّ اَوْرَدَہٗ اَصْحَابُ الْغَرَائِبِ وَلَا یَعْلَمُ مَنْ خَرَّجَہٗ وَلَا اِسْنَادَہٗ ۔

میں عرب میں سب سے زیادہ فصیح ہوں باوجودیکہ قریش سے ہوں سیوطی کہتے ہیں اسے اصحاب الغرائب نے نقل کیا ہے۔ نہ تو ہم اس کے مخرج کو جانتے ہیں اور نہ اس کی سند سے واقف ہیں ۔

۶۹۔ حَدِیْثُ اَنَا عِنْدَ الْمُنْکَسِرَۃِ قُلُوْبُہُمْ مِنْ اَجَلِیْ قَالَ السَّخَاوِیُّ ذَکَرَہُ الْغَزَالِیُّ فِی الْبِدَایَۃِ وَلَا یَخْفٰی اِنَّ الْکَلَامَ فِیْ ھٰذَا الْمَقَامِ لَمْ یَبْلُغْ اِلٰی غَایَتِہٖ قُلْتُ وَتَمَامُہٗ اَنَا عِنْدَ الْمُنْدَرِسَۃِ قُبُوْرُھُمْ لِاَجَلِیْ وَلَا اَصْلَ لَھُمَا فِی الْمَرْفُوْعِ ۔

میں ٹوٹے ہوئے دلوں کے پاس ہوتا ہوں جن کے دل میرے باعث ٹوٹے ہیں سخاوی کہتے ہیں غزالی نے اس کا بدایہ میں ذکر کیا ہے لیکن یہ بات مخفی نہیں۔ کہ کلام اپنے مقصد کو ظاہر نہیں کرتا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اس روایت کا تتمہ یہ ہے۔ میں قبروں کے نشانوں کے قریب ہوتا ہوں جن کی قبریں میری وجہ سے ٹوٹی ہیں۔ اور ہر دو حدیث کی مرفوعاً کوئی اصل نہیں ۔

۷۰۔ حَدِیْثُ اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ فِیْ جَامِعِہٖ وَقَالَ اِنَّہٗ مُنْکَرٌ وَکَذَا قَالَ السَّخَاوِیُّ وَقَالَ اِنَّہٗ

میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں اسے ترمذی نے اپنی جامع میں نقل کر کے لکھا ہے یہ حدیث منکر ہے۔ سخاوی کہتے ہیں۔ اس کی صحت کی کوئی وجہ موجود نہیں یحییٰ بن معین

لیس لہ وجہ صحیح وقال ابن معین انہ کذب لا اصل لہ وکذا قال ابو حاتم ویحیی بن سعید واوردہ ابن الجوزی فی الموضوعات ووقفہ الذہبی وغیرہ علی ذلک وقال ابن دقیق العید ھذا الحدیث لم یثبتوہ وقیل انہ باطل وقال الدارقطنی غیر ثابت وسئل عنہ الحافظ العسقلانی فاجاب بانہ حسن لا صحیح کما قال الحاکم ولا موضوع کما قال ابن الجوزی ذکرہ السیوطی وقال الحافظ ابو سعید العلائی الصواب انہ حسن باعتبار طرقہ لا صحیح ولا ضعیف فضلا عن ان یکون موضوعا علی ما ذکرہ الزرکشی ۔

فرماتے ہیں ۔ یہ بالکل جھوٹ ہے ۔ اس کی کوئی اصل نہیں ۔ ابوحاتم رح اور یحیی بن سعید القطان کی بھی یہی رائے ہے ۔ ابن الجوزی رح نے اسے موضوعات میں نقل کیا ہے ۔ ذہبی وغیرہ نے اسے موقوف قرار دیا ہے ابن دقیق العید کہتے ہیں ۔ یہ حدیث ثابت نہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے ۔ کہ یہ باطل ہے ۔ سیوطی کہتے ہیں ۔ حافظ ابن حجر سے اس بارے میں دریافت کیا گیا ۔ تو انہوں نے فرمایا یہ حسن ہے ۔ نہ تو صحیح ہے جیسا کہ حاکم کا خیال ہے ۔ اور نہ یہ موضوع ہے ۔ جیسا کہ ابن الجوزی رح کا خیال ہے ۔ حافظ ابوسعید رح العلائی کہتے ہیں ۔ یہ باعتبار طرق حسن ہے نہ صحیح ہے اور نہ ضعیف کجا کہ موضوع ہو ۔ جیسا کہ زرکشی رح کا خیال ہے ۔

فائدہ ۔ ترمذی رح میں یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ مروی

نہیں۔ بلکہ اس روایت کے الفاظ یہ ہیں۔ کہ میں حکمت کا گھر ہوں اور علی رضؓ اس کا دروازہ ہیں۔

۷۰ - حَدِيثُ اَنَا مِنَ اللّٰهِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ مِنِّيْ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ اِنَّهُ كَذِبٌ مُخْتَلِفٌ فِيْهِ وَقَالَ الزَّرْكَشِيُّ لَا يُعْرَفُ وَقَالَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ مَوْضُوْعٌ وَقَالَ السَّخَاوِيُّ هُوَ عِنْدَ الدَّيْلَمِيِّ بِلَا اِسْنَادٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَرَادٍ مَرْفُوْعًا اَنَا مِنَ اللّٰهِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ مِنِّيْ فَمَنْ اٰذٰى مُؤْمِنًا فَقَدْ اٰذَانِيْ۔

میں اللہ سے ہوں اور مومن مجھ سے ہیں۔ حافظ ابن حجر العسقلانی فرماتے ہیں یہ جھوٹ ہے اور اس میں اختلاف ہے زرکشیؒ کہتے ہیں یہ حدیث معلوم نہیں امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں۔ یہ حدیث موضوع ہے۔ سخاوی کہتے ہیں اسے دیلمی نے بغیر سند کے عبد اللہ بن جراد سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ میں اللہ سے ہوں اور مومن مجھ سے ہیں جس نے مومن کو ایذا پہنچائی اس نے مجھے ایذا دی۔

۷۱ - حَدِيثُ اِنْصِفْ بِالْحَقِّ مَنِ اعْتَرَفَ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا اَعْرِفُهُ۔

جو شخص اعتراف کرے۔ اس کے ساتھ صحیح انصاف کرو۔ سخاوی فرماتے ہیں میں اس حدیث کو نہیں جانتا۔

۷۲ - حَدِيثُ اَنْفِقْ مَا فِي الْجَيْبِ يَأْتِكَ مَا فِي الْغَيْبِ لَا اَصْلَ لَهُ بِمَبْنَاهُ وَلٰكِنْ صَحَّ مَعْنَاهُ لِقَوْلِهِ تَعَالٰى وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ وَالْحَدِيثُ

جو کچھ تیری جیب میں ہو اسے خرچ کر غیب میں وہ تجھے دستیاب ہو جائے گی۔ ان الفاظ کے لحاظ سے اس روایت کی کوئی اصل نہیں اور بلحاظ معنی قرآن کہتا ہے جو کچھ بھی تم خرچ کرو گے وہ تمہارے پیچھے آئے گا۔ اور ایک متفق علیہ

اَلْمُنْفِقِ عَلَيْهِ اَنْفِقْ اُنْفِقْ عَلَيْكَ	حدیث میں ہے خرچ کر تجھ پر بھی خرچ کیا جائیگا
وَاَمَّا قَوْلُهُمْ اَنْفَقَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ	لیکن لوگوں کا یہ قول کہ ابوبکرؓ نے جو کچھ ان کے
اللّٰهُ عَنْهُ مَا مَعَهُ حَتّٰى تَخَلَّلَ	پاس تھا سب کچھ خرچ کردیا حتیٰ کہ عبا سے بھی لی
بِالْعَبَاءِ فَلَيْسَ فِي الْمَرْفُوْعِ لٰكِنْ	رہ گئے تو یہ الفاظ مرفوع روایت میں نہیں ہیں
مَعْنَاهُ صَحِيْحٌ ۔	لیکن اس کے معنی صحیح ہیں ۔
۷۴۔ حَدِيْثُ اِنَّ الْاَرْضَ	اونٹوں کے پیشاب سے زمین چالیس روز
لَتَنْجَسُ مِنْ بَوْلِ الْاَبْعِرِ	تک ناپاک ہو جاتی ہے۔ اس میں داود وضاع
اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا فِيْهِ دَاوُدُ الْوَضَّاعُ	موجود ہے ۔
۷۵۔ حَدِيْثُ اَنَّ بِلَالًا كَانَ	بلالؓ اذان میں شین کو سین سے بدل
يُبَدِّلُ الشِّيْنَ فِي الْاَذَانِ سِيْنًا	دیا کرتے تھے ۔ برہان السفاقسی نے
قَالَ الْمِزِّيُّ فِيْمَا نَقَلَهُ عَنْهُ	مزی سے نقل کیا ہے ۔ کہ یہ لوگوں
الْبُرْهَانُ السَّفَاقِسِيُّ اَنَّهُ اُشْتُهِرَ	کی زبان پر بہت مشہور ہے لیکن
عَلَى اَلْسِنَةِ الْعَوَامِّ وَلَمْ نَرَهُ	کتب حدیث میں اس کا کہیں
فِيْ شَيْءٍ مِنَ الْكُتُبِ ۔	وجود نہیں ۔
۷۶۔ حَدِيْثُ اِنَّ الشَّمْسَ	علیؓ بن ابی طالب کے لئے سورج لوٹا
رُدَّتْ عَلٰى عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ	دیا گیا۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں اس کی کوئی اصل
قَالَ اَحْمَدُ لَا اَصْلَ لَهُ وَادَّعٰى	نہیں ۔ ابن الجوزی نے اس کے موضوع ہونے کا
ابْنُ الْجَوْزِيِّ اَنَّهُ مَوْضُوْعٌ لٰكِنْ	دعوی کیا ہے لیکن سیوطی کہتے ہیں کہ ابن مندہ۔ ابن
قَالَ السُّيُوْطِيُّ اَخْرَجَهُ ابْنُ مَنْدَهْ	شاہینؒ ابن مردویہؒ نے اسے روایت کیا ہے

وَابْنُ شَاهِيْنَ وَابْنُ مَرْدُوَيَـهْ وَصَحَّحَهُ الطَّحَاوِيُّ وَالْقَاضِيْ عِيَاضٌ اَقُوْلُ وَلَعَلَّ الْمُنْفِيَّ رَدُّهَا بِاَمْرِ عَلِيٍّ وَالْمُثْبِتُ بِدُعَاءِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَتَفْصِيْلَهٗ فِي السِّيَرِ۔

طحاویؒ اور قاضی عیاضؒ نے اس کی تصحیح کی ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ ہو سکتا ہے۔ کہ جن علماء نے انکار کیا ہے۔ انہوں نے اس بنا پر کیا ہو کہ حضرت علیؓ کے حکم سے سورج لوٹا اور جنہوں نے صحیح قرار دیا انہوں نے حضور کی دعا کو اس کا اثر سمجھا اور اس کی تفصیل کریں۔

۷۷۔ حَدِيْثُ اَنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنْ ابْنِ اٰدَمَ مَجْرَى الدَّمِ فَضَيِّقُوْا مَجَارِيَهٗ بِالْجُوْعِ يَعْنِيْ ذَكَرَهٗ فِي الْاِحْيَاءِ قَالَ الْعِرَاقِيُّ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ مِنْ حَدِيْثِ صَفِيَّةَ دُوْنَ قَوْلِهٖ فَضَيِّقُوْا مَجَارِيَهٗ بِالْجُوْعِ يَعْنِيْ فَاِنَّهٗ مُنْدَرِجٌ مِنْ كَلَامِ بَعْضِ الصُّوْفِيَّةِ۔

شیطان آدمی کے خون کے جاری ہونے کی جگہ پر چلتا ہے تو اس کے جاری ہونے کی جگہ کو بھوک سے تنگ کر دو امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں اس کا ذکر کیا ہے۔ عراقیؒ کہتے ہیں یہ حدیث حضرت صفیہ سے مروی ہے۔ اور متفق علیہ ہے۔ آخیر کے الفاظ کہ اس کے جاری ہونے کی جگہ کو بھوک سے تنگ کر دو۔ یہ بعض صوفیاء کا کلام ہے۔ جو حدیث میں داخل ہو گیا۔

۷۸۔ حَدِيْثُ اَنَّ شَيْطَانًا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ يُقَالُ لَهُ الْوَلْهَانُ مَعَهٗ ثَمَانِيَةُ اَمْثَالِ وُلْدِ اٰدَمَ مِنَ الْجُنُوْدِ وَلَهٗ خَلِيْفَةٌ يُقَالُ لَهٗ خَزَبٌ قَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ

زمین و آسمان کے مابین ایک شیطان ہے جسے ولہان کہا جاتا ہے۔ اس کے آٹھ ساتھی ہوتے ہیں۔ جو انسانوں جیسے ہوتے ہیں اور اس کا ایک خلیفہ ہے جسے خزب کہا جاتا ہے۔ ابن الجوزی کہتے ہیں۔ یہ موضوع

موضوع ۔

ہے ۔

۷۹۔ حَدِیْثُ اِنَّ الْعَالِمَ وَالْمُتَعَلِّمَ اِذَا مَرَّا عَلٰی قَرْیَۃٍ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَرْفَعُ الْعَذَابَ عَنْ مَقْبَرَۃِ تِلْکَ الْقَرْیَۃِ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا فَقَالَ الْحَافِظُ جَلَالُ الدِّیْنِ لَا اَصْلَ لَہٗ ۔

عالم اور متعلم جب کسی گاؤں پر سے گذرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس گاؤں کے قبرستان سے چالیس روز کا عذاب اٹھا لیتا ہے حافظ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں ۔

۸۰۔ حَدِیْثُ اِنَّ الْعَبْدَ لَیُنْشَرُ لَہٗ مِنَ الثَّنَاءِ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا یَزِنُ عِنْدَ اللّٰہِ جَنَاحَ بَعُوْضَۃٍ کَذَا فِی الْاِحْیَاءِ وَقَالَ الْعِرَاقِیُّ لَمْ اَجِدْہُ ھٰکَذَا وَفِی الصَّحِیْحَیْنِ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ لَیَاْتِی الرَّجُلُ الْعَظِیْمُ السَّمِیْنُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ لَا یَزِنُ عِنْدَ اللّٰہِ جَنَاحَ بَعُوْضَۃٍ ۔

بندے کی ثنا مشرق و مغرب کے مابین مشہور کر دی جاتی ہے۔ اور اللہ کے ہاں ایک مچھر کے پر کے برابر بھی اس کا گناہ نہ ہوگا۔ یہ روایت احیاء العلوم میں ہے۔ عراقی کہتے ہیں میں نے اس طرح اس حدیث کو کہیں نہیں پایا صحیحین میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت مروی ہے۔ کہ قیامت کے روز ایک موٹا تازہ آدمی آئے گا جس کا اللہ کے ہاں ایک مچھر کے پر کے برابر بھی وزن نہ ہوگا ۔

۸۱۔ حَدِیْثُ اِنَّ الْقَصِیْرَۃَ

چھوٹی عورت لمبی ہوتی ہے۔ یعنی

فَعُ تَطْيِيْلَ اَيْ تَلِدُ وَلَدًا طَوِيْلًا ذَكَرَهُ الْجَوْهَرِيُّ فِيْ صِحَاحِهِ وَ قَالَ صَاحِبُ الْقَامُوْسِ اَنَّهُ مَثَلٌ وَلَيْسَ بِحَدِيْثٍ كَمَا وَهِمَ فِيْهِ الْجَوْهَرِيُّ ۔

اولاد لمبی پیدا کرتی ہے۔ جوہری نے اپنی صحاح میں اسے نقل کیا ہے صاحب قاموس کہتے ہیں۔ یہ مثل ہے حدیث نہیں۔ جیسا کہ جوہری کو وہم پیدا ہوا ہے۔

۸۲۔ حَدِيْثُ اِنَّ لِاِبْرَاهِيْمَ الْخَلِيْلِ وَلِاَبِيْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ لِحْيَةً فِي الْجَنَّةِ لَمْ يَصِحَّ وَلَا اَعْرِفُ ذٰلِكَ فِيْ شَيْءٍ مِنْ كُتُبِ الْحَدِيْثِ الْمَشْهُوْرَةِ وَلَا الْاَجْزَاءِ الْمَنْثُوْرَةِ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ قَالَ شَيْخُنَا وَكَذَا مَا وَرَدَ فِي الطَّبْرَانِيِّ مِنْ اَنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ جُرْدٌ مُرْدٌ اِلَّا مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِنَّ لَهُ لِحْيَةً تَضْرِبُ اِلٰى سُرَّتِهِ وَكَذَا مَا ذَكَرَهُ الْقُرْطُبِيُّ اَنَّ ذٰلِكَ وَرَدَ فِيْ حَقِّ هَارُوْنَ اَخِيْهِ وَرَاَيْتُ بِخَطِّ بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ اَنَّهُ وَرَدَ فِيْ حَقِّ اٰدَمَ

ابراہیم علیہ السلام اور ابوبکر صدیقؓ کی جنت میں ڈاڑھی ہو گی۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ میں نے حدیث کی کسی مشہور کتاب یا کسی رسالہ میں اس حدیث کو نہیں پایا۔ حافظ ابن حجر العسقلانی فرماتے ہیں ہمارے شیخ کہا کرتے تھے۔ کہ ایسے ہی طبرانی میں ایک حدیث ہے۔ کہ اہل جنت سب کے سب امرد ہونگے سوائے موسیٰ علیہ السلام کے ان کی ڈاڑھی ہو گی۔ ایسے ہی قرطبی نے ذکر کیا ہے کہ ایسی ہی حدیث موسیٰ کے بھائی ہارون کے بارے میں بھی وارد ہے۔ اور میں نے بعض علماء کے خط میں دیکھا کہ حضرت آدم کے بارے میں بھی اسی قسم کی روایت ہے۔ لیکن میں ان میں سے

وَلَا اَعْلَمُ شَیْئًا مِنْ ذٰلِکَ ثَابِتًا۔

کسی روایت کو بھی صحیح نہیں سمجھتا۔

۸۳۔ حَدِیْثُ اِنَّ اللّٰہَ لَمَّا خَلَقَ الْعَقْلَ قَالَ لَہٗ اَقْبِلْ فَاَقْبَلَ ثُمَّ قَالَ لَہٗ اَدْبِرْ فَاَدْبَرَ فَقَالَ وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ مَا خَلَقْتُ خَلْقًا اَشْرَفَ مِنْکَ فَبِکَ اٰخُذُ وَبِکَ اُعْطِیْ قَالَ ابْنُ تَیْمِیَّۃَ وَتَبِعَہٗ غَیْرُہٗ اَنَّہٗ کَذِبٌ مَوْضُوْعٌ بِالْاِتِّفَاقِ کَذَا فِی الْمَقَاصِدِ لٰکِنْ ذَکَرَہٗ فِی الْاِحْیَاءِ قَالَ الْعِرَاقِیُّ اَخْرَجَہُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ وَالْاَوْسَطِ وَاَبُوْنُعَیْمٍ بِاِسْنَادَیْنِ ضَعِیْفَیْنِ

اللہ تعالیٰ نے جب عقل کو پیدا فرمایا تو اس سے کہا آگے آ وہ آگے آئی۔ پھر اس سے کہا پیچھے ہٹ وہ پیچھے ہٹ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قسم ہے میری عزت اور جلال کی میں نے کوئی مخلوق تجھ سے اشرف پیدا نہیں کی میں تیرے ہی ذریعہ لیتا ہوں اور تیرے ہی ذریعہ دیتا ہوں۔ ابن تیمیہؒ اور دیگر ائمہ فرماتے ہیں۔ یہ بالاتفاق جھوٹ ہے اور موضوع ہے جیسا کہ مقاصد میں ہے۔ لیکن غزالی نے احیاء میں اس کا ذکر کیا ہے۔ عراقی کہتے ہیں طبرانی نے اسے کبیر اوسط میں اور ابونعیم نے اسے دو ضعیف سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔

۸۴۔ حَدِیْثُ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَقْبَلُ دُعَاءً مَلْحُوْنًا اَثْبَتَ وَرَدَّہُ التَّقِیُّ السُّبْکِیُّ وَالْاَظْہَرُ اَنَّ الْمُرَادَ بِالْمَلْحُوْنِ الْخَطَأُ فِی الْاِعْرَابِ وَالْبِنَاءِ وَقِیْلَ الْمُرَادُ بِہِ الدُّعَاءُ بِغَیْرِ حَقٍّ۔

اللہ تعالیٰ غلط دعا کو قبول نہیں فرماتا۔ تقی السبکی نے اس حدیث کو رد کیا ہے۔ اور غلط سے مراد ظاہراً اعراب اور بناء میں غلطی ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ باطل دعا قبول نہیں فرماتا۔

۸۵۔ حَدِیْثُ اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ لَذَّۃَ الْاَغْنِیَاءِ فِیْ طَعَامِ الْفُقَرَاءِ حَکَمَ عَلَیْہِ الْعَسْقَلَانِیُّ بِالْوَضْعِ وَذَکَرَ جَلَالُ السُّیُوْطِیُّ فِیْ اٰخِرِ کِتَابِ الْمَوْضُوْعَاتِ اَنَّہٗ سُئِلَ عَنْ حَدِیْثِ اَنَّ اللّٰہَ نَقَلَ لَذَّۃَ طَعَامِ الْاَغْنِیَاءِ اِلٰی طَعَامِ الْفُقَرَاءِ فَاَجَابَ بِاَنَّہٗ مَوْضُوْعٌ۔

اللہ تعالےٰ نے اغنیار کی لذت فقرار کے کھانے میں رکھی ہے۔ حافظ العسقلانی نے اس کے موضوع ہونے کا حکم لگایا ہے جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب الموضوعات کے اخیر میں ذکر کیا ہے۔ کہ ان سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا گیا۔ اللہ تعالےٰ نے اغنیار کے کھانے کی لذت فقرار کے کھانے میں منتقل کردی۔ انہوں نے جواب دیا یہ موضوع ہے۔

۸۶۔ حَدِیْثُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی اَخَذَ الْمِیْثَاقَ عَلٰی کُلِّ مُؤْمِنٍ اَنْ یُّبْغِضَ کُلَّ مُنَافِقٍ وَعَلٰی کُلِّ مُنَافِقٍ اَنْ یُّبْغِضَ کُلَّ مُؤْمِنٍ لَمْ یُوْجَدْ۔

اللہ تعالےٰ نے ہر مومن سے یہ عہد لیا ہے۔ کہ وہ منافق سے بغض رکھے گا۔ اور منافق سے یہ عہد لیا ہے۔ کہ وہ مومن سے بغض رکھے گا۔ یہ حدیث کہیں نہیں پائی جاتی۔

۸۷۔ حَدِیْثُ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی وَعَدَ ہٰذَا الْبَیْتَ اَنْ یَّحُجَّہٗ فِیْ کُلِّ سَنَۃٍ سِتُّمِائَۃِ اَلْفٍ فَاِنْ نَقَصَ اَکْمَلَہُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِالْمَلٰئِکَۃِ وَاِنَّ الْکَعْبَۃَ تُحْشَرُ

اللہ تعالیٰ نے اس گھر یعنی بیت اللہ کے لئے وعدہ فرمایا ہے۔ کہ اس کا ہر سال چھ لاکھ آدمی حج کریں گے اگر اس میں کمی ہو گی تو اللہ تعالیٰ اس تعداد کو فرشتوں کے ذریعے پورا فرمائیگا کعبہ قیامت کے روز سجی ہوئی دلہن کی طرح اٹھایا

كالعروس المزفوفة وكل من حجها يتعلق باستارها يسعون حولها حتى تدخل الجنة فيدخلوا معها ذكره الغزالي في الاحياء وقال العراقي لم اجد له اصلا۔

جائیگا تمام اس کا حج کرنے والے اس کے پردوں سے چمٹے ہوئے ہونگے۔ اس کے گرد دوڑتے رہیں گے حتی کہ وہ جنت میں داخل ہوگا۔ تو یہ بھی اس کے ساتھ جنت میں داخل ہوجائیں گے۔ غزالیؒ نے احیاء العلوم میں اس کا ذکر کیا ہے۔ عراقی کہتے ہیں میں نے اس کی کوئی اصل نہیں پائی۔

۸۸۔ حديث ان الله يحب الرجل الشعراني ويكره المرأة الشعرانية قال عبد الغافر الفارسي في مجمع الغرائب في الحديث ان الله يحب الرجل الازب ويبغض المرأة الزباء والازب الكثير الشعر ذكره السيوطي وسكت عليه۔

اللہ تعالیٰ بالوں والے مرد کو پسند کرتا اور بالوں والی عورت کو ناپسند کرتا ہے۔ عبدالغافر الفارسی نے مجمع الغرائب میں الحدیث میں روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ زیادہ بالوں والے مرد کو پسند کرتا اور زیادہ بالوں والی عورت کو ناپسند کرتا ہے سیوطی نے ذکر کیا ہے۔ اور خاموشی اختیار کی ہے۔

۸۹۔ حديث ان الله يكره الرجل البطال قال الزركشي لم اجده وقال السيوطي فعند ابن عدي من حديث ابن عمر بسند فيه متروك

اللہ تعالیٰ بیکار شخص کو ناپسند فرماتا ہے۔ زرکشی کہتے ہیں میں نے اس حدیث کو کہیں نہیں پایا۔ سیوطیؒ کہتے ہیں۔ ابن عدی نے ابن عمر سے ایک روایت ایسی سند کے ساتھ کی ہے جس میں متروک

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُؤْمِنَ الْمُحْتَرِفَ وَلِلدَّيْلَمِيِّ مِنْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ أَنْ يَرٰى عَبْدَهٗ تَعَبًا فِيْ طَلَبِ الْحَلَالِ انْتَهٰى وَلَا يَخْفٰى أَنَّ هٰذَا أُخِذَ مِنْ مَفْهُوْمِ الْمَعْنٰى لِصِحَّةِ الْمَبْنٰى وَلَا يُظَنُّ أَنَّ أَحَدًا يَقُوْلُ بِهٖ مِنَ الْمُحَدِّثِيْنَ إِلَّا أَنْ يُقَالَ مُرَادُ السُّيُوْطِيِّ أَنَّهٗ صَحِيْحٌ مَعْنَاهُ وَأَقْوٰى فِيْ صِحَّةِ مَبْنَاهُ مَا فِيْ سُنَنِ سَعِيْدِ بْنِ مَنْصُوْرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مَوْقُوْفًا إِنِّيْ لَأَكْرَهُ أَنْ أَرَى الرَّجُلَ فَارِغًا لَا فِيْ عَمَلِ الدُّنْيَا وَلَا فِي الْآخِرَةِ ۔

راوی بھی موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کاریگر مومن کو پسند فرماتا ہے۔ دیلمی نے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے اللہ تعالیٰ یہ بات پسند فرماتا ہے۔ کہ بندے کو طلب حلال میں تکلیف اٹھاتے دیکھے اور یہ بات مخفی نہیں ہے۔ کہ یہ بات مفہوم اور معنی صحیح ہونے کی بنا پر اخذ کر لی گئی۔ ورنہ سیوطی کے علاوہ کسی محدث نے یہ بات نہیں کہی۔ ہو سکتا ہے کہ سیوطی کی مراد معنی کی صحت اور درستگی ہو جیسا کہ سنن سعیدؒ بن منصور میں ابن مسعودؓ سے موقوفاً مروی ہے۔ میں آدمی کے فارغ ہونے کو برا سمجھتا ہوں کہ نہ وہ دنیا کے کام میں مشغول ہو نہ آخرت کے۔

۹۰۔ حَدِيْثُ إِنَّ اللّٰهَ يَكْرَهُ الرَّجُلَ الْمِطْلَاقَ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا أَعْرِفُهٗ كَذٰلِكَ لٰكِنْ ثَبَتَ حَدِيْثُ أَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَى

اللہ تعالیٰ زیادہ طلاق دینے والے آدمی کو ناپسند فرماتا ہے۔ سخاوی کہتے ہیں میں اسے اس طرح نہیں پہچانتا لیکن حدیث سے یہ ثابت ہے۔ کہ اللہ کو حلال چیزوں میں سب سے زیادہ

الله الطلاق وحديث لا أحب
الذواقين والذواقات ۔

مبغوض طلاق ہے اور دوسری حدیث ہے میں
صاحب ذوق مردوں اور عورتوں کو پسند نہیں کرتا

۹۱۔ حديث ان الله يكره
العبد المتميز على اخيه قال
ابن الديبع لا اعرفه قلت و
في جزء تمثال العقل الشريف
لابي اليمن بن عساكر روى
ان النبي عليه السلام قال
وذكر قصة ان الله يكره من
عبده ان يراه متميزا على
اصحابه ۔

اللہ تعالیٰ اس بندے کو ناپسند فرماتا ہے
جو اپنے بھائی کے مقابلہ پر ممتاز رہنا چاہتا ہے
ابن الدبیع کہتے ہیں۔ میں اسے نہیں پہچانتا
ملا علی قاری فرماتے ہیں ابوالیمن بن عساکر
کی کتاب جزء تمثال العقل الشریف میں ہے
کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قصہ
بیان کرکے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس بندے کو
ناپسند فرماتا ہے۔ جو اس بات کا خواہاں ہو
کہ اپنے ساتھیوں میں ممتاز بن کر رہے ۔

۹۲۔ حديث ان لله ملئكة
تنقل بالاموات قال السخاوي
لا اصل له وقد تقدم عن
عبد الملك مثله ۔

اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے مردوں کو
بدلتے رہتے ہیں سخاوی کہتے ہیں اس کی کوئی
اصل نہیں اور اس سے پہلے عبدالملک سے بھی ایک
ایسی روایت گزر چکی ۔

۹۳۔ حديث ان لله ملكا
ما بين شفري عينيه مسيرة
خمس مائة عام لم يوجد
له اصل ۔

اللہ کا ایک فرشتہ اس کی آنکھوں
کے سامنے پانسو سال کی مسافت
کی حد پر رہتا ہے۔ اس کی کوئی اصل
نہیں پائی جاتی ۔

۹۴۔ حدیث یَکُونُ فِی زَمَانٍ اُلْهِمْتُمْ فِیْهِ الْعَمَلَ وَسَیَاْتِیْ قَوْمٌ یُلْهِمُوْنَ الْجَدَلَ ذَکَرَہٗ فِی الْاِحْیَاءِ وَقَالَ الْعِرَاقِیُ لَمْ اَجِدْہٗ۔	تم ایسے زمانے میں ہو کہ تمہیں عمل کا الہام کیا جاتا ہے اور ایک قوم ایسی آئے گی۔ جسے جنگ وجدل کا الہام ہوا کرے گا غزالی رح نے اسے احیاء العلوم میں ذکر کیا ہے۔ عراقی کہتے ہیں میں نے اس حدیث کو کہیں نہیں پایا۔
۹۵۔ حدیث اِنَّ مِنْ اَقَلِّ مَا اُوْتِیْتُمُ الْیَقِیْنَ وَعَزِیْمَۃَ الصَّبْرِ وَمَنْ اُعْطِیَ حَظَّہٗ مِنْھُمَا لَمْ یُبَالِ مَا فَاتَہٗ مِنْ قِیَامِ اللَّیْلِ وَصِیَامِ النَّھَارِ کَذَا فِی الْاِحْیَاءِ وَقَالَ الْعِرَاقِیُ لَمْ اَقِفْ لَہٗ عَلٰی اَصْلٍ وَرَوٰی عَبْدُ الْبَرِّ مِنْ حَدِیْثِ مُعَاذٍ مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ شَیْئًا اَقَلَّ مِنَ الْیَقِیْنِ قُلْتُ وَھُوَ مُسْتَفَادٌ مِنْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا وَاَمَّا عَزِیْمَۃُ الصَّبْرِ فِی الْعَمَلِ فَکَانَ قَلِیْلًا کَمَا قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِلَّا الَّذِیْنَ	تم تھوڑا بہت جو کچھ دیئے گئے ہو۔ وہ یقین اور صبر ہے اور جسے ان چیزوں میں سے کچھ حصہ مل جائے۔ تو اس سے اگر رات کا قیام اور دن کے روزے فوت ہو جائیں۔ تو کچھ حرج نہیں۔ یہ حدیث احیاء میں ہے عراقی کہتے ہیں۔ میں اس کی اصلیت سے واقف نہیں۔ عبد البر نے معاذ سے روایت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یقین سے کم کوئی شے نازل نہیں فرمائی۔ ملا علی رح قاری فرماتے ہیں میرے نزدیک خدا تعالیٰ کے قول سے اخذ کیا گیا ہے اور تم بہت تھوڑا علم دیئے گئے ہو اور عمل میں صبر بھی کم ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات وقلیل ماھم۔ جو لوگ

آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَ قَلِيلٌ مَا هُمْ ۔

ایمان لائے اور نیک کام کرتے اور ایسے لوگ کم ہیں ۔

۹۶- حَدِيثُ إِنَّ مِنَ الذُّنُوبِ ذُنُوبًا لَا يُكَفِّرُهَا إِلَّا الْوُقُوفُ بِعَرَفَةَ ذَكَرَهُ فِي الْإِحْيَاءِ وَقَالَ أَسْنَدَهُ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ إِلَى رَسُولِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ قَالَ الْعِرَاقِيُّ لَمْ أَجِدْ لَهُ أَصْلًا ۔

گناہوں میں بہت سے گناہ ایسے ہیں جنہیں کوئی نیکی نہیں مٹا سکتی سوائے عرفہ میں قیام کے غزالی نے اس کا احیاء میں ذکر کیا ہے۔ اور وہ فرماتے ہیں اسے جعفر بن محمد باقر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بالسند روایت کیا ہے، عراقیؒ کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں ۔

۹۷- حَدِيثُ إِنَّ مِنَ الْعِصْمَةِ أَنْ لَا يَقْدِرَ مِنْ كَلَامِ الصُّوفِيَّةِ وَهِيَ مِنْ جُمْلَةِ مَا أَعْجَبَ الشَّافِعِيَّ مِنْ كَلِمَاتِهِمْ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَحْمَدَ فِي زَوَائِدِ الزُّهْدِ عَنْ عَوْفِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِنَّ مِنَ الْعِصْمَةِ أَنْ تَطْلُبَ الشَّيْءَ مِنَ الدُّنْيَا فَلَا تَجِدَهُ ذَكَرَهُ السُّيُوطِيُّ ۔

عصمت میں سے یہ بھی ہے کہ قدرت نہ ہو۔ یہ صوفیاء کے ان کلمات میں سے ہے۔ کہ جن سے امام شافعیؒ نے تعجب کیا تھا۔ عبداللہ بن محمد بن حنبل زوائد الزہد میں فرماتے ہیں۔ کہ عوف بن عبداللہ کہا کرتے تھے۔ کہ عصمت میں سے یہ بھی ہے کہ تو دنیا طلب کرے۔ اور پھر اسے نہ پا سکے سیوطی نے اس کا ذکر کیا ہے ۔

۹۸- حَدِيثُ إِنَّ الْمُسَافِرَ وَمَالَهُ عَلَى قَلَتٍ بِفَتْحِ الْقَافِ

مسافر اور اس کا مال ہلاکت پر ہوتا ہے۔ امام نوویؒ تہذیب میں فرماتے

والدّم وبالمثناة الفوقية
أي هلاك قال النووي في
تهذيبه ليس هذا خبرا عن
رسول الله صلى الله عليه وسلم
وانما هو من كلام بعض السلف
فقيل انه عن علي كرم الله
وجهه وذكر ابن السكيت و
الجوهري انه عن بعض الاعراب
انتهى وقد ورد لو علم الناس
رحمة الله بالمسافر لاصبح
الناس وهم على سفر انه
المسافر ورحله على مَلَتِه الا
ما وقى الله رواه الديلمي عن
ابي هريرة مرفوعا بلا سند و
كذا ابن الاثير في النهاية
وهو ضعيف والديلمي بسند
عن ابي هريرة يرفعه لو علم
الناس ما للمسافر لاصبحوا
وهم على ظهور سفر ان الله

ہیں۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی حدیث نہیں۔ بلکہ بعض سلف کا
قول ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ یہ
حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا
قول ہے۔ ابن السکیت اور جوہری کا
خیال ہے۔ کہ یہ بعض اعراب کا کلام
ہے۔ اور یہ بھی وارد ہے۔ کہ لوگ اگر اللہ
کی رحمت کو جو مسافروں پر نازل ہوتی ہے
جان لیں تو ہر ایک سفر میں ہو۔ حالانکہ
مسافر اور اس کی سواری ہلاکت پر ہوتی
ہے۔ ہاں جسے خدا چاہے بچالے۔ دیلمی رح نے
اسے ابوہریرہ رض سے مرفوعاً بلا سند نقل
کیا ہے۔ اور اسی طرح ابن الاثیر رح نے
نہایہ میں حالانکہ یہ روایت ضعیف ہے
دیلمی رح نے ابوہریرہ رض سے مرفوعاً سند کے
ساتھ یہ بھی روایت کیا ہے۔ اگر لوگ اس
بات کو جان لیں۔ کہ مسافر کے لئے کیا
اجر ہے تو سب کے سب سفر میں مبتلا ہو جائیں
اللہ تعالیٰ مسافر کے ساتھ بہت رحیم

بِالْمُسَافِرِ كَرِيْمٌ وَهُوَ ضَعِيْفٌ اَيْضًا وَفِي الْجُمْلَةِ ثَابِتٌ غَيْرُ مَوْضُوْعٍ ۔

ہے۔ یہ بھی ضعیف ہے فی الجملہ یہ بات ثابت ہے۔ کہ یہ روایت موضوع نہیں ۔

۹۹ - حَدِيْثُ اِنَّ مِنْ تَمَامِ اِيْمَانِ الْعَبْدِ اَنْ يَسْتَثْنِيَ فِيْ كُلِّ حَدِيْثِهِ مُنْكَرٌ ۔

بندے کے کامل مومن ہونے کی دلیل یہ ہے۔ کہ وہ ہر بات میں استثنار سے کام لے یہ حدیث منکر ہے ۔

۱۰۰ - حَدِيْثُ اِنَّ الْمَيِّتَ يَرَى النَّاسَ فِيْ بَيْتِهِ سَبْعَةَ اَيَّامٍ قَالَ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ مَنَاقِبِ اَحْمَدَ سُئِلَ عَنْهُ اَحْمَدُ فَقَالَ بَاطِلٌ لَا اَصْلَ لَهُ قَالَ السَّخَاوِيُّ وَ يُنْظَرُ مَعْنَاهُ قَالَ النَّوَوِيُّ فِيْ مَتْنِهِ كَلَامٌ مُظْلِمٌ وَوَاضِعُهُ مُجْرِمٌ قَبَّحَ اللهُ مَنْ وَضَعَهُ وَلَا بَرَّدَ مَضْجَعَهُ ۔

مردہ اپنے گھر میں لوگوں کو سات دن تک دیکھتا ہے۔ امام بیہقیؒ مناقب احمد میں فرماتے ہیں۔ امام احمد سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا گیا۔ انہوں نے فرمایا یہ باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔ سخاوی کہتے ہیں۔ اس کے معنی کو دیکھ لیا جائے۔ نووی اپنے متن میں فرماتے ہیں۔ یہ ایک اندھیر کلام ہے۔ اس کا گھڑنے والا مجرم ہے جس نے اس کو وضع کیا ہے اللہ اس کی صورت بگاڑے۔ اور اس کی قبر میں ٹھنڈک نہ ہو۔

۱۰۱ - حَدِيْثُ اِنَّ نِسْبَةَ الْفَائِدَةِ اِلٰى مُفِيْدِهَا مِنَ الصِّدْقِ فِي الْعِلْمِ وَشُكْرِهِ وَاِنَّ السُّكُوْتَ عَنْ ذٰلِكَ مِنَ الْكِذْبِ فِي الْعِلْمِ

فائدہ کی فائدہ پہنچانے والے کی جانب نسبت یہ ہے کہ وہ علم میں سچ بولے اور اس کا شکر کرے۔ اور اس سے خاموش رہنا علم میں جھوٹ اور

وَكُفْرِهِ مِنْ كَلَامِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ كَمَا ذَكَرَهُ ابْنُ جَمَاعَةَ مِنْ مَنْسَكِهِ الْكَبِيرِ قُلْتُ وَمِنَ الْفَائِدَةِ فِي الْإِسْنَادِ إِلَى صَاحِبِ الْفَائِدَةِ مِنْ زِيَادَةِ الْعَائِدَةِ مَا قِيلَ عِلْمَانِ خَيْرٌ مِنْ عِلْمٍ وَاحِدٍ مَعَ مَا فِي الْإِضَافَةِ بَرَاءَةٌ مِنَ الْمَخَافَةِ۔

اس کی ناشکری کا ہے۔ ابن الجماعہ نے منسک الکبیر سے نقل کیا ہے۔ کہ یہ سفیان ثوری کا قول ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ فائدہ کی صاحب فائدہ کی نسبت ایسی ہی جیسے یہ کہا جاتا ہے۔ کہ دو علم ایک علم سے بہتر ہیں۔

۱۰۲۔ حَدِيثُ إِنَّ الْوَرْدَ خُلِقَ مِنْ عَرَقِ النَّبِيِّ أَوْ مِنْ عَرَقِ الْبُرَاقِ قَالَ النَّوَوِيُّ لَا يَصِحُّ وَقَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ مَوْضُوعٌ وَسَبَقَهُ لِذَالِكَ ابْنُ عَسَاكِرٍ ذَكَرَهُ السَّخَاوِيُّ وَقَالَ الزَّرْكَشِيُّ لَهُ طُرُقٌ فِي مُسْنَدِ الْفِرْدَوْسِ وَكِتَابِ الرَّيْحَانِ لِابْنِ فَارِسٍ۔

گلاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا براق کے عرق سے پیدا کیا گیا ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں یہ صحیح نہیں۔ امام عسقلانی فرماتے ہیں یہ موضوع ہے۔ ان سے پہلے اس حدیث پر وضع کا حکم ابن عساکر رحمہ نے لگایا ہے۔ جیسا کہ سخاوی نے اس کا ذکر کیا ہے۔ زرکشی کہتے ہیں۔ کہ مسند اور ابن فارس کی کتاب الریحان میں کئی سندیں ہیں۔

۱۰۳۔ حَدِيثُ إِنْ كَانَ الْكَلَامُ مِنْ فِضَّةٍ فَالصَّمْتُ مِنْ ذَهَبٍ هُوَ مِنْ قَوْلِ سُلَيْمَانَ أَوْ لُقْمَانَ

اگر بولنا چاندی ہے۔ تو خاموش رہنا سونا ہے۔ یہ سلیمان علیہ السلام کا قول ہے، یا لقمان کی اپنے بیٹے

لِأَنَّهُ كَمَا ذَكَرَهُ ابْنُ الدَّيْبَعِ قَالَ الْخَطَّابِيُّ وَهٰذَا مَحْمُولٌ عَلَى مَا لَيْسَ فِيهِ فَائِدَةٌ شَرْعِيَّةٌ وَإِلَّا فَقَدْ يَكُونُ النُّطْقُ فِي بَعْضِ الْمَوَاضِعِ وَاجِبًا وَفِي بَعْضِهَا نَدْبًا أَقُولُ فَيُحْمَلُ حَدِيثُ مَنْ صَمَتَ نَجَا عَلَى الْأَوَّلِ كَمَا يُشِيرُ إِلَيْهِ حَدِيثُ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ وَفِيهِ تَنْبِيهٌ نَبِيهٌ عَلَى أَنَّ كَلَامَ الْخَيْرِ خَيْرٌ مِنَ السُّكُوتِ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّ نَفْعَ الْأَوَّلِ مُتَعَدٍّ وَالثَّانِي قَاصِرٌ كَمَا فِي النَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ.

کے لئے نصیحت ہے۔ جیسا کہ ابن الدیبع رح کا خیال ہے خطابی کہتے ہیں۔ یہ ان امور کے لئے ہے جن میں کوئی فائدہ شرعیہ نہ ہو۔ ورنہ بولنا واجب اور بعض مقامات پر مستحب ہوگا۔ ملا علی قاری رح فرماتے ہیں جو شخص خاموش رہا۔ اس نے نجات پائی "اسے اول پر محمول کیا جائے گا۔ جیسا کہ اس کی جانب دوسری حدیث "جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو تو وہ نیک بات کہے یا خاموش رہے" اشارہ کرتی ہے۔ اس حدیث میں اس بات کی طرف تنبیہ ہے کہ اچھا کلام شر پر خاموش رہنے سے بہتر ہے کیونکہ کلام کا نفع جاری رہنے والا ہے۔ اور سکوت اس سے خالی ہے۔ جیسا کہ نہی عن المنکر۔

۱۳۱ - حَدِيثُ إِنْ لَمْ يَكُنِ الْعُلَمَاءُ أَوْلِيَاءَ اللهِ فَلَيْسَ لِلّٰهِ وَلِيٌّ قَالَهُ أَبُو حَنِيفَةَ وَالشَّافِعِيُّ وَقَدْ قِيلَ مَنْ أَطْلَقَ لِسَانَهُ

اگر علماء اللہ کے ولی نہیں تو پھر اللہ کا کوئی بھی ولی نہیں۔ یہ امام ابوحنیفہ رح اور امام شافعی رح کا قول ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جس نے اپنی زبان کو علماء کی عیب

فِي الْعُلَمَاءِ بِالثَّلْبِ ابْتَلَاهُ اللهُ بِمَوْتِ الْقَلْبِ وَالثَّلْبُ الْعَيْبُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ غِيْبَةُ الْعُلَمَاءِ كَبِيْرَةٌ وَقِيْلَ لَحْمُ الْعُلَمَاءِ سَمٌّ قَاطِعٌ۔

جوئی میں لگایا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو مردہ کر دیتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں علماء کی غیبت کبیرہ گناہ ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ علماء کا گوشت (یعنی غیبت) سمِ قاتل ہے۔

١٠٥۔ حَدِيْثُ إِنِّي لَأَجِدُ نَفَسَ الرَّحْمٰنِ مِنْ قِبَلِ الْيَمَنِ أَوْ مِنْ جَانِبِ الْيَمَنِ قَالَ الْعِرَاقِيُّ لَمْ أَجِدْ لَهُ أَصْلًا۔

میں رحمت یمن کی جانب سے پاتا ہوں۔ عراقی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔

١٠٦۔ حَدِيْثُ أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللهُ الْعَقْلَ تَقَدَّمَ فِي إِنَّ اللهَ لَمَّا خَلَقَ الْعَقْلَ الْحَدِيْثَ رَوَاهُ ابْنُ دَاوُدَ الْمُحَبَّرِ قَالَ السَّخَاوِيُّ وَلَيْسَ ابْنُ الْمُحَبَّرِ كَذَّابًا وَقَدْ قَالَ شَيْخُنَا يَعْنِي الْعَسْقَلَانِيَّ وَالْوَارِدُ فِي أَوَّلِ مَا خَلَقَ اللهُ حَدِيْثُ أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللهُ الْقَلَمَ وَهُوَ أَثْبَتُ مِنْ حَدِيْثِ الْعَقْلِ۔

سب سے پہلے اللہ نے عقل کو پیدا فرمایا یہ بات پہلے اس حدیث کے تحت گذر چکی کہ اللہ تعالیٰ نے جب عقل کو پیدا فرمایا الخ اس حدیث کو ابن داؤد المحبر نے روایت کیا ہے۔ سخاوی کہتے ہیں کہ ابن المحبر کذاب نہیں، ہمارے شیخ یعنی حافظ ابن حجر العسقلانی فرمایا کرتے تھے کہ اس موضوع پر کہ اللہ تعالیٰ نے اول کیا شئے پیدا فرمائی ایک حدیث ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا فرمایا یہ حدیث عقل سے زیادہ ثابت ہے۔

١٠٧۔ حَدِيْثُ إِيَّاكُمْ وَخَضْرَاءَ

کوڑے کی سبزی سے بچو۔ اسے دارقطنی رحمہ نے

اليمن أخرجه الدارقطني في
الأفراد والعسكري من حديث
الواقدي وقال الدارقطني لا
يصح من وجه ذكره ابن الديبع
وقال السيوطي رواه الديلمي
عن أبي سعيد قلت فلا يكون
موضوعا سواء يكون موقوفا
أو مرفوعا وذكره صاحب
تحفة العروس عن ابن عمر
موقوفا ولفظه إياكم وخضراء
الدمن فإنها تلد مثل أصلها
وعليكم بنات الأعراق فإنها
تلد مثل أبيها وعمها وأخيها
ثم الدمن بفتح وكسر جمع
دمنة بكسر الدال المهملة وهي
البعر شبهت المرأة الحسناء
الفاسدة بالنبات ينبت
على البعر في الموضع الخبيث
فإن ظاهره حسن وباطنه

افراد میں اور ابن عساکر نے واقدی سے
روایت کیا ہے ۔ امام دارقطنی رح فرماتے
ہیں۔ یہ کسی طریقہ سے صحیح نہیں۔ جیساکہ
ابن الدبیع نے ذکر کیا ہے۔ سیوطی کہتے
ہیں ۔ اسے دیلمی نے ابوسعید سے بھی
روایت کیا ہے ۔ ملا علی قاری فرماتے
ہیں میرے نزدیک ۔ یہ موضوع نہیں۔
یہ دوسری بات ہے کہ یہ موقوف ہو یا مرفوع
صاحب تحفۃ العروس نے حضرت عمر رض سے
موقوفاً روایت کیا ہے کہ کوڑے کی سرسبزی
سے بچو۔ کیونکہ وہ اپنی اصل کے مطابق بچے
دیتی ہے ۔ اور اچھے نسب والی لڑکیوں سے
نکاح کیا کرو۔ کیونکہ وہ اپنے باپ ۔ چچا اور
بھائی جیسی اولاد جنتی ہے دمن دمنہ کی جمع ہے
اور دمنہ مینگنی کو بولتے ہیں ۔ حسین
عورت کو بیکار گھاس سے جو کوڑا
کرکٹ پر اگتا ہے۔ تشبیہ دی گئی
ہے ۔ کیونکہ اس کا ظاہر عمدہ اور باطن
خراب ہے ۔ اعراق عرق کی

فارسی والأعراق جمع عرق والمراد به الأصل.

جمع ہے ۔ اس سے مراد اصل اور نسب ہے۔

۱۰۸ - حديث إياك والسجع يا ابن رواحة كذا في الاحياء وقال العراقي لم أجده هكذا وفي كتاب الرياضة لابن السني ولأبي نعيم في الحلية من حديث عائشة بإسناد صحيح أنها قالت للسائب إياك والسجع فإن النبي عليه السلام وأصحابه كانوا لا يسجعون ولابن حبان واجتنب السجع وفي البخاري نحوه من قول ابن عباس والسجع المذموم هو المتكلف الصادر من نحو الكهانة وأما السجع الوارد من الموزون الطبع فلا منع له بل ورد في الشرع نحو اللهم أعوذ بك من علم لا ينفع و

اے ابن رواحہ قافیہ بندی سے بچ۔ یہ حدیث احیاء العلوم میں ہے، عراقیؒ کہتے ہیں، میں نے اسے کہیں نہیں پایا۔ ابن السنی نے کتاب الریاضۃ اور ابن نعیم نے حلیہ میں حضرت عائشہ رضؓ سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ کہ انہوں نے سائب سے فرمایا اے سائب قافیہ بندی سے احتراز کیا کرو۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ قافیہ بندی نہیں کرتے تھے۔ ابن حبان کی روایت میں یہ الفاظ ہیں قافیہ بندی سے بچ۔ بخاریؒ میں ابن عباس رضؓ سے بھی اسی قسم کا قول مروی ہے اور وہ سجع بندی مذموم ہے۔ جو تکلفاً صادر ہو۔ جیسے کہانت اور وہ سجع بندی جو موزونی طبع کی بنا پر وارد ہو وہ منع نہیں۔ بلکہ شریعت میں سجع بند عبارات موجود ہیں جیسے۔

قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَنَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَدُعَاءٍ لَا يُسْمَعُ وَمِنْ هٰؤُلَاءِ الْأَرْبَعِ ۔

اللّٰهم اعوذ بک من علم لا ینفع ۔ وقلب لا یخشع ۔ ونفس لا تشبع ۔ ودعاء لا یسمع اور اسی قسم کی دیگر روایات ۔

۱۰۹۔ حَدِيْثُ اَيُّ شَيْءٍ لَا يَخْفٰى قَالَ مَا يَكُوْنُ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ لَا اَعْرِفُ لَهٗ اَصْلًا قَالَ وَنَحْوُهٗ ۔

ایسی کون سی شے ہے جو مخفی نہیں رہتی چاہے کچھ بھی ہو ۔ امام عسقلانی فرماتے ہیں میں اس کی اصل کو نہیں جانتا ۔ اور اسی قسم کا حسب ذیل روایات بھی ہے ۔

۱۱۰۔ حَدِيْثُ مَنْ اَخْفٰى سَرِيْرَةً صَالِحَةً اَوْ سَيِّئَةً اَلْبَسَهُ اللّٰهُ مِنْهَا رِدَاءً بَيْنَ النَّاسِ يُعْرَفُ بِهٖ وَلَوْ دَخَلَ الْمُؤْمِنُ كُرَةَ حَائِطٍ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا اَصْبَحَ النَّاسُ يَتَحَدَّثُوْنَ بِهٖ قُلْتُ وَيُقَوِّيْ مَعْنَاهُ قَوْلُهٗ تَعَالٰى وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ وَقَدْ فُسِّرَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى فَاِنَّهٗ يَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰى اَيْ مَا فِي الْبَاطِنِ وَقِيْلَ مَا لَا يَكُوْنُ فَاِنَّهٗ عَالِمٌ بِالْمَوْجُوْدَاتِ وَالْمَعْدُوْمَاتِ

جس نے اپنا راز چھپایا وہ اچھا ہو یا برا اللہ تعالیٰ اسے ایک چادر پہنا دیتا ہے جس سے وہ لوگوں میں پہچان لیا جاتا ہے ۔ اگرچہ مومن کسی کرہ میں داخل ہو کر نیک عمل کرے لیکن لوگ صبح کو اسی کی بات کرتے ہوں گے ۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اس کی تائید میں قرآن کی یہ آیت بھی ہے کہ جو کچھ تم چھپاتے ہو ۔ اللہ اسے ظاہر کرنے والا ہے اور اس کی تفسیر اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول میں فرمائی ہے کہ وہ ظاہر اور مخفی باتوں کو جانتا ہے ۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کوئی ایسی شئے نہیں جو عالم میں موجود ہو یا معدوم ہو ۔ کوئی سی شئے ہو ۔ جس کا وجود ہو یا نہ ہو ۔ چاہے وہ کسی طرح کیوں نہ ہو

وَاَنَّہٗ اَیُّ شَیْئٍ یَکُوْنُ وَاَیُّ شَیْئٍ لَا یَکُوْنُ وَلَوْ کَانَ کَیْفَ یَکُوْنُ وَاَنَّہٗ اِذَا قَالَ لِلشَّیْئِ کُنْ فَیَکُوْنُ۔	وہ اسے جانتا ہے جبھی تو اس نے شے معدوم کو حکم دیا تھا۔ کہ ہو جا (یعنی وجود میں آجا) پس وہ ہوگئی (یعنی وجود میں آگئی)۔
۱۱۱۔ حَدِیْثُ اَلْاِیْمَانُ عَقْدٌ بِالْقَلْبِ وَاِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَعَمَلٌ بِالْاَرْکَانِ قَالَ السَّخَاوِیُّ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ بِسَنَدِہٖ مِنْ طَرِیْقِ عَبْدِ السَّلَامِ بْنِ صَالِحٍ اِلٰی عَلِیٍّ رَفَعَہٗ بِھٰذَا وَحَکَمَ عَلَیْہِ ابْنُ الْجَوْزِیِّ بِالْوَضْعِ وَلٰکِنْ قَالَ السُّیُوْطِیُّ اَوْرَدَہُ ابْنُ الْجَوْزِیِّ فِی الْمَوْضُوْعَاتِ وَلَمْ یُصِبْ قُلْتُ قَالَ الْفَیْرُوْزَابَادِیُّ فِیْ کِتَابِہِ الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ اَلْحَدِیْثُ الْمَشْہُوْرُ اَنَّ الْاِیْمَانَ قَوْلٌ وَعَمَلٌ وَیَزِیْدُ وَیَنْقُصُ وَالْاِیْمَانُ لَا یَزِیْدُ وَلَا یَنْقُصُ کُلُّہٗ غَیْرُ صَحِیْحٍ وَذَکَرَ الزَّرْکَشِیُّ فِیْ اَوَّلِ کِتَابِہٖ عَنِ الْبُخَارِیِّ اَنَّہٗ	ایمان قلب سے یقین۔ زبان سے اقرار اور اعضاء سے عمل کرنے کا نام ہے سخاوی کہتے ہیں اسے ابن ماجہ نے عبد السلام بن صالح کے واسطے سے حضرت علیؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ ابن جوزیؒ نے اس حدیث پر وضع کا حکم لگایا ہے سیوطی کہتے ہیں اسے ابن الجوزی نے موضوعات میں نقل کیا ہے۔ لیکن یہ درست نہیں ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ فیروز آبادی نے اپنی کتاب صراط المستقیم میں تحریر کیا ہے۔ کہ حدیث مشہور الایمان قول وعمل کا نام ہے۔ کم اور زیادہ ہوتا رہتا ہے۔ یا کم اور زیادہ نہیں ہوتا۔ اس قسم کی کوئی روایت بھی صحیح نہیں۔ زرکشی نے اپنی ابتدا کتاب میں بخاریؒ سے نقل کیا ہے کہ ان سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا گیا۔

سُئِلَ عَنْ حَدِيثِ الْاِيمَانُ لَا يَزِيدُ وَلَا يَنْقُصُ فَكَتَبَ مَنْ حَدَّثَ بِهٰذَا اسْتَوْجَبَ الضَّرْبَ الشَّدِيدِ وَالْحَبْسَ الطَّوِيلِ ۔

کہ ایمان کم اور زیادہ ہوتا ہے۔ تو انہوں نے جواب میں تحریر فرمایا۔ کہ جو شخص اس حدیث کو بیان کرے۔ وہ ضرب شدید اور لمبی قید کا مستحق ہے

فائدہ ۔ اس حدیث کا راوی عبد السلام بن صالح ابو صلت الہروی ہے جس کے بارے میں عقیلی فرماتے ہیں وہ کذاب ہے ابن الجوزی اپنی موضوعات میں فرماتے ہیں۔ ابو الصلت عبد السلام بن صالح متہم ہے ۔ اس کی حدیث حجت نہیں ہو سکتی۔ ذہبی نے میزان میں دارقطنی سے نقل کیا ہے۔ کہ وہ رافضی ہے خبیث ہے اور حدیث بالا کی وضع کے ساتھ متہم ہے۔ ایسے ہی حافظ ابن حجر نے تہذیب میں دارقطنی سے روایت کیا ہے۔ دمیری نے اپنے دیباچہ میں اور ابن رجب زبیری نے اپنی شرح ابن ماجہ میں اسے موضوع قرار دیا ہے۔ سندھی اپنی شرح میں لکھتے ہیں کہ اس کے ضعف پر تمام محدثین متفق ہیں۔ موضوعات ابن ماجہ میں سے یہ اول روایت ہے جس پر محدثین نے وضع کا حکم لگایا ہے۔

حَرْفُ الْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ!

۱۱۲ - حَدِيثُ الْبَاذِنْجَانِ لِمَا اُكِلَ لَهُ بَاطِلٌ لَا اَصْلَ لَهُ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ لَمْ اَقِفْ

بینگن کھانے کے لئے ہے۔ یہ حدیث باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔ امام عسقلانی فرماتے ہیں۔ میں اس سے واقف نہیں بعض

عَلَيْهِ وَقَالَ بَعْضُ الْحُفَّاظِ إِنَّهُ
مِنْ وَضْعِ الزَّنَادِقَةِ وَقَالَ
الزَّرْكَشِيُّ وَقَدْ لَهِجَ بِهِ الْعَوَامُّ
حَتّٰى سَمِعْتُ قَائِلًا مِنْهُمْ يَقُوْلُ
هُوَ أَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ مَاءِ
زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ وَهٰذَا
خَطَأٌ قَبِيْحٌ وَكُلُّ مَا يُرْوٰى فِيْهِ
بَاطِلٌ قَالَ السُّيُوْطِيُّ وَلَمْ أَقِفْ
لَهُ عَلٰى إِسْنَادٍ إِلَّا فِيْ تَارِيْخِ
بَلْخٍ وَهُوَ مَوْضُوْعٌ وَفِي الْفَتَاوٰى
الْحَدِيْثِيَّةِ لَهُ أَنَّ هٰذَا الْقَائِلَ
مُخْطِئٌ أَشَدَّ الْخَطَإِ فَإِنَّ حَدِيْثَ
الْبَاذِنْجَانِ كَذِبٌ بَاطِلٌ
مَوْضُوْعٌ بِإِجْمَاعِ أَئِمَّةِ الْحَدِيْثِ
نَبَّهَ عَلٰى ذٰلِكَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي
الْمَوْضُوْعَاتِ وَالذَّهَبِيُّ فِي
الْمِيْزَانِ وَغَيْرُهُمَا وَحَدِيْثُ
مَاءِ زَمْزَمَ مُخْتَلَفٌ فِيْهِ فَقِيْلَ
صَحِيْحٌ وَقِيْلَ حَسَنٌ وَقِيْلَ ضَعِيْفٌ

حفاظ کا قول ہے۔ کہ یہ زنادقہ کی وضع
کردہ ہے۔ زرکشی رحمہ اللہ کہتے ہیں سارے عوام
بہت بیان کرتے ہیں۔ حتی کہ میں نے
ایک شخص کو کہتے سنا۔ کہ یہ حدیث ماء
زمزم کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔ کہ زمزم
کا پانی پینے کے لئے ہے۔ یہ بہت بڑی
غلطی ہے۔ اور اس کے بارے میں جتنی
روایات ہیں سب باطل ہیں۔ سیوطی کہتے ہیں
مجھے اس روایت کی سند سوائے تاریخ بلخ
کے کہیں نظر نہیں۔ اور وہ سند موضوع ہے
فتاوی حدیثیہ میں ہے کہ اس کا بیان کرنے والا
بہت بڑا خطا کار ہے۔ کیونکہ حدیث۔ ذبگان
جھوٹ ہے باطل ہے۔ اور باتفاق محدثین
موضوع ہے۔ جیسا کہ ابن الجوزی نے
موضوعات اور امام ذہبی رحمہ اللہ
تعالی نے میزان میں تحریر کیا ہے
اور زمزم والی روایت مختلف
فیہ ہے۔ بعض صحیح بعض حسن
اور بعض ضعیف کہتے ہیں اور کسی محدث

وَلَمْ يَقُلْ اَحَدٌ اَنَّهٗ مَوْضُوْعٌ۔

نے بھی اسے موضوع قرار نہیں دیا۔

۱۱۳۔ حَدِيْثُ بَاعِدُوْا بَيْنَ اَنْفَاسِ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ غَيْرُ رِوَايَتٍ وَاِنَّمَا ذَكَرَهٗ اِبْنُ الْحَاجِّ فِي مَدْخَلٍ فِي صَلٰوةِ الْعِيْدَيْنِ وَذَكَرَهٗ اِبْنُ جَمَاعَةَ فِي مَنْسَكِهٖ فِي طَوَافِ النِّسَاءِ وَلَفْظُهٗ وَيُرْوٰى عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَاعِدُوْا بَيْنَ النَّاسِ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ۔

عورتوں اور مردوں کے سانسوں میں دوری کردو۔ یہ روایت ثابت نہیں۔ ابن الحاج نے مدخل میں صلوٰۃ العیدین میں اور ابن جماعہ رح نے منسک میں طواف النساء میں اسے روایت کیا ہے۔ اور اس کے الفاظ یہ ہیں۔ کہ حضورؐ سے یہ بھی روایت کیا جاتا ہے۔ لوگوں میں یعنی مردوں اور عورتوں میں دور رکھو۔

۱۱۴۔ حَدِيْثُ الْبَاقِلَاءِ لَيْسَ لَهٗ اَصْلٌ ذَكَرَهٗ اِبْنُ الدَّيْبَعِ وَقَالَ الزَّرْكَشِيُّ حَدِيْثُ الْبَاقِلَاءِ وَالْعَدَسِ بَاطِلَةٌ۔

باقلا روالی روایت کی بھی کوئی اصل نہیں جیسا کہ ابن الدیبع نے ذکر کیا ہے۔ زرکشی کہتے ہیں باقلا اور مسور کی دال کی حدیثیں باطل ہیں۔

۱۱۵۔ حَدِيْثُ بَاكِرُوْا بِالصَّدَقَةِ لِاَنَّ الْبَلَاءَ لَا يَتَخَطَّاهَا قَالَ اِبْنُ الْجَوْزِيِّ هُوَ مَوْضُوْعٌ وَقَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ لٰكِنْ لَا يَتَبَيَّنُ لِيْ اَنَّهٗ كَذٰلِكَ وَقَالَ السُّيُوْطِيُّ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ مِنْ

صدقہ میں جلدی کیا کرو۔ کیونکہ بلائیں اس پر نہیں چل سکتیں۔ ابن الجوزی رح کہتے ہیں۔ یہ موضوع ہے ابن حجر العسقلانی فرماتے ہیں۔ مجھ پر اس کی کیفیت ظاہر نہ ہو سکی۔ سیوطی رح کہتے ہیں اسے طبرانی رح نے اوسط میں

حديث علي وابو الشيخ من حديث انس ۔

حضرت علی رضؓ سے اور ابوالشیخ رحمہ نے انس سے روایت کیا ہے ۔

١١٦- حديث بخلاء امتي الخياطون قال السخاوي لم اقف عليه قال ابن الديبع بل لا اصل له فان حديث عمل الابرار من الرجال الخياطة وعمل الابرار من النساء الغزل الذي رواه تمام في فوائده وغيره عن سهل بن سعد يرده حديث البخيل عدو الله ولو كان راهبا لا اصل له ولكن لفظ البخيل لا يدخل الجنة ولو كان عابدا والسخي لا يدخل النار ولو كان فاسقا ۔

میری امت کے بخیل درزی ہیں سخاوی کہتے ہیں۔ میں اس حدیث کا واقف نہیں ابن الدیبع کہتے ہیں بلکہ اس کی کوئی اصل نہیں۔ کیونکہ حدیث ہے۔ کہ نیک مردوں کا عمل سلائی اور نیک عورتوں کا عمل کاتنا ہے۔ اسے تمام نے فوائد میں سہل بن سعد سے روایت کیا ہے۔ یہ حدیث پہلی روایت کی تردید کرتی ہے۔ اور یہ حدیث کہ بخیل اللہ کا دشمن ہے چاہے راہب کیوں نہ ہو۔ اس کی بھی کوئی اصل نہیں۔ ایسے ہی یہ روایت کہ بخیل جنت میں داخل نہ ہوگا۔ چاہے عابد کیوں نہ ہو۔ اور سخی دوزخ میں داخل نہ ہوگا چاہے فاسق کیوں نہ ہو ۔

١١٧ حديث البرد عدو الدين ليس بحديث بل هو من كلام سعيد بن عبد العزيز

سردی دین کی دشمن ہے

یہ حدیث نہیں بلکہ سعید بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالے الدمشقی امام الکبیر

الدمشقی الامام الکبیر۔

۱۱۸۔ حدیث البر ابر باھلہ من کلام العامۃ و لعلہ ماخوذ من تقدیم علی البحر فی قولہ تعالیٰ ھو الذی یسیرکم فی البر والبحر ومن قولہ سبحانہ وتعالیٰ الم نجعل الارض کفاتا احیاء وامواتا ای ضامۃ کضم الام اولادھا کما یشیر الیھا قولہ تعالیٰ منھا خلقناکم۔

۱۱۹۔ حدیث البرکۃ فی البنات قال السخاوی عن ابن عباس ان رجلا دعا علی بناتہ بالموت فقال علیہ السلام لا تدع فان البرکۃ فی البنات وفی مسندہ من اتھم بالوضع وھو لا ینافی من ان موت البنات من

کا کلام ہے۔

خشکی اپنے رہنے والوں کے ساتھ نیک برتاؤ کرتی ہے یہ عوام کا کلام ہے اور شاید اللہ تعالیٰ کے اس کلام سے ماخوذ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے خشکی کو سمندر پر مقدم فرمایا ہے "وہ وہ ذات ہے جو تمہیں خشکی اور دریا میں چلاتا ہے" اور اللہ تعالیٰ کا قول "کیا ہم نے زمین کو زندوں اور مردوں کے لئے گود کی طرح نہیں بنا دیا، جیسے ماں اپنی اولاد کو لٹاتی ہے۔ اسی کی جانب اللہ تعالیٰ کا یہ قول بھی اشارہ کرتا ہے "ہم نے تمہیں اسی زمین سے پیدا کیا ہے"۔

برکت لڑکیوں میں ہے۔ سخاوی کہتے ہیں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی لڑکیوں کے لئے بددعا کی۔ آپ نے فرمایا بددعا نہ کرو کیونکہ برکت لڑکیوں میں ہے اس کا راوی وضع کے ساتھ متہم ہے۔ اور یہ اس بات کے منافی نہیں ہے کہ لڑکیوں کی موت عزت میں سے ہے۔ کیونکہ حالات مقامات کے تفاوت سے مختلف ہوتے رہتے

المكرمات فان الحالات تختلف
بتفاوت المقامات فقد روى
الطبراني في الكبير والاوسط
وغيرهما عن ابن عباس رضي
الله عنهما ان النبي عليه السلام
لما عزي بابنته رقية قال
الحمد لله دفن البنات من
المكرمات وفي رواية البزار
موت البنات وهو غريب
ولابن ابي الدنيا عن ابن
عباس رضي الله عنهما انه
ماتت له ابنة فاتاه الناس
يعزونه فقال لهم عورة
سترها الله ومؤنة كفاها
الله واجر ساقه الله واجتهد
المتأخرون ان يزيدوا فيها
حرفا فما قدروا كذا في
المقاصد واقول ويمكن ان
يقال ان الرابع امر قضاه

ہیں۔ کیونکہ طبرانی نے کبیر اور اوسط میں
ابن عباس رضہ سے روایت کیا ہے۔ کہ نبی
کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب
اپنی بیٹی رقیہ کی تعزیت کی تو فرمایا سب
تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں جس نے لڑکیوں
کو عزت سے دفن کر دیا۔ بزار کی روایت میں
ہے۔ کہ لڑکیوں کی موت مکرمات میں سے
ہے اور یہ غریب ہے۔ ابن ابی الدنیا نے ابن عباس رض
سے روایت کیا ہے۔ کہ ان کی ایک صاحبزادی
کا انتقال ہو گیا۔ لوگ ان کے پاس تعزیت
کے لئے آئے تو انہوں نے فرمایا۔ یہ ایک عورت تھی
جس کا اللہ نے پردہ ڈھانپ لیا۔ ایک امانت تھی
جسے اللہ نے پورا کیا اور ایک اجر تھا جسے اللہ
نے جاری رکھا۔ متاخرین نے اس میں
کچھ زیادتی کرنی چاہی۔ لیکن اس پر قادر
نہ ہو سکے۔ جیسا کہ مقاصد میں ہے۔ ملا علی رح
قاری فرماتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ ممکن
ہے کہ چوتھا کلمہ یہ کہا جائے ایک حکم
تھا۔ جسے اللہ نے پورا کیا۔ اور اللہ کے سوا

اللّٰهُ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۔

کسی میں طاقت نہیں ۔

۱۲۰۔ حَدِیْثُ اَلْبَرَکَۃُ فِیْ صِغَرِ الْقُرْصِ وَطُوْلِ الرِّشَاءِ وَصِغَرِ الْجَدْوَلِ وَالْمُرَادُ بِالْجَدْوَلِ نَهْرُ الْمَاءِ ذَکَرَهُ السَّخَاوِیُّ فِی الْمَقَاصِدِ فِیْ حَدِیْثِ صَغِّرُوا الْخُبْزَ وَقَالَ اِنَّهٗ بَاطِلٌ وَکَاَنَّهٗ تَبِعَ النَّسَائِیَّ فِیْمَا نَقَلَ عَنْهُ اَنَّهٗ کِذْبٌ قُلْتُ وَاِلَّا فَحَدِیْثُ الْبَرَکَۃِ قَدْ ذَکَرَهُ السُّیُوْطِیُّ فِیْ جَامِعِ الصَّغِیْرِ عَنْ اَبِی الشَّیْخِ فِی الثَّوَابِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَالسِّلَفِیُّ فِی الطُّیُوْرِیَّاتِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَاَمَّا حَدِیْثُ صَغِّرُوْا کَسَیَأْتِیْ عَلَیْهِ الْکَلَامُ فِیْ مَحَلِّهٖ ۔

برکت چھوٹی روٹی ۔ لمبی رسی اور چھوٹی گول میں ہے۔ اور جدول سے مراد پانی کی نہر ہے۔ سخاوی رحمہ اللہ نے اس روایت کو مقاصد میں اس حدیث کے تحت تحریر کیا ہے۔ کہ روٹی چھوٹی بنایا کرو۔ سخاوی رحمہ کہتے ہیں یہ باطل ہے۔ اور انہوں نے اس معاملہ میں امام نسائی رح کی اتباع کی ہے۔ کیونکہ وہ اس حدیث کو کذب قرار دیتے ہیں۔ ملا علی قاری رح فرماتے ہیں۔ اسے سیوطی رح نے جامع الصغیر میں ابو الشیخ کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور سلفی رح نے طیوریات میں ابن عمر رض سے اور حدیث صغروا اپنے موقع پر آئے گی ۔

۱۲۱۔ حَدِیْثُ بَرَکَۃُ الشَّرِکَۃِ لَاتَفُوْرُ لَیْسَ بِحَدِیْثٍ کَمَا

شرکت کی مقدار جاری نہیں ہوتی یہ حدیث نہیں ہے۔ جیسا کہ ابن الربیع

قَالَ ابْنُ الدَّيْبَعِ ۔

کا خیال ہے ۔

۱۲۲ ۔ حَدِيْثُ اَلْبَشَاشَةُ خَيْرٌ مِنَ الْقِرٰى اَىِ الضِّيَافَةِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا اَعْرِفُهُ ۔

خوشی مہمان داری سے بہتر ہے سخاوی رح فرماتے ہیں میں اسے نہیں پہچانتا ۔

۱۲۳ ۔ حَدِيْثُ بَشِّرِ الْقَاتِلَ بِالْقَتْلِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا اَصْلَ لَهٗ ۔

قاتل کو قتل کی بشارت دے دو ۔ سخاوی رح فرماتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں ۔

۱۲۴ ۔ حَدِيْثُ اَلْبِطِّيْخِ وَفَضَائِلِهٖ صَنَّفَ فِيْهِ اَبُوْ عُمَرَ النَّوْقَانِيُّ جُزْءًا وَاَحَادِيْثُهٗ بَاطِلَةٌ ذَكَرَهٗ ابْنُ الدَّيْبَعِ وَكَذَا قَالَ الزَّرْكَشِيُّ قُلْتُ اَمَّا فَضَائِلُهٗ فَكَذٰلِكَ وَاَمَّا مَا وَرَدَ فِيْهِ اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَكَلَهٗ فَثَابِتٌ لَا سِيَّمَا مَعَ الرُّطَبِ كَمَا فِيْ شَمَائِلِ التِّرْمِذِيِّ وَغَيْرِهٖ ۔

خربوزہ اور اس کے فضائل ۔ ابو عمر والنوقانی نے اس بارے میں ایک جزو تصنیف کیا ہے ابن الدیبع اور زرکشی کہتے ہیں اس کی سب حدیثیں باطل ہیں ۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں ۔ اس کے فضائل تو باطل ہیں ۔ اور جہاں تک اس امر کا تعلق ہے ۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خربوزہ کھایا ۔ اور وہ بھی کھجوروں کے ساتھ یہ ثابت ہے ۔ اور شمائل الترمذی رح میں موجود ہے ۔

۱۲۵ ۔ حَدِيْثُ اَلْبِطْنَةُ تُذْهِبُ الْفِطْنَةَ لَيْسَ لَهٗ اَصْلٌ فِيْ مَبْنَاهُ وَهُوَ عَنْ عَمْرٍو

سخت متلی ذہانت کو دور کر دیتی ہے ۔ اس کی لفظاً کوئی اصل نہیں صحابہ میں عمرو بن العاص رح وغیرہ سے اور

بْنِ الْعَاصِ وَغَيْرِهِ مِنَ الصَّحَابَةِ فَمَنْ بَعْدَهُمْ بِمَعْنَاهُ ۔

تابعین سے اس کے معنی مروی ہیں۔

١٢٦ ۔ حَدِيثُ بُنِيَ الدِّينُ عَلَى النَّظَافَةِ ذَكَرَهُ فِي الْإِحْيَاءِ وَقَالَ مُخَرِّجُهُ لَمْ أَجِدْهُ ذَكَرَهُ ابْنُ الدَّيْبَعِ قُلْتُ لَفْظُهُ لَمْ أَجِدْ هٰكَذَا وَفِي الضُّعَفَاءِ لِابْنِ حِبَّانَ مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ تَنَظَّفُوا فَإِنَّ الْإِسْلَامَ نَظِيفٌ وَلِلطَّبَرَانِي بِسَنَدٍ ضَعِيفٍ جِدًّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ النَّظَافَةُ تَدْعُو إِلَى الْإِيمَانِ انْتَهَى قَالَ السُّيُوطِيُّ وَأَقْرَبُ مِنْهُ مَا أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ مِنْ حَدِيثِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ مَرْفُوعًا إِنَّ اللّٰهَ نَظِيفٌ يُحِبُّ النَّظَافَةَ فَنَظِّفُوا أَفْنِيَتَكُمْ انْتَهَى وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ مِنْ حَدِيثِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ

دین صفائی پر بنایا گیا ہے، غزالیؒ نے اس کا احیاء میں ذکر کیا ہے اور لکھا ہے میں اس کا مخرج نہیں جانتا۔ ابن الدیبعؒ نے اس کا ذکر کیا ہے، ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں ان الفاظ کے ساتھ میں نے اس حدیث کو کہیں نہیں پایا۔ ابن حبان نے کتاب الضعفاء میں حضرت عائشہؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے صفائی اختیار کرو، کیونکہ اسلام بھی پاکیزہ ہے طبرانی میں عبداللہ بن مسعودؓ سے موقوفاً انتہائی کمزور سند کے ساتھ مروی ہے۔ پاکیزگی ایمان کی جانب بلاتی ہے سیوطی کہتے ہیں اس میں سب سے عمدہ وہ روایت ہے جو ترمذی میں سعدؓ بن ابی وقاص سے مرفوعاً مروی ہے۔ اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہے پاکیزگی کو پسند کرتا ہے۔ تو تم اپنے مکانوں کو پاکیزہ رکھا کرو۔ نیز ترمذی نے سعد بن ابی وقاص سے روایت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے۔ پاکی کو پسند کرتا ہے صاف ہے صفائی کو پسند کرتا ہے۔ مہربان ہے

إِنَّ اللهَ طَيِّبٌ يُحِبُّ الطَّيِّبَ نَظِيفٌ يُحِبُّ النَّظَافَةَ كَرِيمٌ يُحِبُّ الْكَرَمَ جَوَادٌ يُحِبُّ الْجُودَ فَنَظِّفُوا قَالَ أُرَاهُ أَفْنِيَتَكُمْ وَفِي رِوَايَةٍ أَخْبِيَتَكُمْ وَلَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ وَذَكَرَ الْقُرْطُبِيُّ فِي شَرْحِ أَسْمَاءِ الْحُسْنَى أَنَّهُ رَوَاهُ الْبَزَّارُ فِي مُسْنَدِهِ وَأَخْرَجَ الرَّافِعِيُّ بِسَنَدِهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ تَنَظَّفُوا بِكُلِّ مَا اسْتَطَعْتُمْ فَإِنَّ اللهَ بَنَى الْإِسْلَامَ عَلَى النَّظَافَةِ وَلَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا نَظِيفٌ ۔

مہربانی کو پسند کرتا ہے۔ سخی ہے سخاوت کو پسند کرتا ہے تم بھی صاف رکھا کرو۔ سعدؓ کہتے ہیں میرا خیال ہے اپنے گھروں کو، اور ایک روایت میں ہے اپنے خیموں کو صاف رکھا کرو۔ اور یہود کی مشابہت نہ کرو۔ قرطبی نے اپنی شرح اسماء الحسنیٰ میں لکھا ہے۔ اسے بزار نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے رافعیؒ نے سنداً ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہر شے میں جہاں تک تم میں طاقت ہو صفائی رکھو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو صفائی پر بنایا ہے۔ اور جنت میں بجز صاف آدمی کے کوئی داخل نہ ہوگا۔

١٢٧ - حَدِيثُ الْبَلَاءُ مُوَكَّلٌ بِالْقَوْلِ أَوْرَدَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي الْمَوْضُوعَاتِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ الرَّبِيعُ وَهُوَ عِنْدَ الْخَطِيبِ فِي تَارِيخِهِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ بِلَفْظِ

بلا قول کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ ابن الجوزیؒ نے اس حدیث کو ابوالدرداءؓ اور ابن مسعودؓ سے روایت کرکے موضوعات میں شامل کیا ہے۔ ربیع کہتے ہیں اسے خطیبؒ نے اپنی تاریخ میں ابن مسعودؓ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ بلا بولنے کے

البلاء موكل بالمنطق فلو ان رجلا عير رجلا برضاع كلبة لرضعها قال السخاوي وهو ضعيف قلت ولفظ الزركشي بالنطق وقال رواه ابن لال في مكارم الاخلاق من حديث ابن عباس والديلمي من حديث ابي الدرداء قال السيوطي و الديلمي ايضا من حديث ابن مسعود مرفوعا واحمد في الزهد عنه موقوفا وابن السمعاني في تاريخه من حديث علي مرفوعا

ساتھ لگی ہوئی ہے۔ اگر کوئی شخص دوسرے کو یہ عیب لگائے کہ اس نے کتیا کا دودھ پیا ہے۔ تو وہ خود بھی اسے پئے گا۔ سخاوی رح کہتے ہیں یہ ضعیف ہے۔ ملا علی قاری رح فرماتے ہیں۔ زرکشی کی روایت میں بولنے کا لفظ ہے۔ ابن لال رح نے مکارم الاخلاق میں ابن عباس رض سے اور دیلمی نے ابوالدرداء سے روایت کیا ہے۔ سیوطی کہتے ہیں اس روایت کو دیلمی نے ابن مسعود رض سے مرفوعاً امام احمد رح نے زہد میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفاً۔ اور ابن سمعانی رح نے علی سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

۱۲۸ - حديث بيت المقدس طست من ذهب مملوء عقارب ليس بحديث بل هو مما ينسب الى التوراة ۔

بیت المقدس سونے کا ایک طشت ہے جو بچھوؤں سے بھرا ہوا ہے۔ یہ حدیث نہیں ہے بلکہ ان امور میں سے ہے۔ جو تورات کی جانب منسوب ہیں۔

حرف التاء المثناة من فوق

۱۲۹ - حديث تحية البيت

گھر کا سلام طواف ہے۔ سخاوی رح

الطوافُ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ اَرَهٗ	کہتے ہیں۔ میں نے اس حدیث کو ان الفاظ
بِهٰذَا اللَّفْظِ قُلْتُ اَلْمُرَادُ بِالْبَيْتِ	کے ساتھ نہیں پایا۔ ملا علی قاری فرماتے
هُوَ الْكَعْبَةُ وَهُوَ الْبَيْتُ الْحَرَامُ	ہیں۔ بیت سے کعبہ یعنی بیت الحرام
وَمَعْنَاهُ صَحِيْحٌ كَمَا فِي الصَّحِيْحِ	ہے۔ اور مفہوم اس کا صحیح ہے۔ جیسا
عَنْ عَائِشَةَ اَوَّلُ شَيْئٍ بَدَأَ بِهِ	کہ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ
النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ	عنہا سے مروی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ
حِيْنَ قَدِمَ مَكَّةَ اَنَّهٗ تَوَضَّأَ	وسلم نے مکہ معظمہ پہنچنے کے بعد سب سے
ثُمَّ طَافَ الْحَدِيْثَ وَذٰلِكَ	پہلے وضو فرمایا۔ اور پھر طواف کیا۔
لِاَنَّ كُلَّ مَنْ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ	الحدیث۔ اور اسی باعث جو شخص بھی
الْحَرَامَ يُسَنُّ لَهٗ اَنْ يَبْتَدِئَ	مسجد حرام میں داخل ہو۔ اس کے لئے
بِالطَّوَافِ فَرْضًا اَوْ نَفْلًا وَلَا	سنت یہ ہے کہ وہ پہلے طواف کرے
يَاْتِيْ بِصَلٰوةِ تَحِيَّةِ الْمَسْجِدِ	چاہے وہ فرض ہو یا نفل۔ اور وہاں
اِلَّا اِذَا لَمْ يَكُنْ فِيْ نِيَّتِهٖ اَنْ	تحیۃ المسجد نہیں پڑھے گا۔ ہاں اگر کسی
يَطُوْفَ لِعُذْرٍ اَوْ لِغَيْرِهٖ وَلَيْسَ	عذر کی بنا پر اس کا ارادہ طواف کا نہ ہو
مَعْنَاهُ اَنَّ تَحِيَّةَ الْمَسْجِدِ سَاقِطَةٌ	اور یہ مقصد نہیں ہے۔ کہ تحیۃ المسجد اس
عَنْ هٰذَا الْمَسْجِدِ كَمَا تَوَهَّمَ	سے ساقط ہو جائے گی۔ جیسا کہ بعض لعزار
بَعْضُ الْاَغْنِيَاءِ مِنْ مَفْهُوْمِ	نے خیال کیا ہے۔ فقہا روغیرہ کی اس
هٰذِهِ الْعِبَارَةِ الصَّادِرَةِ عَنِ	عبارت سے وہ غلط فہمی میں مبتلا
الْفُقَهَاءِ وَغَيْرِهِمْ۔	ہو گئے۔

۱۳۰۔ حَدِیْثُ تَخَتَّمُوْا بِالزَّبَرْجَدِ فَاِنَّهٗ یُسْرٌ لَا عُسْرَ فِیْهِ قَالَ الْعَسْقَلَانِیُّ مَوْضُوْعٌ وَاَمَّا التَّخَتُّمُ بِالْیَاقُوْتِ یَنْفِی الْفَقْرَ یُرِیْدُ اَنَّهٗ اِذَا ذَهَبَ مَالُهٗ بَاعَهٗ فَوَجَدَ فِیْهِ غِنًی وَالْاَشْبَهُ اِنْ صَحَّ الْحَدِیْثُ اَنْ یَکُوْنَ لِخَاصَّةٍ فِیْهِ کَمَا ذَکَرَهُ السُّیُوْطِیُّ فِیْ مُخْتَصَرِ النِّهَایَةِ ۔

زبرجد کی انگوٹھی پہنا کرو۔ کیونکہ وہ آسانی پیدا کرتی ہے۔ اور اس میں کوئی تکلیف نہیں امام عسقلانی رح فرماتے ہیں۔ یہ روایت موضوع ہے۔ اور یہ حدیث کہ یاقوت فقر کو دور کرتا ہے مقصد اس سے یہ ہے کہ اگر اس کے پاس مال نہ رہے تو اسے بیچ کر غنی ہو سکتا ہے۔ اور بہتر یہ ہے۔ کہ اگر یہ حدیث صحیح ہو۔ تو یہ یاقوت کی خاصیت ہو گی۔ جیسا کہ سیوطی نے مختصر النہایہ میں ذکر کیا ہے۔

۱۳۱۔ حَدِیْثُ تَخَتَّمُوْا بِالزَّبَرْجَدِ فَاِنَّهٗ یَنْفِی الْفَقْرَ اَوْرَدَهُ الدَّیْلَمِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَلَا یَصِحُّ اَیْضًا کَمَا ذَکَرَهُ ابْنُ الدَّیْبَعِ ۔

زبرجد کی انگوٹھی پہنو۔ کیونکہ وہ فقر کو دور کرتا ہے۔ دیلمی نے اسے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور یہ حدیث بھی صحیح نہیں۔ جیسا کہ ابن الدیبع کا قول ہے۔

۱۳۲۔ حَدِیْثُ تَخَتَّمُوْا بِالْعَقِیْقِ لَهٗ طُرُقٌ کُلُّهَا وَاهِیَةٌ کَمَا قَالَ ابْنُ الدَّیْبَعِ لٰکِنْ رَوَاهُ الدَّیْلَمِیُّ مِنْ حَدِیْثِ اَنَسٍ وَعُمَرَ وَعَلِیٍّ وَعَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

عقیق کی انگوٹھی پہنا کرو۔ ابن الدیبع کہتے ہیں۔ اس کی تمام سندات واہیات ہیں۔ دیلمی رح نے اسے انس رض۔ عمر رض۔ علی رض اور اور عائشہ رض سے متعدد سندات کے ساتھ روایت کیا ہے جس سے معلوم ہوتا

بِاَسَانِيْدِ مُتَعَدِّدَةٍ فَيَدُلُّ عَلٰى اَنَّ الْحَدِيْثَ لَهٗ اَصْلٌ وَفِى الْيَوَاقِيْتِ لِلْمُطَرَّزِيِّ اَنَّ اِبْرَاهِيْمَ الْحَرْبِيَّ سُئِلَ عَنْهُ فَقَالَ صَحِيْحٌ قَالَ وَيُرْوٰى اَيْضًا بِالْمِيْمِ اَلتَّخَتُّمَ اَىْ اُسْكُنُوْا بِالْعَقِيْقِ وَاَقِيْمُوْا بِهٖ ذَكَرَهُ الزَّرْكَشِيُّ وَقَالَ السُّيُوْطِيُّ عِنْدَ اِبْنِ عَدِيٍّ بِسَنَدٍ ضَعِيْفٍ مِنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا تَخَتَّمُوْا بِالْعَقِيْقِ فَاِنَّهٗ مُبَارَكٌ ۔

ہے کہ اس کی کچھ اصل نہیں یواقیت مطرزیؒ میں ہے کہ ابراہیم رحؒ حربی سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا گیا انہوں نے فرمایا صحیح ہے۔ اور یہ حدیث یاء سے بھی روایت کی جاتی ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ عقیق کے ساتھ سکون حاصل کرو۔ اور اسے قائم رکھو۔ سیوطیؒ کہتے ہیں۔ ابن عدی رحؒ نے حضرت عائشہؓ سے مرفوعاً سند ضعیف کے ساتھ روایت کیا ہے۔ عقیق کی انگوٹھی پہنا کرو۔ کیونکہ وہ مبارک ہے۔

۱۳۳ - حَدِيْثُ تَارِكُ الْوَرْدِ مَلْعُوْنٌ وَصَاحِبُ الْوَرْدِ مَلْعُوْنٌ بَاطِلٌ لَا اَصْلَ لَهٗ

گلاب کو ترک کرنے والا اور گلاب والا دونوں ملعون ہیں اور اگر یہ واؤ کے زیر کے ساتھ ہے تو معنی یہ ہونگے کہ ورد کرنے والا اور ورد چھوڑنے والا دونوں ملعون ہیں یہ باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں

۱۳۴ - حَدِيْثُ تَرْكِ الْعَادَةِ عَدَاوَةٌ لَا اَصْلَ لَهٗ كَمَا ذَكَرَهُ اِبْنُ الدَّيْبَعِ ۔

عادت کو ترک کرنا دشمنی ہے ابن الدبیع رحؒ کہتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔

۱۳۵ - حَدِيْثُ تَرْكِ الْعَشَاءِ مَهْرَمَةٌ اَىْ مَظِنَّةٌ لِلْهَرَمِ

رات کا کھانا چھوڑنا بڑھاپے کی طرف لے جاتا ہے قتیبی رحؒ کہتے ہیں۔ یہ کلمہ عام

قَالَ الْقُتَيْبِيُّ هٰذِهِ الْكَلِمَةُ جَارِيَةٌ عَلَى أَلْسِنَةِ النَّاسِ وَلَسْتُ أَدْرِي أَرَسُولُ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ ابْتَدَأَهَا أَمْ كَانَتْ تُقَالُ قَبْلَهُ كَذَا فِي النِّهَايَةِ وَكَأَنَّهُ غَفْلَةٌ عَنْ حَدِيثِ تَعَشَّوْا وَلَوْ بِكَفٍّ مِنْ حَشَفٍ فَإِنَّ تَرْكَ الْعَشَاءِ مَهْرَمَةٌ أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا مُنْكَرٌ انْتَهٰى فَفِي الْجُمْلَةِ لَهُ أَصْلٌ كَمَا لَا يَخْفٰى۔	آدمیوں کی زبان پر جاری ہے۔ اور میں نہیں جانتا۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے اس کی ابتدا فرمائی یا پہلے ہی سے بولا جاتا تھا۔ اور یہ اس حدیث سے غفلت کی بنا پر کہا گیا ہے۔ رات کو کھانا ضرور کھاؤ۔ چاہے ردی کھجور کی ایک مٹھی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ رات کا کھانا چھوڑنا بڑھاپا پیدا کرتا ہے۔ یہ حدیث ترمذی میں ہے۔ اور امام ترمذی نے اسے منکر کہا ہے۔ فی الجملہ یہ بات ثابت ہوئی کہ اس کی کچھ نہ کچھ اصل موجود ہے۔

فائدہ - پہلی حدیث ترمذی کی اس روایت کا ایک ٹکڑا ہے۔ اور امام ترمذی کے نزدیک یہ حدیث صرف منکر نہیں۔ بلکہ انہیں اس حدیث پر تین اعتراضات ہیں۔ اول یہ کہ یہ منکر ہے۔ ثانیاً یہ مجہول ہے کیونکہ عبدالملک بن علاق مجہول ہے سو روایت منکر اور مجہول قابل قبول نہیں ہوتی۔ ثالثاً یہ روایت ضعیف بھی ہے۔ کیونکہ عنبسہ بن عبدالرحمان القرشی ضعیف ہے۔ تو گویا ایک حدیث میں بیک وقت یہ تین عیوب موجود ہوں۔ لیکن یہ روایت ابن ماجہ میں جابر بن عبداللہ سے بھی مروی ہے۔ جس کے رواۃ سوائے ابراہیم بن عبدالسلام بن باباہ المخزومی کے سب ثقہ ہیں۔ اور عبدالسلام ضعیف ہے نتیجۃً روایت کو ہم ضعیف تو کہہ سکتے ہیں لیکن

موضوع ہرگز نہیں کہہ سکتے۔

۱۳۶۔ حَدِیْثُ تَسْلِیْمِ الْغَزَالَۃِ اِشْتَھَرَ عَلَی الْاَلْسِنَۃِ وَفِی الْمَدَائِحِ النَّبُوِیَّۃِ قَالَ ابْنُ کَثِیْرٍ وَلَیْسَ لَہٗ اَصْلٌ وَمَنْ نَسَبَہٗ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَدْ کَذَبَ ذَکَرَہُ ابْنُ الدَّیْبَعِ وَذَکَرَ الْقَسْطَلَانِیُّ مَقُوْلَ ابْنِ کَثِیْرٍ ثُمَّ قَالَ لٰکِنَّہٗ وَرَدَ فِی الْجُمْلَۃِ فِیْ عِدَّۃِ اَحَادِیْثَ یَتَقَوّٰی بَعْضُھَا بِبَعْضٍ اَوْرَدَہٗ شَیْخُ الْاِسْلَامِ الْعَسْقَلَانِیُّ وَذَکَرَہُ ابْنُ السُّبْکِیِّ اَنَّ تَسْلِیْمَ الْغَزَالَۃِ رَوَاہُ الْحَافِظُ اَبُوْ نُعَیْمٍ الْاَصْفَھَانِیُّ وَالْبَیْھَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّۃِ قُلْتُ وَکَذَا رَوَاہُ الدَّارَقُطْنِیُّ وَالْحَاکِمُ وَشَیْخُہُ ابْنُ عَدِیٍّ کَمَا ذَکَرَہُ الدَّمِیْرِیُّ فِیْ حَیٰوۃِ الْحَیَوَانِ وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ۔

ہرنی کو سالم رکھنا۔ یہ روایت بھی لوگوں میں مشہور ہے۔ مدائح النبویہ میں ہے کہ ابن کثیر کہتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں اور جس نے اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کیا۔ اس نے جھوٹ بولا۔ جیسا کہ ابن الدیبع رح کا خیال ہے۔ عسقلانی رح نے ابن کثیر رح کا قول نقل کر کے لکھا ہے۔ کہ متعدد احادیث میں یہ مضمون وارد ہوا ہے۔ جو ایک دوسرے کی تقویت کرتا ہے۔ ان تمام روایات کو حافظ عسقلانی رح نے جمع فرمایا ہے۔ ابن سبکی کہتے ہیں۔ اس حدیث کو حافظ ابو نعیم اصفہانی اور بیہقی رح نے دلائل النبوۃ میں روایت کیا ہے۔ ملا علی قاری رح فرماتے ہیں۔ دمیری نے اپنی حیوۃ الحیوان میں تحریر کیا ہے۔ کہ اس حدیث کو دارقطنی رح حاکم رح اور ابن عدی رح نے روایت کیا ہے۔

۱۳۷ - حَدِيثُ تُعَادُ الصَّلٰوةُ مِنْ قَدْرِ الدِّرْهَمِ يَعْنِي مِنَ الدَّمِ قَالَ النَّوَوِيُّ فِي شَرْحِ خُطْبَةِ مُسْلِمٍ اَنَّهُ حَدِيثٌ ذَكَرَهُ الْبُخَارِيُّ فِي تَارِيخِهِ وَهُوَ حَدِيثٌ بَاطِلٌ لَا اَصْلَ لَهُ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيثِ ۔

ایک درہم (خون) کی مقدار سے نماز کا اعادہ کیا جائے۔ امام نووی رح شرح خطبۃ المسلم رح میں فرماتے ہیں۔ اس حدیث کو بخاری نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے۔ یہ حدیث باطل ہے بلکہ محدثین کے نزدیک اس کی کوئی اصل نہیں۔

۱۳۸ - حَدِيثُ يَفْتَرِقُ اُمَّتِي عَلٰى سَبْعِينَ فِرْقَةً كُلُّهُمْ فِي الْجَنَّةِ اِلَّا فِرْقَةً وَاحِدَةً قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَنْ هُمْ قَالَ الزَّنَادِقَةُ وَهُمُ الْقَدَرِيَّةُ قَالَ فِي اللَّآلِي بِهٰذَا اللَّفْظِ وَاِلَّا فَحَدِيثُ يَفْتَرِقُ الْاُمَّةُ عَلٰى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ فِرْقَةً اَخْرَجَهُ اَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ فِي صَحِيحِهِمَا وَقَالَ الْحَاكِمُ اَنَّهُ حَدِيثٌ كَبِيرٌ فِي

میری امت ستر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ سب کے سب سوائے ایک فرقے کے جنتی ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ ایک فرقہ کون سا ہوگا۔ آپ نے فرمایا زندیق اور قدریہ سیوطی نے لآلی میں انہی الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے۔ ورنہ یہ حدیث موجود ہے۔ کہ میری امت تہتر فرقوں میں منقسم ہو جائے گی۔ یہ حدیث ابوداؤد رح اور ترمذی رح میں موجود ہے۔ نیز ترمذی رح نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔ اور اسے ابن ماجہ، ابن حبان رح اور حاکم نے اپنی صحیحین میں روایت کیا

الاصول قال الزرکشی ورواہ البیہقی وصححوہ من حدیث ابی ھریرۃ وغیرہ قلت رواہ الاربعۃ عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ولفظہ افترقت الیھود علی احدی وسبعین فرقۃ وتفرقت النصاریٰ علی اثنین وسبعین فرقۃ وتفترق امتی علی ثلاث وسبعین فرقۃ کما فی الجامع الصغیر للسیوطی وفی روایۃ للترمذی عن ابن عمر بلفظہ ان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملۃ وتفترق امتی علی ثلاث وسبعین ملۃ کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ قالوا من ھی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی وفی روایۃ احمد و

ہے۔ حاکم رح کہتے ہیں۔ یہ اصول میں بہت بڑی حدیث ہے۔ زرکشی رح کہتے ہیں۔ اسے بیہقی رح نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سے روایت کرکے صحیح قرار دیا ہے۔ ملا علی قاری رح فرماتے ہیں، اس حدیث کو اربعہ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ کہ یہود کے اکہتر فرقے ہوئے نصاریٰ کے بہتر اور میری امت تہتر فرقوں پر منقسم ہوگی۔ جیسا کہ سیوطی رح نے جامع الصغیر میں نقل کیا ہے۔ ترمذی رح کی ایک روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ الفاظ مروی ہیں۔ کہ بنو اسرائیل بہتر فرقوں پر منقسم ہوئے۔ اور میری امت تہتر فرقوں پر منقسم ہوگی۔ سوائے ایک فرقہ کے سب کے سب دوزخ میں ہوں گے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون سا فرقہ ہوگا۔ آپ نے فرمایا جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔ احمد رح اور ابوداؤد رح کی ایک

أَبِي دَاوُدَ عَنْ مُعَاوِيَةَ اثْنَتَانِ وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ وَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَهِيَ الْجَمَاعَةُ وَالْحَدِيثُ فِي الْمِشْكُوٰةِ وَشَرْحِهِ الْمِرْقَاةِ ۔

روایت میں امیر معاویہؓ سے یہ الفاظ ہیں کہ بہتر دوزخ میں اور ایک جنت میں ہوگا۔ اور وہ جماعت ہوگی۔ یہ حدیث مشکوۃ میں ہے۔ اور اس کی شرح مرقاۃ میں ہے۔

۱۳۹ - حَدِيثُ تَفَقَّهُوا قَبْلَ أَنْ تَسَوَّدُوا مِنْ قَوْلِ عُمَرَ قِيلَ مَعْنَاهُ قَبْلَ أَنْ تَزَوَّجُوا فَتَصِيرُوا أَرْبَابَ بُيُوتٍ وَخَدَمٍ وَلِذَا قِيلَ ضَاعَ الْعِلْمُ فِي أَفْخَاذِ النِّسَاءِ وَقَالَ الثَّوْرِيُّ مَنْ أَسْرَعَ الرِّيَاسَةَ أَضَرَّ بِكَثِيرٍ مِنَ الْعِلْمِ وَمَنْ لَمْ يُسْرِعْ كُتِبَ ثُمَّ كُتِبَ فَهٰذَا الْمَعْنَى أَعَمُّ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ أَعْلَمُ ۔

بوڑھے ہونے سے قبل فقیہہ بن جاؤ۔ حضرت عمرؓ کا قول ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ شادی سے قبل کیونکہ اس کے بعد تم گھر والے اور خادموں والے بن جاؤ گے۔ اسی لئے کہا جاتا ہے۔ کہ علم عورتوں کی رانوں میں ضائع ہو جاتا ہے۔ ثوری رح کہا کرتے تھے۔ جس نے ریاست میں جلدی کی اس نے علم کے بڑے حصے کو نقصان پہنچایا۔ اور جس نے جلدی نہیں کی۔ اس کے لئے اتنا اتنا ہے۔ اور یہ معنی بہت عام ہے۔

۱۴۰ - حَدِيثُ تَفَكُّرُ سَاعَةٍ خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ ذَكَرَهُ الْفَاكِهَانِيُّ بِلَفْظِ فِكْرُ سَاعَةٍ وَقَالَ إِنَّهُ مِنْ كَلَامِ السَّرِيِّ السَّقَطِيِّ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رض

ایک ساعت سوچنا ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ فاکہانی نے لفظ فکر کے ساتھ اسے نقل کیا ہے، اور کہا ہے کہ یہ سری سقطی کا کلام ہے۔ ابن عباس رضؓ اور ابوالدرداء فرمایا کرتے تھے۔ ایک ساعت کی فکر رات کے قیام سے بہتر ہے۔ ان روایات کو خطابی نے نقل کیا

وَأَبُو الدَّرْدَاءِ ذِكْرُ سَاعَةٍ خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ سِتِّينَ سَنَةً ۔

ہے سیوطی نے جامع میں ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ایک ساعت کی ذکر ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے

١٤١۔ حَدِيثُ التَّكَبُّرُ عَلَى الْمُتَكَبِّرِ صَدَقَةٌ قَالَ الرَّازِيُّ هُوَ كَلَامٌ مَشْهُورٌ قُلْتُ لَكِنْ مَعْنَاهُ مَأْثُورٌ ۔

متکبر کے سامنے تکبر کرنا بھی صدقہ ہے۔ رازی رح کہتے ہیں۔ یہ مشہور کلام ہے۔ ملا علی قاری رح فرماتے ہیں۔اس کے معنی منقول ہیں ۔

١٤٢۔ حَدِيثُ التَّكْبِيرُ جَزْمٌ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا أَصْلَ لَهُ فِي الْمَرْفُوعِ مَعَ وُقُوعِهِ فِي الرَّافِعِيِّ وَإِنَّمَا هُوَ مِنْ كَلَامِ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ حَكَاهُ التِّرْمِذِيُّ فِي جَامِعِهِ عَنْهُ فَقَالَ رُوِيَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ أَنَّهُ قَالَ التَّكْبِيرُ جَزْمٌ وَالتَّسْلِيمُ جَزْمٌ وَقَالَ السُّيُوطِيُّ رَوَاهُ سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ فِي سُنَنِهِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ النَّخَعِيِّ قَوْلَهُ التَّكْبِيرُ جَزْمٌ وَالْقِرَاءَةُ جَزْمٌ وَأَخْرَجَ مِنْ وَجْهٍ آخَرَ عَنْهُ قَالَ كَانُوا يَجْزِمُونَ

تکبیر یقینی ہے۔ سخاوی رح کہتے ہیں۔ اگرچہ رافعی رح نے اسے روایت کیا ہے۔ لیکن مرفوعاً اس کی کوئی اصل نہیں۔ یہ ابراہیم رح نخعی کا قول ہے جیسا کہ ترمذی رح نے اسے اپنی جامع میں نقل کیا ہے۔ امام ترمذی رح فرماتے ہیں ابراہیم نخعی سے مروی ہے تکبیر کہنا بھی ضروری ہے۔ اور سلام پھیرنا بھی ضروری ہے سیوطی کہتے ہیں۔ سعید رح بن منصور نے اپنی سنن میں ابراہیم نخعی رح سے روایت کیا ہے۔ کہ تکبیر بھی ضروری اور قرأت بھی ضروری۔ سعید رح بن منصور نے دوسرے طریقوں سے روایت

التَّكْبِيْرَ وَالْمُرَادُ عَدَمُ التَّمْطِيْطِ
وَالتَّرْدِيْدِ أَقُوْلُ وَالْأَظْهَرُ أَنَّهُ
أَرَادَ بِالْجَزْمِ الْوَقْفَ دُوْنَ
الْوَصْلِ بِمَا بَعْدَهُ بِنَاءً عَلٰى
أَنَّهُ كَلَامٌ تَامٌّ وَكَذَا الْحُكْمُ فِي
الْقِرَاءَةِ فَإِنَّ الْمُسْتَحَبَّ فِيْهَا
هُوَ الْوَقْفُ عَلَى الْفَوَاصِلِ ۔

کیا ہے۔ کہ صحابہ تکبیر کو ضروری سمجھتے
تھے۔ اور اس سے مراد نہ کھینچنا ہے۔
ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں۔ اس سے
مراد وقف ہے۔ یعنی اللہ اکبر کو مابعد
سے وصل نہ کیا جائے۔ کیونکہ یہ کلام
تام ہے۔ یہی حکم قرأت کا ہوگا۔ کہ آیات
پر وقف مستحب ہے۔

١٤٣۔ حَدِيْثُ اَلتَّكَلُّفُ حَرَامٌ
قَالَ ابْنُ الدَّيْبَعِ لَا أَعْلَمُ بِهٰذَا
اللَّفْظِ بَلْ فِيْ صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ
عَنْ عُمَرَ قَالَ نُهِيْنَا عَنِ التَّكَلُّفِ
قُلْتُ وَالْحَاصِلُ أَنَّ مَعْنَاهُ
ثَابِتٌ وَيُؤَيِّدُهُ مَا أَخْرَجَهُ
ابْنُ عَسَاكِرَ فِيْ تَارِيْخِهِ عَنِ
الزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ بِلَفْظِ اَللّٰهُمَّ
إِنِّيْ وَصَالِحِيْ أُمَّتِيْ بُرَاءٌ مِنَ
التَّكَلُّفِ وَأَخْرَجَهُ أَيْضًا بِلَفْظِ
أَنَا وَأُمَّتِيْ بُرَاءٌ مِنَ التَّكَلُّفِ
عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ أَبِيْ هَالَةَ وَهُوَ

تکلف حرام ہے۔ ابن الدیبعؒ کہتے ہیں
ان الفاظ کے ساتھ میں اس حدیث کو نہیں جانتا
ہاں صحیح بخاریؒ میں حضرت عمرؓ سے یہ الفاظ
مروی ہیں ہمیں تکلف سے منع کیا گیا تھا
حاصل کلام یہ ہے۔ کہ اس کا مفہوم ثابت
اور اس کی تائید وہ حدیث بھی کرتی ہے
جسے ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں زبیرؓ بن
العوام سے روایت کیا ہے۔ "اے اللہ
میں اور میری امت کے نیک لوگ
تکلف سے بری ہیں۔ نیز ابن عساکر نے
اسے زبیر بن ابی ہالہ یعنی ابن خدیجہؓ زوجہ
النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان الفاظ کے

أُمِّ خَدِيجَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَقَدْ يُقْتَبَسُ ذٰلِكَ مِنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَمَا أَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ ‏۔

ساتھ روایت کیا ہے ۔میں اور میری امت تکلف سے بری ہے ۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے قول سے بھی ثابت ہے ۔ اور میں تکلف کرنے والوں میں سے نہیں ہوں"۔

۱۴۴۔ حَدِيثُ تَمْكُثُ إِحْدٰكُنَّ شَطْرَ عُمُرِهَا لَا تُصَلِّي وَلَفْظُ الزَّرْكَشِيِّ شَطْرَ دَهْرِهَا قَالَ ابْنُ مَنْدَهْ لَا يَثْبُتُ وَقَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ لَا يُعْرَفُ وَقَالَ النَّوَوِيُّ بَاطِلٌ وَقَالَ الْبَيْهَقِيُّ طَلَبْتُهُ فَلَمْ أَجِدْ لَهٗ إِسْنَادًا وَالْحَاصِلُ أَنَّهٗ لَا أَصْلَ لَهٗ بِهٰذَا اللَّفْظِ مِنْ حَيْثُ مَبْنَاهُ وَإِلَّا فَيَقْرُبُ مِنْ مَعْنَاهُ مَا اتَّفَقَ عَلَيْهِ الشَّيْخَانِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ مَرْفُوعًا أَلَيْسَ إِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ فَذٰلِكَ مِنْ نُقْصَانِ دِينِهَا ‏۔

تم میں سے ہر ایک عورت اپنی عمر کے ایک حصہ تک نماز سے رکی رہتی ہے زرکشی کے الفاظ ہیں زمانہ کے ایک حصہ تک ابن مندہ کہتے ہیں یہ روایت ثابت نہیں ابن الجوزی کہتے ہیں یہ پہچانی نہیں جاتی ۔ نووی رح کہتے ہیں ۔ یہ روایت باطل ہے بیہقیؒ کہتے ہیں مجھے تلاش کے بعد اس کی سند دستیاب نہ ہوئی ۔حاصل کلام یہ ہے کہ ان الفاظ کے ساتھ یہ روایت ثابت نہیں لیکن بلحاظ مفہوم یہ اس حدیث کے قریب ہے جسے شیخین نے ابو سعیدؓ خدری سے مرفوعاً روایت کیا ہے ۔ کہ جب عورت کو حیض آتا ہے ۔ تو وہ نہ نماز پڑھتی ہے ۔ اور نہ روزے رکھتی ہے ۔ یہ اس کے دین کی کمی ہے ۔

۱۴۵۔ حَدِیْثُ تَنَاسَلُوْا اُبَاهِیْ بِكُمْ یَوْمَ الْقِیَامَةِ جَاءَ مَعْنَاهُ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ رَوَاهُ اَبِیْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِیْ وَالْبَیْهَقِیْ وَغَیْرِهِمْ مِنْ حَدِیْثِ مَعْقِلِ بْنِ یَسَارٍ مَرْفُوْعًا تَزَوَّجُوا الْوَلُوْدَ فَاِنِّیْ مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْاُمَمَ وَلِاَحْمَدَ وَالْبَیْهَقِیْ عَنْ اَنَسٍ كَذٰلِكَ وَصَحَّحَهٗ ابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ۔

نسل پیدا کیا کرو۔ میں تم لوگوں کے ذریعہ قیامت کے دن فخر کروں گا۔ اس مفہوم کی روایتیں صحابہ کی ایک جماعت سے مروی ہیں، ابوداؤد، نسائی رح اور بیہقی رح وغیرہ میں معقل رض بن یسار سے مرفوعاً مروی ہے۔ اولاد دینے والی عورتوں سے شادی کیا کرو۔ میں تمہارے ذریعہ دیگر امتوں پر کثرت حاصل کروں گا۔ احمد رح اور بیہقی رح نے انس رض سے بھی ایسی ہی روایت کی ہے اور ابن حبان رح اور حاکم رح نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

۱۴۶۔ حَدِیْثُ التَّوَكُّؤُ عَلَی الْعَصَا مِنْ سُنَّةِ الْاَنْبِیَاءِ كَلَامٌ صَحِیْحٌ وَلَیْسَ لَهٗ اَصْلٌ صَرِیْحٌ وَاِنَّمَا یُسْتَفَادُ مِنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی مَا تِلْكَ بِیَمِیْنِكَ یٰمُوْسٰی وَمِنْ فِعْلِ نَبِیِّنَا عَلَیْهِ السَّلَامُ فِیْ بَعْضِ الْاَحْیَانِ كَمَا بَیَّنْتُهٗ فِیْ رِسَالَةٍ وَاَمَّا حَدِیْثُ مَنْ بَلَغَ الْاَرْبَعِیْنَ وَ

عصا پر ٹیک لگانا انبیاء کی سنت ہے۔ کلام تو صحیح ہے۔ لیکن اس کے لئے کوئی واضح اصل موجود نہیں۔ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے اخذ کیا جا سکتا ہے۔ اے موسیٰ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے، اور بعض اوقات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی عصا لینا ثابت ہوتا ہے۔ میں نے اسے ایک رسالہ میں بیان کیا ہے اور یہ حدیث

لَمْ يُمْسِكِ الْعَصَا فَقَدْ عَصٰى فَلَيْسَ لَهٗ اَصْلٌ ۔	جو چالیس کو پہنچ جائے اور عصا نہ لے اس کی کوئی اصل نہیں ۔
۱۴۷۔ حَدِيْثُ التَّهْنِئَةِ بِالشُّهُوْدِ وَالْاَعْيَادِ مِمَّا اعْتَادَهُ النَّاسُ فِي بَعْضِ الْبِلَادِ لَمْ يَرِدْ فِيْهِ شَيْءٌ صَرِيْحٌ فِيْ هٰذَا الْمَبْنٰى وَلٰكِنَّهٗ صَحِيْحٌ فِي الْمَعْنٰى فَقَدْ لَقِيَ خَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ وَاثِلَةَ بْنَ الْاَسْقَعِ فِيْ يَوْمِ عِيْدٍ فَقَالَ تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكَ فَقَالَ نَعَمْ تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكَ وَاَسْنَدَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنِ الْاَشْبَهُ فِيْهِ الْوَقْفُ وَقَدْ ثَبَتَ اَنَّ اٰدَمَ لَمَّا حَجَّ بَيْتَ اللّٰهِ الْحَرَامَ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ بَرَّ حَجُّكَ قَدْ حَجَجْنَا قَبْلَكَ وَفِي الصَّحِيْحَيْنِ فَقِيَامُ طَلْحَةَ لِكَعْبٍ تَهْنِئَةً	مجامع یا عیدیں جس میں لوگ بعض شہروں میں جمع ہوں، مبارک باد وینا، ان الفاظ کے ساتھ کوئی صریح حدیث موجود نہیں۔ لیکن معنیٰ اس کے صحیح ہیں کیونکہ خالدؒ بن معدان عید کے روز واثلہؓ بن الاسقع سے ملے، تو فرمایا اللہ تعالیٰ ہم سے اور آپ سے قبول فرمائے، واثلہ نے جواب دیا ہاں اللہ تعالیٰ ہم سے بھی اور آپ سے بھی قبول فرمائے اور انہوں نے اسے حضورؐ کی جانب منسوب کیا۔ لیکن صحیح یہ ہے۔ کہ یہ موقوف ہے، اور یہ ثابت ہے کہ آدم علیہ السلام نے جب بیت اللہ الحرام کا حج فرمایا۔ تو فرشتوں نے کہا آپ کا حج نیک ہے۔ لیکن ہم نے آپ سے قبل حج کیا ہے۔ اور صحیحین میں ہے کہ طلحہ نے کھڑے ہو کر کعب کو ان کی توبہ قبول ہونے کی مبارک باد پیش کی۔ پڑوسی

بِثُبُوْتِہٖ اللہُ عَلَیْہِ وَیُؤْذِیْ فِیْ حُقُوْقِ الْجَارِ مِنَ الْمَرْفُوْعِ اِنْ اَصَابَہٗ خَیْرٌ ھَنَّاہُ اَوْ مُصِیْبَۃٌ عَزَّاہُ اِلٰی غَیْرِ مَا ھُوَ فِیْ مَبْنَاہُ وَمَعْنَاہُ ۔

کے حقوق میں مرفوعا مروی ہے اگر اسے بھلائی حاصل ہو۔ تو مبارک باد دو۔ اور اگر اسے مصیبت پہنچے۔ تو تعزیت کرو۔

حَرْفُ الثَّاءِ الْمُثَلَّثَۃِ

۱۴۸۔ حَدِیْثُ اَلثِّقَۃُ بِکُلِّ اَحَدٍ عَجْزٌ قَالَ السَّخَاوِیُّ لَا اَعْرِفُہٗ بِھٰذَا اللَّفْظِ قُلْتُ وَ مَعْنَاہُ صَحِیْحٌ اِذْ لَا یَنْبَغِیْ لِاَحَدٍ اَنْ یَّثِقَ بِغَیْرِ اللہِ فَاِنَّ مَنْ تَوَکَّلَ عَلَیْہِ کَفَاہُ وَمَنْ تَعَزَّزَ بِالْعَبِیْدِ اَذَلَّہُ اللہُ وَ فِی الْمَثَلِ لَا ذَ بِجُرْمُلَۃٍ وَھُوَ نَبْتٌ ضَعِیْفٌ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ وَیُقَوِّیْہِ حَدِیْثُ اَلْحَزْمُ سُوْءُ الظَّنِّ ۔

ہر ایک پر بھروسہ کرنا عاجزی ہے سخاوی کہتے ہیں میں ان الفاظ کے ساتھ اسے نہیں پہچانتا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اس کے معنی صحیح ہیں۔ کیونکہ کسی کے لئے یہ جائز نہیں۔ کہ وہ غیر اللہ پر بھروسہ کرے۔ کیونکہ اللہ پر جو بھروسہ کرتا ہے۔ اللہ اسے کافی ہے اور جو بندوں پر بھروسا کرتا ہے۔ اللہ اسے ذلیل کرتا ہے اور مثال ہے کہ اس نے حرملہ کے ساتھ پناہ حاصل کی۔ اور حرملہ ایک کمزور گھاس ہے اور اللہ کے سوا کسی میں قوت نہیں اور اس کی تائید حدیث الحزم سوء الظن بھی کرتی ہے۔

۱۴۹۔ حَدِیْثُ ثَلٰثٌ لَا یُرْکَنُ

تین چیزوں پر بھروسہ نہیں کیا

إِلَيْهِمَا الدُّنْيَا وَالسُّلْطَانُ وَالْمَرْأَةُ كَلَامٌ صَحِيحٌ فِي مَعْنَاهُ وَلَيْسَ بِحَدِيثٍ فِي مَبْنَاهُ ۔

جا سکتا۔ دنیا۔ بادشاہ اور عورت کلام معنوی لحاظ سے صحیح ہے لیکن لفظاً یہ حدیث نہیں ۔

حَرْفُ الْجِيمِ

۱۵۰۔ حَدِيثُ الْجَارِ إِلَى أَرْبَعِينَ الْمَعْرُوفُ مَا رَوَى الْبُخَارِيُّ فِي الْأَدَبِ الْمُفْرَدِ أَنَّهُ مِنْ قَوْلِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ وَقَدْ سُئِلَ عَنِ الْجَارِ فَقَالَ أَرْبَعُونَ دَارًا أَمَامَهُ وَأَرْبَعُونَ خَلْفَهُ وَأَرْبَعُونَ عَنْ يَمِينِهِ وَأَرْبَعُونَ فِي شِمَالِهِ وَكَذَا جَاءَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ

پڑوس چالیس تک ہے۔ اس میں مشہور حسن بصری کا قول ہے۔ جو بخاری رح نے ادب المفرد میں روایت کیا ہے ان سے پڑوس کے بارے میں دریافت کیا گیا۔ انہوں نے فرمایا چالیس گھر آگے چالیس پیچھے۔ چالیس دائیں اور چالیس بائیں۔ اسی قسم کا قول اوزاعی رح سے بھی مروی ہے ۔

۱۵۱۔ حَدِيثُ جُبِلَتِ الْقُلُوبُ عَلَى حُبِّ مَنْ أَحْسَنَ إِلَيْهَا وَبُغْضِ مَنْ أَسَاءَ إِلَيْهَا قَالَ السَّخَاوِيُّ يُرْوَى مَرْفُوعًا وَمَوْقُوفًا وَهُوَ بَاطِلٌ مِنَ الْوَجْهَيْنِ وَقَوْلُ ابْنِ عَدِيٍّ ثُمَّ الْبَيْهَقِيِّ

جو چیز انسان کو اچھی معلوم ہو اس کی محبت اور جو بری معلوم ہو اس کے بغض پر دل کی فطرت بنائی گئی ہے سخاوی کہتے ہیں یہ مرفوعاً اور موقوفاً ہر دو طرح سے مروی ہے لیکن ہر دو طرح باطل ہے۔ ابن عدی رح اور بیہقی کہتے ہیں۔ یہ موقوف ہے اور اعمش سے

اَنَّ الْمَوْقُوْفَ مَعْرُوْفٌ مِنَ	مشہور ہے۔ اور تاویل کی محتاج ہے کیونکہ
الْاَعْمَشِ یَحْتَاجُ اِلٰی تَاوِیْلٍ	ابن عدی اور بیہقی نے اسے ایسے لوگوں
فَاِنَّهُمَا اَوْرَدَا كَذٰلِكَ بِسَنَدِهٖ	سے روایت کیا ہے۔ جو کذب و وضع کے ساتھ
مَنْ یُتَّهَمُ بِالْكِذْبِ وَالْوَضْعِ	متہم ہیں۔ باوجودیکہ یہ روایت اعمش جیسے
بِسِیَاقِ اَجَلِ الْاَعْمَشِ عَنْ مَحَلِّهٖ	شخص سے ہے۔ اور بعض اوقات یہ
قَالَ وَرُبَمَا یَسْتَانِسُ بِمَا یُرْوٰی	بھی روایت کیا جاتا ہے۔ اے اللہ میرے
اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلِ الْفَاجِرَ عِنْدِیْ	لئے فاجر کے پاس نعمت نہ بنا دینا۔ کہ اس سے میرا
نِعْمَةً یَرْعَاهُ بِهَا قَلْبِیْ وَ بِحَدِیْثِ	قلب کی نگرانی کرے۔ اور ہدیہ والی حدیث
الْهَدِیَّةِ تَذْهَبُ بِالسَّمْعِ وَ	جس میں آتا ہے کہ وہ بینائی اور شنوائی کو ختم
الْبَصَرِ وَهُوَ ضَعِیْفٌ ۔	کر دیتا ہے۔ یہ بھی ضعیف ہے ۔
۱۵۲۔ حَدِیْثُ الْجَزَاءُ مِنْ جِنْسِ	جزاء عمل کی جنس سے ہے سخاوی کہتے
الْعَمَلِ قَالَ السَّخَاوِیُّ لَمْ اَقِفْ	ہیں ہم ان الفاظ سے واقف نہیں۔ لیکن
بِهٰذَا اللَّفْظِ وَیُشِیْرُ اِلَیْهِ قَوْلُهٗ	اللہ تعالےٰ کا قول اس کی جانب
تَعَالٰی وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا	اشارہ کرتا ہے۔ اگر تم سختی کرو۔ تو اتنی کرو
بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَجَزَاءُ	جتنی تم پر کی گئی ہے۔ برائی کا بدلہ اتنی برائی
سَیِّئَةٍ سَیِّئَةٌ مِثْلُهَا وَ كَمَا	کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ اور جیسا کرے گا۔
تَدِیْنُ تُدَانُ ۔	ویسا بھرے گا۔
۱۵۳۔ حَدِیْثُ جَنِّبُوْا مَسَاجِدَكُمْ	اپنی مسجدوں کو بچوں سے بچاؤ۔ بزار کہتے
صِبْیَانَكُمْ قَالَ الْبَزَّارُ لَیْسَ لَهٗ	ہیں اس کی کوئی اصل نہیں۔ لیکن سخاوی

أصل ولعقبه السخاوي بأنه
أخرجه ابن ماجة مطولا و
سنده ضعيف قال السيوطي
حديث جنبوا مساجدكم
مجانينكم وصبيانكم رواه
ابن ماجة عن واثلة بن
الأسقع والطبراني عن أبي
الدرداء وأبي أمامة۔

نے ان پر اعتراض کیا ہے۔ کہ ابن ماجہ نے
اس حدیث کو مطولاً روایت کیا ہے۔
اگرچہ اس کی سند ضعیف ہے۔
سیوطیؒ کہتے ہیں۔ کہ یہ حدیث کہ اپنی
مسجدوں کو بچوں اور مجنونوں سے بچاؤ
اسے ابن ماجہ نے واثلہ بن الاسقع سے اور
طبرانیؒ نے ابوالدرداءؓ اور ابوامامہؓ سے
روایت کیا ہے۔

۱۵۴ - حديث جهد المقل
دموعه قال ابن الديبع
هو معنى حديث أفضل
الصدقة جهد المقل دموعه
الذي أخرجه أبو داود وغيره
عن أبي هريرة موفوعا قلت
والفرق بين المعنيين أن
الأول يشير إلى أنه لا يملك
شيئا غير دموعه مبالغة
في فقره وفاقته والحديث
يراد به أنه إذا كان فقيرا

مجبور کی کوشش اس کے آنسو ہیں
ابن الدبیع کہتے ہیں۔ یہ اس حدیث کے
معنی ہیں۔ جس میں آتا ہے۔ مجبور کی جانب
سے افضل صدقہ اس کے آنسو ہیں۔ یہ روایت
ابوداؤد وغیرہ نے ابوہریرہؓ سے مرفوعاً نقل کی
ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ میرے نزدیک
دونوں معنی میں فرق یہ ہے۔ کہ مجبور بجز آنسوؤں
کے کسی شے کا مالک نہیں ہوتا اپنے فقر وفاقہ
کی زیادتی کی بنا پر۔ اور دوسری حدیث کا مقصد
یہ ہے۔ کہ جب انسان فقیر ہو۔ اور کچھ تھوڑا
سا مال جو اس کے پاس ہے وہ بھی اللہ

وَاَعْطٰى شَيْئًا قَلِيلًا مِمَّا عِنْدَهٗ فَهُوَ اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ كَمَا وَرَدَ سَبَقَ دِرْهَمٌ مِائَةَ اَلْفِ دِرْهَمٍ۔

تعالیٰ کی راہ میں دے۔ تو یہ افضل صدقہ ہے۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔ کہ ایک درہم ایک لاکھ سے بڑھ گیا۔

۱۵۵۔ حَدِيثُ جَوْرُ التُّرْكِ وَلَا عَدْلُ الْعَرَبِ كَلَامٌ سَاقِطٌ لَا حَدِيثٌ ذَكَرَهُ ابْنُ الدَّيْبَعِ وَاَقُوْلُ هُوَ كُفْرٌ بِظَاهِرِهٖ حَيْثُ فَضَّلَ ظُلْمَ جَمَاعَةٍ عَلٰى عَدْلِ جَمَاعَةٍ مَعَ اَنَّ اَهْلَ الْعَدْلِ اَحْسَنُ اَجْنَاسِ النَّاسِ وَاَهْلَ الْجَوْرِ اَضَلُّهُمُ الْاَجْنَاسِ۔

ترکوں کا ظلم اور نہ عرب کا انصاف کلام ساقط ہے۔ نہ کہ حدیث۔ ابن الدیبع نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں میرے نزدیک یہ بظاہر کفر ہے کیونکہ ایک جماعت کے ظلم کو دوسری جماعت کے عدل پر فضیلت دی گئی ہے باوجود اس بات کے کہ اہل عدل لوگوں میں سب سے بہتر اور ظالم سب سے بدتر ہیں۔

۵۶۔ حَدِيثُ اَلْجُوْعُ كَافِرٌ لَا يَرْحَمُ عَلٰى صَاحِبِهٖ فِيْ حَالَتِهٖ وَقَاتِلُهٗ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَيْ دَافِعُهٗ عَنْ مُسْلِمٍ مُضْطَرٍّ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَمَعْنَاهُ صَحِيْحٌ وَاَمَّا مَبْنَاهُ فَكَمَا قَالَ ابْنُ الدَّيْبَعِ

بھوک کافر ہے۔ اپنے ساتھی پر بھی رحم نہیں کرتی۔ کسی حال میں بھی اور اسے قتل کرنے والا۔ یعنی مسلم سے بھوک کو دفع کرنے والا جنتی ہے معنی تو اس کے صحیح ہیں۔ لیکن اس کے الفاظ بازاروں میں ضرور

أَنَّهُ كَلَامٌ يُدَوَّرُ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَيْسَ بِحَدِيثٍ۔

رائج ہیں - لیکن یہ حدیث نہیں۔

۱۵۷ - حَدِيثُ الْجِيزَةُ رَوْضَةٌ وَمِصْرُ خَزَائِنُ اللّٰهِ فِي أَرْضِهِ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ كَذِبٌ مَوْضُوعٌ وَفِي النِّهَايَةِ أَنَّ الْجِيزَةَ بِكَسْرِ الْجِيمِ وَسُكُونِ الْيَاءِ قَرْيَةٌ قُبَالَةَ مِصْرَ عَلَى النِّيلِ۔

جیزہ ایک باغ ہے۔ اور مصر اللہ کی زمین میں اس کا خزانہ ہے۔ امام عسقلانی رح فرماتے ہیں۔ یہ جھوٹ ہے اور موضوع ہے۔ نہایہ میں ہے کہ جیزہ دریائے نیل کے کنارے پر مصر میں ایک گاؤں ہے۔

حَرْفُ الْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ

۱۵۸ - حَدِيثُ حَاكُوا الْبَاعَةَ فَإِنَّهُ لَا ذِمَّةَ لَهُمْ لَكِنْ ذَكَرَهُ ابْنُ الدَّيْبَعِ بِتَشْدِيدِهَا كَافٌ مِنْ غَمًّا وَلَفْظًا لِلسُّيُوطِيِّ حَاكُوا بِالْفَلَكِ وَقَالَ لَا أَصْلَ لَهُ وَفِي مُسْنَدِ أَبِي يَعْلَى مِنْ حَدِيثِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ مَرْفُوعًا اَلْمَغْبُونُ لَا مَأْجُورٌ وَلَا مَحْمُودٌ وَأَخْرَجَهُ أَبُو الْقَاسِمِ الْبَغَوِيُّ

بیع کو بیان کر دیا کرو۔ کیونکہ یہ لوگوں کے لئے ضروری ہے۔ اس روایت کا ابن الدیبع رح نے ذکر کیا ہے۔ سیوطی رح کہتے ہیں، اس کی کوئی اصل نہیں۔ مسند ابی یعلیٰ رح میں حسین رض بن علی رض سے مرفوعاً مروی ہے مغبون وہ ہے۔ جس میں نہ ظلم ہو اور نہ قابل تعریف ہو۔ ابو القاسم رح البغوی نے کامل رح بن طلحہ کے واسطے سے ابو ہشام القناد سے روایت کی ہے۔ کہ میں بصرہ سے

مِنْ طَرِیْقِ کَامِلِ بْنِ طَلْحَۃَ
عَنْ اَبِیْ ھِشَامِ الْقَنَّادِ قَالَ
کُنْتُ اَحْمِلُ الْمَتَاعَ مِنَ الْبَصْرَۃِ
اِلَی الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ
طَالِبٍ فَکَانَ یُمَاکِسُنِیْ فِیْہِ
فَلَعَلِّیْ لَا اَقُوْمُ مِنْ عِنْدِہٖ حَتّٰی
یَھَبَ عَامَّتَہٗ قُلْتُ یَا ابْنَ
رَسُوْلِ اللّٰہِ اَجِیْئُکَ بِالْمَتَاعِ
مِنَ الْبَصْرَۃِ تُمَاکِسُنِیْ فِیْہِ
فَلَعَلِّیْ لَا اَقُوْمُ حَتّٰی تَھَبَ
عَامَّتَہٗ فَقَالَ اِنَّ اَبِیْ حَدَّثَنِیْ
یَرْفَعُ الْحَدِیْثَ اِلَی النَّبِیِّ عَلَیْہِ
السَّلَامُ قَالَ الْمَغْبُوْنُ لَا مَاجُوْرٌ
وَلَا مَحْمُوْدٌ قَالَ الْبَغَوِیُّ الْوَھْمُ
مِنْ کَامِلٍ وَرَوٰی غَیْرُہٗ عَنْ
اَبِیْ ھِشَامٍ قَالَ کُنْتُ اَحْمِلُ
الْمَتَاعَ اِلٰی عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ
قَالَ الْعَسْقَلَانِیُّ وَرَدَ بِسَنَدٍ
ضَعِیْفٍ بِلَفْظِ مَاکِسُوا الْبَاعَۃَ

حسین رضؓ بن علیؓ کے پاس سامان لے جایا
کرتا تھا۔ تو وہ مجھے اس میں کم کر دیا کرتے
تھے۔ میں جب تک ان کے پاس ٹھہرتا
وہ اکثر اس میں سے ہبہ کر دیتے۔ میں نے
عرض کیا اے ابن رسولؐ میں آپ کے
پاس بصرہ سے سامان لے کر آتا ہوں اول
تو آپ میرے پاس کچھ چھوڑ دیتے
ہیں۔ اور پھر میرے جانے سے قبل اکثر
ہبہ کر دیتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا مجھ
سے میرے والد نے مرفوعاً یہ حدیث
بیان کی ہے۔ آپ نے فرمایا تھا غبن وہ
ہے جس میں نہ ظلم ہوا اور نہ وہ قابل
تحسین ہو۔ بغوی رح کہتے ہیں۔ اس میں
کامل کی جانب سے وہم ہوا ہے۔ اس
کے علاوہ ابو ہشام سے اسے اوروں نے
بھی روایت کیا ہے۔ ابو ہشامؒ کہتے ہیں
میں حسینؓ بن علیؓ کے پاس سامان لے کر
جایا کرتا تھا۔ العسقلانی رح کہتے ہیں یہ روایت
سند ضعیف کے ساتھ ان الفاظ سے بھی مروی

فَاِنَّهُ لَا خَلَاقَ لَهُمْ قَالَ وَوَرَدَ بِسَنَدٍ قَوِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ اَنَّهُ قَالَ كَانَ يُقَالُ مَا كَسَبُوْا الْبَاعَةَ فَاِنَّهُ لَا خَلَاقَ لَهُمْ۔

ہے، جو کچھ انہوں نے بیع سے کمایا اس میں ان کا کچھ حصہ نہیں۔ سند قوی کے ساتھ سفیان ثوریؒ سے مروی ہے کہ یہ کہا جاتا تھا کہ جو کچھ انہوں نے بیع سے کمایا اس میں ان کا کچھ حصہ نہیں۔

۱۵۹- حَدِيْثُ حُبِّبَ اِلَيَّ مِنْ دُنْيَاكُمْ ثَلٰثٌ اَلطِّيْبُ وَالنِّسَاءُ وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ الزَّرْكَشِيُّ رَوَاهُ النِّسَائِيُّ وَالْحَاكِمُ مِنْ حَدِيْثِ اَنَسٍ بِدُوْنِ لَفْظِ ثَلَاثٍ وَقَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ اَقِفْ عَلٰى لَفْظِ ثَلَاثٍ اِلَّا فِيْ مَوْضِعَيْنِ مِنَ الْاِحْيَاءِ وَفِيْ تَفْسِيْرِ اٰلِ عِمْرَانَ مِنَ الْكَشَّافِ وَمَا رَاَيْتُهَا فِيْ شَيْءٍ مِنْ طُرُقِ هٰذَا الْحَدِيْثِ بَعْدَ مَزِيْدِ التَّفْتِيْشِ قَالَ وَزِيَادَتُهُ مُخْتَلِفَةٌ لِلْمَعْنٰى فَاِنَّ الصَّلٰوةَ لَيْسَتْ مِنَ الدُّنْيَا ثُمَّ وَجْهُهُ مِنْ جِهَةِ الْمَبْنٰى

تمہاری دنیا کی مجھے تین چیزیں محبوب ہیں خوشبو، عورت اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔ زرکشیؒ کہتے ہیں اسے نسائی اور حاکم نے بغیر لفظ ثلاث (تین) کے انسؓ سے روایت کیا ہے سخاویؒ کہتے ہیں میں اس لفظ ثلاث سے واقف نہیں۔ سوائے اس کے کہ غزالی نے احیاء میں دو جگہ پر نقل کیا ہے۔ کشاف کی تفسیر آل عمران میں ہے، کہ میں نے اس حدیث کے مختلف طریقوں کو دیکھا لیکن تفتیش کے باوجود یہ الفاظ ثلاث نظر نہ آئے صاحب کشاف کہتے ہیں کہ اس کی زیادت معنی کے لحاظ سے مختلف ہو جائے گی۔ کیونکہ نماز امور دنیا میں شامل نہیں۔ تیرے نزدیک یہ حدیث بلحاظ الفاظ بھی صحیح ہے۔ کیونکہ

نعم قال السيوطي في تخريج احاديث الشفاء لكن عند احمد من حديث عائشة كان يعجب نبي الله من الدنيا ثلاثة اشياء النساء والطيب والطعام فاصاب اثنتين و لم يصب واحدة اصاب النساء والطيب ولم يصب الطعام قال اسناده صحيح الا ان فيه رجلا لم يسم قلت فيصير اسناده حسنا واما صحته من جهة المعنى فلوقوع قرة عينه في الدنيا جعل كانه منها ويؤيده ما جاء في رواية الطيب ثم النساء وقرة عيني في الصلوة و هل المراد بالصلوة العبادة الموضوعة لسائر الانام او مراد الصلوة عليه السلام۔

سیوطی تخریج احادیث الشفاء میں فرماتے ہیں۔ امام احمد نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کو دنیا کی تین چیزیں پسند تھیں۔ خوشبو عورت اور کھانا۔ اس میں دو یعنی خوشبو اور عورت پہلی روایت کے مطابق ہوئی ہیں۔ صرف ایک یعنی کھانا پہلی روایت کی مطابقت میں نہیں۔ سیوطیؒ کہتے ہیں اس کی سند صحیح ہے بجز اس کے کہ امام احمد نے ایک راوی کا نام نہیں لیا۔ ملا علیؒ قاری فرماتے ہیں۔ اس طرح اس کی اسناد حسن ہوئی۔ اور رہا معنوی لحاظ سے۔ تو کیونکہ آنکھوں کی ٹھنڈک دنیا میں واقع ہو رہی ہے تو اس لحاظ سے وہ دنیا میں شامل ہوئی۔ اور اس کی وہ روایت تائید کرتی ہے۔ جس میں یہ ذکر ہے کہ مجھے خوشبو۔ عورت محبوب ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ اور ہو سکتا ہے۔ کہ صلوۃ سے وہ عبادت مراد ہو۔ جو تمام مخلوق کے لئے وضع کی گئی ہے یا نبی اکرم صلعم پر درود ہو۔

١٦٠ - حَدِيثُ حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِي وَيُصِمُّ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَقَدْ بَالَغَ الصَّغَانِيُّ فِيهِ وَحَكَمَ بِالْوَضْعِ عَلَيْهِ قَالَ السَّخَاوِيُّ وَيَكْفِينَا سُكُوتُ أَبِي دَاوُدَ عَلَيْهِ فَلَيْسَ بِمَوْضُوعٍ وَلَا شَدِيدُ الضُّعْفِ فَهُوَ حَسَنٌ قُلْتُ وَذَكَرَ الزَّرْكَشِيُّ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَقَالَ الْوَقْفُ أَشْبَهُ وَرُوِيَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ وَلَا يَثْبُتُ وَسَكَتَ عَلَيْهِ السُّيُوطِيُّ مَعَ أَنَّهُ ذَكَرَهُ فِي الْجَامِعِ الصَّغِيرِ وَقَالَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبُخَارِيُّ فِي تَارِيخِهِ وَأَبُو دَاوُدَ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَالْخَرَائِطِيُّ فِي اعْتِلَالِ الْقُلُوبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَابْنُ عَسَاكِرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُنَيْسٍ انْتَهَى فَالْحَدِيثُ

کسی شے کی محبت اندھا اور گونگا کر دیتی ہے۔ اسے ابوداؤدؒ نے روایت کیا ہے صغانیؒ نے بہت مبالغہ سے کام لیا اور اس پر وضع کا حکم لگا دیا۔ امام سخاویؒ فرماتے ہیں۔ ہمارے لئے ابوداؤدؒ کی خاموشی کافی ہے۔ اس لحاظ سے نہ تو یہ موضوع ہے۔ اور نہ شدید ضعیف ہے۔ ملا علیؒ قاری فرماتے ہیں۔ زرکشیؒ نے اسے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اس میں وقف زیادہ صحیح ہے۔ اور یہ امیر معاویہؓ سے بھی روایت کی گئی ہے۔ اگرچہ ان سے ثابت نہیں۔ سیوطیؒ نے اسے جامع الصغیر میں روایت کر کے سکوت کیا ہے۔ اور سیوطیؒ کہتے ہیں۔ کہ اس حدیث کو احمدؒ بخاریؒ (تاریخ) ابوداؤدؒ نے ابوالدرداءؓ سے خرائطی نے اعتلال القلوب میں ابوہریرہؓ سے اور ابن عساکرؒ نے عبداللہ بن انیس سے روایت کیا ہے۔ تو اس لحاظ سے یہ حدیث صحیح لذاتہ ہوئی۔ یا صحیح لغیرہ کیونکہ کثرت

إنما صحيح لذاته أو لغيره فيرتقي من درجة الحسن لذاته بكثرة رواته وقوة صفاته ۔

رواۃ اور قوت صفات کی بنا پر اس کا درجہ حسن لذاتہ سے بڑھ جاتا ہے ۔

۱۶۱ - حدیث الحبیب لا یعذب حبیبہ قال السخاوی ما علمتہ فی المرفوع وقولہ تعالیٰ وقالت الیھود والنصاریٰ نحن أبناء الله وأحباؤه قل فلم یعذبکم بذنوبکم یشیر إلیہ أی إلی صحۃ معناہ وإن لم یثبت مبناہ ۔

کسی حبیب کے محبوب کو عذاب نہیں دیا جائے گا۔ سخاوی کہتے ہیں میں اس روایت کو مرفوعاً نہیں جانتا۔ اور اللہ تعالیٰ کا قول "اور یہود و عیسائی کہتے ہیں ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں۔ آپ فرما دیجئے پھر وہ تمہیں تمہارے گناہوں کے عوض کیوں سزا دیتا ہے"، یہ آیت صحت معنی کی جانب اشارہ کرتی ہے۔ اگرچہ صحت لفظ ثابت نہیں ہوتی ۔

۱۶۲ - حدیث حب الدنیا رأس کل خطیئۃ قال بعضھم موضوع ومنھم ابن تیمیۃ حیث جزم بأنہ من قول جندب البجلی وقد رواہ البیھقی فی الشعب بإسناد حسن إلی الحسن البصری رفعہ مرسلا قال السیوطی و

دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے ۔ بعض محدثین کا خیال ہے کہ یہ موضوع ہے۔ امام ابن تیمیہؒ اسے جندبؓ البجلی کا قول قرار دیتے ہیں بیہقی رحمہ نے اپنی شعب الایمان میں اسے حسنؒ بصری سے مرفوعاً و مرسلاً روایت کیا ہے۔ سیوطیؒ نے اس حدیث کو موضوعات میں شمار کیا ہے۔ لیکن حافظ ابن حجرؒ العسقلانی فرماتے ہیں۔ کہ حسن بصری تک سند حسن

قَدْ عَدَّ الْحَدِيْثَ فِي الْمَوْضُوْعَاتِ	ہے۔ اور علیؒ ابن المدینی نے مرسلات
وَتَعَقَّبَهٗ شَيْخُ الْاِسْلَامِ ابْنُ	حسنؒ کی تعریف کی ہے۔ امام ذہبیؒ نے
الْحَجَرِ بِاَنَّ الْمَدِيْنِيَّ اَثْنٰى عَلٰى	حسنؒ کو مدلس قرار دیا ہے۔ اور فرمایا ہے
مَرَاسِيْلِ الْحَسَنِ وَالْاِسْنَادُ	کہ ان کی روایات حجت نہیں ہو سکتیں) دیلمی
حَسَنٌ اِلَيْهِ وَقَدْ اَوْرَدَهُ الدَّيْلَمِيُّ	نے اپنی مسند میں اس حدیث کو حضرت
مِنْ حَدِيْثِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ	علی رضؓ سے بھی روایت کیا ہے۔ لیکن وہ
فِيْ مُسْنَدِهٖ وَلَمْ يَذْكُرْ لَهٗ	اس کی کوئی سند نہیں لائے۔ تاریخ ابن عساکر
اِسْنَادًا وَهُوَ فِيْ تَارِيْخِ ابْنِ	میں یہ حدیث سعد بن مسعود الصدفی
عَسَاكِرَ عَنْ سَعْدِ بْنِ مَسْعُوْدٍ	التابعی سے ان الفاظ کے ساتھ مروی
الصَّدَفِيِّ التَّابِعِيِّ بِلَفْظِ حُبُّ	ہے۔ کہ دنیا کی محبت تمام گناہوں کی
الدُّنْيَا رَأْسُ الْخَطَايَا اِنْتَهٰى	جڑ ہے۔ ابو نعیمؒ نے اپنی حلیہ میں سفیان ثوری
وَهُوَ عِنْدَ اَبِيْ نُعَيْمٍ فِيْ تَرْجَمَةِ	کے ذکر میں یہ حضرت عیسٰیؑ کا قول بیان کیا
سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ مِنَ الْحِلْيَةِ	ہے۔ ابو الدنیاؒ نے اپنی مکائد الشیطان
مِنْ قَوْلِ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ	میں اسے مالکؒ بن دینار کا قول بیان
وَعِنْدَ اَبِي الدُّنْيَا فِيْ مَكَائِدِ	کیا ہے۔ ملا علیؒ قاری فرماتے ہیں جن لوگوں
الشَّيْطَانِ لَهٗ مِنْ قَوْلِ مَالِكِ	نے اسے موضوع قرار دیا ہے۔ انہوں نے
بْنِ دِيْنَارٍ اَقُوْلُ الْقَائِلُ بِاَنَّهٗ	اس کے اسناد کی تصریح نہیں کی۔ اور اسانید
مَوْضُوْعٌ لَمْ يُصَرِّحْ بِاِسْنَادِهٖ	مختلف ہیں اور جمہور کے نزدیک جب کہ ان
وَالْاَسَانِيْدُ مُخْتَلِفَةٌ وَالْمُرْسَلُ	کی اسناد صحیح حجت ہیں لیکن محدثین مرسل کو

حُجَّۃٌ عِنْدَ الْجُمْہُوْرِ اِذَا صَحَّ اِسْنَادُہٗ وَلِھٰذَا قَالَ اِبْنُ الْمَدِیْنِیْ مُرْسَلَاتُ الْحَسَنِ اِذَا رَوَاھَا عَنْہُ الثِّقَاتُ صِحَاحٌ وَقَالَ الدَّارَقُطْنِیْ فِیْ مَرَاسِیْلِہٖ ضُعْفٌ فَالْاِعْتِمَادُ عَلٰی حَمَادِ الْاِسْنَادِ۔	قبول نہیں کرتے، اسی لئے ابن المدینیؒ کہتے ہیں حسنؒ کی مرسلات جب ان سے ثقہ لوگ روایت کریں صحیح ہیں دارقطنی مراسیل حسن کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اس میں ضعف پایا جاتا ہے۔ لیکن اعتماد سندوں پر ہوگا۔

فائدہ۔ مرسلات کے بارے میں اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہؒ امام مالکؒ اور اہل کوفہ کے نزدیک مرسلات قابل قبول ہیں۔ اکثر محدثین کے نزدیک کوئی مرسل قابل قبول نہیں۔ بلکہ اس راوی کی مرسلات میں بھی وہ تامل کرتے ہیں جو صرف ثقہ سے روایت کرتا ہو۔ اور احتیاط اسی میں ہے۔ اور بعض محدثین کے نزدیک اس ثقہ کی روایات قابل قبول ہیں جو ثقہ سے روایت کرتا ہو۔ جیسے ابرہیم نخعیؒ مجاہدؒ۔ عطاءؒ اور امام مالکؒ کی بلاغات۔ اکثر محدثین کے نزدیک قابل قبول ہیں۔ لیکن اگر راوی مدلس ہو۔ تو اس کی مرفوع روایت بھی حجت نہیں۔ کجا کہ مرسل اور حسن بصریؒ کو امام ذہبیؒ اور امام طحاویؒ مدلس قرار دیتے ہیں۔ اور حسن بصریؒ سب سے پہلے وہ شخص ہیں جن پر قدری ہونے کا الزام لگایا گیا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ حسن کی مرفوعات میں محدثین کا اختلاف ہے۔ کجا کہ ان کی مرسل۔

۱۶۳۔ حَدِیْثُ حُبُّ الْوَطَنِ	وطن کی محبت بھی ایمان میں داخل ہے

مِنَ الْاِیْمَانِ قَالَ الزَّرْکَشِیُّ
لَمْ اَقِفْ عَلَیْہِ وَقَالَ السَّیِّدُ
مُعِیْنُ الدِّیْنِ الصَّفَوِیُّ لَیْسَ
بِثَابِتٍ وَقِیْلَ اَنَّہٗ مِنْ کَلَامِ
بَعْضِ السَّلَفِ قَالَ السَّخَاوِیُّ
لَمْ اَقِفْ عَلَیْہِ وَمَعْنَاہُ صَحِیْحٌ
قَالَ الْمَنُوْفِیُّ مَا ادَّعَاہُ مِنْ
صِحَّۃِ مَعْنَاہُ عَجِیْبٌ اِذْ لَا
مُلَازَمَۃَ بَیْنَ حُبِّ الْوَطَنِ
وَبَیْنَ الْاِیْمَانِ وَیَرُدُّہٗ قَوْلُہٗ
تَعَالٰی وَلَوْ اَنَّا کَتَبْنَا عَلَیْہِمْ
فَاِنَّہٗ دَلَّ عَلٰی حُبِّہِمْ وَطَنَہُمْ
مَعَ عَدَمِ تَلَبُّسِہِمْ بِالْاِیْمَانِ
اِذْ ضَمِیْرُ عَلَیْہِمْ لِلْمُنَافِقِیْنَ کَذَا
تَعَقَّبَہٗ بَعْضُہُمْ بِاَنَّہٗ لَیْسَ
فِیْ کَلَامِہٖ اَنَّہٗ لَا یُحِبُّ الْوَطَنَ
اِلَّا الْمُؤْمِنُ وَاِنَّمَا فِیْہِ اِنَّ
حُبَّ الْوَطَنِ لَا یُنَافِی الْاِیْمَانَ
اِنْتَہٰی وَلَا یَخْفٰی اَنَّ مَعْنَی الْحَدِیْثِ

زرکشی کہتے ہیں میں اس سے واقف نہیں ہوا سید
معین الدین صفوی کہتے ہیں یہ ثابت نہیں ہے
بھی کہا جاتا ہے کہ یہ بعض سلف کا کلام ہے سخاوی
کہتے ہیں میں اس حدیث سے واقف نہیں لیکن
معنی اس کے صحیح ہیں۔ منوفی فرماتے ہیں سخاویؒ
نے جو اس کی صحت معنی کا دعویٰ کیا ہے وہ بھی
عجیب ہے کیونکہ حب وطن اور ایمان کے درمیان
کوئی تعلق نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ قول اس کی تردید
کرتا ہے اگر ہم ان پر یہ فرض کر دیتے کہ باہم ایک
دوسرے کو قتل کر دو یہ آیت یہ ثابت کرتی ہے کہ
انہیں اپنے وطنوں سے محبت تھی۔ باوجودیکہ ان کا
ایمان سے ذرہ برابر تعلق نہ تھا کیونکہ ضمیر منافقین
کی طرف راجع ہے۔ بعض اصحاب نے اس بات پر
اعتراض کیا ہے کہ حدیث میں یہ تو موجود نہیں کہ
وطن سے بجز مومن کے کوئی محبت نہیں کرتا۔
بلکہ مقصود یہ ہے کہ وطن کی محبت ایمان کے
منافی نہیں ہے (تو پھر وطن کی محبت ایمان کا
جزو نہیں ہو سکتی۔ اور اس شکل میں حدیث پھر
تاویل کی محتاج ہو گی۔ اور یہ بات مخفی نہیں ہے

حُبُّ الْوَطَنِ مِنْ عَلَامَةِ الْاِيْمَانِ
وَهِيَ لَا تَكُوْنُ اِلَّا اِذَا كَانَ الْحُبُّ
مُخْتَصًّا بِالْمُؤْمِنِ فَاِذَا اُوْجِدَ فِيْهِ
وَفِيْ غَيْرِهٖ لَا يَصْلُحُ اَنْ يَكُوْنَ
عَلَامَةَ قُبُوْلِهٖ وَمَعْنَاهُ صَحِيْحٌ
نَظَرًا اِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى حِكَايَةً
عَنِ الْمُؤْمِنِ وَمَا لَنَا اَلَّا نُقَاتِلَ
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا
مِنْ دِيَارِنَا فَصَحَّتْ مُعَارَضَتُهٗ
لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا
عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْا ثُمَّ الْاَظْهَرُ
فِيْ مَعْنَى الْحَدِيْثِ اِنْ صَحَّ
مَبْنَاهُ اَنْ يُحْمَلَ عَلٰى اَنَّ الْمُرَادَ
مِنَ الْوَطَنِ الْجَنَّةُ فَاِنَّهَا الْمَسْكَنُ
الْاَوَّلُ لِاَبِيْنَا اٰدَمَ عَلٰى خِلَافٍ
فِيْهِ اَنَّهٗ خُلِقَ فِيْهِ اَوْ دَخَلَ
بَعْدَ مَا تَكَمَّلَ وَاَتَمَّ اَوِ الْمُرَادُ
بِهٖ مَكَّةُ فَاِنَّهَا اُمُّ الْقُرٰى وَقِبْلَةُ
الْعَالَمِ اَوِ الرُّجُوْعُ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى

کہ حدیث کے معنی یہ ہوں گے۔ کہ حب وطن ایمان
کی علامت ہے۔ اور یہ ضروری نہیں کہ حب
وطن مومن کے ساتھ مخصوص ہو۔ کیونکہ وہ مومن میں
بھی پائی جاسکتی ہے اور ایک کافر میں بھی۔ تو
جب یہ عام ہوئی تو قبولیت کی علامت نہیں
بن سکتی۔ اس کے معنی اس لحاظ سے صحیح ہونگے
کہ خدا تعالیٰ نے مومنین کا واقعہ بیان کیا ہے
"ہم کیوں نہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں جب کہ
ہمیں ہمارے گھروں سے نکال دیا گیا"، تو یہ
آیت پہلی آیت کے معارض ہوئی۔ ولو انا کتبنا
علیہم ان اقتلوا۔ ان دونوں آیتوں میں کوئی
معارضت نہیں۔ اس لئے آیت ثانیہ سے بھی
حب وطن ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ مقصود یہ ہے
کہ جہاد فی سبیل اللہ سے جو شئے مانع تھی اب اس کا
وجود بھی باقی نہ رہا۔ تو اب ہمیں جہاد سے بھی کوئی
چیز نہیں روک سکتی۔ بہتر یہ ہے کہ اگر بالفرض الفاظ
حدیث بھی ثابت ہوں تو اس کے معنی یہ کئے جائیں
کہ وطن سے مراد جنت ہے۔ کیونکہ وہ مسکن اول ہے
کہ آدم اس میں پیدا کئے گئے یا بعد پیدائش داخل کئے گئے

عَلٰی طَرِیْقَۃِ الصُّوْفِیِّیْنَ فَاِنَّہُ	ہو سکتا ہے اس سے مراد مکہ ہو۔ کیونکہ اسے ام القریٰ
الْمَبْدَأُ وَالْمَعَادُ یُشِیْرُ اِلَیْہِ قَوْلُہُ	کہا گیا ہے۔ اور وہ تمام عالم کا قبلہ ہے یا صوفیاء
تَعَالٰی وَاِنَّ اِلٰی رَبِّکَ الْمُنْتَھٰی	کے طریقہ پر رجوع الی اللہ ہو۔ کیونکہ وہی ابتداء
اَوِ الْمُرَادُ الْوَطَنُ الْمُتَعَارَفُ لٰکِنْ	وانتہا رہے۔ اور اسی کی جانب اللہ تعالیٰ
بِشَرْطِ اَنْ یَکُوْنَ سَبَبُ حُبِّہٖ	کا قول اشارہ کرتا ہے "کہ تیرے رب ہی
صِلَۃَ اَرْحَامِہٖ وَاِحْسَانِہٖ اِلٰی	کی طرف انتہا ہو گی" اور اگر مراد اس سے وطن
اَھْلِ بَلَدِہٖ مِنْ فُقَرَائِہٖ وَ	متعارف لی جائے۔ تب بھی وہ ایک شرط کے
اَیْتَامِہٖ ثُمَّ التَّحْقِیْقُ اَنَّہٗ لَا یَلْزَمُ	ساتھ صحیح ہو گی۔ کہ وہ محبت صلہ رحمی، فقراء
مِنْ کَوْنِ الشَّیْءِ عَلَامَۃً لَہٗ	ویتامیٰ پر احسان کا سبب ہو۔ اور تحقیقاً یہ بات
اِخْتِصَاصُہٗ بِہٖ مُطْلَقًا بَلْ	ثابت ہوتی ہے۔ کہ کسی شئے کی علامت ہونا۔ یہ
یَکْفِیْ غَالِبًا اَلَا تَرٰی اِلَی الْحَدِیْثِ	خصوصیت نہیں ہوتا۔ بلکہ اکثر کو کافی ہوتا ہے کیا
حُسْنُ الْعَھْدِ مِنَ الْاِیْمَانِ وَ	تم ان احادیث کو نہیں دیکھتے جن میں آتا ہے
حُبُّ الْعَرَبِ مِنَ الْاِیْمَانِ مَعَ	اچھا عہد ایمان کی علامت ہے۔ اور عرب کی محبت
اَنَّھُمَا یُوْجَدَانِ فِیْ اَھْلِ الْکُفْرَانِ	ایمان کی علامت ہے۔ باوجودیکہ یہ اہل کفر میں
وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ ۔	بھی پائی جاتی ہیں۔

فائدہ میرے خیال میں وطن سے مراد بھی عرب ہے اور عرب سے اس لحاظ سے محبت کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت اسماعیلؑ کا وطن اور مرکز اسلام ہے۔ اس کی محبت ایمان میں داخل ہے اور یہ بات بھی واضح ہے کہ صحابہ کرام جن کی اکثریت عرب سے تعلق رکھتی تھی۔ اگر ہم تک اسلام کو نہ پہنچاتے تو آج ہم اس نعمت عظمیٰ سے محروم

ہوتے۔ تو گویا ہمارا اصل وطن بلحاظ اخوت یمانی عرب ہوا - اور یہ دونوں حدیثیں ایک دوسرے کی تفسیر ہیں۔

۱۶۴ - حَدِیْثُ حُبُّ الْھِرَّۃِ مَوْضُوْعٌ کَمَا قَالَہُ الصَّغَانِیُّ وَغَیْرُہٗ وَقَدْ بَسَطْتُ عَلَیْہِ بَعْضَ الْکَلَامِ فِیْ رِسَالَۃٍ مُسْتَقِلَّۃٍ لِتَحْقِیْقِ الْمَرَامِ وَالصَّحِیْحُ اَنَّہٗ مِنْ خِصَالِ اَھْلِ الْاِیْمَانِ وَھُوَ لَا یُنَافِیْ مَا اتَّصَفَ بِہٖ بَعْضُ اَھْلِ الْکُفْرَانِ کَسَائِرِ مَکَارِمِ الْاِحْسَانِ وَلَا یَقْدُرُ مِنْ عَلَامَۃِ الْاِیْمَانِ کَمَا تَوَھَّمَ السَّعْدُ وَالسَّیِّدُ وَاَغْرَبَ الثَّانِیْ حَیْثُ جَعَلَ اِضَافَتَہٗ مِنْ بَابِ اِضَافَۃِ الْمَصْدَرِ اِلٰی مَفْعُوْلِہٖ۔

بلی کی محبت والی روایت بھی موضوع ہے۔ جیسا کہ صغانی رح وغیرہ کا خیال ہے۔ میں نے ایک رسالہ میں مستقل طور پر اس پر کچھ تبصرہ کیا ہے۔ اور صحیح بات یہ ہے۔ کہ یہ اہل ایمان کی عادت میں داخل ہے اور یہ اس امر کے منافی نہیں ہے۔ جس سے بعض اہل کفر متصف کئے گئے ہیں۔ اور عمدہ عادات کی طرح اور یہ ایمان کی علامت نہیں بن سکتی جیسا کہ سعد رح اور سید رح کو وہم ہوا ہے اور سید رح نے مصدر کی اضافت مفعول کی جانب کرکے اسے غریب قرار دیا ہے۔

۱۶۵ - حَدِیْثُ حَبَّذَا الْمُتَخَلِّلُوْنَ مِنْ اُمَّتِیْ قَالَ الصَّغَانِیُّ وَضْعُہٗ ظَاھِرٌ وَفَسَّرَہٗ بِتَخْلِیْلِ الْاَصَابِعِ

میری امت کے خلال کرنے والوں کو مبارک بادی ہو صغانی کہتے ہیں اس کا موضوع ہونا ظاہر ہے۔ اور انہوں نے اس کی تفسیر

فِی الْوُضُوْءِ اَوْ تَخْلِیْلِ مَا بَعْدَ الطَّعَامِ قُلْتُ اَمَّا مَبْنَاہُ مَوْضُوْعٌ ظَاهِرٌ وَاَمَّا مَعْنَاہُ فَثُبُوْتُہٗ ظَاهِرٌ بَاهِرٌ لِوُرُوْدِ الْاَحَادِیْثِ فِیْ تَخْلِیْلِ اللِّحْیَۃِ وَالْاَصَابِعِ حَتّٰی عُدَّا مِنَ السُّنَّۃِ الْمُؤَکَّدَۃِ فَیُنْظَرُ فِیْ رِجَالِ اِسْنَادِہٖ لِیُحْکَمَ عَلَیْہِ بِالتَّحْقِیْقِ وَاللّٰہُ وَلِیُّ التَّوْفِیْقِ۔

انگلیوں میں خلال اور کھانے کے بعد دانتوں میں خلال سے کی ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں بلحاظ الفاظ اس کا موضوع ہونا ظاہر ہے اور بلحاظ معنی اس کا ثبوت بھی ظاہر ہے کیونکہ متعدد احادیث داڑھی اور انگلیوں کے خلال کے بارے میں موجود ہیں حتی کہ انہیں سنت مؤکدہ میں شمار کیا گیا ہے۔ اس کے رواۃ کی جانب نظر کر لی جائے تاکہ بالتحقیق حکم لگایا جا سکے۔

۱۶۶۔ حَدِیْثُ اَلْحَجُّ جِهَادُ کُلِّ ضَعِیْفٍ تَسَاهَلَ الصَّغَانِیُّ حَیْثُ اَدْرَجَہٗ فِی الْمَوْضُوْعَاتِ وَقَدْ اَوْرَدَہٗ اَحْمَدُ بْنُ مَاجَۃَ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَیْنِ عَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ مَرْفُوْعًا وَاِسْنَادُہٗ حَسَنٌ۔

حج ہر ضعیف کا جہاد ہے۔ صغانی کو غلطی ہوئی کہ انہوں نے اسے موضوعات میں شمار کیا۔ حالانکہ ابن ماجہ رح نے اس حدیث کو ابو جعفر رح محمد بن علی بن الحسین کے ذریعہ ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اور اس کی سند حسن ہے۔

فائدہ۔ ابو جعفر محمد بن علی کی یہ روایت مرسل ہے۔ کیونکہ انہیں ام سلمہ سے سماع حاصل نہیں۔ ان سے اسے روایت کرنے والا قاسم بن الفضل الحدانی ہے۔ اس کے بارے میں میں نہیں جانتا کہ وہ کس درجہ کا راوی ہے

باقی رواۃ ثقہ ہیں۔ بلحاظ معنی اس کی تائید حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وہ روایت بھی کرتی ہے۔ جس میں حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ کیا عورتوں پر جہاد ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ لیکن اس جہاد میں قتال نہیں۔ اور وہ حج اور عمرہ ہے۔

۱۶۷۔ حَدِيثُ الْحِجَامَةِ فِي نُقْرَةِ الرَّأْسِ تُورِثُ النِّسْيَانَ فَتَجَنَّبُوا ذٰلِكَ رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ مِنْ طَرِيقِ عُمَرَ بْنِ وَاصِلٍ قَالَ حَكَى مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوعًا وَابْنُ وَاصِلٍ اتَّهَمَهُ الْخَطِيبُ بِالْوَضْعِ لَا سِيَّمَا وَهُوَ حِكَايَةٌ وَقَدِ احْتَجَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي يَافُوخِهِ مِنْ وَجَعٍ كَانَ بِهِ۔

سر میں پچھنے لگوانا بھول پیدا کرتا ہے۔ اس سے بچو۔ دیلمی رحمہ نے اسے بواسطہ عمر بن واصل حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ خطیب رحمہ بغدادی نے عمر بن واصل پر وضع کی تہمت لگائی ہے اور یہ موجود ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درد کی بنا پر اپنے سر کے اگلے حصہ میں پچھنے لگوائے۔

۱۶۸۔ حَدِيثُ الْحَجُونِ وَالْبَقِيعِ يُؤْخَذَانِ بِأَطْرَافِهِمَا وَيُنْثَرَانِ فِي الْجَنَّةِ وَهُمَا مَقْبَرَتَانِ بِمَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ أَوْرَدَهُ الزَّمَخْشَرِيُّ فِي الْكَشَّافِ

حجون اور بقیع کے کونے پکڑ کر لے جایا جائے گا۔ اور ان لوگوں کو جنت میں اٹھایا جائے گا۔ حجون اور بقیع مکہ اور مدینہ میں قبرستان ہے اس حدیث کو زمخشری رحمہ نے کشاف میں نقل کیا ہے۔ زیلعی نے اپنی تاریخ میں اس

وَبَيَّضَ لَهُ الزَّيْلَعِيُّ فِي تَخْرِيْجِهِ وَتَبِعَهُ الْعَسْقَلَانِيُّ وَسَكَتَ عَنْهُ السُّيُوْطِيُّ •

کی سرخی قائم کی ہے۔ اور حافظ ابن حجر نے بھی اس معاملہ میں زیلعی کی متابعت کی ہے اور سیوطی نے اس پر سکوت اختیار کیا ہے •

فائدہ۔ اس کی تردید ترمذی رح کی وہ روایت کرتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا سب سے پہلے میرے لئے زمین پھاڑی جائے گی۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لئے۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ کے لئے۔ پھر میں اہل بقیع کے پاس آؤں گا۔ وہ میرے ساتھ اٹھائے جائیں گے۔ پھر میں اہل مکہ کا انتظار کروں گا۔ حتیٰ کہ میں مکہ اور مدینہ کے مابین ان سے مل جاؤں گا۔ امام ترمذی رح نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے •

۱۶۹۔ حَدِيْثُ حَذْفِ السَّلَامِ سُنَّةٌ قَالَ ابْنُ الْقَطَّانِ لَا يَصِحُّ مَرْفُوْعًا وَلَا مَوْقُوْفًا قُلْتُ اَخْرَجَهُ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَالْحَاكِمُ فِي صَحِيْحَيْهِمَا عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رَفَعَهُ الْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ. وَرَفَعَهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَسَنٌ صَحِيْحٌ ثُمَّ قِيْلَ مَعْنَاهُ لَا يُسْرِعُ الْاِمَامُ بِهِ لِئَلَّا يَسْبِقَهُ الْمَامُوْمُ

سلام حذف کرنا سنت ہے۔ ابن القطان رح کہتے ہیں۔ نہ یہ مرفوعاً صحیح ہے اور نہ موقوفاً۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ اس حدیث کو ابوداؤد رح۔ ترمذی رح ابن خزیمہ رح اور حاکم رح نے اپنی صحیحین میں ابوسلمہ رض کے ذریعہ ابوہریرہ رض سے روایت کیا ہے۔ حاکم رح نے اسے مرفوعاً نقل کر کے صحیح قرار دیا ہے اور ترمذی نے اسے مرفوعاً نقل کر کے کہا ہے۔ کہ یہ حسن صحیح ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں۔ کہ امام سلام میں جلدی کرے کہیں مقتدی اس سے

وَاَغْرَبَ بَعْضُ الْمَالِكِيَّةِ بِقَوْلِهِ هُوَ اَنْ لَا يَكُوْنَ فِيْهِ قَوْلُهُ وَرَحْمَةُ اللهِ ۔

سبقت نہ کر جائے۔ اور بعض مالکیہ کا قول اس معاملہ میں بہت ہی غریب ہے اور وہ یہ ہے کہ اس میں ورحمۃ اللہ نہ کہا جائے۔

۱۷۰۔ حَدِیْثُ الْحَدِیْثُ فِی الْمَسْجِدِ تَاْکُلُ الْحَسَنَاتِ کَمَا تَاْکُلُ الْبَهِیْمَةُ الْحَشِیْشَ لَمْ یُوْجَدْ کَذَا فِی الْمُخْتَصَرِ ۔

مسجد میں بات چیت کرنا نیکیوں کو ایسے ہی کھا جاتا ہے۔ جیسے چوپائے گھاس کو۔ یہ حدیث کہیں نہیں پائی جاتی۔ جیسا کہ مختصر میں ہے۔

۱۷۱۔ حَدِیْثُ حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ مِنْ کَلَامِ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخَزَّازِ ۔

نیکوں کی نیکیاں مقربین کی برائیاں ہیں۔ یہ ابو سعید رح خزاز کا کلام ہے۔

۱۷۲۔ حَدِیْثُ حَسِّنُوْا نَوَافِلَکُمْ تُکَمِّلُ بِهَا فَرَائِضَکُمْ لَا اَصْلَ لَهُ بِهٰذَا الْمَبْنٰی وَاِنْ کَانَ یَصِحُّ فِی الْمَعْنٰی ۔

اپنے نفلوں کو اچھی طرح پڑھا کرو۔ اس سے تمہارے فرائض کی تکمیل ہو جائے گی۔ ان الفاظ کے ساتھ کوئی اصل نہیں۔ اگرچہ یہ مضمون بلحاظ معنی صحیح ہے۔

۱۷۳۔ حَدِیْثُ الْحَسَنُ مَرْحُوْمٌ مِنْ کَلَامِ اَبِیْ حَازِمِ التَّابِعِیِّ ۔

حسن مرحوم ہے۔ یہ ابو حازم رحمہ اللہ تعالے تابعی کا کلام ہے۔

۱۷۴۔ حَدِیْثُ الْحَسُوْدُ لَا یَسُوْدُ مِنْ کَلَامِ بَعْضِ السَّلَفِ کَمَا

حاسد سردار نہیں ہوتا۔ رسالہ قشیری میں ہے۔ کہ یہ بعض سلف کا

فِی رِسَالَۃِ الْقُشَیْرِیِّ ۔ — کلام ہے ۔

۱۷۵ - حَدِیْثُ حُضُوْرِ مَجْلِسِ عَالِمٍ اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوۃِ اَلْفِ رَکْعَۃٍ کَذَا فِی الْاِحْیَاءِ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ الْعِرَاقِیُّ ذَکَرَہٗ الْجَوْزِیُّ فِی الْمَوْضُوْعَاتِ مِنْ حَدِیْثِ عُمَرَ وَلَمْ اَجِدْہٗ مِنْ طَرِیْقِ اَبِیْ ذَرٍّ ۔

عالم کی مجلس میں حاضر ہونا ایک ہزار رکعت نماز سے افضل ہے۔ اس حدیث کو غزالی نے احیاء میں ابو ذر رضؓ سے نقل کیا ہے۔ عراقی کہتے ہیں۔ جوزیؒ نے ایک روایت حضرت عمر رضؓ سے نقل کر کے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے۔ عراقیؒ کہتے ہیں میں نے ابو ذر رضؓ کی یہ حدیث کہیں نہیں دیکھی ۔

۱۷۶ - حَدِیْثُ الْحِفْظِ فِی الصِّغَرِ کَالنَّقْشِ فِی الْحَجَرِ لَیْسَ بِثَابِتٍ کَذَا لٰکِنْ رَوَاہُ الْخَطِیْبُ فِیْ جَامِعِہٖ مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا حِفْظُ الْغُلَامِ الصَّغِیْرِ کَالنَّقْشِ فِی الْحَجَرِ وَحِفْظُ الرَّجُلِ بَعْدَ مَا کَبُرَ کَالْکِتَابَۃِ عَلَی الْمَاءِ ۔

بچپن میں حفظ کر لینا پتھر پر نقش کی طرح ہے۔ یہ اس طرح ثابت نہیں ہے۔ لیکن خطیبؒ نے اپنی جامع میں ابن عباس رضؓ سے مرفوعاً ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے (چھوٹے بچے کا یاد کر لینا پتھر پر نقش کی طرح ہے۔ اور بڑے ہو جانے کے بعد یاد کرنا۔ ایسا ہے۔ جیسے پانی پر لکھنا ۔

۱۷۷ - حَدِیْثُ حُکْمِیْ عَلَی الْوَاحِدِ کَحُکْمِیْ عَلَی الْجَمَاعَۃِ لَا اَصْلَ لَہٗ کَمَا قَالَ الْعِرَاقِیُّ

میرا حکم ایک پر بھی ایسا ہے جیسا کہ جماعت پر۔ اس کی کوئی اصل نہیں جیسا کہ عراقیؒ کا قول ہے۔ نیز مزنیؒ اور ذہبیؒ نے

وَاَنْكَرَهُ الْمُزَنِيُّ وَالذَّهَبِيُّ اَيْضًا	بھی اس کا انکار کیا ہے۔ زرکشی رح کہتے ہیں
وَقَالَ الزَّرْكَشِيُّ لَا يُعْرَفُ ٭	یہ حدیث معلوم نہیں ٭
۱۷۸۔ حَدِيْثُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ	الحمدللہ۔ اللہ کی چادر ہے
رِدَاءُ الرَّحْمٰنِ لَمْ يُوْجَدْ لَهٗ	اس کی بھی کوئی اصل نہیں پائی
اَصْلٌ ٭	جاتی ٭
۱۷۹۔ حَدِيْثُ حَمْلِ عَلِيٍّ بَابَ	علی رض نے خیبر کے دروازے کو اٹھا لیا
خَيْبَرَ اَوْرَدَهُ ابْنُ اِسْحٰقَ فِي	اسے محمد بن اسحاق نے اپنی سیر میں نقل کیا ہے
السِّيَرِ وَاَنْكَرَهُ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ	اور بعض علماء نے اس کا انکار کیا ہے
وَقَالَ السَّخَاوِيُّ لَهٗ طُرُقٌ كُلُّهَا	سخاوی رح کہتے ہیں۔ اس کے تمام طریقے
وَاهِيَةٌ وَقَالَ الزَّرْكَشِيُّ اَخْرَجَهُ	واہیات ہیں۔ زرکشی رح کہتے ہیں حاکم رح نے
الْحَاكِمُ مِنْ طُرُقٍ عَنْ جَابِرٍ بِلَفْظِ	جابر سے مختلف طریقوں سے ان الفاظ
اَنَّ عَلِيًّا لَمَّا انْتَهٰى اِلَى الْحِصْنِ	کے ساتھ روایت کیا ہے۔ کہ حضرت
اِجْتَبَذَ اَحَدَ اَبْوَابِهٖ بِالْاَرْضِ	علی رض نے اس کے دروازوں میں سے
فَاجْتَمَعَ عَلَيْهِ سِتُّوْنَ رَجُلًا	ایک دروازے کو زمین سے اکھاڑ لیا
فَاجْتَهَدُوْا وَهُمْ اَنْ اَعَادُوْا	بعد میں ساٹھ اشخاص نے اسے اٹھانے
الْبَابَ وَاَخْرَجَهُ ابْنُ اِسْحٰقَ	کی کوشش کی۔ ابن اسحاق نے اپنی
فِي سِيْرَتِهٖ عَنْ اَبِي رَافِعٍ وَ	سیرت میں نقل کیا ہے۔ کہ سات آدمی
اِنَّ سَبْعَةً لَمْ يَقْلِبُوْهُ	اسے ہٹا نہ سکے ٭
۱۸۰۔ حَدِيْثُ حِيْنَ تَلْقٰى	جب تو ملے گا۔ تو جان لے گا۔ یہ

تَدْرِیْ لَیْسَ بِحَدِیْثٍ وَّمَعْنَاہُ صَحِیْحٌ وَیُشِیْرُ اِلَیْہِ قَوْلُہٗ تَعَالٰی وَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ حِیْنَ یَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِیْلًا۔ | حدیث نہیں ہے اور معنی اس کے صحیح ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا قول اس جانب اشارہ کرتا ہے، عنقریب جب تم عذاب کو دیکھو گے، تو یہ بات جان لو گے۔ کہ کون راہ سے گمراہ تھا۔

حَرْفُ الْخَاءِ الْمُعْجَمَۃِ

۱۸۱۔ حَدِیْثُ خَابَ قَوْمٌ لَا سَفِیْہَ لَہٗ ھُوَ قَوْلُ مَکْحُوْلٍ بِلَفْظِ ذَلَّ مَنْ لَا سَفِیْہَ لَہٗ کَمَا رَوَاہُ اِبْنُ اَبِی الدُّنْیَا فِی الْحِکَمِ لَہٗ۔ | وہ قوم خراب ہوئی جس میں کوئی بیوقوف نہ ہو۔ یہ مکحول شامیؒ کا قول ہے۔ اور ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔ وہ قوم ذلیل ہوئی جس میں کوئی بے وقوف نہ ہو۔ اسے ابن ابی الدنیاؒ نے اپنی حکم میں روایت کیا ہے۔

۱۸۲۔ حَدِیْثُ خَازِنُ الْقُوْتِ مَمْقُوْتٌ لَیْسَ بِحَدِیْثٍ وَّلٰکِنْ مَعْنَاہُ صَحِیْحٌ لِحَدِیْثِ الْمُحْتَکِرُ مَلْعُوْنٌ۔ | امانت دار خزانچی کو رزق دیا جاتا ہے یہ حدیث نہیں، لیکن معنی اس کے صحیح اس حدیث کی بنا پر کہ چھپا کر لینے والا ملعون ہے۔

۱۸۳۔ حَدِیْثُ خَالِفُوا الْیَھُوْدَ فَلَا تَعَمَّمُوْا فَاِنَّ تَعْمِیْمَ الْعَمَائِمِ مِنْ زِیِّ الْیَھُوْدِ لَا اَصْلَ لَہٗ عَلٰی مَا ذَکَرَہُ السُّیُوْطِیُّ۔ | یہود کی مخالفت کرو، عمامہ نہ باندھو کیونکہ عمامہ باندھنا یہود کی عادت ہے اس کی کوئی اصل نہیں جیسا کہ سیوطیؒ نے ذکر کیا ہے۔

۱۸۴- حدیث خذوا شطر دینکم عن الحمیراء وهی عائشة وتصغیر الحمراء بمعنى البيضاء على ما في النهاية والشطر النصف قال العسقلاني لا اعرف له اسنادا ولا رأيته في شيء من كتب الحديث الا في النهاية لابن الاثير ولم يذكر من اخرجه وذكر الحافظ عماد الدين بن كثير انه سأل المزي والذهبي فلم يعرفاه وذكره في الفردوس بغير اسناد وبغير هذا اللفظ ولفظه خذوا ثلث دينكم من بيت الحميراء وبيض له صاحب مسند الفردوس ولم يخرج له اسنادا وكذا ذكره السخاوي قال السيوطي لم اقف عليه

اپنے دین کا آدھا حصہ حمیرا سے حاصل کرو اور وہ عائشہ رضؓ ہے۔ اور حمیرا حمراء کی تصغیر ہے جو سپید کے معنی میں آتا ہے، جیسا کہ نہایہ میں ہے۔ عسقلانی رح کہتے ہیں نہ میں اس کی سند پہچانتا ہوں۔ اور نہ میں نے اسے کسی حدیث کی کتاب میں دیکھا ہے، ہاں ابن اثیر نے اپنی نہایہ میں اس کا ذکر ضرور کیا ہے اور انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ یہ حدیث کس کتاب میں ہے۔ حافظ عماد الدین ابن کثیر نے ذکر کیا ہے۔ کہ انہوں نے مزنی اور ذہبی سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا۔ لیکن انہوں نے بھی اسے نہ پہچانا۔ صاحب فردوس نے اسے بغیر سند کے ذکر کیا ہے۔ اور اس کے الفاظ بھی اس سے مختلف ہیں، "اپنے دین کا تہائی حصہ حمیرا کے گھر سے حاصل کرو"، اور صاحب مسند فردوس میں اس کی سرخی لگائی ہے لیکن کوئی سند بیان نہیں کی۔ ایسے ہی سخاوی رح نے کہا ہے۔ سیوطی رح کہتے ہیں میں اس سے واقف نہیں۔ حافظ عماد الدین رح ابن کثیر تخریج

وَقَالَ الْحَافِظُ عِمَادُ الدِّيْنِ بْنُ كَثِيْرٍ فِيْ تَخْرِيْجِ أَحَادِيْثِ مُخْتَصَرِ ابْنِ حَاجِبٍ غَرِيْبٌ جِدًّا بَلْ هُوَ حَدِيْثٌ مُنْكَرٌ سَأَلْتُ عَنْهُ شَيْخَنَا الْحَافِظَ الْمِزِّيَّ فَلَمْ يَعْرِفْهُ وَقَالَ لَمْ أَقِفْ لَهُ عَلٰى سَنَدٍ إِلَى الْآنَ وَقَالَ شَيْخُنَا الذَّهَبِيُّ هُوَ مِنْ أَحَادِيْثِ الْوَاهِيَةِ الَّتِيْ لَا يُعْرَفُ لَهُ إِسْنَادٌ انْتَهٰى لٰكِنْ فِي الْفِرْدَوْسِ مِنْ حَدِيْثِ أَنَسٍ خُذُوْا ثُلُثَ دِيْنِكُمْ مِنْ بَيْتِ عَائِشَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ لَهُ إِسْنَادًا قُلْتُ لٰكِنْ مَعْنَاهُ صَحِيْحٌ فَإِنَّ عِنْدَهَا مِنْ شَطْرِ الدِّيْنِ إِسْتِنَادًا يَقْتَضِيْ اعْتِمَادًا وَقَدِ اشْتَهَرَ أَيْضًا حَدِيْثُ كَلِّمِيْنِيْ يَا حُمَيْرَاءُ لٰكِنْ لَيْسَ لَهُ أَصْلٌ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ۔

احادیث مختصر ابن الحاجب میں فرماتے ہیں: یہ حدیث بہت غریب ہے بلکہ منکر ہے۔ میں نے اس حدیث کے بارے میں شیخ مزی سے سوال کیا۔ لیکن وہ اسے نہ پہچان سکے۔ اور فرمایا۔ میں آج تک اس کی سند پر واقف نہیں ہو سکا۔ امام ذہبی رح فرماتے ہیں، یہ حدیث واہیات روایات میں سے ہے۔ جس کی سند نہیں پہچانی جاتی۔ لیکن فردوس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ہے۔ اپنے دین کا تہائی حصہ عائشہ رض کے گھر سے حاصل کرو۔ اور اس کی کوئی سند ذکر نہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ اس کے معنی صحیح۔ کیونکہ عائشہ رض کے پاس دین کا آدھا حصہ باعتبار استناد موجود تھا۔ اسی وجہ سے یہ حدیث مشہور ہے اے عائشہ رضی اللہ عنہا مجھ سے بات کر۔ لیکن اس کی بھی علماء کے پاس کوئی اصل نہیں:۔

۱۸۵۔ حَدِيْثُ خَصْمِيْ حَاكِمِيْ

میرا دشمن میرا حاکم ہے۔ یہ کلام ہے

كَلَامٌ لَا حَدِيْثٌ ۔ حدیث نہیں ۔

۱۸۶۔ حَدِيْثُ الْخُمُوْلِ نِعْمَةٌ وَكُلٌّ يَأْبَاهَا مِنْ كَلَامِ بَعْضِ السَّلَفِ نَعَمْ ثَبَتَ عَنْ سَعْدٍ مَرْفُوْعًا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ الْخَفِيَّ التَّقِيَّ ذَكَرَهُ السَّخَاوِيُّ وَكَذَا حَدِيْثُ الْخُمُوْلِ رَاحَةٌ وَالشُّهْرَةُ اٰفَةٌ مِنْ كَلَامِ الْمَشَائِخِ ۔

ہر اس شئے کو جسے برا سمجھے چھپانا نعمت ہے بعض سلف کا کلام ہے۔ ہاں سعید رضؓ سے یہ مرفوعاً ثابت ہے۔ اللہ تعالےٰ اخفی اور صاف بندے کو پسند کرتا ہے اس حدیث کا سخاویؒ نے ذکر کیا ہے۔ ایسے ہی یہ حدیث خفا رحمت ہے اور شہرت آفت ہے یہ بعض مشائخ کا کلام ہے ۔

۱۸۷۔ حَدِيْثُ خِيَارُ نِسَاءِ اُمَّتِيْ اَحْسَنُهُنَّ وُجُوْهًا وَاَرْخَصُهُنَّ مَهْرًا قَالَ السَّخَاوِيُّ ذَكَرَهُ الدَّيْلَمِيُّ مَرْفُوْعًا بِلَا اِسْنَادٍ ۔

میری امت کی بہترین عورتیں وہ ہیں۔ جو حسین بھی ہوں۔ اور جن کے مہر بھی کم ہوں سخاوی کہتے ہیں۔ اسے دیلمیؒ نے مرفوعا بلا سند نقل کیا ہے ۔

۱۸۸۔ حَدِيْثُ خَيْرُ تِجَارَتِكُمُ الْبَزُّ وَخَيْرُ صِنَاعَتِكُمُ الْخَرْزُ قَالَ الْعِرَاقِيُّ لَمْ اَقِفْ لَهٗ عَلٰى اِسْنَادٍ وَذَكَرَهُ صَاحِبُ الْفِرْدَوْسِ مِنْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ ۔

تمہاری بہترین تجارت ریشم ہے اور تمہاری بہتر صنعت نگینہ ہے۔ عراقی رحؒ کہتے ہیں میں اس کی سند سے واقف نہیں۔ ہاں صاحب فردوس نے اسے حضرت علیؓ سے بلا سند روایت کیا ہے ۔

۱۸۹۔ حَدِيْثُ خَيْرُ الْبِرِّ عَاجِلُهٗ لَا يَصِحُّ مَبْنَاهُ وَقَدْ وَرَدَ

بہترین نیکی اسے جلدی کرنا ہے لفظوں کے اعتبار سے یہ صحیح نہیں۔ حضرت عباس رضؓ

عَنِ الْعَبَّاسِ فِی مَعْنَاهُ لَا يُتِمُّ الْمَعْرُوْفُ إِلَّا بِتَعْجِيْلِهٖ فَإِنَّهٗ إِذَا عَجَّلَهٗ هَنَاهُ وَهُوَ مَعْنًى مَا أَشْتُهِرَ مِنْ أَنَّ الْإِنْتِظَارَ أَشَدُّ مِنَ الْمَوْتِ أَیْ لِأَنَّهٗ يُؤَدِّیْ إِلَی الْفَوْتِ۔

سے اس معنیٰ کی روایت مروی ہے نیکی بغیر جلدی کے مکمل نہیں ہوتی۔ کیونکہ اسے جلدی کرنا چاہیئے۔ اور یہ معنی مشہور ہیں کہ انتظار موت سے زیادہ سخت ہے۔ کیونکہ وہ اس شیئے کے فوت ہونے کے تک لے جاتا ہے۔

۱۹۰۔ حَدِيْثُ خَيْرُ الْأَسْمَاءِ مَا عُبِدَ وَمَا حُمِدَ قَالَ السُّيُوْطِیُّ لَمْ أَقِفْ عَلَيْهِ وَفِی مُعْجَمِ الطَّبْرَانِیِّ مِنْ حَدِيْثِ أَبِیْ زُهَيْرٍ الثَّقَفِیِّ إِذَا سَمَّيْتُمْ فَعَبِّدُوْا وَأَخْرَجَ أَيْضًا مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعًا أَحَبُّ الْأَسْمَاءِ إِلَی اللّٰهِ مَا تُعُبِّدَ لَهٗ وَسَنَدُهٗ ضَعِيْفٌ رَوٰی أَبُوْ نُعَيْمٍ بِسَنَدِهٖ مَرْفُوْعًا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ لَا عَذَّبْتُ أَحَدًا تُسَمّٰی بِاسْمِكَ فِی النَّارِ۔

بہترین نام وہ ہیں جن میں عبودیت یا حمد پائی جائے سیوطیؒ کہتے ہیں میں اس سے واقف نہیں ہوں معجم طبرانیؒ میں ابو زہیر ثقفیؓ سے مروی ہے۔ جب تم نام رکھو تو عبودیت کے ساتھ رکھو۔ نیز ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے۔ بہترین نام اللہ کے نزدیک وہ ہے۔ جس میں اس کی عبودیت ہو۔ اس کی سند ضعیف ہے۔ اور ابو نعیمؒ نے بالسند مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قسم ہے میری عزت اور جلال کی میں اس شخص کو دوزخ کا عذاب نہ دوں گا جو تیرے نام سے اپنا نام رکھیں۔

۱۹۱ - حَدِیْثُ خَیْرٌ خَیْرٌ حِیْنَ یَسْمَعُ الْغُرَابَ وَنَحْوَہٗ لَیْسَ بِحَدِیْثٍ بَلْ ھُوَ نَوْعٌ مِنَ الطِّیَرَۃِ ذَکَرَہُ ابْنُ الدَّبِیْعِ قُلْتُ بَلْ ھُوَ مِنَ الْفَالِ لَا مِنَ التَّشَاؤُمِ لَا فِی الْحَالِ وَلَا فِی الْمَآلِ ۔	خیر ہے خیر ہے، جب کوا سنتا ہے۔ یہ حدیث نہیں۔ بلکہ فال کی ایک قسم ہے، جیسا کہ ابن الدبیع رحؒ نے ذکر کیا ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ یہ ایک نیک فال ہے، فال بد نہیں۔ نہ اس کا حال سے تعلق ہے اور نہ مال سے ۔
۱۹۲ - حَدِیْثُ خَیْرُ السُّوْدَانِ ثَلَاثَۃٌ لُقْمَانُ وَبِلَالٌ وَمِہْجَعٌ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ فِیْ صَحِیْحِہٖ عَنْ وَاثِلَۃَ بْنِ الْاَسْقَعِ بِہٖ مَرْفُوْعًا کَذَا ذَکَرَہٗ ابْنُ الدَّبِیْعِ لٰکِنْ قَوْلُ الْبُخَارِیِّ سَھْوُ قَلَمٍ اِمَّا مِنَ النَّاسِخِ اَوْ مِنَ الْمُصَنِّفِ فَاِنَّ الْحَدِیْثَ لَیْسَ مِنَ الْبُخَارِیِّ وَالَّذِیْ فِی الْمَقَاصِدِ اِنَّمَا ھُوَ مَا رَوَاہُ الْحَاکِمُ ثُمَّ قَالَ الْمَنُوْفِیُّ مَا ذَکَرَہٗ مِنْ اَنَّ مِہْجَعًا مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ	سوڈان کے بہترین آدمی ہیں، لقمانؑ بلال رضؓ۔ اور مہجع رضؓ مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ بخاری رحؒ نے اپنی صحیح میں واثلہ بن الاسقع سے اسے روایت کیا ہے۔ جیسا کہ ابن الدبیع رحؒ نے ذکر کیا ہے۔ لیکن ابن الدبیع رضؓ کا یہ قول صحیح نہیں کیونکہ یہ حدیث یا تو ناسخ کی ہے یا مصنف کی۔ کیونکہ یہ حدیث بخاری رحؒ کی نہیں ہے اور حاکم رحؒ نے بھی اسے مقاصد میں ذکر کیا ہے۔ منوفی رحؒ اسے ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں۔ کہ یہ غلطی ہے۔ کہ مہجع رضؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے۔ وہ حضرت عمر رضؓ کے

عَلَيْهِ السَّلَامُ سَهْمٌ فَإِنَّهُ مَوْلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ قُتِلَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَ بَدْرٍ أَتَاهُ سَهْمٌ غَرْبٌ وَهُوَ بَيْنَ الصَّفَّيْنِ فَقَتَلَهُ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ وَفِي الْمَقَاصِدِ فِي حَدِيْثٍ رَفَعَهُ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ إِنَّهُ لَيُرَى بَيَاضُ الْأَسْوَدِ فِي الْجَنَّةِ مِنْ مَسِيْرَةِ أَلْفِ عَامٍ قَالَ الْمَنُوْفِيُّ فِيْ قَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَيَاضُ الْأَسْوَدِ أَيِ الَّذِيْ كَانَ فِي الدُّنْيَا وَمِنْهُ يُعْلَمُ أَنَّ مُؤْمِنِي السُّوْدَانِ لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ إِلَّا بِيْضًا وَبِهٖ صَرَّحَ الْعَسْقَلَانِيُّ فِيْ شَرْحِ الْبُخَارِيْ ۔

غلام تھے۔ بدر کے مسلمانوں میں سے سب سے پہلے وہی مقتول ہوئے وہ دونوں صفوں کے درمیان کھڑے تھے کہ ایک تیر آیا۔ اور اس نے انہیں قتل کر دیا۔ اور وہ اہل یمن سے تعلق رکھتے تھے۔ اور مقاصد میں ایک مرفوع حدیث میں ہے، قسم ہے۔ اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ سیاہ (سوڈانی) کی سپیدی جنت میں ایک ہزار سال کی مسافت سے نظر آئے گی۔ منوفی رح کہتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ ہے، کہ جو دنیا میں سیاہ ہو۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ سوڈانی مومن جنت میں وہی داخل ہوں گے۔ جو سفید ہوں گے عسقلانی رح نے شرح بخاری میں اسی کی تصریح کی ہے۔

١٩٣ ۔ حَدِيْثُ الْخَيْرُ فِيَّ وَفِيْ أُمَّتِيْ إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ لَا أَعْرِفُهٗ وَلٰكِنْ مَعْنَاهُ

مجھ میں اور میری امت میں خیر قیامت تک ہے۔ عسقلانی فرماتے ہیں میں اسے نہیں پہچانتا۔ لیکن اس کے

صحیح قال السخاوی یعنی فی حدیث لا یزال طائفۃ من امتی ظاہرین علی الحق الی ان یقوم الساعۃ۔

معنیً صحیح ہیں۔ سخاوی رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ اس حدیث کی بنا پر۔ میری امت میں سے ایک جماعت قیامت تک حق پر قائم رہے گی۔

۱۹۴- حدیث خیرۃ اللہ للعبد خیر من خیرتہ لنفسہ لا یعرف لہ اصل فی مبناہ وان صح معناہ کما یستفاد من قولہ تعالی وعسی ان تکرہوا شیئا وہو خیر لکم وعسی ان تحبوا شیئا وہو شر لکم واللہ یعلم وانتم لا تعلمون ومن ہنا ورد الامر بالاستخارۃ صلوۃ ودعاء وقد ورد ما خاب من استخار ولا ندم من استشار وثبت فی الدعاء اللہم خر لی واختر لی ولا تکلنی الی اختیاری وہذا اصل ما اشتہر علی الالسنۃ العامۃ

بندے کے لئے اللہ کی بھلائی بہتر ہے اپنے نفس کے لئے بھلائی سے۔ لفظاً اس کی کوئی اصل نہیں پائی جاتی چاہے اس کے معنے صحیح ہوں۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ کے قول سے اخذ کیا جاتا ہے۔ اور شاید تم کسی چیز کو برا سمجھو اور وہ تمہارے لئے بہتر ہو۔ اور جس شئے کو تم اچھا سمجھو وہ تمہارے لئے بری ہو۔ اللہ تعالےٰ جانتا ہے۔ تم نہیں جانتے۔ یہیں سے نماز اور دعا کے ذریعہ استخارہ اور مشورہ سے بات جو ثابت ہوئی۔ اور ایک دعا میں بھی ثابت ہے اے اللہ میرے لئے خود پسند فرما۔ اور میرے اختیار پر نہ چھوڑ۔ اور یہ اصل عام لوگوں کی زبان پر مشہور ہے۔ کہ بھلائی وہ ہے جسے اللہ پسند کرے۔ بلکہ مشائخ کے

الْخَیْرِ فِیْ مَا اخْتَارَہُ اللّٰہُ بَلِ التَّحْقِیْقُ عِنْدَ الْمَشَائِخِ الْاَخْیَارِ اَنْ لَیْسَ لِلْعَبْدِ حَقِیْقَۃُ الْاِخْتِیَارِ لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی وَرَبُّکَ یَخْلُقُ مَا یَشَاءُ وَیَخْتَارُ مَا کَانَ لَھُمُ الْخِیَرَۃُ وَعَنِ السَّیِّدِ اَبِی الْحَسَنِ الشَّاذِلِیْ لَا تَخْتَرْ فَاِنْ کَانَ لَا بُدَّ اَنْ تَخْتَارَ فَاخْتَرْ اَنْ لَا تَخْتَارَ فَاِنَّ رَبَّکَ یَخْلُقُ مَا یَشَاءُ وَیَخْتَارُ۔

نزدیک تحقیق یہی ہے۔ کہ بندے کے لئے اختیار کی کوئی حقیقت نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تیرا رب جو چاہے پیدا کرتا ہے اور پسند فرماتا ہے۔ ان لوگوں کے لئے کوئی اختیار نہیں۔ سید ابوالحسن الشاذلی سے مروی ہے۔ پسند نہ کر۔ اگر تیرے لئے پسند کرنا ضروری ہو۔ تو تو اس بات کو پسند کر کہ کچھ بھی پسند نہ کر۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ پیدا فرماتا۔ اور پسند فرماتا ہے۔

حَرْفُ الدَّالِ الْمُھْمَلَۃِ!

۱۹۵۔ حَدِیْثُ دَارُ الظَّالِمِ خَرَابٌ وَلَوْ بَعْدَ حِیْنٍ قَالَ السَّخَاوِیُّ لَمْ اَقِفْ عَلَیْہِ وَلٰکِنْ یَشْھَدُ لَہٗ فَتِلْکَ بُیُوْتُھُمْ خَاوِیَۃً بِمَا ظَلَمُوْا۔

ظالم کا گھر خراب ہوتا ہے۔ چاہے ایک مدت کے بعد ہو۔ سخاوی کہتے ہیں میں اس سے واقف نہیں ہوں۔ لیکن اس کی گواہی یہ آیت دیتی ہے۔ یہ ان کے گھر خراب ہیں ان کے ظلم کی بنا پر۔

۱۹۶۔ حَدِیْثُ دَارُھُمْ مَا دُمْتَ فِیْ دَارِھِمْ قَالَ السَّخَاوِیُّ مَا

ان کا گھر اس وقت تک ہے جب تک ان کے گھر میں ہیں۔ سخاوی کہتے ہیں میں اس حدیث کو نہیں جانتا

عَلِمْتُهُ حَدِيْثًا وَلٰكِنْ جَاءَ فِي التَّزَوُّجِ دَارَهَا تُعَيِّشُ بِهَا أَخْرَجَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي صَحِيْحِهِ عَنْ سَمُرَةَ ۔	لیکن نوجہ کے بارے میں آیا ہے اس کا گھر اس وقت تک ہے جب تک وہ اس میں رہے۔ یہ حدیث ابن حبان نے اپنی صحیح میں سمرہ رضی سے روایت کی ہے۔
۱۹۷۔ حَدِيْثُ دَارُوْا سُفَهَائَكُمْ هُوَ دَائِرٌ عَلَى بَعْضِ الْاَلْسِنَةِ بِزِيَادَةِ بِثُلُثِ اَمْوَالِكُمْ وَقَدْ سُئِلَ عَنِ الْعَسْقَلَانِيْ فَلَمْ يَتَكَلَّمْ عَلَيْهِ ۔	اپنے بیوقوفوں کی مدد کر۔ یہ عام لوگوں کی زبان پر اس زیادتی کے ساتھ جاری ہے کہ تہائی مال کے ساتھ۔ امام عسقلانی رح سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا گیا انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔
۱۹۸۔ حَدِيْثُ دَاوِمِيْ قَرْعَ بَابِ الْجَنَّةِ قَالَهُ لِعَائِشَةَ قَالَتْ بِمَاذَا قَالَ بِالْجُوْعِ ذَكَرَهُ فِي الْاِحْيَاءِ قَالَ الْعِرَاقِيُّ لَمْ اَجِدْ لَهُ اَصْلًا ۔	جنت کا دروازہ کھٹکھٹانے پر میری مدد کر۔ یہ آپ نے عائشہ رض سے فرمایا حضرت عائشہ رض نے عرض کیا کس چیز کے ساتھ۔ آپ نے فرمایا بھوک کے ساتھ۔ غزالی نے اس کا احیاء میں ذکر کیا ہے عراقی کہتے ہیں میں نے اس کی کوئی اصل نہیں پائی
۱۹۹۔ حَدِيْثُ دُخُوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَمَّامًا بِالْجُحْفَةِ ذَكَرَهُ التِّرْمِذِيُّ فِي شَرْحِ الْمِنْهَاجِ فِي الْكَلَامِ عَلَى الْمَاءِ الْمُسَخَّنِ وَذَكَرَهُ النَّوَوِيُّ فِي شَرْحِ الْمُهَذَّبِ اَنَّهُ ضَعِيْفٌ جِدًّا فَقَوْلُ شَيْخِنَا ابْنُ حَجَرٍ الْمَكِّيِّ فِي شَرْحِ الشَّمَائِلِ	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جحفہ میں حمام میں داخل ہونا۔ ترمذی نے شرح منہاج میں گرم پانی پر کلام کرتے ہوئے ذکر کیا ہے نووی رح شرح المہذب میں فرماتے ہیں یہ بے انتہا ضعیف ہے۔ ابن حجر المکی شرح الشمائل میں فرماتے ہیں ۔ یہ حدیث کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جحفہ میں حمام میں تشریف

خَبَرُ اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ دَخَلَ حَمَّامَ الْجُحْفَةِ مَوْضُوْعٌ بِاتِّفَاقِ الْحُفَّاظِ وَاِنْ وَقَعَ فِيْ كَلَامِ التِّرْمِذِيِّ وَغَيْرِهٖ وَلَمْ يَعْرِفِ الْعَرَبُ الْحَمَّامَ بِبِلَادِهِمْ اِلَّا بَعْدَ مَوْتِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَيْسَ فِيْ مَحَلِّهٖ وَكَيْفَ يَكُوْنُ مَوْضُوْعًا بِاتِّفَاقِ الْحُفَّاظِ مَعَ اِثْبَاتِ الْحَافِظِ التِّرْمِذِيِّ وَتَضْعِيْفِ النَّوَوِيِّ اِذْ لَا يَخْفٰى التَّفَاوُتُ بَيْنَ الضَّعِيْفِ وَالْمَوْضُوْعِ مَعَ اَنَّ الْاِثْبَاتَ مُقَدَّمٌ عَلَى النَّفْيِ فِي الْاَصْلِ الْمَصْنُوْعِ

لے گئے۔ باتفاق حفاظ موضوع ہے اگرچہ یہ حدیث ترمذی رح کے کلام وغیرہ میں پائی جاتی ہے۔ اور عرب اپنے شہروں میں حمام کو جانتے بھی نہ تھے۔ انہیں علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد حمام کا علم ہوا۔ یہ کلام صحیح نہیں۔ کیونکہ یہ باتفاق حفاظ موضوع نہیں۔ بلکہ حافظ ترمذی رح نے اسے ثابت کیا ہے۔ اور نووی رح نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اور ضعیف و موضوع میں زبردست فرق ہے۔ کیونکہ بلحاظ اصل اثبات نفی پر مقدم ہے۔

۲۰۰ - حَدِيْثُ الدَّرَجَةِ الرَّفِيْعَةِ فِيْمَا يُقَالُ بَعْدَ الْاَذَانِ مِنَ الدُّعَاءِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ اَرَهٗ فِيْ شَيْءٍ مِنَ الرِّوَايَاتِ۔

بلند درجہ اس میں ہے۔ کہ اذان کے بعد دعا کہی جائے۔ سخاوی رح کہتے ہیں۔ میں نے اسے روایات میں کہیں نہیں پایا۔

۲۰۱ - حَدِيْثُ الدَّمِ مِقْدَارُ الدِّرْهَمِ يُغْسَلُ وَيُعَادُ مِنْهُ الصَّلٰوةُ فِيْهِ نُوْحٌ كَذَّابٌ كَذَا

خون جب درہم کے برابر ہو تو اسے دھویا بھی جائے گا اور نماز کا بھی اعادہ کیا جائے گا اس کا راوی نوح کذاب ہے۔ جیسا کہ لآلی

فی اللآلی۔ | میں ہے۔

۲۰۲۔ حدیث الدنیا ساعۃ فاجعلھا طاعۃ لا اصل لمبناہ لکن یصح معناہ من قولہ تعالیٰ کانھم یوم یرون ما یوعدون لم یلبثوا الا ساعۃ من نھار وھو لا ینافی ما ثبت من ان عمر الدنیا سبعۃ الاف سنۃ فان ما مضی فکانہ فی ساعۃ انقضیٰ۔

دنیا ایک گھڑی کی ہے۔ اس میں اطاعت کرلو لفظاً اس کی کوئی اصل نہیں۔ لیکن یہ معنی اللہ تعالیٰ کے قول سے ثابت ہے گویا کہ وہ اس دن دیکھیں گے جس کا وعدہ کئے گئے تھے۔ وہ دنیا میں دن کا ایک حصہ ٹھیرے ہیں اور یہ جو ثابت ہے کہ دنیا کی عمر سات ہزار سال ہے یہ اس کے منافی نہیں ہے، یہ جتنا زمانہ گزرے گا۔ یہ محسوس ہوگا گویا کہ ایک ساعت میں ختم ہو گیا۔

۲۰۳۔ حدیث الدنیا مزرعۃ الاخرۃ قال السخاوی لم اقف علیہ مع ایراد الغزالی لہ فی الاحیاء قلت معناہ صحیح یقتبس من قولہ تعالیٰ من کان یرید حرث الاخرۃ نزد لہ فی حرثہ۔

دنیا آخرت کی کھیتی ہے سخاوی کہتے ہیں میں اس حدیث سے واقف نہیں۔ غزالی نے اس کا احیاء میں ذکر کیا ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں معنوی لحاظ سے یہ بات ثابت ہے اور قرآن سے مستنبط ہوتی ہے۔ جو آخرت کی کھیتی کا ارادہ رکھتا ہے۔ ہم اس کے لئے اس کی کھیتی میں زیادتی کر دیتے ہیں۔"

۲۰۴۔ حدیث الدیک الابیض صدیقی وصدیق صدیقی وعدو عدوی ولہ طرق

سپید مرغ میرا دوست ہے۔ میرے دوست کا دوست ہے۔ اور میرے دشمن کا دشمن ہے اس کی مختلف سندات ہیں۔ ابن الجوزی

ذَكَرَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي الْمَوْضُوعَاتِ	نے اس کا موضوعات میں ذکر کیا ہے۔
قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ لَمْ يَتَبَيَّنْ	امام عسقلانی رح فرماتے ہیں۔ مجھ پر اس متن کے
لِيَ الْحُكْمُ عَلَى هٰذَا الْمَتْنِ بِالْوَضْعِ	موضوع ہونے کا حکم ظاہر نہیں ہوا سخاوی
قَالَ السَّخَاوِيُّ لٰكِنْ فِي أَكْثَرِ	کہتے ہیں۔ اس کے اکثر الفاظ میں اوچھاپن
أَلْفَاظِهِ رَكَاكَةٌ لَا رَوْنَقَ لَهَا وَ	ہے۔ اور کوئی رونق نہیں پائی جاتی
قَدْ أَفْرَدَ الْحَافِظُ أَبُوْ نُعَيْمٍ أَخْبَارَ	حافظ ابو نعیم رح نے مرغ کی احادیث ایک
الدِّيْكِ فِي جُزْءٍ قُلْتُ فَلَا يَكُوْنُ	جزء میں جمع کی ہیں۔ سیوطی رح کہتے ہیں اسے
مَوْضُوْعًا وَقَالَ السُّيُوْطِيُّ أَخْرَجَهُ	ابن ابی اسامہ رح اور ابو الشیخ نے حضرت
ابْنُ أَبِي أُسَامَةَ وَأَبُو الشَّيْخِ مِنْ	انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، لیکن
حَدِيْثِ أَنَسٍ وَهُوَ مُنْكَرٌ ۔	یہ منکر ہے ۔
۲۰۵۔ حَدِيْثُ الدَّيْنِ وَلَوْ	قرض چاہے ایک درہم کا کیوں نہ ہو، بھوکی
دِرْهَمٍ وَالْعَائِلَةِ وَلَوْ بِنْتٌ وَ	چاہے لڑکی کیوں نہ ہو، سوال کرنے والا چاہے
السَّائِلِ وَلَوْ كَيْفَ الطَّرِيْقِ قَالَ	کیسا ہی ہو، سخاوی رح کہتے ہیں، میں مرفوعاً اسے
السَّخَاوِيُّ لَا أَسْتَحْضِرُهُ فِي الْمَرْفُوْعِ	کہیں نہیں پاتا۔ ملا علی قاری رح فرماتے ہیں
وَمَعْنَاهُ صَحِيْحٌ قُلْتُ وَالْمَشْهُوْرُ	مشہور یہ ہے۔ سوال کرنا ذلت ہے چاہے
اَلسُّؤَالُ ذُلٌّ وَلَوْ ابْنَ الطَّرِيْقِ ۔	مسافر کیوں نہ ہو ۔

حَرْفُ الذَّالِ الْمُعْجَمَةِ

۲۰۶۔ حَدِيْثُ ذَكَاةِ الْأَرْضِ	زمین کی پاکی اس کا خشک ہو جانا ہے، ابن

بِتَسْمِيَتِهَا قَالَ ابْنُ الرَّبِيعِ احْتَجَّ بِهِ	الربیع کہتے ہیں۔ یہ حنفیہ علماء کی دلیل ہے اور مرفوعاً
الْحَنَفِيَّةُ وَلَا اَصْلَ لَهُ فِي الْمَرْفُوعِ	اس کی کوئی اصل نہیں۔ ہاں اسے ابن ابی شیبہ
نَعَمْ ذَكَرَهُ ابْنُ اَبِي شَيْبَةَ مَرْفُوعًا	نے مرفوعاً ابوجعفرؒ الباقر سے روایت کیا ہے
عَنْ اَبِي جَعْفَرٍ الْبَاقِرِ قُلْتُ وَنِعْمَ	ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں سند کی عمدگی ظاہر ہے
السَّنَدُ الظَّاهِرُ مِنَ الْاِمَامِ الْبَاهِرِ	جو امام باہر سے مروی ہے جسے سلسلۃ الذہب
الْمُسَمّٰى بِسِلْسِلَةِ الذَّهَبِ فَهِيَ	کہا جاتا ہے اور یہ صحت مذہب کے لئے کافی ہے
كَافِيَةٌ لِصِحَّةِ الْمَذْهَبِ الْمُهَذَّبِ	حالانکہ مجتہد جب کسی حدیث سے کسی حکم پر استدلال
مَعَ اَنَّ الْمُجْتَهِدَ اِذَا اسْتَدَلَّ	کرتا ہے تو وہ یہ خیال نہیں کرتا کہ یہ حدیث اس کے
بِحَدِيثٍ عَلٰى حُكْمٍ مِنَ الْاَحْكَامِ	نزدیک صحیح ہے یا حسن پھر اسے سند میں ضعف
فَلَا يُتَصَوَّرُ اَنْ يَكُونَ صَحِيحًا	یا وضع کا وجود بھی ضرر نہیں پہنچاتا۔ زرکشی کہتے
اَوْ حَسَنًا عِنْدَهُ ثُمَّ لَا يَضُرُّهُ	ہیں اس کی کوئی اصل نہیں اور یہ محمد بن حنفیہؒ
دُخُولُ ضُعْفٍ اَوْ وَضْعٍ فِي	کا قول ہے۔ ابن جریرؒ نے اسے تہذیب الآثار
سَنَدِهِ وَقَالَ الزَّرْكَشِيُّ لَا اَصْلَ	میں روایت کیا ہے۔ سیوطیؒ کہتے ہیں ابن ابی شیبہؒ
لَهُ وَاِنَّمَا هُوَ قَوْلُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ	نے اپنی مصنف میں محمد بن حنفیہ۔ ابوجعفر اور
اَخْرَجَهُ ابْنُ جَرِيرٍ فِي تَهْذِيبِ	ابوقلابہ سے یہ ان کا قول نقل کیا ہے۔ ملا علیؒ
الْآثَارِ وَقَالَ السُّيُوطِيُّ وَاَخْرَجَهُ	قاری فرماتے ہیں اس کا مرفوع ہونا گذر چکا ہے
ابْنُ اَبِي شَيْبَةَ فِي الْمُصَنَّفِ عَنْهُ	اور یہ حضرت عائشہؓ سے موقوفاً بھی مروی ہے
وَاَخْرَجَهُ اَيْضًا عَنْ اَبِي جَعْفَرٍ وَ	اس کی اصل ہدایہ میں مرفوعاً موجود ہے۔ اگرچہ
عَنْ اَبِي قِلَابَةَ قَوْلَهُمَا قُلْتُ	مجھے اس کا مخرج معلوم نہیں۔ یہ تو معلوم ہے

قد تقدم مرفوعه وقد روي
عن عائشة موقوفا واصله
في الهداية مرفوعا لكن قال
مخرجه لم اره فمن المعلوم ان
موقوف الصحابة حجة عندنا
وكذا الحديث المنقطع اذا احتج
سنده ويقوي المذهب ما
في سنن ابي داود باب طهور
الارض اذا يبست واسند
عن عمر قال كنت ابيت في
المسجد في عهد رسول الله صلى
الله عليه وسلم وكنت فتى
شابا عزبا وكانت الكلاب
تبول وتقبل وتدبر في المسجد
ولم يرشون شيئا من ذلك
انتهى فلولا اعتبار انها تطهر
بالجفاف كان ذلك تبقية
لها بوصف النجاسة مع العلم
بانهم يقومون عليها في الصلاة

کہ موقوف صحابہ ہمارے نزدیک حجت
ہے۔ اور ایسے ہی حدیث منقطع جب
کہ اس کی سند صحیح ہو۔ اور ہمارے
مذہب کی تائید وہ حدیث کرتی ہے۔ جو
سنن ابی داؤد میں اس باب کے تحت
ہے۔ کہ جب زمین خشک ہو جائے تو پاک
ہو جاتی ہے اور انہوں نے ابن عمرؓ سے
روایت کیا ہے۔ کہ میں حضور کے زمانہ میں
مسجد میں سویا کرتا تھا۔ اور میں نوجوان تھا۔
اور مسجد میں کتے آتے جاتے رہتے تھے۔ اور
پیشاب کرتے رہتے تھے۔ اور صحابہ اس پر پانی
بھی نہ ڈالتے تھے۔ اگر خشک ہونے سے
پاک ہونے کا اعتبار نہ ہوتا۔ تو انہیں اس
بات سے احتراز کرنا چاہیئے تھا جب کہ وہ جانتے
تھے کہ یہاں نجاست موجود ہے۔ اور اس کے
باوجود وہ مسجد میں نماز پڑھتے۔ مسجد چھوٹی تھی
اور نمازی زیادہ۔ نزاع کے معاملہ میں یہ
بمنزلہ اجماع ہوا۔ سخاویؒ کہتے ہیں ابوالعلاء
سے یہ الفاظ بھی روایت کئے گئے ہیں

اَلْبَتَّةَ لِصِغَرِ الْمَسْجِدِ وَكَثْرَةِ	کہ زمین کا خشک ہو جانا۔ اس کا پاک
الْمُصَلِّيْنَ فَيَكُوْنُ هٰذَا بِمَنْزِلَةِ	ہو جانا ہے۔ اور اس حدیث کے حضرت
الْاِجْمَاعِ فِيْ مَقَامِ تَحْقِيْقِ النِّزَاعِ	انس رضی اللہ تعالٰے عنہ کی حدیث
قَالَ السَّخَاوِيُّ وَرُوِيَ قَوْلُ اَبِيْ	معارض ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
قِلَابَةَ بِلَفْظِ جُفُوْفُ الْاَرْضِ	وسلم نے اعرابی کے پیشاب پر پانی ڈالنے
طُهُوْرُهَا وَيُعَارِضُهُ حَدِيْثُ	کا حکم دیا۔ بلکہ کھودنے کا بھی ذکر موجود
اَنَسٍ فِي الْاَمْرِ بِصَبِّ الْمَاءِ عَلٰى	ہے۔ اور اس حدیث سے مراد یہ ہے
بَوْلِ الْاَعْرَابِيِّ بَلْ وَرَدَ فِيْهِ	کہ خشک ہونا بھی پاکی کا ایک
الْحَفْرُ انْتَهٰى وَفِيْهِ اَنَّ الْمُرَادَ	طریقہ ہے۔ نہ کہ اس کا کھودنا
هُوَ اَنَّ الْجُفُوْفَ اِحْدٰى طُرُقِ	اور یہ ہمارا قول پانی بہانے
التَّطْهِيْرِ لَا حَفْرُهَا فَتَطْهِيْرُهَا	اور اس سے پاک کرنے کے
بِالْمَاءِ وَصَبُّهُ لَا يُنَافِيْهِ ۔	منافی نہیں ۔

حَرْفُ الرَّاءِ

۲۰۷۔ حَدِيْثُ رَاَيْتُ رَبِّيْ	کوچ کے روز میں نے اپنے خدا کو
يَوْمَ النَّفْرِ عَلٰى جَمَلٍ اَوْرَقَ عَلَيْهِ	ایک زرد اونٹ پر سوار دیکھا۔ اور خدا
جُبَّةُ صُوْفٍ اَمَامَ النَّاسِ مَوْضُوْعٌ	صوف کا جبہ پہنے ہوئے تھا۔ اور لوگوں
لَا اَصْلَ لَهٗ كَذَا فِي الذَّيْلِ وَفِي	کے آگے آگے چل رہا تھا۔ یہ موضوع ہے۔
اللَّآلِيْ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهٗ	اس کی کوئی اصل نہیں۔ جیسا کہ ذیل میں اس کا

رأيت ربي في صورة شاب له
وفرة وردي في صورة شاب
أمرد قال ابن صدقة عن أبي
زرعة حديث ابن عباس صحيح
لا ينكره إلا معتزلي وردي في
بعضها بمرادة والحديث إن
حمل على المنام فلا إشكال
في المقام وإن حمل على اليقظة
فأجاب ابن الهمام بأن هذا
حجاب الصورة وكأنه أراد بهذا
الكلام أن تمام المرام يتصور
بحمله على التجلي الصوري
فإنه من المحال الضروري
حمله على التجلي الحقيقي فلله
سبحانه وتعالى أنواع من التجليات
بحسب الذات والصفات و
لكن له القدرة الكاملة والقوة
الشاملة زيادة على الملائكة
وغيرهم في تشكل الصور و

ذکر ہے۔ لآلی میں ابن عباسؓ سے مرفوعاً مروی
ہے۔ کہ میں نے اپنے خدا کو ایک جوان کی صورت
میں دیکھا اس کے لمبے بال تھے۔ اور ایک
روایت میں ہے۔ ایسے جوان کی صورت میں
دیکھا جس کی نہ مونچھیں تھیں نہ ڈاڑھی۔ ابن
صدقہ ابو زرعہ سے روایت کرتے ہیں۔
ابن عباسؓ کی حدیث کا ایک معتزلی ہی انکار
کرسکتا ہے۔ اور بعض کتابوں میں اس کے
فوائد بھی مروی ہیں۔ اور حدیث کا مقصد یہ
ہے اگر رویۃ سے مراد خواب کی رویت ہے
تو اس میں کوئی مشکل نہیں ہے۔ اور اگر اس
دیکھنے سے مراد جاگتے ہوئے دیکھنا ہے۔ تو
ابن ہمام نے اس کا یہ جواب دیا ہے۔ کہ یہ
حجاب صورت ہے۔ گویا کہ ان کے کلام کا منشا یہ
ہے۔ کہ اسے تجلی صورت پر مبنی قرار دیا جائے گا
نہ کہ تجلی حقیقی پر۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے لئے
ذات و صفات کے لحاظ سے مختلف قسم کی
تجلیات ہیں۔ اسی طرح اسے قدرت کاملہ
اور وہ قوت حاصل ہے جو فرشتوں وغیرہ سے

الهيئات وهو منزه عن الجسم والصور والجهات بحسب الذات وبهذا ينحل كثير من الشبهات و أحاديث والله سبحانه أعلم بحقائق المقامات ودقائق الكرامات وبهذا اندفع كلام السبكي وغيره أن حديث رأيت ربي في صورة الشاب أمرد دائر على ألسنة عوام الصوفية وهو موضوع مفترى على رسول الله صلى الله عليه و سلم فإن مبنى الحديث على أن في سنده ما يدل على وضعه فسلم وإلا فباب التأويل واسع محتم.

تبدیلیٔ اشکال میں زیادہ ہے، حالانکہ وہ باعتبار جسم، صورت اور ذات سے منزہ ہے۔ اس طرح پر بہت سے شبہات اور بہت سی مشکل احادیث صفات حل ہو جائیں گی۔ اور اللہ تعالیٰ خود مقامات کے حقائق سے زیادہ واقف ہے اور اس سے سبکی وغیرہ کا وہ اعتراض ختم ہو گیا کہ میں نے اپنے خدا کو مرد جوان کی صورت میں دیکھا۔ یہ حدیث عام صوفیوں کی زبان پر مشہور ہے۔ اور یہ موضوع ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹی تہمت لگا رہا ہے۔ کیونکہ اس نے ایسی حدیث وضع کی ہے جس کی سند سے اس کا موضوع ہونا ظاہر ہے۔ اور یہ بات مسلم ہے۔ ورنہ تاویل کا دروازہ تو بہت کھلا ہوا ہے۔

فائدہ۔ ملا علی قاری نے جو تاویل کی ہے وہ بلحاظ معنی ہے۔ اور سبکی وغیرہ نے جو اعتراض کیا ہے، وہ بلحاظ متن و سند ہے۔ اور جب اس کی صحت ثابت ہو جائے گی تو معنوی تاویل بھی صحیح ہو جائے گی۔ اصل اشکال معنوی نہیں، بلکہ اصل اختلاف صحت لفظی اور صحت سند کا ہے۔

۲۰۸۔ حَدِیْثُ الرَّابِحُ فِی الشَّرِّ خَاسِرٌ اَیْ مِنَ الْخَیْرِ کَلَامُ بَعْضِ الْحُکَمَاءِ وَقَدْ قَالَ تَعَالٰی وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَمَا رَبِحَتْ تِجَارَتُهُمْ وَلِلّٰهِ دَرُّ الشَّیْخِ الْبُسْتِیِّ شِعْرٌ

برائی سے کمانے والا ٹوٹے میں ہے یعنی بھلائی سے یہ بعض حکماء کا کلام ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قسم ہے زمانہ کی کہ انسان ٹوٹے میں ہے۔ مگر جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے۔ اور ان کی تجارت نے انہیں کچھ نفع نہ پہنچایا۔ شیخ بستی رحمہ نے کیا خوب کہا ہے ؎

زِیَادَةُ الْمَرْءِ فِیْ دُنْیَاهُ نُقْصَانٌ
وَرِبْحُهٗ غَیْرُ مَحْضِ الْخَیْرِ خُسْرَانٌ

دنیاوی معاملات میں آدمی کی زیادتی یہ سراسر نقصان ہے
اور اس کے نفع میں کوئی بھلائی نہیں وہ سراپا ٹوٹے میں ہے

۲۰۹۔ حَدِیْثُ رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَی الْجِهَادِ الْاَکْبَرِ قَالُوْا وَمَا الْجِهَادُ الْاَکْبَرُ قَالَ جِهَادُ الْقَلْبِ قَالَ الْعَسْقَلَانِیُّ فِیْ تَسْدِیْدِ الْقَوْسِ هُوَ مَشْهُوْرٌ عَلَی الْاَلْسِنَةِ وَهُوَ مِنْ کَلَامِ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ عَبْلَةَ فِی الْکُنٰی لِلنَّسَائِیِّ قُلْتُ ذَکَرَ الْحَدِیْثَ فِی الْاِحْیَاءِ وَنَسَبَهُ الْعِرَاقِیُّ اِلَی الْبَیْهَقِیِّ مِنْ حَدِیْثِ جَابِرٍ وَ

ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف لوٹ آئے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ جہاد اکبر کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ قلب سے جہاد۔ عسقلانی تسدید القوس میں فرماتے ہیں۔ یہ لوگوں کی زبان پر مشہور ہے۔ یہ ابراہیم بن عبلہ کا قول ہے۔ جو نسائی نے کنی میں نقل کیا ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ غزالیؒ نے اس کا احیاء میں ذکر کیا ہے اور عراقی رحمہ کہتے ہیں۔ اسے بیہقی رحمہ نے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا

قَالَ هٰذَا اِسْنَادٌ فِيْهِ ضُعْفٌ وَقَالَ السُّيُوْطِيُّ رَوَى الْخَطِيْبُ فِيْ تَارِيْخِهٖ مِنْ حَدِيْثِ جَابِرٍ قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مِنْ غَزَاةٍ لَهُمْ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدِمْتُمْ خَيْرَ مَقْدَمٍ وَقَدِمْتُمْ مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ قَالُوْا وَمَا الْجِهَادُ الْاَكْبَرُ قَالَ مُجَاهَدَةُ الْعَبْدِ هَوَاهُ ۔

ہے۔ اور بیہقی رح فرماتے ہیں۔ اس کی سند میں ضعف ہے۔ سیوطی رح کہتے ہیں خطیب رح نے اپنی تاریخ میں جابرؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ سے تشریف لائے اور فرمایا تم بہتر کام کر کے آئے ہو۔ لیکن اب تم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف لوٹے ہو۔ لوگوں نے دریافت کیا۔ جہاد اکبر کیا ہے۔ آپ نے فرمایا بندے کا اپنی خواہش سے جہاد کرنا ۔

۲۱۰۔ حَدِيْثُ رَحِمَ اللّٰهُ اَخِي الْخِضْرَ لَوْ كَانَ حَيًّا لَزَارَنِيْ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ لَا يَثْبُتُ مَرْفُوْعًا ۔

اللہ تعالیٰ میرے بھائی خضر پر رحم فرمائے اگر وہ زندہ ہوتے تو میری زیارت کرتے۔ امام عسقلانی فرماتے ہیں، یہ مرفوعاً ثابت نہیں ۔

۲۱۱۔ حَدِيْثُ رَحِمَ اللّٰهُ مَنْ زَارَنِيْ وَزِمَامُ نَاقَتِهٖ بِيَدِهٖ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ لَا اَصْلَ لَهٗ بِهٰذَا اللَّفْظِ ۔

اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے، جو میری زیارت اس حالت میں کرے کہ اس کی ناقہ کی زمام اس کے ہاتھ میں ہو۔ عسقلانی فرماتے ہیں ان الفاظ کے ساتھ اس کی کوئی اصل نہیں ۔

۲۱۲۔ حَدِيْثُ رَدُّ دَانِقٍ عَلٰى اَهْلِهٖ خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ

درہم کا رس کے گھر والوں پہ لوٹانا ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ ابن حجر رح کہتے

سَبْعِيْنَ سَنَةً قَالَ ابْنُ حَجَرٍ مَا عَرَفْتُ اَصْلَهٗ يَعْنِيْ اَصْلَ مَبْنَاهُ وَاِلَّا فَهُوَ صَحِيْحٌ مِنْ جِهَةِ مَعْنَاهُ فَاِنَّ رَدَّ الْحَقِّ اِلٰى اَهْلِهٖ فَرْضٌ وَهُوَ اَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ سَبْعِيْنَ سَنَةٍ نَفْلًا وَقَالَ السَّخَاوِيُّ اِنَّمَا قَالَهٗ يَحْيَى بْنُ عُمَرَ بْنِ يُوْسُفَ بْنِ عَامِرٍ الْاَنْدَلُسِيُّ الْفَقِيْهُ الْمَالِكِيُّ حِيْنَ اَتَمَّ عَلٰى اِرْتِحَالِهٖ مِنَ الْقَيْرَوَانِ لِقُرْطُبَةَ لِيَرُدَّ دَانِقًا لِبَقَّالٍ عَلَيْهِ اِنْتَهٰى وَذَكَرَ ابْنُ جَمَاعَةَ فِيْ مَنْسَكِهِ الْكَبِيْرِ مَا نَصُّهٗ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ قَالَ رَدُّ دَانِقٍ مِنْ حَرَامٍ يَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ سَبْعِيْنَ حَجَّةً اِنْتَهٰى وَالدَّانِقُ بِكَسْرِ النُّوْنِ وَبِفَتْحِهَا سُدُسُ الدِّرْهَمِ.

۲۱۳ - حَدِيْثُ رَدِّ الشَّمْسِ عَلٰى

ہیں۔ میں اس کی اصل کو نہیں پہچانتا یعنی الفاظ کو۔ ورنہ بلحاظ معنی یہ صحیح ہے۔ کیونکہ حق کو اس کے مالک کے پاس لوٹانا یہ فرض ہے۔ اور یہ ستر سال کی نفلی عبادت سے بہتر ہے (جب حدیث کی کوئی اصل نہ ہوئی تو ستر سال کی قید کیسے ثابت ہو گی) سخاویؒ کہتے ہیں یہ قول یحییٰ بن عمر بن یوسف بن عامر الاندلسی المالکی کا ہے۔ جب انہوں نے قیروان سے قرطبہ کو کوچ کرنے کا ارادہ کیا۔ تو ایک بقال کے ان کے ذمہ کچھ درہم تھے۔ انہوں نے اسے درہم دیتے وقت یہ بات کہی۔ ابن جماعہ نے اپنی منسک کبیر میں ذکر کیا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت ہے کہ حرام مال کو لوٹانا اللہ کے نزدیک ستر حج کے برابر ہے۔ اور وانق درہم کے چھٹے حصے کو بولتے ہیں۔

حضرت علیؓ پر سورج لوٹادیا گیا۔ امام احمدؒ

عَلِيٍّ قَالَ اَحْمَدُ لَا اَصْلَ لَهُ	فرماتے ہیں ۔ اس کی کوئی اصل نہیں اور
وَتَبِعَهُ اِبْنُ الْجَوْزِيِّ فِي الْمَوْضُوعَاتِ	ابن الجوزی رح نے اسے اپنی موضوعات
وَلٰكِنْ قَدْ صَحَّحَهُ الطَّحَاوِيُّ وَ	میں روایت کیا ہے ۔ لیکن طحاوی رح اور
صَاحِبُ الشِّفَاءِ وَاَخْرَجَهُ ابْنُ	صاحب الشفاء نے اسے صحیح قرار دیا ہے
مَنْدَهْ وَابْنُ شَاهِيْنَ وَغَيْرُهُمَا	ابن مندہ رح ۔ ابن شاہین رح نے اور طبرانی رح نے
كَالطَّبْرَانِيِّ فِي الْكَبِيْرِ وَالْاَوْسَطِ	اوسط میں سند حسن کے ساتھ روایت کیا
بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ اَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ	ہے ۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج
اَمَرَ الشَّمْسَ فَتَاَخَّرَتْ سَاعَةً	کو حکم دیا ۔ وہ دن کی ایک ساعت پیچھے ہٹ گیا
مِنَ النَّهَارِ وَتَفْصِيْلُهُ فِي سِيَرِنَا	اور اس کی تفصیل سیر میں موجود ہے ؞
۲۱۴ ۔ حَدِيْثُ رَسُوْلُ الْمَرْءِ	آدمی کا قاصد اس کی عقل پر دلالت
دَالٌّ عَلٰى عَقْلِهِ قَوْلُ يَحْيَى بْنِ	کرتا ہے ۔ یہ یحییٰ رح بن خالد کا قول ہے جیسا
خَالِدٍ كَمَا اَوْرَدَهُ الدِّيْنَوَرِيُّ	کہ دینوری رح نے اپنی مجالسہ میں ذکر
فِي الْمُجَالَسَةِ ؞	کیا ہے ؞
۲۱۵ ۔ حَدِيْثُ رِيْقِ الْمُؤْمِنِ	مومن کا تھوک بھی شفا ہے ۔ اس
شِفَاءٌ مَعْنَاهُ صَحِيْحٌ لَيْسَ لَهُ	کے معنی صحیح ہیں ۔ اور یہ حدیث رسول اللہ
بِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الْحَدِيْثِ	صلی اللہ علیہ وسلم سے مستنبط ہے ۔ کہ قسم ہے
الصَّحِيْحِ اَيْمُ اللّٰهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا	خدا کی ہماری زمین کی مٹی ہم میں سے بعض
بِرِيْقِ بَعْضِنَا يُشْفٰى سَقِيْمُنَا	کے تھوک سے بیماروں کو باجازت خداوندی
بِاِذْنِ رَبِّنَا وَاَمَّا مَا يَدُوْرُ عَلٰى	شفا دیتی ہے ۔ اور یہ جو لوگوں کی زبان

الا لسنتہ من قولہم سؤر المؤمن شفاء فصحیح من جہۃ المعنی لروایۃ الدارقطنی من حدیث ابن عباس مرفوعا من التواضع ان یشرب الرجل من سؤر اخیہ ای المؤمن ◆

پر مشہور ہے۔ کہ مومن کا جھوٹا بھی شفاء ہے۔ وہ اس حدیث کی بنا پر ہے۔ جو دارقطنی رح میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے۔ تواضع میں یہ بھی داخل ہے۔ کہ آدمی اپنے مومن بھائی کا جھوٹا پی لے ◆

حرف الرّاء!

۲۱۶۔ حدیث الزحمۃ رحمۃ لیس بحدیث وھو کلام صحیح فی المعنی بالنظر الی الوقوف فی الصلوۃ فی طریق عرفات وحلق مجالس الذکر والعلم وفی الطواف فی ساعات البرکات فحینئذ یکون الزحمۃ زیادۃ فی الرحمۃ ◆

تکلیف بھی رحمت ہے یہ حدیث نہیں ہے۔ اور اس لحاظ سے اس کے معنی صحیح ہیں۔ کہ عرفات میں نماز کے لئے ٹھہرنا۔ ذکر و علم کی مجلسوں میں بیٹھنا۔ اور برکتوں کی ساعتوں میں طواف کرنا۔ اگرچہ یہ بظاہر زحمت ہے۔ لیکن رحمت کا سبب ہے ◆

۲۱۷۔ حدیث زامر الحی لا یطرب لیس بحدیث وھو صحیح فی الغالب وذلک لان

زندہ بانسری بجانے والا خوش نہیں ہوتا۔ یہ حدیث نہیں۔ اکثر اوقات یہ بات صحیح بھی ہوتی ہے۔ کہ گانے والے

الْمُغَنِّيْ فِيْ تَصْبَتِهٖ مِنْ كَثْرَةِ مَا طَرِقَ فِيْ سَمْعِهٖ لَا يَبْقٰى لَهٗ تَاثِيْرٌ فِيْ قَلْبِهٖ كَغَرِيْسِ الطَّبَّالِ فِيْ حَالِ نَقْرِهٖ حَيْثُ لَا يَتَغَيَّرُ عَنْ اَمْرِهٖ وَمِنْ هٰهُنَا اَنَّ الْاَكَابِرَ مِنَ الصُّوْفِيَّةِ لَمْ يُؤَثِّرِ السَّمَاعُ لَهُمْ فِي الظَّاهِرِ وَاِنْ كَانَ لَا يَخْلُوْ عَنْ تَاثِيْرٍ فِي الطَّوِيَّةِ فَقَدْ قِيْلَ لِلْجُنَيْدِ كَيْفَ تَرَكْتَ الْوَجْدَ فِي النِّهَايَةِ بَعْدَمَا ارْتَكَبْتَ فِي الْبِدَايَةِ فَقَرَأَ قَوْلَهٗ تَعَالٰى وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ وَلَمَّا رَاَى الصِّدِّيْقُ مُؤْمِنًا يَبْكِيْ فِيْ اَوَائِلِ اَمْرِهٖ قَالَ كُنَّا هٰكَذَا فَقَسَتْ قُلُوْبُنَا اَيْ قَوِيَتْ وَاشْتَدَّتْ ۔

کی مختلف لے کے باعث سننے والے کے دل پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ جیسا کہ طبلہ بجانے والا کہ وہ طبلہ بجاتے وقت اپنے حال سے متغیر نہیں ہوتا۔ اسی بنا پر اکابر صوفیا پر ظاہر میں سماع کا کوئی اثر نہیں ہوتا اگرچہ وہ تاثیر سے خالی نہیں ہوتا۔ جنید رح سے دریافت کیا گیا۔ کہ جب آپ شروع میں وجد کے مرتکب ہوتے تھے۔ تو آخر میں کیوں چھوڑ دیا۔ تو انہوں نے یہ آیت پڑھی۔ تو پہاڑوں کو جما ہوا دیکھے گا۔ حالانکہ وہ بادلوں کی طرح دوڑتے ہیں۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالٰے عنہ نے جب ایک شخص کو بات کے شروع پر روتے دیکھا تو فرمایا۔ ہم بھی ایسے ہی تھے اب ہمارے دل سخت ہو گئے۔

۲۱۸ - حَدِيْثُ زَكٰوةِ الْحُلِيِّ عَارِيَتُهٗ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مِنْ قَوْلِهٖ قَالَ الْبَيْهَقِيُّ وَاَمَّا مَا يُرْوٰى عَنْهُ

زیور کی زکوٰۃ عاریت ہے۔ یہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے۔ اور ان سے یہ جو مرفوعاً روایت کیا جاتا ہے۔

مَرْفُوْعًا لَیْسَ فِی الْحُلِیِّ زَکٰوۃٌ فَبَاطِلٌ لَا اَصْلَ لَہٗ ٭
کہ زیور میں زکوٰۃ نہیں۔ یہ باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں ٭

۲۱۹۔ حَدِیْثُ زَکٰوۃُ الْجَاہِ اِغَاثَۃُ اللَّہْفَاتِ لَمْ یُعْرَفْ بِھٰذَا اللَّفْظِ وَوَرَدَ بِمَعْنَاہُ اَحَادِیْثُ مِنْھَا اَفْضَلُ صَدَقَۃِ اللِّسَانِ اَلشَّفَاعَۃُ تُفَكُّ بِھَا الْاَسِیْرُ وَتُحْقَنُ بِھَا الدِّمَاءُ وَتُجَرُّ بِھَا الْمَعْرُوْفُ وَالْاِحْسَانُ اِلٰی اَخِیْکَ وَتُدْفَعُ عَنْہُ الْکَرِیْھَۃُ اَخْرَجَہُ الطَّبَرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ وَالْبَیْھَقِیُّ فِی الشُّعَبِ عَنْ سَمُرَۃَ بْنِ جُنْدُبٍ
جاہ کی زکوۃ مظلوموں کی مدد کرنا ہے
یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ نہیں پہچانی جاتی ہاں اس معنیٰ میں بہت سی احادیث موجود ہیں جن میں سے ایک یہ بھی ہے، کہ زبان کا افضل صدقہ سفارش بھی ہے، جس کے ذریعہ قیدی کو چھڑایا جائے۔ خون رد کئے جائیں، جس سے بھلائی اور سلوک اپنے بھائی کے ساتھ کیا جائے۔ اور اس سے برائی کو دور کیا جائے اسے طبرانی رح نے کبیر میں اور بیہقی رح نے شعب الایمان میں سمرہ بن جندب سے روایت کیا ہے ٭

۲۲۰۔ حَدِیْثُ الزَّیْدِیَّۃُ مَجُوْسُ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ قَالَ السَّخَاوِیُّ لَمْ اَرَہٗ وَلٰکِنَّہٗ عِنْدَ اَبِیْ دَاوٗدَ وَالطَّبَرَانِیِّ وَغَیْرِھِمَا مَرْفُوْعًا مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ عُمَرَ بِلَفْظِ الْقَدَرِیَّۃُ قَالَ ابْنُ الرَّبِیْعِ بَلْ ھُوَ حَدِیْثٌ مَوْضُوْعٌ لَا یَحِلُّ رِوَایَتُہٗ حَاشَا
زیدیہ فرقہ اس امت کا مجوس ہے سخاوی کہتے ہیں میں نے اس حدیث کو نہیں دیکھا ہاں ابوداؤد رح اور طبرانی رح کی روایت میں ابن عمر سے قدریہ کے الفاظ مروی ہیں ابن الربیع کہتے ہیں، یہ حدیث موضوع ہے۔ اس کی روایت بھی حلال نہیں۔ اور زیدیہ فرقہ اس غلط نسبت سے پاک ہے۔ ملا علی قاری رح فرماتے

الزَّيْدِيَّةِ مِنْ هٰذِهِ النِّسْبَةِ
الرَّدِّيَّةِ اَقُوْلُ اِنْ كَانُوْا عَلٰى مَذْهَبِ
الْقَدَرِيَّةِ فَمَعْنَاهُ صَحِيْحٌ اِذْهُمْ
شُرَكَاءُ كَوْنَ لَهُمْ فِي الْقَضِيَّةِ سَوَاءٌ
يَكُوْنَ بِطَرِيْقِ الْكُلِّيَّةِ اَوِ الْجُزْئِيَّةِ
وَالْعِلَّةُ لِاِثْبَاتِ الْاِثْنَيْنِيَّةِ فَاِنَّ
الْمَجُوْسَ يُثْبِتُوْنَ النُّوْرَ فِي
مَرْتَبَةِ الْاُلُوْهِيَّةِ وَالظُّلْمَةَ
يُثْبِتُوْنَ الْاَصْنَافَ الْمَخْلُوْقِيَّةَ
فَيَعْبُدُوْنَ الْاَنْوَارَ مِنَ الشَّمْسِ
وَالْقَمَرِ وَاَصْنَافَ النَّارِ وَغَفَلُوْا
اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّوْرَ
وَسَائِرَ مَا يُرٰى فِيْ عَالَمِ الظُّهُوْرِ
وَلَمْ يَرَوْا اَنَّ الْكُلَّ مَخْلُوْقٌ كَمَا
قَالَ بِهِ اَهْلُ الْحَقِّ مِنْ اَهْلِ
السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ مِنْ اَنَّ الْخَيْرَ
وَالشَّرَّ وَالنَّفْعَ وَالضَّرَّ كُلَّهُ
بِخَلْقِ اللّٰهِ بَلْ وَكُلُّ صَانِعٍ وَ
صَنْعَتِهٖ كَمَا فِيْ حَدِيْثٍ كَثِيْرٍ

ہیں۔ اگر وہ قدریہ کے مذہب پر ہیں تو
اس کے معنیٰ صحیح ہیں۔ کیونکہ وہ فیصلہ میں
مشترک ہوں گے چاہے وہ بطریق کلی ہو
یا بطریق جزئی۔ اور ردّ کا اثبات علت ہوگا
کیونکہ مجوس نور کو مرتبہ الوہیت میں ثابت
کرتے ہیں۔ اور ظلمت کو اصناف مخلوق
ثابت کرتے ہیں۔ اس طرح وہ نور کی عبادت
کرتے چاہے وہ سورج کا نور ہو یا چاند کا یا آگ
میں سے کسی صنف کا۔ اور وہ اس بات سے
غافل ہیں کہ اللہ ہی نے نور و ظلمت اور تمام اشیاء
کو جو عالم میں نظر آتی ہیں پیدا فرمایا ہے۔
اور اس بات کا خیال نہیں کیا۔ کہ یہ تمام اشیا
مخلوق ہیں۔ اسی لئے اہل سنت والجماعت
میں سے اہل حق کا قول یہ ہے۔ کہ خیر و شر
اور نفع و ضرر تمام کی تمام اللہ کی مخلوق
ہیں۔ اور وہ ہر شئے کا صانع ہے۔ جیسا کہ
اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ
موجود ہے۔ اور اسی پر اللہ تعالیٰ کا قول دلالت
کرتا ہے۔ اللہ نے تمہیں بھی پیدا کیا اور تمہارے

اِلَيْهِ وَكَذَا يَدُلُّ عَلَيْهِ قَوْلُهُ تَعَالٰى وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ فَمَنِ اعْتَقَدَ اَنَّ لَهٗ فِعْلًا مُسْتَقِلًّا فَقَدْ اَشْرَكَ مَعَ اللّٰهِ جَهْلًا مُسْتَقِلًّا وَاَمَّا قَوْلُ الْقَزْوِيْنِيِّ حَدِيْثُ الْقَدَرِيَّةُ مَجُوْسُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اِنْ مَرِضُوْا فَلَا تَعُوْدُوْهُمْ وَاِنْ مَاتُوْا فَلَا تَشْهَدُوْهُمْ مَوْضُوْعٌ مِنْ حَدِيْثِ الْمَصَابِيْحِ وَكَذَا صِنْفَانِ مِنْ اُمَّتِيْ لَيْسَ لَهُمَا فِي الْاِسْلَامِ نَصِيْبٌ اَلْقَدَرِيَّةُ وَالْمُرْجِئَةُ فَخَطَاٌ مِنْهُ وَقَدْ بَيَّنَّا مُخَرِّجَهُمَا فِي الْمِرْقَاةِ شَرْحِ الْمِشْكٰوةِ

اعمال کو بھی جس نے یہ اعتقاد کیا کہ اس کے لئے کوئی فعل مستقل ہے اس نے اللہ کے ساتھ جہل مستقل کو بھی شریک ٹھہرایا۔ رہا قزوینی کا یہ قول کہ یہ حدیث دو قدری اس امت کے مجوس ہیں۔ اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت نہ کرو۔ اور اگر وہ مر جائیں تو جنازے پر حاضر نہ ہو۔ یہ مصابیح کی احادیث میں سے موضوع حدیث ہے۔ اور اسی طرح یہ حدیث کہ میری امت میں سے دو جماعتیں ایسی ہیں جن کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں قدریہ اور مرجئہ۔ یہ غلط ہے اور ان کا مخرج ہم نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں بیان کیا ہے۔

حَرْفُ السِّيْنِ

۲۲۱۔ حَدِيْثُ سَبُّ اَصْحَابِيْ ذَنْبٌ لَا يُغْفَرُ قَالَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ هٰذَا كَذِبٌ عَلَى النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَقَدْ قَالَ

میرے صحابہ کو گالی دینا ایسا گناہ ہے جس کی مغفرت نہیں ہو سکتی۔ امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ ہے۔ اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

الله تعالى إن الله لا يغفر أن يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء، قلت وقد يوجه معناه إن صح مبناه بأنه ذنب عظيم تعلق به حق الأصحاب بل وحق سيد الأصحاب مع أن الغالب في الساب أنه يستحله ويرجو به الثواب فيه فيكفر ويستحق به العقاب وللصادق أن يخبر عن بعض الذنوب بأنه سبحانه لا يغفره حيث عظم شأنه فهو لا ينافي قوله تعالى ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء، وقد كتبت في المسئلة رسالة مستقلة ولا يبعد أن يكون المعنى سب أصحابي ذنب لا يغفر أي لا يسامح لحديث من سب أصحابي فاضربوه ومن سبني فاقتلوه۔

اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے ساتھ شرک کو تو معاف نہ کرے گا۔ اور اس کے علاوہ جس گناہ کو چاہے معاف کر دے گا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اگر اس کے الفاظ صحیح ہوں تو اس کی توجیہہ یہ کی جائے گی۔ یہ ایک ایسا گناہ عظیم ہے۔ جس کا اصحاب کے حق سے تعلق ہے بلکہ اصحاب کے سردار سے۔ کیونکہ ان کو برا کہنا گویا اسے حلال سمجھنا اور اس سے ثواب کی توقع کرنا ہے اور اس بنا پر اس کی تکفیر کی جائے گی۔ اور وہ عذاب کا مستحق ہوگا۔ اور یہ آیت خداوندی کہ وہ جس چاہے معاف کر سکتا ہے۔ اس کے منافی نہیں ہے۔ میں نے اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ لکھا ہے۔ اور یہ بعید نہیں۔ کہ اس کے معنی یہ ہوں۔ کہ میرے صحابہ کو گالی دینا ایسا گناہ ہے۔ جس کی مغفرت نہیں اس حدیث کی بنا پر کہ جو میرے صحابہ کو برا کہے اسے مارو اور جو مجھے برا کہے اسے قتل کر دو۔

فائدہ :- اس کی تائیدہ حدیث بھی کرتی ہے جس میں یہ آیا ہے کہ جس شخص نے میرے صحابہ کو ایذا پہنچائی۔ اس نے مجھے ایذا دی۔ اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی۔ اور جس نے اللہ کو ایذا دی۔ تو قریب ہے کہ اللہ اسے پکڑے گا یہ ترمذی کی ایک طویل روایت ہے۔

۲۲۲- حَدِيثُ سَبَابَةُ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَتْ أَطْوَلُ مِنَ الْوُسْطَى غَلَطٌ مُبِيْنٌ قَالَ بِهِ دَائِمًا كَانَ فِي أَصَابِعِ رِجْلَيْهِ كَمَا ذَكَرَهُ الْعَسْقَلَانِيُّ حَيْثُ قَالَ وَاشْتَهَرَ هٰذَا عَلَى الْأَلْسِنَةِ كَثِيْرًا وَسَلَفٌ جُمْهُوْرُهُمْ الْكَمَالُ الدُّمَيْرِيُّ وَهِيَ خَطَأٌ نَشَأَ مِنْ اعْتِمَادِ رِوَايَةٍ مُطْلَقَةٍ وَغَيْرِ الْيَدِ مِنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِذٰلِكَ بِنَاءً عَلَى إِنَّ الْقَصَدَ مِنْهُ ذِكْرُ وَصْفٍ اخْتُصَّ بِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ غَيْرِهِ ذٰلِكَ الْحَدِيْثُ فِي مُسْنَدِ الْإِمَامِ أَحْمَدَ مُقَيَّدٌ بِالرِّجْلِ قَالَتْ مَيْمُوْنَةُ بِنْتُ كَرْدَمٍ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی انگلی درمیانی انگلی سے بڑی تھی۔ جس شخص نے یہ روایت بیان کی اس نے غلطی کھائی۔ یہ بات آپ کے پیروں کی انگلیوں میں پائی جاتی تھی۔ عسقلانی فرماتے ہیں یہ لوگوں کی زبان پر بہت مشہور ہے اور سلف میں سے بھی کمال دمیری کو غلطی ہوئی۔ انہوں نے روایت کو اعتماد کے ساتھ مطلقاً بیان کیا۔ اور اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کی انگلیاں مراد لیں اور اسے حضورؐ کی خصوصیت ٹھہرایا حالانکہ یہ حدیث مسند احمد بن حنبل میں پاؤں کی قید کے ساتھ موجود ہے۔ میمونہؓ بنت کردمؓ فرماتی ہیں۔ میں اس بات کو نہیں بھولی کہ حضور کے قدم مبارک

فَمَا نَسِيْتُ طُوْلَ اِصْبَعِ قَدَمِهِ السَّبَابَةِ عَلٰى سَائِرِ اَصَابِعِهِ وَكَذَا هُوَ عِنْدَ الْبَيْهَقِيِّ فِي الدَّلَائِلِ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ وَقَدْ سُئِلَ عَنْ قَوْلِ الْقُرْطُبِيِّ اَنَّ مُسَبِّحَةَ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَطْوَلُ مِنَ الْوُسْطٰى فَاَجَابَ بِمَا تَقَدَّمَ اَقُوْلُ وَلَعَلَّ الْبَاعِثَ عَلٰى غَلَطِ الدَّمِيْرِيِّ وَالْقُرْطُبِيِّ وَغَيْرِهِمَا اَنَّ السَّبَابَةَ حَقِيْقَةٌ فِي الْيَدِ وَمَجَازٌ فِي الرِّجْلِ فَحَمَلُوْهَا عَلٰى حَقِيْقَتِهِ مَعَ اَنَّهُ لَا يُنَافِيْ كَوْنَ سَبَابَتَيْ رِجْلَيْهِ اَيْضًا اَنْ يَكُوْنَ اَطْوَلَ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ اَعْلَمُ بِحَقِيْقَةِ اَمْرِهِ ؏

انگلیوں میں انگوٹھے کے قریب کی انگلی سب سے بڑی تھی بیہقیؒ نے دلائل النبوۃ میں اسی طرح روایت کیا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ سے قرطبیؒ کے اس قول کی تشریح پوچھی گئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی شہادت درمیان کی انگلی سے بڑی تھی۔ تو انہوں نے اس کا یہی جواب دیا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں دمیری اور قرطبی وغیرہ کو یہ غلط فہمی ہوئی کہ سبابہ فی الواقع ہاتھ کی انگلی کو بولتے ہیں۔ لیکن کبھی مجازاً پیر کی انگلی پر بھی بولا جاتا ہے۔ انہوں نے اسے حقیقت پر محمول کیا۔ باوجود اس بات کے کہ پیر کی انگلی کا اور انگلیوں سے بڑا ہونا اس بات کے منافی نہ تھا۔ اور حقیقت امر کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔

۲۲۳۔ حَدِيْثُ السِّرِّ عِنْدَ الْاَحْرَارِ وَكَذَا قَوْلُهُمْ صُدُوْرُ الْاَحْرَارِ قُبُوْرُ الْاَسْرَارِ كَلَامُ بَعْضِ الْاَبْرَارِ وَلِبَعْضِ الْمَشَائِخِ الْكِبَارِ

راز آزاد لوگوں کے پاس ہوتا ہے۔ ایسے ہی یہ بھی لوگوں کا قول ہے۔ کہ آزاد آدمیوں کے سینے رازوں کی قبریں

مَنْ اطَّلَعُوْهُ عَلٰى سِرٍّ فَنَمَّ بِهٖ
لَمْ يَأْمَنُوْهُ عَلَى الْأَسْرَارِ مَا عَاشَا

ہیں۔ یہ بعض نیک لوگوں کا کلام ہے۔

۲۲۴- حَدِيْثُ السَّعِيْدُ مَنْ وُعِظَ بِغَيْرِهٖ قَالَ الزَّرْكَشِيُّ قَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ لَا يَثْبُتُ وَرَوَاهُ الرَّامَهُرْمُزِيُّ فِي الْأَمْثَالِ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ خَالِدٍ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ السُّيُوْطِيُّ أَمَّا حَدِيْثُ عُقْبَةَ فَطَوِيْلٌ جِدًّا أَخْرَجَهُ الدَّيْلَمِيُّ فِي مُسْنَدِهٖ وَقَدْ وَرَدَ هٰذَا اللَّفْظُ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مَوْقُوْفًا أَخْرَجَهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَدْخَلِ عَنْ عُمَرَ مَوْقُوْفًا أَخْرَجَهُ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ فِي سُنَنِهٖ

نیک بخت وہ ہے۔ جو دوسرے سے نصیحت کرے۔ زرکشی رح کہتے ہیں ابن جوزی رح کا قول ہے۔ یہ ثابت نہیں۔ رامہرمزی رح نے اپنی امثال میں ابن خالد اور عقبہ بن عامر رض سے روایت کیا ہے۔ سیوطی کہتے ہیں۔ عقبہ رض کی حدیث بہت طویل ہے۔ اسے دیلمی رح نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ اور ان الفاظ کے ساتھ یہ ابن مسعود رض سے موقوفاً مروی ہے جیسا کہ ابن ماجہ رح نے اسے روایت کیا ہے۔ اور بیہقی رح نے اپنی مدخل میں حضرت عمر رض کا قول بیان کیا ہے۔ سعید بن منصور رح نے بھی اسے اپنی سنن میں روایت کیا ہے۔

۲۲۵- حَدِيْثُ السَّفَرُ يُسْفِرُ عَنْ أَخْلَاقِ الرِّجَالِ لَيْسَ بِحَدِيْثٍ بَلْ مِنْ بَابِ اسْتِنْبَاطِ الْمَقَالِ وَالْمَعْنٰى إِنَّ السَّفَرَ لِمَا فِيْهِ مِنَ الْخَطَرِ وَالْحَذَرِ يَكْشِفُ عَنْ أَخْلَاقِ

سفر آدمی کے اخلاق ظاہر کر دیتا ہے۔ یہ حدیث نہیں۔ بلکہ ایک مثال ہے۔ اور مقصد یہ ہے کہ جب سفر میں خطرات اور خوف پیش آتا ہے تو آدمی کے اخلاق جو مختلف وجوہات

الرِّجَالِ مَالَمْ يَنْكَشِفْ فِي الْحَضَرِ مِنَ الْأَحْوَالِ ♦	کی بنا پر حضر میں چھپے ہوئے تھے ظاہر ہو جاتے ہیں ♦
۲۲۶۔ حَدِيْثُ سُفَهَاءُ مَكَّةَ حَشْوُالْجَنَّةِ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ لَمْ أَقِفْ عَلَيْهِ وَقَالَ ابْنُ أَبِي الضَّيْفِ إِنَّمَا هُوَ أَسِفَاءُ مَكَّةَ أَيِ الْمَحْزُوْنُوْنَ فِيْهَا عَلٰى تَقْصِيْرِهِمْ أَقُوْلُ ثَبِّتِ الْعَرْشَ ثُمَّ انْقُشْ فَالْمَدَارُ عَلٰى صِحَّةِ الْمَبْنٰى ثُمَّ يَتَفَرَّعُ عَلَيْهِ صِحَّةُ الْمَعْنٰى نَعَمْ عَلٰى تَقْدِيْرِ صِحَّةِ لَفْظِهِ يُمْكِنُ أَنْ يُقَالَ أَنَّهُ مُبَالَغَةٌ فِي مَدْحِ أَهْلِ مَكَّةَ وَسُكَّانِهَا تَعْظِيْمًا لِلْكَعْبَةِ وَشَأْنِهَا وَتَفْخِيْمًا لِلْحُرْمَةِ جِيْرَانِهَا كَأَنَّهُ إِذَا كَانَ سُفَهَاءُ مَكَّةَ حَشْوُالْجَنَّةِ أَيْ وَسَطِهَا فَمَا بَالُ فُقَهَائِهَا فَلَا شَكَّ أَنَّهُمْ يَكُوْنُوْنَ فِي أَعْلَاهَا وَغَيْرُهُمْ فِي أَدْنَاهَا ♦	مکہ کے بیوقوف جنت کے پتے ہوں گے عسقلانی کہتے ہیں میں اس سے واقف نہیں ابن ابی الضیف کہتے ہیں ہو سکتا ہے یہ لفظ اسفار ہو۔ یعنی مکہ کے وہ لوگ جو اپنے گناہوں پر غمگین ہوتے ہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ جب صحت لفظی ثابت ہو جائے گی۔ تو اس پر معنی بھی متفرع ہو سکتے ہیں۔ اگر صحت لفظی کو تسلیم کر لیا جائے۔ تو یہ کہا جائے گا۔ کہ یہ اہل مکہ کی تعریف میں مبالغہ ہے کیونکہ کعبہ معظم اور ذی شان ہے تو اس کے پڑوسیوں کی عزت بھی زیادہ ہوئی اور جب مکہ کے بیوقوف جنت کے پتے ہوئے۔ تو اس کے فقہاء کا تو کیا حال ہو گا۔ اور اس میں شک نہیں کہ وہ دوسروں کے مقابلہ میں اعلیٰ مقام میں ہوں گے ♦

۲۲۷۔ حَدِیْثُ اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِی الْقُنُوْتِ قَالَ السَّخَاوِیُّ لَمْ اَقِفْ عَلَیْہِ وَاِنْ وَقَعَ فِیْ کَلَامِ جَمْعٍ مِّنَ الْفُقَہَاءِ کَمَا بَیَّنْتُہٗ فِی الْقَوْلِ الْبَدِیْعِ۔

قنوت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھنا۔ اگرچہ یہ تمام فقہاء کے کلام میں پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ میں نے اسے قول بدیع میں بیان کیا ہے۔

۲۲۸۔ حَدِیْثُ السَّلَامَۃُ فِی الْعُزْلَۃِ کَلَامٌ صَحِیْحٌ وَلَیْسَ بِحَدِیْثٍ صَرِیْحٍ۔

تنہائی میں سلامتی ہے۔ کلام تو صحیح ہے۔ لیکن یہ حدیث صریح نہیں۔

۲۲۹۔ حَدِیْثُ سَلِّمُوْا عَلَی الْیَہُوْدِ وَالنَّصَارٰی وَلَا تُسَلِّمُوْا عَلٰی یَہُوْدِ اُمَّتِیْ قِیْلَ وَمَنْ یَہُوْدُ اُمَّتِکَ قَالَ مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ قَالَ السُّیُوْطِیُّ لَمْ اَقِفْ عَلَیْہِ وَاَوْرَدَہٗ فِی الْفِرْدَوْسِ بِلَفْظِ وَلَا تُسَلِّمُوْا عَلٰی شَارِبِ الْخَمْرِ وَبَیَّضَ لَہٗ وَلَدُہٗ فِیْ مُسْنَدِہٖ وَلَمْ یَذْکُرْ اِسْنَادًا۔

یہود و نصاریٰ کو سلام کرو لیکن میری امت کے یہود کو سلام نہ کرو۔ عرض کیا گیا آپ کی امت کے یہود کون ہیں۔ آپ نے فرمایا جو نماز چھوڑ دے۔ سیوطیؒ کہتے ہیں۔ میں اس سے واقف نہیں۔ اگرچہ فردوس میں ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔ شراب پینے والے کو سلام نہ کرو۔ اور ان کے لڑکے نے اپنے مسند میں اس کی سرخی بنائی ہے لیکن سند کوئی ذکر نہیں کی۔

۲۳۰۔ حَدِیْثُ سَوْدَاءُ وَلُوْدٌ خَیْرٌ مِّنْ حَسْنَاءَ لَا تَلِدُ کَانَ اِنِّیْ

بچے جننے والی کالی عورت حسین بانجھ سے بہتر ہے۔ یہ حدیث احیاء میں ہے عراقیؒ

الاحیاء قال العراقی اخرجہ ابن حبان فی الضعفاء من روایۃ بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ ولا یصح قیل وذکرہ فی النھایۃ بھذا اللفظ واخرجہ الزھری حدیثا مرفوعا واخرجہ غیرہ عن عمر موقوفا۔

کہتے ہیں اسے ابن حبان رح نے ضعفاء میں بروایت بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ نقل کیا ہے لیکن یہ حدیث صحیح نہیں۔ ان الفاظ کے ساتھ یہ نہایہ میں بھی موجود ہے۔ زہری رح نے بھی اس حدیث کو مرفوعاً روایت کیا ہے اور دیگر محدثین نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے موقوفاً۔

٢٣١۔ حدیث السواک یزید الرجل فصاحۃ قال الصغانی وضعہ ظاھر۔

مسواک آدمی کی فصاحت کو زیادہ کرتی ہے۔ صغانی رح کہتے ہیں۔ اس کا موضوع ہونا ظاہر ہے۔

٢٣٢۔ حدیث سید طعام اھل الدنیا والاخرۃ اللحم رواہ ابن ماجۃ وابن الدنیا من حدیث ابی الدرداء مرفوعا بہ وسندہ ضعیف فیہ سلیمان بن عطاء عن مسلمۃ الجزری وقد قال ابن حبان فی سلیمان انہ یروی عن مسلمۃ اشیاء موضوعۃ وما ادری التخلیط

دنیا اور آخرت کے کھانوں کا سردار گوشت ہے۔ اسے ابن ماجہ رح اور ابن الدنیا نے ابوالدرداء رض سے مرفوعاً روایت کیا ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہے۔ کیونکہ اس حدیث کو سلیمان بن عطاء مسلمہ الجزری سے سے روایت کرتا ہے۔ ابن حبان سلیمان کے بارے میں کہتے ہیں۔ کہ وہ مسلمہ سے بہت سی موضوع احادیث روایت کرتا ہے میں نہیں جانتا کہ یہ غلطی سلیمان کی ہے۔ یا مسلمہ رض کی

مِنْهُ آدَمُ مِنْ مَسْلَمَةَ وَقَالَ الْعُقَيْلِيُّ لَا يَصِحُّ فِيْهِ شَيْءٌ وَاَدْخَلَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي الْمَوْضُوْعَاتِ لٰكِنْ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ لَمْ يَتَبَيَّنْ لِي الْحُكْمُ عَلٰى هٰذَا الْمَتْنِ بِالْوَضْعِ فَاِنَّ مَسْلَمَةَ غَيْرُ مَجْرُوْحٍ وَابْنَ عَطَاءٍ ضَعِيْفٌ قَالَ السَّخَاوِيُّ وَلَهُ شَوَاهِدُ مِنْهَا عَنْ عَلِيٍّ رض رَفَعَهُ بِلَفْظِ سَيِّدُ طَعَامِ الدُّنْيَا اللَّحْمُ ثُمَّ الْاَرُزُّ اَخْرَجَهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الطِّبِّ النَّبَوِيِّ وَعَنْ صُهَيْبٍ بِلَفْظِ سَيِّدُ الطَّعَامِ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اللَّحْمُ ثُمَّ الْاَرُزُّ اَخْرَجَهُ الدَّيْلَمِيُّ مِنْ جِهَةِ الْحَاكِمِ۔

عقیلی رح کہتے ہیں اس مضمون کی کوئی حدیث صحیح نہیں، ابن الجوزی نے اسے موضوعات میں داخل کیا ہے۔ عسقلانی فرماتے ہیں۔ اس حدیث کا موضوع ہونا مجھ پر ظاہر نہ ہوسکا کیونکہ مسلمہ غیر مجروح ہے اور ابن عطاء ضعیف ہے۔ سخاوی کہتے ہیں۔ اس کے بہت سے شواہد حضرت علی رض سے مرفوعاً مروی ہیں۔ ان الفاظ کے ساتھ دنیا کے کھانوں کا سردار گوشت، پھر چاول ہیں۔ اسے ابو نعیم رح نے طب نبوی میں بیان کیا ہے۔ اور صہیب رض سے ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔ دنیا اور آخرت کے کھانوں کا سردار گوشت پھر چاول ہیں اسے دیلمی رح نے حاکم رح کی طرف سے روایت کیا ہے۔

۲۳۳۔ حَدِيْثُ سَيِّدُ الْعَرَبِ عَلِيٌّ رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِي صَحِيْحِهِ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَعَلِيٌّ سَيِّدُ الْعَرَبِ وَلَهُ شَوَاهِدُ كُلُّهَا

عرب کے سردار علی ہیں۔ اسے حاکم رح نے اپنی صحیح میں ابن عباس رض سے مرفوعاً روایت کیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔ میں آدم کی اولاد کا سردار ہوں۔ اور علی رض عرب کے سردار ہیں۔ اس کے بہت سے شواہد ہیں اور سب کے سب ضعیف

مَوْضُوْعَةٌ بَلْ حَكَمَ الذَّهَبِيُّ اِلَى الْحُكْمِ عَلَيْهَا بِالْوَضْعِ قُلْتُ وَلَعَلَّهُ نَظَرَ الْمَعْنَى مَعَ قَطْعِ النَّظَرِ اِلَى صِحَّةِ الْمَبْنَى وَقَدْ ذَكَرَهُ الزَّرْكَشِيُّ وَقَالَ رَوَاهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ مِنْ حَدِيْثِ الْحَسَنِ ابْنِ عَلِيٍّ وَقَالَ السُّيُوْطِيُّ رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِيْ مُسْتَدْرَكِهِ عَنْ عَائِشَةَ وَجَابِرٍ وَقَالَ الذَّهَبِيُّ فِيْ مُخْتَصَرِهٖ اَنَّهُ مَوْضُوْعٌ وَ اَخْرَجَهُ ابْنُ عَسَاكِرَ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ مُرْسَلًا بِلَفْظِ اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ سَيِّدُ كُهُوْلِ الْعَرَبِ وَعَلِيٌّ سَيِّدُ شَبَابِ الْعَرَبِ اِنْتَهٰى وَبِهٰذَا يَزُوْلُ الْاِشْكَالُ حَيْثُ لَمْ يُرِدْ بِالْعَرَبِ جِنْسَهٗ فِيْ جَمِيْعِ الْاَحْوَالِ	ہیں، بلکہ امام ذہبی نے اس پر وضع کا حکم لگایا ہے، ملا علی قاری فرماتے ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے، کہ ذہبی نے الفاظ کی بجائے معنیٰ کی جانب نظر کی ہے، زرکشی رحمہ نے اس کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے اسے ابو نعیمؒ نے حلیہ میں حسنؓ بن علیؓ سے روایت کیا ہے، سیوطی رحمہ کہتے ہیں اسے حاکم نے مستدرک میں عائشہؓ اور جابرؓ سے روایت کیا ہے۔ ذہبی اپنی مختصر میں کہتے ہیں، یہ موضوع ہے، ابن عساکر رحمہ نے قیس بن ابی حازم سے مرسلاً ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے، میں آدم کی اولاد کا سردار ہوں۔ ابو بکرؓ عرب کے بوڑھوں کے سردار، اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرب کے جوانوں کے سردار اس طرح یہ اشکال بھی ختم ہو گیا جس میں عرب کی کوئی جنس کسی حال میں بیان نہیں کی گئی تھی۔
۲۴۳۔ حَدِيْثُ سِيْرُوْا عَلٰى سَيْرِ اَضْعَفِكُمْ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا اَعْرِفُهٗ بِهٰذَا اللَّفْظِ لٰكِنْ مَعْنَاهُ	اپنے کمزوروں کی سیرت پر چلو سخاوی رحمہ کہتے ہیں میں ان الفاظ کے ساتھ اسے نہیں پہچانتا، لیکن اس کے معنی اس حدیث میں

فِی قَوْلِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَمَّ النَّاسَ وَاقْعُدْ بِاَضْعَفِہِمْ۔ — پائے جاتے ہیں۔ لوگوں کی امامت کرا اور ان کمزوروں کے ساتھ بیٹھ۔

۲۲۵۔ حَدِیْثُ سِیَاسَۃُ النَّاسِ اَشَدُّ مِنْ سِیَاسَۃِ الدَّوَابِّ ذَکَرَہُ النَّوَوِیُّ فِیْ تَہْذِیْبِ الْاَسْمَاءِ وَاللُّغَاتِ مِنْ حِکَمِ الْاِمَامِ الشَّافِعِیِّ — لوگوں کی سیاست چوپاؤں کی سیاست سے زیادہ سخت ہے۔ اس کو نووی نے تہذیب الاسماء واللغات میں امام شافعیؒ کا قول بیان کیا ہے۔

۲۲۳۔ حَدِیْثُ سَیُکْذَبُ عَلَیَّ قَالَ ابْنُ الْمُلَقِّنِ فِیْ تَخْرِیْجِ الْبَیْضَاوِیِّ ھٰذَا الْحَدِیْثُ لَمْ اَرَہٗ نَعَمْ فِیْ اَفْرَادِ مُسْلِمٍ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ یَکُوْنُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْنَ۔ — عنقریب مجھ پر جھوٹ بولا جائیگا ابن ملقن رحؒ تخریج بیضاوی میں فرماتے ہیں۔ اس طرح میں نے اسے کہیں نہیں پایا۔ ہاں افراد مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ آخیر زمانہ میں دجال اور کذاب ہوں گے۔

۲۳۶۔ حَدِیْثُ سِیْنُ بِلَالٍ عِنْدَ اللّٰہِ شِیْنٌ قَالَ ابْنُ کَثِیْرٍ لَیْسَ لَہٗ اَصْلٌ قَدْ تَقَدَّمَ۔ — بلال رضؓ کا سین اللہ کے نزدیک شین ہے۔ ابن کثیرؒ کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں جیسا کہ پہلے گذر چکا۔

حَرْفُ الشِّیْنِ

۲۳۸۔ حَدِیْثُ شَاوِرُوْھُنَّ — عورتوں سے مشورہ کرو۔ اور ان کی مخالفت

وَمِنْهَا لَا يَثْبُتُ بِهٰذَا الْمَبْنٰى
وَإِنْ كَانَ لَهُ وَجْهٌ مِنْ حَيْثُ
الْمَعْنٰى قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا أَعْرِفُهُ
مَرْفُوعًا بَلْ يُرْوٰى فِي الْمَرْفُوعِ
مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ لَا يَفْعَلَنَّ
أَحَدُكُمْ أَمْرًا حَتّٰى يَسْتَشِيرَ
فَإِنْ لَمْ يَجِدْ مَنْ يَسْتَشِيرُ فَلْيَسْتَشِرِ
امْرَأَةً ثُمَّ لِيُخَالِفْهَا فَإِنَّ فِي
خِلَافِهَا الْبَرَكَةَ وَفِي سَنَدِهِ
ضُعْفٌ وَانْقِطَاعٌ وَرَوَى
الدَّيْلَمِيُّ وَالْعَسْكَرِيُّ وَالْقُضَاعِيُّ
عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوعًا طَاعَةُ
النِّسَاءِ نَدَامَةٌ لَكِنْ قَالَ ابْنُ
عَدِيٍّ مَا حَدَّثَ بِهِ عَنْ هِشَامٍ
إِلَّا ضَعِيفٌ وَأَدْخَلَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ
فِي الْمَوْضُوعَاتِ لَيْسَ بِجَيِّدٍ
انْتَهٰى كَلَامُ السَّخَاوِيِّ وَقَالَ
السُّيُوطِيُّ هُوَ بَاطِلٌ لَا أَصْلَ
لَهُ لَكِنْ فِي مَعْنَاهُ حَدِيثُ طَاعَةِ

گرچہ یہ ان الفاظ کے ساتھ ثابت نہیں، چاہے
معنوی لحاظ سے اس کے لئے وجہ موجود ہو
سخاویؒ کہتے ہیں: میں اسے مرفوعاً نہیں پہچانتا
بلکہ مرفوعاً حضرت انسؓ سے یہ روایت ہے
تم میں سے کوئی بغیر مشورہ کے کام نہ کرے۔ اگر
کوئی مشورہ کے لئے نہ ملے تو عورت سے مشورہ
کرلے۔ اور پھر اس کی مخالفت کرے۔ کیونکہ اس
کی مخالفت میں برکت ہے۔ اس کی سند میں
ضعف بھی ہے اور انقطاع بھی۔ دیلمیؒ، عسکریؒ
اور قضاعیؒ نے حضرت عائشہؓ سے مرفوعاً روایت
کیا ہے۔ عورتوں کی اطاعت ندامت ہے
ابن عدیؒ کہتے ہیں اسے ہشام سے روایت
کرنے والا ضعیف ہے۔ ابن جوزیؒ نے
اسے موضوعات میں داخل کیا ہے۔ اگرچہ
یہ بہتر نہیں۔ یہاں تک یہ سخاوی رح کا
کلام تھا۔ سیوطیؒ کہتے ہیں: یہ باطل ہے
اس کی کوئی اصل نہیں۔ لیکن اس معنی میں
یہ حدیث موجود ہے۔ عورتوں کی اطاعت
ندامت ہے۔ اسے ابن عدیؒ، ابن لال اور

النِّسَاءِ نَدَامَۃٌ اَخْرَجَہٗ ابْنُ عَدِیٍّ وَابْنُ لَالٍ وَالدَّیْلَمِیُّ عَنْ عَائِشَۃَ وَاَخْرَجَ ابْنُ عَدِیٍّ مِنْ حَدِیْثِ اُمِّ سَعْدِ بِنْتِ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اَبِیْہَا مَرْفُوْعًا طَاعَۃُ الْمَرْاَۃِ نَدَامَۃٌ وَاَخْرَجَ الطَّبْرَانِیُّ وَالْحَاکِمُ وَصَحَّحَہٗ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ بَکْرٍ مَرْفُوْعًا ہَلَکَتِ الرِّجَالُ حِیْنَ طَاعَۃِ النِّسَاءِ وَاَخْرَجَ الْعَسْکَرِیُّ فِی الْاَمْثَالِ عَنْ عُمَرَ رض قَالَ خَالِفُوا النِّسَاءَ فَاِنَّ فِیْ خِلَافِہِنَّ الْبَرَکَۃَ وَاَخْرَجَ عَنْ مُعَاوِیَۃَ قَالَ عُوْدُوا النِّسَاءَ لَا فَاِنَّہَا ضَعِیْفَۃٌ اِنْ اَطَعْتَہَا اَہْلَکَتْکَ وَقَالَ بَعْضُ الشُّعَرَاءِ ؎

دیلمی رح نے حضرت عائشہ رض سے روایت کیا ہے۔ اور ابن عدی رح نے ام سعد بنت زید بن ثابت عن ابیہا سے مرفوعاً روایت کیا ہے عورت کی اطاعت شرمندگی ہے، طبرانی رح اور حاکم رح نے ابو بکر رض سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جب مردوں نے عورتوں کی اطاعت کی ہلاک ہوئے۔ عسکری رح نے امثال میں حضرت عمر رض سے روایت کیا ہے۔ عورتوں کی مخالفت کرو۔ کیونکہ اس میں برکت ہے۔ اور امیر معاویہ رض سے روایت کیا ہے۔ عورتوں کی عیادت کیا کرو اس لئے نہیں کہ وہ ضعیف ہیں، بلکہ اگر تو ان کی اتباع کرے گا۔ تو تجھے ہلاک کر دیں گی۔ بعض شعراء کہتے ہیں ؎۔

تَرْکُ خِلَافِہِنَّ مِنَ الْخِلَافِ

ان کے خلاف کو چھوڑنا بھی اختلاف ہے

۲۳۹ حَدِیْثُ شَبِیْہُ الشَّیْءِ مُنْجَذِبٌ اِلَیْہِ ہُوَ کَقَوْلِہِمْ اَلْجِنْسُ اِلَی الْجِنْسِ یَمِیْلُ وَ

کسی شے کی شبیہ اس کی جانب کھینچتی ہے۔ یہ ایسے ہی ہے۔ جیسے لوگوں کا قول ہے جنس جنس کی جانب مائل ہوتی

قَوْلُهُمُ الْجِنْسِيَّةُ عِلَّةُ الضَّمِّ وَ	ہے اور لوگوں کا قول کہ جنسیت ملاپ کی
قَوْلُهُمُ الصُّحْبَةُ مَعَ غَيْرِ الْجِنْسِ	وجہ ہے۔ غیر جنس کے ساتھ بیٹھنا بھی ایک
عَذَابٌ شَدِيدٌ كَمَا فَسَّرَ بِهِ قَوْلَهُ	سخت عذاب ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے
تَعَالَى لَأُعَذِّبَنَّهُ عَذَابًا شَدِيدًا	اس قول کی تفسیر فرمائی ہے۔ میں اسے سخت
أَيْ لَأَجْعَلَنَّهُ مَعَ غَيْرِهِ فِي قَفَصٍ	عذاب دوں گا یعنی اسے غیر جنس کے ساتھ پنجرے
وَالْكُلُّ مُسْتَفَادٌ مِنْ حَدِيثِ	میں بند کردوں گا۔ اور یہ کلیہ اس حدیث سے
الْأَرْوَاحُ جُنُودٌ مُجَنَّدَةٌ وَقَدْ	بھی مستفاد ہے۔ روحیں ترتیب دی ہوئی لشکر
ذُكِرَ فِي سَبَبِ وُرُودِهِ أَنَّهُ	ہیں اس کے ذکر کا سبب یہ ہے۔ آپ نے ایک
رَأَى امْرَأَةً عِنْدَ عَائِشَةَ فَقَالَ	عورت کو عائشہؓ کے پاس دیکھا تو دریافت فرمایا
مَنْ هِيَ فَقَالَتْ مُضْحِكَةُ مَكَّةَ	کون ہے حضرت عائشہ نے جواب دیا مکہ کی ہنسانے
فَقَالَ أَيْنَ نَزَلَتْ فَقَالَتْ عِنْدَ	والی۔ آپ نے فرمایا یہ کہاں ٹھہری حضرت عائشہؓ
مُضْحِكَةِ الْمَدِينَةِ وَفِي قَوْلِهِ تَعَالَى	نے جواب دیا مدینہ کی ہنسانے والی کے اس اللہ
قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلَى شَاكِلَتِهِ	تعالیٰ کا قول ہے ہر شخص اپنی فطرت کے مطابق
إِيمَاءٌ إِلَى ذَلِكَ ۔	عمل کرتا ہے میں اسی جانب اشارہ ہے ۔
۲۴۰۔ حَدِيثُ شِرَارُكُمْ عُزَّابُكُمْ	تمہارے بد معاش تمہارے مجرد
أَوْرَدَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي الْمَوْضُوعَاتِ	میں ۔اسے ابن الجوزیؒ نے موضوعات میں شمار
فَلَخَطَأَ كَمَا ذَكَرَهُ السُّيُوطِيُّ فَقَدْ	کیا ہے۔ اور انہوں نے غلطی کھائی ہے سیوطیؒ
أَخْرَجَهُ أَحْمَدُ وَالطَّبَرَانِيُّ عَنْ	کہتے ہیں۔ اسے احمدؒ اور طبرانیؒ نے عطیہ
عَطِيَّةَ بْنِ بُسْرٍ وَابْنُ عَدِيٍّ عَنْ	بن بسرؓ۔ ابن عدیؒ نے ابوہریرہؓ اور

اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَاَبُوْ	ابو یعلیٰ رح نے جابر رض سے روایت کیا ہے
یَعْلٰی عَنْ جَابِرٍ وَقَالَ السَّخَاوِیُّ	سخاوی رح کہتے ہیں۔ اسے ابو یعلیٰ رح اور
اَخْرَجَہُ اَبُوْ یَعْلٰی وَالطَّبْرَانِیُّ مِنْ	طبرانی رحمہ نے ابو ہریرہ رض سے مرفوعاً روایت
حَدِیْثِ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ مَرْفُوْعًا ۔	کیا ہے ۔
۲۴۱۔ حَدِیْثُ شِرَارُکُمْ	تمہارے بدمعاش تمہارے بچوں کے
مُعَلِّمُوْا صِبْیَانِکُمْ اَقَلُّھُمْ رَحْمَۃً	استاد ہیں۔ جو یتیم پر رحم کم کرتے۔ اور مسکین پر
عَلَی الْیَتِیْمِ وَاَغْلَظُھُمْ عَلَی الْمِسْکِیْنِ	سختی کرتے ہیں۔ یہ موضوع ہے۔ جیسا کہ
مَوْضُوْعٌ کَمَا ذَکَرَہُ اللَّآلِیُ ۔	لآلی میں ہے ۔
۲۴۲۔ حَدِیْثُ شَرُّ الْحَیٰوۃِ	زندگی کی شرارت اور نہ موت کی ۔
وَلَا الْمَمَاتِ لَیْسَ بِحَدِیْثٍ بَلْ	یہ حدیث نہیں بلکہ بعض قدیم حکماء کا کلام ہے
ھُوَ مِنْ کَلَامِ بَعْضِ الْحُکَمَاءِ	جیسا کہ حافظ ابن حجر رح فرماتے ہیں۔ اور
الْقُدَمَاءِ قَالَہُ الْعَسْقَلَانِیُّ وَھُوَ	بلحاظ معنی بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ اگر اس
غَیْرُ صَحِیْحٍ مِنْ حَیْثُ الْمَعْنٰی	کی برائیاں بھلائی پر غالب آگئی ہیں
فَاِنَّ مَنْ یَغْلِبُ خَیْرَہُ شَرُّہُ	تو موت بہتر ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ
فَالْمَوْتُ خَیْرٌ لَہُ کَمَا یُسْتَفَادُ مِنْ	وسلم کے اس فرمان سے ثابت ہوتا ہے
قَوْلِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ	خوشی ہے اس کے لئے جس کی عمر لمبی ہو اور
طُوْبٰی لِمَنْ طَالَ عُمُرُہُ وَحَسُنَ	اعمال اچھے ہوں۔ اور تباہی اس کے لئے
عَمَلُہُ وَوَیْلٌ لِمَنْ طَالَ عُمُرُہُ	جس کی عمر لمبی اور اعمال برے ہوں۔ اور یہ
وَسَاءَ عَمَلُہُ وَھُوَ مُسْتَفَادٌ	اللہ تعالیٰ کے قول سے بھی ثابت ہوتا ہے

أَيْضًا مِنْ قَوْلِهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ خَيْرٌ لِأَنْفُسِهِمْ إِنَّمَا نُمْلِي لَهُمْ لِيَزْدَادُوا إِثْمًا ۔	اور کافر یہ خیال نہ کریں کہ ہم انہیں جو ڈھیل دے رہے ہیں یہ ان کے لئے بہتر ہے ہم تو اس لئے ڈھیل دے رہے ہیں۔ تاکہ یہ گناہوں میں زیادتی کرتے رہیں۔
۲۴۳۔ حَدِيثُ الشَّفَقَةِ عَلَىٰ خَلْقِ اللهِ تَعْظِيمٌ لِأَمْرِ اللهِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا أَعْرِفُهُ بِهٰذَا اللَّفْظِ قُلْتُ وَهُوَ مِنْ كَلَامِ بَعْضِ الْمَشَائِخِ حَيْثُ قَالَ مَدَارُ الْأَمْرِ عَلَىٰ شَيْئَيْنِ التَّعْظِيمُ لِأَمْرِ اللهِ وَالشَّفَقَةُ عَلَىٰ خَلْقِ اللهِ ۔	مخلوق پر مہربانی کرنا حکم خداوندی کی تعظیم ہے۔ سخاوی رح کہتے ہیں میں ان الفاظ کے ساتھ اسے نہیں پہچانتا۔ ملا علی قاری رح فرماتے ہیں یہ بعض مشائخ کا کلام ہے۔ جیسا کہ ان کا قول ہے کہ حکم کا دارومدار دو چیزوں پر ہے اللہ کے حکم کی عظمت کرنا۔ اور اللہ کی مخلوق پر مہربانی کرنا۔
۲۴۴۔ حَدِيثُ الشُّكْرِ فِي الْوَجْهِ مَذَمَّةٌ لَيْسَ بِحَدِيثٍ وَيُنَاسِبُهُ حَدِيثُ قَطَعْتَ عُنُقَ أَخِيكَ خِطَابًا لِمَنْ مَدَحَ صَاحِبَهُ فِي حُضُورِهِ ۔	منہ پر شکر کرنا مذمت ہے یہ حدیث نہیں ہے۔ اور یہ مناسب ہے اس حدیث کے "تو نے اپنی گردن کاٹ دی یہ خطاب ہے اس کے لئے جس نے اپنے بھائی کی تعریف اس کے منہ پر کی"
۲۴۵۔ حَدِيثُ شَهَادَةِ الْبِقَاعِ لِلْمُصَلِّي يُرْوَىٰ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَغَيْرِهِ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ	زمین کی شہادت نمازی کے لئے۔ یہ ابو الدرداء رض وغیرہ صحابہ اور تابعین سے مروی ہے اور قرآن بھی اس کی شہادت دیتا

وَيَشْهَدُ لَهُ قَوْلُهُ تَعَالَى يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَى لَهَا ۔

ہے۔ جس روز زمین ان کے حال بیان کرے گی۔ گویا کہ تیرے رب نے زمین کے پاس وحی کی ہے۔

۲۴۶ ۔ حَدِيثُ شَهَادَةُ الْمَرْءِ عَلَى نَفْسِهِ بِشَهَادَتَيْنِ لَيْسَ بِحَدِيثٍ وَلٰكِنَّهُ صَحِيحُ الْمَعْنٰى بِالنَّظَرِ إِلَى الْإِقْرَارِ وَأَمَّا قَوْلُهُمْ شَهَادَةُ الْمَرْءِ عَلَى نَفْسِهِ بِسَبْعِينَ فَكَذٰلِكَ لَا أَصْلَ لَهُ وَيَصِحُّ مَعْنَاهُ عَلَى الْمُبَالَغَةِ ۔

آدمی کی اپنی جان پر شہادت دینا دو شہادتیں ہیں۔ یہ بھی حدیث نہیں ہے اس کے معنی اس لحاظ سے صحیح ہیں۔ کہ ایک شہادت نظر اور ایک شہادت اقرار۔ اور لوگوں کا قول ہے۔ کہ آدمی کی اپنی جان پر شہادت ستر شہادتیں ہیں۔ اس کی بھی اصل نہیں اور معنی بلحاظ مبالغہ صحیح ہوں گے۔

۲۴۷ ۔ حَدِيثُ شَهَادَةُ الْمُسْلِمِينَ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ جَائِزَةٌ وَلَا يَجُوزُ شَهَادَةُ الْعُلَمَاءِ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ لِأَنَّهُمْ حُسَّدٌ لَيْسَ مِنَ الْحَدِيثِ وَإِسْنَادُهُ فَاسِدٌ مِنْ وُجُوهٍ كَثِيرَةٍ عَلَى مَا فِي اللَّآلِي وَعَلَى تَقْدِيرِ صِحَّتِهِ فَالْعُلَمَاءُ يُرَادُ بِهِمْ عُلَمَاءُ الدُّنْيَا التَّارِكُونَ طَرِيقَ الْعُقْبٰى

مسلمانوں کی ایک دوسرے پر شہادت جائز ہے۔ لیکن علماء کی ایک دوسرے پر شہادت جائز نہیں۔ کیونکہ وہ حاسد ہیں۔ یہ بھی حدیث نہیں ہے۔ اور اس کی سند مختلف وجوہ سے فاسد ہے۔ جیسا کہ لآلی میں موجود ہے۔ اور اگر اس کی صحت تسلیم کرلی جائے تو اس سے مراد علماء دنیا (علماء سوء) لئے جائیں گے جو آخرت کی راہ کو چھوڑے ہوئے ہیں۔ جیسا کہ علامت مذکورہ جو حدیث

كَمَا يُشِيرُ إِلَيْهِ الْعِلَّةُ الْمَذْكُورَةُ فِي نَفْسِ الْحَدِيثِ فَإِنَّ الْحَسَدَ حَرَامٌ وَأَمَّا الْغِبْطَةُ فَمَرَامٌ۔

میں پائی جاتی ہے۔ اس جانب اشارہ کرتی ہے۔ کیونکہ حسد حرام ہے۔ اور غبطہ بہتر ہے۔

۲۴۸۔ حَدِيثُ الشُّهْرَةِ فِي قِصَرِ الثِّيَابِ لَا يَصِحُّ حَدِيثًا لِأَنَّ قِصَرَ الثِّيَابِ مِنْ جُمْلَةِ أَسْبَابِ الشُّهْرَةِ إِذَا كَانَ عَلَى قَصْدِهَا دُونَ إِرَادَةِ مُتَابَعَةِ السُّنَّةِ۔

کپڑوں کے محل میں شہرت حاصل کرنا یہ حدیث صحیح نہیں، کیونکہ کپڑوں کا محل اسباب شہرت میں سے ہے جبکہ وہ قصداً ہو نہ کہ اتباع سنت کی غرض سے نہ ہو۔

۲۴۹۔ حَدِيثُ شَيَاطِينُ الْإِنْسِ يَغْلِبُ شَيَاطِينَ الْجِنِّ مِنْ كَلَامِ ابْنِ دِينَارٍ وَلَعَلَّهُ اقْتَبَسَ مِنْ قَوْلِهِ تَعَالَى وَكَذَلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِينَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ حَيْثُ قَدَّمَ شَيَاطِينَ الْإِنْسِ عَلَى شَيَاطِينِ الْجِنِّ وَلِأَنَّ شَيْطَانَ الْجِنِّ يَذْهَبُ وَسْوَسَتُهُ بِالتَّعَوُّذِ بِخِلَافِ شَيَاطِينِ الْإِنْسِ وَلِأَنَّ قُوَّةَ تَأْثِيرِ الصُّحْبَةِ إِنَّمَا هِيَ فِي اتِّحَادِ الْجِنْسِ۔

انسانی شیطان، جناتی شیطانوں پر غالب ہو جاتے ہیں۔ یہ ابن دینارؒ کا قول ہے۔ اور شاید انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس قول سے اخذ کیا ہے۔ اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے انسانی اور جناتی شیطانوں کو دشمن بنایا ہے انسانی شیطان جناتی شیطانوں پر اسی طرح مقدم ہوئے۔ کہ جناتی شیطان تو وسوسہ پیدا کرتے ہیں۔ لیکن انسانی شیطان صحبت اور اتحاد جنس کی بنا پر قوت کے مالک ہوتے ہیں۔

۲۵۰۔ حَدِیْثُ شَیْبٌ وَّ عَیْبٌ لَا یَصِحُّ مَبْنَاہُ وَاِنَّمَا جَاءَ مَعْنَاہُ فِیْ حَدِیْثِ مَنْ لَمْ یَرْعَوْا عِنْدَ الشَّیْبِ وَیَسْتَحْیِیْ مِنَ الْعَیْبِ وَلَمْ یَخْشَ اللّٰہَ فِی الْغَیْبِ فَلَیْسَ لِلّٰہِ فِیْہِ حَاجَۃٌ ذَکَرَہُ الدَّیْلَمِیُّ بِلَا سَنَدٍ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعًا وَحُکِیَ عَنِ ابْنِ یَزِیْدَ اَنَّہٗ رَاٰی وَجْہَہٗ فِی الْمِرْاٰۃِ فَقَالَ ظَہَرَ الشَّیْبُ وَلَمْ یَذْہَبِ الْعَیْبُ وَلَا اَدْرِیْ مَا فِی الْغَیْبِ۔

بڑھاپا اور عیب۔ یہ لفظاً صحیح نہیں ہے ہاں اس کے معنی ایک حدیث میں موجود ہیں۔ جو بڑھاپے کے وقت نہ ڈرے عیب سے نہ شرمائے۔ اور غیب میں اللہ سے نہ ڈرے۔ تو اس میں اللہ کے لئے کوئی حاجت نہیں۔ یہ حدیث دیلمیؒ نے جابر رضؓ سے مرفوعاً بلاسند روایت کی ہے ابن یزیدؒ سے روایت کیا گیا ہے۔ کہ انہوں نے اپنا چہرہ آئینہ میں دیکھا۔ تو بولے بڑھاپا ظاہر ہو گیا۔ اور عیب نہیں گیا۔ میں نہیں جانتا غیب میں کیا ہے۔

۲۵۱۔ حَدِیْثُ الشَّیْخُ فِیْ قَوْمِہٖ کَالنَّبِیِّ فِیْ اُمَّتِہٖ فِی الْمَقَاصِدِ جَزَمَ شَیْخُنَا وَغَیْرُہٗ بِاَنَّہٗ مَوْضُوْعٌ وَاِنَّمَا ہُوَ مِنْ کَلَامِ بَعْضِ السَّلَفِ وَرُبَّمَا اَوْرَدَ بِلَفْظِ الشَّیْخُ فِیْ جَمَاعَتِہٖ کَالنَّبِیِّ فِیْ قَوْمِہٖ یَتَعَلَّمُوْنَ مِنْ عِلْمِہٖ وَیَتَاَدَّبُوْنَ مِنْ اَدَبِہٖ وَکُلُّہٗ بَاطِلٌ اِنْتَہٰی

شیخ اپنی قوم میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ جیسا کہ نبی اپنی امت میں۔ یہ حدیث مقاصد میں، ہمارے شیخ وغیرہ اسے یقینی طور پر موضوع سمجھتے تھے یہ بعض پہلے لوگوں کا کلام ہے۔ بعض جگہ یہ بھی آیا ہے۔ کہ شیخ اپنی جماعت میں ایسا ہی ہے جیسا کہ نبی اپنی قوم میں۔ کہ اس سے لوگ علم حاصل کرتے ہے اور ادب سیکھتے ہیں۔ یہ سب کی سب باطل ہیں۔

وَمِمَّنْ جَزَمَ بِوَضْعِهِ ابْنُ تَيْمِيَّةَ لٰكِنْ اَخْرَجَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي الضُّعَفَاءِ مِنْ حَدِيْثِ اَبِي رَافِعٍ بِهٖ مَرْفُوْعًا وَقَالَ السُّيُوْطِيُّ اَسْنَدَهُ الدَّارِمِيُّ وَذَكَرَهُ اَيْضًا فِي جَامِعِهِ الصَّغِيْرِ بِلَفْظِ الشَّيْخُ فِي اَهْلِهِ كَالنَّبِيِّ فِي اُمَّتِهٖ رَوَاهُ الْخَلِيْلِيُّ فِي مَشْيَخَتِهٖ وَابْنُ النَّجَّارِ عَنْ اَبِي رَافِعٍ وَلَفْظُهُ الشَّيْخُ فِي بَيْتِهٖ كَالنَّبِيِّ فِي قَوْمِهٖ رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي الضُّعَفَاءِ وَالشِّيْرَازِيُّ فِي الْاَلْقَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ انْتَهٰى وَيُقَوِّيْهِ مِنْ حَيْثُ الْمَعْنٰى حَدِيْثُ صَحِيْحُ الْمَبْنٰى اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ وَيُقَوِّيْهِ قَوْلُهٗ تَعَالٰى فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔

امام ابن تیمیہؒ اسے موضوع قرار دیتے ہیں۔ لیکن ابن حبانؒ نے اپنی ضعفاء میں ابو رافعؓ سے اسے مرفوعاً روایت کیا ہے سیوطیؒ کہتے ہیں دارمیؒ نے اسے بالسند ذکر کیا ہے اور جامع الصغیر میں یہ ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے کہ شیخ اپنے گھر میں ایسا ہی ہے جیسا کہ نبی اپنی امت میں۔ خلیلیؒ نے مشیخت میں اور ابو النجارؒ نے بھی اسے ابو رافعؓ سے روایت کیا ہے۔ اس کے الفاظ یہ ہیں۔ کہ شیخ اپنے گھر میں ایسا ہی ہے الخ ابن حبانؒ نے اسے ضعفاء میں اور شیرازیؒ نے القاب میں ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے اور باعتبار معنی اس کی یہ حدیث تائید کرتی ہے۔ کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا قول اس کی تائید کرتا ہے۔ اہل ذکر سے پوچھ لو اگر تم نہیں جانتے۔

حرفُ الصّاد

۲۵۲۔ حَدِيْثُ صَاحِبُ

صاحب حاجت اندھا ہوتا ہے سخاویؒ

الحاجة اعمى قال السخاوي لا اعرفه
في المرفوع قلت كذا قولهم الغريب
كالاعمى لا يصح من جهة المبنى۔

کہتے ہیں میں اسے مرفوعاً نہیں پہچانتا۔ ملا علی
قاری فرماتے ہیں اسی طرح ان کا قول مسافر اندھے
کی طرح ہے یہ معنوی لحاظ سے صحیح نہیں۔

۲۵۳- حديث صاحب الشيء
احق بحمله الا ان يكون ضعيفا
يعجز عنه فيعينه اخوه المسلم
ضعيف وبالغ ابن الجوزي
فذكره في الموضوعات واخطأ
فقد رواه ابو يعلى من حديث
ابي هريرة به مرفوعا والطبراني
في الاوسط والدارقطني في
الافراد والعقيلي في الضعفاء
وعياض بسند من عنده في الشفاء

چیز کا مالک اس کے اٹھانے کا زیادہ
حق دار ہے۔ مگر یہ کہ ضعیف ہو۔ اسے اٹھانے
سے عاجز ہو۔ تو اس کا مسلم بھائی اس کی
اعانت کرے۔ یہ ضعیف ہے۔ ابن الجوزی نے
مبالغہ سے کام لیا ہے۔ اور اسے موضوعات
میں شمار کیا ہے۔ حالانکہ انہوں نے غلطی کی کیونکہ
ابو یعلی رح نے ابو ہریرہ رض سے مرفوعاً طبرانی رح نے
اوسط میں۔ دار قطنی رح نے افراد میں عقیلی رح نے
ضعفاء میں۔ اور قاضی عیاض نے شفاء میں
اسے روایت کیا ہے۔

۲۵۴- حديث الصبر كنز
من كنوز الجنة كذا في الاحياء
وقال العراقي غريب لم يوجد

صبر جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ
ہے۔ یہ احیاء میں ہے۔ عراقی رح کہتے ہیں غریب ہے
کہیں نہیں پائی جاتی۔

۲۵۵- حديث صرير الاقلام
عند الاحاديث يعدل عند
الله التكبير الذي يكبر في

قلموں کی آواز احادیث لکھنے کے
وقت اللہ تعالی کے نزدیک اس تکبیر
کے برابر ہے جو عسقلان اور عبادان

دِبَاطِ الْعَسْقَلَانَ وَعَبَّادَانِ وَ مَنْ كَتَبَ اَرْبَعِيْنَ حَدِيْثًا اُعْطِيَ ثَوَابَ الشُّهَدَاءِ الَّذِيْنَ قُتِلُوا بِعَبَّادَانِ وَعَسْقَلَانَ خَبَرٌ بَاطِلٌ كَمَا فِي الْمِيْزَانِ ۔	کی چھاؤنی میں کہی گئی ہیں اور جس نے چالیس حدیثیں لکھیں اس کو ان شہداء کا ثواب ملا جو عبادان اور عسقلان میں شہید ہوئے۔ یہ خبر باطل ہے جیسا کہ میزان میں ہے:
۲۵۶۔ حَدِيْثٌ صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ كَلَامٌ كَثِيْرٌ مِنَ الْعَامَّةِ عَقِيْبَ قَوْلِ الْمُؤَذِّنِ فِي الصُّبْحِ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ وَلَيْسَ لَهٗ اَصْلٌ وَكَذَا قَوْلُهُمْ عِنْدَ قَوْلِ الْمُؤَذِّنِ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ صَدَقْتَ وَبَرِرْتَ وَبِالْحَقِّ نَطَقْتَ اِسْتَحَبَّهُ الشَّافِعِيَّةُ قَالَ الدَّمِيْرِيُّ وَادَّعٰى ابْنُ الرِّفْعَةِ اَنَّ خَبَرًا وَرَدَ فِيْهِ وَلَا يُعْرَفُ مَنْ قَالَهٗ وَبَرِرْتَ بِكَسْرِ الرَّاءِ الْاُوْلٰى وَسُكُوْنِ الثَّانِيَةِ ۔	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔ یہ عام آدمیوں کا کلام ہے۔ جیسے وہ صبح کی اذان پر الصلوٰۃ خیر من النوم کے بعد کہتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں اسی طرح بعض لوگ اس جملہ کے وقت بولتے ہیں۔ صدقت وبررت وبالحق نطقت۔ اسے شافعیہ نے مستحب قرار دیا ہے۔ دمیری کہتے ہیں ابن الرفعہ کا دعوی ہے۔ اس میں حدیث موجود ہے۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ کس نے اسے روایت کیا ہے۔ بررت پہلی راء کا کسرہ اور دوسری کے سکون کے ساتھ ہے۔
۲۵۷۔ حَدِيْثٌ صَدَقَةٌ	تھوڑا سا صدقہ بھی بہت سی

الْقَبِيلِ تَدْفَعُ الْبَلَاءَ الْكَثِيرَ وَفِي لَفْظٍ صَدَقَةُ الْيَسِيرِ لَيْسَ بِحَدِيثٍ وَمَعْنَاهُ صَحِيحٌ .

بلاؤں کو دور کر دیتا ہے (اور ایک روایت میں یسیر کا لفظ ہے) یہ حدیث نہیں ہے معنی اس کے صحیح ہیں۔

۲۵۸ - حَدِيثُ صَغِّرُوا الْخُبْزَ وَأَكْثِرُوا عَدَدَهُ يُبَارَكْ لَكُمْ فِيهِ إِسْنَادُهُ وَاهٍ وَقَدْ ذَكَرَهُ ابْنُ الْجَوْزِيُّ فِي الْمَوْضُوعَاتِ وَقَالَ الزَّرْكَشِيُّ حَدِيثُ الْأَمْرِ بِتَصْغِيرِ اللُّقْمَةِ وَتَدْقِيقِ الْمُضْغَةِ قَالَ النَّوَوِيُّ لَا يَصِحُّ .

روٹی چھوٹی پکایا کرو، اور عدد میں زیادتی کیا کرو۔ اس میں تمہارے لئے برکت ہوگی۔ اس کی سند بیکار ہے۔ ابن الجوزی رحمہ نے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے۔ زرکشی رح کہتے ہیں چھوٹا لقمہ بنانے اور اسے چبانے کی حدیث کے بارے میں امام نووی رح فرماتے ہیں۔ صحیح نہیں ہے۔

۲۵۹ - حَدِيثُ صَلٰوةٌ بِخَاتَمٍ تَعْدِلُ سَبْعِينَ بِغَيْرِ خَاتَمٍ مَوْضُوعٌ كَمَا قَالَهُ الْعَسْقَلَانِيُّ وَكَذَا صَلٰوةٌ بِعِمَامَةٍ تَعْدِلُ بِخَمْسٍ وَعِشْرِينَ صَلٰوةً وَجُمُعَةٌ بِعِمَامَةٍ تَعْدِلُ سَبْعِينَ جُمُعَةً وَالصَّلٰوةُ فِي الْعِمَامَةِ بِعَشَرَةِ آلَافِ حَسَنَةٍ قَالَ الْمَنُوفِيُّ فَذٰلِكَ كُلُّهُ بَاطِلٌ وَقَالَ السَّخَاوِيُّ حَدِيثُ

انگوٹھی کے ساتھ نماز پڑھنا۔ بغیر انگوٹھی کی ستر نمازوں کے برابر ہے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔ یہ موضوع ہے۔ اسی طرح یہ حدیث عمامہ باندھ کر نماز پڑھنا پچیس نمازوں کے برابر ہے اور عمامہ باندھ کر جمعہ پڑھنا ستر جمعوں کے برابر ہے۔ اور عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنے کی دس ہزار نیکیاں ہیں۔ منوفی رح کہتے ہیں یہ سب کی

صلوٰةٌ بخاتمٍ تعدل سبعين بغير خاتمٍ هو موضوعٌ كما قال شيخنا عن شيخه وكذا ما اورده الديلمي من حديث ابن عمر مرفوعا صلوٰةٌ بعمامةٍ تعدل بخمسٍ وعشرين جمعةً بعمامةٍ تعدل سبعين جمعةً ومن حديث انسٍ مرفوعا الصلوٰة في العمامة بعشرة آلاف حسنةٍ قلت روى ابن عمر نقله السيوطي عن ابن عساكر في جامعه الصغير مع التزامه بانه لم يذكر فيه الموضوع ۔

سب باطل ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ایک روایت یہ بھی ہے کہ عمامہ میں نماز پڑھنے سے دس ہزار نیکیاں ملتی ہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بھی یہ روایت موجود ہے جیسا کہ سیوطی رحمہ اللہ تعالےٰ نے اپنی جامع الصغیر میں ابن عساکر رحمہ اللہ تعالےٰ سے نقل کیا ہے۔ اور باوجود التزام کے انہوں نے اس کے موضوع ہونے کا ذکر نہیں کیا۔

٢٦٠۔ حديث الصلوٰة خلف العالم باربعة آلافٍ واربعمائةٍ واربعين صلوٰةً باطلٌ كذا في المختصر وكذا قول صاحب الهداية لقوله عليه الصلوٰة والسلام من

عالم کے پیچھے نماز پڑھنے سے چار ہزار چار سو چالیس نمازوں کا اجر ملتا ہے یہ باطل ہے جیسا کہ مختصر میں ہے اسی طرح ہدایہ کی یہ حدیث مرفوع ہے کہ جس نے نیک آدمی کے پیچھے نماز پڑھی تو گویا اس نے نبی کے پیچھے نماز پڑھی

صَلّٰی خَلْفَ نَبِیٍّ فَکَاَنَّمَا صَلّٰی خَلْفَ نَبِیٍّ غَیْرُ مَعْرُوْفٍ کَمَا قَالَ مُخَرِّجُہٗ وَقَالَ السَّخَاوِیُّ لَمْ اَقِفْ عَلَیْہِ بِھٰذَا اللَّفْظِ ذُنُبٌ لٰکِنْ مَعْنَاہُ صَحِیْحٌ لِمَا رَوَاہُ الدَّیْلَمِیُّ مِنْ حَدِیْثِ جَابِرٍ مَرْفُوْعًا بِلَفْظِ قَدِّمُوْا خِیَارَکُمْ تَزَکُّوْا اَعْمَالَکُمْ وَالْحَاکِمُ وَالطِّبْرَانِیُّ بِسَنَدٍ ضَعِیْفٍ عَنْ مَرْثَدِ بْنِ اَبِیْ مَرْثَدِنِ الْغَنَوِیِّ رَفَعَہٗ اِنْ سَرَّکُمْ اَنْ تُقْبَلَ صَلٰوتُکُمْ فَلْیَؤُمَّکُمْ خِیَارُکُمْ ۔	یہ بھی غیر معروف ہے۔ جیساکہ اس کی تخریج کرنے والے نے کہا سخاوی رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ میں ان الفاظ کے ساتھ اس سے واقف نہیں۔ ملا علی رحمہ اللہ قاری فرماتے ہیں اس کے معنی صحیح ہیں۔ جیساکہ دیلمی رحمہ اللہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے اپنے بہتر لوگوں کو آگے کیا کرو، تاکہ تمہارے اعمال پاکیزہ ہوں۔ اور طبرانی رحمہ اللہ نے سند ضعیف کے ساتھ مرثد بن ابی مرثد الغنوی سے مرفوعاً روایت کیا ہے، اگر تمہیں یہ بات اچھی معلوم ہو کہ تمہاری نمازیں قبول ہوں۔ تو اپنے بہترین لوگوں کو امام بنایا کرو۔
۲۶۱۔ حَدِیْثُ صَلٰوۃِ الْمُبْدِلِ لَا تَصْعَدُ فَوْقَ رَاْسِہٖ کَسَمِ الْبُوْجَلِ ۔	تبانے والے کی نماز سر سے اوپر نہیں چڑھتی۔ یہ بھی کہیں نہیں پائی جاتی۔
۲۶۲۔ حَدِیْثُ صَلٰوۃِ النَّھَارِ عَجْمَاءُ اَیْ کَاَنَّھَا لَا یُسْمَعُ فِیْھَا قِرَاءَۃٌ عَلٰی مَا فِی النِّھَایَۃِ قَالَ النَّوَوِیُّ فِیْ شَرْحِ الْمُھَذَّبِ اَنَّہٗ	دن کی نماز گونگی ہے۔ کیونکہ اس میں قرارت سننے میں نہیں آتی۔ جیساکہ نہایہ میں ہے۔ نووی رحمہ اللہ شرح المہذب میں فرماتے ہیں یہ باطل ہے۔ اس کی کوئی

اصل نہیں۔ اسی طرح دارقطنی رح فرماتے	اطِلُ لَا اَصْلَ لَہٗ وَکَذَا قَالَ
ہیں۔ یہ حدیث رسول نہیں۔ بلکہ بعض	الدَّارَقُطْنِیُّ لَمْ یُرْوَ عَنِ النَّبِیِّ
فقہا کا قول ہے۔ زرکشی رح کہتے ہیں دارقطنی	عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاِنَّمَا ھُوَ مِنْ قَوْلِ
اور نووی رح کا قول ہے یہ باطل ہے اس	بَعْضِ الْفُقَھَاءِ قَالَ الزَّرْکَشِیُّ
کی کوئی اصل نہیں اور یہ فضائل قرآن	قَالَ الدَّارَقُطْنِیُّ وَالنَّوَوِیُّ
میں ابوعبیدہ رح بن عبداللہ رض بن مسعود کا	بَاطِلٌ لَا اَصْلَ لَہٗ وَھُوَ فِیْ
کا قول ہے سیوطی رح کہتے ہیں۔ ابن ابی شیبہ	فَضَائِلِ الْقُرْاٰنِ مِنْ کَلَامِ اَبِیْ
نے اپنی مصنف میں اسے ابوعبیدہ سے	عُبَیْدَۃَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ
اور اسی طرح حسن سے روایت کیا ہے	قَالَ السُّیُوْطِیُّ وَخَرَّجَہٗ عَنْہُ ابْنُ
ان کے آخری الفاظ یہ ہیں۔ کہ رات کی	اَبِیْ شَیْبَۃَ فِی الْمُصَنَّفِ وَاَخْرَجَہٗ
نمازوں کو تیرے کان سنتے ہیں۔ سعید رح	اَیْضًا عَنِ الْحَسَنِ وَبَقِیَّتُہٗ عَنْہُمَا
بن منصور نے حماد بن ابی سلیمان سے بغیر	وَصَلٰوۃُ اللَّیْلِ یَسْمَعُ اُذُنَیْكَ
اس زیادت کے روایت کیا ہے۔ اسی	سَعِیْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ
طرح عبدالرزاق رح نے مجاہد رح سے	اَبِیْ سُلَیْمَانَ بِدُوْنِ ھٰذِہِ الزِّیَادَۃِ
اور عبدالرزاق رح نے حسن رح سے ان الفاظ کے	وَکَذَا اَخْرَجَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ
ساتھ روایت کیا ہے۔ دن کی نماز گونگی	مُجَاھِدٍ وَاَخْرَجَہٗ عَنِ الْحَسَنِ
ہے۔ اس میں آواز سوائے جمعہ اور صبح کے	قَالَ صَلٰوۃُ النَّھَارِ عَجْمَاءُ لَا یُرْفَعُ
بلند نہیں ہوتی۔	فِیْھَا الصَّوْتُ اِلَّا الصُّبْحَ وَالْجُمُعَۃَ
مسواک کرکے نماز پڑھنا بغیر مسواک	۲۶۳۔ حَدِیْثُ صَلٰوۃٍ بِسِوَاكٍ

خَيْرٌ مِنْ سَبْعِيْنَ صَلٰوةِ بِغَيْرِ	کی ستر نمازوں سے بہتر ہیں ابن عبدالبر رح
سِوَاكٍ وَفِي لَفْظٍ بِلَا سِوَاكٍ وَ	نے اپنی تمہید میں یحییٰ بن معین رح سے
قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ فِي التَّمْهِيْدِ	روایت کیا ہے۔ کہ یہ حدیث باطل ہے
عَنِ ابْنِ مَعِيْنٍ اَنَّهٗ حَدِيْثٌ	سخاوی رح کہتے ہیں یہ انہوں نے اس
بَاطِلٌ قَالَ السَّخَاوِيُّ هُوَ بِالنِّسْبَةِ	نسبت سے فرمایا جو ان کے پاس سندات
لِمَا وَقَعَ لَهٗ مِنْ طُرُقِهٖ وَقَالَ	پہنچی تھیں سیوطی رح کہتے ہیں حارث رح نے
السُّيُوْطِيُّ رَوَاهُ الْحَارِثُ فِي مُسْنَدِهٖ	اپنی مسند میں ابو یعلیٰ رح اور حاکم رح نے عائشہ رض
وَاَبُوْ يَعْلٰى وَالْحَاكِمُ عَنْ عَائِشَةَ	سے اور دیلمی رح نے ابو ہریرہ رض سے بھی اسے
وَالدَّيْلَمِيُّ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ انْتَهٰى	روایت کیا ہے۔ ابن قیم الجوزی فرماتے ہیں
وَقَالَ ابْنُ قَيِّمِ الْجَوْزِيَّةِ رَوَاهُ	اسے امام احمد رح، ابن خزیمہ رح اور حاکم رح نے
الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَالْحَاكِمُ	اپنی صحیحین میں اور بزار رح نے اپنی مسند میں
فِي صَحِيْحَيْهِمَا وَالْبَزَّارُ فِي مُسْنَدِهٖ۔	اسے روایت کیا ہے۔
۲۶۴ - حَدِيْثُ الصَّلٰوةِ عَلَى	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود
النَّبِيِّ اَفْضَلُ مِنْ عِتْقِ الرِّقَابِ	پڑھنا غلاموں کے آزاد کرنے سے افضل
قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ فِي بَعْضِ فَتَاوَاهُ	ہے۔ عسقلانی رح اپنے بعض فتاویٰ میں
اَنَّهٗ كَذِبٌ مُخْتَلَفٌ فِيْهِ وَلَعَلَّهٗ	فرماتے ہیں۔ یہ جھوٹ ہے اور مختلف
يَعْنِيْ بِهٖ اِضَافَتَهٗ اِلَى النَّبِيِّ	فیہ ہے۔ شاید ان کی مراد یہ ہے کہ حضور کی
عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاِلَّا فَقَدْ رَوَاهُ	جانب اس کی نسبت مختلف فیہ ہے۔ ورنہ
الْاَصْبَهَانِيُّ فِي التَّرْغِيْبِ عَنْ	اصبہانی نے اپنی ترغیب میں ابوبکر صدیق

أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ مَوْقُوْفًا وَكَذَا
رَوَاهُ التَّيْمِيُّ وَابْنُ عَسَاكِرٍ ۔

۲۶۵۔ حَدِيْثُ الصَّلٰوةُ عَلَى
النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا تُرَدُّ هُوَ
مِنْ كَلَامِ أَبِيْ سُلَيْمَانَ الدَّارَانِيِّ
عَلٰى مَا ذَكَرَهُ الْجَزَرِيُّ فِيْ حِصْنِهِ
وَلَفْظُهُ إِذَا سَأَلْتَ اللّٰهَ حَاجَةً
فَابْدَأْهُ بِالصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ
عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ ادْعُ بِمَا شِئْتَ
ثُمَّ اخْتِمْ بِالصَّلٰوةِ عَلَيْهِ فَإِنَّ
اللّٰهَ سُبْحَانَهُ بِكَرَمِهِ يَقْبَلُ
الصَّلٰوتَيْنِ وَهُوَ أَكْرَمُ مِنْ أَنْ
يَدَعَ مَا بَيْنَهُمَا وَذَكَرَهُ فِي الْإِحْيَاءِ
مَرْفُوْعًا قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ أَقِفْ
عَلَيْهِ وَإِنَّمَا هُوَ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ
مَوْقُوْفًا إِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ حَاجَةً
فَابْدَءُوْا بِالصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ عَلَيْهِ
السَّلَامُ فَإِنَّ اللّٰهَ أَكْرَمُ مِنْ أَنْ
يُسْأَلَ حَاجَتَيْنِ فَيَقْضِيَ إِحْدٰاهُمَا

سے موقوفاً روایت کیا ہے اسی طرح تیمی رح
اور ابن عساکر نے بھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا
رد نہ کیا جائے گا۔ یہ ابو سلیمان رح الدارانی کا قول
ہے جیسا کہ جزری نے اپنی حصن میں ذکر کیا
ہے۔ اور ان کے الفاظ یہ ہیں۔ کہ جب تو
اللہ سے کسی حاجت کا سوال کرے تو پہلے
درود سے ابتدا کر پھر جو تیرا جی چاہے
دعا مانگ۔ پھر درود ہی پر ختم کر۔ کیونکہ اللہ
سبحانہ وتعالیٰ اپنے کرم سے دونوں درودوں
کو قبول فرمائے گا۔ اور یہ اس سے بعید
ہے۔ کہ وہ درمیان کو چھوڑ دے۔ غزالی رح نے
اسے احیاء میں حدیث سخاوی رح کہتے ہیں
میں اس سے واقف نہیں۔ اور یہ ابو الدرداء
رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے۔ کہ جب
تم اللہ سے سوال کرو۔ تو پہلے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھو۔
کیونکہ اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ کریم ہے
کہ وہ ایک حاجت کو پوری کرے اور

وَتَرُدَّ الْأُخْرَىٰ۔ | دوسری کو لوٹا دے۔

۲۶۶۔ حَدِيثُ الصَّلٰوةُ عِمَادُ الدِّيْنِ قَالَ ابْنُ الصَّلَاحِ فِي مُشْكِلِ الْوَسِيْطِ اَنَّهٗ غَيْرُ مَعْرُوْفٍ وَقَالَ النَّوَوِيُّ فِي التَّنْقِيْحِ اَنَّهٗ مُنْكَرٌ بَاطِلٌ لٰكِنْ رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ عَنْ عَلِيٍّ كَمَا ذَكَرَهُ السُّيُوْطِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الشُّعَبِ ضَعِيْفٌ عَنْ عُمَرَ مَرْفُوْعًا۔

نماز دین کا ستون ہے۔ ابن الصلاح مشکل الوسیط میں فرماتے ہیں یہ معروف نہیں۔ نووی تنقیح میں فرماتے ہیں یہ منکر ہے باطل ہے لیکن دیلمی نے اسے حضرت علی سے روایت کیا ہے۔ جیسا کہ سیوطی کہتے ہیں۔ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عمر سے مرفوعاً روایت کیا ہے لیکن وہ ضعیف ہے۔

حَرْفُ الضَّادِ

۲۶۷۔ حَدِيثُ ضَاعَ الْعِلْمُ فِيْ اَفْخَاذِ النِّسَاءِ وَفِيْ لَفْظٍ بَيْنَ اَفْخَاذِ النِّسَاءِ هُوَ مَعْنَاهُ مِنْ كَلَامِ بِشْرِ الْحَافِيْ قَالَ لَا يُفْلِحُ مَنْ اَلِفَ اَفْخَاذَ النِّسَاءِ۔

علم عورتوں کی رانوں میں ضائع ہو گیا۔ یہ بشر الحافی کا قول ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ وہ شخص کامیاب نہیں ہو سکتا۔ جس نے عورتوں کی رانوں میں تصنیف و تالیف کی۔

۲۶۸۔ حَدِيثُ الضَّبِّ وَشَهَادَتِهٖ لَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ قِيْلَ اِنَّهٗ مَوْضُوْعٌ وَقَالَ الْمُزِّيُّ لَا يَصِحُّ

گوہ اور اس کا حضور کے لئے شہادت دینا یہ موضوع ہے۔ مزی کہتے ہیں نہ اس کی سند صحیح ہے نہ متن

إِسْنَادًا وَلَا مَتْنًا لٰكِنْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ بِسَنَدٍ ضَعِيفٍ وَذَكَرَهُ الْقَاضِي عِيَاضٌ فِي الشِّفَاءِ فَغَايَتُهُ الضُّعْفُ لَا الْوَضْعُ ۔	لیکن بیہقی رح نے اسے سند ضعیف کے ساتھ اور قاضی عیاض رح نے اسے شفا میں روایت کیا ہے۔ نتیجۃً یہ ضعیف ہے موضوع نہیں ؛
۲۶۹۔ حَدِيثُ الضَّامِنِ غَارِمٌ لَا يَصِحُّ مَبْنَاهُ وَجَاءَ فِي مَعْنَاهُ عِنْدَ أَحْمَدَ وَأَصْحَابِ السُّنَنِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ مَرْفُوعًا الزَّعِيمُ غَارِمٌ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَهُوَ مُقْتَبَسٌ مِنْ قَوْلِهِ وَلِمَنْ جَاءَ بِهِ حِمْلُ بَعِيرٍ وَأَنَا بِهِ زَعِيمٌ أَيْ كَفِيلٌ وَغَرِيمٌ ۔	ضامن تاوان بھی بھرتا ہے۔ یہ لفظاً صحیح نہیں۔ ہاں اس کے معنی ہیں امام احمدؒ اور اصحاب سنن نے ابوامامہؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ کفایت کرنے والا تاوان بھی بھرتا ہے۔ اور ابن حبانؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ اور قرآن سے بھی مستنبط ہے۔ لمن جاء بہ حمل بعیر وانا بہ زعیم ؛
۲۷۰۔ حَدِيثُ الضَّرُورَاتُ تُبِيحُ الْمَحْظُورَاتِ لَيْسَ بِحَدِيثٍ وَهُوَ كَلَامٌ صَحِيحٌ ۔	ضرورتیں ممنوعات کو مباح کرتی ہیں۔ یہ حدیث نہیں۔ کلام صحیح ہے ؛
۲۷۱۔ حَدِيثُ ضَعِيفَانِ يَغْلِبَانِ قَوِيًّا لَيْسَ بِحَدِيثٍ ۔	دو ضعیف ایک قوی پر غالب آجاتے ہیں۔ یہ بھی حدیث نہیں ؛
۲۷۲۔ حَدِيثُ الضِّيَافَةِ عَلَى أَهْلِ الْوَبَرِ لَيْسَتْ عَلَى أَهْلِ	اہل دیہات کے ذمہ جو ضیافت ہے وہ اہل شہر کے ذمہ نہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں

الْمَدْ رِکَا اَصْلَ لَہٗ نَقَلَ قَالَ عِیَاضٌ فِیْ اَوَّلِ شَرْحِ مُسْلِمٍ لَمَّا تَکَلَّمَ عَلٰی حَدِیْثِ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَہٗ اَنَّہٗ مَوْضُوْعٌ عِنْدَ اَهْلِ الْمَعْرِفَۃِ وَقَبِلَہُ النَّوَوِیُّ۔	قاضی عیاض نے شرح مسلم کے اول میں اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے مہمان کی عزت کرنی چاہیئے، فرماتے ہیں یہ دیہات والی حدیث اہل المعرفت کے نزدیک موضوع ہے، اگرچہ نووی نے اسے قبول کیا ہے۔

حَرْفُ الطَّاءِ الْمُهْمَلَۃِ!

۲۷۳۔ حَدِیْثُ طَابَ حَمَّامُکُمَا قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ لِاَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ قَالَ اَبُوْ سَعِیْدِنِ الْمُتَوَلِّیْ هٰذِہِ التَّحِیَّۃُ لَا اَصْلَ لَہٗ وَقَالَ النَّوَوِیُّ هٰذَا الْمَحَلُّ لَمْ یَصِحَّ فِیْہِ شَیْءٌ اِنْتَهٰی وَرَوَاہُ الدَّیْلَمِیُّ بِلَا سَنَدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا وَقَدْ تَقَدَّمَ عَنِ ابْنِ حَجَرِ الْمَکِّیِّ اِنَّ الْعَرَبَ مَا یَعْرِفُ الْحَمَّامَ اِلَّا بَعْدَ مَوْتِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔	تمہارے حمام عمدہ ہیں۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو بکرؓ و عمرؓ سے فرمایا۔ ابو سعیدؒ المتولی کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ نووی کہتے ہیں اس محل میں کوئی شئے صحیح نہیں ہے۔ سلسے دیلمیؒ نے ابن عمرؓ سے مرفوعاً بلا سند نقل کیا ہے۔ ابن حجر المکی کا یہ قول گذر چکا کہ عرب حمام کو حضور کے زمانہ میں جانتے بھی نہ تھے نہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد علم ہوا۔
۲۷۴۔ حَدِیْثُ طَاعَۃُ النِّسَاءِ	عورتوں کی اطاعت ندامت ہے

نَدَامَة مَعْنًى فِي شَاوِرُوهُنَّ وَذَكَرَ صَاحِبُ تُحْفَةِ الْعَرُوسِ عَنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ أَنَّهُ قَالَ مَا أَطَاعَ رَجُلٌ امْرَأَتَهُ فِيمَا تَهْوَاهُ إِلَّا كَبَّهُ اللهُ فِي النَّارِ قِيلَ هُوَ مَحْمُولٌ عَلَى طَاعَتِهَا فِيمَا تَهْوَى مِنَ السَّيِّئَاتِ لَا فِي مَا تَهْوَى مِنَ الْمُبَاحَاتِ فَإِنَّهَا تَجُرُّ إِلَى الْمُنْكَرَاتِ۔

یہ پہلے گذر چکی۔ صاحب تحفۃ العروس نے حسن بصری سے روایت کیا ہے وہ فرمایا کرتے تھے جس نے عورت کی خواہشات میں اتباع کی اللہ تعالےٰ اسے دوزخ میں ڈالے گا۔ یہ محمول اس طاعت پر ہے جو برائیوں کی جانب لے جاتی ہے اس میں اتباع جائز ہے۔ جو مباح میں ہو۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ مباح میں بھی اتباع جائز نہیں۔ کیونکہ وہ منکر کی جانب لے جاتی ہے۔

۲۷۵۔ حَدِيثُ طَعَامُ الْبَخِيلِ دَاءٌ وَطَعَامُ السَّخِيِّ شِفَاءٌ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ وَهُوَ حَدِيثٌ مُنْكَرٌ وَقَالَ الذَّهَبِيُّ كَذِبٌ وَقَالَ ابْنُ عَدِيٍّ أَنَّهُ بَاطِلٌ عَنْ مَالِكٍ۔

بخیل کا کھانا بیماری اور سخی کا کھانا شفاء ہے۔ عسقلانی رح فرماتے ہیں یہ حدیث منکر ہے اور ذہبی رح کہتے ہیں جھوٹ ہے ابن عدی رح کہتے ہیں یہ مالک سے مروی ہے اور باطل ہے۔

۲۷۶۔ حَدِيثُ الطَّلَاقُ يَمِينُ الْفُسَّاقِ وَقَعَ فِي عِدَّةٍ مِنْ كُتُبِ الْمَالِكِيَّةِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا أَقِفُ عَلَيْهِ مَرْفُوعًا وَأَظُنُّهُ مُدْرَجًا قُلْتُ وَيُؤَيِّدُهُ مَعْنَى حَدِيثُ مَا حَلَفَ بِالطَّلَاقِ مُؤْمِنٌ

طلاق فساق کی قسم ہے یہ مالکیہ کی متعدد کتابوں میں پائی جاتی ہے سخاوی کہتے ہیں میں اس سے مرفوعاً واقف نہیں۔ اور میں اسے مدرج خیال کرتا ہوں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اس کی تائید یہ حدیث کرتی ہے مومن طلاق کی قسم نہیں کھاتا اور طلاق کی قسم سوائے

وَلَا يَتَخَلَّفُ بِهٖ اِلَّا مُنَافِقٌ رَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرٍ بِهٖ مَرْفُوْعًا۔

منافق کے کوئی نہیں لیتا ابن عساکر نے اسے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

حَرْفُ الظَّاءِ الْمُعْجَمَةِ!

۲۷۷۔ حَدِيْثُ الظَّالِمُ عَدْلُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ يَنْتَقِمُ بِهٖ مِنَ النَّاسِ ثُمَّ يَنْتَقِمُ مِنْهُ قَالَ الزَّرْكَشِيُّ لَمْ اَجِدْهُ وَقَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ لَا اَسْتَحْضِرُهُ لٰكِنْ قَالَ السُّيُوْطِيُّ وَفِيْ مَعْنَاهُ مَا اَخْرَجَهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ مِنْ حَدِيْثِ جَابِرٍ رَفَعَهُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ اَنْتَقِمُ مِمَّنْ اَبْغَضُ بِمَنْ اَبْغَضُ ثُمَّ اُصَيِّرُ كِلَاهُمَا فِي النَّارِ وَسَاقَهُ الدَّيْلَمِيُّ فِي الْفِرْدَوْسِ بِلَا اِسْنَادٍ عَنْ جَابِرٍ يَرْفَعُهُ وَاَخْرَجَهُ ابْنُ عَسَاكِرٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ تَمَّامٍ قَالَ كَانَ يُقَالُ مَا انْتَقَمَ اللّٰهُ مِنْ

ظالم زمین میں اللہ کا انصاف ہے کہ اللہ اس کے ذریعہ لوگوں سے انتقام لیتا ہے پھر اس سے انتقام لیتا ہے، زرکشی کہتے ہیں میں اسے کہیں نہیں پاتا حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں یہ میرے لئے مستحضر نہیں لیکن سیوطی کہتے ہیں، اس معنی میں وہ حدیث ہے۔ جو طبرانی نے اوسط میں جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے، کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اس شخص سے انتقام لیتا ہوں جو بغض رکھنے والے سے بغض رکھتا ہو، پھر دونوں کو دوزخ میں پہنچا دیتا ہوں اور دیلمیؒ نے الفردوس میں جابر سے مرفوعاً بلا سند روایت کیا ہے ابن عساکرؒ نے علی بن تمام سے روایت کیا ہے یہ کہا جاتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم سے انتقام نہیں لیتا مگر ان کی شرارت کے باعث۔ عبداللہ بن احمد بن حنبلؒ نے

لَوْ مَ اِلَّا بِشَرٍّ مِنْهُمْ وَاَخْرَجَ عَبْدُ اللهِ بْنِ اَحْمَدَ فِیْ زَوَائِدِ الزُّهْدِ عَنْ مَالِكِ بْنِ دِیْنَارٍ قَالَ قَرَأْتُ الزَّبُوْرَ اِنِّیْ اَنْتَقِمُ مِنَ الْمُنَافِقِ بِالْمُنَافِقِ ثُمَّ اَنْتَقِمُ مِنَ الْمُنَافِقِیْنَ جَمِیْعًا قَالَ وَنَظِیْرُ ذٰلِكَ فِیْ كِتَابِ اللهِ تَعَالٰی وَ كَذٰلِكَ نُوَلِّیْ بَعْضَ الظّٰلِمِیْنَ بَعْضًا بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ قُلْتُ وَیُؤَیِّدُهٗ عُمُوْمُ قَوْلِهٖ تَعَالٰی وَلَوْلَا دَفْعُ اللهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ لَّفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَ سَیَاْتِیْ فِیْ مَعْنَاهُ حَدِیْثُ كَمَا تَكُوْنُوْا یُوَلّٰی عَلَیْكُمْ ۔

زوائد الزہد میں مالکؒ بن دینا سے روایت کیا ہے ، میں نے زبور پڑھی تو اس میں یہ لکھا ہوا تھا ، میں منافق کا منافق کے ذریعہ انتقام لیتا ہوں پھر تمام منافقین سے انتقام لیتا ہوں ، مالکؒ بن دینار کہتے ہیں اس کی نظیر کتاب اللہ میں بھی موجود ہے ، ایسے ہی ہم بعض ظالموں کو بعض کا ان کے اعمال کی بنا پر سر پرست بنا دیتے ہیں ، ملا علی قاری فرماتے ہیں اس کی تائید خدا کا یہ عام کلیہ بھی کرتا ہے ، اگر اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو بعض کے ذریعہ دفع نہ کرتا رہتا ، تو زمین میں فساد پھیل جاتا اور عنقریب اس کے معنی اس حدیث میں بھی آئیں گے ، جیسے تم ہوگے ویسے ہی ہم تم پر والی بنائیں گے ۔

۲۷۸ - حَدِیْثُ ظَهْرُ الْمُؤْمِنِ قِبْلَةٌ قَالَ السَّخَاوِیُّ لَا اَعْرِفُهٗ وَمَعْنَاهُ صَحِیْحٌ بِالنَّظْرِ لِاِكْتِفَاءِ بِهٖ فِی السُّتْرَةِ وَاَخْرَجَ الْعَسْكَرِیُّ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا ظَهْرُ الْمُؤْمِنِ

مومن کی پشت قبلہ ہے ، سخاویؒ کہتے ہیں ، میں اسے نہیں جانتا اور معنی اس لحاظ سے صحیح ہیں ، کہ وہ سترہ کے لئے کافی ہے اور عسکری نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت کیا ہے ، مومن کی پشت محفوظ ہے

حَتّٰى اِلَّا فِيْ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ تَعَالٰى — مگر اللہ تعالیٰ کی حدود میں۔

حَرْفُ الْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ

۲۷۹ - حَدِيْثُ اَلْعَارُ خَيْرٌ مِنَ النَّارِ قَالَهُ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حِيْنَ اَعْطٰى الْمُعَاوِيَةَ فَقَالَ لَنَا اَصْحَابُهُ يَا عَارَ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ الْعَارُ خَيْرٌ مِنَ النَّارِ وَاَمَّا قَوْلُ بَعْضِ الْعَامَّةِ اَلنَّارُ بَدَنُ النَّارِ وَلَا الْعَارُ فَهُوَ مِنْ كَلَامِ الْكُفَّارِ اِلَّا اَنْ يُرَادَ بِهَا نَارُ الدُّنْيَا عَلَى الْمُبَالَغَةِ وَاِلَّا فَقَدْ وَرَدَ فُضُوْحُ الدُّنْيَا اَهْوَنُ مِنْ فُضُوْحِ الْاٰخِرَةِ كَمَا رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ اَخِيْهِ الْفَضْلِ بِهِ مَرْفُوْعًا بَلْ وَهُوَ فِي التَّنْزِيْلِ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰى۔

ذلت دوزخ سے بہتر ہے۔ یہ حسنؓ بن علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے جب انہوں نے امیر معاویہ رضؓ سے صلح طلب کی تھی۔ تو ان کے ساتھی بولے اے مسلمانوں کو ذلیل کرنے والے انہوں نے فرمایا ذلت دوزخ سے بہتر ہے۔ اور عام لوگوں کا جو یہ قول ہے۔ آگ کے بدلے آگ نہ کہ ذلت تو یہ کفار کا کلام ہے اور انہوں نے اس سے مراد بطور مبالغہ دنیا کی آگ لی ہے۔ ورنہ یہ وارد ہے۔ کہ دنیا کی رسوائی کم ہے۔ جیسا کہ طبرانیؒ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن اخیہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ بلکہ یہ مضمون قرآن میں بھی موجود ہے۔ اور آخرت کا عذاب زیادہ سخت اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔

۲۸۰۔ حَدِيثُ الْعَارِيَةُ مَرْدُودَةٌ ذَكَرَهُ الرَّافِعِيُّ فَقَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ فِي تَخْرِيجِ أَحَادِيثِهِ لَمْ أَرَهُ بِاللَّفْظِ الَّذِي ذَكَرَهُ الْمُصَنِّفُ وَإِنَّمَا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَصْحَابُ السُّنَنِ بِلَفْظِ الْعَارِيَةُ مُؤَدَّاتٌ۔

عاریت مردود ہے اسے رافعی رح نے ذکر کیا ہے امام عسقلانی رح تخریج الاحادیث میں فرماتے ہیں میں نے ان الفاظ کے ساتھ جس کا ذکر مصنف نے کیا ہے اس حدیث کو کہیں نہیں پایا۔ اسے احمد رح اور اصحاب سنن نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ عاریت ادا کی ہوئی۔

۲۸۱۔ حَدِيثُ عَالِمُ قُرَيْشٍ يَمْلَأُ الْأَرْضَ عِلْمًا قَالَ الصَّغَانِيُّ مَوْضُوعٌ وَتَعَقَّبَهُ الْعِرَاقِيُّ بِأَنَّهُ لَيْسَ بِمَوْضُوعٍ وَلَكِنَّهُ لَا يَخْلُو عَنْ ضُعْفٍ فَقَدْ أَوْرَدَهُ الطَّيَالِسِيُّ فِي مُسْنَدِهِ وَفِي سَنَدِهِ مَجْهُولٌ وَلَهُ شَوَاهِدُ۔

قریش کا عالم زمین کو علم سے بھر دے گا صغانی کہتے ہیں یہ موضوع ہے۔ عراقی رح نے ان پر اعتراض کیا ہے۔ اور کہا ہے یہ موضوع نہیں۔ لیکن ہاں ضعف سے خالی نہیں اسے طیالسی رح نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ اور اس کی سند میں راوی مجہول ہے۔ اور اس کے دوسرے شواہد بھی موجود ہیں۔

۲۸۲۔ حَدِيثُ الْعَدَاوَةُ فِي الْقَرَابَةِ وَالْحَسَدُ فِي الْجِيرَانِ وَالْمَنْفَعَةُ فِي الْإِخْوَانِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ أَقِفْ عَلَيْهِ حَدِيثًا بَلْ هُوَ فِي شُعَبِ الْإِيمَانِ لِلْبَيْهَقِيِّ مِنْ قَوْلِ بِشْرِ بْنِ الْحَارِثِ۔

اہل قرابت میں عداوت۔ پڑوسیوں میں حسد۔ اور بھائیوں میں منفعت۔ سخاوی رح کہتے ہیں۔ میں اس سے بلحاظ حدیث واقف نہیں بلکہ بیہقی کی شعب الایمان میں بشر بن حارث کا قول ہے۔

۲۸۳- حَدِیْثُ لَعَدُوُّ الْعَاقِلِ وَلَا الصَّدِیْقُ الْجَاهِلُ رَوَاهُ وَکِیْعٌ فِی الْغُرَرِ عَنْ سُفْیَانَ قَالَ قَالَ أَبُوْحَازِمٍ لَأَنْ یَکُوْنَ لِیْ عَدُوٌّ صَالِحٌ أَحَبُّ إِلَیَّ مِنْ أَنْ یَکُوْنَ فِیْ صَدِیْقٌ فَاسِدٌ۔

عاقل دشمن نہ کہ جاہل دوست (عاقل دشمن بہتر ہے نہ کہ جاہل دوست) اسے وکیع بن جراح نے غرر میں سفیانؒ سے روایت ہے سفیان کہتے ہیں، ابو حازمؒ کہا کرتے تھے۔ اگر میرے لئے نیک دشمن ہو تو وہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میرے لئے کوئی فاسد دوست ہو۔

۲۸۴- حَدِیْثُ عَدَاوَةُ الْعَاقِلِ وَلَا صُحْبَةُ الْمَجْنُوْنِ لَیْسَ بِحَدِیْثٍ

عاقل کی دشمنی مجنون کی صحبت سے بہتر ہے یہ حدیث نہیں ہے۔

۲۸۵- حَدِیْثُ عَدُوُّ الْمُؤْمِنِ مَنْ یَعْمَلُ بِعَمَلِهٖ لَیْسَ بِحَدِیْثٍ وَإِنَّمَا رَوَاهُ أَبُوْ نُعَیْمٍ عَنْ سُفْیَانَ بْنِ عُیَیْنَةَ أَنَّهٗ قَدِمَ مَکَّةَ وَفِیْهَا رَجُلٌ مِنْ آلِ الْمُنْکَدِرِ یُفْتِیْ فَقَعَدَ سُفْیَانُ یُفْتِیْ فَقَالَ الْمُنْکَدِرِیُّ مَنْ هٰذَا الَّذِیْ قَدِمَ بَلَدَنَا یُفْتِیْ فَکَتَبَ إِلَیْهِ سُفْیَانُ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ دِیْنَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَکْتُوْبٌ فِی التَّوْرَاةِ عَدُوِّیْ

مومن کا دشمن وہ ہے، جو اس کے عمل پر عمل کرے۔ یہ حدیث نہیں ہے۔ ابو نعیمؒ نے سفیان بن عیینہ سے روایت کیا ہے کہ وہ مکہ گئے۔ وہاں منکدرؒ کی اولاد میں سے ایک شخص فتویٰ دیا کرتا تھا، سفیانؒ فتوے دینے بیٹھے، منکدری رحؒ نے کہا یہ کون شخص ہے۔ جو ہمارے شہر میں آکر فتویٰ دے رہا ہے۔ سفیان رحؒ نے اسے جوابا لکھا مجھ سے محمد بن دینار رحؒ نے ابن عباسؓ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ تورات میں یہ لکھا ہوا ہے۔ کہ میرا دشمن وہ

اَلَّذِیْ یَعْمَلُ بِعَمَلِیْ فَکَفَّ عَنْہُ الْمُنْکَدِرِیُّ ۔	ہے جو میرے عمل کے ساتھ عمل کرے منکدری اس سے رک گیا۔
۲۸۶۔ حَدِیْثُ عُذْرِہٖ اَشَدُّ مِنْ ذَنْبِہٖ لَیْسَ بِحَدِیْثٍ ۔	اس کا عذر گناہ سے زیادہ سخت ہے۔ یہ حدیث نہیں ہے۔
۲۸۷۔ حَدِیْثُ اَلْعَرَبُ سَادَاتُ الْعَجَمِ لَیْسَ لَہٗ اَصْلٌ وَمَعْنَاہُ صَحِیْحٌ ۔	عرب عجم کے سردار ہیں، لفظاً اس کی کوئی اصل نہیں اور معنی اس کے صحیح ہیں۔
۲۸۸۔ حَدِیْثُ عُرِضَتْ عَلَیَّ اَعْمَالُ اُمَّتِیْ فَوَجَدْتُ مِنْہَا الْمَقْبُوْلَ وَالْمَرْدُوْدَ اِلَّا الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ لَمْ اَقِفْ لَہٗ عَلٰی سَنَدٍ قَالَہُ السُّیُوْطِیُّ لٰکِنْ مَعْنَاہُ کَمَا سَبَقَ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ وَاَبِیْ سُلَیْمَانَ الدَّارَانِیِّ ۔	مجھ پر میری اُمت کے عمل پیش کئے گئے۔ تو میں نے ان میں مقبول بھی پائے اور مردود بھی۔ مگر مجھ پر درود مقبول ہی مقبول تھا۔ میں اس کی سند سے واقف نہیں سیوطیؒ کہتے ہیں لیکن اس کے معنی پہلے ابو الدرداءؓ اور ابو سلیمانؒ الدارانی کی روایت میں گزر چکے۔
۲۸۹۔ حَدِیْثُ الْعِزُّ مَظْلُوْمٌ وَطَالِبُ الْعِزِّ مَغْمُوْمٌ رُوِیَ عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا وَلَا یَصِحُّ مَبْنَاہُ وَاِنْ صَحَّ مَعْنَاہُ ۔	عزت بری ہے اور طالب عزت مغموم ہے۔ یہ حضرت انسؓ سے مرفوعاً روایت کی جاتی ہے۔ یہ لفظاً صحیح نہیں۔ اگرچہ اس کے معنی صحیح ہوں۔
۲۹۰۔ حَدِیْثُ عَسْقَلَانُ	عسقلان ان دو دلہنوں میں سے

أَحَدُ الْعَرُوْسَيْنِ يُبْعَثُ مِنْهُمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ الْإِمَامُ أَحْمَدُ فِيْ مُسْنَدِهٖ وَذَكَرَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي الْمَوْضُوْعَاتِ ۔

ایک دلہن ہے جو قیامت کے دن اٹھائی جائے گی ۔ اسے امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے ۔ ابن الجوزیؒ نے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے ۔

۲۹۱ - حَدِيْثُ عَظِّمُوْا مِقْدَارَكُمْ بِالتَّغَافُلِ لَيْسَ بِحَدِيْثٍ ۔

اپنی مقدار کو مقابلہ میں بڑا کرو - یہ حدیث نہیں ہے ۔

۲۹۲ - حَدِيْثُ عُقُوْلُهُنَّ فِيْ فُرُوْجِهِنَّ يَعْنِي النِّسَاءَ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا أَصْلَ لَهٗ ۔

عورتوں کی عقلیں ان کی فرجوں میں ہوتی ہیں ۔ سخاویؒ کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں ۔ ابن تیمیہ نے فرمایا کہ [illegible] عقل کے خصیوں میں ہے اور اسکے واضع کو بدعقل [illegible]

۲۹۳ - حَدِيْثُ عَلَامَةُ الْإِذْنِ التَّيْسِيْرُ وَفِيْ لَفْظٍ عَلَامَةُ الْإِجَازَةِ تَيْسِيْرُ الْأُمُوْرِ لَا أَصْلَ لَهٗ ۔

اجازت کی علامت آسانی کرنا ہے اور ایک روایت میں ہے اجازت کی علامت امور کا آسان کرنا ہے ۔ اس کی کوئی اصل نہیں ۔

۲۹۴ - حَدِيْثُ عُلَمَاءُ أُمَّتِيْ كَأَنْبِيَاءِ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ قَالَ الدَّمِيْرِيُّ وَالْعَسْقَلَانِيُّ لَا أَصْلَ لَهٗ وَكَذَا قَالَ الزَّرْكَشِيُّ وَسَكَتَ عَنْهُ السُّيُوْطِيُّ وَأَمَّا حَدِيْثُ الْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ فَرَوَاهُ الْأَرْبَعَةُ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ ۔

میری امت کے علماء بنو اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں دمیریؒ اور عسقلانیؒ فرماتے ہیں ۔ اس کی کوئی اصل نہیں ۔ یہی زرکشیؒ کا خیال ہے ۔ سیوطیؒ نے اس سے سکوت اختیار کیا ہے ۔ اور یہ حدیث کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں اسے اربعہ نے ابوالدرداءؓ سے روایت کیا ہے ۔

۲۹۵۔ حَدِيْثُ اَلْعِلْمُ يُسْعٰى اِلَيْهِ هُوَ مَعْنٰى قَوْلِ مَالِكٍ لِلْمَهْدِيِّ حِيْنَ دَعَاهُ لِسَمَاعِ وَلَدِهِ مِنْهُ وَقِيْلَ لِهَارُوْنَ حِيْنَ الْتَمَسَ مِنْهُ خَلْوَةً لِلْقِرَاءَةِ اَلْعِلْمُ اَوْلٰى اَنْ يُّوَقَّرَ وَيُؤْتٰى وَهُوَ مَعْنٰى قَوْلِ الْبُخَارِيِّ اَلْعِلْمُ يُؤْتٰى وَلَا يَأْتِيْ وَفِيْ اَمْثَالِ الْعَرَبِ فِيْ بَيْتِهٖ يُؤْتَى الْحَكَمُ وَسَيَأْتِيْ فِيْ حَرْفِ الْفَاءِ۔

علم کی طرف دوڑا جاتا ہے۔ یہ امام مالکؒ کا قول ہے جو انہوں نے مہدی سے فرمایا تھا جب مہدی نے انہیں اس لئے طلب کیا کہ وہ آئیں تو ان سے اس کے لڑکے ہادی۔ ہارون الرشید) احادیث سنیں اور ہارون سے بھی انہوں نے یہی فرمایا تھا جب ہارون نے ان سے علم کی قرارت کے لئے خلوت طلب کی تھی۔ علم اس بات کے زیادہ لائق ہے کہ اس کی عزت کی جائے اور اس کے پاس آیا جائے" اور بخاری کا اس قول کا "علم کے پاس آیا جاتا ہے علم نہیں آتا" بھی یہی مقصد ہے اور امثال عرب میں ہے کہ جس کے گھر میں حکمت لائی جاتی ہے۔ یہ عنقریب حرف فا میں آئے گا۔

۲۹۶۔ حَدِيْثُ اَلْعِلْمُ عِلْمَانِ عِلْمُ الْاَدْيَانِ وَعِلْمُ الْاَبْدَانِ مَوْضُوْعٌ كَمَا فِي الْخُلَاصَةِ وَفِي الذَّيْلِ رُوِيَ مُسَلْسَلًا عَنِ الْحَسَنِ عَنْ حُذَيْفَةَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ عِلْمِ الْبَاطِنِ مَا هُوَ فَقَالَ سَأَلْتُ جِبْرِيْلَ عَنْهُ فَقَالَ عَنِ اللّٰهِ هُوَ سِرٌّ بَيْنِيْ وَبَيْنَ اَحِبَّائِيْ وَاَوْلِيَائِيْ وَاَصْفِيَائِيْ

علم دو ہیں۔ ایک دین کا علم، ایک بدن کا علم۔ خلاصہ میں ہے یہ موضوع ہے۔ اور یہ بھی مسلسل حضرت حذیفہؓ سے روایت کیا گیا ہے۔ میں نے دریافت کیا۔ علم باطن کیا ہے آپ نے فرمایا میں نے جبرئیلؑ سے دریافت کیا تھا انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ فرمایا یہ میرے اور میرے دوستوں، اولیاء اور نیک لوگوں کے درمیان ایک راز ہے جو میں ان کے دل میں ودیعت کرتا ہوں۔ جس

أُدِعَهٗ فِي قُلُوبِهِمْ لَا يَطَّلِعُ عَلَيْهِ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَّلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ هُوَ مَوْضُوْعٌ وَ الْحَسَنُ مَا لَقِيَ حُذَيْفَةَ ۔	پر نہ تو کوئی مقرب فرشتہ مطلع ہوسا ور نہ کوئی نبی مرسل۔ امام عسقلانی رح فرماتے ہیں۔ یہ موضوع ہے۔ اور حسن بصری رح نے حذیفہ رض سے ملاقات نہیں کی۔
۲۹۷۔ حَدِيْثُ عَلَى الْخَيْرِ سَقَطَتْ جَاءَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِّنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمْ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا ۔	بھلائی پر ساقط کر دیا جاتا ہے یہ اہل علم میں سے ایک جماعت سے مروی ہے۔ جس میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔
۲۹۸۔ حَدِيْثُ عَلٰى كُلِّ خَيْرٍ مَانِعٌ لَيْسَ بِحَدِيْثٍ وَ مَعْنَاهُ صَحِيْحٌ ۔	ہر بھلائی پر ایک مانع ہوتا ہے یہ بھی حدیث نہیں۔ اور اس کے معنیٰ صحیح ہیں۔
۲۹۹۔ حَدِيْثُ عَلَيْكُمْ بِدِيْنِ الْعَجَائِزِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا أَصْلَ لَهٗ بِهٰذَا اللَّفْظِ وَوَرَدَ بِمَعْنَاهُ أَحَادِيْثُ لَا تَخْلُوْ عَنْ ضُعْفٍ۔ وَقَالَ الزَّرْكَشِيُّ رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بِلَفْظِ إِذَا كَانَ آخِرُ الزَّمَانِ وَاخْتَلَفَتِ الْأَهْوَاءُ فَعَلَيْكُمْ بِدِيْنِ الْبَادِيَةِ وَالنِّسَاءِ وَ	بوڑھیوں کے دین کو لازم پکڑ لو سخاوی رح کہتے ہیں ان الفاظ کے ساتھ اس کی کوئی اصل نہیں۔ اور اس معنی میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں، جو ضعف سے خالی نہیں۔ زرکشی رح کہتے ہیں اسے دیلمی رح نے ابن عمر رض سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے جب اخیر زمانہ ہوگا اور خواہشیں مختلف ہو جائیں گی تو تم گاؤں والے اور عورتوں کے دین

سَنَدُہٗ وَاہٍ بَلْ قَالَ الصَّغَانِیُّ مَوْضُوْعٌ۔ کو لازم پکڑ لینا۔ اس کی سند بالکل واہیات ہے۔ بلکہ صغانی کہتے ہیں موضوع ہے۔

۲۰۰۔ حَدِیْثُ الْعِنَبِ دُوْدُوْ یَعْنِیْ اِثْنَتَیْنِ اِثْنَتَیْنِ وَالتَّمَرُ یَكْ یَكْ یَعْنِیْ وَاحِدَۃً وَاحِدَۃً لَا اَصْلَ لَہٗ۔ انگور دو دو اور کھجور ایک ایک اس کی کوئی اصل نہیں۔ یہ حدیث ایسی قسم کی معلوم ہوتی ہے جیسے مرزا قادیانی کے پاس کئی کئی زبانوں میں وحی آیا کرتی تھی۔

۳۰۰۔ حَدِیْثُ عِنْدَ ذِکْرِ الصّٰلِحِیْنَ تَنْزِلُ الرَّحْمَۃُ قَالَ الْعَسْقَلَانِیُّ لَا اَصْلَ لَہٗ وَقَالَ الْعِرَاقِیُّ فِیْ تَخْرِیْجِ الْاِحْیَاءِ لَیْسَ لَہٗ اَصْلٌ فِی الْمَرْفُوْعِ وَاِنَّمَا هُوَ قَوْلُ سُفْیَانَ بْنِ عُیَیْنَۃَ لٰكِنْ قَالَ ابْنُ الصَّلَاحِ فِیْ عُلُوْمِ الْحَدِیْثِ رُوِّیْنَا عَنِ ابْنِ عَمْرٍو اَسْمٰعِیْلَ بْنِ جُنَیْدٍ اَنَّہٗ سَارَ اَبَا جَعْفَرَ بْنَ حَمْدَانَ وَكَانَا عَبْدَیْنِ صَالِحَیْنِ فَقَالَ لَہٗ بِاَیِّ نِیَّۃٍ اَكْتُبُ الْحَدِیْثَ قَالَ اَلَسْتُمْ تَرَوْنَ اَنَّ عِنْدَ ذِکْرِ الصّٰلِحِیْنَ نیک لوگوں کے ذکر کے وقت رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ امام عسقلانی رح فرماتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں۔ عراقی رح تخریج الاحیاء میں فرماتے ہیں، کہ اس کی مرفوعاً کوئی اصل نہیں۔ یہ سفیان بن عیینہ کا قول ہے۔ ابن الصلاح علوم الحدیث میں فرماتے ہیں۔ اسمٰعیل رح بن جنید سے روایت کیا گیا ہے۔ کہ وہ ابو جعفر رح احمد بن عبدان کے پاس گئے۔ یہ دونوں صلحاء میں سے تھے۔ اسمٰعیل رح نے احمد رح سے دریافت کیا میں کس نیت سے حدیث لکھوں انہوں نے کہا کیا تم یہ نہیں جانتے کہ صلحاء کے ذکر کے وقت رحمت کا نزول ہوتا ہے

نُزُوْلِ الرَّحْمَةِ فَقَالَ نَعَمْ قَالَ	انہوں نے جواب دیا۔ ہاں، احمد رح نے
فَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ	فرمایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلحاء
سَلَّمَ رَئِيْسُ الصَّالِحِيْنَ وَلَمْ	کے سردار ہیں۔ اس نکتہ پر عراقی رح نے
يَتَنَبَّهْ عَلٰى ذٰلِكَ الْعِرَاقِيُّ فِيْ نُكْتَةٍ	متنبہ نہیں کیا۔ جیسا کہ بعض نے ذکر کیا
عَلَيْهِ كَمَا ذَكَرَهٗ بَعْضُهُمْ لٰكِنْ	ہے۔ لیکن اگر یہ لفظ ہو۔ کہ تم روایت
اللَّفْظُ اِنْ كَانَ تَرْوُوْنَ لِمَا دِيٍّ	کرو۔ تو اس سے یہ بات معلوم ہو گی۔ کہ
مِنَ الرِّوَايَةِ فَيَدُلُّ فِي الْجُمْلَةِ	یہ حدیث ہے۔ اور اس کی کچھ نہ کچھ
عَلٰى اَنَّهٗ حَدِيْثٌ وَلَهٗ اَصْلٌ وَاِنْ	اصل ہے۔ اور اگر لفظ تردن ہو۔ یعنی تم
كَانَ تَرَوْنَ مِنَ الرُّؤْيَةِ مَجْهُوْلًا	دیکھو۔ تو اس میں اس بات کی کوئی دلالت
اَوْ مَعْلُوْمًا فَلَا دِلَالَةَ فِيْهِ اِذْ	نہ ہوگی۔ کیونکہ اس کے معنی یہ ہوں گے۔
مَعْنَاهُ يَعْتَقِدُوْنَ اَوْ يَظُنُّوْنَ ۔	اگر تم خیال کرو۔
۲۰۳۔ حَدِيْثُ عَنِ اللَّوْحِ	لوح سے روایت ہے کہ میں نے اللہ سے
سَمِعْتُ اللّٰهَ مِنْ فَوْقِ الْعَرْشِ	عرش کے اوپر سے سنا وہ چیز کے وجود کے
يَقُوْلُ فِي الشَّيْءِ كُنْ فَيَكُوْنُ	بارے میں فرماتا ہے ہوجا وہ ہوجاتی تھی اللہ
فَلَا يَبْلُغُ الْكَافُ وَالنُّوْنُ اِلَّا	تعالیٰ کا فا درنون پر بھی نہ پہنچتا تھا۔ کہ وہ
يَكُوْنُ الَّذِيْ يَكُوْنُ مَوْضُوْعٌ ۔	ہوجاتی تھی۔ یہ موضوع ہے۔
۲۰۴۔ حَدِيْثُ الْعَيْنِ الرَّمِدَةِ	دکھتی آنکھ کو چھوا نہ جائے ۔ اسے
لَا تُمَسُّ رَوَاهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الطِّبِّ	ابو نعیم رح نے طب میں ابو سعید رضی اللہ
عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ كُلُّ وَمِثْلُ اَصْحَابِ	عنہ سے روایت کیا ہے۔ کہ اصحاب محمد

مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِثْلُ الْعَيْنِ وَدَوَاءُ الْعَيْنِ تَرْكُ مَسِّهَا وَهُوَ ضَعِيفٌ ۔

صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال آنکھوں کی طرح ہے ، اور آنکھ کی دوا اسے نہ چھونا ہے اور یہ ضعیف ہے ۔

حَرْفُ الْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ!

۳۰۴۔ حَدِيثُ الْغُرَبَاءِ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ وَلَمْ يَبْعَثِ اللّٰهُ نَبِيًّا إِلَّا وَهُوَ غَرِيبٌ فِي قَوْمِهِ يُرْوَى عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوعًا وَهُوَ بَاطِلٌ وَيَرُدُّهُ مَا وَرَدَ فِي الْقُرْآنِ مِنْ قَوْلِهِ تَعَالَى إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَى قَوْمِهِ وَإِلَى عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا وَإِلَى ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنَاكَ وَكَذَا إِرْسَالُ مُوسَى وَعِيسَى وَسَائِرِ أَنْبِيَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَكَذَا نَبِيِّنَا عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَإِنَّمَا حَصَلَتْ لَهُ الْغُرْبَةُ فِي الْجُمْلَةِ بَعْدَ الْهِجْرَةِ ۔

غرباء انبیاء کے وارث ہیں (عربی میں غریب مسافر کے معنی میں آتا ہے) اللہ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا ۔ جو اپنی قوم میں غریب نہ ہو ۔ یہ حضرت انس رض سے مرفوعاً مروی ہے ، یہ حدیث باطل ہے ۔ اور خود قرآن اس کی تردید کرتا ہے ۔ ہم نے نوح ع کو اس کی قوم کے پاس بھیجا ۔ ہم نے عاد کی جانب ہود کو بھیجا ۔ ثمود کی جانب ان کے بھائی صالح کو ۔ اگر تیرا قبیلہ نہ ہوتا ۔ تو ہم تجھے رجم کر دیتے ، اسی طرح موسیٰ ع ، عیسیٰ ع اور دیگر انبیاء بنی اسرائیل اور اسی طرح ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگرچہ آپ کے لئے غربت بعد ہجرت حاصل ہوئی ۔

٣٠٥- حَدِيثُ غَمْزِ الْقَدَمِ وَنَحْوِهٖ أَوْرَدَهُ الدَّارَقُطْنِيُّ فِي الْأَفْرَادِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كُنْتُ عِنْدَ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَغْمِزُ قَدَمَهُ فَذَكَرَ حَدِيثًا وَفِي الْإِحْيَاءِ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَزَلَ مَنْزِلًا فِي بَعْضِ أَسْفَارِهٖ فَنَامَ عَلَى بَطْنِهٖ وَعَبْدٌ أَسْوَدُ يَغْمِزُ ظَهْرَهُ الْحَدِيثَ قَالَ الْعِرَاقِيُّ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ مِنْ حَدِيثِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِسَنَدٍ ضَعِيفٍ.

قدم پر چوکا مارنا اور اسی قسم کی روایتیں دار قطنی رح نے افراد میں ابن عباس رض سے روایت کیا ہے۔ کہ میں ابی رض بن کعب کے پاس ان کے قدم میں چوکے مار رہا تھا۔ پھر انہوں نے ایک حدیث بیان کی۔ احیاء میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مقام پر اپنے بعض سفروں میں ٹھہرے تو آپ پیٹ کے بل سو گئے۔ اور ایک سیاہ غلام آپ کی کمر دبا رہا تھا۔ عراقی رح کہتے ہیں اسے طبرانی رح نے اوسط میں حضرت عمر رض سے سند ضعیف کے ساتھ روایت کیا ہے۔

٣٠٦- حَدِيثُ الْغِنَاءِ يُنْبِتُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ كَمَا يُنْبِتُ الْمَاءُ الْبَقْلَ قَالَ النَّوَوِيُّ لَا يَصِحُّ وَقَالَ السُّيُوطِيُّ أَخْرَجَهُ الدَّيْلَمِيُّ عَنْ أَنَسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا.

گانا دل میں نفاق کو ایسے ہی اگاتا ہے۔ جیسے پانی ترکاری کو۔ نووی رح فرماتے ہیں۔ یہ صحیح نہیں۔ سیوطی رح کہتے ہیں اسے دیلمی رح نے حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور ابو ہریرہ رض سے روایت کیا ہے۔

٣٠٧- حَدِيثُ الْغِنَاءِ رُقْيَةُ

گانا زنا کا منتر ہے۔ امام نووی رح

الزِّنَاءِ قَالَ النَّوَوِیُّ فِی شَرْحِ مُسْلِمٍ هُوَ مِنْ اَمْثَالِهِمُ الْمَشْهُوْرَةِ اِنْتَهٰی وَعَزَاهُ الْغَزَالِیُّ لِلْفُضَیْلِ بْنِ عَیَاضٍ ۰	شرح مسلم میں فرماتے ہیں، یہ مشہور مثالوں میں سے ہے اور امام غزالی نے اسے فضیل بن عیاض کا قول قرار دیا ہے۔

حَرْفُ الْفَاءِ

۳۰۸۔ حَدِیْثُ الْفَاتِحَةِ لِمَا قُرِأَتْ لَهٗ عَزَاهُ الزَّرْکَشِیُّ لِلْبَیْهَقِیِّ فِی الشُّعَبِ وَتَعَقَّبَهُ السُّیُوْطِیُّ بِاَنَّهٗ لَا وُجُوْدَ لَهٗ فِی الشُّعَبِ وَاِنَّمَا الْمَوْجُوْدُ فِیْهِ فَاتِحَةُ الْکِتَابِ شِفَاءٌ مِنْ کُلِّ دَاءٍ اَخْرَجَهٗ مِنْ حَدِیْثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَفِی کِتَابِ الثَّوَابِ لِاَبِی الشَّیْخِ ابْنِ حِبَّانَ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ اِذَا اَرَدْتَ حَاجَةً فَاقْرَأْ فَاتِحَةَ الْکِتَابِ حَتّٰی تَخْتِمَهَا تُقْضٰی اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَهٰذَا اَصْلٌ لِمَا تَعَارَفَ النَّاسُ عَلَیْهِ	فاتحہ جس کے لئے پڑھی جائے، زرکشی نے اسے بیہقی رحمہ کی جانب منسوب کیا ہے کہ انہوں نے اسے شعب الایمان میں ذکر کیا ہے۔ سیوطی رحمہ نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ اس کا شعب الایمان میں وجود نہیں شعب میں تو یہ حدیث ہے کہ سورت فاتحہ ہر بیماری کی دوا ہے۔ اسے امام بیہقی رحمہ نے جابر رضی بن عبد اللہ رضی سے روایت کیا ہے ابوالشیخ ابن حبان کی کتاب الثواب میں عطا سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں، جب تو کسی کام کا ارادہ کرے تو سورۃ فاتحہ پہلے مکمل پڑھ ان شاء اللہ تیرا کام پورا ہو جائے گا۔ یہ وہ اصل ہے

مِنْ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ لِقَضَاءِ الْحَاجَاتِ وَحُصُوْلِ الْمُهِمَّاتِ ۔

جس کے باعث لوگ ہر کام کے لئے سورۃ فاتحہ پڑھتے ہیں ۔

۳۰۹ ۔ حَدِيْثُ فَازَ بِاللَّذَّةِ الْجَسُوْرُ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا أَعْرِفُهُ ۔

دلیر لذت سے کامیاب ہوا سخاویؒ کہتے ہیں میں اسے نہیں پہچانتا ۔

۳۱۰ ۔ حَدِيْثُ فَازَ الْمُخِفُّوْنَ وَفِيْ لَفْظٍ نَجَا الْمُخِفُّوْنَ وَهَلَكَ الْمُثْقِلُوْنَ وَهُوَ مَعْنَى الْحَدِيْثِ لِأَبِي الدَّرْدَاءِ رَفَعَهُ أَمَامَكُمْ عَقَبَةٌ كَؤُوْدٌ لَا يَجُوْزُهَا الْمُثْقِلُوْنَ فَأَنَا أُرِيْدُ أَنْ أَتَخَفَّفَ لِتِلْكَ الْعَقَبَةِ قَالَ الْحَاكِمُ صَحِيْحُ الْإِسْنَادِ

ہلکے آدمی کامیاب ہوئے اور ایک روایت میں ہے ہلکوں نے نجات پائی اور بھاری ہلاک ہوئے اور یہ معنٰی ہیں اس حدیث کے جو ابوالدرداءؓ سے مرفوعاً مروی ہے تمہارے آگے ایک گہری گھاٹی ہے جسے بوجھ والے پار نہ کر سکیں گے، میں اس بات کا ارادہ رکھتا ہوں کہ اس گھاٹی کے لئے ہلکا ہو جاؤں، حاکم کہتے ہیں یہ صحیح الاسناد ہے ۔

۳۱۱ ۔ حَدِيْثُ الْفَالُ مُوَكَّلٌ بِالْمَنْطِقِ لَمْ يَرِدْ بِهٰذَا اللَّفْظِ لٰكِنْ فِيْ سُنَنِ أَبِيْ دَاوُدَ أَخَذْنَا فَالَكَ مِنْ قَبْلِكَ وَلَهُ شَوَاهِدُ عِنْدَ الْبَزَّارِ ۔

فال بولنے کے ساتھ لگی ہوئی ہے، ان الفاظ کے ساتھ یہ موجود نہیں۔ ہاں سنن ابوداؤدؒ میں یہ روایت ہے کہ ہم نے تیری فال تجھ سے پہلے لی ہے اور بزارؒ میں اس کے شواہد موجود ہیں ۔

۳۱۲ ۔ حَدِيْثُ فَدَى اللّٰهُ إِسْمٰعِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالْكَبْشِ قَالَ السَّخَاوِيُّ هُوَ كَلَامٌ صَحِيْحٌ وَ

اللہ تعالےٰ نے اسمٰعیل کے بدلے قربانی کے لئے مینڈھا دیا سخاویؒ کہتے ہیں۔ یہ کلام صحیح ہے، اور قرآن میں بھی ہے۔ اور ہم نے

فِي التَّنْزِيْلِ وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ قُلْتُ إِلَّا أَنَّ الْبَحْثَ مُخْتَلَفٌ فِيْهِ أَنَّهُ إِسْمٰعِيْلُ أَوْ إِسْحٰقُ وَقَدْ تَوَقَّفَ فِيْهِ السُّيُوْطِيُّ

اسے فدیہ میں ایک بڑی ذبح عطا فرمائی ملا علی قاری فرماتے ہیں اس بات میں اختلاف ہے۔ کہ ذبیح کون تھا۔ اسمعیلؑ یا اسحقؑ۔ سیوطی رح نے اس بات پر توقف کیا ہے۔

فائدہ۔ سیوطی رح یا ملا علی رح قاری کو توقف ہوگا۔ لیکن علماء اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے۔ کہ ذبیح اللہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہیں۔ اور قرآن کی ترتیب بھی یہی ثابت کرتی ہے۔

۳۱۳۔ حَدِيْثُ الْفِرَارِ مِمَّا لَا يُطَاقُ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِيْنَ لَا أَصْلَ لَهُ فِيْ مَبْنَاهُ بَلْ بَاطِلٌ بِاعْتِبَارِ مَعْنَاهُ فَإِنَّ مَنِ اعْتَقَدَ أَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَرَّ فَقَدْ كَفَرَ كَمَا صَرَّحَ بِهِ فِي الشِّفَاءِ وَأَمَّا قَوْلُ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَهُوَ حِكَايَةٌ عَمَّا وَقَعَ لَهُ قَبْلَ النُّبُوَّةِ وَأَمَّا هِجْرَةُ نَبِيِّنَا عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مِنْ دَارِ الْكُفَّارِ مَا كَانَ بِطَرِيْقِ الْفِرَارِ بَلْ أَمَرَ بِأَنْ يَدْخُلَ الْغَا

اس شئے سے بھاگنا جس کی طاقت نہ ہو یہ انبیار کی سنت ہے۔ لفظاً اس کی کوئی اصل نہیں، اور معنیً بھی یہ باطل ہے کیونکہ جس نے یہ اعتقاد کیا۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے راہ فرار اختیار کی وہ کافر ہے جیسا کہ قاضی عیاض نے اس کی تشریح کی ہے، رہا موسیٰ علیہ السلام کا یہ قول کہ میں تم سے بھاگا جب مجھے تم سے خوف معلوم ہوا، ایک واقعہ کی جانب اشارہ ہے جو نبوت سے قبل پیش آیا تھا۔ اور رہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ سے ہجرت فرمانا فرار کے طور پر نہ تھا، بلکہ یہ ایک حکم تھا کہ آپ غار میں داخل ہوں

لَيْرَى الْخَلْقُ مُعْجِزَاتِهٖ فِيْ ذٰلِكَ الْمَحَلِّ مِنَ الْفِرَارِ مَعَ اَنَّ الْفِرَارَ لَا يُقَالُ اِلَّا بَعْدَ الْمُقَابَلَةِ مَعَ الْعَدُوِّ وَالْمُغَالِبَةِ فِي الْمُقَابَلَةِ ۔

اور لوگ آپ کے اس فرار کے معجزات دیکھیں ، یہ نہیں کہا جا سکتا ۔ کہ یہ فرار مقابلہ کے بعد اور مقابلہ میں شکست کے بعد ہوا ۔

۳۱۴ ۔ حَدِيْثُ فَضْلُ شَهْرِ رَجَبَ عَلَى الشُّهُوْرِ كَفَضْلِ الْقُرْاٰنِ عَلٰى سَائِرِ الْكَلَامِ وَفَضْلُ شَهْرِ شَعْبَانَ عَلَى الشُّهُوْرِ كَفَضْلِيْ عَلٰى سَائِرِ الْاَنْبِيَاءِ وَفَضْلُ شَهْرِ رَمَضَانَ كَفَضْلِ اللّٰهِ عَلٰى سَائِرِ الْعِبَادِ قَالَ الْعَسْقَلَانِيْ مَوْضُوْعٌ ۔

ماہ رجب کی دوسروں مہینوں میں فضیلت ایسی ہے جیسے قرآن کی تمام کلاموں پر اور شعبان کو دوسروں مہینوں پر وہی فضیلت حاصل ہے جو مجھے تمام انبیاء کرام پر اور رمضان کو دوسرے مہینوں پر وہ فضیلت حاصل ہے جو خدا کو تمام بندوں پر ۔ عسقلانی فرماتے ہیں یہ موضوع ہے ۔

۳۱۵ ۔ حَدِيْثُ الْفَقْرُ فَخْرِيْ وَبِهٖ اَفْتَخِرُ قَالَ الْعَسْقَلَانِيْ هُوَ بَاطِلٌ مَوْضُوْعٌ وَقَالَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ هُوَ كِذْبٌ ۔

فقر میرا فخر ہے ، اور میں اسی کے ساتھ فخر کرتا ہوں ۔ امام عسقلانی فرماتے ہیں یہ باطل ہے موضوع ہے ۔ امام ابن تیمیہ رح فرماتے ہیں یہ جھوٹ ہے ۔

۳۱۶ ۔ حَدِيْثُ فَمٌ سَاكِتٌ رَبٌّ كَافٍ وَنَحْوَهُ اَللّٰهُ وَلِيُّ مَنْ سَكَتَ قَالَ ابْنُ الرَّبِيْعِ لَيْسَ بِحَدِيْثٍ وَمَعْنَاهُ صَحِيْحٌ يَعْنِيْ مَأْخُوْذٌ

منہ خاموش ہے تو رب کافی ہے اور اسی طرح یہ بھی ہے کہ اللہ اس کا دوست ہے ، جو خاموش رہے ابن الربیع کہتے ہیں یہ حدیث نہیں اور معنی اس کے صحیح ہیں اور اس حدیث سے ماخوذ ہیں ، جو خاموش

مِنْ حَدِیْثِ مَنْ صَمَتَ نَجَا وَ	رہا اس نے نجات پائی اور جس نے اللہ پر توکل کیا
مَنْ تَوَکَّلَ عَلَی اللّٰہِ کَفَاہُ لٰکِنْ	اللہ اسے کافی ہے۔ مگر کلام اول کی ترکیب بظاہر کفر
ظَاہِرًا لتَّرْکِیْبِ الْاَوَّلِ کُفْرٌ اِلَّا اَنْ	ہے۔ ہاں اگر عطف مقدر مان لیا جائے تو کفر
یُقَدَّرَ الْعَاطِفُ ۔	سے بچاؤ ہو گا۔
۳۱۷۔ حَدِیْثُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ	اخیر زمانہ میں روم کی چادر شام
یَنْتَقِلُ بُرْدُ الرُّوْمِ اِلَی الشَّامِ وَ	اور شام کی چادر مصر جایا کرے گی۔
بُرْدُ الشَّامِ اِلٰی مِصْرَ قَالَ الْعَسْقَلَانِیْ	امام عسقلانی رح فرماتے ہیں اس کی کوئی
لَا اَصْلَ لَہٗ ۔	اصل نہیں ۔
۳۱۸۔ حَدِیْثُ فِیْ بَیْتِہٖ یُؤْتَی	اس کے گھر میں حکمتیں دی جاتی ہیں ۔
الْحِکَمُ مِنَ الْاَمْثَالِ الْمَشْہُوْرَۃِ لَا	مشہور مثال ہے نہ کہ حدیث جیسا کہ ابن الربیع رح
الْاَحَادِیْثُ الْمَاْثُوْرَۃُ ذَکَرَہٗ ابْنُ	فرماتے ہیں ۔ زرکشی رح کہتے ہیں سعید بن منصور
الرَّبِیْعِ قَالَ الزَّرْکَشِیُّ اَخْرَجَ	نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے، کہ حضرت عمر رض
سَعِیْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ فِیْ سُنَنِہٖ	اور ابی بن کعب رض کے مابین کچھ اختلاف تھا۔
قَالَ کَانَ بَیْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ	انہوں نے فیصلہ کے لئے زید بن ثابت رض کو
رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَبَیْنَ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ	متعین کیا۔ اور دونوں ان کے گھر پہنچے جب
تَدَارُؤٌ فِیْ شَیْئٍ فَجَعَلَا بَیْنَہُمَا	ان کے پاس گئے تو عمر رض بولے۔ ہم تمہارے
زَیْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَاَتَیَاہُ فِیْ مَنْزِلِہٖ	پاس اس لئے آئے۔ کہ تم ہمارے درمیان فیصلہ
فَلَمَّا دَخَلَا عَلَیْہِ قَالَ لَہٗ عُمَرُ	کردو۔ انہوں نے فرمایا۔ اس کے گھر میں حکم
اَتَیْنَاکَ لِتَحْکُمَ بَیْنَنَا فَقَالَ زَیْدٌ فِیْ	دیئے جاتے ہیں پھر دونوں ان کے سامنے

بُيُتِهٖ يُؤْتِي الْحِكَمُ ثُمَّ جَلَسَا بَيْنَ	بیٹھ گئے زید نے دونوں کا فیصلہ کیا۔ اور اس
يَدَيْهِ فَقَضٰى بَيْنَهُمَا وَفِي الْمَثَلِ	مثال میں ایک عمدہ قصہ بھی ہے۔ جو
هٰذَا قِصَّةٌ غَرِيْبَةٌ فِيْ حَيٰوةِ	دمیری رح نے اپنی حیٰوۃ الحیوان میں نقل
الْحَيَوَانِ لِلدَّمِيْرِيِّ۔	کیا ہے۔

فائدہ:۔ روایت میں لفظ حکم ہے۔ جو حکمت کی جمع ہے۔ اور واقعہ حکموں کو ثابت کرتا ہے۔ اور حکم کی جمع احکام آتی ہے نہ کہ حکم۔ اب دو حال سے خالی نہیں یا تو واقعہ اس لفظ سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا۔ اور زبردستی اس سے تعلق پیدا کیا گیا۔ یا بالفاظ دیگر نعوذ باللہ زید بن ثابت جیسے صحابی جو خود عرب تھے عربی سے ناواقف تھے۔

۳۱۹۔ حَدِيْثٌ فِي الْحَرَكَاتِ	حرکت میں برکت ہے۔ یہ بعض
الْبَرَكَاتُ مِنْ كَلَامِ بَعْضِ السَّلَفِ	سلف کا کلام ہے۔ اور حدیث نہیں
وَلَيْسَ بِحَدِيْثٍ ذَكَرَهُ ابْنُ الرَّبِيْعِ	جیسا کہ ابن الربیع رح کا قول ہے
وَفِيْ رِسَالَةِ الْقُشَيْرِيَّةِ سَمِعْتُ	رسالہ قشیریہ میں ہے۔ کہ میں نے استاد
الْاُسْتَاذَ اَبَا عَلِيٍّ يَقُوْلُ قَوْلُهُمْ	ابو علی رح سے سنا وہ فرمایا کرتے تھے لوگوں
فِي الْحَرَكَةِ بَرَكَةٌ حَرَكَاتُ الظَّوَاهِرِ	کا قول ہے۔ حرکت میں برکت ہے۔
تُوْجِبُ بَرَكَاتِ السَّرَائِرِ اَقُوْلُ وَ	کیونکہ حرکات ظاہر اسرار میں برکات کا
فِي التَّنْزِيْلِ اِشَارَةٌ اِلٰى ذٰلِكَ	سبب بنتی ہیں۔ ملا علی رح قاری فرماتے ہیں
حَيْثُ قَالَ تَعَالٰى هُوَ الَّذِيْ	قرآن میں بھی اس کی جانب اشارہ
جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا	ہے۔ ہو الذی جعل لکم الارض ذلولا

فِیْ مَنَاکِبِهَا وَکُلُوْا مِنْ رِزْقِهٖ وَ قَالَ وَاَنْ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی وَقَالَ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰهِ وَسَارِعُوْا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّکُمْ وَاسْتَبِقُوا الْخَیْرَاتِ فَهٰذَا کُلُّهٗ لِاِدْرَاكِ الْمَبَرَّاتِ وَالْبَرَکَاتِ الْبَاقِیَاتِ الصَّالِحَاتِ وَالدَّرَجَاتِ الْعَالِیَاتِ ۔

فامشوا فی مناکبہا دکلوا من رزقہ۔ وان لیس للانسان الا ما سعی۔ فاسعوا الی ذکر اللہ۔ وسارعوا الیٰ مغفرۃ من ربکم۔ واستبقوا الخیرات یہ سب کی سب چیزیں برکات الباقیات اور درجات العالیات کے ادراک کے لئے ہیں ۔

حَرْفُ الْقَافِ

۳۲۰۔ حَدِیْثُ قَالَ لِجِبْرِیْلَ هَلْ زَالَتِ الشَّمْسُ قَالَ لَا نَعَمْ قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ کَیْفَ قُلْتَ لَا نَعَمْ فَقَالَ مِنْ حِیْنِ قُلْتُ لَا اِلٰی اَنْ قُلْتُ نَعَمْ سَارَتِ الشَّمْسُ مَسِیْرَةَ خَمْسِمِائَةِ عَامٍ لَمْ یُعْرَفْ لَهٗ اَصْلٌ ۔

آپ نے جبریلؑ سے فرمایا کیا زوال شمس ہو گیا انہوں نے جواب دیا نہیں۔ ہاں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے یہ نہیں ہاں کیوں کہا۔ انہوں نے جواب دیا میں نے جو کہا نہیں تو مقصد یہ تھا۔ کہ میں یہ کہتا ہوں ہاں سورج پانسو سال کی مسافت پر چلا گیا اس کی کوئی اصل نہیں ۔

۳۲۱۔ حَدِیْثُ قُدِّسَ الْعَدَسُ عَلٰی لِسَانِ سَبْعِیْنَ نَبِیًّا اٰخِرُهُمْ

مسور کی دال ستر انبیاء کی زبان سے پاک ہوئی جس میں آخیر عیسیٰ ؑ تھے۔ زرکشی

عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ الزَّرْکَشِیُّ	کہتے ہیں یہ باطل ہے۔ حفاظ کی ایک
بَاطِلٌ نَصَّ عَلَیْہِ جَمَاعَۃٌ مِنَ	جماعت نے اس پر اتفاق کیا ہے جیسا
الْحُفَّاظِ کَابْنِ الْمُبَارَکِ وَاللَّیْثِ بْنِ	کہ ابن المبارک رح۔ لیث بن سعد رح۔ اور
سَعْدٍ وَمِنَ الْمُتَاَخِّرِیْنَ ابْنُ الْمَدِیْنِیِّ	متاخرین میں سے علی رح بن المدینی۔ سخاوی رح
وَقَالَ السَّخَاوِیُّ اَخْرَجَہُ الطَّبْرَانِیُّ	کہتے ہیں۔ اسے طبرانی رح نے واثلہ رض بن الاسقع
مِنْ حَدِیْثِ وَاثِلَۃَ بِہٖ مَرْفُوْعًا وَ	سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اور ابو نعیم رح
اَسْنَدَہٗ اَبُوْ نُعَیْمٍ فِی الْمَعْرِفَۃِ وَفِی	نے اپنی معرفت میں اس کی سند بیان کی
الْبَابِ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ	ہے۔ اور کہا ہے اس مضمون کی روایت حضرت علی رض
وَلَا یَصِحُّ مِنْ ذٰلِکَ شَیْءٌ بَلْ ھُوَ	سے بھی مروی ہے۔ اور اس میں سے کوئی شے بھی
بَاطِلٌ کَمَا قَالَہُ ابْنُ الْمَدِیْنِیِّ وَ	صحیح نہیں۔ بلکہ سب کی سب باطل ہیں جیسا کہ علی بن
ذَکَرَہُ ابْنُ الْجَوْزِیِّ فِی الْمَوْضُوْعَاتِ	المدینی فرماتے ہیں اور ابن الجوزی نے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے
۳۲۲ حَدِیْثُ الْقُرْاٰنُ کَلَامُ	قرآن اللہ کا کلام ہے اور غیر مخلوق ہے
اللّٰہِ غَیْرُ مَخْلُوْقٍ فَمَنْ قَالَ بِغَیْرِ	جو اس کے علاوہ کچھ اور کہے اس نے کفر کیا
ھٰذَا فَقَدْ کَفَرَ قَالَ الصَّغَانِیُّ ھٰذَا	صغانی رح کہتے ہیں یہ موضوع ہے۔ سخاوی رح
مَوْضُوْعٌ وَقَالَ السَّخَاوِیُّ وَھٰذَا	کہتے ہیں یہ حدیث تمام سندات کے ساتھ
الْحَدِیْثُ مِنْ جَمِیْعِ طُرُقِہٖ بَاطِلٌ	باطل ہے۔ ابن الجوزی رح نے اسے موضوعات
وَذَکَرَہُ ابْنُ الْجَوْزِیِّ فِی الْمَوْضُوْعَاتِ	میں ذکر کیا ہے۔
۳۲۳ حَدِیْثُ قِرَاءَۃِ سُوْرَۃِ	قلاقل کی سورتیں پڑھنا فقر سے امان
الْقَلَاقِلِ اَمَانٌ مِنَ الْفَقْرِ قَالَ	دینا ہے۔ سخاوی کہتے ہیں اس کی کوئی اصل

السَّخَاوِیُّ لَا اَصْلَ لَہٗ وَالْمُرَادُ بِالْقَلَاقِلِ هِیَ الَّتِیْ اَوَائِلُهَا قُلْ وَهِیَ خَمْسٌ اَوَّلُهَا سُوْرَةُ الْجِنِّ وَلٰکِنِ الْمَشْهُوْرَةُ هِیَ اَرْبَعَةٌ اَلْکَافِرُوْنَ وَالْاِخْلَاصُ وَالْمُعَوِّذَتَیْنِ ۔

نہیں اور قلاقل سے مراد وہ سورتیں ہیں جن کی ابتدار میں لفظ قل ہے۔ اور وہ پانچ سورتیں ہیں۔ سورت جن۔ لیکن اس میں مشہور یہ چار ہیں۔ کافرون اور اخلاص اور معوذتین ۔

۳۲۴ ۔ حَدِیْثُ قَصِّ الْاَظْفَارِ لَمْ یَثْبُتْ فِیْ کَیْفِیَّتِہٖ وَلَا تَعْیِیْنِ یَوْمٍ لَہٗ عَنِ النَّبِیِّ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ السَّخَاوِیُّ وَمَا یُعْزٰی مِنَ النَّظْمِ لِعَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ وَلِشَیْخِنَا فَبَاطِلٌ عَنْهُمَا ۔

ناخن کاٹنا ۔ اس میں کوئی کیفیت اور دن کا تعین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔ سخاوی رحمہ کہتے ہیں نظم میں جو حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ اور ہمارے شیخ کی جانب منسوب ہے سب باطل ہے ۔

۳۲۵ ۔ حَدِیْثُ قِصَّةِ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ لَمَّا خَطَبَ فِیْ اَوَّلِ جُمُعَةٍ وَلِیَ الْخِلَافَةَ وَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ فَارْتَجَّ عَلَیْہِ فَقَالَ اِنَّ اَبَا بَکْرٍ وَعُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا کَانَا یُعِدَّانِ لِهٰذَا الْمَقَامِ مَقَالًا وَاَنْتُمْ اِلٰی اِمَامٍ فَقَالَ اُخْرُجْ مِنْکُمْ

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصہ کہ جب وہ خلیفہ بنائے گئے۔ اور انہوں نے پہلے جمعہ کو خطبہ دیا تو منبر پر چڑھے تو فرمایا الحمد للہ پھر منبر پر کانپنے لگے اور فرمایا ابوبکرؓ و عمرؓ اس مقام کے لئے تیار کئے گئے تھے (یعنی بولنے کے لئے) اور تم ایک امام کی طرف تھے پھر فرمایا میں تم میں سے بولنے والے امام کو نکالتا ہوں۔ عنقریب تمہارے سامنے خطیب آئے گا اور میں اللہ

إِلَى إِمَامٍ قَوَّالٍ وَسَيَأْتِيكُمُ الْخَطِيبُ وَاسْتَغْفِرُ اللهَ لِي وَلَكُمْ وَنَزَلَ وَصَلَّى بِهِمْ قَالَ ابْنُ الْهُمَامِ إِنَّهُ لَمْ تُعْرَفْ فِي كُتُبِ الْحَدِيثِ بَلْ فِي كُتُبِ الْفِقْهِ ٭

سے اپنے لئے، اور تمہارے لئے مغفرت چاہتا ہوں اور یہ کہہ کر نیچے اتر گئے۔ اور انہیں نماز پڑھائی ابن الہمام کہتے ہیں یہ روایت کتب فقہ میں تو ضرور پائی جاتی ہے۔ لیکن کتب حدیث میں اس کا کہیں ذکر نہیں ٭

۳۲۶۔ حَدِيثُ الْقَلْبُ بَيْتُ الرَّبِّ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَيْسَ لَهُ أَصْلٌ فِي الْمَرْفُوعِ وَقَالَ الزَّرْكَشِيُّ لَا أَصْلَ لَهُ وَقَالَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ هُوَ مَوْضُوعٌ وَفِي الذَّيْلِ هُوَ كَمَا قَالَ أَقُولُ لَكِنْ لَهُ مَعْنًى صَحِيحٌ كَمَا سَيَأْتِي فِي حَدِيثِ مَا وَسِعَنِي أَرْضِي ٭

دل خدا کا گھر ہے۔ اس کی مرفوعاً کوئی اصل نہیں ہے جیسا کہ سخاوی رح فرماتے ہیں۔ زرکشی رح کہتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔ ابن تیمیہ رح فرماتے ہیں یہ موضوع ہے۔ ذیل میں ہے۔ کہ جو ابن تیمیہ رح کا قول ہے وہی میرا قول ہے۔ لیکن اس کے معنی صحیح ہیں، جیسا کہ حدیث ما وسعنی ارضی میں اس کی تشریح آئے گی ٭

۳۲۷۔ حَدِيثُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ حُلْوٌ يُحِبُّ الْحَلَاوَةَ وَذَكَرَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي الْمَوْضُوعَاتِ لَكِنْ ثَبَتَ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ ذَكَرَهُ ابْنُ الرَّبِيعِ وَفِيهِ أَنَّ هٰذَا

مومن کا دل میٹھا ہے میٹھا اس کو پسند کرتا ہے ابن الجوزی نے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت ہے، کہ آپ حلوہ اور شہد کو پسند فرماتے تھے ابن الربیع نے اس کا ذکر کیا ہے۔ اس سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ اس کے معنی تو صحیح ہیں

صحيح معناه والكلام في ثبوت مبناه فقد قال السيوطي رواه البيهقي في الشعب والديلمي عن ابي امامة فكلام ابن الجوزي موضوع مدفوع ورواه الديلمي ايضا عن علي رفعه المؤمن حلو يحب الحلاوة ومن حرمها على نفسه فقد عصى الله ورسوله لا تحرموا شيئا من نعمة الله والطيبات على انفسكم وكلوا واشربوا واشكروا فان لم تفعلوا لزمتكم عقوبة الله عزوجل وسنده واه ٭

کلام ثبوت الفاظ میں ہے سیوطیؒ کہتے ہیں امام بیہقیؒ نے شعب میں اور دیلمیؒ نے ابو امامہؓ سے روایت کیا ہے۔ جس کی بنا پر ابن جوزیؒ کا یہ قول کہ یہ روایت موضوع ہے غلط قرار پاتا ہے۔ دیلمیؒ نے حضرت علیؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے، مومن میٹھا ہے مٹھاس کو پسند کرتا ہے۔ اور جس نے میٹھی چیز کو اپنے اوپر حرام کیا اس نے اللہ اور رسول کی نافرمانی کی۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور طیبات میں سے اپنے اوپر کوئی شے حرام نہ کرو۔ کھاؤ، پیو اور خدا کا شکر کرو۔ اگر ایسا نہ کروگے تو اللہ عزوجل کا عذاب تمہیں پکڑ لے گا۔ اس کی سند بالکل بیکار ہے ٭

فائدہ: جہاں تک حلال کو اپنی ذات پر حرام کرنے کا تعلق ہے۔ تو وہ خود حرام ہے۔ اور اس قسم کو توڑنا پڑے گا۔ اور اس کا کفارہ دینا ہوگا۔ جیسا کہ سورت تحریم کا نزول اس بات کو ثابت کرتا ہے۔ لیکن اپنی ذات پر حرام کئے بغیر یا بغیر نفرت کے کسی شے کو نہ کھانا۔ یہ ہرگز عقوبت کا باعث نہیں بن سکتا۔

۳۲۸۔ حديث قليل من

تھوڑی سی توفیق بھی بہت سے علم

التَّوْفِيقِ خَيْرٌ مِّنْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْعِلْمِ	سے بہتر ہے اسے غزالی نے احیار میں بیان کیا
ذُكِرَ فِي الْإِحْيَاءِ وَقَالَ الْعِرَاقِيُّ لَمْ	ہے عراقی رح کہتے ہیں میں نے اس کی کوئی اصل
أَجِدْ لَهُ أَصْلًا وَقَدْ ذَكَرَهُ صَاحِبُ	نہیں پائی۔ صاحب فردوس نے اسے ابوالدرداء
الْفِرْدَوْسِ مِنْ حَدِيْثِ أَبِي الدَّرْدَاءِ	سے روایت کیا۔ اور انہوں نے علم کی جگہ عقل کا
وَقَالَ الْعَقْلُ بَدَلَ الْعِلْمِ وَلَمْ	ذکر کیا ہے۔ لیکن ان کے لڑکے نے اسے اپنی
يُخَرِّجْهُ وَلَدُهُ فِي مُسْنَدِهِ وَتَعَقَّبَهُ	مسند میں ذکر نہیں کیا۔ بعض متاخرین نے فردوس
بَعْضُ الْمُتَأَخِّرِيْنَ بِأَنَّ مَا ذَكَرَهُ	کی اس روایت پر یہ اعتراض کیا ہے
فِي الْفِرْدَوْسِ رَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرَ	کہ ابن عساکر رح نے ابوالدرداء رض سے اور
عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَرَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ	طبرانی رح نے ابن عمر رض سے اس حدیث کو ان
عَنِ ابْنِ عُمَرَ بِلَفْظِ قَلِيْلُ الْفِقْهِ	الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے، تھوڑا سا فقہ
خَيْرٌ مِّنْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْعِبَادَةِ ۔	بھی بہت سی عبادت سے بہتر ہے۔

حَرْفُ الْكَافِ

۲۲۹۔ حَدِيْثُ كَأَنَّكَ بِالدُّنْيَا	گویا کہ تو دنیا میں ہے، حالانکہ تو نہیں ہے
وَلَمْ تَكُنْ وَبِالْآخِرَةِ وَلَمْ تَزَلْ قَالَ	اور آخرت میں تجھے زوال نہ ہوگا سیوطی رح کہتے
السُّيُوْطِيُّ لَمْ أَقِفْ عَلَيْهِ مَرْفُوْعًا	ہیں، میں اس سے مرفوعاً واقف نہیں، ابونعیم
وَأَخْرَجَهُ أَبُوْ نُعَيْمٍ مِّنْ عُمَرَ بْنِ	نے عمر بن عبد العزیز رح کا قول بیان
عَبْدِ الْعَزِيْزِ ۔	کیا ہے۔
۲۳۰۔ حَدِيْثُ كَأَنَّكَ مِنْ	گویا کہ تو اہل بلد وحنین سے ہے یہ کلام

أهل بدر وحنين وهو كلام
يقال لمن يتأدب وليس بحديث

۳۲۱ - حديث كان الله ولا
شئ معه وفي رواية ولم يكن
شئ قبله ثابت ولكن الزيادة
وهو قولهم وهو الآن على ما
عليه كان من كلام الصوفية
وكشبه أن يكون من مفتريات
الوجودية القائلة بالعينية
المخالفة للنص بالمعية في
المرتبة الشهودية وقد نص
ابن تيمية والعسقلاني على
وضع الجملة الزائدة وإن
صحت فتأويلها أنه تعالى ما
تغير بحسب ذات الكمال و
صفات الجلال فما كان عليه
من القوة والقدرة بعد خلق
الموجودات كما يشير إليه قوله
سبحانه ولقد خلقنا السموات

ہے اور اس کے لئے بولا جاتا ہے جو صاحب
اہل ہوتا ہے اور یہ حدیث نہیں ہے۔

صرف اللہ تھا۔ اور اس کے ساتھ کوئی شئے
نہ تھی۔ اور ایک روایت میں ہے اس سے پہلے
کوئی چیز ثابت نہ تھی۔ لیکن یہ زیادت لوگوں
کا قول ہے۔ اور یہ جملہ آج تک ویسے ہی بولا
جاتا ہے جیسے تھا۔ اور یہ صوفیا رکا کلام ہے اور
یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ جو عینیت کے قائل
ہیں۔ کہ انہوں نے وجود کے لئے اسے گھڑا
ہو۔ ابن تیمیہ رح اور عسقلانی رح نے اس زیادتی
کو موضوع قرار دیا ہے۔ اگر یہ صحیح ہے۔ تو
اس کی تاویل یہ ہوگی۔ کہ اللہ تعالے کو
موجودات کے پیدا کرنے کے بعد جو قوت و
قدرت حاصل ہے۔ وہ باعتبار کمال ذاتی اور
بلحاظ کمال صفاتی اس میں کوئی تغیر نہیں ہوا جیسا
کہ اللہ تعالیٰ کا قول اس کی جانب اشارہ کرتا
ہے۔ ہم نے زمین و آسمان اور اس کے مابین
جتنی اشیاء ہیں انہیں چھ روز میں پیدا کیا
اور ہمیں تھکن نے ذرا بھی نہ چھوا۔ یعنی تھکن

وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ
اَيَّامٍ وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُغُوْبٍ اَيْ
نَصَبٍ وَلَا تَعَبٍ وَلَا كَلَالٍ وَلَا
مَلَالٍ اَوِ الْمَعْنٰى اِنَّ مَا عَدَاهُ
كَسَرَابٍ بِقِيْعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ
مَاءً اَوْ كَهَبَاءٍ نَظِيْرَةٍ هَوَاهُ فَلَيْسَ
لِلْمَوْجُوْدِ الْحَادِثِ بِحَسَبِ الْمَوْجُوْدِ
الْقَدِيْمِ حَقِيْقَةُ الْمَوْجُوْدِ فِي
نَظَرِ الْعَارِفِ اِذَا لْمَخْلُوْقَاتُ لَيْسَ
لَهُمْ وُجُوْدٌ مُسْتَقِلٌّ ذَاتًا وَصِفَةً
وَمِنْ هُنَا قَالَ قَائِلُهُمْ سِوٰى
اللهِ وَاللهِ مَا فِي الْوُجُوْدِ وَلَيْسَ
فِي الدَّارِ غَيْرَهُ دَيَّارٌ وَهُوَ فِي مَقَامِ
الْجَمْعِ وَيُشِيْرُ اِلَيْهِ قَوْلُهُ سُبْحَانَهُ
كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهُ وَقَوْلُهُ
عَلَيْهِ السَّلَامُ اَصْدَقُ كَلِمَةٍ
قَالَهَا الْعَرَبُ قَوْلُ لَبِيْدٍ ؎
اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللهَ بَاطِلٌ
وَاَمَّا مَنْ وَصَلَ اِلٰى مَقَامِ جَمْعِ

تکلیف اور غم وغیرہ نے، اور معنی اس کے یہ
ہوں گے، کہ اسے ایسے ہی سمجھا جیسا کہ کسی میدان
کا ریتا ہو، کہ پیاسا اسے پانی سمجھتا ہے، یا
اس مٹی کی طرح جسے ہوا اڑا دے۔ تو پس
اس موجود کے لئے جو حادث ہو، ایک
موجود قدیم کے مقابلہ پر عارف کی نظر میں
حقیقت وجود حاصل نہیں، کیونکہ مخلوقات
کے لئے کوئی مستقل وجود نہیں۔ نہ ذاتی
اعتبار سے نہ صفاتی لحاظ سے۔ اسی باعث
کہنے والے نے کہا ہے، خدا کی قسم اللہ کے
سوا کوئی شے موجود نہیں۔ اور اس گھر میں
اس کے علاوہ کوئی رہنے والا نہیں اسی
کی جانب اللہ تعالیٰ کا قول اشارہ کرتا ہے
"کہ ہر شے اس کے علاوہ ہلاک ہونے والی
ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے
اس قول کی تصدیق کی جسے لبید بن عامرؓ نے
بیان کیا تھا۔ ؎
خبردار اللہ کے علاوہ ہر شے باطل ہے اور جو اس
مقام جمع الجمع تک پہنچ گیا اسے یہ ظاہری کثرت

الجمع فلا تحجبہ الکثرۃ عن الوحدۃ	وحدت سے پردہ میں نہیں رکھ سکتی۔ اور نہ
ولا الوحدۃ عن الکثرۃ کما	وحدت کثرت سے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول
یشیر الیہ قولہ سبحانہ وما	اس کی جانب اشارہ کرتا ہے وہ جب آپ نے
رمیت اذ رمیت ولکن اللہ	کنکریاں ماریں تو آپ نے نہیں ماری تھیں بلکہ
رمی۔	اللہ نے ماری تھیں۔
۳۳۲۔ حدیث کان علیہ	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے ہوتے
السلام لا یجلس الیہ احد وھو	اور کوئی آپ کے پاس آکر بیٹھتا تو آپ نماز ہلکی
یصلی الا خفف صلوتہ ثم سألہ	فرما دیتے اور اس سے اس کی حاجت پوچھتے
عن حاجتہ فاذا فرغ عاد الی	جب اس کی حاجت سے فارغ ہو جاتے تو اپنی نماز
صلوتہ ذکرہ فی الشفاء قال	میں مشغول ہو جاتے قاضی عیاض نے اسے شفا میں ذکر
الجلال السیوطی فی تخریج	کیا ہے جلال الدین سیوطی تخریج الاحادیث میں
احادیثہ قال العراقی فی تخریج	فرماتے ہیں۔ عراقی نے تخریج الاحیاء میں تحریر کیا ہے
الاحیاء لم اجد لہ اصلا۔	میں نے اس کی کوئی اصل نہیں پائی۔
۳۳۳۔ حدیث الکریم اذا قدر	شریف وہ ہے جب قادر ہو تو معاف کردے
عفا اخرجہ البیہقی فی الشعب	بیہقی نے اسے شعب الایمان میں ابوہریرہ رضی سے
عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ	مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ اس
مرفوعا قال وفی سندہ متروک	کی سند میں راوی متروک ہے اور یہ موضوع ہونے
ویشبہ ان یکون موضوعا و	کے زیادہ قریب ہے۔ اگرچہ یہ حدیث زہاد وغیرہ
لکن مشھور بین الزھاد وغیرھم	میں بہت مشہور ہے۔ لیکن میں کوئی حکم لگانے سے

وَاَنَا اَبْرَأُ مِنْ عُهْدَتِهٖ يَعْنِيْ لَا اَقُوْلُ بِوَضْعِهٖ وَلَا بِثُبُوْتِهٖ ۔

بری ہوں، یعنی نہ تو میں اسے موضوع قرار دیتا ہوں اور نہ ثابت قرار دیتا ہوں۔

۴۳۴ - حَدِيْثُ كَفٰى بِالْمَرْءِ نُصْرَةً اَنْ يَرٰى عَدُوَّهٗ يَعْصِى اللّٰهَ قَالَ السُّيُوْطِيُّ هُوَ مِنْ كَلَامِ جَعْفَرِ الْاَحْمَرِ عَلٰى مَا رَوَاهُ الْخَرَائِطِيُّ فِيْ مَكَارِمِ الْاَخْلَاقِ ۔

آدمی کی مدد کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے دشمن کو اللہ کی نافرمانی کرتا دیکھے سیوطیؒ کہتے ہیں، یہ جعفر الاحمر کا قول ہے جیسا کہ خرائطیؒ نے مکارم الاخلاق میں بیان کیا ہے۔

۴۳۵ - حَدِيْثُ الْكَرِيْمُ حَبِيْبُ اللّٰهِ وَلَوْ كَانَ فَاسِقًا وَالْبَخِيْلُ عَدُوُّ اللّٰهِ وَلَوْ كَانَ رَاهِبًا لَا اَصْلَ لَهٗ بَلِ الْفِقْرَةُ الْاُوْلٰى مَوْضُوْعَةٌ لِمُعَارَضَتِهَا بِنَصِّ قَوْلِهٖ تَعَالٰى اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ وَالْفَاسِقُ اِمَّا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ اَوِ الْكَافِرِيْنَ ۔

کریم اللہ تعالیٰ کا دوست ہے چاہے فاسق ہو اور بخیل اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے چاہے راہب کیوں نہ ہو۔ اس کی کوئی اصل نہیں اور فقرہ اولیٰ موضوع ہے اس لئے کہ نص قرآنی کے خلاف ہے، "اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور اللہ ظالموں سے محبت نہیں کرتا"، فاسق یا ظالم ہوتا ہے یا کافر۔

۴۳۶ - حَدِيْثُ كُفَّ مِنَ الشَّرِّ يَكُفُّ الشَّرُّ عَنْكَ لَا يُعْرَفُ لَهٗ اَصْلٌ ۔

برائی سے روک تجھ سے بھی برائی روکی جائے گی۔ اس کی کوئی اصل معلوم نہیں۔

۴۳۷ - حَدِيْثُ الْكَلَامُ صِفَةُ

کلام متکلم کی صفت ہے۔ اس کی کوئی

الْمُتَكَلِّمِ لَيْسَ لَهُ أَصْلٌ وَمَعْنَاهُ	اصل نہیں ۔ اور معنی اس کے صحیح ہیں
صَحِيحٌ مُوَافِقٌ لِقَوْلِهِمْ كُلُّ إِنَاءٍ	اور لوگوں کے قول کے مطابق ہیں۔
يَتَرَشَّحُ بِمَا فِيهِ فَقَوْلُ ابْنِ	ہر برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا
الرَّبِيعِ لَيْسَ عَلَى إِطْلَاقِهِ لَيْسَ	ہے۔ ابن الربیع رح کہتے ہیں نہ یہ اپنے اطلاق پر
فِي مَحَلِّهِ وَاسْتِحْقَاقِهِ ۔	ہے نہ اپنے محل میں ۔
۳۳۸ ۔ حَدِيثُ الْكَلَامِ عَلَى	دستر خوان پر بات کرنا سخاوی کہتے ہیں میں اس
الْمَائِدَةِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا أَعْلَمُ	بارے میں نہ تو کوئی ممانعت اور نہ کوئی مثبت
فِيهِ شَيْئًا نَفْيًا وَلَا إِثْبَاتًا يَعْنِي	روایت جانتا ہوں ۔ یعنی نہ وہ حدیث جانتا
مَا يَدُلُّ عَلَى نَفْيِ هٰذَا الْحَدِيثِ	ہوں جو اس کی نفی پر دلالت کرے اور نہ وہ حدیث
وَلَا عَلَى إِثْبَاتِهِ وَإِلَّا فَقَدْ ثَبَتَ	جانتا ہوں جو اس کے اثبات پر دلالت کرے
كَلَامُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَالَ أَكْلِهِ	ویسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانے کے دوران
فِي كَثِيرٍ مِنَ الْأَحَادِيثِ مِنْهَا	گفتگو کرنا اکثر احادیث سے ثابت ہے ، مثلاً
حَدِيثُ سَمِّ اللهَ وَكُلْ بِيَمِينِكَ	یہ حدیث " اللہ کا نام لے " اور یہ حدیث " دائیں
مِمَّا يَلِيكَ ۔	ہاتھ سے کھاؤ ، جو تمہارے قریب ہو "
۳۳۹ حَدِيثُ كُلُّ أَحَدٍ	ہر شخص کا قول لیا جاتا اور رد کر دیا جاتا
يُؤْخَذُ مِنْ قَوْلِهِ وَيُرَدُّ إِلَّا صَاحِبَ	ہے ، مگر اس قبر والے کا ۔ یہ امام مالک رح کا قول
هٰذَا الْقَبْرِ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَ	ہے ۔ اور صاحب قبر سے مراد نبی کریم صلی
أَرَادَ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَذٰلِكَ	اللہ علیہ وسلم ہیں ۔ کیونکہ آپ خطا سے
لِكَوْنِهِ مَعْصُومًا مِنَ الْخَطَإِ لِأَنَّهُ	پاک ہیں ، اور آپ اپنی جانب سے کچھ نہیں

ما ينطق عن الهوى وكذا الحكم سائر الانبياء وفي الطبراني من حديث ابن عباس رفعه بلفظ ما من احد الا يوخذ من قوله ويدفع واورده الغزالي في الاحياء بمعناه وقال لا يوخذ من علمه ويترك الا رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال السيوطي رواه عبد الله بن احمد في زوائد الزهد من طريق عكرمة عن ابن عباس رضي الله عنهما قال ما احد من الناس الا يوخذ من قوله ويدع غير النبي عليه السلام انتهى ولكن ينبغي ان يكون الرواية يوخذ ويدع او نأخذ وندع۔

فرماتے۔ اسی طرح دیگر انبیاء۔ طبرانی میں ابن عباسؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ کوئی شخص ایسا نہیں جس کا کوئی قول لیا جاتا ہو، اور رد نہ کیا جاتا ہو۔ اور غزالیؒ نے احیاء میں اس کے معنی ذکر کئے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں جس سے علم کی بات لی جاتی ہے۔ اسے چھوڑا بھی جاتا ہے۔ سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سیوطیؒ کہتے ہیں۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل نے زوائد الزہد میں عکرمہ کے ذریعہ ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے۔ لوگوں میں سے کوئی شخص ایسا نہیں جس کا قول لیا جاتا ہو۔ اور چھوڑا نہ جاتا ہو۔ سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔ لیکن روایت اسی لائق ہوتی ہے۔ کہ لی بھی جائے اور چھوڑی بھی جائے، یا ہم روایت لیتے بھی ہیں، اور چھوڑتے بھی ہیں۔

۴۳ - حديث كل الاعمال فيها المقبول والمردود الا الصلاة علي فانها مقبولة غير مردودة

تمام اعمال مقبول بھی ہوتے ہیں اور مردود بھی، سوائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے۔ کیونکہ وہ صرف مقبول ہوتا

مَرَّ الْكَلَامُ عَلَيْهِ فِي حَرْفِ الصَّادِ	ہے، مردود نہیں ہوتا۔ اس پر کلام حرف
مِنْ حَدِيثِ الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ	صاد میں الصلوة علی النبی لا ترد والی حدیث
لَا تُرَدُّ وَقَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ هُنَا أَنَّهُ	میں گذر چکا، امام عسقلانی رح فرماتے ہیں، یہ
ضَعِيفٌ جِدًّا لَكِنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ مِنَ	بے انتہا ضعیف ہے۔ کیونکہ کسی محدث نے
الْمُخَرِّجِينَ أَحَدٌ وَلَا أَظْهَرَ لَهُ	اسے ذکر نہیں کیا۔ اور نہ اس کی کوئی معتمد
سَنَدًا مُعْتَمَدًا ۔	سند نظر آئی ۔
۳۴۱ - حَدِيثُ كُلُّ إِنَاءٍ بِمَا فِيهِ يَطْفَحُ لَيْسَ بِحَدِيثٍ وَمَعْنَاهُ يَفِيضُ وَيَسِيلُ وَفِي الْمَشْهُورِ كُلُّ إِنَاءٍ يَتَرَشَّحُ بِمَا فِيهِ ۔	جو کچھ برتن میں ہوتا ہے وہی بہتا ہے یہ حدیث نہیں ہے۔ اور یطفح کے معنی لیسیل کے آئے، اور اس بارے میں مشہور قول ہے کہ جو کچھ برتن میں ہوتا ہے وہی چھلکتا ہے ۔
۳۴۲ - حَدِيثُ كُلُّ بَنِي آدَمَ يَنْتَمُونَ إِلَى عَصَبَةِ أَبِيهِمْ إِلَّا وَلَدَ فَاطِمَةَ فَإِنِّي أَنَا أَبُوهُمْ وَعَصَبَتُهُمْ قَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي الْعِلَلِ الْمُتَنَاهِيَةِ لَا يَصِحُّ وَيُرَدُّ عَلَيْهِ أَنَّهُ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ عَنْ فَاطِمَةَ وَلَكِنْ أَخْرَجَهُ أَبُو يَعْلَى وَسَنَدُهُ ضَعِيفٌ وَالْحَدِيثُ مُرْسَلٌ وَلَهُ شَاهِدٌ	تمام بنی آدم اپنے باپ کے قبیلہ کی جانب منسوب ہوتے ہیں، سوائے فاطمہ رض کی اولاد کے کیونکہ میں ہی ان کا باپ اور قبیلہ ہوں، ابن الجوزی رح علل المتناسبہ میں لکھتے ہیں۔ کہ یہ صحیح نہیں۔ اور ان پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اسے طبرانی رح نے کبیر میں فاطمہ رض سے روایت کیا ہے اسی طرح ابو یعلی رح نے بھی۔ لیکن اس کی سند ضعیف ہے اور حدیث مرسل ہے اور طبرانی رح میں اس کا ایک شاہد بھی

عِنْدَ الطَّبَرَانِیِّ وَغَایَتُہٗ اَنَّہٗ حَدِیْثٌ ضَعِیْفٌ لَا مَوْضُوْعٌ۔ موجود ہے۔ مقصد یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے، موضوع نہیں۔

فائدہ: اولادِ فاطمہؓ جیسے حضور کی جانب منسوب ہوتی ہے ویسے ہی علی کی جانب بھی تو اس میں تخصیص باقی نہیں رہی۔ ہاں یہ خصوصیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں ضرور پائی جاتی ہے۔ اور وہاں باپ کی نسبت کا سوال بھی نہیں۔ اور رہا یہ امر کہ ماں اور باپ دونوں کی جانب نسبت ہونا تو ایسے تاریخ میں بہت سے لوگ ثابت ہیں کہ جن کی نسبت باپ کی بجائے ماں کی جانب تھی جیسا کہ اسمعیل بن علیہ وغیرہ۔

۳۴۳۔ حَدِیْثُ کُلِّ اثْنَیْنِ لَا بُدَّ لَہٗ مِنْ ثَالِثٍ غَیْرُ مَعْرُوْفٍ وَکَذَا قَوْلُ بَعْضِہِمُ الشَّیْئُ لَا یُثَنّٰی اِلَّا وَقَدْ یُثَلَّثُ لَا اَصْلَ لَہٗ۔ ہر دو سے کے لئے تیسرے کا وجود ضروری ہے یہ مشہور نہیں ایسے ہی بعض شعراء کا کلام ہے۔ ع۔ جب کوئی شے دو ہوتی ہے۔ تو تین ضرور ہو جاتی ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔

۳۴۴۔ حَدِیْثُ کُلَّ عَامٍ تُرْذَلُوْنَ بِصِیْغَۃِ الْمَجْہُوْلِ وَالْاَرْذَلُ مِنْ کُلِّ شَیْئٍ اَرْدَئُہٗ وَمِنْہُ قَوْلُہٗ سُبْحَانَہٗ وَمِنْکُمْ مَنْ یُّرَدُّ اِلٰٓی اَرْذَلِ الْعُمُرِ قَالَ الزَّرْکَشِیُّ ہُوَ مِنْ کَلَامِ الْحَسَنِ الْبَصْرِیِّ وَفِیْ مَعْنَاہُ اَلْحَدِیْثُ الصَّحِیْحُ فِی الْبُخَارِیِّ عَنْ اَنَسٍؓ تم ہر سال کم کئے جاتے ہو۔ ہر شے میں ارذل اس کے کم ہونے کو بولتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "تم میں سے وہ لوگ بھی ہیں، جو ارذلِ عمر کی جانب لوٹائے جاتے ہیں" یعنی بڑھاپے کی طرف۔ زرکشیؒ کہتے یہ حسن بصریؒ کا قول ہے۔ اور اس معنیٰ میں حدیث صحیح بخاری میں انسؓ سے مرفوعاً مروی ہے۔ میری امت پر کوئی زمانہ ایسا نہ آئے گا۔ کہ اس کے بعد اس سے

مَرْفُوعًا لَا يَأْتِي عَلَى أُمَّتِي زَمَانٌ إِلَّا الَّذِي بَعْدَهُ شَرٌّ مِنْهُ رَوَى فِي الْكَبِيرِ الطَّبْرَانِيُّ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ مَرْفُوعًا مَا مِنْ عَامٍ إِلَّا يَنْتَقِصُ الْخَيْرُ فِيهِ وَيَزِيدُ الشَّرُّ وَأَخْرَجَ الطَّبْرَانِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ مَا مِنْ عَامٍ إِلَّا وَيُحْدِثُ النَّاسُ بِدْعَةً وَيُمِيتُونَ سُنَّةً حَتّٰى تَمَاتَ السُّنَنُ وَتَحْيَى الْبِدَعُ وَتَمَاتُ لُغَةً فِي تَمُوتُ وَبِهِمَا قُرِئَ فِي السَّبْعَةِ مُتُّمْ وَمِتُّ وَمِتْنَا بِكَسْرِ الْمِيمِ وَضَمِّهَا وَفِي الْجَامِعِ الصَّغِيرِ مَا مِنْ عَامٍ إِلَّا الَّذِي بَعْدَهُ شَرٌّ مِنْهُ حَتّٰى تَلْقَوْا رَبَّكُمْ أَخْرَجَهُ الطَّبْرَانِيُّ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَرْفُوعًا وَرَوَى أَحْمَدُ وَالْبُخَارِيُّ وَالنَّسَائِيُّ عَنْ أَنَسٍ رض مَرْفُوعًا بِلَفْظِ لَا يَأْتِي عَلَيْكُمْ

زیادہ شرارت ہو گی۔ طبرانی ؒ نے کبیر میں ابوالدرداء سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ کہ کوئی سال ایسا نہیں جس میں خیر کم نہ ہو۔ اور شرارت زیادہ نہ ہو۔ طبرانی ؒ نے ابن عباس رض سے روایت کیا ہے۔ کہ کوئی سال ایسا نہیں کہ جس میں لوگ بدعت ایجاد نہ کرتے ہوں۔ اور سنت کو مردہ نہ کرتے ہوں حتیٰ کہ سنتیں مر جائیں گی۔ اور بدعتیں زندہ ہو جائیں گی۔ اور تمات لغت میں تموت کے معنی میں آتا ہے۔ سبعہ میں بھی دونوں طریقہ پر پڑھا جاتا ہے۔ مت ومتنا میم کے زیر اور پیش کے ساتھ۔ جامع صغیر میں ہے کوئی سال ایسا نہیں کہ اس کے بعد اس سے زیادہ شرارت نہ ہو حتیٰ کہ تم خدا سے ملو۔ طبرانی نے انس رض سے مرفوعاً۔ احمد، بخاری ؒ اور نسائی ؒ نے انس رض سے مرفوعاً ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ تم پر کوئی سال اور کوئی روز ایسا نہ آئے گا۔ کہ اس کے بعد اس سے زیادہ شر نہ ہو۔ حتیٰ کہ تم خدا سے ملو گے۔ اسی طرح ابن مسعود رض سے بھی ان کا قول

عَامٍ وَلَا يَوْمٍ إِلَّا وَالَّذِي بَعْدَهُ
شَرٌّ مِنْهُ حَتَّى تَلْقَوْا رَبَّكُمْ وَرُوِيَ
نَحْوُ ذٰلِكَ مِنْ قَوْلِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ وَلَا أَعْنِي
أَمْرًا خَيْرًا مِنْ أَمْرٍ وَلَا عَامًا خَيْرًا
مِنْ عَامٍ وَلٰكِنْ عُلَمَاؤُكُمْ وَفُقَهَاؤُكُمْ
يَذْهَبُوْنَ ثُمَّ لَا تَجِدُوْنَ مِنْهُمْ
خَلَفًا وَيَجِيْءُ قَوْمٌ يُفْتُوْنَ بِرَأْيِهِمْ
وَفِيْ لَفْظٍ وَمَا ذٰلِكَ بِكَثْرَةِ الْأَمْطَارِ
وَقِلَّتِهَا وَلٰكِنْ بِذَهَابِ الْعُلَمَاءِ
وَبِمَحَلِّهٖ فَسَّرَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ
عَنْهُمَا قَوْلَهٗ تَعَالٰى أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا
نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا
حَيْثُ قَالَ مَوْتُ عُلَمَائِهَا وَ
فُقَهَائِهَا وَعَنْ أَبِيْ جَعْفَرٍ مَوْتُ
عَالِمٍ أَحَبُّ إِلَى إِبْلِيْسَ مِنْ مَوْتِ
سَبْعِيْنَ عَابِدًا وَيُقَوِّيْهِ لَمَوْتُ
قَبِيْلَةٍ أَيْسَرُ مِنْ مَوْتِ عَالِمٍ
رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ وَابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ

روایت کیا گیا ہے۔ میں کسی کام میں سے
بھی کسی بھلے کام کی امید نہیں رکھتا اور نہ
اس بات کی کہ ایک سال دوسرے سے
بہتر ہو۔ لیکن تمہارے علماء اور فقہاء چلے جائیں گے
پھر تم ان کا قائم مقام نہ پاؤ گے۔ اور ایک
قوم ایسی آئے گی جو اپنی رائے سے فتوی دیگی
اور ایک روایت میں ہے۔ بارشوں کی کثرت
وقلت کیا ہے۔ یعنی علماء کا چلا جانا یعنی اصل
میں قلت یہ ہے۔ اور اسی طرح عبداللہؓ
بن عباس نے قرآن کی اس آیت "کیا یہ نہیں
دیکھتے کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے کم
کرتے رہتے ہیں،، یہ تفسیر کی ہے۔ یہ کم کرنا زمین
کے علماء اور فقہاء کی موت ہے۔ ابو جعفرؒ کا
قول ہے ایک عالم کی موت شیطان کو ستر عابدوں
کی موت سے زیادہ محبوب ہوتی ہے۔ اس کی
تائید ایک حدیث بھی کرتی ہے۔ ایک قبیلہ کا مر جانا
ایک عالم کے مر جانے سے زیادہ آسان ہے۔ اسے
طبرانیؒ اور ابن عبدالبرؒ نے ابوالدرداءؓ سے
روایت کیا ہے۔ اس کی تائید یہ حدیث بھی کرتی

مِنْ حَدِيْثِ اَبِي الدَّرْدَاءِ وَلَفْظُهُ حَدِيْثٌ فَقِيْهٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ قُلْتُ وَعِنْدِيْ اَنَّ ذٰلِكَ يَقْتَضِيْ الْبُعْدَ عَنْ زَمَانِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِنَّهُ كَمِثْلِ النُّوْرِ فِيْ عَالَمِ الظُّهُوْرِ وَيُقَوِّيْهِ حَدِيْثُ خَيْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ۔

ہے، ایک فقیہ شیطان کے لئے ایک ہزار عابدوں سے زیادہ سخت ہوتا ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں میرے نزدیک یہ چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے بعد کی بنا پر ہے، کیونکہ آپ تو عالم ظاہر میں نور کی مشعل تھے۔ اور اس کی تائید یہ حدیث بھی کرتی ہے، سب سے بہتر زمانہ میرا زمانہ ہے، پھر جو اس سے قریب ہو (یعنی صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کا زمانہ)۔

۳۴۵۔ حَدِيْثُ كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ اِلَّا بِدْعَةً فِيْ عِبَادَةٍ فِيْ سَنَدِهٖ كَذَّابٌ وَمُتَّهَمٌ ۔

ہر بدعت گمراہی ہے سوائے عبادت میں بدعت کے۔ اس کی سند میں کذاب اور متہم ہے۔

۳۴۶۔ حَدِيْثُ كُلُّ مَمْنُوْعٍ حُلْوٌ لَيْسَ بِحَدِيْثٍ وَيَدُلُّ عَلٰى صِحَّةِ مَعْنَاهُ مَا ابْتُلِيَ اٰدَمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ ۔

ہر ممنوع شئے میٹھی ہوتی ہے یہ حدیث نہیں، ہاں اس کی صحت معنی پر آدم علیہ السلام کا امتحان دلالت کرتا ہے، "اس درخت کے قریب نہ جانا"۔

۳۴۷۔ حَدِيْثُ كُنْتُ نَبِيًّا وَاٰدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ قَالَ

میں نبی تھا اور آدم پانی اور مٹی میں تھے سخاوی کہتے ہیں: میں اس حدیث کے ان الفاظ

السخاوي لم اقف عليه بهذا
اللفظ فضلا عن زيادة وكنت
نبيا فلا آدم ولا ماء ولا طين
وقال العسقلاني في بعض
اجوبته ان الزيادة ضعيفة
وما قبلها قوي وقال الزركشي
لا اصل له بهذا اللفظ ولكن
في الترمذي متى كنت نبيا
قال وآدم بين الروح والجسد
وفي صحيح ابن حبان والحاكم
عن العرباض بن سارية اني
عند الله لمكتوب خاتم
النبيين وان آدم لمنجدل
في طينه قال السيوطي وزاد
العوام ولا آدم ولا ماء ولا
طين ولا اصل له ايضا يعني
بحسب مبناه والا فهو صحيح
باعتبار معناه لما تقدم ومجيئه
كنت اول النبيين في الخلق

کے ساتھ واقف نہیں، کجا کہ اس میں یہ زیادتی کر
نہ آدم تھے نہ پانی اور نہ مٹی، عسقلانی رح اپنے بعض
جوابوں میں فرماتے ہیں یہ زیادتی ضعیف ہے
اور روایت ماقبل قوی ہے۔ زرکشی رح کہتے ہیں
ان الفاظ کے ساتھ اس کی کوئی اصل نہیں۔
لیکن ترمذی میں یہ موجود ہے کہ آپ سے کسی
نے دریافت کیا کہ آپ نبی کب ہوئے، آپ
نے فرمایا جب آدم روح اور جسد کے درمیان
تھے (یعنی جب آدم کا مجسمہ تیار ہو چکا تھا اور
ابھی روح نہ ڈالی گئی تھی) ابن حبان نے اپنی
صحیح میں اور حاکم نے عرباض رض بن ساریہ سے روایت
کیا ہے کہ میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین لکھا جا
چکا تھا جب کہ آدم اپنی مٹی میں پڑے ہوئے تھے
سیوطی رح کہتے ہیں عوام نے اس میں یہ زیادتی کر ڈالی
کہ نہ آدم تھے، نہ پانی اور نہ مٹی۔ اس کی باعتبار
الفاظ کوئی اصل نہیں، ورنہ یہ باعتبار معنی صحیح
ہے جیسا کہ گذر چکا۔ اور اس حدیث کی بنا پر
میں خلقت میں اول النبیین تھا (یعنی سب سے پہلے
میرے لئے نبوت لکھی گئی اور بعثت کے لحاظ سے میں

وَاٰخِرُهُمْ فِي الْبَعْثِ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ فِيْ تَفْسِيْرِهٖ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الدَّلَائِلِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَمَا ذَكَرَهُ السُّيُوْطِيُّ وَلَهٗ شَاهِدٌ مِنْ حَدِيْثِ مَيْسَرَةَ الْفَخْرِ بِلَفْظِ كُنْتُ نَبِيًّا وَاٰدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ اَخْرَجَهٗ اَحْمَدُ وَالْبُخَارِيُّ فِيْ تَارِيْخِهٖ وَصَحَّحَهُ الْحَاكِمُ۔

آخری نبی ہوں۔ اسے ابن ابی حاتم رح نے دلائل النبوۃ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ جیسا کہ سیوطی رح کہتے ہیں اس کے لئے میسرہ کی روایت شاہد ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں کہ میں نبی تھا اور آدم جسد اور روح کے درمیان تھے۔ اسے امام احمد رح اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں روایت کیا ہے۔ اور حاکم رح نے اس کی تصحیح کی ہے۔

۲۴۸۔ حَدِيْثُ كُنْتُ كَنْزًا لَا اُعْرَفُ فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ خَلْقًا فَعَرَّفْتُهُمْ بِيْ فَعَرَفُوْنِيْ قَالَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ لَيْسَ مِنْ كَلَامِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَا يُعْرَفُ لَهٗ سَنَدٌ صَحِيْحٌ وَلَا ضَعِيْفٌ وَتَبِعَهُ الزَّرْكَشِيُّ وَالْعَسْقَلَانِيُّ لٰكِنْ مَعْنَاهُ صَحِيْحٌ مُسْتَفَادٌ مِنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ

میں ایک ایسا خزانہ تھا جو پہچانا نہ جاتا تھا میں نے یہ پسند کیا کہ پہچانا جاؤں۔ تو میں نے مخلوق پیدا کی۔ اور انہیں اپنے آپ کو پہنچوایا تو انہوں نے مجھے پہچان لیا۔ ابن تیمیہ رح فرماتے ہیں۔ یہ حضور کا کلام نہیں اور نہ اس کی کوئی سند صحیح ہے۔ اور نہ ضعیف۔ زرکشی رح اور عسقلانی رح نے بھی ان کی متابعت کی ہے لیکن معنی صحیح ہیں۔ اور خدا کے اس قول سے مستفاد ہیں۔ میں نے جنات اور انسانوں کو اسی لئے پیدا کیا ہے۔ تاکہ وہ میری عبادت کریں۔ یعنی

اَیْ لِيَعْرِفُوْنِ كَمَا فَسَّرَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا۔

مجھے پہچان لیں۔ جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کی تفسیر کی ہے۔

۳۴۹۔ حَدِيْثُ كُنْ ذَنَبًا وَلَا تَكُنْ رَأْسًا هُوَ مِنْ كَلَامِ ابْنِ اَدْهَمَ وَزَادَ فَاِنَّ الرَّأْسَ يَهْلِكُ وَالذَّنَبُ يَسْلَمُ وَيَقْرُبُ مِنْ مَعْنَاهُ قَوْلُ بَعْضِهِمْ كُنْ وَسَطًا وَامْشِ جَانِبًا۔

دُم ہو جا لیکن سر نہ ہو۔ یہ ابن ادہم کا کلام ہے۔ اور یہ بھی زیادہ کیا ہے۔ کہ سر ہلاک ہوتا ہے۔ اور دُم محفوظ رہتی ہے۔ اور بعض لوگوں کا یہ قول اس معنی کے زیادہ قریب ہے۔ درمیانہ ہو جا اور ایک جانب چل۔

۳۵۰۔ حَدِيْثُ كُنْ مِنْ خِيَارِ النِّسَاءِ عَلٰى حَذَرٍ لَيْسَ بِحَدِيْثٍ وَاِنَّمَا اَخْرَجَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ اَحْمَدَ فِيْ زَوَائِدِ الزُّهْدِ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ يَا بُنَيَّ اسْتَعِذْ بِاللهِ مِنْ شِرَارِ النِّسَاءِ وَكُنْ مِنْ خِيَارِهِنَّ عَلٰى حَذَرٍ فَاِنَّهُنَّ لَا يُسَارِعْنَ اِلٰى خَيْرٍ بَلْ هُنَّ اِلَى الشَّرِّ اَسْرَعُ وَفِي التَّذْكِرَةِ عَنْ عَلِيٍّ اَنَّهُ قَالَ فِيْ اٰخِرِ كَلَامٍ لَهُ طَوِيْلٍ فِي النِّسَاءِ

بہترین عورتوں سے خوف پر ہو جا۔ یہ حدیث نہیں۔ اسے عبداللہ رح بن احمد نے زوائد الزہد میں اسمٰعیل رح بن عبید سے روایت کیا ہے۔ کہ حضرت لقمان ؑ نے اپنے بیٹے سے فرمایا۔ تو بری عورتوں سے اللہ کی پناہ مانگ اور اچھی عورتوں سے بھی بچتا رہ۔ کیونکہ بھلائی کی طرف نہیں جاتیں اور برائی کی جانب جلد دوڑتی ہیں تذکرہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ انہوں نے وفات کے وقت عورتوں کے بارے میں لمبا کلام فرمایا۔ شریر عورتوں سے

اِسْتَعِيْذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ شِرَارِهِنَّ	عورتوں سے اللہ کی پناہ مانگو اور بہتر عورتوں
وَكُوْنُوْا عَلٰى حَذَرٍ مِنْ خِيَارِهِنَّ.	سے ڈرتے رہو۔

حَرْفُ اللَّامِ!

۳۵۱۔ حَدِيْثُ لُبْسِ الْخِرْقَةِ	صوفیاء کا خرقہ پہنو۔ اور حسن بصریؒ نے
لِلصُّوْفِيَّةِ وَكَوْنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ	اس خرقہ کو حضرت علیؓ سے پہنا۔ ابن دحیہؒ
لَبِسَهَا مِنْ عَلِيٍّ قَالَ ابْنُ دِحْيَةَ	اور ابن الصلاح فرماتے ہیں یہ باطل ہے اور
وَابْنُ الصَّلَاحِ اَنَّهُ بَاطِلٌ وَكَذَا	اسی طرح امام عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ اس کی
قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ اَنَّهُ لَيْسَ فِيْ	سندات میں کوئی بھی سند ایسی نہیں۔ جو
شَيْءٍ مِنْ طُرُقِهَا مَا يَثْبُتُ وَلَمْ	ثابت ہو اور اس مضمون پر کوئی حدیث جو
يَرِدْ فِيْ خَبَرٍ صَحِيْحٍ وَلَا حَسَنٍ وَلَا	صحیح، حسن یا ضعیف ہو۔ موجود نہیں۔ کہ نبی
ضَعِيْفٍ اَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ	کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی صحابی کو خرقہ اس
اَلْبَسَ الْخِرْقَةَ عَلَى الصُّوْرَةِ	شکل میں پہنایا ہو جو صوفیاء میں متعارف ہے
الْمُتَعَارَفَةِ بَيْنَ الصُّوْفِيَّةِ لِاَحَدٍ	اور نہ کسی صحابی کو اس فعل کا حکم دیا۔ اور جو اس
مِنَ الصَّحَابَةِ وَلَا اَمَرَ اَحَدًا مِنْ	بارے میں روایتیں بیان کی جاتی ہیں۔ وہ سب
اَصْحَابِهٖ بِفِعْلِ ذٰلِكَ وَكُلُّ مَا	باطل ہیں۔ پھر حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔ کہ ان
يُرْوٰى مِنْ ذٰلِكَ صَرِيْحًا فَبَاطِلٌ	تہمت لگانے والوں کے جھوٹ میں یہ بات
قَالَ ثُمَّ اِنَّ مِنَ الْكَذِبِ الْمُفْتَرٰى	بھی موجود ہے کہ حضرت علیؓ نے یہ خرقہ حسن
قَوْلُ مَنْ قَالَ اِنَّ عَلِيًّا اَلْبَسَ	بصری کو پہنایا۔ حسن بصری ائمہ حدیث میں

الخرقة للحسن البصري فان
ائمة الحديث لم يثبتوا للحسن
من علي سماعا فضلا عن ان
يلبسه الخرقة قال السخاوي و
لم ينفرد بذلك شيخنا بل
سبقه اليه جماعة حتى من لبسها
والبسها كالدمياطي والذهبي
وابن حبان والعلائي والعراقي
وابن الملقن والبرهان الحلبي
وغيرهم يعني تشبيها بالقوم
وتبركا بطريقتهم اذ ورد
لبسهم لها مع الصحبة المتصلة
الى كميل بن زياد وهو صحب
عليا كرم الله وجهه اتفاقا و
في بعض الطرق ايضا اتصالها
باويس القرني وهو قال اجتمع
بعمر وعلي رضي الله عنهما
قلت وكذا النسبة التلقين
المتعارف بين الصوفية لا

شمار ہوتے ہیں، لیکن تمام محدثین اس بات پر متفق
ہیں کہ حسن بصری کو حضرت علیؓ سے سماع حاصل
نہیں (یعنی حسن بصری نے حضرت علیؓ سے کوئی
روایت نہیں سنی. کجا کہ حضرت علیؓ کا ان کو خرقہ
پہنانا) سخاوی کہتے ہیں، اس میں ہمارے شیخ ہی
منفرد نہیں، بلکہ ایک جماعت نے اس پر عمل
کیا ہے، کہ خود پہنا بھی ہے، اور دوسروں کو پہنایا
بھی ہے. جیسے دمیاطیؒ. ذہبیؒ، ابن حبانؒ، علائیؒ
عراقیؒ، ابن الملقنؒ اور برہانؒ الحلبی وغیرہ ایک
قوم کی مشابہت اور ان کے طریقہ کو متبرک
سمجھتے ہوئے، کیونکہ انہیں جو صحبت متصلہ سے
حصہ ملا ہے، کمیلؒ بن زیاد کے واسطے سے اور
وہ حضرت علیؓ کے ساتھ رہے، اور بعض سندات
میں خرقہ کا تعلق اویسؒ قرنی سے کیا جاتا ہے، کہ
اویسؒ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کے ساتھ
جمع ہوئے. ملا علیؒ قاری فرماتے ہیں ایسے ہی
صوفیاء میں جو تلقین کی نسبت پائی جاتی ہے
اس کی بھی کوئی اصل نہیں. ایسے ہی مصافحہ
کی نسبت جیسے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

أصل له ولكن انتسابه المصافحة
المتصلة إلى النبي عليه السلام
ليس له أصل عند العلماء
الأعلام وكذا نسبة الخرقة
إلى أويس وأنه عليه السلام
أوصى بخرقته لأويس وأن
عمر وعليا سلماها إليه وأنها
وصلت إليهم منه وهلم جرا
تغير روايات ولو ذكره بعض
المشائخ فالمدار على طريق
الصحبة ومتابعة الكتاب و
السنة ومجانبة الهوى ومفارقة
الهدى والعاقبة للتقوى +

٢٥٢ - حديث لدوا للموت
وابنوا للخراب قال الإمام
أحمد وهو ما يدور في الأسواق
ولا أصل له ولكن رواه البيهقي
في الشعب من حديث أبي
هريرة مرفوعا أن ملكا بباب

تک پہنچاتے ہیں۔ اس کی بھی کوئی اصل نہیں
اسی طرح خرقہ کی اویس رح کی جانب نسبت
کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اویس کے
لئے اپنے خرقہ کی وصیت کی۔ اور حضرت
عمر رضی اللہ عنہ و حضرت علی رضی اللہ عنہ
نے ان کے سپرد کیا۔ اور وہ اویسؒ کے
ذریعہ ان صوفیا تک پہنچا۔ اور اسی طرح
چلتا رہا۔ اگرچہ اس کا بعض مشائخ نے
ذکر کیا ہے لیکن دارومدار طریق صحبت
کتاب اللہ اور سنت رسول کی متابعت
خواہشات سے احتراز اور ہدایت
پر چلنے میں ہے۔ اور عاقبت اصحاب
تقوی کے لئے ہے +

موت کے قریب ہو اور خراب کو بناؤ
امام احمدؒ کہتے ہیں یہ بازاروں میں چلتی ہے
اس کی کوئی اصل نہیں، لیکن بیہقی رح نے شعب
میں ابوہریرہ رض سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔
کہ آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازے
پر ایک فرشتہ ہے۔ جو یہ کہتا ہے۔ اور بیہقی رح

مِنَ الْحِجَابِ السَّمَاءِ يَقُوْلُ ذٰلِكَ
وَهُوَ عِنْدَ الْبَيْهَقِيِّ مِنْ حَدِيْثِ
ابْنِ الزُّبَيْرِ مَرْفُوْعًا بِمَعْنَاهُ بِسَنَدٍ
فِيْهِ ضَعِيْفَانِ وَمَجْهُوْلٌ وَعِنْدَ
اَبِيْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ مِنْ حَدِيْثِ
اَبِيْ ذَرٍّ مَوْقُوْفًا وَمُنْقَطِعًا
هٰذَا خُلَاصَةُ مَا ذَكَرَهُ السَّخَاوِيُّ
وَزَادَ السُّيُوْطِيُّ وَرَوَاهُ اَحْمَدُ
فِي الزُّهْدِ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ
قَالَ قَالَ عِيْسٰى ذَنْ كَرَهُ ۔

میں ابن الزبیر رضؓ سے بھی اس معنی کی ایک
حدیث موجود ہے، لیکن اس کی سند میں
دو راوی ضعیف اور ایک مجہول ہے اور
ابو نعیم نے حلیہ میں ابو ذرؓ سے اس حدیث
کو موقوفاً و منقطعاً روایت کیا ہے۔ یہ
تمام کا تمام سخاوی رح کا قول ہے۔ لیکن
سیوطی رح نے اس میں یہ اضافہ کیا ہے۔ کہ
امام احمدؒ نے زہد میں عبدالواحدؒ سے
روایت کیا ہے۔ کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام
نے یہ فرمایا تھا۔

٣٥٢ - حَدِيْثُ لِسَانُ اَهْلِ
الْجَنَّةِ الْعَرَبِيَّةُ وَالْفَارِسِيَّةُ
الدَّرِّيَّةُ اَوْرَدَهُ صَاحِبُ الْكَافِيْ
وَعَنِ الدَّيْلَمِيِّ اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ اَمْرًا
فِيْهِ لِيْنٌ اَوْحَى اللّٰهُ بِهِ اِلَى الْمَلٰئِكَةِ
الْمُقَرَّبِيْنَ بِالْفَارِسِيَّةِ الدَّرِّيَّةِ
وَكِلَاهُمَا مَوْضُوْعٌ فَاِنَّهُ مُعَارِضٌ
بِمَا فِيْ حَدِيْثٍ صَحِيْحٍ مَرْفُوْعٍ
اَحِبُّوا الْعَرَبَ لِثَلَاثٍ فَاِنِّيْ عَرَبِيٌّ

اہل جنت کی زبان عربی اور عمدہ فارسی
ہو گی۔ اسے صاحب کافی نے نقل کیا ہے دیلمیؒ
کی روایت ہے، جب اللہ تعالیٰ کسی کام میں نرمی
کا ارادہ فرماتے ہیں۔ تو اپنے مقرب فرشتوں
کے پاس عمدہ فارسی میں وحی فرماتے ہیں
اور یہ دونوں موضوع ہیں۔ اور حدیث صحیح
مرفوع کے مخالف بھی ہیں۔ کہ عرب سے تین
باتوں کی بنا پر محبت کرو۔ اول یہ کہ میں بھی
عربی ہوں اور اہل جنت کی زبان بھی عربی

وَكَلَامُ اللهِ عَرَبِيٌّ وَلِسَانُ اَهْلِ
الْجَنَّةِ عَرَبِيٌّ وَقَدِ اعْتَنٰى بِضَبْطِهِ
الْمَوْلٰى ابْنُ كَمَالِ بَاشَا فِي حَاشِيَتِهٖ
عَلَى التَّلْوِيْحِ قَالَ الْاِصْفَهَانِيُّ
الدَّرِّيَّةُ اَيْ بِفَتْحِ الدَّالِ وَكَسْرِ
الرَّاءِ الْمُخَفَّفَةِ لُغَةٌ مِّنْ الْمَدَائِنِ
وَبِهَا كَانَ يَتَكَلَّمُ مِنْ بَابِ الْمَلِكِ
فَهُوَ مَنْسُوْبَةٌ اِلٰى حَاضِرَةِ الْبَابِ
اِنْتَهٰى ثُمَّ قَالَ الْمَوْلٰى وَمَنْ
وَهِمَ اَنَّهَا مَنْسُوْبَةٌ اِلَى الْبَابِ
نَفْسِهٖ يَعْنِيْ بِاللُّغَةِ الْفَارِسِيَّةِ
فَاِنَّ الْبَابَ مَعْنَاهُ دَرْ فَقَدْ
وَهِمَ اِنْتَهٰى وَلَا يَخْفٰى اَنَّهٗ لَوْ
صَحَّ الْحَدِيْثُ بِلَفْظِهٖ مِنْ دُوْنِ
ضَبْطِهٖ كَانَ الْاَوْلٰى اَنْ يُّضْبَطَ
بِضَمِّ الدَّالِ وَتَشْدِيْدِ الرَّاءِ
لُغَتًا لِلُغَةِ الْفَارِسِيَّةِ بِالْكَلِمَاتِ
الْمُشَبَّهَةِ بِاللُّؤْلُؤِ فِي اللَّطَافَةِ
اللَّفْظِيَّةِ وَالظَّرَافَةِ الْمَعْنَوِيَّةِ

ہو گی ۔ مولی بن کمال پاشا نے اپنے
حاشیۃ التلویح میں لکھ کر اس سے
اعتنا کیا ہے ۔ اصفہانی رحمۃ اللہ کہتے
ہیں ۔ دریہ دال کے زبر اور راء کے کسرہ
کے ساتھ ہے اور شہر کی زبانوں میں سے
ایک زبان ہے ۔ اور یہ بادشاہ کے دروازے
کی جانب سے بولی جاتی ہے ۔ اور اس سے
مراد حاضری لی جاتی تھی ۔ مولی کہتے ہیں
جس نے اسے دروازہ کی جانب نسبت
کیا ہے ۔ اسے یہ وہم ہوا ہے ۔ کہ فارسی
میں دروازے کو در بولتے ہیں ۔ اور یہ
بات مخفی نہیں ہے ۔ کہ اگر اس کے
الفاظ بلا صحت لفظ بھی صحیح تسلیم کر لئے جائیں
تو یہ ضمہ دال اور تشدید راء کے ساتھ
ہوگا ۔ اور فارسی زبان کی تعریف
ہوگی ۔ یعنی اس کے کلمات لفظی
لطافت اور معنوی ظرافت میں
موتی کے مشابہ ہیں ۔ اسی طرح
وہ بھی موضوع ہے ۔ کہ جو بعض

وَكَذَا مَوْضُوعٌ مَا ذَكَرَهُ بَعْضُ مَشَائِخِنَا مِنَ الْعَجَمِ أَنَّهُ وَرَدَ فِي الْكَلَامِ الْقُدْسِيِّ بِاللِّسَانِ الْفَارِسِيِّ چه كُنَمْ اَيْ گُنَاه گَارَانْ كه نَيَامُرْزَمْ يَعْنِي أَيْشٍ أَفْعَلُ بِهٰؤُلَاءِ الْمُذْنِبِيْنَ اَنْ لَا اَغْفِرَ لَهُمْ۔

عجمی مشائخ نے ذکر کیا ہے کہ کلام قدسی فارسی زبان میں آیا (چہ کنم ایں گناہ گاراں کہ نیامرزم) میں ان گناہ گاروں کا کیا کروں۔ اگر ان کی مغفرت نہ کروں۔

۔۔۔

۳۵۴۔ قَدْ لَسَعَتْ حَيَّةُ الْهَوٰى كَبِدِيْ وَفِيْ رِوَايَةٍ صَحِيْحَةٍ قَدْ لُسِعَتْ فَلَا طَبِيْبَ لَهَا وَلَا رَاقِيَ اِلَّا الْحَبِيْبَ الَّتِيْ شَغَفْتُ بِهٖ فَاِنَّهٗ عِلَّتِيْ وَتِرْيَاقِيْ وَاِنَّهُمَا مِمَّا اُنْشِدَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلَا اَصْلَ لَهٗ قَالَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ مِمَّا اُشْتُهِرَ اَنَّ اَبَا مَحْذُوْرَةَ اَنْشَدَهٗ بَيْنَ يَدَيْهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَنَّهٗ تَوَاجَدَ حَتّٰى وَقَعَتِ الْبُرْدَةُ الشَّرِيْفَةُ

خواہشات کے سانپ نے میرا جگر ڈس لیا۔ اور ایک صحیح روایت میں ہے مجھے ڈس لیا گیا ہے نہ کوئی اس کا طبیب ہے نہ جھاڑنے والا سوائے اس دوست کے جس کے ساتھ مجھے شغف ہے۔ وہی میری بیماری اور میرا تریاق ہے اور یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھی گئیں لیکن اس کی کوئی اصل نہیں۔ ابن تیمیہ کہتے ہیں مشہور یہ ہے۔ کہ ابو محذورہ رضی نے یہ حضورؐ کے سامنے پڑھا تھا۔ حتی کہ آپ کو وجد آ گیا۔ آپ کے مونڈھوں سے آپ کی چادر گر گئی۔ اسے اصحاب صفہ نے تقسیم کر لیا

عَنْ كَتِفَيْهِ فَتَقَاسَمَهَا أَصْحَابُ
الصُّفَّةِ وَجَعَلُوهَا رُقَعًا فِي
ثِيَابِهِمْ كَذِبٌ بِاتِّفَاقِ أَهْلِ
الْعِلْمِ بِالْحَدِيثِ وَمَا رُوِيَ فِي
ذٰلِكَ مَوْضُوعٌ وَقَالَ السُّيُوطِيُّ
أَخْرَجَهُ الدَّيْلَمِيُّ مِنْ حَدِيثِ
أَنَسٍ وَقَالَ تَفَرَّدَ بِهِ أَبُو بَكْرٍ
عَمَّارُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ الذَّهَبِيُّ
كَأَنَّهُ وَاضِعُهُ وَقَالَ الدَّمِيرِيُّ
وَرَوَاهُ أَبُو طَاهِرٍ الْقُدْسِيُّ مِنْ
حَدِيثِ أَنَسٍ وَصَاحِبُ الْعَوَارِفِ
أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أُنْشِدَ بِحَضْرَتِهِ
الْبَيْتَانِ فَتَوَاجَدَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ
السَّلَامُ وَتَوَاجَدَ أَصْحَابُهُ الْكِرَامُ
وَقَدْ سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ مَنْكِبِهِ
فَلَمَّا فَرَغُوا أَوَى كُلُّ أَحَدٍ إِلَى
مَكَانِهِ ثُمَّ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
لَيْسَ بِكَرِيمٍ مَنْ لَمْ يَهْتَزَّ عِنْدَ
السَّمَاعِ ثُمَّ قَسَمَ رِدَاءَهُ عَلَى مَنْ

اور اس کا ایک ایک ٹکڑا اپنے اپنے کپڑوں
میں لگایا سیہ باتفاق محدثین جھوٹ ہے۔ اور اس
مضمون میں متنبی روایات بیان کی جاتی ہیں۔
سب موضوع ہیں۔ سیوطی رح کہتے ہیں اس روایت
کو دیلمی رح نے انس رض سے روایت کیا ہے اور دیلمی رح
کہتے ہیں کہ اسے روایت کرنے میں ابوبکر عمار بن
اسحٰق منفرد ہیں۔ ذہبی رح کہتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا
ہے کہ اسی نے اس کو وضع کیا ہے دمیری کہتے
ہیں ابوطاہر القدسی نے انس رض سے اور صاحب
عوارف نے روایت کیا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کے سامنے دو شعر پڑھے گئے
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وجد آگیا
اور صحابہ کرام بھی وجد کرنے لگے۔ اور آپ
کی چادر آپ کے مونڈھے سے گر گئی جب
لوگوں کو سکون حاصل ہوا۔ تو اپنے اپنے
مقام پر آکر بیٹھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا۔ وہ شریف نہیں جو سماع
کے وقت کانپ نہ جائے۔ پھر نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر کے ٹکڑے

حَضَرَ اَرْبَعِمَائَۃٍ قِطْعَۃً فَھٰذَا حَدِیْثٌ مَوْضُوْعٌ کَانَ وَاضِعُہٗ عَمَّارُ بْنُ اِسْحٰقَ فَاِنَّ بَاقِی الْاِسْنَادِ ثِقَۃٌ ھٰکَذَا قَالَہُ الذَّھَبِیُّ وَغَیْرُہٗ وَھُوَ مِمَّا یُقْطَعُ بِکِذْبِہٖ ۔

کرکے چار سو آدمیوں پر تقسیم کر دیا یہ حدیث موضوع ہے اور اس کا گھڑنے والا عمار بن اسحٰق ہے۔ باقی سند معتبر ہے۔ کہ امام ذہبی رحمہ اللہ وغیرہ فرماتے ہیں۔ اور یہ بھی اس کا ایک کذب ہے ۔

۳۵۵ ۔ حَدِیْثُ اللَّعِبِ بِالْحَمَامِ مَجْلَبَۃٌ لِلْفَقْرِ ھُوَ مَعْنٰی قَوْلِ اِبْرَاھِیْمَ النَّخْعِیِّ مَنْ لَعِبَ بِالْحَمَامِ الطَّیَّارِ لَمْ یَمُتْ حَتّٰی یَذُوْقَ اَلَمَ الْفَقْرِ وَفِی الْمَرْفُوْعِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلًا یَتْبَعُ حَمَامَۃً فَقَالَ شَیْطَانٌ یَتْبَعُ شَیْطَانَۃً اَخْرَجَہُ الْبُخَارِیُّ فِی الْاَدَبِ الْمُفْرَدِ وَاَبُوْدَاؤدَ فِیْ سُنَنِہٖ وَالْبَیْھَقِیُّ ۔

کبوتر بازی فقر پیدا کرتی ہے۔ یہ ابراہیمؒ نخعی کے قول کے معنی ہیں۔ جو اڑنے والے کبوتر کے ساتھ کھیلے تو وہ اس وقت تک نہ مرے گا۔ جب تک فقر کا غم نہ اٹھائے گا اور مرفوع روایت میں ابوہریرہ رضؓ سے مروی ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا جو اپنے کبوتر پر نگاہ لگائے ہوئے تھا۔ آپ نے فرمایا یہ ایک شیطان ہے، جو شیطان پر نگاہ لگائے ہوئے ہے۔ اسے بخاریؒ نے ادب المفرد میں۔ ابوداؤدؒ نے سنن میں اور بیہقیؒ نے روایت کیا ہے ۔

۳۵۶ ۔ حَدِیْثُ لَعَنَ اللّٰہُ الدَّاخِلَ فِیْنَا بِغَیْرِ نَسَبٍ وَالْخَارِجَ مِنَّا بِغَیْرِ سَبَبٍ قَالَ

جو ہم میں بغیر نسب کے داخل ہو اللہ اس پر لعنت فرمائے اور جو بغیر سبب کے خارج ہو اس پر بھی سخاوی فرماتے ہیں ہمارے شیخ حافظ

السخاوي بعض له شيخنا يعني
العسقلاني ولم يذكر له شيئا
ولكن شواهده ثابتة كحديث ان
من اعظم الفرى ان يدعي
الرجل الى غير ابيه الحديث
رواه البخاري وفي رواية له
من ادعى الى غير ابيه وهو
يعلم انه غير ابيه فالجنة عليه
حرام وفي الشفاء ما رواه
مصعب عن مالك بن انس
ان من انتسب الى بيت النبي
عليه السلام يعني بالباطل
يضرب ضربا وجيعا ويشهر
ويحبس حبسا طويلا حتى
يظهر توبته لانه استخفاف
بحق النبي عليه السلام انتهى
والحاصل ان الحديث موضوع
باللفظ الذي تقدم والله
سبحانه اعلم۔

ابن حجرؒ نے اس کی سرخی باندھی۔ لیکن اس کے
بارے میں کچھ ذکر نہیں کیا۔ اس کے لئے بہت
سے ثابت شواہد موجود ہیں، جیسا کہ یہ حدیث
کہ سب سے بڑا بہتان یہ ہے، کہ آدمی اپنی
نسبت غیر باپ کی طرف کرے، اسے
بخاریؒ نے روایت کیا ہے، اور ایک روایت
میں ہے کہ جس نے غیر باپ کی طرف نسبت
کی اور وہ یہ جانتا ہو کہ یہ اس کا باپ نہیں، تو
اس پر جنت حرام ہے، اور شفاء میں مصعبؒ نے
مالک بن انسؒ سے روایت کیا ہے، جو شخص اپنے
آپ کو غلط طور پر حضور کی گھر کی جانب نسبت
کرے، اسے خوب اچھی طرح مارا جائے، اسے
شہرت دی جائے، اور لمبی قید میں ڈالا
جائے، تاکہ اس کی توبہ ظاہر ہو۔ کیونکہ
اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
حق کو ہلکا کیا۔ حاصل کلام یہ ہے۔
کہ وہ حدیث جس لفظ کے ساتھ گذری ہے۔ وہ
موضوع ہے۔ اور اللہ سبحانہ بہتر
جانتا ہے۔

۲۵۷ - حَدِیْثٌ لَعَنَ اللّٰہُ الْمُغَنِّیَ وَالْمُغَنّٰی لَہٗ قَالَ النَّوَوِیُّ لَا یَصِحُّ ذَکَرَہُ السَّخَاوِیُّ وَالزَّرْکَشِیُّ وَسَکَتَ عَنْہُ السُّیُوْطِیُّ ۔	اللہ تعالیٰ گانے والے پر اور جس کے لئے گایا جائے دونوں پر لعنت فرماتا ہے۔ سخاوی کہتے ہیں یہ صحیح نہیں۔ زرکشیؒ اور سخاویؒ نے اس کا ذکر کیا ہے اور سیوطیؒ نے اس سے سکوت اختیار کیا ہے۔
۲۵۸ - حَدِیْثٌ لَعَنَ اللّٰہُ الْفُرُوْجَ عَلَی السُّرُوْجِ لَا اَصْلَ لَہٗ ۔	اللہ تعالیٰ ان فروج پر لعنت کرتا ہے جو چراغوں پر ہوں۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔
۲۵۹ - حَدِیْثٌ لَعَنَ اللّٰہُ الْکَاذِبَ وَلَوْ کَانَ مَازِحًا قَالَ السَّخَاوِیُّ مَا عَلِمْتُہٗ فِی الْمَرْفُوْعِ قُلْتُ لٰکِنْ وَرَدَ اِنِّیْ اَمْزَحُ وَلَا اَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا ۔	اللہ تعالیٰ جھوٹے پر لعنت فرماتا ہے چاہے مذاق میں ہو۔ سخاویؒ فرماتے ہیں میں اسے مرفوعاً نہیں جانتا۔ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں، لیکن یہ حدیث موجود ہے میں مذاق کرتا ہوں لیکن حق کے سوا کچھ نہیں کہتا۔
۲۶۰ - حَدِیْثٌ لِکُلِّ بَلْوٰی عَوْنٌ لَا اَصْلَ لَہٗ وَقَالَ ابْنُ الرَّبِیْعِ لٰکِنَّہٗ صَحِیْحُ الْمَعْنٰی وَلَعَلَّہٗ اَرَادَ مَا وَرَدَ لِکُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ ۔	ہر بلوے کے لئے ایک مددگار ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔ ابن الربیع رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ اس کے معنیٰ صحیح ہیں۔ اور شاید یہ ارادہ کیا ہے۔ ہر بیماری کے لئے دوا ہے
۲۶۱ - حَدِیْثٌ لِکُلِّ حُجْرَۃٍ اُجْرَۃٌ قَالَ ابْنُ الرَّبِیْعِ وَھُوَ صَحِیْحٌ	ہر حجرہ کے لئے اجرت ہے۔ ابن الربیعؒ کہتے ہیں۔ اس کے معنیٰ صحیح ہیں۔ گویا کہ مقصد

الْمَعْنٰی اَیْضًا وَکَانَ اَرَادَ لِکُلِّ بَیْتٍ اِجَارَۃٌ وَلَوْ مِنْ حِجَارَۃٍ ۔	یہ ہے، کہ ہر مکان کے لئے مزدوری ہے اگرچہ وہ پتھر کی کیوں نہ ہو ؛
۳۶۲۔ حَدِیْثُ لِکُلِّ زَمَانٍ دَوْلَۃٌ وَرِجَالٌ ھُوَ مَعْنٰی قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَتِلْکَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُھَا بَیْنَ النَّاسِ وَقَوْلُھُمْ شِعْرٌ فَیَوْمٌ عَلَیْنَا وَیَوْمٌ لَنَا وَیَوْمٌ نِسَاءٌ وَیَوْمٌ نُسَرُّ وَاَخْرَجَ ابْنُ عَدِیٍّ عَنْ اَبِی الطُّفَیْلِ مَوْقُوْفًا لِکُلِّ مَقَامٍ مَقَالٌ وَلِکُلِّ زَمَانٍ رِجَالٌ ۔	ہر زمانہ کے لئے دولت اور آدمی ہوتے ہیں یہی معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے اس قول کے ہم دنوں کو لوگوں کے درمیان بدلتے رہتے ہیں۔ لوگوں کا قول ہے ؎ ایک روز ہم پر ہوتا ہے ایک ہمارے لئے اور ایک روز عورتوں کا ہوتا اور ایک روز نگہداشت کا اور نکالا ابن عدی نے ابو طفیل سے موقوفاً۔ ہر بات کے لئے ایک جگہ ہوتی ہے اور اور ہر زمانہ میں مرد خدا ہوتے ہیں ؛
۳۶۳۔ حَدِیْثُ لِکُلِّ سَاقِطَۃٍ لَاقِطَۃٌ ھُوَ مِنْ کَلَامِ بَعْضِ السَّلَفِ وَیَقْرُبُ مِنْہُ کَلِمَۃُ الْحِکْمَۃِ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ فَحَیْثُ وَجَدَھَا فَھُوَ اَحَقُّ بِھَا ۔	ہر گرنے والی شئے کے لئے پکڑنے والا ہے یہ بعض سلف کا کلام ہے۔ اور اسی کے قریب ہے یہ شئے کہ کلمہ حکمت مومن کی کھوئی ہوئی شئے ہے۔ جہاں بھی وہ اسے پائے وہ اس کا زیادہ حقدار ہے ۔
۳۶۴۔ حَدِیْثُ لِکُلِّ شَیْءٍ اٰفَۃٌ وَلِلْعِلْمِ اٰفَاتٌ مِنْ کَلَامِ الْاَعْلَامِ ۔	ہر شئے کے لئے آفت ہے۔ اور ہر علم کے لئے بہت سی آفتیں ہیں۔ علماء کا کلام ہے ؛

۳۶۵ - حَدِیْثُ لِکُلِّ مُجْتَهِدٍ نَصِیْبٌ فِیْ مَعْنَاهُ مَنْ جَدَّ وَجَدَ وَمَنْ لَجَّ وَلَجَ، وَکَذَا قَوْلُهُ تَعَالیٰ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ۔

ہر کوشش کرنے والے کے لئے حصہ ہے، اسی معنیٰ میں یہ بھی موجود ہے۔ جو کوشش کرے گا پائے گا، جو غوطہ مارے گا پلے گا، اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ اللہ تعالیٰ اچھے عمل کرنے والے کے اجر کو ضائع نہیں فرماتا۔

۳۶۶ - حَدِیْثُ لِلْبَیْتِ رَبٌّ یَحْمِیْهِ قَالَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ لِاَبْرَهَةَ اَمِیْرِ جَیْشِ الْفِیْلِ لَمَّا سَاَلَهُ اَنْ یَرُدَّ مَالَهُ فَقَالَ لَهُ سَاَلْتَنِیْ مَالَكَ وَلَمْ تَسْاَلْنِیْ الرُّجُوْعَ عَنْ قَصْدِ الْبَیْتِ مَعَ اَنَّهُ شَرَفُکُمْ ذَکَرَ السُّیُوْطِیُّ وَغَیْرُهُ ۔

بیت اللہ کے لئے رب ہے جو اس کی حفاظت کرتا ہے۔ یہ قول عبد المطلب کا ہے جو انہوں نے ابرہہ امیر جیش الفیل سے کہا تھا۔ جب انہوں نے اس سے اپنے مال کے لوٹانے کا سوال کیا، اس نے کہا تو نے مجھ سے مال لوٹانے کا سوال کیا ہے، اور کعبہ سے واپس لوٹ جانے کا سوال نہیں، باوجود اپنی شرافت کے، اس واقعہ کو سیوطی رح نے ذکر کیا ہے۔

۳۶۷ - حَدِیْثُ لِلسَّائِلِ حَقٌّ وَاِنْ جَاءَ عَلیٰ فَرَسٍ ذَکَرَهُ ابْنُ الرَّبِیْعِ عَنِ الْاِمَامِ اَحْمَدَ اَنَّهُ قَالَ حَدِیْثَانِ یَدُوْرَانِ فِی الْاَسْوَاقِ وَلَا اَصْلَ لَهُمَا اَحَدُهُمَا قَوْلُهُ لِلسَّائِلِ حَقٌّ وَ

سائل کا حق ہے چاہے وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے۔ ابن الربیع رح نے امام احمد رح سے نقل کیا ہے۔ کہ دو حدیثیں ہیں جو بازاروں میں بہت رائج ہیں لیکن ان کی کوئی اصل نہیں ایک تو یہ کہ سائل کا حق ہے چاہے وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے۔ دوسری یہ حدیث تمہاری

إِنْ جَاءَ عَلَى فَرَسٍ وَالثَّالِثُ فِي
يَوْمِ نَحْرِكُمْ يَوْمُ صَوْمِكُمْ انْتَهَى
وَهُوَ غَرِيبٌ مِنْهُ بَعْدَ مَا ذَكَرَ
عَنْ شَيْخِهِ السَّخَاوِيِّ حَدِيثُ
لِلسَّائِلِ حَقٌّ رَوَاهُ أَحْمَدُ أَبُو دَاوُدَ
وَعَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ بِهِ مَوْقُوفًا
وَسَنَدُهُ جَيِّدٌ كَمَا قَالَهُ الْعِرَاقِيُّ
وَتَبِعَهُ غَيْرُهُ وَسَكَتَ عَلَيْهِ
أَبُو دَاوُدَ وَلَكِنْ قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ
أَنَّهُ لَيْسَ بِقَوِيٍّ انْتَهَى وَقَالَ
السُّيُوطِيُّ قَالَ الْعِرَاقِيُّ فِي
حَدِيثِ لِلسَّائِلِ حَقٌّ وَإِنْ
جَاءَ عَلَى فَرَسٍ لَا يَصِحُّ هَذَا
الْكَلَامُ عَنْ أَحْمَدَ فَإِنَّهُ أَخْرَجَهُ
فِي مُسْنَدِهِ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ رِجَالُهُ
ثِقَاتٌ قَالَ السُّيُوطِيُّ وَأَخْرَجَهُ
أَحْمَدُ فِي الزُّهْدِ عَنْ سَالِمِ
بْنِ أَبِي الْجَعْدِ قَالَ قَالَ عِيسَى
بْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّ

قربانی کا دن تمہارے روزے کا دن ہے اور
یہ دوسری اس سے بھی زیادہ غریب ہے۔ اس
کے بعد انہوں نے شیخ سخاویؒ سے نقل کیا
ہے، کہ یہ حدیث سائل کا حق ہے۔ اسے
احمدؒ اور ابوداؤدؒ نے روایت کیا ہے حسینؓ
بن علیؓ سے بھی موقوفاً روایت ہے۔ اور اس
کی سند عمدہ ہے، جیسا کہ عراقیؒ کہتے ہیں،
اور کچھ اور لوگوں نے بھی ان کی اتباع کی
ہے۔ اور ابوداؤدؒ نے اس پر سکوت اختیار
کیا ہے لیکن عبدالبر کہتے ہیں یہ قوی نہیں سیوطیؒ
کہتے ہیں عراقیؒ کا قول ہے کہ اس حدیث پر امام
احمد کا جو اعتراض نقل کیا جاتا ہے سو وہ صحیح نہیں
کیونکہ انہوں نے اپنی مسند میں عمدہ سند کے
ساتھ جس کے رواۃ معتبر ہیں اسے روایت کیا ہے
سیوطیؒ کہتے ہیں امام احمدؒ نے زہد میں سالمؒ
بن ابی الجعد سے روایت کیا ہے کہ عیسیٰ
علیہ السلام نے فرمایا سائل کا حق ہے چاہے
وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے اور چاہے
گھوڑے کی گردن میں چاندی کا طوق پڑا

لِلسَّائِلِ حَقًّا وَاِنْ اَتَاكَ عَلٰى فَرَسٍ مُطَوَّقٍ بِالْفِضَّةِ وَ اَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ فِيْ تَارِيْخِهٖ مِنْ طَرِيْقِ اَبِيْ هُدْبَةَ عَنْ اَنَسٍ رض مَرْفُوْعًا اِنْ اَتَاكَ سَائِلٌ عَلٰى فَرَسٍ بَاسِطٍ كَفَّيْهِ فَقَدْ وَجَبَ الْحَقُّ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ اِنْتَهٰى وَسَيَاْتِيْ يَوْمُ صَوْمِكُمْ ۔

ہو۔ اور بخاری رح نے اپنی تاریخ میں ابو ہدبہ کے ذریعہ حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اگر تیرے پاس کوئی سائل گھوڑے پر سوار ہو کر ہاتھ پھیلاتا آئے تو اس کا حق واجب ہو چکا چاہے کھجور کی ایک گٹھلی کیوں نہ ہو۔ اور یوم صومکم والی حدیث عنقریب آئے گی۔

۳۶۸ ۔ حَدِيْثُ لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ الْعَقْلَ تَقَدَّمَ عَلَيْهِ الْكَلَامُ فِيْ اَنَّ اللّٰهَ لَمَّا خَلَقَ مِنْ حَرْفِ الْهَمْزَةِ وَقَالَ الزَّرْكَشِيُّ هٰذَا مَوْضُوْعٌ بِاتِّفَاقٍ قَالَ السُّيُوْطِيُّ تَابَعَ فِيْ ذٰلِكَ الزَّرْكَشِيُّ اِبْنَ تَيْمِيَّةَ وَقَدْ وَجَدْتُ لَهٗ اَصْلًا صَالِحًا فَاَخْرَجَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَحْمَدَ فِيْ زَوَائِدِ الْمُسْنَدِ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ

اللہ نے جب عقل کو پیدا فرمایا۔ اس پر بحث حرف ہمزہ میں گذر چکی۔ زرکشی رح کہتے ہیں یہ بالاتفاق موضوع ہے۔ سیوطی رح کہتے ہیں اس بات میں زرکشی کی متابعت ابن تیمیہ رح نے بھی فرمائی ہے۔ اور میں نے اس کی اچھی اصل پائی ہے۔ عبداللہ رح بن احمد رح نے زوائد للمسند میں روایت کیا ہے۔ حدثنا علی بن مسلم حدثنا سیار حدثنا جعفر حدثنا مالک بن دینار عن الحسن۔ حسن سے مرفوعاً روایت ہے۔ کہ جب اللہ نے عقل کو پیدا فرمایا۔ تو اس سے کہا آگے آ۔ وہ آگے آئی پھر اس سے کہا پیچھے ہٹ

حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ الْحَسَنِ يَرْفَعُهُ لَمَّا خَلَقَ اللهُ الْعَقْلَ قَالَ لَهُ اَقْبِلْ فَاَقْبَلَ ثُمَّ قَالَ لَهُ اَدْبِرْ فَاَدْبَرَ فَقَالَ مَا خَلَقْتُ خَلْقًا اَحَبَّ اِلَيَّ مِنْكَ بِكَ اٰخُذُ وَبِكَ اُعْطِي وَهٰذَا مُرْسَلٌ جَيِّدُ الْاِسْنَادِ وَهُوَ فِي مُعْجَمِ الطَّبْرَانِيِّ فِي الْاَوْسَطِ مَوْصُوْلٌ مِنْ حَدِيْثِ اَبِي هُرَيْرَةَ بِاِسْنَادَيْنِ ضَعِيْفَيْنِ ،

وہ پیچھے ہٹ گئی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا۔ میں نے کوئی مخلوق تجھ سے زیادہ محبوب پیدا نہیں کی میں تیرے ہی ذریعہ لیتا ہوں۔ اور تیرے ہی ذریعہ دیتا ہوں یہ روایت مرسل ہے۔ اور عمدہ سند ہے اور یہ معجم طبرانی میں موصولاً حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دو ضعیف سندات کے ساتھ بھی مروی ہے۔

۳۶۹ حَدِيْثُ لَمَّا غَسَّلْتُ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِقْتَصَلْتُ مِيَاهَ مَحَاجِرِ عَيْنَيْهِ اَيْ اُنْقُعَتْ مِيَاهُ حَدَقَتِهِ فَشَرِبْتُهُ فَوَرِثْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ ذَكَرَهُ عَلِيٌّ قَالَ النَّوَوِيُّ لَا يَصِحُّ قُلْتُ وَكَذَا مَا ذَكَرَهُ الشِّيْعَةُ مِنْ اَنَّهُ شَرِبَ مِنْ مَاءٍ اجْتَمَعَ فِيْ سُرَّتِهِ عَلَيْهِ

یعنی جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا۔ تو پانی آپ کی آنکھوں کے گڑھوں پر بلند ہو گیا۔ میں نے اسے پی لیا۔ تو مجھے اولین اور آخرین کا علم دے دیا گیا اسے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذکر کیا ہے۔ نووی کہتے ہیں۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں روافض کا قول ہے۔ کہ حضرت علیؓ نے وہ پانی پیا جو آپ کی ناف میں جمع ہو گیا تھا اس نے پینے والے کو کوئی

السَّلَامُ عِنْدَ غُسْلِهِ فَلَمْ يَقُصَّ شَارِبَهُ وَنَحْنُ مَا نَقُصُّ شَوَارِبَنَا اِقْتِدَاءً بِهِ وَهٰذَا الْكَلَامُ بَاطِلٌ اَصْلًا وَفَرْعًا۔

قصہ بیان نہیں کیا۔ لیکن ہم اپنے پینے والوں کا اقتداءً قصہ بیان کرتے ہیں اور یہ کلام بلحاظ اصل اور بلحاظ فرع ہر طرح باطل ہے۔

۳۷۰۔ حَدِيْثُ لِاَنْ هَدْمُ الْكَعْبَةِ حَجَرًا حَجَرًا اَهْوَنُ مِنْ قَتْلِ الْمُسْلِمِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ اَقِفْ عَلَيْهِ بِهٰذَا اللَّفْظِ وَلٰكِنْ فِيْ مَعْنَاهُ مَا عِنْدَ الطَّبَرَانِيِّ فِي الْكَبِيْرِ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَفَعَهُ مَنْ اٰذٰى مُسْلِمًا بِغَيْرِ حَقٍّ فَكَاَنَّمَا هَدَمَ بَيْتَ اللّٰهِ۔

خانہ کعبہ کا ایک ایک پتھر گرانا مسلم کے قتل سے زیادہ آسان ہے سخاوی رح کہتے ہیں، میں ان الفاظ کے ساتھ اس سے واقف نہیں، لیکن اس کے معنی طبرانی میں حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے مرفوعاً مروی ہیں، جو مسلم کو بغیر حق کے اذیت پہنچائے گویا کہ اس نے بیت اللہ کو منہدم کیا۔

۳۷۱۔ حَدِيْثُ لَوْ حَسَّنَ اَحَدُكُمْ ظَنَّهُ بِحَجَرٍ لَنَفَعَهُ اللّٰهُ بِهٖ قَالَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ اِنَّهُ مَوْضُوْعٌ وَقَالَ ابْنُ الْقَيِّمِ هُوَ مِنْ كَلَامِ عُبَّادِ الْاَصْنَامِ الَّذِيْنَ يُحْسِنُوْنَ ظَنَّهُمْ بِالْاَحْجَارِ وَقَالَ ابْنُ حَجَرٍ الْعَسْقَلَانِيُّ لَا اَصْلَ لَهُ

اگر کسی شخص کا پتھر کے ساتھ بھی خیال اچھا ہو تو اللہ تعالے اسی کے ذریعہ اسے نفع دے گا۔ ابن تیمیہ فرماتے ہیں۔ یہ موضوع ہے۔ ابن القیم رح الجوزی فرماتے ہیں، یہ بت پرستوں کا کلام ہے جو پتھروں کے ساتھ بھی حسن ظن رکھتے ہیں۔ ابن حجر العسقلانی فرماتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل

وَفَوْقَهُ مَنْ بَلَغَهُ شَيْءٌ عَنِ اللّٰهِ فِيْهِ فَضِيْلَةٌ فَعَمِلَ بِهِ اِيْمَانًا بِهِ وَرَجَاءَ ثَوَابِهِ اَعْطَاهُ اللّٰهُ ذٰلِكَ وَاِنْ لَمْ يَكُنْ كَذَالِكَ قُلْتُ وَقَدْ ذَكَرَ لِعِزِّ بْنِ جَمَاعَةَ فِيْ مَنْسَكِهِ الْكَبِيْرِ مِنْ غَيْرِ سَنَدٍ وَلَا اِسْنَادٍ وَرُوِيَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَلَغَهُ عَنِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَضِيْلَةٌ فَاَخَذَ بِهَا اِيْمَانًا وَرَجَاءَ ثَوَابِهِ اَعْطَاهُ اللّٰهُ ذٰلِكَ وَاِنْ لَمْ يَكُنْ كَذٰلِكَ اِنْتَهٰى وَكَانَ مَحَلُّهُ حَرْفَ الْمِيْمِ بِحَسَبِ الْمَبْنٰى وَلٰكِنْ اِنْجَرَّ اِلَيْهِ الْمَعْنٰى كَمَا لَا يَخْفٰى وَسَيَأْتِي الْبَحْثُ عَنْهُ فِيْ حَرْفِ الْمِيْمِ عَلٰى وَجْهِ الْاِسْتِيْفَاءِ

نہیں ۔ اگر کسی پتھر کے بارے میں اللہ تعالےٰ سے اسے کوئی فضیلت معلوم ہوئی ہو۔ پھر وہ اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے اور ثواب کی غرض سے اس پر عمل کرے تو اللہ تعالےٰ وہ شئے اسے عطا فرمائیگا ورنہ ایسا نہیں ہے (اور اس صفت کے ساتھ صرف حجر اسود مخصوص ہے) ملا علیؒ قاری فرماتے ہیں عزبنؒ جماعہ نے اپنی منسک الکبیر میں بغیر سند کے جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے، جسے اللہ سے کوئی فضیلت پہنچے۔ اور پھر وہ اسے ایمان اور ثواب کی غرض سے لازم پکڑے، تو اللہ تعالےٰ اسے یہ شئے عطا فرمادیتا ہے۔ اگرچہ ایسا نہ ہو ہم باعتبار الفاظ اس حدیث پر حرف میم میں بحث کریں گے

۲۷۳- حَدِيْثُ لَوِ اغْتَسَلَ اللُّوْطِيُّ بِمَاءِ الْبَحْرِ لَمْ يَجِئْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا جُنُبًا اَسْنَدَهُ الدَّيْلَمِيُّ

اگر لوطی سمندر کے پانی سے بھی غسل کرے تو وہ قیامت کے روز حالت جنابت ہی میں آئے گا۔ دیلمیؒ نے اسے

مِنْ حَدِيْثِ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا بِهٖ وَرُوِيَ بِغَيْرِ هٰذَا اللَّفْظِ قَالَ السَّخَاوِيُّ وَهُوَ وَكُلُّ مَا فِيْ مَعْنَاهُ بَاطِلٌ ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ ان الفاظ کے علاوہ دوسرے الفاظ سے بھی یہ روایت کی گئی ہے۔ سخاوی کہتے ہیں وہ ہر معنی میں باطل ہے۔

۳۷۳۔ حَدِيْثُ لَوْ صَدَقَ السَّائِلُ مَا اَفْلَحَ مَنْ رَدَّهٗ رُوِيَ مِنْ طُرُقٍ عَنْ عَائِشَةَ وَغَيْرِهَا مَرْفُوْعًا قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ اَسَانِيْدُهَا لَيْسَتْ بِالْقَوِيَّةِ وَقَالَ ابْنُ الْمَدِيْنِيِّ لَا اَصْلَ لَهٗ وَقَالَ الْعُقَيْلِيُّ لَا يَصِحُّ فِيْ هٰذَا الْبَابِ شَيْءٌ ذَكَرَهُ السَّخَاوِيُّ وَقَالَ اَحْمَدُ لَا اَصْلَ لَهٗ ذَكَرَهُ الزَّرْكَشِيُّ لٰكِنْ وَرَدَ بِمَعْنَاهُ حَدِيْثٌ يَقْرُبُ فِيْ مَبْنَاهُ لَوْلَا اَنَّ الْمَسَاكِيْنَ يَكْذِبُوْنَ مَا اَفْلَحَ مَنْ رَدَّهُمْ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ بِهٖ مَرْفُوْعًا ۔

اگر سائل سچ بولے، تو کبھی اپنے سوال میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ یہ مختلف طرق سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ سے مرفوعاً مروی ہے۔ ابن عبد البرؒ کہتے ہیں اس کی سندات قوی نہیں۔ ابن المدینیؒ کہتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔ عقیلیؒ کہتے ہیں۔ اس بارے میں کوئی حدیث صحیح نہیں۔ جیسا کہ سخاوی نے ذکر کیا ہے۔ زرکشیؒ کہتے ہیں۔ امام احمدؒ کا قول ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں لیکن ایک حدیث اس کے معنی کے قریب قریب موجود ہے۔ اگر مساکین جھوٹ نہ بولا کرتے تو ان کو لوٹانے والے فلاح نہ پاتے اسے طبرانی نے کبیر میں ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

١٧٣- حَدِيْثُ لَوْ عَاشَ
إِبْرَاهِيْمُ لَكَانَ نَبِيًّا قَالَ النَّوَوِيُّ
فِيْ تَهْذِيْبِهٖ هٰذَا الْحَدِيْثُ
بَاطِلٌ وَجَسَارَةٌ عَلَى الْكَلَامِ
بِالْمُغَيَّبَاتِ وَمُجَازَفَةٌ وَهُجُوْمٌ
عَلٰى عَظِيْمٍ وَقَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ
فِيْ تَمْهِيْدِهٖ مَا اَدْرِيْ مَا هٰذَا
فَقَدْ وُلِدَ نُوْحٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ
غَيْرُ نَبِيٍّ وَلَوْ لَمْ يَلِدِ النَّبِيُّ اِلَّا
نَبِيًّا لَكَانَ كُلُّ اَحَدٍ نَبِيًّا لِاَنَّهُمْ
مِنْ وُلْدِ نُوْحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ
اِنْتَهٰى وَغَرَابَتُهٗ لَا تَخْفٰى اِذْ لَمْ
يَكُنْ يَلْزَمُ كَوْنُ اَوْلَادِهِ الصُّلْبِيَّةِ
اَنْبِيَاءَ لَا مُطْلَقِ ذُرِّيَّتِهٖ مَعَ
اَنَّ الْكَلَامَ فِي الْخُصُوْصِ الْجُزْئِيَّةِ
لَا فِي الْمُطْلَقِ الْكُلِّيَّةِ اِذْ لَا يَلْزَمُ
مِنْ كَوْنِ اِبْرَاهِيْمَ وَلَدِ نَبِيِّنَا
عَلَيْهِ السَّلَامُ نَبِيًّا اَنْ يَكُوْنَ
وَلَدُ كُلِّ نَبِيٍّ نَبِيًّا وَاِذَا اَخْبَرَ

اگر ابراہیمؓ بن محمدؐ زندہ ہوتے تو نبی
ہوتے۔ نووی رحؒ اپنی تہذیب میں فرماتے
ہیں۔ یہ حدیث باطل ہے۔ یہ مغیبات پر
جسارت ہے۔ ابن عبد البرؒ اپنی تمہید میں
فرماتے ہیں، میں یہ بات نہیں جانتا۔ کہ نوح
علیہ السلام کے گھر نبی پیدا ہوا ہو۔ اور
اگر یہ اصول ہوتا تو ہر ایک نبی ہوتا۔ کیونکہ
ہر ایک نوح علیہ السلام کی اولاد سے ہے
اس کی غرابت مخفی نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے
تو یہ لازم آتا ہے۔ کہ اولاد صلبی نبی ہو
نہ کہ ذریت۔ کلام تو خصوص جزئی میں
ہے نہ کہ مطلق کلی میں۔ کیونکہ نبی کریم صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے
ابراہیم رضؓ کے نبی ہونے سے یہ لازم نہیں
آتا۔ کہ ہر نبی کی اولاد نبی۔ اور جب نبی
کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ خبر
بیان فرمائی۔ اور نقلاً یہ خبر آپ سے
ثبوت کو پہنچ گئی۔ تو اس میں کوئی کلام
ہی باقی نہ رہا۔ کیونکہ ابن ماجہؒ وغیرہ نے

الصَّادِقِ وَثَبَتَ عَنْهُ النَّقْلُ
الْمُوَافِقُ فَلَا كَلَامَ فِيهِ مِمَّا يُنَافِيهِ
وَقَدْ أَخْرَجَ ابْنُ مَاجَةَ وَغَيْرُهُ
مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ
لَمَّا مَاتَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ النَّبِيِّ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ لَهُ
مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ وَلَوْ عَاشَ
لَكَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا وَلَوْ عَاشَ
لَأَعْتَقْتُ أَخْوَالَهُ مِنَ الْقِبْطِ
وَمَا اسْتُرِقَّ قِبْطِيٌّ إِلَّا أَنَّ فِي
مُسْنَدِهِ أَبَا شَيْبَةَ إِبْرَاهِيمَ بْنَ
عُثْمَانَ الْوَاسِطِيَّ وَهُوَ ضَعِيفٌ
لَكِنْ لَهُ طُرُقٌ ثَلَاثَةٌ يُقَوِّي
بَعْضُهَا بَعْضًا وَيُشِيرُ إِلَيْهِ
قَوْلُهُ تَعَالَى مَا كَانَ مُحَمَّدٌ
أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ
رَسُولَ اللهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ
فَإِنَّهُ يُومِئُ إِلَيْهِ بِأَنَّهُ لَمْ يَعِشْ
لَهُ وَلَدٌ يَصِلُ إِلَى مَبْلَغِ الرِّجَالِ

ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ کہ
جب ابراہیم بن نبی کریم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔ تو آپ
نے فرمایا۔ ان کے لئے جنت میں دودھ
پلانے والی ہو گی۔ اور اگر وہ زندہ
رہتے تو نبی ہوتے۔ میں ان کے قبطی
ماموؤں کو آزاد کرتا ہوں۔ مگر اس کی
سند میں ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان
الواسطی ضعیف ہے۔ لیکن اس کی تین
سندیں ہیں۔ جو ایک دوسرے کی
تقویت کرتی ہیں۔ اور اس کی جانب
اللہ تعالےٰ کا قول بھی اشارہ کرتا ہے
محمدؐ تم میں سے کسی مرد کے باپ
نہیں۔ آپ تو اللہ کے رسول اور
خاتم النبیین ہیں۔ یہ آیت اس بات
کی جانب اشارہ کرتی ہے۔ کہ آپ کی
کوئی اولاد بلوغ تک زندہ نہ رہے گی
کیونکہ یہ اس بات کو مقتضی ہے۔ کہ
آپ کی اولاد کو بھی وہی لقب حاصل

فَاِنَّ وَلَدَهُ مِنْ صُلْبِهِ يَقْتَضِيْ
اَنْ يَكُوْنَ لُبَّ قَلْبِهِ كَمَا يُقَالُ
اَلْوَلَدُ سِرُّ اَبِيْهِ وَلَوْ عَاشَ وَبَلَغَ
اَرْبَعِيْنَ وَصَارَ نَبِيًّا لَزِمَ اَنْ لَّا
يَكُوْنَ نَبِيُّنَا خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ
وَاَمَّا قَوْلُ ابْنِ حَجَرٍ الْمَكِّيِّ وَتَاوِيْلُهُ
اِنَّ الْقَضِيَّةَ الشَّرْطِيَّةَ لَا تَسْتَلْزِمُ
وُقُوْعَ الْمُقَدَّمِ وَاِنَّ اِنْكَارَ
النَّوَوِيِّ كَابْنِ عَبْدِ الْبَرِّ لِذٰلِكَ
فَلِعَدَمِ ظُهُوْرِ هٰذَا التَّاوِيْلِ بَلْ
هُوَ ظَاهِرٌ فَبَعِيْدٌ جِدًّا اَنْ لَّا يَفْهَمَ
الْاِمَامَانِ الْجَلِيْلَانِ مِثْلَ هٰذِهِ
الْمُقَدَّمَةِ وَاِنَّمَا الْكَلَامُ عَلٰى فَرْضِ
وُقُوْعِ الْمُقَدَّمِ فَافْهَمْ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ
اَعْلَمُ ثُمَّ يَقْرُبُ مِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ
فِي الْمَعْنٰى حَدِيْثُ لَوْ كَانَ بَعْدِيْ
نَبِيًّا لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَ
قَدْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ عَنْ
عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ مَرْفُوْعًا قُلْتُ

ہو۔ کیونکہ اولاد باپ کی عادات پر ہوتی
ہے۔ تو اگر ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ
زندہ رہتے اور چالیس سال کی عمر کو
پہنچتے تو نبی ہوتے۔ تو یہ لازم آتا کہ
آپ خاتم النبیین نہ ہوں۔ رہا ابن حجر رح
مکی کا قول۔ اور ان کی تاویل کہ قضیہ شرطیہ
کے لئے۔ وقوع مقدم لازم نہیں۔ اور
نووی رح اور ابن عبد البر رح کے انکار
سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اس قضیہ شرطیہ
سے واقف نہ ہوں یہ کلام تو فرض
وقوع مقدم پر ہے۔ اور معنوی لحاظ سے
اس حدیث کے ایک اور حدیث بھی
قریب ہے "اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو
عمر رض ہوتے"۔ اسے احمد رح نے اور حاکم رح
نے عقبہ رض بن عامر سے مرفوعاً روایت
کیا ہے۔ ملا علی رح قاری فرماتے ہیں
اگر ابراہیم رض زندہ ہوتے اور نبی
ہوتے اور عمر رضی اللہ عنہ بھی نبی ہوتے
تو ہر دو آپ کے متبعین سے ہوتے

وَمَعَ هٰذَا لَوْ عَاشَ اِبْرَاهِيْمُ وَصَارَ نَبِيًّا وَكَذَا لَوْ صَارَ عُمَرُ رض نَبِيًّا لَكَانَا مِنْ اَتْبَاعِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَعِيْسٰى وَالْخِضَرِ وَاِلْيَاسَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فَلَا يُنَاقِضُ قَوْلَهٗ تَعَالٰى خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ اِذَا الْمَعْنٰى اَنَّهٗ لَا يَاْتِيْ نَبِيٌّ بَعْدَهٗ يَنْسَخُ مِلَّتَهٗ وَلَمْ يَكُنْ مِنْ اُمَّتِهٖ وَيُقَوِّيْ حَدِيْثُ لَوْ كَانَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ حَيًّا لَمَا وَسِعَهٗ اِلَّا اتِّبَاعِيْ

جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام ۔ اور خضر علیہ السلام اور الیاس علیہ السلام تو یہ اللہ تعالےٰ کے قول خاتم النبیین کے منافی نہیں ۔ کیونکہ اس کا مقصد یہ ہے ۔ کہ آپ کے بعد کوئی ایسا نبی نہ آئے گا ۔ جو آپ کی ملت کو منسوخ کر دے ۔ اور آپ کی امت سے نہ ہو جیسا کہ اس کی تائید یہ حدیث کرتی ہے کہ اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو میری اتباع کے بغیر چارہ نہ ہوتا ؛

۳۷۵ - حَدِيْثُ لَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِي الْخِصْيَانِ خَيْرًا لَاَخْرَجَ مِنْ اَصْلَابِهِمْ ذُرِّيَّةً تُوَحِّدُ اللّٰهَ وَلٰكِنَّهٗ عَلِمَ اَنْ لَا خَيْرَ فِيْهِمْ فَاَجَبَّهُمْ يُرْوٰى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَرْفُوْعًا بِلَا سَنَدٍ وَلَا يَصِحُّ عِنْدَ اَحَدٍ وَكُلُّ مَا يَرِدُ فِيْهِ مِنْ مَدْحٍ وَقَدْحٍ بَاطِلٌ وَمَا يُنْسَبُ لِلْعَسْقَلَانِيْ

اگر اللہ یہ جانتا کہ خصیوں میں کوئی بھلائی ہے تو ان کی پشت سے ذریت پیدا فرماتا جو اللہ کی توحید بیان کرتی ۔ اللہ تعالےٰ جانتا تھا کہ ان میں کوئی بھلائی نہیں یہ ابن عباس رض سے مرفوعاً بلا سند روایت کی جاتی ہے ۔ اور کسی کے نزدیک بھی صحیح نہیں ، اور اس مضمون میں جتنی بھی تعریف یا برائی کی احادیث وارد ہیں سب باطل ہیں ، اور اس مضمون میں عسقلانی کی جانب

فِيْهِمْ مُفْتَرًى بَلْ فِي مَنَاقِبِ الشَّافِعِيِّ لِلْبَيْهَقِيِّ أَرْبَعٌ لَا يَعْبَأُ اللّٰهُ بِهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ زُهْدُ خَصِيٍّ وَتُقًى جُنْدِيٍّ وَأَمَانَةُ امْرَأَةٍ وَعِبَادَةُ صَبِيٍّ وَهُوَ مَحْمُولٌ عَلَى الْغَالِبِ ذَكَرَهُ السَّخَاوِيُّ ۔

جو نسبت کی جاتی ہے وہ افترا ہے بلکہ بیہقی رح کی مناقب شافعی رح میں ہے۔ چار شخصوں کی اللہ تعالےٰ قیامت کے روز پروا نہ فرمائے گا۔ خصی کا زہد، سپاہی کا تقویٰ عورت کی امانت اور بچے کی عبادت یہ اکثر احوال پر موقوف ہے۔ جیسا کہ سخاوی رح نے ذکر کیا ہے ۔

۳۷۶ - حَدِيْثُ لَوْ كُشِفَ الْغِطَاءُ مَا ازْدَدْتُ يَقِيْنًا قَوْلُ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ قَيْسٍ عَلَى مَا ذَكَرَهُ الْقُشَيْرِيُّ فِي رِسَالَتِهِ وَالْمَشْهُوْرُ أَنَّهُ مِنْ كَلَامِ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ وَقَدْ بَيَّنَّا مَعْنَاهُ فِي مَحَلِّهِ الْأَلْيَقِ بِهِ ۔

اگر پردہ ہٹا دیا جاتا تو میرے یقین میں کوئی زیادتی نہ ہوتی۔ قشیری اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں۔ یہ عامر رح بن عبداللہ بن قیس کا قول ہے۔ اور مشہور یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا کلام ہے اور اس کے معنی ہم نے اس کے محل میں بیان کئے ہیں ۔

۳۷۷ - حَدِيْثُ لَوْ كَانَ الدُّنْيَا دَمًا عَبِيْطًا أَيْ طَرِيًّا لَكَانَ قُوْتُ الْمُؤْمِنِ حَلَالًا وَفِي لَفْظٍ لَكَانَ نَصِيْبُ الْمُؤْمِنِ حَلَالًا قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا يُعْرَفُ لَهُ إِسْنَادٌ وَ

اگر دنیا تازہ خون ہوتی۔ تو مسلمان کی روزی ہوتی۔ اور حلال ہوتی۔ اور ایک روایت میں ہے۔ مومن کا حصہ ہوتی اور حلال ہوتی سخاوی رح کہتے ہیں۔ اس کی سند معلوم نہیں۔ زرکشی رح کہتے ہیں اس کی کوئی

قَالَ الزَّرْكَشِيُّ لَا أَصْلَ لَهُ وَسَكَتَ عَنْهُ السُّيُوطِيُّ لٰكِنْ مَعْنَاهُ صَحِيحٌ لِأَنَّهُ يَصِيرُ مُضْطَرًّا فَيَكُونُ أَكْلُهُ حَلَالًا۔

زرکشی رح نے فرمایا اس کی اصل نہیں، سیوطی رح نے اس سے سکوت اختیار کیا ہے۔ لیکن اس کے معنی صحیح ہیں، کیونکہ انسان مضطر ہو جاتا ہے اور وہ حلال ہو جاتی ہ

۳۷۸۔ حَدِيثُ لَوْ كَانَ الْأَرُزُّ رَجُلًا لَكَانَ حَلِيمًا قَالَ ابْنُ الْقَيِّمِ فِي الْهَدْيِ النَّبَوِيِّ هُوَ مَوْضُوعٌ وَتَبِعَهُ الْعَسْقَلَانِيُّ فَقَالَ هُوَ مَوْضُوعٌ وَإِنْ كَانَ يَجْرِيْ عَلَى الْأَلْسِنَةِ وَكَذَا أَحَادِيثُ الْأَرُزِّ مَوْضُوعَةٌ كُلُّهَا قُلْتُ قَدْ تَقَدَّمَ عَنْ عَلِيٍّ رَفَعَهُ سَيِّدُ طَعَامِ الدُّنْيَا اللَّحْمُ ثُمَّ الْأَرُزُّ أَخْرَجَهُ أَبُو نُعَيْمٍ فِي الطِّبِّ النَّبَوِيِّ وَالدَّيْلَمِيُّ

اگر چاول آدمی ہوتا تو بردبار ہوتا ابن قیم ہدی النبی میں فرماتے ہیں، یہ موضوع ہے اور عسقلانی رح نے بھی ان ہی کی اتباع کی ہے وہ فرماتے ہیں، یہ موضوع ہے اگرچہ لوگوں کی زبان پر جاری ہے، اسی طرح تمام چاول کی احادیث موضوع ہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں حضرت علی رض سے مرفوعاً گذر چکا کہ تمام کھانوں کا سردار گوشت پھر چاول ہیں، ابو نعیم رح نے طب نبوی میں اور دیلمی رح نے اسے روایت کیا ہے ہ

۳۷۹۔ حَدِيثُ لَوْ كَانَ الْخَضِرُ حَيًّا لَزَارَنِي قَالَ الْحَافِظُ الْعَسْقَلَانِيُّ لَمْ يَثْبُتْ مَرْفُوعًا وَقَالَ الْحَافِظُ الْخَيْضَرِيُّ لَا يُعْرَفُ لَهُ إِسْنَادٌ وَإِنَّمَا هُوَ مِنِ اخْتِلَاقِ بَعْضِ

اگر خضر زندہ ہوتے تو میری زیارت کرتے، عسقلانی رح فرماتے ہیں۔ یہ مرفوعاً ثابت نہیں، حافظ خیضری رح فرماتے ہیں، اس کی سند معلوم نہیں، اور یہ بعض کذابین کے اختلاف کی بنا پر

لٰكِنْ ابْنُ الْاثِيْرِ يَقُوْلُ الشَّيْخُ ابْنُ عَطَاءٍ فِيْ لَطَائِفِ الْمِنَنِ لَمْ يَتَعَقَّبْهُ اَهْلُ الْحَدِيْثِ مَحْمُوْلٌ عَلٰى عَدَمِ وُصُوْلِ كَلَامِ الْاَئِمَّةِ اِلَيْهِ وَقَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَشْرَبَهُمْ ؞	ہے۔ شیخ ابن العطاء لطائف المنن میں فرماتے ہیں محدثین نے جو اس قول پر اعتراض نہیں کیا۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ انہیں ائمہ کا کلام نہیں پہنچا۔ ورنہ اس کے مخرج کو جانتا ہے ؞
۳۸۔ حَدِيْثُ لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ قَالَ الصَّغَانِيُّ اَنَّهُ مَوْضُوْعٌ كَذَا فِي الْخُلَاصَةِ لٰكِنْ مَعْنَاهُ صَحِيْحٌ فَقَدْ رَوَى الدَّيْلَمِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَرْفُوْعًا اَتَانِيْ جِبْرِيْلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ لَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ الْجَنَّةَ وَلَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ النَّارَ وَفِيْ رِوَايَةِ ابْنِ عَسَاكِرَ لَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا ؞	اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔ صغانی رح کہتے ہیں یہ موضوع ہیں۔ لیکن اس کے معنیٰ صحیح ہیں، کیونکہ دیلمی رح نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مرفوعاً روایت کیا ہے اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نہ ہوتے تو نہ میں جنت پیدا کرتا نہ دوزخ۔ اور ابن عساکر رح کی روایت میں ہے کہ میں دنیا پیدا نہ کرتا ؞
۳۹۔ حَدِيْثُ لَوْ مُنِعَ النَّاسُ عَنْ فَتِّ الْبَعْرِ لَفَتُّوْهُ وَقَالُوْا مَا نُهِيْنَا عَنْهُ اِلَّا وَفِيْهِ شَيْءٌ ذَكَرَهُ فِي الْاِحْيَاءِ وَقَالَ الْعِرَاقِيُّ لَمْ اَجِدْهُ قُلْتُ وَلٰكِنْ مَعْنَاهُ مِنْ قَوْلِهٖ	اگر لوگوں کو مینگنی مارنے سے منع کیا جاتا تو وہ ضرور مارتے رصحابہ کہتے ہیں ہمیں کسی شئے سے منع نہیں کیا گیا۔ مگر اس میں کچھ نہ کچھ عیب ضرور تھا۔ یہ روایت احیاء میں موجود ہے۔ عراقی رح کہتے ہیں۔ اس کا کہیں وجود نہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اس کے معنیٰ اس

تعالیٰ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ وَقَوْلُ الشَّيْطَانِ مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ أَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخَالِدِيْنَ ۔	آیت سے ماخوذ ہیں کہ اس درخت کے قریب نہ جانا، اور شیطان کا یہ قول، کہ اللہ نے تمہیں اس درخت سے اس لئے منع کیا ہے کہ کہیں تم فرشتہ نہ بن جاؤ یا تم اس میں ہمیشہ نہ رہنے لگو،
۳۸۲ ۔ حَدِيْثُ لَوْ وُزِنَ خَوْفُ الْمُؤْمِنِ وَرَجَاؤُهٗ لَاعْتَدَلَا لَا أَصْلَ لَهٗ فِي الْمَرْفُوْعِ وَإِنَّمَا يُؤْثَرُ عَنْ بَعْضِ السَّلَفِ كَمَا فِي الْمَقَاصِدِ قَالَ الزَّرْكَشِيُّ لَا أَصْلَ لَهٗ لٰكِنْ قَالَ السُّيُوْطِيُّ أَخْرَجَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَحْمَدَ فِي زَوَائِدِ الزُّهْدِ عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِيِّ نَحْوَهٗ بِلَفْظِ كَانَا سَوَاءً وَتَحْقِيْقُ مَعْنَاهُ فِي بَابِ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ فِي شَرْحِ عَيْنِ الْعِلْمِ ۔	اگر مومن کا خوف اور اس کی امید کو وزن کیا جاوے۔ تو برابر ہوں گے، اس کی مرفوع حدیث میں کوئی اصل نہیں، اور مقاصد میں ہے کہ یہ بعض سلف کے کلام سے نقل کیا گیا ہے، زرکشی کہتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں، سیوطی رح کہتے ہیں عبداللہ بن احمد نے اسے زوائد الزہد میں ثابت البنانی کا قول بیان کیا ہے، اس کے معنی کی تحقیق باب الخوف والرجاء شرح عین العلم میں ہے ۔

فائدہ ۔ ایک روایت میں آتا ہے، کہ ایمان خوف اور امید کے درمیان ہے، در اصل ہر دو کا مقصد یہ ہے کہ ایمان کی دو شقیں ہیں، ایک خوف خداوندی دوسرے خدا سے رحمت کی امید، اگر خوف ہے اور اس کی رحمت کی امید نہیں اور اگر امیدوار رحمت ہے۔ لیکن خوف نہیں تب بھی مومن نہیں۔ مومن کے دل

میں خوف ورجار مساوی ہونے چاہئیں۔

۳۸۳۔ حَدِیْثُ لَوْ عَلِمَ النَّاسُ مَا فِی الْحِلْیَۃِ اشْتَرَوْهَا وَلَوْ بِوَزْنِهَا ذَهَبًا رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْكَبِیْرِ مِنْ حَدِیْثِ سَلَمَۃَ بْنِ سُلَیْمَانَ الْخَبَازِیِّ بِسَنَدِهٖ اِلٰی مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ مَرْفُوْعًا وَالْخَبَازِیُّ كَذَّابٌ ذَكَرَهُ السَّخَاوِیُّ وَقَالَ الزَّرْكَشِیُّ رَوَاهُ ابْنُ عَدِیٍّ مِنْ حَدِیْثِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَهُوَ ضَعِیْفٌ وَقَالَ السُّیُوْطِیُّ بَلْ هُوَ مَوْضُوْعٌ۔

اگر لوگ یہ جان لیں۔ کہ عادات میں کیا خوبیاں ہیں تو اسے سونے سے وزن کرکے خریدیں۔ طبرانی رح نے کبیر میں سلمۃ بن سلیمان الخبازی کی سند سے معاذ بن جبل رض سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ سخاوی رح کہتے ہیں۔ خبازی کذاب ہے۔ زرکشی رح کہتے ہیں۔ ابن عدی رح نے اسے معاذ بن جبل رض سے روایت کیا ہے۔ اور یہ حدیث ضعیف ہے۔ سیوطی رح کہتے ہیں بلکہ یہ موضوع ہے۔

۳۸۴۔ حَدِیْثُ اللِّوَاءِ یَحْمِلُہٗ عَلِیٌّ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ قَالَ الْاَنْطَاكِیُّ فِی حَاشِیَۃِ الشِّفَاءِ ذَكَرَهُ ابْنُ الْجَوْزِیِّ فِی الْمَوْضُوْعَاتِ۔

جھنڈے کو قیامت کے روز علی رض اٹھائیں گے۔ انطاکی حاشیۃ الشفار میں لکھتے ہیں۔ ابن الجوزی رح نے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے۔

۳۸۵۔ حَدِیْثُ لَیْسَ لِفَاسِقٍ غِیْبَۃٌ وَقَالَ السَّخَاوِیُّ بَعْدَ اِیْرَادِ حَدِیْثٍ فِی مَعْنَاهُ وَبِالْجُمْلَۃِ فَقَدْ قَالَ الْعُقَیْلِیُّ اِنَّہٗ لَیْسَ لِهٰذَا

فاسق کے لئے غیبت نہیں۔ سخاوی رح اس معنی کی حدیث نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں۔ عقیلی رح کہتے ہیں۔ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں۔ قلانسی رح کہتے ہیں یہ منکر ہے

الْحَدِيثِ اَصْلٌ وَقَالَ الْعَلَانِيُّ اَنَّهُ مُنْكَرٌ انْتَهَى وَقَالَ الْمَنُوفِيُّ وَحَسَّنَهُ الْهَرَوِيُّ وَلَيْسَ كَذٰلِكَ فَقَدْ صَرَّحَ جَمْعٌ مِنْ مُحَقِّقِي الْحُفَّاظِ بِاَنَّهُ مُنْكَرٌ مَوْضُوْعٌ لَا اَصْلَ لَهُ قُلْتُ وَالْحَدِيثُ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ وَغَيْرُهُ مِنْ حَدِيثِ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ مَرْفُوْعًا بِهٖ لٰكِنْ سَنَدُهُ ضَعِيفٌ وَهٰذَا مَعْنٰى قَوْلِ الْحَاكِمِ اَنَّهُ غَيْرُ صَحِيحٍ وَلَا مُعْتَمَدٍ وَاَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ فِي السُّنَنِ وَفِي الشُّعَبِ اَيْضًا عَنْ اَنَسٍ رَفَعَهُ مَنْ اَلْقٰى جِلْبَابَ الْحَيَاءِ فَلَا غِيبَةَ لَهُ قَالَ السُّهَيْلِيُّ اَنَّهُ لَيْسَ بِقَوِيٍّ وَقَالَ قَدْ مَرَّ فِي اِسْنَادِهٖ ضُعْفٌ انْتَهٰى فَيَحْصُلُ اَنَّهُ غَيْرُ مَوْضُوْعٍ بَلْ ضَعِيفٌ لِذَاتِهٖ اَوْ حَسَنٌ لِغَيْرِهٖ بِنَاءً عَلٰى تَعَدُّدِ طُرُقِهٖ ۔

منوفیؒ کہتے ہیں۔ اسے ہرویؒ نے حسن قرار دیا ہے۔ لیکن یہ صحیح نہیں۔ کیونکہ حفاظ کی ایک جماعت نے اس بات کی تصریح کی ہے۔ کہ یہ منکر ہے۔ موضوع ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔ ملا علیؒ قاری فرماتے ہیں اس حدیث کو طبرانیؒ وغیرہ نے معاویہ رضؓ بن حیدہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ لیکن سند اس کی ضعیف ہے۔ اور حاکم کے قول کا بھی یہی مقصد ہے۔ کہ یہ صحیح نہیں اور نہ اعتماد کے قابل ہے۔ بیہقیؒ نے سنن اور شعب میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ کہ جو حیا کی چادر اتار دے اس کی غیبت نہیں۔ سہیلیؒ کہتے ہیں یہ قوی نہیں۔ اور یہ گذر چکا۔ کہ اس کی سند میں ضعف ہے۔ تو حاصل یہ نکلا کہ یہ موضوع نہیں بلکہ ضعیف لذاتہ یا حسن لغیرہ ہے۔ کیونکہ اس سندات متعدد ہیں۔

۳۸۶ - حَدِيثُ لَيْسَ لِلْمُؤْمِنِ

مومن کے لئے خدا سے ملنے کے

رَاحَةَ دُوْنَ الْخُلُوْدِ بِهِ رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ نَصْرٍ فِيْ قِيَامِ اللَّيْلِ لَهُ عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ مِنْ قَوْلِهِ وَفِي الْمَرْفُوْعِ إِنَّمَا الْمُسْتَرِيْحُ مَنْ غُفِرَ لَهُ ذَكَرَهُ السَّخَاوِيُّ۔

علاوہ کوئی راحت نہیں۔ اسے محمد بن نصر نے قیام اللیل میں وہب رح بن منبہ سے ان کا قول نقل کیا ہے۔ اور مرفوعاً یہ مروی ہے کہ فائدہ میں وہ ہے جس کی مغفرت کر دی جائے۔

۳۸۷۔ حَدِيْثُ لِيْ مَعَ اللهِ وَقْتٌ لَا يَسَعُ فِيْهِ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ يَذْكُرُهُ الصُّوْفِيَّةُ كَثِيْرًا وَهُوَ فِيْ رِسَالَةِ الْقُشَيْرِيِّ لٰكِنْ بِلَفْظِ لِيْ وَقْتٌ لَا يَسَعُنِيْ فِيْهِ غَيْرُ رَبِّيْ قُلْتُ وَيُؤْخَذُ مِنْهُ أَنَّهُ أَرَادَ بِالْمَلَكِ الْمُقَرَّبِ جِبْرِيْلَ وَبِالنَّبِيِّ الْمُرْسَلِ نَفْسَهُ الْجَلِيْلَ وَفِيْهِ إِيْمَاءٌ إِلَى مَقَامِ الْاِسْتِغْرَاقِ بِاللِّقَاءِ الْمُعَبَّرِ عَنْهُ بِالسُّكْرِ وَالْمَحْوِ وَالْفَنَاءِ۔

میرے لئے اللہ کے ساتھ ایسا وقت ہے۔ جس میں نہ تو کوئی مقرب فرشتہ پہنچ سکتا ہے، اور نہ کوئی نبی مرسل۔ اس کا اکثر صوفیا تذکرہ کرتے ہیں۔ اور یہ رسالہ قشیری میں ان الفاظ کے ساتھ ہے، میرے لئے ایک ایسا وقت ہے جس میں میرے پاس خدا کے سوا کوئی نہیں آ سکتا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ فرشتہ مقرب سے مراد جبرئیل اور نبی مرسل سے مراد خود آپ کی ذات ہے اور اس میں اشارہ مقام استغراق کی طرف ہے جسے آپ سکر، محو اور فنا سے تعبیر کر سکتے ہیں۔

حرف المیم!

۳۸۸۔ حَدِيْثُ مَا أَخَافُ عَلَى

میں اپنی امت پر کسی شے کا اتنا خوف نہیں

أُمَّتِي فِتْنَةً أَخْوَفُ عَلَيْهَا مِنَ النِّسَاءِ وَالْخَمْرِ بَيَّضَ لَهُ السَّخَاوِيُّ وَلَمْ يَتَكَلَّمْ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ الرَّبِيعِ إِمَّا لَفْظُهُ فَلَمْ أَجِدْهُ مُسْنَدًا وَأَمَّا شَوَاهِدُهُ فَكَثِيرَةٌ جِدًّا نَعَمْ عِنْدَ الدَّيْلَمِيِّ بِلَا سَنَدٍ عَنْ عَلِيٍّ رَفَعَهُ مَا أَخَافُ عَلَى أُمَّتِي فِتْنَةً أَخْوَفُ عَلَيْهَا مِنَ النِّسَاءِ وَالْخَمْرِ۔

کرتا جتنا عورتوں اور شراب کا۔ سخاوی نے اس کی سرخی بنائی ہے۔ اور اس پر کوئی کلام نہیں کیا۔ ابن الربیع کہتے ہیں۔ میں اس کے الفاظ بالسند نہیں پاتا۔ لیکن اس کے شواہد بہت سے ہیں۔ دیلمی رح میں حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مرفوعاً بلا سند یہ روایت مروی ہے۔

۳۸۹۔ حَدِيثُ مَا أَعْلَمُ مَا خَلْفَ جِدَارِي هٰذَا قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ لَا أَصْلَ لَهُ۔

میں نہیں جانتا۔ میری اس دیوار کے پیچھے کیا ہے۔ عسقلانی کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں۔

۳۹۰۔ حَدِيثُ مَا أَفْلَحَ سَمِينٌ مِنْ كَلَامِ الشَّافِعِيِّ وَقَالَ الْإِمَامُ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ وَذٰلِكَ لِأَنَّهُ لَا يَخْلُو الْعَاقِلُ مِنْ أَنْ يَهْتَمَّ لِآخِرَتِهِ أَوْ لِدُنْيَاهُ وَالشَّحْمُ لَا يَنْعَقِدُ مَعَ الْهَمِّ وَإِذَا خَلَا مِنْهُمَا صَارَ فِي حَدِّ الْبَهَائِمِ وَأَنْشَدُوا لِلشَّيْخِ سَيْفِ الدِّينِ الْبَاخَرْزِيِّ

نہیں کامیاب ہوا موٹا۔ یہ امام شافعی رح کا کلام ہے۔ امام محمدؒ بن الحسن فرماتے ہیں۔ یہ اس بنا پر ہے۔ کہ عاقل دنیا و آخرت کی تہمت سے بری نہیں ہوتا۔ اور موٹا کسی کوشش میں مشغول نہیں ہوتا۔ اور جب وہ دین و دنیا دونوں کی کوششوں سے خالی ہوا۔ تو چوپایوں کی حد میں

البخاری۔ شعر | داخل ہو گیا۔

يَقُولُونَ اَجْسَامُ الْمُحِبِّيْنَ نَضْوَةٌ
وَاَنْتَ سَمِيْنٌ لَسْتَ غَيْرَ مُرَائِيْ
فَقَالَ لِاَنَّ الْحُبَّ خَالَفَ طَبْعَهُمْ
وَوَافَقَهُ طَبْعِيْ فَصَارَ غِذَائِيْ

لوگ کہتے ہیں کہ عاشقوں کے جسم لاغر ہیں کہ دیکھے نہیں جاتے اور تو موٹا ہے تو اس نے کہا کہ یہ اس وجہ سے کہ محبت ان کی طبیعت کے خلاف ہے! اور وہ میری طبیعت کے موافق ہے اس لئے میری غذا ہو گئی:

۳۹۱ - حَدِيْثُ مَا اَفْلَحَ صَاحِبُ عِيَالٍ قَطُّ رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ بِسَنَدِهٖ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا بِهٖ وَقَالَ ابْنُ عَدِيٍّ هُوَ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ مُنْكَرٌ اِنَّمَا هُوَ مِنْ كَلَامِ ابْنِ عُيَيْنَةَ ۔

عیال دار کبھی کامیاب نہیں ہوا اسے دیلمی رح نے بالسند حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ ابن عدی رح کہتے ہیں یہ حضور سے روایت کرنا منکر ہے۔ بلکہ یہ سفیان بن عیینہ کا قول ہے۔

۳۹۲ - حَدِيْثُ مَا اَنْصَفَ الْقَارِئُ الْمُصَلِّيَ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ لَا اَعْرِفُهٗ وَيُغْنِيْ قَوْلُهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَا يَجْهَرُ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ بِالْقُرْاٰنِ وَهُوَ صَحِيْحٌ مِنْ حَدِيْثِ الْبَيَاضِيِّ فِي الْمُوَطَّا وَاَبِيْ دَاوُدَ وَغَيْرِهِمَا ۔

نماز پڑھنے والے قاری نے کتنا انصاف کیا۔ عسقلانی رح کہتے ہیں میں اسے نہیں پہچانتا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان کہ ایک دوسرے پر قرآن زور سے نہ پڑھو۔ یہ صحیح ہے بیاضی رح سے موطا اور ابو داؤد وغیرہ میں مروی ہے۔

۳۹۳ - حَدِيْثُ مَا اُوْتِيَ قَوْمٌ | جس قوم کو منطق عطا کی گئی اس نے عمل

بِالْمَنْطِقِ إِلَّا مَنَعُوا الْعَمَلَ كَذَا فِي الْإِحْيَاءِ وَقَالَ الْعِرَاقِيُّ لَمْ أَجِدْ لَهُ أَصْلًا وَلَعَلَّ الْمُرَادُ بِالْمَنْطِقِ الْجَدَلُ

کو چھوڑ دیا۔ یہ احیاء میں ہے عراقی رح کہتے ہیں میں اس کی کوئی اصل نہیں پاتا اور ہو سکتا ہے منطق سے مراد جھگڑا ہو۔

٣٩٤ - حَدِيثُ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَلِيٍّ جَاهِلٍ وَلَوِ اتَّخَذَهُ لَعَلَّمَهُ يَعْنِي لَوْ أَرَادَ اتِّخَاذَهُ وَلِيًّا لَعَلَّمَهُ ثُمَّ اتَّخَذَهُ وَلِيًّا وَإِذَا اتَّخَذَهُ وَلِيًّا لَعَلَّمَهُ وَالْمَعْنَى الْأَوَّلُ لِلسَّالِكِينَ الْمُرِيدِينَ وَالثَّانِي لِلْمَجْذُوبِينَ الْمُرَادِينَ لٰكِنْ لَفْظُهُ لَيْسَ بِثَابِتٍ وَقَدْ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ أَقِفْ عَلَيْهِ مَرْفُوعًا.

اللہ تعالیٰ کسی جاہل کو دوست نہیں بناتا۔ اگر کسی کو دوست بنانا چاہتا ہے تو اسے علم دیتا ہے۔ پھر اسے دوست بناتا ہے۔ اور جب اسے دوست بنا لیتا ہے، تو تعلیم دیتا ہے پہلے جملہ سے مراد سالکین مریدین اور دوسرے سے مراد مجذوبین ہیں۔ لیکن اس کے الفاظ ثابت نہیں۔ سخاوی رح کہتے ہیں میں اس سے مرفوعاً واقف نہیں۔

٣٩٥ - حَدِيثُ مَا اسْتَرْذَلَ الْعَبْدُ عَبْدَ إِلَّا حَظَرَ عَلَيْهِ الْعِلْمَ وَالْأَدَبَ قَالَ فِي الْمِيزَانِ هُوَ بَاطِلٌ

جب کوئی بندہ بندے کو ذلیل کرنا چاہتا ہے تو اس پر علم و ادب کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے ذہبی رح میزان میں فرماتے ہیں یہ باطل ہے۔

٣٩٦ - حَدِيثُ مَا بُدِئَ بِشَيْءٍ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ إِلَّا وَقَدْ تَمَّ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ أَقِفْ لَهُ عَلَى أَصْلٍ وَيُعَارِضُهُ حَدِيثُ جَابِرٍ

بدھ کے روز جو بھی کام شروع کیا جائے پورا ہو جاتا ہے۔ سخاوی کہتے ہیں میں اس کی اصل سے واقف نہیں۔ اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث جو مرفوعاً مروی

مَرْفُوْعًا يَوْمُ الْاَرْبَعَاءِ يَوْمُ نَحْسٍ مُسْتَمِرٍّ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ وَهُوَ ضَعِيْفٌ اِنْتَهٰى وَفِيْهِ اَنَّ مَعْنَاهُ كَانَ يَوْمًا نَحْسًا مُسْتَمِرًّا عَلَى الْكُفَّارِ فَمَفْهُوْمُهُ اَنَّهُ سَعْدٌ مُسْتَقِرٌّ عَلَى الْاَبْرَارِ وَقَدِ اعْتَمَدَ مِنْ اَئِمَّتِنَا صَاحِبُ الْهِدَايَةِ عَلٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ وَكَانَ يَعْمَلُ بِهٖ فِي ابْتِدَاءِ دَرْسِهٖ وَقَدْ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ بَلَغَنِيْ عَنْ بَعْضِ الصَّالِحِيْنَ مِمَّنْ لَقِيْنَاهُ اَنَّهُ قَالَ اشْتَكَتِ الْاَرْبِعَاءُ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى تَشَاؤُمَ النَّاسِ بِهَا فَمَنَحَهَا اَنَّهَا مَا تُبْدِئُ بِشَيْءٍ اِلَّا وَتَمَّ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ ۔

ہے۔ اس کے مخالف ہے۔ کہ بدھ کا روز نحس ہے۔ طبرانی رح نے اسے اوسط میں روایت کیا ہے۔ اور یہ ضعیف ہے اور ہو سکتا ہے۔ اس سے مراد یہ ہو کہ یہ کفار کے لئے نحس ہے۔ اور نیک لوگوں کے لئے مستقل طور پر سعد ہے اور ہمارے ائمہ میں سے صاحب ہدایہ نے اس پر عمل کیا۔ کہ وہ اپنے درس کی ابتدار اسی روز کرتے۔ عسقلانی رح فرماتے ہیں بعض صلحار سے جس سے میں ملا ہوں یہ خبر پہنچی ہے۔ کہ بدھ کے روز نے اللہ تعالے سے شکایت کی۔ کہ لوگ اس سے بدفالی لیتے ہیں۔ اسے یہ چیز عطا کی گئی کہ جو کام بھی اس روز شروع کیا جائے وہ پورا ہو جائے۔ اور اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے ؛

۳۹۷ - حَدِيْثُ مَا اَبْعَدَ طَرِيْقٍ اَدّٰى اِلٰى صَدِيْقٍ مِنْ كَلَامِ ذِي النُّوْنِ الْمِصْرِيِّ وَفِيْ مَعْنَاهُ مَا بَعُدَ مَصِيْرٌ عَنْ حَبِيْبٍ ۔

جو راستہ دوست کی طرف لے جاتا ہے۔ وہ کتنا دور ہے۔ یہ ذی النون مصری کا کلام۔ معنی اس کے یہ ہیں کہ دوست تک پہنچنے کی راہ کتنی بعید ہے ۔

۳۹۸۔ حَدِیْثُ مَا بَکَیْتُ مِنْ دَهْرٍ اِلَّا بَکَیْتُ عَلَیْهِ هُوَ مِنْ کَلَامِ ابْنِ عَبَّاسٍ بِمَعْنَاهُ ۔

میں زمانہ کے باعث نہیں رویا، بلکہ زمانہ پر رو دیا ہوں۔ وہ ابن عباسؓ کے کلام کے معنی ہیں۔

۳۹۹۔ حَدِیْثُ مَا تَرَکَ الْقَاتِلُ عَلَی الْمَقْتُوْلِ مِنْ ذَنْبٍ قَالَ ابْنُ کَثِیْرٍ فِیْ تَارِیْخِهٖ اِنَّهٗ لَا یُعْرَفُ لَهٗ اَصْلٌ بِهٰذَا اللَّفْظِ وَمَعْنَاهُ صَحِیْحٌ کَمَا اَخْرَجَهُ ابْنُ حِبَّانَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا بِلَفْظِ اِنَّ السَّیْفَ مَحَّاءٌ لِلْخَطَایَا وَلِلْبَیْهَقِیِّ فِیْ حَدِیْثٍ مَرْفُوْعٍ اَلْقَتْلٰی ثَلَاثَةٌ فَذَکَرَهُ اِلٰی اَنْ قَالَ فِی الرَّجُلِ الْمُؤْمِنِ الْمُقْتَرِفِ عَلٰی نَفْسِهٖ الْمَقْتُوْلِ فِی الْجِهَادِ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی اَنَّ السَّیْفَ مَحَّاءٌ لِلْخَطَایَا وَفِی الْمُنَافِقِ الْمَقْتُوْلِ فِی الْجِهَادِ اِنَّ السَّیْفَ لَا یَمْحُوا النِّفَاقَ وَقَالَ السُّیُوْطِیُّ حَدِیْثُ السَّیْفِ مَحَّاءٌ لِلْخَطَایَا اَخْرَجَهُ اَحْمَدُ وَابْنُ حِبَّانَ

قاتل نے مقتول پر کوئی گناہ نہیں چھوڑا ابن کثیر اپنی تاریخ میں فرماتے ہیں۔ ان الفاظ کے ساتھ کوئی اصل نہیں پہچانی جاتی، لیکن اس کے معنی صحیح ہیں۔ جیسا کہ ابن حبانؒ نے ابن عمرؓ سے ان الفاظ کے ساتھ مرفوعاً روایت کیا ہے، کہ تلوار گناہوں کو مٹانے والی ہے۔ اور بیہقی رحؒ نے مرفوع حدیث میں روایت کیا ہے۔ کہ مقتول تین ہیں حتیٰ کہ بیہقی رحؒ نے اس مومن کے بارے میں جس نے اپنے نفس پر زیادتی کی ہو۔ اور وہ جہاد فی سبیل اللہ میں مقتول ہو کہ تلوار گناہوں کو مٹانے والی ہے، اور اس منافق کے بارے میں جو جہاد میں مقتول ہو جائے یہ روایت ہے کہ تلوار نفاق کو نہیں مٹاتی۔ سیوطیؒ کہتے ہیں یہ حدیث کہ تلوار گناہوں کو مٹانے والی ہے اسے احمدؒ اور ابن حبانؒ نے عتبہ بن عبید

مِنْ حَدِيْثِ عُتْبَةَ بْنِ عُبَيْدٍ وَ اَخْرَجَهُ الدَّيْلَمِيُّ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ عَنْ عَائِشَةَ قَتْلُ الصَّبْرِ لَا يَمُرُّ عَلٰى ذَنْبٍ اِلَّا مَحَاهُ وَاَخْرَجَهُ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ مِنْ مُرْسَلِ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ مَنْ قُتِلَ صَبْرًا كَانَ كَفَّارَةً لِخَطَايَاهُ وَاَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الشُّعَبِ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ قَالَ مَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا كَفَّرَ اللّٰهُ عَنْهُ كُلَّ ذَنْبٍ قَالَ وَذٰلِكَ فِي الْقُرْاٰنِ اِنِّيْ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْءَ بِاِثْمِيْ وَاِثْمِكَ اِنْتَهٰى وَفِي اسْتِدْلَالِهِ بِالْقُرْاٰنِ بَحْثٌ ظَاهِرُ الْعَيَانِ ۔

سے روایت کیا ہے۔ ابونعیمؒ اور دیلمیؒ نے عائشہ رضؓ سے روایت کیا ہے۔ باندھ کر قتل کرنا مقتول نے جو بھی گناہ کیا ہے۔ اسے معاف کر دیتا ہے۔ سعید بن منصورؒ نے عمروؒ بن شعیب سے مرسلاً روایت کیا ہے۔ جو باندھ کر قتل کیا جائے۔ اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ بیہقیؒ نے شعب الایمان میں اوزاعیؒ سے روایت کیا ہے۔ جو مظلوم قتل کیا جائے اللہ تعالیٰ اس کے ہر گناہ کو مٹا دیتا ہے اور یہ قرآن میں بھی موجود ہے میں تیرے اور اپنے دونوں کے گناہ سمیٹنے کا ارادہ کرتا ہوں۔ اور قرآن سے یہ استدلال کرنا بحیثیت الفاظ ہے۔

۴۰۰ - حَدِيْثُ مَا تَعَاظَمَ عَلٰى اَحَدٍ مَرَّتَيْنِ هُوَ مِنْ كَلَامِ غَيْرِ وَاحِدٍ مِنَ السَّلَفِ فَفِي الْمُجَالَسَةِ لِلدِّيْنَوَرِيِّ عَنِ الْاَصْمَعِيِّ قَالَ قَالَ اَعْرَابِيٌّ مَا اَتَاهُ عَلٰى اَحَدٍ مَرَّتَيْنِ قِيْلَ وَكَيْفَ ذٰلِكَ قَالَ اِنَّهُ اِذَا

کسی پر دو مرتبہ آنا کتنا بڑا ظلم ہے۔ یہ بہت سے اسلاف کا کلام ہے۔ دینوری رح کی مجالسہ میں اصمعی رح سے مروی ہے۔ کہ ایک اعرابی نے کہا میں کسی کے پاس دوبارہ نہیں آتا۔ اس سے

أتاه على مرة لم أعد إليه قلت وممّا يؤيّد معناه حديث لا يلدغ المؤمن من جحر مرتين وعن الأصمعي أيضا قال قال لي رجل ما رأيت ذا كبر قط إلّا تحوّل داؤه فيّ يريد إني أتكبر عليه.

دریافت کیا گیا یہ کیسے۔ اس نے جواب دیا جب میں کسی کے پاس ایک بار آجاتا ہوں۔ تو اس کے پاس دوبارہ نہیں جاتا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ اس کی تائید یہ حدیث بھی کرتی ہے مومن ایک بھٹ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا نیز اصمعی سے مروی ہے کہ مجھ سے ایک شخص نے کہا کہ میں جب بھی کسی متکبر شخص کو دیکھتا تو اس کی بیماری میری طرف منتقل ہو جاتی ہے یعنی میں اس پر تکبر کرنے لگتا ہوں۔

٤٠١ - حديث ما خلا جسد من حسد قال السخاوي لم أقف عليه بلفظه وقد ورد معناه في نزهة الحفاظ لأبي موسى المدني بسنده عن أنس مرفوعا في حديث طويل كل بني آدم حسود وسنده ضعيف.

کوئی جسم حسد سے خالی نہیں۔ سخاوی رح کہتے ہیں۔ میں ان الفاظ کے ساتھ اس حدیث سے واقف نہیں۔ اور اس کے معنی نزہۃ الحفاظ میں ابو موسی رح المدنی کی سند سے حضرت انس رض سے ایک طویل حدیث میں مرفوعا مروی ہے۔ ہر بنی آدم حاسد ہے۔ اور اس کی سند ضعیف ہے۔

٤٠٢ - حديث ما خلا قصير من حكمة ولا طويل من حماقة قال السخاوي لم أقف عليه لكن ورد عن عائشة مرفوعا جعل الخير كله في الربعة يعني

کوئی پستہ قد حکمت سے اور کوئی لمبا قد حماقت سے خالی نہیں ہوتا۔ سخاوی رح کہتے ہیں میں اس سے واقف نہیں۔ لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مرفوعا مروی ہے کہ اللہ تعالی

الْمُعْتَدِلِ الَّذِي لَيْسَ بِالطَّوِيلِ
وَلَا بِالْقَصِيرِ أَيْ لَا بِالطَّوِيلِ الْبَائِنِ
وَلَا بِالْقَصِيرِ الْمُتَرَدِّدِ بِأَنْ يَكُونَ
مَيْلُهُ إِلَى الطُّولِ كَمَا صَحَّ فِي
شَمَائِلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَعَنِ الْحَسَنِ
بْنِ عَلِيٍّ رَفَعَهُ أَنَّ اللّٰهَ جَعَلَ
الْهَوَجَ فِي الطُّوَالِ وَالْهَوَجُ
بِفَتْحَتَيْنِ الْحُمْقُ وَهُوَ بِالضَّمِّ
قِلَّةُ الْعَقْلِ ۔

نے تمام بھلائی ربعہ یعنی معتدل میں رکھی
ہے۔ اور ربعہ وہ ہوتا ہے جو نہ بہت لمبا ہو
اور نہ بہت چھوٹا۔ بلکہ اس کا قد کچھ لمبائی
کی جانب مائل ہو۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کے اوصاف میں۔ یہ صحیح طور
پر ثابت ہے۔ حسن رض بن علی رضی اللہ
تعالے عنہ سے مرفوعاً مروی ہے۔ کہ اللہ
تبارک و تعالے نے حماقت کو لمبائی
میں رکھا ہے ؛

٤٠٣ ۔ حَدِيثُ مَا رَفَعَ أَحَدٌ
أَحَدًا فَوْقَ قَدْرِهِ إِلَّا وَاتَّضَعَ
عِنْدَهُ مِنْ قَدْرِهِ بِأَزْيَدَ لَيْسَ
فِي الْمَرْفُوعِ لَكِنْ جَاءَ نَحْوُهُ فِي
مَنَاقِبِ الشَّافِعِيِّ لِلْبَيْهَقِيِّ مَا أَكْرَمْتُ
أَحَدًا فَوْقَ مِقْدَارِهِ إِلَّا اتَّضَعَ
مِنْ قَدْرِي عِنْدَهُ بِمِقْدَارِ مَا
أَكْرَمْتُهُ ۔

کسی نے کسی کو اس کی حیثیت سے اوپر
نہیں اٹھایا۔ مگر اس کی حیثیت اس کی
نظروں میں گر گئی۔ یہ مرفوعاً مروی نہیں
بلکہ بیہقی رح کے مناقب شافعی رح میں اس
قسم کا قول موجود ہے۔ میں نے کسی کی
اس کی مقدار سے زیادہ عزت نہیں کی۔ مگر
میں جتنا اس کا اکرام کرتا تھا۔ اتنی ہی اس کے
دل میں میری قدر کم ہو گئی ؛

٤٠٤ ۔ حَدِيثُ مَا ذَاقَ مَجْلِسَ
بِمُحَابَّيْنِ أَخْرَجَهُ الدَّيْلَمِيُّ بِلَا سَنَدٍ

محبت کرنے والوں کے ساتھ مجلس
نے مزا نہیں اٹھایا۔ اسے دیلمی رح نے بلا سند حسن

عَنِ الْحَسَنِ بِهٖ مَرْفُوْعًا اَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الشُّعَبِ مِنْ قَوْلِ ذِي النُّوْنِ الْمِصْرِيِّ بِمَعْنَاهُ ۔	سے مرفوعاً روایت کیا ہے بیہقیؒ نے شعب الایمان میں ذی النون مصری کا قول اسی معنی میں نقل کیا ہے ۔
۴۰۵۔ حَدِيْثُ مَا عَاقَبْتَ مَنْ عَصَى اللهَ فِيْكَ بِمِثْلِ اَنْ يُطِيْعَ اللهَ فِيْهِ بَيَّضَ لَهُ السَّخَاوِيُّ وَلَمْ يَتَكَلَّمْ عَلَيْهِ ۔	جس نے اللہ کی تیرے بارے میں نافرمانی کی میں نے اسے اتنی سزا نہیں دی جتنا اللہ کی اطاعت میں اسے اجر دیا سخاویؒ نے اس کی سرخی باندھی ہے لیکن اس پر کوئی کلام نہیں کیا ۔
۴۰۶۔ حَدِيْثُ مَا عِنْدَ اللهِ بِشَيْءٍ اَعْظَمَ مِنْ جَبْرِ الْقُلُوْبِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا اَعْرِفُهُ فِي الْمَرْفُوْعِ	دلوں کے جوڑنے سے زیادہ کوئی بڑی شئے اللہ کے نزدیک کوئی نہیں ہے سخاویؒ کہتے ہیں میں اسے مرفوعاً نہیں پہچانتا ۔
۴۰۷۔ حَدِيْثُ مَا عَزَلَ مَنْ وَلِيَ وَلَدَهُ قَالَ شَيْخُنَا لَا اَصْلَ لَهُ قُلْتُ بَلْ هُوَ مَوْضُوْعٌ فِي مَبْنَاهُ وَبَاطِلٌ فِي مَعْنَاهُ ۔	کسی ولی نے اپنے بیٹے کو معزول نہیں کیا۔ ہمارے شیخ فرماتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں ملا علی قاری فرماتے ہیں میرے نزدیک یہ موضوع ہے اور معنیٰ بھی باطل ہے ۔
۴۰۸۔ حَدِيْثُ مَا عَزَّتِ النِّيَّةُ فِي الْحَدِيْثِ اِلَّا اَشْرَفَ قَالَ الْخَطِيْبُ لَا يُحْفَظُ مَرْفُوْعًا وَاِنَّمَا هُوَ قَوْلُ ابْنِ هَارُوْنَ ۔	حدیث کی نیت نے جتنی عزت کی خدا تعالیٰ نے اسے شرف بخشا۔ خطیبؒ کہتے ہیں یہ مرفوعاً ثابت نہیں بلکہ ابن ہارون کا قول ہے ۔
۴۰۹۔ حَدِيْثُ مَا عَزَّ بِشَيْءٍ	جس شئے کی زیادہ عزت کی گئی وہی

إِلَّا دَهَانَ وَهُوَ مَعْنَى الْحَدِيثِ الصَّحِيحِ عَنْ أَنَسٍ حَقٌّ عَلَى اللهِ أَنْ لَا يَرْفَعَ شَيْئٌ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا وَضَعَهُ أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ ۔

ذلیل ہوئی۔ یہ ایک حدیث صحیح کے معنی ہیں۔ جو انسؓ سے مروی ہے کہ اللہ پر یہ فرض ہے کہ دنیا میں جب کوئی شئے بلند کی جاتی ہے تو اسے گرا دیتا ہے اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

۴۱۰۔ حَدِيثُ مَا فَضَلَكُمْ أَبُو بَكْرٍ بِفَضْلِ صَوْمٍ وَلَا صَلٰوةٍ وَلٰكِنْ بِشَيْءٍ وَقَرَ فِي قَلْبِهِ أَيْ سَكَنَ وَثَبَتَ وَاسْتَمَرَّ وَاسْتَقَرَّ مِنْ ذِكْرِ الرَّبِّ وَهُوَ فِي الْإِحْيَاءِ وَقَالَ الْعِرَاقِيُّ لَمْ أَجِدْهُ مَرْفُوعًا وَهُوَ عِنْدَ الْحَكِيمِ التِّرْمِذِيِّ فِي النَّوَادِرِ مِنْ قَوْلِ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُزَنِيِّ ۔

ابوبکرؓ کی فضیلت نماز اور روزے کی وجہ سے نہیں، لیکن وہ تو اس شئے کی بنا پر ہے جو ان کے دل میں ذکر خداوندی کی بنا پر راسخ ہو گئی تھی۔ یہ حدیث احیاء میں ہے، عراقی کہتے ہیں۔ میں نے اسے مرفوعاً نہیں پایا۔ لیکن حکیم رحمہ اللہ تعالیٰ ترمذیؒ کی نوادر میں یہ بکر بن عبداللہ المزنی کا قول ہے۔

۴۱۱۔ حَدِيثُ مَا كَثُرَ أَذَانٌ بِبَلْدَةٍ إِلَّا قَلَّ بَرْدُهَا أَخْرَجَهُ الدَّيْلَمِيُّ بِلَا سَنَدٍ عَنْ عَلِيٍّ وَفِي اللَّآلِي حَدِيثُ مَا مِنْ مَدِينَةٍ يَكْثُرُ أَذَانُهَا إِلَّا قَلَّ بَرْدُهَا مَوْضُوعٌ ۔

جب کسی شہر میں اذانیں زیادہ ہوتی ہیں تو اس کی سردی کم ہو جاتی ہے۔ اسے دیلمیؒ نے بلا سند حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے لآلی میں ہے یہ حدیث کہ جب کسی شہر میں اذانیں زیادہ ہوتی ہیں۔ تو اس کی سردی کم ہو جاتی ہے۔ یہ موضوع ہے۔

۴۱۲۔ حَدِيثُ مَا كُلُّ مَرَّةٍ تَسْلَمُ الْجَرَّةُ لَيْسَ بِحَدِيثٍ ۔

ہر بار مٹکا سالم رہتا ہے۔ یہ حدیث نہیں ہے۔

۴۱۳۔ حَدِیْثُ مَا امْتَلأَتْ دَارٌ مِنَ الدُّنْیَا حَبْرَۃً اِلَّا امْتَلأَتْ مِنْهَا عِبْرَۃً قَالَ الْعِرَاقِیُّ رَوَاہُ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عِكْرِمَۃَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ یَحْیَی بْنِ كَثِیْرٍ مُرْسَلًا وَالْحَبْرَۃُ بِفَتْحِ الْحَاءِ الْمُهْمَلَۃِ وَسُكُوْنِ الْمُوَحَّدَۃِ السُّرُوْرُ وَمِنْهُ قَوْلُهٗ تَعَالٰی فَهُمْ فِیْ رَوْضَۃٍ یُحْبَرُوْنَ اَیْ یُسَرُّوْنَ وَالْعَبْرَۃُ الدَّمْعُ السَّائِلُ۔

دنیا کا کوئی گھر نعمتوں سے جب بھی بھرتا ہے۔ تو وہ عبرت سے بھر جاتا ہے۔ عراقی رح کہتے ہیں۔ اسے ابن المبارک نے یحیی رح بن کثیر سے مرسلاً روایت کیا ہے۔ اور حبرہ کے معنی خوشی کے ہیں۔ اسی سے اللہ تعالے کا قول ہے "وہ باغ میں خوش ہوں گے"۔ اور عبرت سے مراد بہنے والا آنسو۔

۴۱۴۔ حَدِیْثُ مَا مِنْ لَیْلَۃٍ اِلَّا یُنَادِیْ مُنَادٍ یَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ مَنْ تَغْبِطُوْنَ فَیَقُوْلُوْنَ اَهْلَ الْمَسَاجِدِ الخ لَمْ یُوْجَدْ لَهٗ اَصْلٌ۔

کوئی رات ایسی نہیں گذرتی جب کہ منادی یہ ندا نہ کرتا ہو۔ کہ اہل قبور تم کس سے رشک کرتے ہو۔ تو وہ جواب دیں گے اہل مساجد سے اس کی کوئی اصل نہیں۔

۴۱۵۔ حَدِیْثُ مَا مِنْ جَمَاعَۃٍ اجْتَمَعَتْ اِلَّا وَفِیْهِمْ وَلِیُّ اللّٰهِ لَا هُمْ یَدْرُوْنَ بِهٖ وَلَا هُوَ یَدْرِیْ بِنَفْسِهٖ لَا اَصْلَ لَهٗ وَهُوَ كَلَامٌ بَاطِلٌ فَاِنَّ الْجَمَاعَۃَ قَدْ تَكُوْنُوْنَ فُجَّارًا یَمُوْتُوْنَ عَلَی الْكُفْرِ وَالْفُجُوْرِ

کوئی جماعت ایسی نہیں جب وہ جمع ہو تو اس میں ایک نہ ایک ولی ضرور ہوتا ہے جسے نہ تو لوگ جانتے ہیں۔ اور نہ وہ خود اپنے آپ کو پہچانتا ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں اور یہ کلام باطل ہے۔ کیونکہ جماعت تو فجار کی بھی ہوتی ہے۔ جو کفر پر مرجاتے ہیں۔ اگر

كَذَا ذَكَرَهُ بَعْضُهُمْ وَلَوْ صَحَّ سَنَدُهُ فَبَابُ التَّأْوِيلِ وَاسِعٌ عِنْدَهُمْ.

اس کی صحیح سند ہو، تو تاویل کا دروازہ بہت وسیع ہے۔

٤١٦ - حَدِيثُ مَا مِنْ نَبِيٍّ نُبِّئَ إِلَّا بَعْدَ الْأَرْبَعِينَ قَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ أَنَّهُ مَوْضُوعٌ ذَكَرَهُ الزَّرْكَشِيُّ وَسَكَتَ عَنْهُ السُّيُوطِيُّ قُلْتُ وَيُعَارِضُهُ نَصُّ قَوْلِهِ تَعَالَى فِي يَحْيَى وَآتَيْنَاهُ الْحُكْمَ صَبِيًّا وَفِي يُوسُفَ وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِأَمْرِهِمْ هَذَا الْآيَةَ وَلَوْ ثَبَتَ يُحْمَلُ عَلَى الْغَالِبِ

جو بھی نبی بنایا گیا ہے وہ چالیس سال کی عمر میں بنایا گیا ہے۔ زرکشیؒ کہتے ہیں ابن الجوزیؒ کا قول ہے یہ موضوع ہے اور سیوطیؒ نے اس سے سکوت اختیار کیا ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ قرآن کی بھی معارض ہے اللہ تعالیٰ یحیی علیہ السلام کے بارے میں فرماتے ہیں، ہم نے انہیں حکم بچپن میں دیا۔ اور یوسف کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے واوحینا الیہ لتنبئنہم بہذا، الآیۃ۔ اگر یہ ثابت بھی ہو جائے تو اکثریت پر محمول ہوگا۔

٤١٧ - حَدِيثُ مَا النَّارُ فِي الْيَبَسِ بِأَسْرَعَ مِنَ الْغِيبَةِ فِي حَسَنَاتِ الْعَبْدِ ذَكَرَهُ فِي الْإِحْيَاءِ وَقَالَ الْعِرَاقِيُّ لَمْ أَجِدْ لَهُ أَصْلًا وَالْيَبَسُ بِفَتْحَتَيْنِ وَبِضَمٍّ فَسُكُونٍ الْيَابِسُ وَالْمُرَادُ بِهِ الْحَطَبُ الْيَابِسُ وَنَحْوُهُ.

خشک چیزوں میں غیبت سے زیادہ بندے کی نیکیوں پر آگ اثر نہیں کرتی اسے غزالی رح نے احیاء میں ذکر کیا ہے۔ عراقی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں، یبس سے مراد خشک لکڑی ہے۔

٤١٨ - حَدِيثُ مَا وَسِعَنِي أَرْضِي وَلَا سَمَائِي وَلَكِنْ وَسِعَنِي قَلْبُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ فِي الْإِحْيَاءِ وَ

مجھے میری زمین اور میرے آسمان نے وسعت نہیں دی، لیکن مومن بندے کے قلب نے مجھے وسعت دی ہے، یہ حدیث احیاء میں ہے

قَالَ الْعِرَاقِيُّ لَمْ أَرَ لَهُ أَصْلًا وَقَالَ
ابْنُ تَيْمِيَّةَ هُوَ مَذْكُورٌ فِي
الْإِسْرَائِيلِيَّاتِ وَلَيْسَ لَهُ إِسْنَادٌ
مَعْرُوفٌ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ
وَفِي الذَّيْلِ وَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَعْنَاهُ
وَسِعَ قَلْبُهُ الْإِيمَانَ بِي وَمَحَبَّتِي
وَإِلَّا فَالْقَوْلُ بِالْحُلُولِ كُفْرٌ وَقَالَ
الزَّرْكَشِيُّ وَضَعَهُ الْمَلَاحِدَةُ
وَقَالَ السُّيُوطِيُّ أَخْرَجَ أَحْمَدُ فِي
الزُّهْدِ عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ
إِنَّ اللهَ فَتَحَ السَّمٰوَاتِ لِحِزْقِيلَ
حَتّٰى نَظَرَ إِلَى الْعَرْشِ فَقَالَ
حِزْقِيلُ سُبْحَانَكَ مَا أَعْظَمَ شَأْنَكَ
يَا رَبِّ فَقَالَ اللهُ إِنَّ السَّمٰوَاتِ
وَالْأَرْضَ ضَعُفَتْ عَنْ أَنْ
تَسَعَنِي وَوَسِعَنِي قَلْبُ الْعَبْدِ
الْمُؤْمِنِ الْوَادِعِ اللَّيِّنِ انْتَهٰى وَفِيهِ
إِيمَاءٌ إِلٰى قَوْلِهِ تَعَالٰى إِنَّا عَرَضْنَا
الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ

عراقی فرماتے ہیں میں نے اس کی کوئی اصل نہیں
پائی۔ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں یہ اسرائیلیات
میں تو موجود ہے، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم سے اس کی کوئی معروف سند نہیں۔ ذیل
میں بھی اسی قسم کا قول ہے اور اس کے معنی
یہ ہیں۔ کہ مومن کا دل مجھ پر ایمان لانے اور
اور میری محبت کی بنا پر وسیع ہو گیا۔ اور اگر
یہ مراد لی جائے کہ میں اس کے قلب میں حلول
کر آیا تو یہ کفر ہے زرکشیؒ کہتے ہیں اس حدیث
کو کفار نے وضع کیا ہے۔ سیوطیؒ کہتے ہیں امام
احمد بن حنبل نے اپنی زہد میں وہب بن منبہ سے
روایت کیا ہے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو حزقیل
کے لئے کھول دیا، حتی کہ اس نے عرش پر نظر ڈالی
حزقیل بولا اے رب تیری شان کتنی بڑی ہے
اللہ تعالیٰ نے فرمایا آسمان و زمین مجھے وسعت دینے
میں عاجز آ گئے۔ مجھے نیک مومن بندے کے دل
نے وسعت دیدی۔ اس میں اشارہ ہے اللہ تعالیٰ
کے اس قول کی جانب "ہم نے اپنی امانت کو زمین
و آسمان پر پیش کیا۔ انہوں نے اسے اٹھانے سے

وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ۔

انکار کر دیا۔ اور اس سے گھبرا گئے لیکن اسے انسان نے اٹھالیا ۔

فائدہ۔ اکثر محدثین اس حدیث کو موضوع قرار دیتے رہے ہیں رہا امام احمد کا وہب بن منبہ سے یہ روایت کرنا تو اولاً تو ملا علی قاری نے اس کی سند بیان نہیں کی ثانیاً وہب بن منبہ تابعی ہیں۔ اور یہ روایت مرسل ہو گئی اور مغیبات میں مرسل ہرگز قابل قبول نہیں ہوتی تیسرے یہ کہ ملا علی قاری نے جو آیت سے استدلال کیا ہے تو مفسرین کا امانت کے معنی میں بہت اختلاف ہے۔ اور ملا علی قاری نے ایک موضوع روایت کو تسلیم کرنے کے لئے جو اس کے معنی مراد لئے ہیں اس کا کوئی مفسر قائل نہیں ۔

۴۱۹۔ حَدِيْثُ مُتْ مُسْلِمًا وَلَا تُبَالِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا اَعْلَمُهُ بِهٰذَا اللَّفْظِ قُلْتُ وَمَعْنَاهُ صَحِيْحٌ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ ۔

مسلم مر اور پرواہ نہ کر۔ سخاوی رح کہتے ہیں۔ میں ان الفاظ سے اسے نہیں جانتا۔ ملا علی رح قاری فرماتے ہیں اس کے معنی صحیح ہیں۔ اللہ تعالے فرماتا ہے تم اسلام کی حالت میں مرو ۔

۴۲۰۔ حَدِيْثُ الْمَجَرَّةُ بَابُ السَّمَاءِ ذَكَرَهُ فِى النِّهَايَةِ مِنْ غَيْرِ عَزْوٍ ۔

مجرہ آسمان کا دروازہ ہے (علم نجوم کے لحاظ سے مجرہ ایک منطقہ کا نام ہے) یہ نہایہ میں مذکور ہے ۔

۴۲۱۔ حَدِيْثُ الْمَحَبَّةُ مُكْبِتَةٌ لَعَلَّهُ هُوَ مَعْنٰى حَدِيْثِ حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِيْ وَيُصِمُّ ۔

محبت اوندھا گرانے والی ہے یہی معنی ہیں اس حدیث کے کہ کسی شئے کی محبت اندھا اور بہرا کر دیتی ہے ۔

۴۲۲ حَدِيثُ مَحَبَّةُ الْآبَاءِ صِلَةٌ فِي الْأَبْنَاءِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ أَقِفْ عَلَيْهِ بِهٰذَا اللَّفْظِ ۔

آباء کی محبت بیٹوں کے لئے صلہ رحمی ہے سخاوی رح کہتے ہیں میں ان الفاظ سے اس سے واقف نہیں ۔

۴۲۳ ۔ حَدِيثُ الْمَحْسُودُ مَرْزُوقٌ بَيَّضَ لَهُ السَّخَاوِيُّ وَلَمْ يَتَكَلَّمْ عَلَيْهِ قُلْتُ لِأَنَّهُ كُلَّمَا حَسَدَهُ إِخْوَانُهُ رُفِعَ شَأْنُهُ إِذَا كَانَ شَاكِرًا لِأَنْعُمِهِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ ۔

جس سے حسد کیا جائے اسے رزق دیا جاتا ہے سخاوی نے اس کی سرخی بنائی ہے لیکن اس پر کوئی کلام نہیں کیا ملا علی قاری فرماتے ہیں جب اس کے بھائی اس سے حسد کرتے ہیں تو اس کی شان خدا کی نعمتوں کا شکر کرنے کی بنا پر بلند ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم میرا شکر کروگے تو میں زیادہ دوں گا ۔

۴۲۴ ۔ حَدِيثُ مِدَادُ الْعُلَمَاءِ أَفْضَلُ مِنْ دِمَاءِ الشُّهَدَاءِ قَالَ الْخَطِيبُ مَوْضُوعٌ ذَكَرَهُ الزَّرْكَشِيُّ وَقَالَ هُوَ مِنْ كَلَامِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ وَرُوِيَ مَرْفُوعًا وُزِنَ حِبْرُ الْعُلَمَاءِ بِدَمِ الشُّهَدَاءِ فَرَجَحَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ السَّخَاوِيُّ رَوَاهُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي الدَّرْدَاءِ مَرْفُوعًا بِلَفْظِ يُوزَنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِدَادُ الْعُلَمَاءِ بِدَمِ الشُّهَدَاءِ وَالْخَطِيبُ فِي تَارِيخِهِ مِنْ حَدِيثِ نَافِعٍ عَنْ

علماء کی سیاہی شہداء کے خون سے افضل ہے خطیب رح کہتے ہیں یہ موضوع ہے ۔ جیسا کہ زرکشی رح نے ذکر کیا ہے ۔ اور یہ حسن بصری کا کلام ہے اور مرفوعاً بھی یہ ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے علماء کی سیاہی شہداء کے خون سے وزن کی گئی تو یہ اس سے وزنی ہو گئی ۔ سخاوی رح کہتے ہیں اسے ابن عبد البر نے ابو الدرداء رض سے مرفوعاً ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے ، علماء کی سیاہی قیامت کے روز شہداء کے خون سے وزن کی جائے گی خطیب نے اپنی تاریخ میں ابن عمر رض سے مرفوعاً روایت کیا ہے علماء کی سیاہی شہداء کے

ابْنِ عُمَرَ رَفَعَهُ وُزِنَ حِبْرُ الْعُلَمَاءِ بِدَمِ الشُّهَدَاءِ فَرَجَحَ عَلَيْهِمْ وَ فِي سَنَدِهِ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ اتُّهِمَ بِالْوَضْعِ قُلْتُ وَمَعْنَاهُ صَحِيحٌ لِأَنَّ نَفْعَ دَمِ الشَّهِيدِ قَاصِرٌ وَ نَفْعُ قَلَمِ الْعَالِمِ مُتَعَدٍّ حَاضِرٌ۔

کے خون سے وزن کی گئی تو اسے ترجیح دی گئی۔ اور اس کی سند میں محمد بن جعفر ہے۔ جس پر وضع کی تہمت ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اس کے معنی صحیح ہیں، کیونکہ شہید کا خون نفع پہنچانے سے قاصر ہے۔ اور عالم کی سیاہی کا نفع متعدی اور ظاہر ہے۔

۴۲۵۔ حَدِيثُ الْمَرْءُ يَسْعَدُ لَا بِأَبِيهِ وَلَا بِجَدِّهِ هُوَ مَعْنَى حَدِيثِ مَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ وَيُمْكِنُ أَنْ يُزَادَ وَيُقَالَ وَلَا بِجَدِّهِ وَلَا بِكَدِّهِ وَقَدْ ضُبِطَ حَدِيثُ لَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ بِفَتْحِ الْجِيمِ وَفِي رِوَايَةٍ بِكَسْرِهَا۔

آدمی اپنی نیک بختی پر ہوتا ہے۔ نہ کہ باپ دادا کی۔ یہ معنی ہیں۔ اس حدیث کے جہاں عمل پہنچ سکتا ہے۔ وہاں نسب نہیں پہنچ سکتا۔ اور اس میں یہ زیادتی بھی ممکن ہے۔ کہ یوں کہا جائے۔ کہ نہ کوشش سے۔ اور یہ حدیث ہے۔ کہ کوشش کرنے والے کی کوشش تجھے نفع نہیں پہنچا سکتی۔

۴۲۶۔ حَدِيثُ الْمَرْءُ عَلَى دِينِ خَلِيلِهِ فَلْيَنْظُرْ بِمَنْ يُخَالِلُ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَحَسَّنَهُ وَغَيْرُهُمْ مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ بِهِ مَرْفُوعًا قَالَ الزَّرْكَشِيُّ فَأَخْطَأَ

آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے تو اسے چاہیئے کہ وہ دیکھ لے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے۔ اسے ابوداؤدؒ اور ترمذیؒ نے روایت کیا ہے اور ترمذیؒ نے اسے حسن قرار دیا ہے اور دیگر محدثین نے اسے ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے زرکشیؒ کہتے ہیں ابن الجوزیؒ نے

ابنُ الجوزي فأوردهُ في الموضوعات
۴۳۷۔ حديثُ المرضُ ينزلُ
جملةً واحدةً والبرءُ ينزلُ قليلًا
قليلًا قالَ السخاويُّ رواهُ الحاكمُ
في تاريخهِ والخطيبُ في المتفقِ
والديلميُّ من طريقِ الحارثِ بنِ
عبدِ اللهِ الصغانيِّ بسندهِ عن
عائشةَ بهِ مرفوعًا وهو باطلٌ
فالصغانيُّ اتُّهمَ بالوضعِ وقد
قالَ الخطيبُ عقيبَ ايرادهِ لهُ
انهُ اخطأَ فيهِ خطأً فظيعًا واتى
امرًا شنيعًا ولا يثبتُ عن النبيِّ
عليهِ الصلوٰةُ والسلامُ بوجهٍ
من الوجوهِ ولا عن احدٍ من
الصحابةِ وانما هو قولُ عروةَ بنِ
الزبيرِ وقالَ السيوطيُّ رواهُ
الديلميُّ والحاكمُ في التاريخِ من
طريقِ عبدِ اللهِ بنِ الحارثِ عن
عائشةَ مرفوعًا انتهى وكلامهُ

غلطی کھائی ہے کہ اسے موضوعات میں شمار کیا ہے
بیماری ایک دم نازل ہوتی ہے
اور شفار تھوڑے تھوڑے ہوتی ہے سخاوی
کہتے ہیں اسے حاکم نے اپنی تاریخ میں روایت
کیا ہے خطیب رح نے متفق میں اور
دیلمی رح نے حارث بن عبداللہ الصغانی
کے واسطے سے حضرت عائشہ رض سے
مرفوعاً روایت کیا ہے لیکن یہ باطل
ہے کیونکہ صغانی وضع کے ساتھ متہم ہے
خطیب رح نے اسے نقل کرنے کے بعد لکھا
ہے کہ اس میں دیلمی رح نے سخت خطا کی ہے
اور بہت بری بات بیان کی ہے اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی صحابی
سے کسی طریقہ سے بھی ثابت نہیں، یہ عروہ رض
بن الزبیر کا قول ہے، سیوطی رح کہتے ہیں اسے
دیلمی رح اور حاکم رح نے تاریخ میں عبداللہ
بن الحارث کے واسطے سے حضرت
عائشہ رض سے مرفوعاً روایت کیا ہے
اور ان کے کلام سے یہ ظاہر ہوتا ہے

يُفِيدُ اَنَّہٗ غَيْرُ مَوْضُوْعٍ كَمَا لَا يَخْفٰى	کہ یہ موضوع نہیں۔
۴۲۸۔ حَدِيْثُ الْمَرِيْضِ اَنِيْنُہٗ تَسْبِيْحٌ وَصِيَاحُہٗ تَكْبِيْرٌ وَنَفَسُہٗ صَدَقَۃٌ وَنَوْمُہٗ عِبَادَۃٌ وَنَقْلُہٗ مِنْ جَنْبٍ اِلٰى جَنْبٍ جِهَادٌ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰہِ قَالَ الْعَسْقَلَانِىُّ اِنَّہٗ لَيْسَ بِثَابِتٍ۔	مریض کا کراہنا تسبیح۔ اس کا چیخنا تکبیر۔ اس کا سانس صدقہ۔ اس کا سونا۔ عبادت اور اس کا ایک طرف سے دوسری طرف کروٹ لینا جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ عسقلانی فرماتے ہیں یہ ثابت نہیں۔
۴۲۹۔ حَدِيْثُ مَسْحِ الرَّقَبَۃِ اَمَانٌ مِنَ الْغُلِّ قَالَ النَّوَوِىُّ فِىْ شَرْحِ الْمُهَذَّبِ اَنَّہٗ مَوْضُوْعٌ قُلْتُ وَلٰكِنْ رَوَاہُ اَبُوْ عُبَيْدٍ الْقَاسِمُ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُوْسَى بْنِ طَلْحَۃَ قَالَ مَنْ مَسَحَ قَفَاہُ مَعَ رَأْسِہٖ وُقِىَ مِنَ الْغُلِّ وَالْحَدِيْثُ مَوْقُوْفٌ اِلَّا اَنَّہٗ فِى الْحُكْمِ مَرْفُوْعٌ لِاَنَّ مِثْلَہٗ لَا يُقَالُ بِالرَّاْیِ وَيُقَوِّيْہِ مَا رُوِىَ مَرْفُوْعًا مِنْ مُسْنَدِ الْفِرْدَوْسِ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ لٰكِنْ بِسَنَدٍ	گردن کا مسح کرنا طوق سے امان ہے نووی شرح المہذب میں فرماتے ہیں یہ موضوع ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اسے ابو عبید القاسم نے موسیٰ بن طلحہ سے روایت کیا ہے کہ جو شخص اپنی گدی کا سر کے ساتھ مسح کرے وہ طوق سے محفوظ رکھا جائے گا۔ یہ حدیث موقوف ہے۔ لیکن مرفوع کے حکم میں ہے۔ کیونکہ اس میں رائے اور قیاس کا دخل نہیں۔ اور اس کی تائید وہ روایت کرتی ہے۔ جو مسند فردوس میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً سند ضعیف کے ساتھ مروی ہے۔ اور ضعیف پر

ضَعِيفٌ وَالضَّعِيفُ يُعْمَلُ بِهٖ فِي فَضَائِلِ الْاَعْمَالِ اِتِّفَاقًا وَلِذَا قَالَ اَئِمَّتُنَا اَنَّ مَسْحَ الرَّقَبَةِ مُسْتَحَبٌّ اَوْ سُنَّةٌ۔

فضائل میں عمل کیا جاسکتا ہے اسی باعث ہمارے آئمہ کا قول ہے کہ گردن کا مسح مستحب یا سنت ہے۔

فائدہ: جہاں تک اس مسئلہ کا تعلق ہے تو اختلاف اس بات میں ہے کہ گردن کا مسح کانوں کے بعد الٹے ہاتھوں سے کرنا یہ بدعت ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے ثابت نہیں۔ رہی موسیٰ بن طلحہ کی حدیث اس کی تائید دوسری حدیث بھی کرتی ہے جس میں آتا ہے کہ حضور جب سر کا مسح فرماتے تو اپنے ہاتھوں کو گدی تک لے جاتے، پھر انہیں وہیں واپس لاتے جہاں سے مسح شروع فرمایا تھا۔ تو اس سے گدی کا مسح تو ثابت ہوا۔ لیکن اس شرط کے ساتھ کہ پورے سر کا مسح کیا جائے اور اسی کے ساتھ سیدھے ہاتھوں سے گدی کا مسح کیا جائے۔ تو یہ مسح تو سنت ہے۔ اور اگر کانوں کے مسح کے بعد الٹے ہاتھ سے گدی کا مسح کیا جائے۔ جیسا کہ فقہاء لکھتے ہیں تو وہ تو ان احادیث سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔

۳۲۰۔ حَدِيثُ مَسْحِ الْعَيْنَيْنِ بِبَاطِنِ اَنْمُلَةِ السَّبَّابَتَيْنِ بَعْدَ تَقْبِيلِهِمَا عِنْدَ سَمَاعِ قَوْلِ الْمُؤَذِّنِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ مَعَ قَوْلِهٖ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُولُهٗ رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَ

دونوں شہادت کی انگلیوں کے پوروں سے انہیں چومنے کے بعد آنکھوں کا مسح کرنا جس وقت موذن اشہدان محمد رسول اللہ کہے۔ تو سننے والا اشہدان محمداً عبدہ ورسولہ رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد انبیا کہے، اور یہ فعل کرے۔ اسے دیلمی رح نے فردوس میں

بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَبِيًّا ذَكَرَهُ الدَّيْلَمِيُّ فِي الْفِرْدَوْسِ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ اَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ حَلَّتْ عَلَيْهِ شَفَاعَتِيْ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا يَصِحُّ وَاَوْرَدَهُ الشَّيْخُ اَحْمَدُ الرَّدَّادُ فِيْ كِتَابِهِ مُوْجِبَاتِ الرَّحْمٰنِ بِسَنَدٍ فِيْهِ مَجَاهِيْلُ مَعَ اِنْقِطَاعِهِ عَنِ الْخِضْرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَكُلُّ مَا يُرْوٰى فِيْ هٰذَا فَلَا يَصِحُّ رَفْعُهُ اَلْبَتَّةَ قُلْتُ وَاِذَا ثَبَتَ رَفْعُهُ عَلَى الصِّدِّيْقِ فَيَكْفِي الْعَمَلُ بِهٖ لِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ وَقِيْلَ لَا يُفْعَلُ وَلَا يُنْهٰى وَغَرَابَتُهٗ لَا تَخْفٰى عَلٰى ذَوِي النُّهٰى ۔

ابوبکرؓ صدیق سے روایت کیا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو یہ کام کرے اس کے لئے میری شفاعت حلال ہو گئی۔ سخاوی کہتے ہیں یہ حدیث صحیح نہیں اور شیخ احمدؒ الرداد نے اسے اپنی کتاب موجبات الرحمہ میں روایت کیا ہے۔ لیکن اس کی سند میں کئی مجہول راوی ہیں۔ اور سند بھی منقطع ہے۔ اور وہ یہ روایت خضر علیہ السلام سے کرتے ہیں۔ اور اس مضمون میں جتنی بھی روایات مروی ہیں کوئی بھی صحیح نہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں جب حضرت ابوبکر صدیق سے یہ قول ثابت ہو گیا۔ تو عمل کے لئے کافی ہے۔ کیونکہ حضور کا ارشاد ہے میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑ لو۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ یہ فعل نہ کیا جائے اور نہ منع کیا جائے۔ اور اس کا غریب ہونا اہل عقل سے مخفی نہیں۔

فائدہ: نہ خود یہ فعل کیا جائے۔ بلکہ اس سے منع بھی کیا جائے۔ کیونکہ یہ بدعت سیئہ ہے۔ رہا ملا علی قاری کا یہ قول کہ یہ حدیث حضرت ابوبکرؓ صدیق سے ثابت

ہے۔ تو اختلاف تو ثبوت ہیں ہے۔ اور امام سخاوی اسے غیر صحیح قرار دے رہے ہیں۔ تو اس پر عمل کیسے جائز ہو گا۔ ثانیاً جواب موذن کی جو روایات ہیں ان سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ سننے والا بھی وہی کلمہ کہے۔ جو موذن کہتا ہے اور جس روایت میں رضیت باللہ ربا الخ کے الفاظ ہیں اس روایت میں یہ ہے۔ کہ یہ کلمہ ہر دو کلمۂ شہادت سننے کے بعد کہا جائے۔ تو یہ حدیث ان احادیث صحیحہ کے خلاف ہو گی۔ اور جب یہ روایت صحیح نہیں تو روایت صحیحہ کا ترک کیسے جائز ہو گا۔

۴۳۱۔ حَدِیْثُ الْمَصَائِبِ مَفَاتِیْحُ الْاَرْزَاقِ تَرْجَمَہُ السَّخَاوِیُّ وَلَمْ یَتَکَلَّمْ عَلَیْہِ قُلْتُ وَھُوَ یَحْتَمِلُ فِی الْمَعْنٰی اِحْتِمَالَیْنِ اَحَدُھُمَا اَنَّہٗ یُؤْجِرُہٗ فِیْ مُصِیْبَتِہٖ وَیُعَوِّضُہٗ خَیْرًا مِنْہُ کَمَا یُشِیْرُ اِلَیْہِ حَدِیْثُ اَللّٰھُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِنْھَا وَثَانِیْھِمَا مَا اشْتَھَرَ مِنْ قَوْلِھِمْ مَصَائِبُ قَوْمٍ عِنْدَ قَوْمٍ فَوَائِدُ وَمِنَ اللَّطَائِفِ مَوْتُ الْحَمِیْرِ عُرْسُ الْکِلَابِ۔

مصائب رزق کی چابیاں ہیں۔ سخاویؒ نے اس کی سرخی بنائی ہے۔ لیکن اس پر کوئی کلام نہیں کیا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ دو معنی کو محتمل ہے ایک تو یہ کہ خدا مصیبت پر اجر دیتا ہے اور اس کے عوض بھلائی عطا فرماتا ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث اس کی جانب اشارہ کرتی ہے۔ اے اللہ مجھے میری مصیبت میں اجر عطا فرما اور اس کے بعد میرے لئے خیر عطا فرما۔ دوسرے یہ کہ لوگوں میں جو قول مشہور ہے ایک قوم کی مصیبتیں دوسری قوم کے نزدیک فائدے ہیں اور ایک لطیفہ ہے کہ گدھے کی موت کتوں کی شادی ہے۔

۴۳۲۔ حَدِیْثُ مُصَارِعَتِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَبَا جَھْلٍ لَا اَصْلَ لَہٗ کَمَا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوجہل سے کشتی لڑنا اس کی کوئی اصل نہیں جیسا کہ حلبی نے حاشیۂ الشفاء

ذَکَرَہُ الدَّیْلَمِیُّ فِیْ حَاشِیَۃِ الشِّفَاءِ۔ | میں تحریر کیا ہے۔

۴۳۳۔ حَدِیْثُ مِصْرُ اَطْیَبُ الْاَرْضِیْنَ تُرَابًا وَعَجَمُھَا اَکْرَمُ الْعَجَمِ اَنْسَابًا قَالَ الْعَسْقَلَانِیُّ یُذْکَرُ مَعْنَاہُ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَلَا اَعْرِفُہٗ مَرْفُوْعًا اِنْتَھٰی وَلَعَلَّ الْمُرَادُ بِعَجَمِھَا الْیَھُوْدُ وَالنَّصَارٰی فَاِنَّھُمْ مِنْ نَسَبِ یَعْقُوْبَ بْنِ اِسْحٰقَ بْنِ اِبْرَاھِیْمَ الْخَلِیْلِ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔

مصر تمام زمینوں میں مٹی کے لحاظ سے سب سے زیادہ پاک ہے، اور اس کے عجم بلحاظ نسب عجمی لوگوں میں سب سے زیادہ شریف ہیں۔ عسقلانی رح فرماتے ہیں اس معنی میں ایک روایت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ لیکن میں کسی کو مرفوع نہیں پاتا۔ ہوسکتا ہے کہ عجم سے مراد یہود و نصاری ہوں۔ کیونکہ وہ نسبًا یعقوب بن اسحق بن ابراہیم کی اولاد سے ہیں۔

۴۳۴۔ حَدِیْثُ مِصْرُ کِنَانَۃُ اللّٰہِ فِیْ اَرْضِہٖ مَا طَلَبَھَا عَدُوٌّ اِلَّا اَھْلَکَہُ اللّٰہُ وَکِنَانَۃُ السَّھْمِ بِالْکَسْرِ جُعْبَۃٌ مِنْ جِلْدٍ لَا خَشَبَ فِیْہِ اَوْ بِالْعَکْسِ عَلٰی مَا فِی الْقَامُوْسِ قَالَ السَّخَاوِیُّ لَمْ اَرَ الْحَدِیْثَ بِھٰذَا اللَّفْظِ وَوَرَدَ بِمَعْنَاہُ اَحَادِیْثُ لَا یَصِحُّ مِنْھَا شَیْءٌ لٰکِنْ فِیْ صَحِیْحِ مُسْلِمٍ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ مَرْفُوْعًا اِنَّکُمْ سَتَفْتَحُوْنَ

مصر اللہ کی زمین میں اس کا ترکش ہے جس دشمن نے بھی اسے طلب کیا اللہ نے سے ہلاک کردیا۔ سخاوی رح کہتے ہیں میں نے ان الفاظ کے ساتھ اس حدیث کو کہیں نہیں پایا۔ اور اس معنی میں بہت سی حدیثیں موجود ہیں۔ جس میں سے کوئی بھی صحیح نہیں۔ لیکن صحیح مسلم میں ابوذر رض سے مرفوعًا مروی ہے عنقریب تم ایک زمین کو فتح کروگے جس میں قیراط کا ذکر کیا جائے گا۔ تم اس کے باشندوں

أرضا يذكر فيها القيراط فاستوصوا
بأهلها خيرا فإن لهم ذمة ورحما
قال الزهري الرحم باعتبار
هاجر والذمة باعتبار إبراهيم
أي ابن النبي عليه الصلوة و
السلام وقال العسقلاني أراد
بالذمة العهد الذي دخلوا به
في الإسلام أيام عمر فإن مصر
فتحت صلحا وفي هذا الحديث
من أعلام نبوته عليه السلام
فتح مصر وإعطاء أهلها العهد
وكذا قال الزركشي لا أصل له
لكن في الطبراني من حديث
كعب بن مالك إذا فتحت مصر
فاستوصوا بالقبط خيرا فإن
لهم ذمة وأصله في مسلم و
قال السيوطي في كتاب الخطط
يقال أن في بعض كتب الإلهية
مصر خزائن الأرض كلها فمن

کو بھلائی کی وصیت کرو، کیونکہ ان کے لئے
ذمہ اور صلہ رحمی کا تعلق ہے، زہری فرماتے
ہیں رحم کا تعلق باعتبار فتح اور ذمہ داری کا
تعلق ابراہیم کا انکی اولاد سے ہونے کے باعث
امام عسقلانی فرماتے ہیں ذمہ سے وہ عہد مراد
ہے، جس کے ذریعہ وہ حضرت عمرؓ کے زمانہ
میں اسلام میں داخل ہوئے، کیونکہ مصر صلحاً
مفتوح ہوا، اور یہ اس حدیث میں مصر کے
مفتوح ہونے کے بارے میں حضورؐ کی پیشینگوئی
ہے، اور اس کے باشندوں کے لئے عہد کی
اسی طرح زرکشی رحمہ کہتے ہیں، کہ پہلی روایت کی
کوئی اصل نہیں، لیکن طبرانی رح میں کعبؓ بن
مالک سے یہ حدیث مروی ہے، کہ جب تم
مصر فتح کرو، تو قبطیوں کو بھلائی کی وصیت
کرو، کیونکہ ان کے لئے ذمہ ہے، اور اس کی
اصل صحیح مسلم میں ہے، سیوطی رح کتاب الخطط
میں فرماتے ہیں، بعض کتاب الٰہیہ میں مصر
تمام زمین کا خزانہ ہے جو شخص اس کے
ساتھ برائی کا ارادہ کرے، اللہ تعالیٰ اسے

فمن أرادها بسوء قصمه الله وعن كعب الأحبار مصر بلد معافاة من الفتن من أرادها بسوء كبه الله على وجهه وعن أبي موسى الأشعري أهل مصر الجند الضعاف ما كادهم أحد إلا كفاه الله مؤنتهم قال تبيع بن عامر الكلاعي فأخبرت بذلك معاذ بن جبل فأخبرني أن بذلك أخبره رسول الله عليه الصلاة والسلام ومن ورد لفظ الكنانة في الشام أخرجه ابن عساكر عن عون بن عبد الله بن عتبة قال قرأت فيما أنزل الله على بعض الأنبياء إن الله يقول الشام كنانتي فإذا غضبت على قوم رميتهم منها بسهم.

ٹکڑے ٹکڑے فرما دیتا ہے کعب احبار سے روایت ہے مصر ایسا شہر ہے جو فتنوں سے مامون ہے جو اس کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے اللہ تعالیٰ اسے الٹے منہ گراتا ہے ابو موسیٰ اشعری سے مروی ہے اہل مصر کمزور لشکر ہے قریب ہے کہ کوئی ان کا ارادہ کرے مگر اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے گا تبیع بن عامر الکلاعی کہتے ہیں میں نے اس بات کی خبر معاذ بن جبل سے بیان کی تو انہوں نے فرمایا یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے بیان فرمائی ہے۔ اور کنانہ کا لفظ شام کے بارے میں بھی وارد ہوا ہے۔ ابن عساکر رح نے عون بن عبد اللہ بن عتبہ سے روایت کیا ہے۔ کہ میں نے ان کتابوں میں جو اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء پر نازل فرمائی ہیں، یہ پڑھا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ شام میرا تیر ہے جب میں کسی پر غضب ناک ہوتا ہوں۔ تو اس تیر کے ذریعہ انہیں مارتا ہوں۔

٤٣٣ حديث المضمضة والاستنشاق ثلاثا فريضة للجنب

جنبی کے لئے تین بار کلی کرنا۔ اور ناک میں پانی دینا فرض ہے۔ لیکن یہ روایت لفظ

مَوْضُوْعٌ مَبْنَاهُ وَإِنْ كَانَ صَحِيحًا عِنْدَنَا مَعْنَاهُ .

موضوع ہے۔ اگرچہ اس کے معنی ہمارے نزدیک صحیح ہیں۔

۴۳۶ - حَدِيثُ الْمَعَاصِي تُزِيلُ النِّعَمَ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ أَقِفْ عَلَيْهِ يَعْنِي مَرْفُوعًا وَإِلَّا فَهُوَ كَلَامٌ كَثِيرٌ مِنَ السَّلَفِ وَقَالَ الشَّاعِرُ شِعْرٌ

إِذَا كُنْتَ فِي نِعْمَةٍ فَارْعَهَا
فَإِنَّ الْمَعَاصِيَ تُزِيلُ النِّعَمْ

ذَكَرَهُ ابْنُ الرَّبِيعِ وَيُؤَيِّدُهُ فِي الْمَعْنَى قَوْلُهُ تَعَالَى إِنَّ اللهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ وَقَوْلُهُ تَعَالَى فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللهِ فَأَذَاقَهَا اللهُ لِبَاسَ الْجُوعِ الْآيَةَ .

گناہ نعمتوں کو زائل کر دیتے ہیں سخاوی کہتے ہیں میں اس سے مرفوعاً واقف نہیں ورنہ یہ اکثر اسلاف کا کلام ہے شاعر کہتا ہے ؎ جب تو کسی نعمت میں ہو تو اس سے ڈرتا رہ۔ کیونکہ گناہ نعمتوں کو زائل کر دیتے ہیں، ابن الربیعؒ نے اس کا ذکر کیا ہے، اور اس معنی کی اللہ تعالیٰ کا قول بھی تائید کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کسی قوم کو تبدیل نہیں فرماتا، جب تک وہ اپنے آپ کو تبدیل نہ کر لیں، اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، انہوں نے اللہ کی نعمتوں کا انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بھوک کا لباس پہنا دیا، الآیۃ۔

۴۳۷ - حَدِيثُ الْمَعِدَةُ بَيْتُ الدَّاءِ وَالْحِمْيَةُ رَأْسُ الدَّوَاءِ وَهُوَ مِنْ كَلَامِ الْحَارِثِ بْنِ كَلَدَةَ طَبِيبِ الْعَرَبِ وَلَا يَصِحُّ رَفْعُهُ إِلَى النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَفِي الْإِحْيَاءِ مَرْفُوعًا الْبِطْنَةُ أَصْلُ الدَّاءِ وَالْحِمْيَةُ أَصْلُ الدَّوَاءِ

معدہ بیماری کا گھر ہے، اور پرہیز اصل علاج ہے۔ یہ حارث بن کلدہ طبیب عرب کا کلام ہے۔ اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب کرنا صحیح نہیں احیاء العلوم میں مرفوعاً مروی ہے۔ پیٹ کی بیماری، بیماری کی جڑ ہے، اور پرہیز

وَعُوِّدُوا كُلَّ جَسَدٍ بِمَا اعْتَادَ قَالَ
الْعِرَاقِيُّ لَمْ اَجِدْ لَهُ اَصْلًا وَكَذَا
حَدِيْثُ الْمَعِدَةُ حَوْضُ الْبَدَنِ
وَالْعُرُوْقُ اِلَيْهَا وَارِدَةٌ الْحَدِيْثَ
قَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ لَا يُعْرَفُ هٰذَا
مِنْ كَلَامِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاِنَّمَا
هُوَ مِنْ كَلَامِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيْدِ
بْنِ الْجَعْدِ وَقَالَ الزَّرْكَشِيُّ فِي الْحَدِيْثِ
الْاَوَّلِ لَا اَصْلَ لَهُ وَاِنَّمَا هُوَ مِنْ
كَلَامِ بَعْضِ الْاَطِبَّاءِ وَقَالَ السُّيُوْطِيُّ
اَخْرَجَ ابْنُ اَبِي الدُّنْيَا فِيْ كِتَابِ
الصَّمْتِ عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ
اَجْمَعَتِ الْاَطِبَّاءُ عَلٰى اَنَّ رَاْسَ
الطِّبِّ الْحِمْيَةُ قُلْتُ وَاجْتَمَعَتِ
الْحُكَمَاءُ عَلٰى اَنَّ رَاْسَ الْحِكْمَةِ
الصَّمْتُ وَاَخْرَجَ الْخَلَّالُ مِنْ حَدِيْثِ
عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا اَلْاَزْمُ دَوَاءٌ وَ
الْمَعِدَةُ بَيْتُ الدَّاءِ وَعُوِّدُوا
بَدَنًا مَا اعْتَادَ انْتَهٰى وَالْاَزْمُ بِفَتْحِ

اس کا علاج ہے۔ اور ہر بدن کو اتنا
تیار کرو۔ جتنا تیار کر سکو۔ عراقی رح کہتے ہیں
میں نے اس کی کوئی اصل نہیں پائی اسی
طرح یہ حدیث کہ معدہ بدن کا حوض ہے
اور رگیں اس میں آکر ملتی ہیں۔ امام دارقطنی رح
فرماتے ہیں یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام
سے نہیں پہچانا جاتا۔ بلکہ یہ عبد الملک بن
سعید بن الجعد کا کلام ہے۔ زرکشی رح پہلی
حدیث کے بارے میں کہتے ہیں۔ اس کی کوئی
اصل نہیں۔ یہ بعض اطبا کا کلام ہے۔ امام
سیوطی رح فرماتے ہیں۔ ابن ابی الدنیا نے کتاب
الصمت میں وہب رح بن منبہ سے روایت
کیا ہے۔ کہ اطبا اسی امر پر متفق ہیں۔ کہ
اصل طب بخار ہے۔ ملا علی قاری رح
فرماتے ہیں۔ حکمار کا اتفاق ہے۔ کہ حکمت
کی جڑ خاموشی ہے۔ خلال رح نے حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت کیا ہے بخار اترنا
دوا ہے۔ اور معدہ بیماری کا گھر ہے۔ اپنے
بدنوں کو وہاں تک تیار کرو۔ جہاں تک

فَتَكُوْنَ الْحَمِيَّةُ ٭ | تیار ہو سکیں ٭

۴۳۸ - حَدِيْثُ مُعَلِّمِ الصِّبْيَانِ اِذَا لَمْ يَعْدِلْ بَيْنَهُمْ كُتِبَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ الظَّلَمَةِ مِنْ قَوْلِ مَكْحُوْلٍ وَهُوَ سَيِّدُ التَّابِعِيْنَ مِنْ اَهْلِ الشَّامِ ٭

بچوں کے استاد اگر بچوں میں انصاف نہ کریں، تو وہ قیامت کے روز ظالموں کے ساتھ لکھے جائیں گے، یہ مکحول رح کا قول ہے، جو شام میں تابعین کے سردار ہیں ٭

۴۳۹ - حَدِيْثُ الْمُغْتَابِ وَالْمُسْتَمِعِ شَرِيْكَانِ فِي الْاِثْمِ ذَكَرَهُ فِي الْاِحْيَاءِ وَلَمْ يُخَرِّجْهُ الْعِرَاقِيُّ فَلَا يُعْرَفُ لَهٗ اَصْلٌ فِيْ مَبْنَاهُ اِلَّا اَنَّهٗ صَحِيْحٌ فِيْ مَعْنَاهُ اِذَا كَانَ الْمُسْتَمِعُ سَمِعَ بِسَمْعِ الرِّضَاءِ فَفِي الطَّبْرَانِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا نَهٰى عَنِ الْغِيْبَةِ وَعَنِ الْاِسْتِمَاعِ فِي الْغِيْبَةِ وَفِي التَّنْزِيْلِ وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا اَلْاٰيَةَ وَقَدْ وَرَدَ مَنِ اغْتِيْبَ عِنْدَهٗ اَخُوْهُ الْمُسْلِمُ فَلَمْ يَنْصُرْهُ وَهُوَ يَسْتَطِيْعُ نَصْرَهٗ اَذَلَّهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ رَوَاهُ ابْنُ اَبِي الدُّنْيَا

غیبت کرنے والا اور سننے والا دونوں گناہ میں برابر کے شریک ہیں، اس کا غزالی رح نے احیاء میں ذکر کیا ہے، عراقی نے لسے بیان نہیں کیا، اور اس کی کوئی اصل نہیں پہچانی جاتی لیکن اس کے معنی صحیح ہیں، کیونکہ جب سننے والا رضامندی سے سنے تو طبرانی میں ابن عمر رض سے مرفوعاً مروی ہے کہ غیبت اور غیبت کے سننے سے منع کیا گیا ہے۔ قرآن میں ہے ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو، اور یہ روایت موجود ہے جس کے پاس اس کے مسلم بھائی کی غیبت کی جائے اور وہ اس کی مدد نہ کرے۔ حالانکہ مدد کی طاقت رکھتا ہو، تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا وآخرت میں ذلیل کرے گا، اسے ابن ابی الدنیا نے اس

فِیْ ذَمِّ الْغِیْبَۃِ عَنْ اَنَسٍ ۔

سے روایت کیا ہے ۔

۴۴۴۔ حَدِیْثُ الْمُقْلِ تَرْجَمَہُ السَّخَاوِیُّ وَلَمْ یَتَکَلَّمْ عَلَیْہِ وَقَالَ ابْنُ الرَّبِیْعِ وَلَمْ اَعْرِفْ مَعْنَاہُ قُلْتُ وَقَدْ ذَکَرَ فِی الْقَامُوْسِ لَہٗ مَعَانٍ مِنْھَا الْبَطْرُ وَالْغَمْسُ وَالْغَوْصُ فِی الْمَاءِ وَغَیْرِھَا قَالَ وَالْمُنَاسِبُ ھُنَا اَنَّہٗ بِالضَّمِّ الْکُنْدُرُ الَّذِیْ یَتَدَخَّنُ بِہِ الْیَھُوْدُ وَالظَّاھِرُ اَنَّ الْمُنَاسِبَ فِیْ ھٰذَا الْمَقَامِ ھُوَ مَقْلُ الذُّبَابِ فِی الطَّعَامِ وَھُوَ غَمْسُہٗ وَقَدْ تَقَدَّمَ عَنِ الْمُغْرِبِ اَنَّ حَدِیْثَ اِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِیْ اِنَاءِ اَحَدِکُمْ فَامْقُلُوْہُ صَحِیْحٌ مَرْفُوْعٌ وَاَمَّا فَامْقُلُوْہُ ثُمَّ انْقُلُوْہُ فَمَصْنُوْعٌ وَمَوْضُوْعٌ ۔

ڈبونے کی حدیث ۔ سخاوی نے اس کی سرخی باندھی ہے لیکن اس پر کوئی کلام نہیں کیا ۔ ابن الربیع کہتے ہیں ، میں اس کے معنی نہیں پہچانتا ۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں قاموس میں اس کے کئی معنی بیان کئے گئے ہیں ، ڈبونا اور پانی میں غوطہ لگانا ۔ صاحب قاموس فرماتے ہیں مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں مراد وہ انگیٹھی لے جائے جس میں یہود بخور جلاتے ہیں ۔ لیکن ظاہر یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام میں مراد مکھی کا کھانے وغیرہ میں ڈبونا مراد لیا جائے ۔ اور یہ حدیث گذر چکی ۔ جب مکھی برتن میں گر جائے ۔ تو اسے اچھی طرح ڈبو دو ۔ یہ حدیث صحیح مرفوع ہے ۔ اور ثم انقلوہ ۔ والی روایت موضوع ہے ۔

۴۴۵۔ حَدِیْثُ الْمُقَامِ بِمَکَّۃَ سَعَادَۃٌ وَالْخُرُوْجُ مِنْھَا شَقَاوَۃٌ لَا اَصْلَ لَہٗ فِی الْمَرْفُوْعِ وَاِنَّمَا ذَکَرَہُ الْحَسَنُ الْبَصْرِیُّ فِیْ رِسَالَتِہٖ ۔

مکہ میں ٹھہرنا سعادت اور مکہ سے نکلنا بدبختی ہے ۔ اس کی مرفوعاً کوئی اصل نہیں ۔ اسے حسن بصری نے اپنے رسالہ میں ذکر کیا ہے ۔

۴۴۲ حَدِیْثُ مَلْعُوْنٌ مَنْ زَادَ وَلَمْ یَشْتَرِ قَالَ السَّخَاوِیُّ لَا اَعْلَمُہٗ فِی الْمَرْفُوْعِ قُلْتُ لٰکِنْ ثَبَتَ النَّہْیُ عَنِ النَّجْشِ وَھُوَ اَنْ یَزِیْدَ فِیْ سَوْمِ شَیْءٍ وَلَمْ یُرِدْ شِرَاءَہٗ۔

وہ شخص ملعون ہے جس نے بولی میں زیادتی کی اور مال نہ خرید! سخاوی کہتے ہیں میں اسے مرفوعاً نہیں جانتا، علامہ علی قاری فرماتے ہیں آنحضرت صلعم سے نجش کی ممانعت ثابت ہے اور نجش اسی کو کہا جاتا ہے کہ قیمت میں زیادتی کر دی جائے اور خریدنے کا ارادہ نہ ہو۔

۴۴۳ حَدِیْثُ مَنِ ابْتُلِیَ بِبَلِیَّتَیْنِ فَلْیَخْتَرْ اَسْہَلَہُمَا ھُوَ مَعْنٰی قَوْلِ عَائِشَۃَ مَا خُیِّرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ بَیْنَ اَمْرَیْنِ اِلَّا اخْتَارَ اَیْسَرَھُمَا مَا لَمْ یَکُنْ اِثْمًا۔

جو دو مصیبتوں میں مبتلا ہو جائے وہ نرم کو اختیار کرے، یہ حضرت عائشہ کے قول کے معنی ہیں کہ جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو کاموں میں اختیار دیا گیا آپ نے نرم کو اختیار کیا بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو۔

۴۴۴ حَدِیْثُ مَنْ اَتَتْ عَلَیْہِ اَرْبَعُوْنَ سَنَۃً وَلَمْ یَغْلِبْ خَیْرُہٗ شَرَّہٗ فَلْیَتَجَہَّزْ اِلَی النَّارِ اَخْرَجَہُ الْاَزْدِیُّ بِسَنَدِہٖ اِلَی ابْنِ عَبَّاسٍ بِہٖ مَرْفُوْعًا وَاَشَارَ اِلَیْہِ الْخَطِیْبُ حَیْثُ قَالَ عَجَبٌ مِنَ الْمُؤَلِّفِ تَقْرِیْرُہٗ وَعَلَامَۃُ الْوَضْعِ لَائِحَۃٌ عَلَیْہِ قُلْتُ اِنْ کَانَ الْعَلَامَۃُ عَلٰی اِسْنَادِہٖ فَمُسَلَّمٌ وَاِلَّا فَلَیْسَ فِیْ مَعْنَاہُ

جس کی عمر چالیس سال کی ہو جائے اور اسکی بھلائی اسکی شرارت پر غالب نہ آئے تو اسے دوزخ کی تیاری کر لینی چاہیے۔ اسے ازدی نے اپنی سند کے ساتھ ابن عباس سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور خطیب نے ان الفاظ کے ساتھ اس کی جانب اشارہ کیا ہے مؤلف سے بہت تعجب ہے کہ اس نے اس حدیث کا اقرار کیا ہے صادر وضع کی علامت اس سے ظاہر ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں جہاں تک سند سے اس کے موضوع ہونے کا تعلق ہے وہ تو مسلم ہے لیکن معنوی لحاظ سے اس کے

مَا يَدُلُّ عَلٰى بُطْلَانِ مَبْنَاهُ وَفِيْ بَعْضِ الْاَلْفَاظِ الْمُفْتَرَيَةِ فَالْمَوْتُ خَيْرٌ لَهُ وَلَمْ يُؤَيِّدْهُ حَدِيْثُ مَنْ لَمْ يَرْعَوْ عِنْدَ الشَّيْبِ وَيَسْتَحْيِيْ مِنَ الْعَيْبِ وَلَمْ يَخْشَ اللّٰهَ فِي الْغَيْبِ فَلَيْسَ لِلّٰهِ فِيْهِ حَاجَةٌ ذَكَرَهُ الدَّيْلَمِيُّ بِلَا سَنَدٍ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعًا وَاَمَّا الْحَسَنُ قَوْلُ اَبِيْ يَزِيْدَ لَمَّا رَاٰى وَجْهَهُ فِي الْمِرْاٰةِ ظَهَرَ الشَّيْبُ وَلَمْ يَذْهَبِ الْعَيْبُ وَمَا اَدْرِيْ مَا فِي الْغَيْبِ۔

بطلان کی کوئی وجہ ثابت نہیں ہوئی۔ اور بعض عام لفظوں میں یہ ہے کہ اس کے لئے موت بہتر ہے اور ایک حدیث اس کی تائید کرتی ہے جو بڑھاپے کے وقت نہ ڈرا اور عیب سے نہ شرمایا اور غیب میں اللہ سے نہ ڈرا تو اللہ کے لئے اس میں کوئی حاجت نہیں اسے دیلمی نے بلا سند جابر سے مرفوعاً روایت کیا ہے (بالفاظ دیگر بیہودہ موضوع ہیں) اور ابو یزید نے جب انہوں نے اپنا چہرہ آئینہ میں دیکھا تو کتنی عمدہ بات فرمائی بڑھاپا آگیا اور عیب نہیں گیا۔ اور میں نہیں جانتا کہ غیب میں کیا ہے

۴۴۵۔ حَدِيْثُ مَنْ اَرَادَ اَنْ يُؤْتِيَهُ اللّٰهُ عِلْمًا بِغَيْرِ تَعَلُّمٍ وَهُدًى بِغَيْرِ هِدَايَةٍ فَلْيَزْهَدْ فِي الدُّنْيَا لَمْ يُوْجَدْ لَهُ اَصْلٌ كَمَا فِي الْمُخْتَصَرِ وَمَعْنَاهُ صَحِيْحٌ مُسْتَفَادٌ مِنْ قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ وَرَّثَهُ اللّٰهُ عِلْمَ مَا لَمْ يَعْلَمْ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے بغیر سیکھے علم اور بغیر راہ دکھائے ہدایت عطا ہو جائے تو وہ دنیا میں زہد اختیار کرے۔ اس کی کوئی اصل نہیں جیسا کہ مختصر میں ہے اور معنی اس کے صحیح ہیں اور اس حدیث سے ماخوذ ہیں کہ جس نے اپنے علم کے مطابق عمل کیا تو اللہ تعالے اس کو اس علم کا وارث بناتا ہے جو وہ نہیں جانتا ہے۔

۴۴۶۔ حَدِيْثُ مَنْ اَحَبَّ

جو شخص اپنے دو محبوب یا شریف چیز طلب

حَبِيْبَتَيْهِ اَوْ كَرِيْمَتَيْهِ رقي مخطأة
مَنْ كَرَمِ حَبِيْبَتَيْهِ فَلَا يَكْتُبَنَّ
بَعْدَ الْعَصْرِ لَا اَصْلَ لَهٗ فِي الْمَرْفُوْعِ
قَالَ السَّخَاوِيُّ لَعَلَّ الْمَعْنٰى بَعْدَ
خُرُوْجِ الْعَصْرِ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَكُوْنَ
سِرَاجٌ عِنْدَهٗ وَقَدْ اَوْصَى الْاِمَامُ
اَحْمَدُ بَعْضَ اَصْحَابِهٖ اَنْ لَا يَنْظُرَ
بَعْدَ الْعَصْرِ فِيْ كِتَابٍ اَخْرَجَهُ
الْخَطِيْبُ قُلْتُ هُوَ مِنْ كَلَامِ الطَّبِيْبِ
كَمَا قَالَ الشَّافِعِيُّ الْوَرَّاقُ اِنَّمَا
يَاْكُلُ مِنْ دِيَةِ عَيْنَيْهِ انْتَهٰى وَفِيْ
مَعْنَاهُ الْخَيَّاطُ وَاَرْبَابُ الصَّنَائِعِ

کو چاہتا ہے، تو وہ عصر کے بعد نہ لکھے، اس
کی مرفوعاً کوئی اصل نہیں، سخاوی کہتے ہیں ہو
سکتا ہے، کہ ان کے نزدیک عصر کے بعد
بغیر چراغ کے لکھنا ہو۔ امام احمد رحمہ نے اپنے
بعض اصحاب کو وصیت کی تھی، کہ عصر کے
بعد کتاب کی جانب نظر نہ کریں، جیسا کہ
خطیب نے اسے روایت کیا ہے، ملا علی رح
قاری فرماتے ہیں، یہ طبیب کا کلام ہے
جیسا کہ شافعی الوراق کا قول ہے، کہ وہ
اپنی آنکھوں کی دیت کھاتا ہے، اور اس
معنی میں درزی اور ارباب صنائع
داخل ہیں۔

۷۴۳ ـ حَدِيْثُ مَنْ اَحَبَّكَ
لِشَيْءٍ مَلَّكَ عِنْدَ انْقِضَائِهٖ لَيْسَ
بِحَدِيْثٍ وَاِنَّمَا وُجِدَ مَعْنَاهُ مَنْقُوْشًا
عَلٰى خَاتَمِ بَعْضِ الْحُكَمَاءِ وَقَدْ
يُقْتَبَسُ الْفَضْلُ مِنْ كَلَامِ الْعُلَمَاءِ
حَيْثُ قَالُوْا نُحِبُّ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ
وَتُحِبَّ لِذَاتِهٖ لَا لِلْجَنَّةِ وَنَارِهٖ

جو تجھ سے کسی شئے کے لئے محبت کرے
اس کے پورا کرنے کا وہ مالک ہو جاتا ہے، یہ
حدیث نہیں ہے، ہاں اس کے معنی بعض حکماء
کی انگوٹھی پر منقوش تھے اور یہ بھی بعض حکماء کے
قول سے استنباط کیا جاتا ہے، کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ
اللہ کی عبادت اس کی ذات سے محبت کی بنا پر
کی جائے، نہ کہ جنت و دوزخ کے لئے، حتی کہ امام

حتى قال الفخر الرازي من تصور
أنه لو لم يخلق جنة ولا نار لم يكن
يعبد الله فهو كافر بالله ولعل
وجه ذلك الإطلاق قوله تعالى وما
خلقت الجن والإنس إلا ليعبدون
وقوله سبحانه وإياي فاعبدون
وهذا لا ينافي قوله عز وعلا
يدعون ربهم خوفا وطمعا
سواء تقول المعنى خوفا من
غضبه وطمعا في رحمته أو خوفا
من ناره وطمعا في جنته فإن
الثاني من باب الترهيب والترغيب
في عبادته كما يرغب العبد في
خدمة سيده ويرهب وكذا
الولد في حق والده ۔

فخر الدین رازی فرماتے ہیں جو شخص یہ خیال کرے کہ
اگر جنت و دوزخ پیدا نہ کی جاتی تو وہ اللہ کی
عبادت نہ کرتا تو وہ اللہ کے ساتھ کفر کر رہا ہے
اور شاید اس اطلاق کی وجہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے
میں نے انسان اور جنات کو صرف اپنی عبادت کے
لئے پیدا کیا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خاص میری
عبادت کرو اور یہ اس قول خداوندی کے منافی نہیں کہ وہ
اپنے خدا کو خوف و طمع سے پکارتے ہیں یعنی خوف تو اس کے
غضب کا اور طمع اس کی رحمت کی یا خوف تو جہنم کا
اور امید جنت کی ۔ دوسری شئے عبادت
میں ترہیب و ترغیب سے تعلق
رکھتی ہے ۔ جیسا کہ بندے کو مالک کی
خدمت کی ترغیب دی جاتی ہے اور نافرمانی
سے ڈرایا جاتا ہے ۔ ایسے ہی لڑکے کو والد کے
حق میں ۔

۴۸۴۔ حديث من أذل عالما
بغير حق أذله الله يوم القيامة
على رءوس الخلائق من نسخة
سمعان بن المهدي المكذوبة

جو کسی عالم کو بغیر حق کے ذلیل کرے اللہ
تعالیٰ اسے قیامت کے روز تمام مخلوق کے
سامنے ذلیل کرے گا ۔ یہ سمعان بن المہدی
المکذوب کے نسخہ سے منقول ہے ۔ جیسا کہ ذیل

كَذَا فِي الذَّيْلِ.

میں ہے۔

۴۹۴ - حَدِيثُ مَنْ أَخْلَصَ لِلّٰهِ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا ظَهَرَتْ يَنَابِيعُ الْحِكْمَةِ مِنْ قَلْبِهِ عَلَى لِسَانِهِ ذَكَرَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي الْمَوْضُوعَاتِ وَقَدْ أَخْطَأَ فَرَوَاهُ أَبُو نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي أَيُّوبَ بِهِ مَرْفُوعًا وَسَنَدُهُ ضَعِيفٌ وَهُوَ عِنْدَ أَحْمَدَ عَنْ مَكْحُولٍ مَرْفُوعًا بِلَفْظِ تَفَجَّرَتْ وَقَالَ الزَّرْكَشِيُّ وَرُوِيَ بِسَنَدٍ ضَعِيفٍ مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ وَقَالَ السُّيُوطِيُّ وَصَلَهُ أَبُو نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ مِنْ طَرِيقِ مَكْحُولٍ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ قُلْتُ وَالْحَدِيثُ الْمُرْسَلُ أَيْضًا حُجَّةٌ عِنْدَ الْجُمْهُورِ

جس نے اللہ کے لئے چالیس روز تک خلوص اختیار کیا تو خدا کی جانب سے اس کی زبان پر حکمت کی باتیں ظاہر ہونے لگتیں ہیں، اسے ابن الجوزی نے موضوعات میں شمار کیا ہے۔ لیکن انہوں نے غلطی کی، کیونکہ ابو نعیم نے حلیہ میں ابو ایوب رض سے مرفوعاً روایت کیا ہے، اور اس کی سند ضعیف ہے، امام احمدؒ نے مکحولؒ سے مرفوعاً لفظ تفجرت (پھوٹنے لگتی ہیں) کے ساتھ روایت کیا ہے (یہ مرسل ہے) زرکشی رحمہ کہتے ہیں یہ ضعیف سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، سیوطی کہتے ہیں، اسے ابو نعیم نے حلیہ میں مکحولؒ کے ذریعہ ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے، ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں مرسل ہمارے نزدیک حجت ہے۔

۴۹۵ - حَدِيثُ مَنْ أَسْمَكَ فَلْيَسْتَمِرَّ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ إِنَّهُ بَاطِلٌ.

جو بلندی اختیار کرے، اس سے تحاذر کرنا چاہیئے۔ امام عسقلانی رحمہ فرماتے ہیں یہ باطل ہے۔

۴۵۱۔ حَدِیْثُ مَنْ اَسْلَمَ عَلٰی	جس کے ہاتھ پر ایک آدمی اسلام لے آئے
یَدَیْهِ رَجُلٌ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ	اس کے لئے جنت واجب ہو گئی صغانی فرماتے
قَالَ الصَّغَانِیُّ مَوْضُوْعٌ ۔	ہیں یہ موضوع ہے ۔
۴۵۲۔ حَدِیْثُ مَنِ اسْتَوٰی یَوْمَا	جس کا ایک روز برابر ہوا۔ وہ غبن کیا گیا
هُوَ مَغْبُوْنٌ وَمَنْ کَانَ یَوْمُهٗ شَرًّا	اور جس کا ایک روز شرارتوں میں گزرا۔ وہ
مِنْ اَمْسِهٖ فَهُوَ مَلْعُوْنٌ اِلَّا فِیْ مَنَامٍ	ملعون ہے، یہ نہیں پہچانی جاتی سوائے عبد العزیز
لِعَبْدِ الْعَزِیْزِ بْنِ رَوَادٍ قَالَ اُوْصِیْتُ	بن رواد کے خواب کے وہ کہتے ہیں مجھے
بِهٖ فِی الرُّؤْیَا بِهٖ بِزِیَادَةٍ فِیْ اٰخِرِهٖ	خواب میں یہ وصیت کی گئی ہے اور اس کے
رَوَاهُ الْبَیْهَقِیُّ وَلَعَنَ الزِّیَادَةَ وَ	آخر میں کچھ زیادتی بھی ہے۔ اسے بیہقی رحمہ نے
مَنْ لَمْ یَکُنْ فِیْ زِیَادَةٍ فَهُوَ فِیْ نُقْصَانٍ	روایت کیا ہے اور لعنت زیادتی میں نہیں نقصان
وَلِلّٰهِ دَرُّ الْبُسْتِیِّ شِعْرٌ	میں ہے، شاعر کا قول ہے ۔
زِیَادَةُ الْمَرْءِ فِیْ دُنْیَاهُ نُقْصَانٌ	آدمی کی دنیا میں زیادتی نقصان ہے اور اس
وَرِبْحُهٗ غَیْرُ مَحْضِ الْخَیْرِ خُسْرَانٌ	کی کمائی میں سوائے ٹوٹے کے کوئی نفع نہیں ہے اور
وَقَدْ قَالَ تَعَالٰی وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ	اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ انسان ٹوٹے
لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا	میں ہے ۔ مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور
الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَ	عمل کئے نیک اور وصیت کرتے ہیں ساتھ حق کے
تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۔	اور وصیت کرتے ہیں ساتھ صبر کے ۔
۴۵۳۔ حَدِیْثُ مَنْ اَعَانَ ظَالِمًا	جو ظالم کی اعانت کرے اس پر اللہ تعالیٰ
سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَیْهِ رَوَاهُ ابْنُ عَسَاکِرٍ	ظالم کو مسلط فرما دیتا ہے۔ اسے ابن عساکر نے

فِي تَارِيْخِهِ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعًا وَفِي سَنَدِهِ مُتَّهَمٌ بِالْوَضْعِ وَهُوَ أَبُوْ زَكَرِيَّا الْعَدَوِيُّ نَعَمْ فَقَدْ ذَكَرَهُ السَّخَاوِيُّ قُلْتُ وَيُؤَيِّدُ ثُبُوْتَهُ أَنَّهُ أَخْرَجَهُ الدَّيْلَمِيُّ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يُسْنِدْهُ وَقَالَ السُّيُوْطِيُّ أَخْرَجَهُ ابْنُ عَسَاكِرَ فِي تَارِيْخِهِ مِنْ طَرِيْقِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ زَكَرِيَّا عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ الْكَرَابِيْسِيِّ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعًا مَنْ أَعَانَ ظَالِمًا سَلَّطَهُ اللهُ عَلَيْهِ انْتَهٰى وَلَيْسَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ غُبَارٌ كَمَا لَا يَخْفٰى.

اپنی تاریخ میں ابن مسعودؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں ابو زکریا العدوی وضع کے ساتھ متہم ہے۔ اس کا سخاوی نے ذکر کیا ہے۔ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں۔ اس کی تائید میں وہ ثبوت ہے جو دیلمی نے ابن مسعودؓ سے بغیر سند کے روایت کیا ہے۔ (جب سند نہیں تو ثبوت کیسا۔ عذر گناہ بدتر از گناہ) سیوطی کہتے ہیں۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں اس سند سے مرفوعاً روایت کیا ہے حسن بن علی بن زکریا، سعید بن عبدالجبار الکرابیسی حماد بن سلمہ، عاصم بن بہدلہ، زر بن حبیش، ابن مسعودؓ۔ سیوطیؒ کہتے ہیں۔ اس سند پر کوئی غبار نہیں۔ بشرطیکہ یہ حسن بن علی بن زکریا ابو زکریا العدوی نہ ہو۔

٤٥٤ حَدِيْثُ مَنْ أَعَانَ تَارِكَ الصَّلٰوةِ بِلُقْمَةٍ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ الْأَنْبِيَاءَ كُلَّهُمْ مَوْضُوْعٌ انْتَهٰى عَلٰى مَا فِي اللَّآلِيْ.

جس نے تارک الصلوٰۃ کی ایک لقمہ سے بھی مدد کی۔ گویا اس نے تمام انبیاء کو قتل کر دیا۔ یہ موضوع ہے۔ جیسا کہ لآلی میں ہے۔

۴۵۵۔ حَدِيثُ مَنِ اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ حَلَالًا أَعْطَاهُ اللّٰهُ مِائَةَ قَصْرٍ مِنْ دُرَّةٍ بَيْضَاءَ وَكَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِكُلِّ قَطْرَةٍ ثَوَابَ أَلْفِ شَهِيدٍ بَاطِلٌ وَضَعَهُ دِينَارٌ۔

جو حلال طور پر غسل جنابت کرے تو اللہ تعالیٰ اسے سفید موتیوں کے سو محل عطا فرماتا ہے اور ہر قطرہ کے بدلے سو شہیدوں کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ یہ باطل ہے اسے دینار نے وضع کیا ہے۔

۴۵۶۔ حَدِيثُ مَنْ أَفْرَدَ الْإِقَامَةَ فَلَيْسَ مِنَّا مَوْضُوعٌ كَمَا فِي اللَّآلِي وَكَذَا حَدِيثُ جَابِرٍ فِي ثَوَابِ الْمُؤَذِّنِ بِطُولِهِ مَوْضُوعٌ۔

جس نے اقامت مفرد طور پر کہی وہ ہم میں سے نہیں ہے یہ موضوع ہے جیسا کہ لآلی میں ہے اسی طرح جابر کی وہ حدیث جو موذن کے ثواب کے بارے میں ایک لمبی حدیث ہے وہ بھی موضوع ہے۔

۴۵۷۔ حَدِيثُ مَنْ أَكْرَمَ غَرِيبًا فِي غُرْبَتِهِ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ ذَكَرَهُ الدَّيْلَمِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعًا بِلَا سَنَدٍ وَيُقَوِّيهِ حَدِيثُ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ۔

جو مسافر کی اس کے سفر میں مدد کرے اس کے لئے جنت واجب ہو گئی۔ دیلمی نے اسے بلا سند ابن عباس رض سے مرفوعاً بیان کیا ہے۔ لیکن اس کی تائید یہ حدیث کرتی ہے۔ جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو۔ اسے مہمان کی عزت کرنی چاہیئے۔

۴۵۸۔ حَدِيثُ مَنِ احْتَكَرَ الطَّعَامَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا فَقَدْ بَرِئَ مِنَ اللّٰهِ ذَكَرَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي الْمَوْضُوعَاتِ وَقَالَ الْعِرَاقِيُّ فِي

جو چالیس روز تک کھانے کی چیز چھپا کر رکھے (قیمت بڑھانے کے لئے مال چھپا کر رکھنا) تو وہ اللہ سے بری ہے اسے ابن الجوزی نے موضوعات میں بیان کیا ہے لیکن عراقی کہتے ہیں ان کے اس قول پر اعتراض

الْحَكَمِ بِوَضْعِهِ نَظَرٌ وَقَدْ صَحَّحَهُ الْحَاكِمُ قُلْتُ وَقَدْ ذَكَرَهُ الْجَلَالُ السُّيُوطِيُّ فِي الْجَامِعِ الصَّغِيرِ بِلَفْظِ مَنِ احْتَكَرَ طَعَامًا عَلَى أُمَّتِي أَرْبَعِينَ يَوْمًا وَتَصَدَّقَ بِهِ لَمْ يُقْبَلْ مِنْهُ رَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرَ عَنْ مُعَاذٍ رض ۔

ہے. کیونکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے. ملا علی قاری فرماتے ہیں سیوطی رح نے جامع الصغیر میں اسے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے جو شخص میری امت پر چالیس روز تک کھانا روکے رکھے. اب اگر اس سے صدقہ بھی کرے گا تو وہ قبول نہ کیا جائے گا. ابن عساکر نے اسے معاذ سے روایت کیا ہے۔

۴۵۹ ـ حَدِيثُ مَنْ أَكَلَ طَعَامَ أَخِيهِ بِسُرُورِهِ لَمْ يَضُرَّهُ هُوَ مِنْ كَلَامِ أَبِي سُلَيْمَانَ الدَّارَانِيِّ ۔

جو شخص اپنے بھائی کا کھانا اس کی خوشی سے کھائے تو وہ اسے ضرر نہ پہنچائے گا. یہ ابو سلیمان دارانی کا قول ہے۔

۴۶۰ ـ حَدِيثُ مَنْ أَكَلَ فُولَةً بِقِشْرِهَا أَخْرَجَ اللّٰهُ مِنْهُ مِنَ الدَّاءِ مِثْلَهَا أَوْرَدَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي الضُّعَفَاءِ مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ رض بِهِ مَرْفُوعًا وَذَكَرَهُ ابْنُ الْقَيِّمِ فِي مَوْضُوعَاتِهِ وَأَوْرَدَهُ الذَّهَبِيُّ فِي الْمِيزَانِ وَهُوَ بَاطِلٌ ذَكَرَهُ السَّخَاوِيُّ وَقَالَ نُقِلَ عَنِ الشَّافِعِيِّ أَنَّهُ قَالَ الْفُولُ يَزِيدُ فِي الدِّمَاغِ وَالدِّمَاغُ يَزِيدُ

جو لوبیا چھلکے سمیت کھائے اللہ تعالیٰ اس سے اتنی ہی بیماری دور کرتا ہے. اسے ابن حبان نے کتاب الضعفاء میں حضرت عائشہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے. ابن القیم نے اسے اپنی موضوعات میں شمار کیا ہے. امام ذہبی رح نے اسے میزان میں نقل کر کے لکھا ہے. کہ یہ باطل ہے. اور امام ذہبی فرماتے ہیں امام شافعی رح سے منقول ہے کہ لوبیا دماغ میں زیادتی کرتا ہے اور دماغ عقل میں

فِي الْعَقْلِ ۔

زیادتی کرتا ہے ۔

۴۶۱ ۔ حَدِيْثُ مَنْ أَكَلَ مَعَ مَغْفُوْرٍ غُفِرَ لَهُ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ هُوَ كَذِبٌ مَوْضُوْعٌ لَا أَصْلَ لَهُ لَا صَحِيْحٌ وَلَا حَسَنٌ وَلَا ضَعِيْفٌ وَكَذَا قَالَ غَيْرُهُ لَيْسَ لَهُ إِسْنَادٌ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ وَلَيْسَ مَعْنَاهُ صَحِيْحًا عَلَى الْإِطْلَاقِ فَقَدْ يَأْكُلُ مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ الْكُفَّارُ وَالْمُنَافِقُوْنَ ذَكَرَهُ السَّخَاوِيُّ وَلَا يَخْفٰى أَنَّ الْكُفَّارَ لَيْسُوْا مِنْ أَهْلِ الْمَغْفِرَةِ وَلَا يَبْعُدُ أَنَّهُ إِذَا أَكَلَ مُؤْمِنٌ مَعَ صَالِحٍ بِنِيَّةِ الْبَرَكَةِ وَالْمَحَبَّةِ لِلّٰهِ تَعَالٰى أَنْ يَنَالَهُ الْمَغْفِرَةُ وَالرَّحْمَةُ ۔

جو شخص مغفرت شدہ کے ساتھ کھانا کھائے اس کی بھی مغفرت کر دی جاتی ہے امام عسقلانی فرماتے ہیں یہ جھوٹ ہے موضوع ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔ نہ یہ صحیح ہے نہ حسن اور نہ ضعیف، اور دیگر لوگوں کا قول ہے کہ اہل علم کے نزدیک اس کی کوئی سند نہیں اور نہ اس کے معنی مطلقاً صحیح ہیں اس لیے کہ مسلمانوں کے ساتھ کفار اور منافقین بھی کھاتے ہیں۔ اس کا سخاوی نے ذکر کیا ہے اور یہ بات مخفی نہیں ہے کہ کفار اہل مغفرت سے نہیں ہیں ہاں یہ بات کچھ بعید نہیں کہ اگر کوئی کسی نیک آدمی کے ساتھ برکت اور محبت خداوندی کی بنا پر کھانا کھائے تو اس کی بھی مغفرت ہو جائے یا اس پر بھی رحمت ہو جائے ۔

۴۶۲ ۔ حَدِيْثُ مَنِ اسْتُرْضِيَ فَلَمْ يَرْضَ فَهُوَ شَيْطَانٌ لَيْسَ بِحَدِيْثٍ وَإِنَّمَا يُرْوٰى عَنِ الشَّافِعِيِّ بِزِيَادَةٍ وَمَنِ اسْتُغْضِبَ فَلَمْ يَغْضَبْ فَهُوَ حِمَارٌ ۔

جو شخص رضامندی چاہے اور دوسرا راضی نہ ہو۔ تو وہ شیطان ہے، یہ حدیث نہیں ہے امام شافعیؒ سے کچھ زیادتی کے ساتھ مروی ہے۔ جو زبردستی غصہ لانا چاہے اور غصہ نہ آئے تو وہ گدھا ہے ۔

٤٦٣ - حَدِيثُ مَنِ اكْتَحَلَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ بِالْإِثْمِدِ لَمْ تَرْمَدْ عَيْنَاهُ أَبَدًا رَوَاهُ الْحَاكِمُ وَغَيْرُهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ بِهِ مَرْفُوْعًا وَقَالَ الْحَاكِمُ إِنَّهُ مُنْكَرٌ وَقَالَ السَّخَاوِيُّ بَلْ هُوَ مَوْضُوْعٌ أَوْرَدَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي الْمَوْضُوْعَاتِ قَالَ الْحَاكِمُ وَالْاِكْتِحَالُ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ لَمْ يَرِدْ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فِيْهِ أَثَرٌ وَهُوَ بِدْعَةٌ ابْتَدَعَهَا قَتَلَةُ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قُلْتُ وَقَدْ ذَكَرَهُ الْحَافِظُ جَلَالُ الدِّيْنِ السُّيُوْطِيُّ فِي جَامِعِ الصَّغِيْرِ بِلَفْظِ مَنِ اكْتَحَلَ بِالْإِثْمِدِ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ لَمْ تَرْمَدْ عَيْنَاهُ أَبَدًا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَقَدِ الْتَزَمَ أَنْ لَا يَذْكُرَ فِي كِتَابِهِ هٰذَا حَدِيْثًا مَوْضُوْعًا فَالْحَدِيْثُ غَيْرُ مَوْضُوْعٍ عِنْدَهُ وَغَايَةُ الْأَمْرِ أَنَّهُ ضَعِيْفٌ ۔

جو عاشورا کے روز اثمد کا سرمہ لگائے تو اس کی آنکھیں دکھنے نہ آئیں گی۔ اسے حاکم وغیرہ نے ابن عباسؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور کہتے ہیں یہ منکر ہے سخاوی کہتے ہیں بلکہ موضوع ہے اسے ابن الجوزی نے موضوعات میں شمار کیا ہے۔ امام حاکم فرماتے ہیں عاشورا کے روز سرمہ لگانا اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی روایت مروی نہیں یہ وہ بدعت ہے جو حسین رضؓ کے قاتلوں نے ایجاد کی ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں جلال الدین سیوطی رحؒ نے اپنی جامع الصغیر میں انہی الفاظ کے ساتھ اسے ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بیہقی رحؒ کے حوالہ سے روایت کیا ہے۔ اور انہوں نے یہ التزام کر رکھا ہے۔ کہ اپنی کتاب میں کوئی حدیث موضوع بیان نہیں کرتے اس سے معلوم ہوا۔ کہ یہ حدیث سیوطیؒ کے نزدیک موضوع نہیں ہے اور یہ روایت ضعیف ہے۔

٤٦٤- حَدِيثُ مَنِ انْتَهَرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ مَلَأَ اللّٰهُ قَلْبَهُ أَمْنًا وَإِيمَانًا مَوْضُوعٌ.

جو صاحب بدعت کو جھڑکے تو اللہ تعالیٰ اس کا دل امن و ایمان سے بھر دیتا ہے۔ یہ موضوع ہے۔

٤٦٥- حَدِيثُ مَنْ أُهْدِيَتْ لَهُ هَدِيَّةٌ وَعِنْدَهُ قَوْمٌ فَهُمْ شُرَكَاؤُهُ فِيهَا أَوْرَدَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي الْمَوْضُوعَاتِ فَأَخْطَأَ نَقْلَهُ أَوْرَدَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُمَيْدٍ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَغَيْرِهِ مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ رض بِهِ مَرْفُوعًا وَقَالَ الْعُقَيْلِيُّ أَنَّهُ يَصِحُّ فِي هٰذَا الْبَابِ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ شَيْءٌ وَكَذَا قَالَ الْبُخَارِيُّ عَقِيبَ إِيرَادِهِ لَهُ تَعْلِيقًا فَقَالَ وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ جُلَسَاءَهُ شُرَكَاؤُهُ وَلَا يَصِحُّ وَقَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ الْمَوْقُوفُ أَصَحُّ ذَكَرَهُ السَّخَاوِيُّ وَقَالَ الزَّرْكَشِيُّ مَنْ أُهْدِيَ لَهُ هَدِيَّةٌ فَجُلَسَاؤُهُ شُرَكَاؤُهُ فِيهَا

جس کے پاس ہدیہ بھیجا جائے۔ اور اس کے پاس لوگ موجود ہوں۔ تو وہ اس میں شریک ہیں۔ ابن الجوزی نے اسے موضوعات میں شمار کر کے غلطی کھائی ہے۔ اسے عبداللہ بن حمید نے ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ عقیلی کہتے ہیں اس باب میں حضور سے کوئی حدیث صحیح نہیں۔ ایسے ہی بخاری اسے معلقاً لانے کے بعد فرماتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی یہ روایت کی جاتی ہے کہ اس کے ساتھ بیٹھنے والے اس کے شریک ہیں لیکن یہ صحیح نہیں۔ عسقلانی رح کہتے ہیں۔ موقوف زیادہ صحیح ہے۔ جیسا کہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے زرکشی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں۔ اس حدیث کو طبرانی رح نے حسن بن علی

وَرَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ مِنْ حَدِيْثِ حَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رض۔	رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔
۴۶۶۔ حَدِيْثُ مَنْ بَانَ عُذْرُهُ وَجَبَتِ الصَّدَقَةُ عَلَيْهِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا أَصْلَ لَهُ۔	جس کا عذر ظاہر ہو جائے اس پر صدقہ واجب ہے، سخاوی کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں۔
۴۶۷۔ حَدِيْثُ مَنْ بَلَغَهُ عَنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ شَيْءٌ فِيْهِ فَضِيْلَةٌ فَأَخَذَ بِهِ إِيْمَانًا بِهِ وَرَجَاءَ ثَوَابِهِ أَعْطَاهُ اللّٰهُ ذٰلِكَ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ كَذٰلِكَ قَدْ سَبَقَ عَلَى الْعَسْقَلَانِيِّ فِيْ كَلَامِ عَلِيٍّ لَوْ أَحْسَنَ أَحَدُكُمْ ظَنَّهُ بِحَجَرٍ لَنَفَعَهُ اللّٰهُ بِهِ فَقَالَ لَا أَصْلَ لَهُ وَنَحْوُهُ مَنْ بَلَغَهُ شَيْءٌ الْحَدِيْثَ وَالْحَقُّ أَنَّ بَيْنَهُمَا فَرْقًا فِيْ تَلْوِيْحِ الْمَعْنٰى وَصَحِيْحِ الْمَبْنٰى فَإِنَّ الْحَدِيْثَ الثَّانِيَ رَوَاهُ أَبُو الشَّيْخِ فِيْ مَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعًا وَفِيْ سَنَدِهِ بِشْرُ بْنُ عُبَيْدٍ وَهُوَ مَتْرُوْكٌ وَلَهُ طُرُقٌ لَا	جس شخص کو اللہ عزوجل سے کوئی شئے فضیلت کی پہنچے اور وہ اسے اس پر ایمان رکھتے ہوئے اور ثواب کی غرض سے لازم پکڑ لے تو اللہ تعالےٰ اسے یہ شئے عطا فرما دیتا ہے، اگرچہ ایسا نہ ہو، عسقلانی کا پہلے اس حدیث کے تحت اگر کوئی شخص پتھر کے ساتھ اچھا گمان کرے تو اللہ تعالےٰ اس کے ذریعہ بھی اسے نفع پہنچا دیتا ہے، کلام گذر چکا اس کی اور اس حدیث جسے اللہ سے کوئی شئے پہنچے اس کی کوئی اصل نہیں، اور صحیح یہ ہے کہ معنوی لحاظ سے دونوں میں فرق ہے اور دوسری حدیث کو ابو الشیخ نے مکارم الاخلاق میں جابر رض سے مرفوعاً روایت کیا ہے، لیکن اس کی سند میں بشیر بن عبید متروک ہے اور اس کی کئی سندات ہیں جو

تَخْلُوْ مِنْ مَتْرُوْكٍ وَمَنْ لَا يُعْرَفُ
كَمَا ذَكَرَهُ السَّخَاوِيُّ إِلَّا أَنَّ غَايَةَ
الْأَمْرِ فِيْهِ أَنَّهُ ضَعِيْفٌ وَيُقَوِّيْهِ
أَنَّهُ رَوَاهُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ مِنْ حَدِيْثِ
أَنَسٍ كَمَا ذَكَرَهُ الزَّرْكَشِيُّ وَكَذَا
ذَكَرَهُ الْعِزُّ بْنُ جَمَاعَةَ فِيْ مَنْسَكِهِ
الْكَبِيْرِ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يُسْنِدْهُ وَلَمْ يَعْزُ
إِلَى أَحَدٍ وَيُؤَيِّدُهُ أَنَّهُ ذَكَرَهُ السُّيُوْطِيُّ
فِيْ جَامِعِهِ الصَّغِيْرِ وَقَالَ رَوَاهُ
الطَّبْرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ عَنْ أَنَسٍ بِلَفْظِ
مَنْ بَلَغَهُ عَنِ اللهِ فَضِيْلَةٌ فَلَمْ
يُصَدِّقْ بِهَا لَمْ يَنَلْهَا فَفِي الْجُمْلَةِ
لَهُ أَصْلٌ أَصِيْلٌ لٰكِنِ اسْتُشْكِلَ
بِأَنَّ حَمْلَ مَا بَلَغَهُ عَلَى الْحَدِيْثِ
الضَّعِيْفِ يُنَافِيْهِ قَوْلُهُ إِيْمَانًا
بِهِ لِأَنَّهُ إِذَا اعْتَقَدَ الثُّبُوْتَ امْتِثَالًا
لِقَوْلِهِ إِيْمَانًا بِهِ فِيْ غَرَضِ كَوْنِ
الْحَدِيْثِ الَّذِيْ بَلَغَهُ ضَعِيْفًا لِأَنَّ
الضَّعِيْفَ لَا يُطْلَقُ إِلَّا حَيْثُ لَمْ

متروک سے خالی ہیں۔ اور مجہول راوی بھی پائے
جاتے ہیں جیسا کہ سخاوی نے ذکر کیا ہے مقصد
کلام یہ ہے کہ یہ ضعیف ہے اور اس کی تقویت
وہ حدیث کرتی ہے جو ابن عبد البر نے انس رض سے
روایت کی ہے جیسا کہ زرکشی نے ذکر کیا ہے
ایسے ہی عز بن جماعہ نے اپنی منسک الکبیر میں بغیر
سند کے ذکر کیا ہے۔ اور کسی کی جانب نسبت
نہیں کی اور اس کی تائید وہ حدیث کرتی ہے جو
سیوطی رح نے اپنی جامع الصغیر میں نقل کی ہے کہ طبرانی
نے اوسط میں انس رض سے ان الفاظ کے ساتھ
روایت کیا ہے کہ جسے اللہ سے کوئی فضیلت
پہنچے پھر اسے صدقہ نہ کرے تو اسے وہ شئے
حاصل نہیں ہوتی۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اس کی
کچھ نہ کچھ اصل ہے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ اگر اس حدیث
کو ضعیف پر محمول کیا جائے تو ایمانا بہ کا قول اس
کی نفی کرتا ہے، کیونکہ اگر اس لفظ کی بنا پر اس کے
ثبوت کا اعتقاد کر لیا جائے۔ کیونکہ ضعیف نہیں
بولی جاتی جب تک مضمون ثابت نہ ہو اور اگر
اسے صحیح پر محمول کیا جائے، تو آخر کا لفظ درچاہے

يَكُنِ الْمَضْمُوْنُ ثَابِتًا وَإِنْ حُمِلَ
عَلَى الصَّحِيْحِ نَلْغَاهُ قَوْلُهُ وَإِنْ لَمْ
يَكُنِ الْأَمْرُ كَذٰلِكَ لِأَنَّ فَرْضَ كَوْنِ
ذٰلِكَ الْأَمْرِ لَيْسَ كَذٰلِكَ يُنَافِي
الصِّحَّةَ الْمُسْتَلْزِمَةَ لِكَوْنِهِ كَذٰلِكَ
وَالْجَوَابُ أَنَّا نَخْتَارُ الْأَوَّلَ وَنَقُوْلُ
اِعْتِقَادُ الثُّبُوْتِ لَا يَتَوَقَّفُ عَلَى
السَّنَدِ لِجَوَازِ أَنْ يَكُوْنَ مِنْ وَجْهٍ
آخَرَ كَمَا إِذَا كَانَ مَامًا أُدْرِجَ جُمْلَةً
فِيْ عُمُوْمَاتٍ فَالثُّبُوْتُ حِيْنَئِذٍ
مِنْ حَيْثُ هٰذَا الْإِدْرَاجِ لَا غَيْرُ
أَوْ نَخْتَارُ الثَّانِيْ فَنَحْمِلُهُ عَلَى مَا صَحَّ
سَنَدُهُ ظَنًّا فِي الظَّاهِرِ فَهٰذَا يُمْكِنُ
التَّصْدِيْقُ بِثُبُوْتِهِ مِنْ هٰذِهِ
الْحَيْثِيَّةِ وَيُحْتَمَلُ أَنَّهُ غَيْرُ صَحِيْحٍ
بَاطِنًا فَيَحْتَسِبُ كُتِبَ لَهُ ذٰلِكَ
الثَّوَابُ الَّذِيْ بَلَغَهُ مَعَ كَوْنِ
الْحَدِيْثِ غَيْرَ وَاقِعٍ لٰكِنْ بَعْضُ
رُوَاتِهِ الظَّاهِرَةِ الْعَدَالَةِ مَعَ بَقِيَّةِ

ایسا نہ ہو۔ وہ اس کی تائید کرتا ہے۔ کیونکہ کسی
امر کا فرض ہونا دوسری شئے کی صحت مستلزمہ
کا نفی نہیں کرتا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم
اول کو پسند کرتے ہیں اور اس کے ثبوت کا
اعتقاد رکھتے ہیں اور سند پر توقف نہ کیا جائے گا
اس خیال کی بنا پر اس کی کوئی اور سند ہو۔ کیونکہ
جب یہ عام ہو گئی تو ہم اسے عمومات میں شمار
کریں گے۔ تو ثبوت اس کے درج ہونے
کی بنا پر ہوگا۔ نہ کہ کوئی اور۔ اور اگر ہم دوسرے
جملہ کو اختیار کریں تو ہم اسے ظنی طور پر
صحت سند پر محمول کریں گے۔ تو ہماری یہ
تصدیق باعتبار ظاہر ہو گی۔ ہو سکتا ہے
کہ باطن میں صحیح نہ ہو۔ تو اس حدیث کی بنا پر جو
واقع میں حدیث نہیں۔ یہ ثواب لکھا جائیگا
کیونکہ اس کے بعض روا ایسے ہیں جو شروط
کے ساتھ ظاہراً و باطناً عادل ہیں۔ اور محققین
کے نزدیک صحت، حسن اور ضعف کا دارومدار
صرف ظاہر پر ہوتا ہے۔ اور یہ احتمال
رہتا ہے کہ صحیح موضوع ہے۔ اور موضوع

الشروط وباطنًا كذلك والمحققون
على ان الصحة والحسن والضعف
انما هي من حيث الظاهر فقط
مع احتمال كون الصحيح موضوعا و
عكسه كذا افاده الشيخ ابن حجر
المكي في حل معنى هذا الحديث
الا انه جعل مرجع الضمير في قوله
فاخذ به اي بالفضيلة بمعنى
الفضل والظاهر انه راجع الى
شيء فيه فضيلة ومعنى اخذه
عمل به قولا وفعلا ثم قوله
ايمانا به اي ايمانا بالله وايقانا
برجاء ثوابه لان المعنى ايمانا
بذلك الحديث كما حله الشيخ
فاحتاج الى تمحل في الجواب
والله اعلم بالصواب.

صحیح۔ جیسا کہ شیخ ابن حجر المکی نے اس
حدیث کے حل میں لکھا ہے۔ کیوں کہ قول فاخذ بہ
کی ضمیر کا مرجع فضیلت بمعنی فضل کی جانب
کیا جائے۔ اور ظاہر بھی یہی ہے تو اس
وقت اخذ بہ کے معنی یہ ہوں گے کہ قولاً
و فعلاً اس پر عمل کیا۔ پھر یہ قول
ایماناً بہ۔ یعنی اللہ پر ایمان رکھتے
ہوئے اور ثواب کی امید رکھتے
ہوئے۔ کیونکہ معنے یہ ہوں گے
کہ اس حدیث پر ایمان
رکھتے ہوئے۔ جیسا کہ شیخ نے
حل کیا ہے۔ تو یہ
جواب خود
جواب کا
محتمل
ہوگا

٦٦٨- حديث من بشرني
بخروج صفر بشرته بالجنة لا
اصل له.

جو شخص مجھے صفر کے نکل جانے کی
خوشخبری سنائے گا میں اسے جنت کی خوشخبری
سناؤں گا۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔

۴۶۹۔ حَدِيثُ مَنْ بُورِكَ لَهُ فِي شَيْءٍ فَلْيَلْزَمْهُ قَالَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ هُوَ مِنْ كَلَامِ بَعْضِ السَّلَفِ قُلْتُ وَهٰذَا سَتْرٌ وَاضِحٌ مِنْهُ فَأَخْرَجَهُ ابْنُ مَاجَهْ مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ رض وَعَائِشَةَ كَمَا ذَكَرَهُ الزَّرْكَشِيُّ قَالَ السَّخَاوِيُّ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَهْ مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ رض بِهِ مَرْفُوعًا بِلَفْظِ مَنْ أَصَابَ مِنْ شَيْءٍ فَلْيَلْزَمْهُ وَهُوَ عِنْدَ الْبَيْهَقِيِّ فِي الشُّعَبِ بِلَفْظِ مَنْ رُزِقَ بَدَلَ مَنْ أَصَابَ قُلْتُ وَهُوَ كَذٰلِكَ فِي الْجَامِعِ الصَّغِيرِ بِاللَّفْظَيْنِ۔

جسے کسی شئے میں برکت دی جائے۔ تو وہ اسے لازم پکڑلے۔ ابن تیمیہ فرماتے ہیں۔ یہ بعض سلف کا کلام ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں انہیں بھول ہوئی۔ ورنہ ابن ماجہ رح نے اسے انس رض اور عائشہ رض سے روایت کیا ہے جیسا کہ زرکشی کہتے ہیں۔ سخاوی رح کہتے ہیں۔ اسے ابن ماجہ رح نے انس رض سے مرفوعاً ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ جسے کوئی شئے پہنچے وہ اسے لازم پکڑلے اور بیہقی رح نے شعب میں ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ جسے رزق دیا جائے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ جامع الصغیر میں دونوں طرح موجود ہے۔

۴۷۰۔ حَدِيثُ مَنْ تَزَوَّجَ امْرَأَةً لِمَالِهَا حَرَّمَهُ اللّٰهُ مَالَهَا وَجَمَالَهَا قَالَ الزَّرْكَشِيُّ لَا يُعْرَفُ وَقَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ أَقِفْ عَلَيْهِ وَفِي الصَّحِيحَيْنِ تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِمَالِهَا وَجَمَالِهَا وَحَسَبِهَا وَدِينِهَا فَاظْفَرْ

جو عورت سے اس کے مال کے باعث شادی کرے اللہ تعالیٰ اس کے مال اور خوبصورتی کو حرام کرے۔ زرکشی کہتے ہیں یہ معلوم نہیں۔ سخاوی کہتے ہیں، میں اس سے واقف نہیں۔ صحیحین میں عورت سے نکاح اس کے مال اس کے جمال اس کے حسب اور اس کے دین کی بنا پر کیا جاتا

بِذَاتِ الدِّیْنِ تَرِبَتْ یَدَاكَ ۔

ہے۔ تم دین والی سے مدد چاہو۔

۴۷۱۔ حَدِیْثُ مَنْ تَزَیّٰ بِغَیْرِ زِیِّہٖ فَقُتِلَ فَدَمُہٗ هَدَرٌ لَیْسَ لَہٗ اَصْلٌ مُعْتَمَدٌ وَحِکَایَاتُ الْجِنِّ الْمَرْوِیَّۃُ فِیْ ذٰلِكَ عَنِ النَّبِیِّ عَلَیْہِ السَّلَامُ لَمْ یَثْبُتْ مِنْهَا شَیْءٌ ۔

جو صورت بدل لے پھر قتل کر لیا جائے تو اس کا خون بے کار ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں اور حکایات جن جو اس بارے میں حضور صلعم سے مروی ہیں۔ اس میں سے کوئی شے ثابت نہیں۔

۴۷۲۔ حَدِیْثُ مَنْ تَکَلَّمَ بِکَلَامِ الدُّنْیَا فِی الْمَسْجِدِ اَحْبَطَ اللّٰہُ اَعْمَالَہٗ اَرْبَعِیْنَ سَنَۃً قَالَ الصَّغَانِیُّ مَوْضُوْعٌ وَهُوَ کَذٰلِكَ لِاَنَّہٗ بَاطِلٌ مَبْنًی وَمَعْنًی ۔

جو مسجد میں کوئی دنیا دی بات کرے اللہ تعالےٰ اس کے چالیس سال کے عمل اٹھا لیتا ہے۔ صغانی کہتے ہیں۔ یہ موضوع ہے۔ کیونکہ یہ لفظاً بھی باطل ہے اور معنیً بھی۔

۴۷۳۔ حَدِیْثُ مَنْ تَوَاضَعَ لِغَنِیٍّ لِاَجْلِ غِنَاہُ ذَهَبَ ثُلُثَا دِیْنِہٖ ذَکَرَہُ ابْنُ الْجَوْزِیِّ فِی الْمَوْضُوْعَاتِ قَالَ السُّیُوْطِیُّ وَلَمْ یُصِبْ فَقَدْ رَوَی الْبَیْهَقِیُّ فِی الشُّعَبِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَاَنَسٍ بِلَفْظِ مَنْ دَخَلَ عَلٰی غَنِیٍّ فَتَوَاضَعَ لَہٗ ذَهَبَ ثُلُثَا دِیْنِہٖ وَقَالَ فِیْ کُلٍّ مِنْهُمَا اِسْنَادٌ

جو کسی امیر کی اس کی امارت کی بنا پر تواضع کرتا ہے تو اس کا دو تہائی دین چلا جاتا ہے اسے ابن الجوزی نے موضوعات میں شمار کیا ہے۔ لیکن سیوطیؒ کہتے ہیں ان کا یہ قول صحیح نہیں کیونکہ بیہقیؒ نے اپنی شعب میں ابن مسعودؓ اور انسؓ سے ان الفاظ کے ساتھ اسے روایت کیا ہے جو کسی امیر کے پاس جائے اور اس کی تواضع کرے تو اس کا دو تہائی دین چلا جاتا ہے سیوطیؒ کہتے ہیں دونوں

ضعیف۔ کی سند ضعیف ہیں نہ کہ موضوع)

۳۷۴۔ حَدِیْثُ مَنْ جَالَسَ عَالِمًا فَكَأَنَّمَا جَالَسَ نَبِيًّا قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا أَعْرِفُهُ فِي الْمَرْفُوعِ قُلْتُ لٰكِنْ مَعْنَاهُ صَحِيْحٌ لِأَنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی فَاسْئَلُوْا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ وَوَرَدَ الشَّيْخُ فِي قَوْمِهِ كَالنَّبِيِّ فِي أُمَّتِهِ۔

جو عالم کے پاس بیٹھا گویا وہ نبی کے پاس بیٹھا سخاوی کہتے ہیں میں اسے مرفوعاً نہیں پہچانتا۔ ملا علی قاری رح فرماتے ہیں معنی اس کے صحیح ہیں۔ کیونکہ علماء انبیاء کے وارث ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر تم نہ جانتے ہو تو اہل ذکر سے پوچھ لو۔ اور یہ بھی وارد ہے کہ شیخ اپنی قوم میں ایسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ نبی اپنی امت میں۔

ف:۔ شیخ والی روایت حرف شین میں گذر چکی۔ اس کی بھی یہی حیثیت ہے۔ اور علماء کا وارث انبیاء رہونا یا یہ حکم کہ اگر تم نہ جانتے ہو۔ تو اہل ذکر سے پوچھ لو۔ اس سے معنی کی صحت قائم نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ ان امور کا کوئی منکر نہیں بلکہ سوال اس امر کا ہے۔ کیا عالم کے پاس بیٹھنا نبی کے پاس بیٹھنے کے مترادف ہو سکتا ہے یا شیخ نبی کی طرح ہو سکتا ہے۔ ملا علی قاری نے اصل اعتراض کو نظر انداز کر دیا۔ حالانکہ بغیر تاویل کے ان ہر دو روایات کے الفاظ موجب کفر ہیں۔

۳۷۵۔ حَدِیْثُ مَنْ جَدَّ وَجَدَ تَرْجَمَ السَّخَاوِيُّ وَلَمْ يَتَكَلَّمْ عَلَيْهِ قُلْتُ لَا أَصْلَ لَهُ بَلْ هُوَ مِنْ كَلَامِ بَعْضِ الْفُضَلَاءِ وَكَذَا حَدِيْثُ

جس نے کوشش کی اس نے پایا۔ سخاوی نے اس کی سرخی باندھی ہے اور اس پر کوئی کلام نہیں کیا ملا علی قاری فرماتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں بلکہ یہ بعض فضلاء کا کلام ہے۔ اسی طرح یہ حدیث

لَجَّ وَلَجَ ۔

کہ جس نے پناہ چاہی پناہ دیا گیا۔

۱۳۱۴ - حَدِيْثُ مَنْ جَمَعَ مَالًا مِنْ تَهَاوُشٍ أَذْهَبَهُ اللّٰهُ فِيْ نَهَابِرَ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا أَصْلَ لَهُ انْتَهٰى لٰكِنْ أَخْرَجَهُ الْقُضَاعِيُّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ الْحِمْصِيِّ بِهِ مَرْفُوْعًا وَأَبُوْ سَلَمَةَ قَاضِيْ حِمْصَ لَا صُحْبَةَ لَهُ فَهُوَ مَعَ ضُعْفِهِ مُرْسَلٌ وَفِيْ سَنَدِهِ مَتْرُوْكٌ كَمَا قَالَ السَّخَاوِيُّ قُلْتُ الْمُرْسَلُ حُجَّةٌ عِنْدَ الْجُمْهُوْرِ وَقَدْ ذُكِرَ فِيْ جَامِعِ الصَّغِيْرِ بِلَفْظِ مَنْ أَصَابَ مَالًا مِنْ تَهَاوُشٍ أَذْهَبَهُ اللّٰهُ فِيْ نَهَابِرَ أَخْرَجَهُ ابْنُ النَّجَّارِ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ الْحِمْصِيِّ فَهُوَ ضَعِيْفٌ لَا مَوْضُوْعٌ وَالْمَعْنٰى أَنَّ كُلَّ مَالٍ أُصِيْبَ مِنْ غَيْرِ حِلِّهِ وَلَا يُدْرٰى وَجْهُ أَخْذِهِ أَذْهَبَهُ اللّٰهُ فِي الْمَهَالِكِ غَايَةُ أَمْرِهِ كَأَنْ تَجْمَعَ مَهَاوِشَ مِنَ الْهَوْشِ بِمَعْنَى الْجَمْعِ وَالْخَلْطِ

جس نے حرام سے مال جمع کیا اللہ تعالیٰ اسے قطع رحمی میں لے جاتا ہے۔ سخاوی کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں لیکن قضاعی نے اسے ابوسلمۃ الحمصی سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ ابوسلمہ قاضی حمص ضعیف ہیں، اس کے ساتھ ساتھ یہ مرسل بھی ہے۔ اور اس میں ایک راوی متروک بھی ہے۔ جیسا کہ سخاوی فرماتے ہیں ملا علی قاری کہتے ہیں کہ مرسل ہمارے نزدیک حجت ہے (متروک گو حجت نہیں) اور جامع الصغیر میں یہ ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔ جو حرام سے مال پاتا ہے خدا تعالیٰ اسے حرام میں لے جاتا ہے۔ اسے ابن النجار نے ابوسلمۃ الحمصی سے روایت کیا ہے۔ تو یہ روایت ضعیف ہے۔ موضوع نہیں (جی ہاں موضوع تو کوئی بھی نہیں کہتا ہر ایک ضعیف مرسل اور متروک

اَلْمِیْمِ زَائِدَۃٌ وَرُوِیَ مِنْ تَهَاوُشٍ بِفَتْحِ التَّاءِ وَکَسْرِ الْوَاوِ وَجَمْعُ تَهْوَاشٍ وَهُوَ بِمَعْنَاهُ کَذَا فِی النِّهَایَةِ وَفِی الْقَامُوْسِ اِنَّ الْمُهَاوَشَ مَا غَضَبَ وَسَرَقَ وَاِنَّهٗ مَا یُرَالْمَالِکُ وَزَادَ بَعْضُهُمْ وَالْاُمُوْرُ الْمُتَبَدِّدَۃُ۔

کہتا ہے) اور مقصد یہ ہے کہ جو بھی مال حرام سے وصول ہوگا۔ وہ حرام میں جائیگا۔ نہاوش کے معنی غضب اور چوری کے آتے ہیں۔ اور نہابر کے معنے مہالک کے آتے ہیں:

۴۷۷۔ حَدِیْثُ مَنْ جَهِلَ شَیْئًا عَادَاهُ قَالَ ابْنُ الرَّبِیْعِ لَیْسَ بِحَدِیْثٍ قُلْتُ هُوَ کَذٰلِکَ کَمَا قَالَ الشَّاعِرُ اَلْمَرْءُ لَا یَزَالُ عَدُوًّا لِمَا جَهِلَ

جو کسی شئے سے جاہل ہو تو اس نے اس سے عداوت برتی۔ ابن الربیع کہتے ہیں یہ حدیث نہیں ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ شاعر کے قول کی طرح ہے آدمی جب تک جاہل رہتا ہے ہمیشہ دشمن رہتا ہے:

۴۷۸۔ حَدِیْثُ مَنْ حَدَّثَ حَدِیْثًا فَعَطَسَ عِنْدَهٗ فَهُوَ حَقٌّ قَالَ السَّخَاوِیُّ رَوَاهُ اَبُوْ یَعْلٰی عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ مَرْفُوْعًا وَکَذَا اَخْرَجَهُ الدَّارَقُطْنِیُّ وَالطَّبَرَانِیُّ وَالْبَیْهَقِیُّ وَقَالَ اِنَّهٗ مُنْکَرٌ عَنْ اَبِی الزِّنَادِ وَقَالَ غَیْرُهٗ اِنَّهٗ بَاطِلٌ وَلَوْ کَانَ سَنَدُهٗ فِی الشَّمْسِ اِنْتَهٰی وَفِیْهِ بَحْثٌ لَا یَخْفٰی قَالَ الزَّرْکَشِیُّ فَقَدْ حَسَّنَهُ النَّوَوِیُّ

جو کوئی حدیث بیان کرے اور اس وقت اسے چھینک آجائے تو گویا کہ وہ حق ہے، سخاوی کہتے ہیں اسے ابو یعلیٰؒ نے ابو ہریرہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اسی طرح دارقطنی، طبرانی اور بیہقی بھی اور امام بیہقی فرماتے ہیں یہ منکر ہے۔ دیگر علماء کہتے ہیں یہ باطل ہے چاہے اس کی سند سورج کی طرح چمکدار کیوں نہ ہو۔ اور اس میں بہت بڑی بحث ہے جو مخفی نہیں۔ زرکشیؒ کہتے ہیں۔ امام نووی نے اس کی تحسین کی ہے اور جو لوگ

وأخطأ من قال إن الحديث باطل وللطبراني من حديث أنس رضي الله عنه أصدق الحديث ما عطس عنده.

یہ کہتے ہیں۔ کہ یہ حدیث باطل ہے انہوں نے غلطی کی اور طبرانی میں انس رض سے مروی ہے سب سے سچی بات وہ ہے کہ جس کے کہتے وقت چھینک آجائے۔

۴۷۹ - حديث من حفر لأخيه قليبا أوقعه الله فيه قريبا قال العسقلاني لم أجد له أصلا قلت ولكن لفظ بعضهم من حفر بئرا لأخيه وقع فيه ولكن معناه صحيح مستفاد من قوله تعالى ولا يحيق المكر السيئ إلا بأهله.

جو اپنے بھائی کیلئے گڑھا کھودے قریب ہے کہ اللہ اسے اس میں گرا دیگا۔ عسقلانی فرماتے ہیں میں نے اس کی کوئی اصل نہیں پائی۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں بعض لوگوں کے الفاظ یہ بھی ہیں کہ جو اپنے بھائی کے لئے کنواں کھودے خود اس میں گرتا ہے لیکن اس کے معنی صحیح ہیں اور اللہ تعالیٰ کے قول سے مستفاد ہیں۔ ولا یحیق المکر السیئ الا باہلہ۔

۴۸۰ - حديث من حلف بالله صادقا كان كمن سبح الله وقدسه ترجمه السخاوي ولم يتكلم عليه قلت معناه صدق وصواب لأنه إذا كان في يمينه صادقا يكون حلفه بالله ذكرا موافقا ولو كان الحالف منافقا قال ابن الربيع ما علمته في المرفوع

جو اللہ کی سچی قسم کھائے تو گویا اس نے اللہ کی تسبیح و تقدیس بیان کی۔ سخاوی نے اس کی سرخی باندھی ہے۔ لیکن اس پر کلام نہیں کیا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اس کے معنی صحیح اور سچ ہیں۔ کیونکہ اگر وہ اپنی قسم میں سچا ہے تو یہ اللہ کا ذکر ہوگا۔ چاہے قسم کھانے والا منافق کیوں نہ ہو۔ ابن الربیع رح کہتے ہیں۔ میں اسے مرفوعاً نہیں جانتا۔ امام شافعی رحمہ اللہ

وَقَدْ قَالَ الْاِمَامُ الشَّافِعِيُّ رح مَا حَلَفْتُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى قَطُّ صَادِقًا وَلَا كَاذِبًا اِجْلَالًا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَلَوْ كَانَ مَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ صَحِيْحًا لَمَا كَانَ تَرْكُ الْيَمِيْنِ اِجْلَالًا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنَ الْخِصَالِ الْمَحْمُوْدَةِ اِنْتَهٰى وَلَا يَخْفٰى اَنَّهٗ لَوْ كَانَ تَرْكُهٗ مِنَ الْخِصَالِ الْحَمِيْدَةِ لَمَا كَانَ يَفْعَلُهٗ مِنْ شَمَائِلِ السَّعِيْدَةِ وَقَدْ حَلَفَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَوَاضِعَ مُتَعَدِّدَةٍ مِنْ اَحَادِيْثَ مُتَبَدِّدَةٍ ثُمَّ حَلَفَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ كِتَابِهٖ فِيْ اَمَاكِنَ مِنْ خِطَابِهٖ فَيَنْبَغِيْ اَنْ يُحْمَلَ تَرْكُ الْحَلْفِ مِنَ الْخِصَالِ الْمَحْمُوْدَةِ عَلٰى حَالَةِ الْخُصُوْمَةِ فِي الْمُعَامَلَةِ بِاَنْ يُعْطِيَ مَا يَتَوَجَّهُ عَلَيْهِ وَلَا يَحْلِفُ عَمَلًا بِالْمُعَامَلَةِ ۔	فرماتے ہیں میں نے اللہ تعالیٰ کی کبھی قسم نہیں کھائی نہ سچی نہ جھوٹی۔ اللہ تعالیٰ کی عزت کا خیال کرتے ہوئے تو اگر اس حدیث کے معنی صحیح تسلیم کئے جائیں۔ تو یہ کہا جا سکتا کہ اللہ تعالیٰ کی عزت وجلال کے باعث قسم نہ کھانا بہرصورت ایک خصلت محمودہ ہے اور یہ بات مخفی نہیں کہ خصلت محمودہ کو ترک کرنا بلکہ اس کا فعل خود محمود ہو جاتا ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد مقامات پر قسم کھائی۔ جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مختلف مقامات پہ خطاب کرتے ہوئے قسم کھائی تو مناسب یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ قسم چھوڑنا خصائل محمودہ میں داخل ہے۔ اور علی الخصوص معاملات میں لڑائی یا دشمنی کے وقت اور رجحان کر معاملات میں قسم نہ کھائے
۱۸۴۔ حَدِيْثُ مَنْ دَخَلَ السُّوْقَ فَقَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا	جو بازار میں داخل ہوتے وقت یہ کہے لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی

شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ
وَيُمِيتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ بِيَدِهِ
الْخَيْرُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ كَتَبَ
اللهُ لَهُ أَلْفَ أَلْفِ حَسَنَةٍ وَمَحَا عَنْهُ
أَلْفَ أَلْفِ سَيِّئَةٍ وَرَفَعَ لَهُ أَلْفَ
أَلْفِ دَرَجَةٍ قَالَ ابْنُ الْقَيِّمِ الْجَوْزِيَّةِ
هٰذَا الْحَدِيثُ مَعْلُولٌ أَعَلَّهُ أَئِمَّةُ
الْحَدِيثِ ذَكَرَهُ التِّرْمِذِيُّ فِي
جَامِعِهِ وَقَالَ هٰذَا حَدِيثٌ غَرِيبٌ
وَقَالَ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ سَأَلْتُ أَبِي
عَنْ هٰذَا فَقَالَ حَدِيثٌ مُنْكَرٌ
وَقَعَ فِيهِ خَطَأٌ وَغَلَطٌ وَرَوَاهُ
ابْنُ مَاجَةَ فِي سُنَنِهِ وَفِي سَنَدِهِ
ضُعْفٌ كَمَا قَالَهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَ
النَّسَائِيُّ وَالدَّارِمِيُّ وَأَبُوزُرْعَةَ
وَقَالَ ابْنُ حِبَّانَ لَا يَحِلُّ كَتْبُ
حَدِيثِهِ إِلَّا عَلَى وَجْهِ التَّعَجُّبِ
كَمَا يَتَفَرَّدُ بِالْمَوْضُوعَاتِ عَنِ
الْأَثْبَاتِ وَاللهُ أَعْلَمُ بِحَقَائِقِ الْحَالَاتِ

ومیت وهو حی لا یموت بیده الخیر وهو علی کل شئ
قدیر۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک لاکھ نیکیاں
لکھتا ہے ایک لاکھ گناہ مٹاتا ہے اور ایک لاکھ درجے
بڑھاتا ہے۔ ابن الجوزی کہتے ہیں یہ حدیث معلول ہے
اسے ائمہ حدیث نے معلول قرار دیا ہے۔ ترمذی رح
نے اسے اپنی جامع میں نقل کر کے فرمایا ہے۔ یہ
حدیث غریب ہے ابن ابی حاتم کہتے ہیں میں نے
اپنے والد سے اس حدیث کے بارے میں دریافت
کیا۔ انہوں نے فرمایا یہ منکر ہے اس میں خطا اور غلطی
واقع ہوئی ہے۔ اسے ابن ماجہ نے اپنی سنن میں ذکر
کیا ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہے جیسا کہ
دار قطنی رح۔ نسائی رح۔ دارمی رح اور ابو زرعہ رح
کا قول ہے۔ ابن حبان فرماتے ہیں کتب حدیث
میں جو یہ روایت نقل کی جاتی ہے ازراہ تعجب
کی جاتی ہے۔ اور انہوں نے اسے اکیلے موضوعات
میں شمار کیا ہے۔ (لیکن یہ روایت ترمذی رح میں
دو سندوں سے مروی ہے۔ ایک سند پر امام ترمذی رح
نے سکوت اختیار کیا ہے۔ اور وہ بہت عمدہ
سند ہے)

۴۸۲ - حدیث من دعا لظالم بطول البقاء فقد احب ان یعصی الله ذکره الغزالی فی الاحیاء والزمخشری فی تفسیره قال السخاوی ولم نره فی المرفوع بل اخرجه ابو نعیم فی الحلیة من قول سفیان الثوری وقال ابن الجوزی وکل ما یروی فی معناه موضوع ای بحسب اسناده ومبناه والا فلا شک فی صحة معناه وقد قال العراقی فی تخریج احادیث الاحیاء رواه ابن ابی الدنیا فی کتاب الصمت فی فی قول الحسن البصری وکذا قال العسقلانی فی تخریج الکشاف

جو ظالم کے لئے لمبی عمر کی دعا کرتا ہے گویا وہ اللہ کی نافرمانی کو پسند کرتا ہے۔ اسے غزالی نے اپنی احیاء میں اور زمخشری نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے۔ سخاوی کہتے ہیں ہم نے اسے مرفوعاً کہیں نہیں دیکھا۔ ابو نعیم نے اسے حلیہ میں سفیان ثوری کا قول نقل کیا ہے۔ ابن الجوزی کہتے ہیں، اس معنی میں جتنی روایات بیان کی جاتی ہیں سب موضوع ہیں یعنی باعتبار سند اور باعتبار الفاظ، ورنہ معنی کی صحت میں تو کوئی شک نہیں۔ عراقی تخریج احادیث الاحیاء میں فرماتے ہیں اسے ابن ابی الدنیا نے کتاب الصمت میں حسن بصری کا قول نقل کیا ہے۔ اسی طرح امام عسقلانی نے تخریج کشاف میں فرمایا ہے۔

۴۸۳ - حدیث من رفع یدیه فلا صلوة له موضوع۔

جو اپنے ہاتھ اٹھائے اس کی نماز نہیں ہوتی۔ یہ موضوع ہے۔

۴۸۴ - حدیث من زارنی وزار ابی ابراهیم فی عام واحد دخل الجنة قال ابن تیمیة انه

جس نے میری اور میرے باپ ابراہیمؑ کی ایک سال میں زیارت کی وہ جنت میں داخل ہوگا۔ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں، یہ موضوع ہے

مَوْضُوْعٌ وَلٰكِنْ قَالَ النَّوَوِيُّ فِيْ اٰخِرِ الْحَجِّ مِنْ شَرْحِ الْمُهَذَّبِ اَنَّهُ مَوْضُوْعٌ بَاطِلٌ لَا اَصْلَ لَهُ وَقَالَ الذَّهَبِيُّ طُرُقُهُ كُلُّهَا لَيِّنَةٌ يُقَوِّيْ بَعْضُهَا بَعْضًا لٰكِنْ مَا فِيْ رُوَاتِهَا مُتَّهَمٌ بِالْكِذْبِ ۔

امام نووی شرح المہذب میں فرماتے ہیں۔ یہ موضوع ہے باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں امام ذہبی فرماتے ہیں اس کے تمام طریقے نرم ہیں اگرچہ ایک دوسرے کی تقویت ضرور کرتے ہیں لیکن اس کے رواۃ میں کذب کے ساتھ متہم راوی موجود ہیں ؛

۴۸۵ ۔ حَدِيْثٌ مَنْ زَارَ الْعُلَمَاءَ فَكَاَنَّمَا زَارَنِيْ وَمَنْ صَافَحَ الْعُلَمَاءَ فَكَاَنَّمَا صَافَحَنِيْ وَمَنْ جَالَسَ الْعُلَمَاءَ فَكَاَنَّمَا جَالَسَنِيْ وَمَنْ جَالَسَنِيْ فِي الدُّنْيَا اُجْلِسُ اِلَيَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ فِي الذَّيْلِ فِيْ اِسْنَادِهٖ حَفْصٌ كَذَّابٌ ۔

جس نے علماء کی زیارت کی اس نے گویا میری زیارت کی ہے اور جس نے علماء سے مصافحہ کیا اس نے گویا مجھ سے مصافحہ کیا اور جو علماء کے ساتھ بیٹھا گویا وہ میرے ساتھ بیٹھا۔ اور جو دنیا میں میرے ساتھ بیٹھا میں اسے قیامت میں اپنے ساتھ بٹھاؤں گا۔ ذیل میں ہے کہ اس کی سند میں حفص کذاب ہے ؛

۴۸۶ ۔ حَدِيْثٌ مَنْ زَرَعَ حَصَدَ لَيْسَ بِحَدِيْثٍ فِي الْمَبْنٰى وَهُوَ صَحِيْحٌ فِي الْمَعْنٰى فِي الدُّنْيَا وَالْعُقْبٰى وَقَدْ تَقَدَّمَ الْكَلَامُ عَلٰى حَدِيْثِ الدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْاٰخِرَةِ ۔

جو بوئے گا وہ کاٹے گا۔ یہ لفظاً حدیث نہیں ہے۔ لیکن بلحاظ معنی کہ دنیا میں جو بوئے گا۔ آخرت میں وہی کاٹے گا اس پہ کلام اس حدیث کے تحت گذر چکا کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے ؛

۴۸۷ ۔ حَدِيْثٌ مَنْ سَبَقَ اِلٰى

جو مباح کام کی طرف پہل کرے وہ اسی کے لئے

مباح فهو له هو معنى ما في أبي داود من حديث أسمر بن مضرس بلفظ من سبق إلى ما لم يسبق إليه فهو له قال البغوي لا أعلم بهذا الإسناد غير هذا الحديث وصححه الضياء في المختارة ذكره السخاوي قلت وفي الجامع الصغير من سبق إلى ما لم يسبق إليه مسلم فهو له رواه أبو داود والضياء عن أم جندب انتهى ويؤيده حديث منى مناخ من سبق.

ہے یہ اس حدیث کے معنی میں جو ابوداؤد میں اسمر بن مضرس سے ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے جو ایسی شئی کی جانب سبقت کرے جس کی جانب کسی نے سبقت نہ کی ہو تو وہ اسی کے لئے ہے۔ بغوی فرماتے ہیں، میں اس سند کے ساتھ کسی اور حدیث کو نہیں جانتا۔ ضیاء نے مختارہ میں اس کی تصحیح کی ہے جیسا کہ سخاوی نے ذکر کیا ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں جامع الصغیر میں ہے جس نے اس شئے کی جانب سبقت کی جس کی جانب کسی مسلمان نے پہلے نہ کی ہو تو وہ اسی کے لئے ہے اسے ابوداؤد اور ضیاء نے ام جندبؓ سے روایت کیا ہے اور اس کی تائید وہ حدیث کرتی ہے منیٰ جائے قیام اسی کے لئے ہے جو سبقت کر جائے۔

۴۸۸ - حديث من سر أخاه المؤمن فقد سر الله ذكره في الإحياء وقال العراقي روى ابن حبان والعقيلي في الضعفاء من حديث أبي بكر الصديق رضي الله عنه بلفظ من سر مؤمنا فإنما سر الله وقال

جو اپنے مومن بھائی کو خوش کرے اللہ اسے بھی خوش کرتا ہے۔ یہ احیاء میں ہے۔ عراقی کہتے ہیں ابن حبان اور عقیلی نے ضعفاء میں ابوبکر صدیقؓ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ جو مومن کو خوش کرے اللہ تعالیٰ اسے خوش کرتا ہے۔ عقیلیؒ کہتے ہیں یہ باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔ ذیل میں ہے یہ حدیث جو مومن کو خوش کرے اللہ اسے

الْعُقَیْلِیُّ بَاطِلٌ لَا اَصْلَ لَہٗ وَفِی الذَّیْلِ	خوش کرتا ہے، جو مومن کی عظمت کرے اللہ
حَدِیْثُ مَنْ سَرَّ مُؤْمِنًا فَاِنَّمَا سَرَّ	اس کی عظمت کرتا ہے، اور جو مومن کا اکرام کرے
اللّٰہَ وَمَنْ عَظَّمَ مُؤْمِنًا فَاِنَّمَا	اللہ اس کا اکرام کرتا ہے۔ یہ صاف جھوٹ
یُعَظِّمُ اللّٰہَ وَمَنْ اَکْرَمَ مُؤْمِنًا فَاِنَّمَا	ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں میں نے جعفر بن ابی
یُکْرِمُ اللّٰہَ ھُوَ کِذْبٌ بَیِّنٌ وَقَالَ	ابان کو ابن رمح، لیث، نافع، ابن عمر کی
اِبْنُ حِبَّانَ سَمِعْتُ جَعْفَرَ بْنَ اَبِیْ	سند سے یہ حدیث بیان کرتے سنا کہ جس نے
اَبَانٍ یُمْلِیْ حَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ	مومن کو خوش کیا اس نے مجھے خوش کیا اللہ
حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ	جس نے مجھے خوش کیا اس نے اللہ کو
عُمَرَ مَنْ سَرَّ الْمُؤْمِنَ فَقَدْ سَرَّنِیْ	خوش کیا۔ میں نے اس سے کہا اسے
وَمَنْ سَرَّنِیْ فَقَدْ سَرَّ اللّٰہَ فَقُلْتُ	شیخ اللہ سے ڈر اور رسول اللہ صلی اللہ
یَا شَیْخُ اتَّقِ اللّٰہَ وَلَا تَکْذِبْ عَلٰی	علیہ وسلم پر جھوٹ نہ بول اس نے کہا تم مجھ
رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	سے حلال جگہ میں نہیں ہو تم مجھ سے میری سند
فَقَالَ لَسْتَ مِنِّیْ فِیْ حِلٍّ اَنْتُمْ	کے باعث حسد کرتے ہو تو میں نے اسے
تَحْسُدُوْنَنِیْ لِاِسْنَادِیْ فَخَوَّفْتُہٗ	خوف دلایا حتی کہ اس نے یہ قسم کھائی کہ وہ مکہ
حَتّٰی حَلَفَ لَا یُحَدِّثُ بِمَکَّۃَ ۔	میں حدیث بیان نہ کرے گا۔
۴۰۹۔ حَدِیْثُ مَنْ سَمّٰی فِیْ	جو وضو میں بسم اللہ پڑھے تو دو
وُضُوْئِہٖ لَمْ یَزَلْ مَلَکَانِ یَکْتُبَانِ	فرشتے اس کی نیکیاں لکھتے رہتے ہیں
لَہُ الْحَسَنَاتِ حَتّٰی یُحْدِثَ مِنْ	حتی کہ اس کا یہ وضو ٹوٹے اس
ذٰلِکَ الْوُضُوْءِ فِیْ اِسْنَادِہٖ ابْنُ	کی سند میں ابن علوان ہے۔ جو مشہور

عَلْوَانَ الْمَشْهُوْرِ بِالْوَضْعِ ۔	کذاب ہے ۔
۴۹۰ ۔ حَدِیْثُ مَنْ سَمِعَ الْمُنَادِیْ بِالصَّلٰوۃِ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالْقَائِلِیْنَ عَدْلًا وَمَرْحَبًا بِالصَّلٰوۃِ اَھْلًا کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ اَلْفَیْ اَلْفَ حَسَنَۃٍ وَمَحَا عَنْہُ اَلْفَیْ اَلْفَ سَیِّئَۃٍ وَرَفَعَ لَہٗ اَلْفَیْ اَلْفَ دَرَجَۃٍ لَا اَصْلَ لَہٗ ۔	جو آذان کی آواز سنے اور یہ کہے مرحبا بالقائلین عدلا ومرحبا بالصلوۃ اہلا ۔ اللہ تعالےٰ اس کے لئے دو لاکھ نیکیاں لکھتا ہے ۔ دو لاکھ برائیاں مٹاتا ہے ۔ اور دو لاکھ درجے لکھتا ہے ۔ اس کی کوئی اصل نہیں ۔
۴۹۱ ۔ حَدِیْثُ مَنْ شَکٰی ضَرُوْرَتَہٗ وَجَبَ مَعُوْنَتُہٗ ھُوَ مِنْ کَلَامِ بَعْضِ السَّلَفِ ۔	جو اپنی ضرورت کی شکایت کرے اس کی مدد واجب ہو جاتی ہے یہ بعض سلف کا کلام ہے ۔
۴۹۲ ۔ حَدِیْثُ مَنْ صَبَرَ عَلٰی حَرِّ مَکَّۃَ سَاعَۃً مِنْ نَھَارٍ تَبَاعَدَتْ مِنْہُ جَھَنَّمُ مَسِیْرَۃَ مِائَتَیْ عَامٍ اَخْرَجَہُ الْعُقَیْلِیُّ فِیْ الضُّعَفَاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا مَرْفُوْعًا بِلَفْظِ مَنْ صَابَرَ عَلٰی حَرِّ مَکَّۃَ سَاعَۃً بَاعَدَ اللّٰہُ جَھَنَّمَ مِنْہُ سَبْعِیْنَ خَرِیْفًا وَ قَالَ ھٰذَا بَاطِلٌ لَا اَصْلَ لَہٗ	جو مکہ کی گرمی پر دن کا کچھ حصہ صبر کرے تو اللہ تعالےٰ اس سے جہنم کو دو سو سال کی مسافت پر دور کر دیتا ہے ۔ اسے عقیلی نے ابن عباس رضؓ سے مرفوعاً کتاب الضعفاء میں ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے ۔ جو مکہ کی گرمی پر تھوڑی دیر بھی صبر کرے اللہ تعالےٰ اس سے دوزخ کو ستر سال کی مسافت پر دور فرما دیتا ہے اور عقیلی کہتے ہیں یہ باطل ہے ۔ اس کی کوئی

قُلْتُ قَدْ ذَكَرَهُ الْإِمَامُ النَّسَفِيُّ فِي تَفْسِيرِ الْمَدَارِكِ وَهُوَ إِمَامٌ جَلِيلٌ فَلَا بُدَّ أَنْ يَكُونَ لِلْحَدِيثِ أَصْلٌ أَصِيلٌ غَايَتُهُ أَنَّهُ يَكُونُ ضَعِيفًا۔

اصل نہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں امام نسفی نے تفسیر مدارک میں اسے نقل کیا ہے، اور وہ بہت بڑے امام ہیں۔ اس باعث اس حدیث کی کوئی نہ کوئی اصل ضرور ہوگی چاہے وہ ضعیف ہو۔

فائدہ۔ امام نسفی مفسر اور فقیہہ ہیں نہ کہ محدث۔ اور جب ہم یہ دیکھتے ہیں۔ کہ فقہ اور تفسیر کی اکثر کتب میں ہمہ قسم کی روایات پائی جاتی ہیں۔ تو خالی انکا نقل کرنا حجت نہیں ہو سکتا۔

۴۹۳۔ حَدِيثُ مَنْ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَلَا أَجْرَ لَهُ قَالَ عَبْدُ الْبَرِّ خَطَأٌ فَاحِشٌ وَالصَّوَابُ رِوَايَةُ فَلَا شَيْءَ لَهُ قُلْتُ وَهُوَ مَحْمُولٌ عَلَى رِوَايَةِ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَقَدْ بَيَّنْتُ الْمَسْأَلَةَ فِي رِسَالَةٍ مُسْتَقِلَّةٍ۔

جو مسجد میں جنازہ کی نماز پڑھے اس کے لئے کوئی اجر نہیں۔ عبد البر کہتے ہیں یہ فحش غلطی ہے اصل روایت کے الفاظ ہیں۔ اس پر کوئی شئے نہیں، اور اس کے دو مقصد ہو سکتے ہیں کہ اس کے لئے اجر نہیں دوسرے اس کے لئے کوئی گناہ یا سزا نہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ پہلی روایت دوسری روایت پر محمول ہے اور میں نے اس مسئلہ کو ایک مستقل رسالہ میں بیان کیا ہے۔

۴۹۴۔ حَدِيثُ مَنْ صَلَّى خَلْفَ تَقِيٍّ فَكَأَنَّمَا صَلَّى خَلْفَ نَبِيٍّ لَا أَصْلَ لَهُ۔

جس نے متقی کے پیچھے نماز پڑھی گویا اس نے نبی کے پیچھے نماز پڑھی، اس کی کوئی اصل نہیں۔

۴۹۵۔ حَدِيثُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ

جس نے مجھ پر درود پڑھا اور میری اولاد پر

وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ اِلَيَّ فَقَدْ جَفَانِي لَمْ يُوجَدْ۔

نہ پڑھا، گویا اس نے مجھ پر ظلم کیا یہ کہیں نہیں پائی جاتی

۴۹۶ ـ حَدِيثُ مَنْ طَافَ بِهٰذَا الْبَيْتِ اُسْبُوعًا وَصَلّٰى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَشَرِبَ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُهُ بَالِغَةً مَا بَلَغَتْ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا يَصِحُّ وَقَدْ وَلِعَ بِهِ الْعَامَّةُ كَثِيرًا لَا سِيَّمَا بِمَكَّةَ بِحَيْثُ كُتِبَ عَلٰى بَعْضِ جُدُرِهَا الْمُلَاصِقِ لِزَمْزَمَ وَتَعَلَّقُوا فِي ثُبُوتِهِ بِمَنَامٍ وَشِبْهِهِ مِمَّا لَا يُثْبِتُ الْاَحَادِيثَ النَّبَوِيَّةَ بِمِثْلِهِ قُلْتُ وَحَدِيثٌ اَخْرَجَهُ الْوَاحِدِيُّ فِي تَفْسِيرِهِ وَالْجُنْدِيُّ فِي فَضَائِلِ مَكَّةَ وَالدَّيْلَمِيُّ فِي مُسْنَدِهِ بِلَفْظِ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ اُسْبُوعًا ثُمَّ اَتٰى مَقَامَ اِبْرَاهِيمَ فَرَكَعَ عِنْدَهُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ اَتٰى زَمْزَمَ فَشَرِبَ مِنْ مَائِهَا اَخْرَجَهُ

جو ہفتہ کے روز بیت اللہ کا طواف کرے، مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھے اور زمزم کا پانی پیئے تو اس کے جتنے بھی گناہ ہوتے ہیں معاف ہو جاتے ہیں سخاوی کہتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے اور اس میں بہت عام لوگ مبتلا ہیں خصوصاً اہل مکہ۔ حتی کہ زمزم کی بعض دیوار دل پر بھی یہ لکھ دیا اور اس کے ثبوت میں ایک خواب اور اسی قسم کی دیگر روایات جو حضور سے ثابت نہیں لکھ دیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اس حدیث کو واحدی نے اپنی تفسیر میں۔ جندی نے فضائل مکہ میں۔ اور دیلمی نے اپنی مسند میں ان الفاظ سے روایت کیا ہے جو ہفتہ کے روز بیت اللہ کا طواف کرے پھر مقام ابراہیم پر آکر دو رکعت نماز پڑھے۔ پھر زمزم کا آکر پانی پیے۔ اللہ تعالے اسے گناہوں سے ایسے ہی پاک کر دیتا ہے جیسا کہ

اللّٰہِ مِنْ ذُنُوْبِہٖ کَیَوْمِ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ لَا یُقَالُ اَنَّہٗ مَوْضُوْعٌ غَایَتُہٗ اَنَّہٗ ضَعِیْفٌ مَعَ اَنَّ قَوْلَ السَّخَاوِیِّ لَا یَصِحُّ لَا یُنَافِی الضُّعْفَ وَالْحُسْنَ اِلَّا اَنْ یُّرِیْدَ بِہٖ اَنَّہٗ لَا یَثْبُتُ وَ کَاَنَّ الْمُزَنِیَّ فَہِمَ ہٰذَا الْمَعْنٰی حَتّٰی قَالَ فِیْ مُخْتَصَرِہٖ اَنَّہٗ بَاطِلٌ لَا اَصْلَ لَہٗ وَقَدْ اَغْرَبَ بَعْضُ عُلَمَائِنَا فِی اسْتِدْلَالِہٖ بِہٰذَا الْحَدِیْثِ عَلٰی تَکْفِیْرِ الْکَبَائِرِ وَالصَّغَائِرِ مَعَ اَنَّ کَوْنَ الْحَجِّ یُکَفِّرُ الْکَبَائِرَ خِلَافُ الْاِجْمَاعِ کَمَا صَرَّحَ بِہٖ التُّوْرِبِشْتِیُّ وَالْقَاضِیْ عِیَاضٌ وَالنَّوَوِیُّ وَغَیْرُہُمْ مِنَ الْاَکَابِرِ اَنَّہٗ لَا یُکَفِّرُ الْکَبَائِرَ اِلَّا التَّوْبَۃُ۔

اس روز تھا جب اس کی ماں نے جنا تھا۔ یہ نہ کہا جائے کہ یہ موضوع ہے۔ بلکہ ضعیف ہے۔ اور سخاوی رح کا یہ قول کہ یہ صحیح نہیں ہے یہ ضعیف اور حسن ہونے کے منافی نہیں ہے۔ ہاں اگر انہوں نے اس سے یہ ارادہ کیا ہو کہ یہ ثابت نہیں ہے۔ مزنی نے یہی معنی سمجھے اسی باعث انہوں نے اپنی مختصر میں فرمایا ہے کہ یہ باطل ہے اسکی کوئی اصل نہیں۔ اس حدیث کی بنا پر بعض علما نے یہ استدلال کیا ہے کہ بڑے اور چھوٹے ہر قسم کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور حج کبیرہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ لیکن یہ اجماع کے خلاف ہے۔ جیسا کہ تورپشتی رح، قاضی عیاض اور اکابر میں سے نووی وغیرہ نے کہا ہے۔ کہ کبائر کو صرف توبہ مٹا سکتی ہے۔

۴۹۷۔ حَدِیْثُ مَنْ طَافَ اُسْبُوْعًا فِی الْمَطَرِ غُفِرَ لَہٗ مَا سَلَفَ مِنْ ذُنُوْبِہٖ لَا اَصْلَ لَہٗ فِی الْمَرْفُوْعِ لٰکِنَّہٗ فِعْلٌ حَسَنٌ حَتّٰی اِنَّ الْبَدْرَ

جو ہفتہ کے روز بارش میں بیت اللہ کا طواف کرے اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اس کی مرفوعاً کوئی اصل نہیں کیونکہ بدر بن جماعہ نے بارش میں بیت اللہ کا طواف کیا

ابن جماعة طاف بالبيت سباحة فلما حاذى الحجر غطس لتقبيله وكذا اتفق لغيره من المكيين وغيرهم بل قال مجاهد ان ابن الزبير طاف سباحة ذكره السخاوي وقد اخرج ابن جماعة من حديث ابن عمر رضي الله عنهما في كتاب الحج من سننه حديثا بمعناه فالحديث له اصل.

جب وہ حجر کے قریب اسے چومنے کے لئے پہنچے تو بارش میں بھیگ چکے تھے، اسی طرح اہل مکہ اور غیر اہل مکہ کے لئے بھی یہ اتفاق پیش آیا۔ بلکہ مجاہد کہتے ہیں ابن الزبیر رض نے بارش میں طواف کیا ہے جیسا کہ سخاوی نے ذکر کیا ہے، ابن جماعہ نے اپنی سنن میں ابن عمر رض سے ایک روایت اسی معنی کی نقل کی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی کچھ نہ کچھ اصل ہے۔

٤٩٨ - حديث من طاف حول البيت سبعا في يوم صائف شديد حره وحسر عن رأسه وقارب بين خطاه وقل التفاته وغض بصره وقل كلامه الا بذكر الله تعالى واستلم الحجر في كل طواف من غير ان يؤذي احدا كتب الله له بكل قدم يرفعها ويضعها سبعين الف حسنة ومحا عنه سبعين الف

جو شدید گرمی میں بیت اللہ کے سات طواف کرے۔ اپنے سر کو کھول رکھے اپنی غلطیوں کو سامنے رکھے، ادھر ادھر توجہ کم کرے۔ نگاہ کو نیچی رکھے۔ اور بات کم کرے، سوائے اللہ کے ذکر کے اور ہر طواف میں کسی کو ایذا پہنچائے بغیر حجر کو چومے اللہ تعالے اس کے ہر قدم کے بدلے ستر ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور ستر ہزار برائیاں مٹاتا ہے، ستر ہزار درجے بلند کرتا۔ اس کی جانب سے ستر غلام

سَبْعَةً وَرَفَعَ لَهٗ سَبْعِيْنَ اَلْفَ دَرَجَةٍ وَيُعْتِقُ اللّٰهُ عَنْهُ سَبْعِيْنَ رَقَبَةً عَنْ كُلِّ رَقَبَةٍ عَشَرَةَ اٰلَافِ دِرْهَمٍ وَيُعْطِيْهِ اللّٰهُ تَعَالٰى سَبْعِيْنَ شَفَاعَةً اِنْ شَاءَ فِيْ اَهْلِ بَيْتِهٖ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاِنْ شَاءَ فِي الْعَامَّةِ وَاِنْ شَاءَ عُجِّلَتْ لَهٗ فِي الدُّنْيَا وَاِنْ شَاءَ اُخِّرَتْ لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ اَخْرَجَهُ الْجُنْدِيُّ فِيْ تَارِيْخِ مَكَّةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَرْفُوْعًا وَفِيْ رِسَالَةِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ وَمَنَاسِكِ ابْنِ الْحَاجِّ نَحْوُهٗ لٰكِنَّ اٰثَارَ الْوَضْعِ لَائِحَةٌ لَدَيْهِ وَلِذَا قَالَ السَّخَاوِيُّ اِنَّهٗ بَاطِلٌ ۔

آزاد کرتا جن میں سے ہر ایک کی قیمت دس ہزار ہوتی ہے۔ اور اسے ستر آدمیوں کی شفاعت مرحمت فرماتا ہے چاہے اپنے گھر والوں کی کرے۔ یا عام لوگوں کی چاہے دنیا میں اسے طلب کرے اور چاہے آخرت کے لئے رکھ لے۔ جندی نے اسے تاریخ مکہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ رسالۃ الحسن البصری اور مناسک ابن الحاج وغیرہ میں بھی اسی قسم کی روایات ہیں۔ لیکن آثار وضع ان کے نزدیک چمک رہے ہیں۔ اسی باعث سخاوی کہتے ہیں۔ یہ باطل ہے ۔

۴۹۹۔ حَدِيْثُ مَنْ طَافَ اُسْبُوْعًا حَافِيًا حَاسِرًا كَانَ لَهٗ كَعِتْقِ رَقَبَةٍ وَمَنْ طَافَ اُسْبُوْعًا فِي الْمَطَرِ غُفِرَ لَهٗ مَا سَلَفَ مِنْ ذَنْبِهٖ ذَكَرَهُ الْغَزَالِيُّ فِي الْاِحْيَاءِ وَقَالَ

جو ہفتے کے روز ننگے سر اور ننگے پاؤں طواف کرے اس کے لئے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ہے اور ہفتہ کے روز بارش میں طواف کرے اس کے گذشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اسے غزالی نے احیاء میں ذکر کیا ہے۔ عراقی کہتے ہیں۔ میں نے اسے

الْعِرَاقِيُّ لَمْ أَجِدْهُ هٰكَذَا وَعِنْدَ	اس طرح نہیں پایا۔ لیکن ترمذی اور ابن ماجہ میں
التِّرْمِذِيِّ وَابْنِ مَاجَةَ مِنْ حَدِيْثِ	ابن عمرؓ سے اسی طرح ہے کہ جو ہفتہ کے
ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا مَنْ طَافَ	روز طواف کرے۔ اور اسے گھیرے (یعنی
بِالْبَيْتِ أُسْبُوْعًا فَأَحْصَاهُ كَانَ	چاروں طرف) تو اسے ایک غلام آزاد کرنے کا
كَعِتْقِ رَقَبَةٍ قُلْتُ وَفِي الْجَامِعِ	ثواب ملتاہے ملا علی قاری فرماتے ہیں جامع الصغیر میں
الصَّغِيْرِ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا	ہے جو بیت اللہ کا طواف کرے اور دو رکعت نماز
وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ كَانَ كَعِتْقِ رَقَبَةٍ ۔	پڑھے تو اسے غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔
۵۰۰ - حَدِيْثُ مَنْ عَبَدَ اللهَ	جو اللہ کی جہالت کے ساتھ عبادت کرے
بِجَهْلٍ كَانَ مَا يُفْسِدُهُ أَكْثَرَ مِمَّا	تو اللہ تعالے اس کی صلاحیتوں کو بھی مٹا
يُصْلِحُ يُرْوٰى مِنْ كَلَامِ ضِرَارِ بْنِ	دیتاہے یہ ضرار بن الازور صحابی کا قول ہے
الْأَزْوَرِ الصَّحَابِيِّ وَرَوَى الدَّارِمِيُّ	دارمی نے واثلہ بن الاسقع سے مرفوعاً روایت
عَنْ وَاثِلَةَ مَرْفُوْعًا الْمُتَعَبِّدُ بِغَيْرِ	کیاہے بغیر علم کے عبادت کرنے والا ایسا ہی ہے
فِقْهٍ كَالْحِمَارِ فِي الطَّاحُوْنَةِ وَيُؤَيِّدُهُ	جیساکہ چکی میں گدھا۔ اور اس کی تائید یہ حدیث
حَدِيْثُ الْفَقِيْهُ وَاحِدٌ أَشَدُّ عَلَى	بھی کرتی ہے ایک عالم شیطان کے لئے ایک
الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ ۔	ہزار عابدوں سے زیادہ سخت ہے۔
۵۰۱ - حَدِيْثُ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ	جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اس نے
فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ قَالَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ	خدا کو پہچان لیا۔ ابن تیمیہؒ کہتے ہیں یہ موضوع
مَوْضُوْعٌ وَقَالَ السَّمْعَانِيُّ أَنَّهُ لَا	ہے سمعانیؒ کہتے ہیں یہ مرفوعاً پہچانی
يُعْرَفُ مَرْفُوْعًا وَإِنَّمَا يُحْكٰى عَنْ	نہیں جاتی۔ یہ یحییٰ بن معاذ الرازی کا قول

يَحْيَى بْنَ مُعَاذِ الرَّازِي مِنْ قَوْلِهِ وَقَالَ النَّوَوِيُّ أَنَّهُ لَيْسَ بِثَابِتٍ يَعْنِي مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِلَّا فَمَعْنَاهُ ثَابِتٌ فَقَدْ قِيْلَ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ بِالْجَهْلِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ بِالْعِلْمِ وَمَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ بِالْفَنَاءِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ بِالْبَقَاءِ وَمَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ بِالْعَجْزِ وَالضَّعْفِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ بِالْقُدْرَةِ وَالْقُوَّةِ وَهُوَ مُسْتَفَادٌ مِنْ قَوْلِهِ تَعَالَى (وَمَنْ يَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ إِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ) أَيْ جَهِلَهَا حَيْثُ لَمْ يَعْرِفْ رَبَّهَا۔

ہے۔ امام نووی رح فرماتے ہیں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہیں۔ لیکن معنی اس کے صحیح ہیں۔ یعنی جس نے اپنے نفس کو باعتبار جہالت پہچان لیا۔ اس نے خدا کو باعتبار علم پہچان لیا۔ یا جس نے اپنے نفس کی فنا کو پہچان لیا اس نے خدا کی بقا کو پہچان لیا یا جس نے اپنے عجز اور ضعف کو پہچان لیا۔ اس نے خدا کی قدرت اور قوت کو پہچان لیا۔ اور یہ بات قرآن سے بھی ثابت ہوتی ہے۔ ابراہیم ع کی ملت سے وہی انکار کر سکتا ہے۔ جو اپنے نفس سے جاہل ہو۔ یعنی اپنی جہالت کی بنا پر خدا کو نہیں پہچانتا۔

۵۰۲۔ حَدِيْثُ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ اسْتَرَاحَ لَيْسَ فِي الْمَرْفُوعِ بَلْ يُرْوَى عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ لَيْسَ يَضُرُّ الْمَدَّاحُ مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ يَعْنِي فَاسْتَرَاحَ مِنْ مَدْحِ الْخَلْقِ وَذَمِّهِ

جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے آرام پا لیا۔ یہ مرفوع حدیث نہیں۔ بلکہ سفیان بن عیینہ کا قول ہے جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اسے کوئی تعریف نقصان نہیں پہنچا سکتی یعنی اس نے لوگوں کی تعریف اور برائی سے آرام پالیا۔

٥٠٣ - حَدِيثُ مَنْ عَشِقَ فَعَفَّ فَكَتَمَ فَمَاتَ مَاتَ شَهِيدًا يُرْوَى مِنْ طَرِيقِ سُوَيْدِ ابْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنْ أَبِي يَحْيَى الْقَتَّاتِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا بِهِ مَرْفُوعًا بِلَفْظِ فَهُوَ شَهِيدٌ وَهُوَ مِمَّا أَنْكَرَهُ ابْنُ مَعِينٍ وَغَيْرُهُ عَلَى سُوَيْدٍ حَتَّى حَكَى الْحَاكِمُ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِينٍ لَمَّا ذُكِرَ لَهُ هٰذَا الْحَدِيثُ قَالَ لَوْ كَانَ لِي فَرَسٌ وَرُمْحٌ غَزَوْتُ سُوَيْدًا قَالَ السَّخَاوِيُّ وَلٰكِنَّهُ لَمْ يَنْفَرِدْ بِهِ فَقَدْ رَوَاهُ الزُّبَيْرُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ الْمَاجِشُونِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ بِهِ مَرْفُوعًا وَهُوَ سَنَدٌ صَحِيحٌ وَقَدْ ذَكَرَهُ ابْنُ حَزْمٍ فِي مَعْرِضِ الْاِحْتِجَاجِ فَقَالَ فَإِنْ أَهْلَكَتْ هَوًى أَهْلَكَ شَهِيدًا

جس نے عشق کیا پھر پاک دامن رہا اور چھپایا تو وہ شہید کی موت مرا۔ یہ اس سند سے روایت کی جاتی ہے۔ سوید بن نصر، علی بن مسہر، ابو یحییٰ القتات مجاہد اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ مرفوعاً مروی ہے۔ سوید پر یحییٰ بن معین نے انکار کیا ہے۔ حتی کہ حاکم نے یحییٰ بن معین سے یہ روایت کیا ہے۔ کہ جب ان کے سامنے یہ حدیث ذکر کی گئی۔ تو انہوں نے فرمایا اگر میرے پاس گھوڑا اور نیزہ ہوتا تو سوید سے جنگ کرتا سخاوی کہتے ہیں لیکن سوید اسے روایت کرنے میں منفرد نہیں۔ بلکہ اسے زبیر بن بکار نے اس سند کے ساتھ عبد الملک بن عبد العزیز الماجشون عبد العزیز بن ابی حازم، ابن ابی نجیح مجاہد سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور یہ سند صحیح ہے۔ ابن حزم نے اسے معرض احتجاج میں ذکر کیا ہے اور فرمایا اگر خواہش ہلاک ہو گئی تو وہ شہید مرا۔ اگرچہ وہ آنکھ کے اشارہ کی تمنا کرے۔ اسے ہم سے ثقہ لوگوں نے روایت

وَاِنْ تَمَنَّ بَقِيَتْ قَرِيْرَ عَيْنٍ
رَوَى لَنَا هٰذَا اَقْوَامٌ ثِقَاتٌ نَاقِلًا
بِالصِّدْقِ عَنْ كِذْبٍ وَمَيْنٍ وَ
قَالَ ابْنُ الرَّبِيْعِ تَعَفَّفَ اِذَا مَا
تَخَلَّ بِالْخِلِّ عِلْمًا يَكُوْنُ الْمُهَيْمِنُ نَاظِرًا
وَشَهِيْدًا فَفِيْ خَبَرِ الْمُخْتَارِ مَنْ عَفَّ
كَاتِمًا هَوَاهُ اِذَا مَاتَ مَاتَ شَهِيْدًا
قَالَ السُّيُوْطِيُّ اَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ فِيْ تَارِيْخِ
نَيْسَابُوْرَ وَالْخَطِيْبُ فِيْ تَارِيْخِ
بَغْدَادَ وَابْنُ عَسَاكِرٍ فِيْ تَارِيْخِ
دِمَشْقَ وَاَخْرَجَ الْخَطِيْبُ اَيْضًا مِنْ
حَدِيْثِ عَائِشَةَ بِلَفْظِ مَنْ عَشَقَ
فَعَفَّ فَمَاتَ مَاتَ شَهِيْدًا
وَاَوْرَدَهُ الدَّيْلَمِيُّ بِلَا اِسْنَادٍ اَلْعِشْقُ
مِنْ غَيْرِ رِيْبَةٍ كَفَّارَةٌ لِلذُّنُوْبِ ۔

۵۴۸۔ مَحَلُّ حَدِيْثِ مَنْ عَصَى اللّٰهَ
فِيْ غُرْبَتِهِ رَدَّهُ اللّٰهُ خَائِبًا اَيْ فِيْ
كُرْبَتِهِ تَرْجَمَهُ السَّخَاوِيُّ وَلَمْ يَتَكَلَّمْ
عَلَيْهِ قُلْتُ وَلَا اَصْلَ لَهُ فِيْمَا اَعْلَمُ ۔

کیا ہے ۔ جو کذب سے پاک ہیں ابن الربیع رح
کہتے ہیں پاکدامنی سے مراد یہ ہے کہ اگر وہ خلوت
میں ہوں تب بھی وہ اس خیال سے پاکدامن
رہیں کہ خدا تعالیٰ دیکھ رہا ہے اور حاضر ہے
کیونکہ حدیث میں ہے جو اپنی خواہش کو چھپاتے
ہوئے پاکدامن رہے ۔ تو جب وہ مریگا
تو شہید کی موت مرے گا ۔ سیوطی رح کہتے
ہیں اسے حاکم نے تاریخ نیشاپور میں خطیب نے
تاریخ بغداد میں اور ابن عساکر نے تاریخ
دمشق میں روایت کیا ہے خطیب نے عائشہ
سے بھی ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا
ہے ۔ خطیب نے عائشہ رض سے بھی ان الفاظ کے
ساتھ روایت کیا ہے ۔ جو عشق کرے پھر پاکدامن
رہے تو وہ شہید کی موت مرے گا اور دیلمی نے بلا سند یہ
روایت کی ہے عشق بغیر شک کے گناہوں کا کفارہ ہے ۔

جو سفر میں اللہ کی نافرمانی کرے اللہ تعالیٰ اسے
مصیبت میں ڈالے گا ۔ سخاوی نے اس کی سرخی باندھی
ہے لیکن اس پر کوئی کلام نہیں فرمایا ۔ ملا علی قاری فرماتے
ہیں جہاں تک میں جانتا ہوں اس کی کوئی اصل نہیں ۔

۵۰۵۔ حدیث من علم اخاہ آیۃ من کتاب اللہ فقد ملک رقبتہ قال ابن تیمیۃ موضوع وفی الذیل ھو کما قال ۔	جس نے اپنے بھائی کو قرآن کی ایک آیت کی تعلیم دی تو وہ اس کی گردن کا مالک ہو گیا ابن تیمیہ کہتے ہیں یہ موضوع ہے۔ ذیل میں بھی ایسا ہی ہے
۵۰۶۔ حدیث من فضل بینی وبین ابی بعلی نعلیہ کذا وکذا باطل لا اصل لہ وھو من مفتریات الشیعۃ الشنیعۃ ۔	جو میرے اور میری اولاد کے درمیان علی کے ذریعہ فرق کرے تو اس پر اتنا اتنا گناہ ہے، یہ باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں ۔ اور یہ شیعوں کی مفتریات میں سے ہے ۔
۵۰۷۔ حدیث من قال فی دیننا برایہ فاقتلوہ وضعہ اسحاق الملطی کما فی الوجیزۃ ۔	جو ہمارے دین میں اپنی رائے سے کوئی بات کہے اسے قتل کر ڈالو اسے اسحاق الملطی نے وضع کیا تھا جیسا کہ وجیزہ میں ہے ۔
۵۰۸۔ حدیث من تقدم لاخیہ ابریقا یتوضا بہ فکانما قدم جوادا قال ابن تیمیۃ ھو موضوع وفی الذیل ھو کما قال	جو اپنے بھائی کے وضو کے لئے لوٹا آگے کرے تو گویا اس نے ایک گھوڑا پیش کیا۔ ابن تیمیہ فرماتے ہیں ۔ یہ موضوع ہے ۔ ذیل میں بھی ایسا ہی ہے ۔
۵۰۹۔ حدیث من قرا بالبقرۃ ولم یدع بالشیخ فقد ظلم قال السخاوی لا اصل لہ قلت لعل اصلہ ان من کان من الصحابۃ	جو سورت بقرہ پڑھے اور شیخ نہ کہا جائے تو اس پر ظلم مذکر کے اس نے ظلم کیا۔ سخاوی کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں۔ ملا علی قاری ؒ فرماتے ہیں، ہو سکتا ہے۔ کہ زہراوین (بقرہ آل عمران)

إِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ كَانَ جَلِيلًا عِنْدَهُمْ.	کا پڑھنا صحابہ کے نزدیک بڑا کام سمجھا جاتا ہو۔
۵۱۰۔ حَدِيثُ مَنْ قَرَأَ بِالْقُرْآنِ مَنْكُوسًا أُلْقِيَ فِي النَّارِ مَنْكُوسًا مَوْضُوعٌ.	جو الٹا قرآن پڑھے، اسے الٹا دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ یہ موضوع ہے۔
۵۱۱۔ حَدِيثُ مَنْ قَرَأَ فِي الْفَجْرِ بِأَلَمْ نَشْرَحْ وَأَلَمْ تَرَ كَيْفَ لَمْ يَرْمَدْ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا أَصْلَ لَهُ وَكَذَا قِرَاءَةُ سُورَةِ إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ عَقِيبَ الْوُضُوءِ لَا أَصْلَ لَهُ وَهُوَ مُفَوِّتٌ سُنَّتَهُ انْتَهَى وَأَرَادَ أَنَّهُ لَا أَصْلَ لَهُ فِي الْمَرْفُوعِ وَإِلَّا فَقَدْ ذَكَرَ الْفَقِيهُ أَبُو اللَّيْثِ السَّمَرْقَنْدِيُّ وَهُوَ إِمَامٌ جَلِيلٌ وَأَمَّا قَوْلُهُ وَهُوَ مُفَوِّتٌ سُنَّتَهُ أَيْ سُنَّةَ الْوُضُوءِ فَفِيهِ أَنَّ الْوُضُوءَ لَيْسَ لَهُ سُنَّةٌ مُسْتَقِلَّةٌ كَمَا حَقَّقَهُ الْغَزَالِيُّ وَإِنَّمَا يُسْتَحَبُّ أَنْ يُصَلِّيَ بَعْدَ كُلِّ وُضُوءٍ وَلَمْ يُشْتَرَطْ أَحَدٌ فَوْرِيَّتَهَا بَعْدَهُ فَلَا	جو صبح کی نماز میں الم ترکیف اور الم نشرح پڑھے اس کی آنکھیں دکھنے نہ آئیں گی۔ سخاوی کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں۔ ایسے ہی سورت القدر کا وضو کے بعد پڑھنا۔ اس کی بھی کوئی اصل نہیں اور یہ سنت کو بھی فوت کرنے والا ہے۔ مراد ان کی یہ ہے کہ مرفوعاً اس کی کوئی اصل نہیں۔ ورنہ فقیہ ابو اللیث السمرقندی جو بڑے امام ہیں اس کا ذکر کیا ہے۔ رہا یہ قول کہ سنت کو فوت کرنے والا ہے۔ تو مراد یہ کہ وضو کی سنت کو کیونکہ وضو میں کوئی سنت مستقلہ نہیں جیسا کہ غزالیؒ نے تحقیقاً ثابت کیا ہے۔ اور مستحب یہ ہے کہ ہر وضو کے بعد نماز پڑھی جائے۔ اور اس کی جلدی کی شرط نہیں۔ تو وضو کے بعد اور نماز سے

مُنَافِی قِرَاءَةِ سُوْرَةٍ وَغَيْرِهَا عَقِيْبَ الْوُضُوْءِ قَبْلَ الصَّلَاةِ نَعَمْ قِيْلَ الْأَوْلَى اَنْ يُّصَلِّيَ قَبْلَ اَنْ يَّنْشِفَ اَعْضَاءَ وُضُوْئِهٖ وَاللهُ اَعْلَمُ ۔	قبل کسی سورت وغیرہ کا پڑھنا۔ اس کے منافی نہ ہوگا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وضو کے اعضاء سوکھنے سے قبل نماز پڑھی جائے ۔

فائدہ ۔ وضو کے بعد یہ دعا حدیث صحیح سے ثابت ہے۔ لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو علی کل شیٔ قدیر۔ اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطھرین۔

۵۱۲ ۔ حَدِيْثُ مَنْ قَصَدَنَا وَجَبَ حَقُّهٗ عَلَيْنَا قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ اَقِفْ عَلَيْهِ لٰكِنْ فِيْ مَعْنَاهُ لِلسَّائِلِ حَقٌّ وَاِنْ جَاءَ عَلٰى فَرَسٍ وَقَدْ مَضٰى وَكَذَا لٰكِنْ فِيْ مَعْنَاهُ اِذَا اَتَاكُمْ كَرِيْمُ قَوْمٍ فَاَكْرِمُوْهُ وَلَا شَكَّ اَنَّ كُلَّ مُؤْمِنٍ كَرِيْمٌ عِنْدَ اللهِ بِشَهَادَةِ قَوْلِهٖ تَعَالٰى اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ اَتْقٰكُمْ ۔	جو ہمارا ارادہ کرے ہم پر اس کا حق واجب ہو چکا۔ سخاوی کہتے ہیں میں اس سے واقف نہیں لیکن مراد یہ ہے کہ سائل کا حق ہے چاہے وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے۔ اور یہ حدیث گذر چکی۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ بھی ہو سکتا ہے جب تمہارے پاس کوئی قوم کا شریف شخص آئے تو اس کی عزت کرو اور اس میں بھی شک نہیں کہ ہر شخص اللہ کے نزدیک شریف ہے۔ تم میں سے اللہ کے نزدیک زیادہ شریف تم میں سے زیادہ متقی ہے
۵۱۳ ۔ حَدِيْثُ مَنْ قَصَّ اَظْفَارَهٗ مُخَالِفًا لَمْ تَرَ فِيْ عَيْنَيْهِ رَمَدًا قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ اَجِدْهُ لٰكِنْ نَصَّ	جو مخالف طور پر ناخون کاٹے اس کی آنکھیں دکھنے نہ آئیں گی۔ سخاوی کہتے ہیں میں نے اسے کہیں نہیں پایا۔ امام احمد بن حنبل اس کے

اَلْإِمَامُ أَحْمَدُ عَلَى اسْتِحْبَابِهِ كَانَ الشَّرَفُ الدِّمْيَاطِيُّ يَأْثُرُ ذٰلِكَ عَنْ بَعْضِ مَشَائِخِهِ۔

کے مستحب ہونے کے قائل ہیں اور شرف الدمیاطی اسے بعض مشائخ سے نقل کیا کرتے تھے۔

۵۱۴۔ حَدِيْثُ مَنْ قَضٰى صَلٰوةً مِنَ الْفَرَائِضِ فِيْ اٰخِرِ جُمُعَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ كَانَ ذٰلِكَ جَابِرًا لِكُلِّ صَلٰوةٍ فَائِتَةٍ فِيْ عُمْرِهِ إِلٰى سَبْعِيْنَ سَنَةً بَاطِلٌ قَطْعًا لِأَنَّهُ مُنَاقِضٌ لِلْإِجْمَاعِ عَلٰى أَنَّ شَيْئًا مِنَ الْعِبَادَاتِ لَا يَقُوْمُ مَقَامَ فَائِتَةٍ سَنَوَاتٍ ثُمَّ لَا عِبْرَةَ بِنَقْلِ النِّهَايَةِ وَلَا بَقِيَّةَ شُرَّاحِ الْهِدَايَةِ فَإِنَّهُمْ لَيْسُوْا مِنَ الْمُحَدِّثِيْنَ وَلَا أَسْنَدُوا الْحَدِيْثَ إِلٰى أَحَدٍ مِنَ الْمُخَرِّجِيْنَ۔

جو ماہ رمضان کے اخیر جمعہ میں سے کوئی نماز چھوڑ دے، تو وہ ہر نماز پر جو اس نے اپنی زندگی میں چھوڑی ہے ستر سال تک ظلم کرتا رہے گا۔ یہ قطعی طور پر باطل ہے کیونکہ یہ اجماع کے قطعی طور پر منافی ہے کیونکہ عبادات میں سے کوئی بھی عبادت ایسی نہیں جو کئی سال کے عبادت کے قائم مقام ہو سکے۔ صاحب نہایہ یا شراح ہدایہ کا نقل کرنا اسے معتبر نہ ہوگا کیونکہ وہ محدث نہیں ہیں۔ اور نہ انہوں نے حدیث کی کسی مخرج کی جانب نسبت کی ہے۔

۵۱۵۔ حَدِيْثُ مَنْ قَطَعَ رَجَاءَ مَنِ ارْتَجَاهُ قَطَعَ اللّٰهُ مِنْهُ رَجَاءَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَلَمْ يَلِجِ الْجَنَّةَ يُنْسَبُ لِحَيٰوةِ الْحَيَوَانِ الْكُبْرٰى مَعْرُوْفٌ

جن سے امید کی جا سکتی ہے اگر ان سے قطع امید کرے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے لئے بھی اس کی امید منقطع فرما دے گا۔ اور وہ جنت میں داخل نہ ہوگا۔ یہ حیٰوۃ الحیوان الکبریٰ کی جانب منسوب

أحمد عن أبي هريرة به مرفوعًا وقال السخاوي وذلك مختلف على أحمد.

کی جاتی ہے کہ اس نے امام احمد کے ذریعہ ابو ہریرۃ سے مرفوعًا روایت کیا ہے سخاوی کہتے ہیں یہ امام احمد پر مختلف ہے۔

۵۱۶ - حديث من كتم سره ملك أمره قال السخاوي ليس في المرفوع.

جو اپنے راز کو چھپائے اس کے کام کا اسی کو مالک بنا دیا جاتا ہے (یعنی وہی ذمہ دار رہ جاتا ہے) سخاوی کہتے ہیں اس سے مرفوعًا واقف نہیں۔

۵۱۷ - حديث من كثرت صلوته بالليل حسن وجهه بالنهار لا أصل له وهو موضوع من غير قصد نقل اتفق أئمة الحديث على أنه من قول شريك قاله لثابت لما دخل عليه ذكره السخاوي.

جس کی رات کی نمازیں زیادہ ہوں اس کا چہرہ دن میں حسین ہو جاتا ہے اس کی کوئی اصل نہیں بلا ارادہ وضع ہو گئی، کیونکہ ائمہ حدیث اس بات پر متفق ہیں کہ یہ جملہ شریک کے لئے ثابت البنانی نے کہا تھا، جب شریک ان کے پاس گئے (شریک معتبر رواۃ میں ہیں) وہ ثابت کے اس قول کو غلطی سے حدیث سمجھ بیٹھے جیسا کہ سخاوی نے ذکر کیا ہے۔

۵۱۸ - حديث من لبس نعلا صفراء قل همه يروى عن ابن عباس مرفوعًا بلفظ لم يزل في سرور ما دام لابسها بدل قل همه وقال ابن أبي حاتم عن أبيه أنه كذب موضوع وعزاه الزمخشري

جو زرد جوتے پہنے اس کی کوشش کم ہو جاتی ہے، یہ ابن عباس سے مرفوعًا ان الفاظ کے ساتھ روایت کی جاتی ہے اس کا پہننے والا ہمیشہ سرور میں رہتا ہے، ابن ابی حاتم نے اپنے والد سے روایت کیا ہے یہ جھوٹ موضوع ہے اور زمخشری نے کشاف میں اسے حضرت علی کی جانب منسوب کیا ہے

فِي الْكَشَّافِ يَتَعَلَّقُ بِلَفْظِ التَّرْجَمَةِ وَكَانَ الْمَاخَذُ قَوْلُهُ تَعَالَى صَفْرَاءُ فَاقِعٌ لَوْنُهَا تَسُرُّ النَّاظِرِينَ۔

اور اس کا مأخذ اللہ تعالے کا یہ قول ہے اس گلئے کا رنگ گہرا زرد ہونا چاہیئے۔ جو دیکھنے والوں کو بھی خوش کر دے۔

۵۱۹۔ حَدِيثُ مَنْ لَعِبَ بِالشَّطْرَنْجِ فَهُوَ مَلْعُونٌ قَالَ النَّوَوِيُّ لَا يَصِحُّ بَلْ هُوَ كَذِبٌ لَمْ يَثْبُتْ مِنَ الْمَرْفُوعِ فِي هَذَا الْبَابِ شَيْءٌ ذَكَرَهُ السَّخَاوِيُّ قُلْتُ وَقَدْ وَرَدَ مَلْعُونٌ مَنْ لَعِبَ بِالشَّطْرَنْجِ وَالنَّاظِرُ إِلَيْهَا كَالْآكِلِ لَحْمَ الْخِنْزِيرِ رَوَاهُ ابْنُ عَبْدَانَ وَأَبُو مُوسَى وَابْنُ حَزْمٍ عَنْ حَبَّةَ بْنِ مُسْلِمٍ مُرْسَلًا كَذَا فِي جَامِعِ الصَّغِيرِ لِلسُّيُوطِيِّ وَهُوَ مُلْتَزِمٌ أَنْ لَا يَذْكُرَ فِيهِ مَوْضُوعًا وَالْمُرْسَلُ حُجَّةٌ عِنْدَ الْجُمْهُورِ فَغَايَةُ الْأَمْرِ فِيهِ أَنَّ سَنَدَهُ ضَعِيفٌ وَيَتَقَوَّى بِأَحَادِيثَ ثَابِتَةٍ وَرَدَتْ فِي ذَمِّ الشَّطْرَنْجِ۔

جو شطرنج کھیلے وہ ملعون ہے۔ نووی فرماتے ہیں یہ صحیح نہیں بلکہ جھوٹ اور مرفوعًا اس باب میں کوئی حدیث ثابت نہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ ایک حدیث وارد ہے کہ جو شطرنج کھیلے یا شطرنج کی جانب دیکھے وہ ملعون ہے اور ایسا ہی ہے جیسا کہ سور کا گوشت کھانے والا۔ ابن عبدان۔ ابو موسیٰ۔ اور ابن حزم نے اسے حبۃ بن مسلم رح سے مرسلاً روایت کیا ہے۔ جیسا کہ سیوطی رح کی جامع الصغیر میں ہے۔ اور انہوں نے قاعدہ کے مطابق اس کے موضوع ہونے کا ذکر نہیں کیا۔ اور مرسل ہمارے نزدیک حجت ہے۔ غایت امر یہ ہے کہ اس کی سند ضعیف ہے۔ اور شطرنج کی برائی میں جو احادیث ثابت ہیں وہ اسے تقویت پہنچاتی ہیں۔

فائدہ: ابو موسیٰ اشعری رض سے مسلم رح ابو داؤد رح۔ ابن ماجہ رح۔ ابن حبان رح۔ اور حاکم وغیرہ نے یہ روایت کی ہے کہ جو چوسر کھیلے اس نے اپنے ہاتھ سور کا خون میں رنگے ہیں۔ چوسر کی حرمت میں بہت سی احادیث

صحیح وارد ہیں۔ لیکن حافظ عبد العظیم المنذری نے اپنی ترغیب ترہیب میں اس روایت میں لفظ شطرنج کا بھی اضافہ کیا ہے۔ اگرچہ وہ حفاظ کے نزدیک زیادت راوی ہے لیکن دیگر احادیث سے اس کی حرمت ثابت ہوتی ہے ایک تو ابن عبدان وغیرہ کی روایت اوپر گذر چکی۔ ابن حجر المکی نے زواجر میں ابو موسیٰ سے یہ روایت کی ہے کہ شطرنج سوائے گناہگار کے کوئی نہیں کھیل سکتا۔ ابن حجر المکی نے ابن عمرؓ سے یہ روایت کیا ہے کہ شطرنج بدترین جوا ہے۔ اسی طرح ابن عباسؓ۔ ابراہیم نخعیؒ۔ مجاہدؒ۔ اسحٰق بن راہویہ وغیرہ سے بھی اس کی ممانعت ثابت ہے اثرم نے اپنی جامع میں واثلہ بن الاسقع سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہر روز مخلوق کی جانب تین سو ساٹھ بار نظر کرتا ہے۔ اس میں شطرنج کھیلنے والے کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ ابوبکر الاجری نے ابوہریرہؓ سے یہ روایت کیا ہے کہ جب تم ان جوا کھیلنے والوں یعنی چوسر اور شطرنج کھیلنے والوں کے پاس سے گزرو۔ تو انہیں سلام نہ کرو۔ اور ایک روایت میں ابوہریرہؓ سے یہ مروی ہے۔ کہ قیامت کے روز سب سے زیادہ عذاب شطرنج کھیلنے والے کو ہوگا ان روایات میں موقوف روایات بطریقہ حسن ثابت ہیں۔ اور اس کی حرمت ابوہریرہؓ ابوموسیٰ اشعریؓ۔ ابن عمرؓ۔ ابن عباسؓ۔ اسحٰق بن راہویہ۔ مجاہدؒ۔ ابراہیم نخعیؒ۔ ابوحنیفہؒ مالکؒ۔ احمد بن حنبلؒ وغیرہ سے متفقہ طور پر ثابت ہے۔ صرف امام شافعی اور امام عامر شعبیؒ اس کے جواز کے چند شرائط کے ساتھ قائل ہیں۔ امام شافعی رحمہ کے نزدیک اس میں جوا اور نماز وغیرہ سے غفلت نہ ہو اور امام شعبیؒ اس میں ایک اور اضافہ فرماتے ہیں۔ کہ گالی گلوچ بھی نہ ہو۔ جیسا کہ حافظ منذری نے ترغیب و ترہیب میں ذکر کیا ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ مرفوع روایات اگرچہ ضعیف ہیں۔ لیکن ایک دوسری کی تقویت ہی کرتی ہیں۔ اس طرح یہ روایت درجہ حسن لغیرہ

میں داخل ہوئی۔ اور جب صحابہ کرام سے اس کی حرمت اور ممانعت صحیح طور پر ثابت ہے۔ تو اب اگر یہ کہا جائے کہ یہ حدیث صحیح لغیرہ ہے۔ تو غلط نہ ہوگا۔ اور امام نووی رحمہ اللہ تعالےٰ کا یہ فرمانا کہ یہ ثابت نہیں، یعنی مرفوعاً ثابت نہیں۔ اور صحابہ کی اقتدار دین کا ایک اہم جزو ہے۔ اسے ترک نہیں کیا جا سکتا۔

۵۲۰ حَدِيْثُ مَنْ لَمْ يُدَاوِمْ عَلٰى أَرْبَعٍ قَبْلَ الظُّهْرِ لَمْ تَنَلْهُ شَفَاعَتِيْ ذَكَرَهُ السُّيُوطِيُّ فِيْ اٰخِرِ كِتَابِ الْمَوْضُوْعَاتِ أَنَّ الْحَافِظَ ابْنَ حَجَرٍ يَعْنِي الْعَسْقَلَانِيَّ سُئِلَ عَنْهُ فَأَجَابَ بِأَنَّهُ بَاطِلٌ لَا أَصْلَ لَهُ۔

جو ظہر سے قبل کی چار رکعتوں کی پابندی نہ کرے اسے میری شفاعت نہ پہنچے گی سیوطی نے اسے کتاب الموضوعات کے اخیر میں ذکر کیا ہے، اور فرمایا ہے کہ حافظ ابن حجر سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا یہ باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔

۵۲۱ حَدِيْثُ مَنْ لَمْ يَخَفِ اللّٰهَ خِيْفَ مِنْهُ لَمْ يَثْبُتْ مَبْنَاهُ وَصَحِيْحٌ مَعْنَاهُ۔

جو اللہ سے نہ ڈرے۔ اس سے ڈرا جائے۔ یہ لفظاً ثابت نہیں لیکن معنیً صحیح ہے۔

۵۲۲ حَدِيْثُ مَنْ لَمْ يُصْلِحْهُ الْخَيْرُ يُصْلِحْهُ الشَّرُّ هُوَ مِنْ كَلَامِ بَعْضِ السَّلَفِ۔

جس کی بھلائی اصلاح نہ کر سکے اس کی برائی اصلاح کر دیتی ہے، یہ بعض سلف کا کلام ہے۔

۵۲۳ حَدِيْثُ مَنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ صَدَقَةٌ فَلْيَلْعَنِ الْيَهُوْدَ

جس کے پاس صدقہ نہ ہو وہ یہود پر لعنت کرے۔ یہ صحیح

لا یصح۔ نہیں ہے۔

۵۲۴ حدیث من کانت کلمتہ وجبت محبتہ من کلام علیؓ قالہ الخطیب
جس کی گفتگو نرم ہو اس کی محبت واجب ہے یہ حضرت علیؓ کا قول ہے۔ جیسا کہ خطیبؒ نے روایت کیا ہے۔

۵۲۵ حدیث من لم ینفعہ علمہ ضرہ جہلہ لا اعرفہ۔
جسے علم نفع نہ پہنچائے اسے اس کی جہالت نقصان پہنچائیگی۔ میں اسے نہیں پہچانتا۔

۵۲۶۔ حدیث من نصح جاہلا عاداہ جاء عن بعض السلف و لیس فی شیئ من المسندات و قال السخاوی لا استحضرہ بل روی الخطیب عن معمر بن المثنی لا تردن علی معجب خطا فیستفید منک علما و یتخذک عدوا۔
جو جاہل کو نصیحت کرے اسے اپنا دشمن بناتا ہے۔ بعض اسلاف کا کلام ہے، یہ مسند روایت نہیں سخاوی کہتے ہیں میں اسے نہیں جانتا لیکن خطیب نے معمر بن المثنی سے روایت کیا ہے۔ کہ خطا ء کی جگہ پہ نہ جاؤ۔ کیونکہ وہ تجھ سے علم کا فائدہ تو اٹھائے گا۔ اور تجھے اپنا دشمن بنائے گا۔

۵۲۷ حدیث من وسع علی عیالہ فی یوم عاشوراء وسع اللہ علیہ السنۃ کلھا و فی روایۃ سائر سنتہ قال الزرکشی لا یثبت انما ھو من کلام محمد بن المنتشر قال السیوطی کلا بل
جو عاشورا کے روز اپنے گھر والوں پر وسعت کرے اللہ تعالیٰ اس پر سارا سال وسعت کرتا ہے۔ زرکشی کہتے ہیں یہ ثابت نہیں بلکہ محمد بن المنتشر کا کلام ہے۔ سیوطیؒ کہتے ہیں ہرگز ایسا نہیں۔ بلکہ یہ صحیح ہے ثابت ہے بیہقیؒ نے شعب الایمان میں ابو سعید خدریؓ ابو ہریرہؓ

هُوَ ثَابِتٌ صَحِیْحٌ اَخْرَجَهُ الْبَیْهَقِیُّ فِی الشُّعَبِ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ وَاَبِیْ هُرَیْرَةَ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَجَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَقَالَ اَسَانِیْدُهُ کُلُّهَا ضَعِیْفَةٌ وَلٰکِنْ اِذَا ضُمَّ بَعْضُهَا اِلٰی بَعْضٍ قَوِیَتْ وَقَالَ الْحَافِظُ اَبُو الْفَضْلِ الْعِرَاقِیُّ فِیْ اَمَالِیْهِ حَدِیْثُ اَبِیْ هُرَیْرَةَ هٰذَا وَرَدَ مِنْ طُرُقٍ صَحَّحَ بَعْضَهَا اَبُو الْفَضْلِ بْنِ نَاصِرٍ وَاَوْرَدَهُ ابْنُ الْجَوْزِیِّ فِی الْمَوْضُوْعَاتِ مِنْ طَرِیْقِ سُلَیْمَانَ بْنِ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْهُ وَقَالَ سُلَیْمَانُ مَجْهُوْلٌ ذَکَرَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِی الثِّقَاتِ قَالَ فَالْحَدِیْثُ حَسَنٌ عَلٰی رَاْیِهٖ قَالَ وَلَهٗ طُرُقٌ عَنْ جَابِرٍ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ اَخْرَجَهُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ فِی الْاِسْتِذْکَارِ مِنْ رِوَایَةِ اَبِی الزُّبَیْرِ عَنْهُ وَهِیَ اَصَحُّ طُرُقِهٖ قَالَ وَقَدْ وَرَدَ اَیْضًا مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ عُمَرَ رض

ابن مسعودؓ اور جابرؓ سے روایت کیا ہے اگرچہ سب کی سندات ضعیف ہیں لیکن ایک دوسرے کی تقویت کرتی ہیں۔ حافظ ابو الفضل العراقی اپنی امالی میں فرماتے ہیں۔ ابو ہریرہؓ کی روایت مختلف سندات سے مروی ہے جس میں سے بعض کو ابو الفضلؒ بن ناصر نے صحیح قرار دیا ہے۔ ابن الجوزی نے سلیمان بن ابی عبد اللہ کے ذریعہ اسے ابو ہریرہؓ سے موضوعات میں روایت کیا ہے اور ابن الجوزی کہتے ہیں سلیمان مجہول ہے۔ لیکن ابن حبانؒ نے سلیمان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔ تو حدیث ان کی رائے کے لحاظ سے حسن ہوئی۔ ابن الجوزیؒ کہتے ہیں یہ روایت جابرؓ سے مسلم کی شرطوں کے مطابق کئی طریقوں سے مروی ہے۔ ابن عبد البرؒ نے استذکار میں ابو الزبیر کے ذریعہ جابرؓ سے روایت کیا ہے اور یہ سب سے عمدہ طریقہ ہے۔ ابن عبد البرؒ کہتے ہیں یہ ابن عمر سے بھی مروی ہے اور دار قطنی نے افراد میں ابن عمرؓ سے موقوفاً روایت

وَاَخْرَجَهُ الدَّارَقُطْنِيُّ فِي الْاَفْرَادِ مَوْقُوفًا عَلَى ابْنِ عُمَرَ وَقَدْ اَخْرَجَهُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الشُّعَبِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ قَالَ كَانَ يُقَالُ فَذَكَرَهُ وَقَدْ جَمَعْتُ طُرُقَهُ فِي جُزْءٍ هٰذَا الْكَلَامِ الْعِرَاقِيِّ فِي اَمَالِيْهِ نَقَلَهُ السُّيُوطِيُّ وَقَالَ قَدْ لَخَّصْتُ الْجُزْءَ الَّذِيْ جَمَعَهُ فِي التَّعَقُّبَاتِ عَلَى الْمَوْضُوْعَاتِ ۔	کیا ہے۔ اور اسے ابن عبد البرؒ نے ایک عمدہ سند کے ساتھ روایت کیا ہے بیہقی نے شعب الایمان میں محمد بن المنتشر سے بھی روایت کیا ہے اور وہ کہتے ہیں یہ کہا جاتا تھا اور پھر انہوں نے حدیث ذکر کی اس کے تمام طریقے عراقی کی امالی میں ایک جزو میں جمع ہیں۔ جسے سیوطی نے نقل کیا ہے۔ میں نے اس جزو کو مختصر کر کے تعقبات علی الموضوعات میں جمع کر دیا ہے۔
۵۲۸۔ حَدِيْثُ مَنْ يَخْطُبُ الْحَسْنَاءَ يُعْطِ مَهْرَهَا لَيْسَ بِحَدِيْثٍ وَلَعَلَّ الْحَسْنَاءَ كِنَايَةٌ عَنِ الْحَسَنَةِ الْمُعَبَّرِ عَنْهَا فِي التَّنْزِيْلِ بِالْحُسْنٰى وَمَهْرُهَا كِنَايَةٌ عَنِ الْاَعْمَالِ الصَّالِحَةِ الْمُسْتَحْسَنَةِ ۔	جو حسین عورت کو پیغام دے تو اس کا مہر بھی دے۔ یہ حدیث نہیں ہے۔ اور ہو سکتا ہے حسناء سے مراد وہ نیکی ہو جو قرآن میں حسنیٰ سے تعبیر کی گئی ہے۔ اور مہر سے اعمال صالحہ کی جانب کنایہ ہو۔
۵۲۹۔ حَدِيْثُ مِنْ تَمَامِ الْحَجِّ ضَرْبُ الْجِمَالِ هُوَ مِنْ كَلَامِ الْاَعْمَشِ قَالَهُ ابْنُ الرَّبِيْعِ قُلْتُ قَدْ صَحَّ ضَرْبُ الصِّدِّيْقِ جِمَالَهُ فِي حَجَّةِ	حج کے کمال میں سے اونٹوں کو مارنا ہے۔ یہ اعمش رحؒ کا کلام ہے جیسا کہ ابن الربیع رحؒ کا قول ہے۔ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں یہ صحیح طور پر ثابت ہے کہ حضرت

الْوَدَاعِ بِحَضْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُنْكِرْ عَلَيْهِ فَدَلَّ عَلَى اَنَّ الْمُرَادَ مِنْهُ اِضَافَةُ الْمَصْدَرِ اِلَى فَاعِلِهِ وَقِيْلَ اِضَافَتُهُ اِلَى الْمَفْعُوْلِ وَهُوَ الْاَظْهَرُ وَمَعْنَى التَّمَامِ اَشْهَرُ وَالْمَعْنَى اَنَّهُ يُحْمَلُ فِيْ سَبِيْلِهِ حَتّٰى يُضْرَبَ وَيُهَانَ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ ۔

ابو بکر صدیق رض نے حضور کی موجودگی میں اپنے اونٹ کو مارا۔ اور آپ نے کوئی اعتراض نہ فرمایا۔ تو یہ اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ یہاں مصدر کی اضافت فاعل کی جانب ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ اضافت مفعول کی جانب ہو اور یہ زیادہ عمدہ ہے۔ اور تمام کے معنی مشہور ہیں ۔

۵۳۰ - حَدِيْثُ مَنْ حُسْنِ الْمُرَافَقَةِ الْمُوَافَقَةُ تَرْجَمَهُ السَّخَاوِيُّ وَلَمْ يَتَكَلَّمْ عَلَيْهِ قُلْتُ وَمَعْنَاهُ مَا فِي الْمَثَلِ لَوْلَا الْاِنْعَامُ لَهَلَكَ الْاَنَامُ ۔

موافقت کی دوستی کتنی عمدہ ہے سخاوی نے اس کی سرخی باندھی ہے اور اس پر کوئی کلام نہیں فرمایا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ اس کے معنی ایک مثال میں پائے جاتے ہیں اگر چوپائے نہ ہوتے تو مخلوق تباہ ہو جاتی ۔

۵۳۱ - حَدِيْثُ مِنْ عَلَامَةِ السَّاعَةِ اَنْ تُدْفَعَ عَنِ الْاِمَامَةِ لَيْسَ بِحَدِيْثٍ وَمَعْنَاهُ صَحِيْحٌ ذَكَرَهُ ابْنُ الرَّبِيْعِ وَقَدْ وَرَدَ عَنْ سَلَامَةَ بِنْتِ الْحُرِّ مَرْفُوْعًا اَنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يَتَدَافَعَ اَهْلُ الْمَسْجِدِ

قیامت کی علامت میں سے امامت سے رک جانا ہے۔ یہ حدیث نہیں ہے البتہ اس کے معنی صحیح ہیں۔ ابن الربیع نے اس کا ذکر کیا ہے۔ سلامۃ رض بنت الحر سے مرفوعاً مروی ہے کہ قیامت کی علامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ اہل مسجد کے جائیں گے اور انہیں نماز پڑھانے کے لئے کوئی

لا يجدون إماما يصلي بهم رواه احمد وابوداؤد وابن ماجة .

کوئی نہ ملے گا۔ اسے امام احمدؒ، ابوداؤدؒ اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

۵۳۲۔ حديث من فتنة العالم ان يكون الكلام احب اليه من السكوت ذكره الحديث بطوله في الاحياء وقال العراقي رواه ابونعيم وابن الجوزي في الموضوعات وكذا ذكره في المختصر.

عالم کا ایک فتنہ یہ بھی ہوگا کہ انہیں کلام خاموشی سے زیادہ محبوب ہوگا۔ اسے غزالیؒ نے احیا میں ایک طویل حدیث میں ذکر کیا ہے عراقی کہتے ہیں ابونعیمؒ اور ابن الجوزیؒ نے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے جیسا کہ عراقی نے مختصر میں ذکر کیا ہے۔

۵۳۳۔ حديث من الذنوب ذنوب لا يكفرها الا الوقوف بعرفة في الاحياء وقال العراقي لم اجد له اصلا.

گناہوں میں سے بعض گناہ ایسے ہیں، کہ جنہیں سوائے عرفہ کے قیام کے کوئی شئے نہیں مٹا سکتی۔ یہ بھی احیاء میں ہے عراقی کہتے ہیں، میں نے اس کی اصل کہیں نہیں پائی۔

۵۳۴۔ حديث موتوا قبل ان تموتوا قال العسقلاني انه غير ثابت قلت هو من كلام الصوفية والمعنى موتوا اختيارا قبل ان تموتوا اضطرارا والمراد بالموت الاختياري ترك الشهوات واللذات وما يترتب عليها من

مرنے سے پہلے مر جاؤ۔ عسقلانیؒ کہتے ہیں، یہ ثابت نہیں ہے۔ ملا علیؒ قاری فرماتے ہیں، یہ صوفیاء کا کلام ہے اور مقصد یہ ہے، کہ اضطراری موت سے قبل خود اختیاری موت مر جاؤ۔ اور اختیاری موت سے مراد شہوات، لذات دنیا اور غفلتوں کو

مِنَ الزَّلَّاتِ وَالْغَفَلَاتِ ۔

ترک کر دیتا ہے ۔

۵۳۵ حَدِيثُ الْمَوْتُ كَفَّارَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ ذَكَرَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي الْمَوْضُوعَاتِ وَلَمْ يُصِبْ فِيهِ كَمَا ذَكَرَهُ الْعِرَاقِيُّ فِي أَمَالِيهِ مِنْ أَنَّهُ وَرَدَ مِنْ طُرُقٍ يَبْلُغُ بِهَا رُتْبَةَ الْحَسَنِ انْتَهَى وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الشُّعَبِ وَالْقُضَاعِيُّ مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ رضہ مَرْفُوعًا وَصَحَّحَهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ الْعِرَاقِيِّ

موت ہر مسلم کا کفارہ ہے۔ ابن الجوزیؒ نے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے لیکن یہ صحیح نہیں۔ جیسا کہ عراقیؒ اپنی امالی میں فرماتے ہیں۔ کہ یہ اتنی سندات سے مروی ہے۔ جو رتبہ حسن تک پہنچتی ہیں بیہقیؒ نے شعب میں اور قضاعی نے انسؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اور ابوبکر بن العراقی نے اسے صحیح قرار دیا ہے ۔

۵۳۶ حَدِيثُ الْمُؤْمِنُ إِذَا قَالَ صَدَقَ وَإِذَا قِيلَ لَهُ صَدَّقَ لَا يُعْرَفُ بِهَذَا اللَّفْظِ وَكَأَنَّهُ مُقْتَبَسٌ مِنْ قَوْلِهِ تَعَالَى وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ وَالْمُرَادُ بِالْمُؤْمِنِ هُوَ الْكَامِلُ وَاسْتَأْنَسَ السَّخَاوِيُّ بِشِقِّهِ الْأَوَّلِ بِمَعْنَى حَدِيثِ يُطْبَعُ الْمُؤْمِنُ عَلَى كُلِّ خَلَّةٍ غَيْرَ الْخِيَانَةِ وَالْكَذِبِ وَالثَّانِي بِحَدِيثِ رَأَى عِيسَى بْنُ

مومن جب بولتا ہے تو سچ بولتا ہے اور جب اس سے کوئی بات بیان کی جاتی ہے تو تصدیق کرتا ہے۔ ان الفاظ کے ساتھ پہچانی نہیں جاتی۔ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کے قول سے مستنبط ہے جو سچ بات لایا اور سچ کی تصدیق کی یہی متقین لوگ ہیں اور مومن سے مراد مومن کامل ہے سخاوی نے پہلی شق کو اختیار کرتے ہوئے کہا ہے کہ مومن کی عادت ہر بات پر ڈھل جاتی ہے سوائے خیانت اور جھوٹ کے اور دوسرے الفاظ پر نظر رکھتے ہوئے یہ حدیث ہے کہ حضرت عیسیٰ نے ایک شخص کو چوری کرتے دیکھا آپ نے فرمایا تو نے چوری کی اس نے جواب دیا قسم ہے اس ذات

مَرْيَمَ رَجُلاً يَسْرِقُ فَقَالَ لَهُ أَسَرَقْتَ فَقَالَ لَا وَالَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَقَالَ آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَكَذَّبْتُ عَيْنِي بَلْ رَوَى ابْنُ مَاجَهْ عَنْ ابْنِ عُمَرَ مَنْ حَلَفَ بِاللّٰهِ فَلْيَصْدُقْ وَمَنْ حُلِفَ لَهُ بِاللّٰهِ فَلْيَرْضَ وَمَنْ لَمْ يَرْضَ بِاللّٰهِ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ.

کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں نے چوری نہیں کی حضرت عیسیٰ نے فرمایا میں اللہ پر ایمان لایا اور میری آنکھوں نے جھوٹ بولا۔ ابن ماجہ نے ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے جو اللہ کی قسم کھائے اس کی تصدیق کرنی چاہیئے اور جو کسی کیلئے اللہ کی قسم کھائے اسے راضی ہو جانا چاہیئے اور جو اللہ کے ساتھ راضی نہ ہو اسے اللہ سے کوئی تعلق نہیں۔

٥٣٧ - حَدِيثُ الْمُؤْمِنُ سَرِيعُ الْغَضَبِ سَرِيعُ الرُّجُوعِ كَذَا أَوْرَدَهُ الْغَزَالِيُّ فِي الْإِحْيَاءِ وَقَالَ مُخَرِّجُهُ أَنَّهُ لَمْ يَجِدْهُ هٰكَذَا قُلْتُ هُوَ مَعْنَى حَدِيثِ الْحِدَّةِ تَعْتَرِي لِخِيَارِ أُمَّتِي وَقَدْ جَاءَ فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ إِنَّ الْمُؤْمِنَ قَدْ يَكُونُ سَرِيعَ الْغَضَبِ سَرِيعَ الْفَيْءِ فَتِلْكَ بِتِلْكَ وَقَدْ يَكُونُ بَطِيءَ الْغَضَبِ سَرِيعَ الْفَيْءِ فَهٰذَا هُوَ الْمُؤْمِنُ الْكَامِلُ وَالنَّاقِصُ مَنْ يَكُونُ حَالُهُ بِالْعَكْسِ.

مومن کو غصہ جلد آتا ہے، اور رجوع بھی جلد کرتا ہے۔ اسے غزالی نے احیاء میں ذکر کیا ہے، اور غزالی کہتے ہیں اس طرح یہ حدیث کہیں نہیں پائی جاتی۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ حدیث حدت کے معنی ہیں اور ایک لمبی حدیث میں آتا ہے کہ مومن کو جلد غصہ آتا ہے اور جلد اترتا ہے اور ایسے ہی کبھی دیر میں غصہ آتا ہے اور جلد اترتا ہے۔ تو یہ مومن کامل ہے اور ناقص وہ ہے جو اس کے برعکس ہو، یعنی جلد غصہ آئے اور دیر میں اترے۔

٥٣٨ - حَدِيثُ الْمُؤْمِنِ يَسِيرُ

مومن بلحاظ مؤنث آسان ہوتا ہے صفائی

المؤمنة قال الصغاني موضوع.

کہتے ہیں یہ موضوع ہے۔

٥٣٩ - حديث المؤمن غر كريم والمنافق خب لئيم قال الصغاني موضوع من احاديث المصابيح ولم يصب فقد رواه احمد عن ابي هريرة مرفوعا ولفظه الفاجر بدل المنافق و الخب بالكسر وبفتح الخداع و معنى غر كريم انه ليس بذي مكر وهو ينخدع لانقياده ولينه

مومن مکار نہیں ہوتا بلکہ شریف ہوتا ہے اور منافق دھوکہ باز اور بدبخت ہوتا ہے۔ صغانی کہتے ہیں یہ مصابیح کی احادیث سے ایک موضوع حدیث ہے لیکن صغانی کا قول صحیح نہیں امام احمد نے اسے ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے، اور اس میں منافق کی جگہ لفظ فاجر ہے خب کے معنی دھوکہ کے آتے ہیں اور غر کریم کا مقصد یہ ہے کہ وہ مکار نہیں ہوتا۔ بلکہ اپنی طبیعت میں اتباع کی مادہ کی وجہ سے دھوکہ کھا جاتا ہے (لیکن حضرت عمر کا قول ہے کہ مومن نہ دھوکہ دیتا ہے نہ دھوکہ کھاتا ہے)

٥٤٠ - حديث المؤمن حلوي والكافر خمري قال العسقلاني باطل لا اصل له قلت قد تقدم انه عليه الصلوة والسلام كان يحب الحلواء والعسل وسبق ان قلب المؤمن يحب الحلواء.

مومن حلوا خور اور کافر شراب نوش ہوتا ہے عسقلانی فرماتے ہیں یہ باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ پہلے گذر چکا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حلوا اور شہد پسند تھا اور یہ حدیث بھی گذر چکی کہ مومن کامل حلوے کو پسند کرتا ہے۔

٥٤١ - حديث المؤمن ليس بحقود في الاحياء وقال العراقي لم اقف له على اصل قلت و

مومن کینہ پرور نہیں ہوتا۔ یہ احیاء میں ہے عراقی کہتے ہیں میں اس کی اصل سے واقف نہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اس کے معنی صحیح

مَعْنَاهُ صَحِيحٌ وَالْمُرَادُ بِهِ الْمُؤْمِنُ الْكَامِلُ لِقَوْلِهِ تَعَالَى وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ أَيْ حَسَدٍ وَحِقْدٍ ۔	ہیں اور مومن سے مراد مومن کامل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور ہم نے ان کے دل سے کینہ نکال پھینکا ۔
۴۲۵ حَدِيثُ الْمُؤْمِنُ مُلْقِيٌّ وَالْكَافِرُ مُوَقًّى لَيْسَ بِحَدِيثٍ وَالْمَعْنَى أَنَّ الْمُؤْمِنَ مُلْقِيٌّ بِالْبَلَايَا تَكْفِيرًا لِمَا لَهُ مِنَ الْخَطَايَا وَالْكَافِرُ مَحْفُوظٌ عَنِ الْبَلَايَا مَحْفُوفٌ بِالنِّعَمِ لِيَبْقَى عَلَيْهِ الْبَقَايَا وَلِأَنَّ الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ ۔	مومن ملاقات کرنے والا اور کافر بچنے والا ہے یہ حدیث نہیں اور اس کے معنی یہ ہیں کہ مومن مصیبتوں سے ملنے والا ہے۔ تاکہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہو سکے۔ اور کافر مصائب سے محفوظ رہتا ہے اور نعمتوں میں لگا رہتا ہے تاکہ اس پر وہ گناہ باقی رہیں کیونکہ دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے ۔
۴۳۵ حَدِيثُ الْمُؤْمِنُ مُؤْتَمَنٌ عَلَى نَسَبِهِ لَا أَصْلَ لَهُ مَرْفُوعٌ وَإِنَّمَا هُوَ مِنْ قَوْلِ مَالِكٍ وَغَيْرِهِ مِنَ الْعُلَمَاءِ بِلَفْظِ النَّاسُ مُؤْتَمَنُونَ عَلَى أَنْسَابِهِمْ ۔	مومن اپنے نسب پر امین ہوتا ہے اس کی مرفوعاً کوئی اصل نہیں بلکہ یہ علماء میں سے امام مالک رحہ وغیرہ کا قول ہے۔ کہ لوگ اپنے نسب پر امین ہوتے ہیں ۔
۴۴۵ حَدِيثُ الْمُؤْمِنُ يُخْدَعُ مِنْ كَلَامِ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ ذَكَرَهُ فِي الشِّفَاءِ وَالْمَعْنَى أَنَّ الْمُؤْمِنَ الْمَحْمُودَ مِنْ طَبْعِهِ الْغِرَّةُ وَقِلَّةِ	مومن کو دھوکہ دیا جاتا ہے۔ یہ سعید بن جبیر کا قول ہے۔ جس کا ذکر شفاء میں ہے۔ اور معنی اس کے یہ ہیں کہ مومن طبعاً شرارتوں سے پرہیز کرتا ہے۔ اور

المُطَّلِعَةِ لِلشَّرِّ وَتَرْكُ التَّجَسُّسِ عَنْهُ وَلَيْسَ ذٰلِكَ مِنْهُ جَهْلًا وَلٰكِنْ كَرَمًا وَحُسْنُ خُلُقٍ وَحِلْمًا ۔	اس سے احتراز اگرچہ اس سے جاہل نہیں ہوتا لیکن اپنی شرافت اور اخلاق کی بنا پر دھوکہ کھا جاتا ہے ۔
۴۴۵ ۔ حَدِيثُ الْمُؤْمِنُ يُغْبَطُ وَالْمُنَافِقُ يُحْسَدُ مِنْ كَلَامِ الْفُضَيْلِ	مومن سے رشک اور کافر سے حسد کیا جاتا ہے ۔ یہ فضیل کا کلام ہے ۔

حَرْفُ النُّوْنِ

۴۴۶ ۔ حَدِيثُ النَّاسُ بِزَمَانِهِمْ أَشْبَهُ مِنْهُمْ بِآبَائِهِمْ قِيلَ أَنَّهُ مِنْ كَلَامِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَقِيلَ أَنَّهُ قَوْلُ عَلِيٍّ وَهُوَ الْأَشْهَرُ الْأَظْهَرُ ۔	لوگ اپنے زمانہ کے لحاظ سے اپنے آباء سے زیادہ مشابہ ہوتے ہیں ۔ یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے ۔ اور ایک خیال یہ ہے کہ یہ حضرت علیؓ کا قول ہے اور یہی زیادہ مشہور ہے ۔
۴۴۷ ۔ حَدِيثُ النَّاسُ عَلٰى دِيْنِ مَلِيكِهِمْ أَوْ مُلُوكِهِمْ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا أَعْرِفُهُ حَدِيثًا وَهُوَ قَرِيبٌ مِمَّا قَبْلَهُ مَعْنًى ۔	لوگ اپنے بادشاہوں کے دین پر ہوتے ہیں ۔ سخاوی کہتے ہیں ۔ میں اسے بلحاظ حدیث نہیں پہچانتا ۔ یہ معنوی لحاظ سے پہلے قول کے قریب ہے ۔
۴۴۸ ۔ حَدِيثُ النَّاسُ بِالنَّاسِ هُوَ مَعْنَى الْحَدِيثِ الصَّحِيحِ أُمَّتِي كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا	لوگ لوگوں کے ساتھ ہوتے ہیں یہ حدیث صحیح کے معنی ہیں میری امت عمارت کی طرح ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے کو

الْحَدِيثَ ۔	تقویت پہنچاتا ہے ۔
۵۴۹ ۔ حَدِيثُ النَّاسِ مُجْزِيُّونَ بِأَعْمَالِهِمْ عَزَاهُ السَّخَاوِيُّ إِلَى النَّحْوِيِّينَ وَتَمَامُهُ إِنْ خَيْرًا فَخَيْرٌ وَإِنْ شَرًّا فَشَرٌّ وَقَالَ الْجَلَالُ السُّيُوطِيُّ فِي الدُّرَرِ ذَكَرَهُ ابْنُ جَرِيرٍ فِي تَفْسِيرِهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَوْقُوفًا قُلْتُ وَفِي التَّنْزِيلِ هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۔	لوگ اپنے اعمال کا بدلہ دیئے جائیں گے ۔ اسے سخاوی نے نحویین کی جانب منسوب کیا ہے اور مقصد یہ ہے کہ اگر وہ اچھے ہیں تو اچھا بدلہ اور برے ہیں تو برا بدلہ ۔ جلال الدین سیوطی اپنی درر میں فرماتے ہیں ۔ اسے ابن جریر نے اپنی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت کیا ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں قرآن میں ہے تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا ۔
۵۵۰ ۔ حَدِيثُ النَّاسُ نِيَامٌ فَإِذَا مَاتُوا انْتَبَهُوا هُوَ مِنْ قَوْلِ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهُ ۔	لوگ سوتے ہیں جب یہ مر جائیں گے تو جاگ اٹھیں گے ۔ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے ۔
۵۵۱ ۔ حَدِيثُ نَبْذُ الْقَمْلِ يُورِثُ النِّسْيَانَ يُرْوَى فِي حَدِيثٍ مَرْفُوعٍ شَدِيدِ الضَّعْفِ وَفِي سَنَدِهِ الْحَكَمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْأَيْلِيُّ الْمُتَّهَمُ بِالْوَضْعِ وَالْكَذِبِ كَمَا قَالَهُ ابْنُ عَدِيٍّ فِي كَامِلِهِ ۔	جوں پھینکنا نسیان پیدا کرتا ہے ۔ یہ ایک حدیث مرفوع میں روایت کیا جاتا ہے ۔ جو شدید ضعیف ہے ۔ اور اور اس کی سند میں حکم بن عبد اللہ الایلی ہے جو کذب و وضع کے ساتھ متہم ہے جیسا کہ ابن عدی نے اپنی کامل میں لکھا ہے ۔
۵۵۲ ۔ حَدِيثُ النَّبِيِّ لَا يُولَعُ	نبی زمین کے نیچے ایک ہزار کمل نہیں کرتا

تحت الارض ای لا یکمل الالف بعد موته بل یقوم القیامة قبله وهو باطل لا اصل له و ممن صرح ببطلانه العز الدیرینی فی الدرر الملتقطة وقال انه مما نقل عن علماء اهل الکتاب ولا یصح بل کلما ورد فیه تحدید لوقت یوم القیامة علی التعیین فاما ان لا یکون له اصل او لا یثبت اسناده قلت وقد ضعفه السیوطی فی رسالته الکشف عن مجاوزة هذه الامة الالف وقد تحقق قوله متجاوزون عن الالف ببضعة عشرة سنة۔

یعنی مرنے کے بعد ایک ہزار سال مکمل نہیں ہوتے بلکہ اس سے قبل قیامت قائم ہو جاتی ہے۔ یہ باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں عز الدیرینی نے درر الملتقطہ میں اس کے بطلان کی تصریح کی ہے۔ اور وہ کہتے ہیں جو کچھ علماء اہل کتاب سے نقل کیا جاتا ہے یہ صحیح نہیں ہے۔ بلکہ ہر وہ روایت جس میں قیامت کے روز کا کوئی وقت معینہ ظاہر ہوتا ہو یا تو اس کی کوئی اصل نہیں یا وہ سنداً ثابت نہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں سیوطی نے اسے رسالہ الکشف میں ضعیف قرار دیا۔ کیونکہ اس امت کو ایک ہزار سال سے زائد گزر چکا۔ اور یہ محقق بات ہے کہ اب لوگ ایک ہزار سال سے زیادہ گذار چکے۔

۵۵۳۔ حدیث النساء تنصر بعضهن بعضا هو من قول عکرمة وقد ادرج فی حدیث صحیح البخاری۔

عورتیں ایک دوسرے کی مدد کرتی ہیں۔ یہ عکرمہ رحمہ اللہ کا قول ہے۔ اور صحیح بخاری کی حدیث میں مدرج ہو گیا۔

۵۵۴۔ حدیث النسیان طبع

بھول انسان کی طبیعت ہے۔ سخاوی کہتے

الْإِنْسَانِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا أَعْرِفُهُ	ہیں ہیں اسے ان الفاظ کے ساتھ نہیں پہچانتا۔ بلکہ
بِهٰذَا اللَّفْظِ بَلْ فِي الطَّبَرَانِيِّ عَنِ ابْنِ	طبرانی میں ابن عباس سے مرفوعاً مروی ہے، مومن
عَبَّاسٍ مَرْفُوعًا الْمُؤْمِنُ نَسَّاءٌ إِنْ	بہت بھولنے والا ہے۔ اگر یاد کرتا ہے تو یاد کرتا رہتا ہے
ذَكَرَ ذَكَرَ قُلْتُ وَفِي التَّنْزِيلِ	ملا علی قاری فرماتے ہیں قرآن میں ہے، جب تو بھول
وَاذْكُرْ رَبَّكَ إِذَا نَسِيتَ فَلَا تَنْسَى	جائے تو اپنے خدا کو یاد کر، وہ نہیں بھولتا مگر
إِلَّا مَا شَاءَ اللهُ - وَعَهِدْنَا إِلَى آدَمَ	جو اللہ چاہے۔ ہم نے آدم سے پہلے عہد لیا تھا مگر
مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَيُرْوَى الْإِنْسَانُ	وہ بھول گیا۔ اور یہ بھی کہ انسان نسیان سے مشتق ہے،
مُشْتَقٌّ مِنَ النِّسْيَانِ فِي تَحْقِيقِهِ	اور اس کی تحقیق میں بہت طویل کلام ہے۔ اور یہ بھی
كَلَامٌ عَنْ بَعْضِ الْبَيَانِ وَقِيلَ	کہا جاتا ہے کہ پہلا شخص پہلا بھولنے والا ہے
أَوَّلُ النَّاسِ أَوَّلُ النَّاسِي ۔	(یعنی آدم علیہ السلام)
۵۵۵ ۔ حَدِيثُ نُصْرَةُ اللهِ	اللہ کے بندے کے لئے مدد خود اس
لِلْعَبْدِ خَيْرٌ مِنْ نُصْرَتِهِ نَفْسَهُ مِنْ	کی اپنے نفس کی مدد سے بہتر ہوتی ہے ، یہ
كَلَامِ وُهَيْبِ بْنِ الْوَرْدِ قَالَ	وہیب بن الورد کا قول ہے۔ وہ کہتے ہیں اللہ
يَقُولُ اللهُ ابْنَ آدَمَ إِذَا ظُلِمْتَ	تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم جب تجھ پر ظلم کیا جائے
فَاصْبِرْ وَارْضَ بِنُصْرَتِي فَإِنَّ نُصْرَتِي	تو صبر کر اور میری مدد سے راضی ہو جا کیونکہ میری
لَكَ خَيْرٌ مِنْ نُصْرَتِكَ لِنَفْسِكَ وَ	مدد جو تیرے لئے ہو گی وہ تیری اپنی ذات کی مدد
عَنِ الْإِمَامِ أَحْمَدَ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّهُ	سے بہتر ہو گی ، امام احمد فرماتے ہیں مجھے یہ خبر
مَكْتُوبٌ فِي التَّوْرَاةِ فَذَكَرَهُ	پہنچی ہے کہ یہ بات تورات میں لکھی ہوئی ہے ۔
قَالَهُ السَّخَاوِيُّ وَقَالَ السُّيُوطِيُّ رح	جیسا کہ سخاوی نے ذکر کیا ہے۔ سیوطی کہتے ہیں

أَخْرَجَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ فِي
زِيَادَةِ الزُّهْدِ عَنْهُ قَالَ بَلَغَنِي ۔

٥٥٠ حَدِيثُ النَّظَرُ إِلَى الْوَجْهِ
الْجَمِيلِ عِبَادَةٌ قَالَ ابْنُ الْقَيِّمِ
سُئِلَ عَنْهُ شَيْخُنَا يَعْنِي ابْنَ تَيْمِيَّةَ
فَقَالَ هٰذَا كَذِبٌ بَاطِلٌ عَلَى
رَسُولِ اللهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
لَمْ يَرْوِهِ أَحَدٌ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ بَلْ
هُوَ مِنَ الْمَوْضُوعَاتِ وَقَدْ وَرَدَ
النَّظَرُ إِلَى الْوَجْهِ الْحَسَنِ يَجْلُو الْبَصَرَ
وَالنَّظَرُ إِلَى الْوَجْهِ الْقَبِيحِ يُورِثُ
الْقَلَحَ وَهُوَ بِفَتْحَتَيْنِ صُفْرَةٌ تَعْلُو
الْأَسْنَانَ وَوَسَخٌ يَرْكَبُهَا رَوَاهُ أَبُو
نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ عَنْ جَابِرٍ كُلُّ شَطْرٍ
مِنْهُ بِسَنَدٍ وَلٰكِنْ كِلَاهُمَا ضَعِيفٌ
وَالثَّانِي أَشَدُّ ضَعْفًا وَيُقَوِّي
الْأَوَّلَ حَدِيثُ النَّظَرِ إِلَى الْمَرْأَةِ
الْحَسْنَاءِ وَالْخُضْرَةِ يَزِيدَانِ فِي
الْبَصَرِ رَوَاهُ أَبُو نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ عَنْ

عبداللہ بن احمد نے زہد میں اپنے والد
سے یہ روایت نقل کی ہے۔

اچھے چہرے کی جانب دیکھنا بھی عبادت
ہے۔ ابن القیم فرماتے ہیں ہمارے شیخ یعنی امام
ابن تیمیہ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت
کیا گیا، انہوں نے فرمایا یہ جھوٹ ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان ہے، کسی نے بھی اسے
صحیح سند کے ساتھ روایت نہیں کیا بلکہ یہ
موضوع ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ وارد ہے
کہ اچھے چہرہ کی جانب دیکھنا نگاہ کو تیز کرتا ہے
اور برے چہرے کی طرف دیکھنا قلح پیدا کرتا
ہے (یعنی) جو انسان کو پیلا بنا دیتا ہے (زردی پیدا
کرتا ہے) اور میل پیدا کرتا ہے، جس پر وہ سوار
ہو جاتا ہے۔ ابو نعیم نے حلیہ میں جابر سے سند
کے ساتھ اس کا ہر ایک حصہ روایت کیا ہے
لیکن دونوں ضعیف ہیں اور دوسری بہت زیادہ ضعیف ہے
اور پہلی روایت کی یہ حدیث تائید کرتی ہے خوبصورت
عورت اور گھاس کی جانب دیکھنا نگاہ کو تیز کرتا ہے
اسے ابو نعیم نے حلیہ میں جابرؓ سے روایت کیا ہے،

جَابِرٍ كَمَا رَوَاهُ فِي الْجَامِعِ الصَّغِيرِ فَهُوَ ضَعِيفٌ لَيْسَ بِمَوْضُوعٍ ۔

جیسا کہ سیوطی نے اسے جامع الصغیر میں نقل کیا ہے اور یہ روایت ضعیف ہے، موضوع نہیں،

۵۵۷ حَدِيثُ نَظْرَةٌ إِلَى وَجْهِ الْعَالِمِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ مِنْ عِبَادَةِ سِتِّينَ سَنَةً صِيَامًا وَقِيَامًا فِي نُسْخَةِ سَمْعَانَ وَغَيْرِهِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَرْفُوعًا بِهِ وَمَعْنَاهُ وَلَا يَصِحُّ قَالَهُ السَّخَاوِيُّ وَقَدْ وَرَدَ النَّظَرُ عَلَى وَجْهِ عِبَادَةٌ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ وَالْحَاكِمُ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَعِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ ۔

عالم کے چہرہ کی جانب دیکھنا ساٹھ سال کے قیام اور روزوں سے بہتر ہے۔ یہ سمعان رح وغیرہ میں حضرت انس رض سے مرفوعاً مروی ہے۔ اور اس کے معنی بھی مروی ہیں لیکن سخاوی رح کہتے ہیں۔ یہ صحیح نہیں اور یہ بھی وارد ہوا ہے۔ کہ عالم کے چہرہ کی جانب دیکھنا عبادت ہے۔ اسے طبرانی اور حاکم نے ابن مسعودؓ اور عمران بن حصینؓ سے روایت کیا ہے۔

۵۵۸ حَدِيثُ نِعْمَ الصِّهْرُ الْقَبْرُ قَالَ الزَّرْكَشِيُّ لَمْ يُوجَدْ وَفِي مُسْنَدِ الْفِرْدَوْسِ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعًا نِعْمَ الْكُفُوُ الْقَبْرُ لِلْجَارِيَةِ وَبَيَّضَ لَهُ فِي الْمُسْنَدِ قَالَ السُّيُوطِيُّ فِي الطُّيُورِيَّاتِ بِسَنَدِهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نِعْمَ الْأَخْتَانُ الْقُبُورُ ۔

آدمی کا اچھا داماد قبر ہے۔ زرکشی رح کہتے ہیں یہ کہیں نہیں پائی جاتی۔ مسند فردوس میں ابن عباس رض سے مرفوعاً مروی ہے قبر عورت کے لئے اچھا خاوند ہے اور مصنف نے مسند میں اسی کی سرخی باندھی ہے سیوطی رح کہتے ہیں طیوریات میں سند کے ساتھ علی بن عبداللہ سے مروی ہے انہوں نے کہا ہاں قبریں اچھی نہیں ہیں

۵۵۹۔ حَدِیْثُ نِعْمَ الْعَبْدُ صُهَیْبٌ لَوْ لَمْ یَخَفِ اللّٰهَ لَمْ یَعْصِهٖ اِشْتَهَرَ فِیْ كَلَامِ الْاُصُوْلِیِّیْنَ وَاَصْحَابِ الْمَعَانِیْ وَاَهْلِ الْعَرَبِیَّةِ فَبَعْضُهُمْ یَرْوِیْهِ عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَبَعْضُهُمْ یَرْفَعُهٗ قَالَ السَّخَاوِیُّ وَرَاَیْتُ بِخَطِّ شَیْخِنَا یَعْنِی الْعَسْقَلَانِیَّ اَنَّهٗ ظَفِرَ بِهٖ فِیْ مُشْكِلِ الْحَدِیْثِ لِابْنِ قُتَیْبَةَ وَلَمْ یَذْكُرْ لَهٗ ابْنُ قُتَیْبَةَ سَنَدًا وَقَالَ اَرَادَ اَنَّ صُهَیْبًا اِنَّمَا یُطِیْعُ اللّٰهَ حُبًّا لَهٗ لَا لِمَخَافَةِ عِقَابِهٖ اِنْتَهٰى وَقَالَ السُّبْكِیُّ فِیْ شَرْحِ التَّلْخِیْصِ لَمْ اَرَ هٰذَا الْكَلَامَ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ كُتُبِ الْحَدِیْثِ لَا مَرْفُوْعًا وَّلَا مَوْقُوْفًا وَّلَا عَنِ النَّبِیِّ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَلَا عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ مَعَ شِدَّةِ التَّفَحُّصِ عَنْهُ وَقَالَ الشُّمُنِّیُّ فِیْ حَاشِیَةِ الْمُغْنِیْ عَنْ وَّالِدِهٖ اَنَّهٗ رَاٰى بِخَطِّهٖ مَا صُوْرَتُهٗ رَاَیْتُ الْحَافِظَ اَبَا بَكْرٍ	صہیب اچھا بندہ ہے۔ اگر اللہ سے نہ ڈرتا۔ تو اس کی نافرمانی نہ کرتا۔ یہ اصولیین اصحاب معانی اور اہل عربیہ کے کلام میں بہت مشہور رہے۔ بعض تو اسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور بعض اسے مرفوعاً بیان کرتے ہیں سخاوی کہتے ہیں میں نے اپنے شیخ یعنی عسقلانی کے خط میں دیکھا۔ کہ انہوں نے اسے ابن قتیبہ رحمہ اللہ کی مشکل الحدیث کی جانب منسوب کیا ہے۔ لیکن ابن قتیبہ نے سند ذکر نہیں کی اور ابن قتیبہ کا مقصد بیان سے کہ صہیب اللہ کی اطاعت اس کی محبت کی بنا پر کرتا ہے، عذاب کے خوف سے نہیں۔ سبکی شرح تلخیص میں فرماتے ہیں۔ میں نے یہ کلام حدیث کی کسی کتاب میں نہیں دیکھا۔ نہ مرفوعاً نہ موقوفاً۔ نہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے۔ اگرچہ بہت تلاش کیا۔ شمنی رحمہ اللہ حاشیہ المغنی میں اپنے والد سے روایت

بن العربی نسبہ الی عمر بن الخطاب
الا انہ لم یبین لہ اسنادا وقال
العراقی لا اصل لھذا الحدیث
ولم اقف لہ علی اسناد قط
فی شیء من کتب الحدیث وبعض
النحاۃ ینسبونہ الی عمر بن الخطاب
من قولہ ولم ار اسنادا الی عمرؓ
وقال الدمامینی فی حاشیۃ
علی المغنی وقفت فی الحلیۃ
لابی نعیم علی حدیث فی ترجمۃ
سالم مولی حذیفۃ من طریق
عمرؓ قال سمعت رسول اللہ
علیہ السلام یقول ان سالما
شدید الحب للہ عز وجل
لو کان لا یخاف اللہ ما عصاہ
انتہی ذکرہ ابن ابی شریف
فی حاشیۃ شرح جمع الجوامع
قال وفی مسند ابن لھیعۃ
انتہی وقال الزرکشی لا اصل

کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں۔ میں نے ابوبکرؒ
بن العربی کو اسے حضرت عمرؓ کی جانب
منسوب کرتے دیکھا۔ لیکن سندات پر بھی
ظاہر نہ تھی۔ عراقی رحمہ کہتے ہیں اس کی کوئی
اصل نہیں۔ اور نہ میں حدیث کی کسی
کتاب میں اس کی سند سے واقف ہوا۔
بعض نحوی اسے حضرت عمرؓ کی جانب
منسوب کرتے ہیں۔ لیکن میں نے حضرت عمرؓ
تک اس کی سند نہیں دیکھی۔ دمامینی
حاشیہ علی المغنی میں فرماتے ہیں۔ ابونعیمؒ کی
حلیہ میں سالمؓ مولی ابی حذیفہؓ کے
ترجمہ میں حضرت عمرؓ سے یہ روایت دیکھی
میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا
آپ فرماتے تھے سالمؓ اللہ سے بہت
محبت کرنے والا ہے۔ اگر وہ اللہ سے
نہ ڈرتے تو اس کی نافرمانی نہ کرتے۔ ملے
ابن ابی شریفؒ نے شرح جمع الجوامع میں
نقل کیا ہے اور وہ کہتے ہیں یہ مسند ابن لہیعہ
میں موجود ہے۔ زرکشیؒ کہتے ہیں اس حدیث

لِهٰذَا الْحَدِيْثِ لٰكِنْ فِي الْحِلْيَةِ مِنْ
حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا اِنَّ سَالِمًا
شَدِيْدُ الْحُبِّ لِلّٰهِ لَوْ لَمْ يَخَفِ اللّٰهَ
مَا عَصَاهُ وَقَالَ الْحَافِظُ السُّيُوْطِيُّ
فِيْ شَرْحِ نَظْمِ التَّلْخِيْصِ كَثُرَ سُؤَالُ
النَّاسِ عَنْ حَدِيْثِ نِعْمَ الْعَبْدُ
صُهَيْبٌ لَوْ لَمْ يَخَفِ اللّٰهَ لَمْ يَعْصِهِ
وَنَسَبَهُ بَعْضُهُمْ اِلَى النَّبِيِّ عَلَيْهِ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَنَسَبَهُ ابْنُ مَالِكٍ
فِيْ شَرْحِ الْكَافِيَةِ وَغَيْرِهِ اِلٰى عُمَرَ رض
قَالَ الشَّيْخُ بَهَاءُ الدِّيْنِ السُّبْكِيُّ لَمْ اَرَ
هٰذَا الْكَلَامَ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ كُتُبِ الْحَدِيْثِ
لَا مَرْفُوْعًا وَلَا مَوْقُوْفًا لَا عَنْ عُمَرَ رض
وَلَا عَنْ غَيْرِهِ مَعَ شِدَّةِ التَّفَحُّصِ
عَنْهُ اِنْتَهٰى نَعَمْ قَدْ وَرَدَ فِيْ سَالِمٍ
لَا صُهَيْبٍ عَنْ عُمَرَ مَرْفُوْعًا اِنَّ
مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ اِمَامُ الْعُلَمَاءِ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ لَا يَحْجُبُهُ مِنَ اللّٰهِ اِلَّا
الْمُرْسَلُوْنَ وَاِنَّ سَالِمًا مَوْلٰى اَبِيْ

کی کوئی اصل نہیں۔ لیکن حلیہ میں ابن عمرؓ سے
سالمؓ والی روایت موجود ہے۔ حافظ سیوطیؒ
شرح نظم التلخیص میں فرماتے ہیں۔ لوگوں کے
سوالات نعم العبد صہیبؓ والی حدیث
کے بارے میں بہت بڑھ گئے ہیں اور
بعض اسے حضور کی جانب منسوب کرتے ہیں
ابن المالک نے شرح کافیہ میں اسے حضرت عمرؓ کی
جانب منسوب کیا ہے۔ شیخ بہاء الدین السبکی فرماتے
ہیں۔ میں نے اس کلام کو کسی حدیث کی کتاب
میں نہیں دیکھا۔ نہ مرفوعاً نہ موقوفاً نہ حضرت
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہ کسی اور سے
باوجودیکہ کافی تلاش کیا۔ ہاں یہ حضرت
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً سالمؓ کے
بارے میں مروی ہے نہ کہ صہیبؓ کے کہ معاذ
بن جبلؓ قیامت کے روز علماء کے امام
ہوں گے۔ اللہ سے ان کے درمیان سوائے
انبیاء کے کوئی حائل نہ ہوگا۔ اور سالم
رضی اللہ عنہ مولیٰ ابی حذیفہ اللہ سے
بہت محبت کرنے والے ہیں۔ اگر وہ

حَسَنُ ثِقَةٍ شَدِيْدُ الْحُبِّ فِي اللهِ لَوْ لَمْ يَخَفِ اللهَ مَا عَصَاهُ أَخْرَجَهُ الدَّيْلَمِيُّ۔

اللہ سے نہ ڈرتے تو اس کی نافرمانی نہ کرتے۔ اسے دیلمیؒ نے روایت کیا ہے۔

۵۶۰۔ حَدِيْثُ نُقْطَةٌ مِنْ دَوَاةِ عَالِمٍ أَحَبُّ إِلَى اللهِ مِنْ عَرَقِ مِائَةِ ثَوْبِ شَهِيْدٍ مَوْضُوْعٌ كَمَا فِي الذَّيْلِ۔

عالم کی روایت کا ایک نقطہ اللہ تعالیٰ کو سو شہیدوں کے کپڑوں کے عرق سے زیادہ محبوب ہے۔ یہ موضوع ہے۔ جیسا کہ ذیل میں ہے۔

۵۶۱۔ حَدِيْثُ نَوْمُ الْمُؤْمِنِ سُبَاتٌ أَيْ نَوْمٌ خَفِيْفٌ وَسَمْعُهُ خُبَاتٌ أَيْ ضَعِيْفٌ ذَكَرَهُ فِي النِّهَايَةِ بِلَا إِسْنَادٍ وَذَكَرَهُ الْكُوْرَانِيُّ بِلَفْظِ نَوْمُ الْمُؤْمِنِ سُبَاتٌ وَصَوْتُهُ خُبَاتٌ۔

مومن کی نیند بھی ہلکی ہوتی ہے اور اس کی قوت سماعت بھی ہلکی ہوتی ہے۔ اسے صاحب نہایہ نے بلا سند ذکر کیا ہے، اور کورانی نے لسان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ مومن کی نیند بھی ہلکی اور آواز بھی ہلکی ہوتی ہے

۵۶۲۔ حَدِيْثُ نَوْمُ الْعَالِمِ عِبَادَةٌ لَا أَصْلَ لَهُ فِي الْمَرْفُوْعِ هٰكَذَا بَلْ وَرَدَ نَوْمُ الصَّائِمِ عِبَادَةٌ وَصَمْتُهُ تَسْبِيْحٌ وَعَمَلُهُ مُضَاعَفٌ وَدُعَاؤُهُ مُسْتَجَابٌ وَذَنْبُهُ مَغْفُوْرٌ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ بِسَنَدٍ ضَعِيْفٍ

عالم کا سونا بھی عبادت ہے۔ اس کی مرفوعاً کوئی اصل نہیں، بلکہ روایت یہ ہے کہ روزہ دار کا سونا بھی عبادت ہے۔ اس کی خاموشی تسبیح اس کا عمل دگنا۔ اس کی دعا مستجاب اور اس کے گناہ مغفرت شدہ ہیں۔ یہ بیہقیؒ نے سند ضعیف کے ساتھ عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی لٰکِنْ رَوٰی اَبُوْ نُعَیْمٍ فِی الْحِلْیَۃِ عَنْ سَلْمَانَ نَوْمٌ عَلٰی عِلْمٍ خَیْرٌ مِّنْ صَلٰوۃٍ عَلٰی جَھْلٍ فَفِی الْجُمْلَۃِ مَنْ کَانَ عَالِمًا فَنَوْمُہٗ عِبَادَۃٌ لِاَنَّہٗ یَنْوِیْ بِہِ النَّشَاطَ عَلَی الطَّاعَۃِ وَمِنْ ھُنَا قِیْلَ نَوْمُ الظَّالِمِ عِبَادَۃٌ لِاَنَّہٗ فِیْ تِلْکَ النِّسْبَۃِ عِبَادَۃٌ بِالنِّسْبَۃِ اِلَیْہِ فِیْ تَرْکِ ظُلْمِہٖ ۔

روایت کی ہے۔ لیکن ابو نعیم نے حلیہ میں سلیمانؓ سے روایت کیا ہے۔ علم کی حالت میں سونا جہل کی حالت میں نماز میں بہتر ہے فی الجملہ یہ بات تو ثابت ہوئی کہ عالم کا سونا بھی عبادت ہے اس لئے کہ وہ طاعت کی غرض سے آرام کی نیت کرتا ہے اور اسی بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ظالم کی نیند بھی عبادت ہے اور وہ اس طرح سے کہ سونے کی حالت میں ظلم ختم ہو چکا۔

۵۶۳ - حَدِیْثُ نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ قَالَ ابْنُ دِحْیَۃَ لَا یَصِحُّ وَقَالَ الْبَیْھَقِیُّ اِسْنَادُہٗ ضَعِیْفٌ وَرَوَاہُ الْعَسْکَرِیُّ فِی الْاَمْثَالِ عَنْ اَنَسٍ بِہٖ مَرْفُوْعًا وَسَنَدُہٗ ضَعِیْفٌ وَلَہٗ طَرِیْقٌ ضَعِیْفٌ عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ کَمَا ذَکَرَہُ الزَّرْکَشِیُّ وَفِی الْجَامِعِ الصَّغِیْرِ نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ وَعَمَلُ الْمُنَافِقِ خَیْرٌ مِّنْ نِیَّتِہٖ

مومن کی نیت عمل سے بہتر ہے ابن دحیہ کہتے ہیں یہ صحیح نہیں بیہقی کہتے ہیں اس کی سند ضعیف ہے، عسکریؒ نے اسے امثال میں انس سے مرفوعاً روایت کیا ہے، لیکن اس کی سند بھی ضعیف ہے۔ نواس بن سمعان سے بھی ایک ضعیف سند کے ساتھ یہ مروی ہے جیسا کہ زرکشی نے اس کا ذکر کیا ہے۔ جامع الصغیر میں یہ ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے، مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر اور منافق کا عمل اس کی نیت سے بہتر، اور ہر ایک اپنی نیت پر عمل

وَكُلٌّ يَعْمَلُ عَلٰى نِيَّتِهٖ فَاِذَا عَمِلَ
الْمُؤْمِنُ عَمَلًا نَارَ فِيْ قَلْبِهٖ نُوْرٌ
رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ
وَاِنَّمَا كَانَتْ نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرًا
مِنْ عَمَلِهٖ لِاَنَّهَا بِاِنْفِرَادِهَا تَصِيْرُ
عِبَادَةً يَتَرَتَّبُ عَلَيْهَا الثَّوَابُ
بِخِلَافِ اَعْمَالِ الْجَوَارِحِ فَاِنَّهَا اِنَّمَا
تَكُوْنُ عِبَادَةً اِذَا صَاحَبَتِ النِّيَّةَ
لِخَبَرِ مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا
كَتَبَهَا اللّٰهُ عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً
وَلِاَنَّ مَكَانَهَا مَكَانُ الْمَعْرِفَةِ اَعْنِيْ
قَلْبَ الْمُؤْمِنِ قَالَ سَهْلٌ مَا خَلَقَ
اللّٰهُ تَعَالٰى مَكَانًا اَعَزَّ وَاَشْرَفَ
عِنْدَهٗ مِنْ قَلْبِ عَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ
وَمَا اَعْطٰى كَرَامَةً لِلْخَلْقِ اَعَزَّ عِنْدَهٗ
مِنْ مَعْرِفَةِ الْحَقِّ فَجَعَلَ الْاَعَزَّ
فِي الْاَعَزِّ فَمَا نَشَأَ مِنْ اَعَزِّ الْاَمْكِنَةِ
يَكُوْنُ اَعَزَّ مِمَّا نَشَأَ مِنْ غَيْرِهٖ
قَالَ سَهْلٌ نَفْسُ عَبْدِكَ شُغِلَ

کرتا ہے جب مومن بندہ کوئی عمل خیر کرتا ہے
تو اس کے دل میں نور روشن ہو جاتا ہے
طبرانی نے اسے سہل بن سعد سے روایت
کیا ہے۔ اور مومن کی نیت کا عمل سے
بہتر ہونا اس لئے ہے کہ اس کے ذریعہ ثواب
کا ارادہ کرتا ہے۔ برخلاف اعضاء کی عبادت
کے کیونکہ وہ عبادت اس وقت شمار ہو گی
جب کہ اس کے ساتھ نیت بھی شامل ہو اور اگر
مومن خالی نیت کرے اور کوئی عمل نہ کرے
تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ ایک نیکی لکھتا ہے
اور مومن کا دل بھی معرفت کا مقام ہوتا ہے
سہلؒ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مومن کے
دل سے زیادہ کوئی معزز اور اشرف مکان پیدا
نہیں فرمایا۔ اور مخلوق کو معرفت حق سے زیادہ
کوئی عزت کی شئے نہیں بخشی۔ تو گویا عزت کو عزت
کی جگہ میں رکھا۔ تو جو شئے معزز مقام میں نشوونما پائے
وہ اس شئے سے بہتر ہو گی جس کی تربیت بے مقام
میں ہو۔ سہلؒ فرماتے ہیں تم اس بات سے اس بندے کو قیاس
کرلو کہ جس نے اس مقام میں پرورش پائی ہو جو اللہ کے

الْمَكَانُ الَّذِيْ هُوَ اَعَزُّ الْاَمْكِنَةِ عِنْدَهٗ تَعَالٰى بِغَيْرِهٖ سُبْحَانَهٗ وَفِيْ اَنَا عِنْدَ الْمُنْكَسِرَةِ قُلُوْبُهُمُ الْمُنْدَرِسَةِ قُبُوْرُهُمْ وَمَا وَسِعَنِيْ اَرْضِيْ وَلَا سَمَائِيْ وَلٰكِنْ وَسِعَنِيْ قَلْبُ عَبْدِ الْمُؤْمِنِ اِشْعَارٌ بِذٰلِكَ وَلِاَنَّهَا تَبْقٰى بِخِلَافِ الْعَمَلِ وَلِهٰذَا قِيْلَ الْخُلُوْدُ فِي الْجَنَّةِ وَالنَّارِ جَزَاءُ النِّيَّةِ وَلِاَنَّهَا تَسْلَمُ عَنْ رِيَاءٍ بِخِلَافِ الْعَمَلِ ۔

نزدیک ایک معزز مقام ہے اور میں (قول خداوندی) اس حالت میں ٹوٹے ہوئے دلوں کے پاس ہوتا ہے جن کی قبریں (اجسام) گری ہوئی ہیں اور مجھے زمین و آسمان نے وسعت نہیں دی کہ میں اس میں سما سکتا) لیکن مومن بندے کے دل نے مجھے وسعت دی ہے کہ میں اس میں سما جاتا ہوں) یہ روایت اسی جانب اشارہ کرتی ہے کیونکہ مومن ڈرتا رہتا ہے۔ اسی باعث کہا جاتا ہے جنت میں اور دوزخ میں داخل ہونا نیت کی جزا ہے اور نیت ریاکاری سے سالم رہتی ہے بخلاف عمل کے ۔

۵۶۴۔ حَدِيْثُ نَاكِحِ الْيَدِ مَلْعُوْنٌ لَا اَصْلَ لَهٗ كَمَا صَرَّحَ بِهِ الرَّهَاوِيُّ فِيْ حَاشِيَتِهٖ عَلَى الْمَنَارِ ۔

ہاتھ کا نکاح کرنے والا ملعون ہے (زنا لیا مشت زنی مراد) ہے اس کی کوئی اصل نہیں جیسا کہ رہاوی نے حاشیہ علی المنار میں اس کی تصریح کی ہے ۔

حَرْفُ الْوَاوِ

۵۶۵۔ حَدِيْثُ وَصِيِّيْ مَوْضِعُ سِرِّيْ وَخَلِيْفَتِيْ فِيْ اَهْلِيْ وَخَيْرُ مَنْ اَخْلُفُ بَعْدِيْ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ مَوْضُوْعٌ عَلٰى مَا قَالَهٗ

میرا وصی، میرے بھید کی جگہ میرے گھر والوں میں میرا خلیفہ اور میرے بعد کے لوگوں میں سب سے بہتر علی ہے۔ یہ موضوع ہے۔ جیسا کہ

الصَّغَانِيُّ فِي الدُّرِّ الْمُلْتَقَطِ قُلْتُ وَهُوَ مِنْ مُفْتَرَيَاتِ الشِّيعَةِ الشَّنِيعَةِ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ فَأَنَّى يُؤْفَكُونَ وَكَيْفَ يَأْفِكُونَ ◦	صغانیؒ نے درر الملتقط میں لکھا ہے، ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ یہ شیعوں کی مفتریات میں سے ہے اللہ تعالیٰ انہیں قتل کرے کیسی کیسی تہمتیں لگاتے ہیں ◦
۵۶۶۔ حَدِيثُ الْوَرْدُ الْأَبْيَضُ خُلِقَ مِنْ عَرَقِي وَالْأَحْمَرُ مِنْ عَرَقِ جِبْرِيلَ وَالْأَصْفَرُ مِنْ عَرَقِ بُرَاقِي مَذْكُورٌ فِي مُسْنَدِ الْفِرْدَوْسِ وَغَيْرِهِ فَقَالَ النَّوَوِيُّ لَا يَصِحُّ وَقَالَ الْآخَرُونَ أَنَّهُ مَوْضُوعٌ قُلْتُ وَكَذَا ذَكَرَهُ ابْنُ عَدِيٍّ فِي تَرْجَمَةِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ زَكَرِيَّا بْنِ صَالِحِ الْعَدَوِيِّ الْبَصْرِيِّ الْمُلَقَّبِ بِالذِّئْبِ عَنْ عَلِيٍّ ؓ أَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ قَالَ لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي إِلَى السَّمَاءِ سَقَطَ إِلَى الْأَرْضِ مِنْ عَرَقِي فَنَبَتَ مِنْهُ الْوَرْدُ فَمَنْ أَرَادَ أَنْ يَشَمَّ رَائِحَتِي فَلْيَشَمَّ الْوَرْدَ مَوْضُوعٌ	سپید گلاب میرے عرق سے سرخ جبرئیل کے عرق سے اور زرد میرے براق کے عرق سے پیدا کیا گیا ہے، یہ مسند فردوس وغیرہ میں مذکور ہے۔ نووی کہتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے اور دیگر محدثین کہتے ہیں یہ موضوع ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں ابن عدی رحمہ نے حسن بن علی بن زکریا بن صالح العدوی البصری کے ترجمہ میں جو ذئب سے ملقب تھے حضرت علی سے روایت کیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے جس رات مجھے آسمانوں کی جانب لیجایا گیا تو میرا پسینہ زمین پر گر گیا۔ اس سے گلاب اُگ آیا جو میری خوشبو سونگھنا چاہے وہ گلاب کو سونگھ لے یہ حدیث موضوع ہے ◦
۵۶۷۔ حَدِيثُ الْوُضُوءُ عَلَى	وضو پر وضو کرنا نور علی نور ہے یہ تعلیقات

الوضوء نور على نور في الاحياء وقال مخرجه لم اقف عليه وسبقه لذلك المنذري واما الحافظ العسقلاني فقال انه حديث ضعيف رواه رزين في مسنده •

احیاء میں ہے۔ غزالی کہتے ہیں میں اس کے مخرج سے واقف نہیں۔ اس سے پہلے حافظ منذری نے بھی یہی تحریر کیا ہے۔ حافظ عسقلانی فرماتے ہیں یہ حدیث ضعیف ہے رزین نے اسے اپنی مسند میں روایت کی ہے •

٥٦٨- حديث ولا راد لما قضيت في حديث الذكر بعد الصلوة في مسند عبد بن حميد واخرجه الطبراني بسند صحيح قال السخاوي ومن انكره فهو مقصر •

جب میں فیصلہ کرلوں اسے کوئی رد کرنے والا نہیں۔ یہ مسند عبد بن حمید میں نماز کے بعد ذکر کے بارے میں ہے طبرانی نے اسے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے۔ سخاوی کہتے ہیں جو اس حدیث کا انکار کرے یہ اس کے علم کا قصور ہے •

٥٦٩- حديث الولد سر ابيه قال السخاوي لا اصل له وقد سبقه الزركشي بذلك

لڑکا اپنے باپ کا راز ہوتا ہے۔ سخاوی کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں زرکشی نے ان سے پہلے یہی تحریر کیا تھا •

٥٧٠- حديث ولد الزنا لا يدخل الجنة يدور على الالسنة ولم يثبت بالسنة بل قال القاضي مجد الدين الشيرازي

ولد الزنا جنت میں داخل نہ ہوگا۔ یہ لوگوں کی زبان پر بہت مشہور ہے۔ لیکن سنت سے ثابت نہیں۔ بلکہ مجد الدین شیرازی سفر السعادۃ میں فرماتے ہیں۔ یہ

فِیْ سِفْرِ السَّعَادَۃِ وَھُوَ بَاطِلٌ ۔ باطل ہے۔

۵۷۱۔ حَدِیْثُ وُلِدْتُ فِیْ زَمَنِ الْمَلِکِ الْعَادِلِ قَالَ السَّخَاوِیُّ لَا اَصْلَ لَہٗ وَقَالَ الزَّرْکَشِیُّ کَذِبٌ بَاطِلٌ وَقَالَ السُّیُوْطِیُّ قَالَ الْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ تَکَلَّمَ شَیْخُنَا اَبُوْعَبْدِ اللّٰہِ الْحَافِظُ بِبُطْلَانِ مَا یَرْوِیْہِ بَعْضُ الْجُھَلَاءِ عَنْ نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وُلِدْتُ فِیْ زَمَنِ الْمَلِکِ الْعَادِلِ یَعْنِیْ اَنُوْشَرْوَانَ ۔

میں ملک العادل کے زمانہ میں پیدا ہوا سخاوی کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں۔ زرکشی کہتے ہیں۔ یہ جھوٹ ہے، باطل ہے سیوطی کہتے ہیں بیہقی شعب الایمان میں فرماتے ہیں ہمارے شیخ ابوعبدالحافظ ان روایات کے بطلان کے قائل تھے، کہ جو بعض جہلاء نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ میں ملک العادل یعنی نوشیرواں کے زمانہ میں پیدا ہوا۔

۵۷۲۔ حَدِیْثُ وَیْلٌ لِلتَّاجِرِ مِنْ بَلٰی وَاللّٰہِ وَوَیْلٌ لِلصَّانِعِ مِنْ غَدٍ وَبَعْدَ غَدٍ قَالَ الْعِرَاقِیُّ لَمْ اَقِفْ عَلَیْہِ عَلٰی اَصْلٍ وَذَکَرَ صَاحِبُ مُسْنَدِ الْفِرْدَوْسِ مِنْ حَدِیْثِ اَنَسٍ بِغَیْرِ اِسْنَادٍ نَحْوَہٗ ۔

تاجر کے لئے مصائب کی تباہی ہے خدا کی قسم دستکار کے لئے کل بھی اور کل کے بعد بھی تباہی ہے۔ عراقی رح کہتے ہیں میں اس کی اصل سے واقف نہیں صاحب مسند فردوس نے اسے حضرت علی رض سے بغیر سند کے روایت کیا ہے۔

۵۷۳۔ حَدِیْثُ وَیْہٌ اِسْمُ شَیْطَانٍ یُرْوٰی مِنْ قَوْلِ عُمَرَ

ویہ شیطان کا نام ہے، یہ حضرت عمر رض اور ابراہیم نخعی جو تابعین کوفہ میں

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَاِبْرَاهِيْمُ النَّخْعِیُّ وَھُوَ مِنْ تَابِعِی الْکُوْفَۃِ فَعَلٰی ھٰذَا یُکْرَہُ التَّسْمِیَۃُ بِنَحْوِ سِیْبَوَیْہِ نَفْطَوَیْہِ۔

سے ہے ان سے روایات کیا ہے۔ اسی وجہ سے اس قسم کے نام رکھنا مکروہ ہے۔ جیسے سیبویہ۔ نفطویہ۔

حَرْفُ الْھَاءِ

۴۷۵۔ حَدِیْثُ اَلْھَدِیَّۃُ لِمَنْ حَضَرَ وَکَذَا اَلْھَدَایَا یُشْتَرَکُ لَا اَصْلَ لَھُمَا کَذَا لٰکِنْ وَرَدَ بِسَنَدٍ ضَعِیْفٍ مَنْ اُھْدِیَ لَہٗ ھَدِیَّۃٌ فَجُلَسَاؤُہٗ شُرَکَاؤُہٗ فِیْھَا کَمَا تَقَدَّمَ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ۔

ہدیہ ان لوگوں کے لئے ہے جو حاضر ہوں اور ایسے ہی یہ حدیث کہ ہدایا مشترک ہوتے ہیں دونوں کی کوئی اصل نہیں۔ لیکن یہ حدیث جسے کوئی ہدیہ کیا جائے تو اس کے پاس بیٹھنے والے اس کے شریک ہوتے ہیں یہ سند ضعیف کے ساتھ مروی ہے جیسا کہ گذر چکا۔ واللہ اعلم

۴۷۵۔ حَدِیْثُ ھَلَاکُ اُمَّتِیْ عَالِمٌ فَاجِرٌ وَعَابِدٌ جَاھِلٌ لَمْ یُوْجَدْ کَذَا فِی الْمُخْتَصَرِ۔

میری امت کو ہلاک کرنے والا ایک فاجر عالم اور ایک جاہل عابد ہے۔ یہ کہیں نہیں پائی جاتی جیسا کہ مختصر میں ہے۔

حَرْفُ اللَّامِ اَلِفْ

۴۷۷۔ حَدِیْثُ لَا اَدْرِیْ نِصْفُ الْعِلْمِ قَوْلُ الشَّعْبِیِّ کَمَا رَوَاہُ الدَّارِمِیُّ فِیْ مُسْنَدِہٖ وَالْبَیْھَقِیُّ

میں آدھا علم نہیں جانتا۔ یہ شعبی کا قول ہے جیسا کہ دارمی نے اپنی مسند میں اور بیہقی نے اپنی مدخل میں روایت کیا ہے۔ لیکن سعید بن منصور کی

فِیْ مُدْخَلِہٖ لٰکِنْ فِیْ سُنَنِ سَعِیْدِ بْنِ مَنْصُوْرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ لَا اَدْرِیْ ثُلُثُ الْعِلْمِ ذَکَرَ السُّیُوْطِیُّ وَقَالَ السَّخَاوِیُّ بَلْ فِیْ صَحِیْحِ الْبُخَارِیِّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رض مِنْ قَوْلِہٖ مَنْ عَلِمَ فَلْیَقُلْ وَمَنْ لَمْ یَعْلَمْ فَلْیَقُلِ اللّٰہُ اَعْلَمُ فَاِنَّ مِنَ الْعِلْمِ اَنْ تَقُوْلَ لِمَا لَا تَعْلَمُ اللّٰہُ اَعْلَمُ قُلْتُ وَقَدْ ثَبَتَ اَنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ قَالَ لَا اَدْرِیْ عُزَیْرًا اَنَبِیٌّ اَمْ لَا وَفِی التَّنْزِیْلِ لَا اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ الْاٰیَۃَ

سنن میں ابن مسعودؓ سے مروی ہے، میں تہائی علم نہیں جانتا۔ اسے سیوطی نے ذکر کیا ہے سخاوی رح کہتے ہیں صحیح بخاری میں ابن مسعودؓ سے مروی ہے۔ جو جانتا ہو جو وہ کہہ دے اور نہ جانتا ہو اسے یہ کہنا چاہیے۔ اللہ جانتا ہے، کیونکہ جس بات کو نہ جانتا ہو اس پہ یہ کہنا کہ اللہ زیادہ جانتا ہے۔ یہ بھی ایک علم ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے کہ میں نہیں جانتا کہ عزیر نبی تھے یا نہیں۔ اور قرآن میں ہے وہ میں نہیں جانتا کہ میرے اور تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔

۵۷۷۔ حَدِیْثُ لَا بَأْسَ بِبَوْلِ الْحِمَارِ وَکُلِّ مَا اُکِلَ لَحْمُہٗ مَوْضُوْعٌ کَمَا فِی اللَّآلِیْ ۔

گدھے کے پیشاب اور ہر اس جانور کے پیشاب میں جس کا گوشت کھایا جاتا ہے کوئی حرج نہیں یہ موضوع ہے جیسا کہ لآلی میں ہے۔

۵۷۸۔ حَدِیْثُ لَا بَأْسَ بِالنِّفَاقِ عِنْدَ الْمُشْتَرِیْ لَا اَصْلَ لَہٗ ۔

خریدتے وقت چکھ لینے میں کوئی حرج نہیں اس کوئی اصل نہیں۔

۵۷۹۔ حَدِیْثُ لَا تَتَوَضَّأُ فِی الْکَنِیْفِ الَّذِیْ تَبُوْلُوْنَ فِیْہِ

اس برتن میں وضو کرو جس میں پیشاب کرتے ہو۔ کیونکہ مومن کے وضو کا پانی

فَإِنَّ وُضُوءَ الْمُؤْمِنِ يُوزَنُ مَعَ حَسَنَاتِهِ وَضَعَهُ يَحْيَى بْنُ عَنْبَسَةَ

بھی وزن کیا جائے گا اسے یحیی بن عنبسہ نے وضع کیا ہے۔

۵۸۰۔ حَدِيثُ لَا تُسَيِّدُونِي فِي الصَّلٰوةِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا أَصْلَ لَهُ۔

مجھے نماز میں سردار نہ بناؤ۔ سخاوی رحمہ کہتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں ہے

۵۸۱۔ حَدِيثُ لَا تَكْرَهُوا الْفِتْنَةَ فِي آخِرِ الزَّمَانِ فَإِنَّهَا تُبِيرُ أَيْ تُهْلِكُ الْمُنَافِقِينَ رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ عَنْ عَلِيٍّ مَرْفُوعًا كَمَا قَالَ الزَّرْكَشِيُّ وَقَالَ السُّيُوطِيُّ أَنْكَرَهُ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ فِي شَرْحِ الْبُخَارِيِّ وَنَقَلَهُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْهُ فَقَالَ إِنَّهُ بَاطِلٌ وَقَالَ السَّخَاوِيُّ وَلَكِنْ أَخْرَجَهُ أَبُو نُعَيْمٍ وَفِي سَنَدِهِ ضَعْفٌ وَمَجْهُولٌ وَسُئِلَ عَنْهُ ابْنُ وَهْبٍ فَقَالَ إِنَّهُ بَاطِلٌ وَقِيلَ لِابْنِ وَهْبٍ إِنَّ فُلَانًا حَدَّثَ عَنْكَ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَا تَكْرَهُوا الْفِتَنَ فَإِنَّ

آخیر زمانہ میں فتنہ کو برا نہ سمجھو۔ کیونکہ وہ منافقین کو ہلاک کر دیتا ہے۔ اسے دیلمی نے حضرت علیؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے جیسا کہ زرکشیؒ کہتے ہیں۔ سیوطیؒ کہتے ہیں حافظ ابن حجر نے شرح بخاری میں اس کا انکار کیا ہے اور انہوں نے ابن وہب سے نقل کیا ہے کہ وہ اسے باطل قرار دیتے تھے۔ سخاوی کہتے ہیں اسے ابونعیم نے بھی روایت کیا ہے لیکن اس کی سند میں راوی ضعیف بھی ہے اور مجہول بھی۔ ابن وہب سے اس کے بارے میں دریافت کیا گیا۔ انھوں نے اسے باطل قرار دیا۔ ابن وہب سے ذکر کیا گیا کہ فلاں شخص آپ کے ذریعہ حضور سے یہ روایت کرتا ہے کہ فتنوں کو برا نہ سمجھو وہ منافقوں

فِيهَا حِصَادُ الْمُنَافِقِينَ فَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ أَعْمَاهُ اللّٰهُ إِنْ كَانَ كَاذِبًا فَعَمِيَ الرَّجُلُ •

کو کاٹتا ہے۔ ابن وہب نے فرمایا۔ اگر وہ جھوٹا ہے۔ تو اسے اللہ اندھا کرے وہ اسی وقت اندھا ہو گیا •

۵۸۲۔ حَدِيثُ لَا تَعُدْ مَنْ لَا يَعُودُكَ قَوْلُ ابْنِ وَهْبٍ وَيُقَوِّيهِ مَا يُرْوَى مِنْ حَدِيثِ جَابِرٍ مَرْفُوعًا مَنْ عَادَ مَرْضَانَا عُدْنَا مَرْضَاهُ وَسَنَدُهُ ضَعِيفٌ وَقَدْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَحْمَدَ لِأَبِيهِ يَا أَبَتِ جَارُنَا مَرِضَ فَمَا تَعُودُهُ فَقَالَ لَهُ يَا بُنَيَّ مَا عَادَنَا فَنَعُودُهُ قُلْتُ وَلَعَلَّهُ مَحْمُولٌ عَلَى التَّأْدِيبِ لِمَا فِي حَدِيثٍ ضَعِيفٍ رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ عَنْ أَنْصَارِيٍّ يُقَالُ لَهُ قَيْسٌ قَالَ أُخْبِرْتُ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ أَنَّهُ قَالَ عُدْ مَنْ لَا يَعُودُكَ وَلَعَلَّ الْأَوَّلَ مَحْمُولٌ عَلَى الْعَدْلِ وَهٰذَا عَلَى الْفَضْلِ •

تو اس کی عیادت نہ کر جو تیری عیادت نہ کرے۔ یہ ابن وہب کا قول ہے۔ اور اس کی تائید وہ حدیث کرتی ہے جو جابرؓ سے مرفوعًا مروی ہے کہ جو ہمارے بیماروں کی عیادت کریگا ہم اس کے بیمار کی عیادت کریں گے۔ لیکن اس کی سند ضعیف ہے۔ عبد اللہ بن احمد نے اپنے والد سے عرض کیا۔ کہ ہمارا پڑوسی بیمار رہے۔ آپ اس کی عیادت نہیں کرتے۔ امام احمد نے فرمایا جب اس نے ہماری عیادت نہیں کی۔ تو ہم اس کی عیادت کیوں کریں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ شاید یہ استحبابًا فرمایا کیونکہ ایک حدیث ضعیف میں جسے دیلمی نے ایک انصاری سے روایت کیا ہے جس کا نام قیس تھا کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ خبر پہنچی کہ اس کی عیادت کر جو تیری عیادت کرے تو ہو سکتا ہے۔ پہلی عدل پر اور دوسری فضیلت پر محمول ہو •

۵۸۳۔ حَدِیْثُ لَا تُعَظِّمُوْنِیْ فِی الْمَسْجِدِ لَا یُعْرَفُ لَهٗ اَصْلٌ ۔	مسجد میں میری عظمت نہ کرو۔ اس کی کوئی اصل نہیں پہچانی جاتی ۔
۵۸۴۔ حَدِیْثُ لَا تَلِدُ الْحَیَّةُ اِلَّا الْحَیَّةَ مِنْ اَمْثَالِ الْعَرَبِ ۔	سانپ سانپ ہی جنتا ہے۔ یہ عرب کی ایک مثال ہے ۔
۵۸۵۔ حَدِیْثُ لَا تَمَارَضُوْا فَتَمْرَضُوْا وَلَا تَحْفِرُوْا قُبُوْرَكُمْ فَتَمُوْتُوْا ذَكَرَهُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ فِی الْعِلَلِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَقَالَ عَنْ اَبِیْهِ اَنَّهٗ مُنْكَرٌ وَاَسْنَدَهُ الدَّیْلَمِیُّ اِلٰی وَهْبِ بْنِ قَیْسٍ بِهٖ مَرْفُوْعًا وَعَلٰی كُلِّ حَالٍ فَلَا یَصِحُّ وَاَمَّا مَا یَزِیْدُهُ الْعَوَامُّ مِنْ قَوْلِهِمْ فَتَمُوْتُوْا فَتَدْخُلُوا النَّارَ فَلَا اَصْلَ لَهٗ اَصْلًا ۔	تم جان کر بیمار نہ بنو ورنہ بیمار ہو جاؤ گے اور اپنی قبریں نہ کھودو ورنہ مر جاؤ گے۔ اسے ابن ابی حاتم نے کتاب العلل میں ابن عباس سے روایت کیا ہے اور فرماتے ہیں میں نے اس حدیث کے بارے میں اپنے والد سے دریافت کیا انہوں نے فرمایا یہ منکر ہے۔ دیلمی نے اسے وہب بن قیس سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور کسی حالت میں بھی یہ صحیح نہیں اور عوام جو اس میں یہ زیادتی کرتے ہیں کہ تم مر جاؤ گے تو دوزخ میں داخل ہو جاؤ گے۔ اس کی قطعاً کوئی اصل نہیں ۔
۵۸۶۔ حَدِیْثُ لَا تَنْظُرْ اِلٰی مَنْ قَالَ وَانْظُرْ اِلٰی مَا قَالَ قَالَ عَلِیٌّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ كَمَا رَوَاهُ ابْنُ السَّمْعَانِیِّ فِیْ تَارِیْخِهٖ عَنْهُ ذَكَرَهُ السُّیُوْطِیُّ ۔	کہنے والے کی جانب نہ دیکھو یہ دیکھو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے جیسے کہ سمعانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے اور اس سے سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے ۔
۵۸۷۔ حَدِیْثُ لَا سَلَامَ عَلٰی	کھانے والے پر سلام نہیں۔ اس کی لفظاً

أكل لا أصل له في مبناه وهو صحيح في معناه حديث لا عذر من أكل وقال العسقلاني لا أصل له وليس معناه على إطلاقه صحيحا.

کوئی اصل نہیں اور معنوی لحاظ سے یہ صحیح ہے کیونکہ حدیث میں ہے کہ کھانے والے کے لئے کوئی عذر نہیں عسقلانی فرماتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں لیکن معنوی لحاظ سے اس کا اطلاق صحیح نہیں۔

٥٨٧ ۔ حديث لا غيبة لفاسق قال أحمد منكر وقال الدارقطني والخطيب والحاكم باطل لكن قال الزركشي له طرق كثيرة وقد رواه البيهقي في سننه من حديث أنس رضي الله عنه بلفظ من ألقى جلباب الحياء فلا غيبة له وقال في إسناده ضعف وقال الهروي في ذم الكلام هو حديث حسن وساقه من طرق عن بهز بلفظ ليس لفاسق غيبة.

فاسق کے لئے کوئی غیبت نہیں ۔امام احمد فرماتے ہیں یہ منکر ہے ۔دارقطنی، خطیب اور حاکم کہتے ہیں، یہ باطل ہے ۔لیکن زرکشی رح کہتے ہیں اس کی بہت سندات ہیں بیہقی رح نے اپنی سنن میں حضرت انس رض سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے جو حیا کی چادر اتار پھینکے اس کے لئے غیبت نہیں ۔اور بیہقی رح فرماتے ہیں اس کی سند میں ضعف ہے ۔ہروی رح ذم الکلام میں فرماتے ہیں، یہ حدیث حسن ہے اور انہوں نے مختلف طریقوں سے اسے بہز سے روایت کیا ہے۔

٥٨٩ ۔ حديث لا فتى إلا علي لا سيف إلا ذو الفقار لا أصل له مما يعتمد عليه نعم يروى في أثر واه عن الحسن بن عرفة

علی کے علاوہ کوئی جوان نہیں ۔اور ذوالفقار کے علاوہ کوئی تلوار نہیں ۔اس کی کوئی اصل نہیں جس پر اعتماد کیا جا سکے ۔یہ ایک بیکار اثر میں حسن بن عرفہ سے مروی ہے

الْعِيدِ وَمِنْ حَدِيْثِ أَبِي جَعْفَرَ
مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ نِ الْبَاقِرِ قَالَ نَادَى
مَلَكٌ مِنَ السَّمَاءِ يَوْمَ بَدْرٍ يُقَالُ
لَهُ رِضْوَانُ لَا سَيْفَ إِلَّا ذُو الْفِقَارِ
لَا فَتَى إِلَّا عَلِيٌّ وَذَكَرَهُ وَكَذَا فِي
رِيَاضِ النَّضْرَةِ وَقَالَ ذُو الْفِقَارِ
اِسْمُ سَيْفِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ وَسُمِّيَ بِذٰلِكَ لِأَنَّهُ كَانَتْ
فِيْهِ حُفَرٌ صِغَارٌ أَقُولُ وَمِمَّا يَدُلُّ
عَلَى بُطْلَانِهِ أَنَّهُ لَوْ نُوْدِيَ بِهٰذَا
مِنَ السَّمَاءِ فِي بَدْرٍ لَسَمِعَهُ الصَّحَابَةُ
الْكِرَامُ وَلَنُقِلَ عَنْهُمْ أَئِمَّةُ الْفِخَامِ
وَهٰذَا شَبِيْهٌ مَا يُنْقَلُ مِنْ ضَرْبِ
النَّقَارَةِ حَوَالَي بَدْرٍ يَنْسِبُوْنَهُ
إِلَى الْمَلٰئِكَةِ عَلَى وَجْهِ الْاِسْتِمْرَارِ
مِنْ زَمَنِهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
إِلٰى يَوْمِنَا هٰذَا وَهُوَ بَاطِلٌ عَقْلًا
وَنَقْلًا وَإِنْ كَانَ ذَكَرَهُ ابْنُ الْمَرْزُوْقِ
وَتَبِعَهُ الْقَسْطَلَانِيُّ فِي مَوَاهِبِهِ وَ

اور ابوجعفر محمد بن علی الباقر سے روایت کیا
ہے، وہ کہتے ہیں، بدر کے روز ایک فرشتہ
نے آسمان سے یہ ندا دی جس کا نام رضوان
تھا، ذوالفقار کے علاوہ کوئی تلوار نہیں، اور
علیؓ کے علاوہ کوئی جوان نہیں، جیسا کہ ریاض
النضرہ میں ہے، اور وہ فرماتے ہیں ذوالفقار
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار کا نام
ہے، اس کا یہ نام اس لئے رکھا گیا تھا
کہ اس میں ایک چھوٹا سا گڑھا تھا، ملا علی
قاری فرماتے ہیں اس کا بطلان انہی الفاظ
سے ظاہر ہے کہ اگر بدر کے روز آسمان سے
ندا کی جاتی تو اسے صحابہ کرام سنتے اور ان
سے بڑے بڑے ائمہ نقل کرتے، یہ ایسا ہی ہے
جیسا کہ بدر کے روز نقاروں کی آواز کو اب
زمانہ زیادہ گذر جانے کے باعث فرشتوں
کی جانب منسوب کیا جاتا ہے، اور یہ عقلاً بھی
باطل ہے اور نقلاً بھی، اگرچہ اس کا ابن
المرزوق نے ذکر کیا ہے اور عسقلانی نے
ان کی متابعت کی ہے اسی طرح شمعوں کی بدترین

كَذَا مِنْ مُفْتَرَيَاتِ الشِّيْعَةِ الشَّنِيْعَةِ حَدِيْثُ نَادِ عَلِيًّا مَظْهَرَ الْعَجَائِبِ، تَجِدْهُ عَوْنًا لَكَ فِي النَّوَائِبِ، بِنُبُوَّتِكَ يَا مُحَمَّدُ وَبِوَلَايَتِكَ يَا عَلِيُّ.

مفتریات میں سے یہ بھی ہے کہ علیؓ کو پکار جو عجائب کا مظہر ہے۔ تو اسے مصائب میں مددگار پائے گا اے محمد تیری نبوت کے ذریعہ اور اے علی تیری ولایت کے ذریعہ (اس کا کہنے والا مشرک اور واجب القتل ہے)

۵۹۰۔ حَدِيْثُ لَا مَهْرَ أَقَلَّ مِنْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ قَالَ السَّخَاوِيُّ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ عَنْ جَابِرٍ بِهِ مَرْفُوْعًا فِي حَدِيْثٍ وَلٰكِنْ سَنَدُهُ وَاهٍ فَإِنَّ فِيْهِ بِشْرَ بْنَ عُبَيْدٍ وَهُوَ كَذَّابٌ قَدْ كَانَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ يَقُوْلُ لَمْ أَجِدْ لِهٰذَا أَصْلًا يَعْنِي الْعَشَرَةَ فِي الْمَهْرِ وَيُعَارِضُهُ حَدِيْثُ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ فِي الْوَاهِبَةِ نَفْسَهَا اِلْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيْدٍ قُلْتُ الْمُعَارَضَةُ تَنْدَفِعُ بِحَمْلِ الْأَوَّلِ عَلَى أَقَلِّ الْمُسَمّٰى مِنَ الْمَهْرِ أَجِلًا وَعَاجِلًا وَالثَّانِي عَلَى الْمُعَجَّلِ

دس درہم سے کم مہر نہیں۔ سخاویؒ کہتے ہیں اسے دار قطنی رح نے جابرؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے لیکن اس کی سند بیکار ہے۔ کیونکہ اس میں بشر بن عبید کذاب ہے۔ امام احمد فرمایا کرتے تھے۔ میں نے سفیان بن عیینہ سے سنا کہ میں نے اس حدیث کی کوئی اصل نہیں پائی اور سہل بن سعد کی حدیث جس میں ہے۔ کہ تلاش کر چاہے لوہے کی انگوٹھی کیوں نہ ہو،، اس کے معارض ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ یہ تضاد اس شکل سے ختم ہو جائے گا۔ اگر ہم اول کو اقل مہر آجل قرار دیں۔ اور دوسری روایات کو مہر عاجل پر محمول کریں۔ اور پہلی روایات

عَرَفْنَا تُؤَيِّدُ الْأَدِلَّةَ مَا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي السُّنَنِ الْكُبْرَى مِنْ طُرُقٍ ضَعِيفَةٍ لٰكِنَّهَا يَقْوَى بَعْضُهَا بِبَعْضٍ عَنْ جَابِرٍ فَيَرْتَقِي إِلَى مَرْتَبَةِ الْحَسَنِ وَهُوَ كَافٍ فِي الْحُجَّةِ عَلَى مَا بَيَّنْتُهُ فِي شَرْحِ مُخْتَصَرِ الْوِقَايَةِ وَهُوَ اللّٰهُ وَلِيُّ الْهِدَايَةِ ۔

کی تائید وہ روایت کرتی ہے جو بیہقی رحمہ اللہ نے سنن الکبریٰ میں مختلف سندات کے ساتھ اگرچہ وہ ضعیف ہیں جابر سے روایت کی ہیں لیکن یہ سندات ایک دوسرے کی تقویت کرتی ہیں تو گویا کہ یہ روایت درجہ حسن الغیرہ تک پہنچ گئی جو حجت کے لئے کافی ہے۔ جیسا کہ ہم نے شرح مختصر الوقایہ میں بیان کیا ہے۔

فائدہ۔ لا مهر اقل من عشرة دراهم سخاوی کہتے ہیں اسے دار قطنی نے جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ لیکن اس کی سند بیکار ہے۔ کیونکہ اس کا ایک راوی بشر بن عبید ہے جو کذاب ہے امام احمد فرماتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ فرمایا کرتے تھے میں نے اس کی کوئی اصل نہیں پائی اور یہ حدیث سہل رضی اللہ عنہ "والو خاتما من حدید" کے بھی خلاف ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں بشر کی تمام احادیث موضوع ہیں۔ دار قطنی کہتے ہیں وہ کذاب ہے۔ دار قطنی نے حضرت علی سے روایت کیا ہے۔ نہ تو دس درہم سے کم میں ہاتھ کاٹا جائے اور نہ دس درہم سے کم مہر ہو۔ ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس میں داؤد ضعیف ہے اور شعبی نے علی سے روایت نہیں سنی دار قطنی نے اس سند سے بھی یہ روایت کی ہے عن جویبر عن الضحاک عن النزال بن سبرة عن علی رضی اللہ عنہ۔ اس میں جویبر ضعیف ہے ایک اور سند سے بھی دار قطنی نے اسے ضحاک سے روایت کیا ہے۔ لیکن اس میں محمد بن مروان ابو جعفر مجہول ہے۔ ابو یعلی الموصلی نے اپنی مسند میں یہ حدیث عن مبشرة عن ابی الزبیر عن جابر و ابی لیلی سے روایت کی ہے ابن حبان نے اسے کتاب الضعفاء میں شمار کیا ہے ملا علی قاری الحنفی فرماتے ہیں۔ اگرچہ سب کی سندات ضعیف ہیں لیکن ایک دوسرے کی تقویت کرتی

ہیں اس لئے یہ روایت درجہ حسن تک پہنچ گئی ۔لیکن مولانا عبدالحی لکھنوی اپنی تعلیق الممجد میں فرماتے ہیں کثرت حدیث اس بات پر دال ہیں کہ مہر ہونا چاہیئے ۔اور اس کی مقدار کتنی ہونی چاہیئے ،یہ احادیث سے ثابت نہیں ۔اور قرآنی آیات بھی اس کی تائید کرتی ہیں اگرچہ ہمارے حنفیہ حضرات اس کا یہ جواب دیتے ہیں ۔کہ اس تقلیل مہر سے مراد مہر معجل ہے ۔جیسا کہ ہدایہ میں ہے ۔لیکن اس جواب کو ہرگز قبول نہ کرنا ۔کیونکہ اس سے یہ لازم آجائے گا ۔کہ حکم قرآن عام تھا ۔وہ خبر واحد کے ذریعہ خاص ہو جائے گا ۔شاہ ولی اللہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں ۔اللہ تعالیٰ کا قول ہے ۔ان تبتغوا باموالکم محصنین ۔پس اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وجوب مہر کو بدستور باقی رکھا اور اس میں کوئی ایسی حد جس میں کوئی کمی بیشی نہ ہو سکے مقرر نہیں فرمائی ۔کیونکہ اظہار اہتمام میں لوگوں کی عادات مختلف اور رغبتوں کے درجات مختلف ہیں اور مال کی حرص میں ان کے جدا جدا طبقات ہیں ۔پس ان پر ان کی حد معین کرنا ناممکن ہے جس طرح اشیاء مرغوبہ کی قیمت ایک حد معین کے ساتھ منضبط کرنا ناممکن ہے ۔اسی وجہ سے آپ نے ایک شخص سے فرمایا تلاش کر دچاہے لوہے کی انگوٹھی کیوں نہ ہو اور فرمایا جس شخص نے اپنی بیوی کے مہر میں مٹھی بھر ستو یا چھوارے دے دیئے ۔تو اس نے اس عورت کو اپنے اوپر حلال کر لیا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج اور صاحبزادیوں کے مہر میں بارہ اوقیہ متعین کئے ۔حضرت عمر فرمایا کرتے تھے ۔عورتوں کے مہر زیادہ مقرر نہ کرو ۔اگر یہ دنیا میں عزت یا پرہیز گاری کا ذریعہ ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے زیادہ حقدار تھے ۔برہان الدین الحلبی فرماتے ہیں بغوی اس حدیث کو حسن قرار دیتے ہیں ۔مولانا شبیر احمد عثمانی فتح الملہم میں تحریر فرماتے ہیں ۔ابن ابی حاتم نے اس روایت کی

یہ سند بیان کی ہے۔ عمرو بن عبداللہ الاودی ۔ وکیع ۔ عباد بن منصور قاسم بن محمد۔ جابر۔ اور حافظ ابن حجر اسے نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں ۔ یہ سند حسن ہے ۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں یہ روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ ۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ ۔ عامر شعبی رح ۔ اور ابراہیم نخعی سے بھی مروی ہے ۔ اگرچہ بہتر یہی معلوم ہوتا ہے ۔ کہ دس درہم سے کم مہر متعین نہ کیا جائے ۔ اور موجودہ دور میں تو اس کی بھی کوئی حیثیت نہیں ۔ لیکن چونکہ احادیث صحیحہ سے اس کی مقدار ثابت نہیں ہوتی اس لئے اسے محدود کرنا جائز نہ ہوگا ۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرآن کے بدلے نکاح پڑھانا یہ آپ کی خصوصیت ہے ۔

۵۹۱ ۔ حَدِیْثُ لَاهَمَّ اِلَّا هَمُّ الدِّیْنِ وَلَا وَجْعَ اِلَّا وَجْعُ الْعَیْنِ قَالَ الزَّرْکَشِیُّ قَالَ اَحْمَدُ لَا اَصْلَ لَهٗ وَاَخْرَجَهُ الْبَیْهَقِیُّ فِی الشُّعَبِ مِنْ حَدِیْثِ جَابِرٍ رَفَعَهٗ بِهٖ وَقَالَ اِنَّهٗ مُنْکَرٌ وَقَالَ السُّیُوْطِیُّ هُوَ فِیْ مُعْجَمِ الطَّبْرَانِیِّ الصَّغِیْرِ مِنْ حَدِیْثِ جَابِرٍ وَذَکَرَ الزَّرْکَشِیُّ عَنِ ابْنِ الْمَدِیْنِیِّ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ یَقُوْلُ خَمْسَةُ اَحَادِیْثَ تَرْوُوْنَهَا وَلَیْسَ لَهَا اَصْلٌ وَذَکَرَ

دین کی کوشش کے علاوہ کوئی کوشش نہیں اور آنکھ کے درد کے علاوہ کوئی درد نہیں زرکشی کہتے ہیں امام احمد کا قول ہے اسکی کوئی اصل نہیں بیہقیؒ نے شعب میں اسے جابر سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور وہ فرماتے ہیں یہ منکر ہے سیوطی کہتے ہیں یہ معجم الطبرانی الصغیر میں جابرؓ سے مروی ہے زرکشیؒ ابن المدنی سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد فرماتے پانچ حدیثیں ہم ایسی روایت کرتے ہیں جس کی کوئی اصل نہیں جن میں سے ایک روایت یہ بھی ہے اور انہوں نے اسے

مِنْهَا هٰذَا الْحَدِيْثُ بِلَفْظِ لَا غَمَّ إِلَّا غَمُّ الدَّيْنِ ۔	ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ دین کے غم کے علاوہ کوئی غم نہیں ۔
۵۹۲ ۔ حَدِيْثُ لَا يَأْبَى الْكَرَامَةَ إِلَّا حِمَارٌ هُوَ مِنْ قَوْلِ عَلِيٍّ عَلٰى مَا يُقَالُ ذَكَرَهُ الدَّيْلَمِيُّ قَالَ السَّخَاوِيُّ وَهُوَ كَذٰلِكَ فِيْ سُنَنِ سَعِيْدِ بْنِ مَنْصُوْرٍ أَنَّ عَلِيًّا أُلْقِيَتْ لَهُ وِسَادَةٌ فَجَلَسَ عَلَيْهَا وَقَالَ ذٰلِكَ وَقَدْ أَخْرَجَهُ الدَّيْلَمِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بِهِ مَرْفُوْعًا قَالَ السُّيُوْطِيُّ أَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الشُّعَبِ عَنْ عَلِيٍّ رض مَوْقُوْفًا ۔	عزت کا سوائے گدھے کے کوئی انکار نہیں کر سکتا ۔ یہ حضرت علی رض کا قول ہے جیسا کہ دیلمی رح نے ذکر کیا ہے ۔ سخاوی کہتے ہیں ۔ سنن سعید بن منصور میں ہے کہ حضرت علی رض کے لئے فرش بچھایا وہ اس پر بیٹھ گئے ۔ اور یہ بات فرمائی ۔ دیلمی نے اسے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوعاً روایت کیا ہے ۔ سیوطی کہتے ہیں اسے بیہقی نے شعب میں حضرت علی رض سے موقوفاً روایت کیا ہے ۔
۵۹۳ ۔ حَدِيْثُ لَا يَحِلُّ لِلْمُسْلِمِ جَهْلُ الْفَرَائِضِ وَالسُّنَنِ وَيَحِلُّ لَهُ جَهْلُ مَا سِوٰى ذٰلِكَ مَوْضُوْعٌ كَمَا فِي الذَّيْلِ ۔	کسی مسلمان کے لئے یہ حلال نہیں کہ وہ فرائض اور سنن سے جاہل رہے اور باقی تمام چیزوں سے جاہل رہنا جائز ہے ۔ یہ موضوع ہے ۔ جیسا کہ ذیل میں ہے
۵۹۴ ۔ حَدِيْثُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ وَلَدُ زِنْيَةٍ زَعَمَ ابْنُ طَاهِرٍ وَابْنُ الْجَوْزِيِّ أَنَّ هٰذَا الْحَدِيْثَ مَوْضُوْعٌ	جنت میں زنا کرنے والی عورت کا لڑکا داخل نہ ہوگا ابن طاہر اور ابن جوزی کہتے ہیں یہ موضوع ہے لیکن ابونعیم نے حلیہ میں مجاہد کے ذریعہ ابوہریرہ سے

لکن رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ عن مجاھد عن ابی ھریرۃ بہ مرفوعا واعلہ الدار قطنی بان مجاھدا لم یسمع عن ابی ھریرۃ ۔

روایت کیا ہے دار قطنی نے اس پر جرح کی ہے کہ مجاہد نے ابو ہریرہ سے کوئی روایت نہیں سنی تو یہ روایت مرسل ہوئی اور مجاہد کی مرسلات قابل قبول ہیں ۔

۵۹۵ - حدیث لا یستحی الشیخ ان یتعلم العلم کما لا یستحی ان یاکل الخبز غیر معروف ۔

شیخ علم حاصل کرنے سے نہیں شرماتا جیسے روٹی کھانے سے نہیں شرماتا ہے غیر معروف ہے ۔

۵۹۶ - حدیث لا یتعلم العلم مستحی ولا متکبر قول مجاھد کما فی صحیح البخاری عنہ تعلیقا ۔

شرم کرنے والا اور متکبر علم حاصل نہیں کر سکتا ۔ یہ مجاہد کا قول ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں معلقا مروی ہے ۔

۵۹۷ - حدیث لا یستدیر الرغیف ویوضع بین یدیک حتی یعمل فیہ ثلث مائۃ وستون صانعا اولھم میکائیل قال العراقی لم اجد لہ اصلا ۔

چپاتی تیار ہو کر اس وقت تک تیرے سامنے نہیں رکھی جاتی جب تک تین سو ساٹھ کاریگر اس میں کام نہیں کر لیتے سب سے پہلے ان میں میکائیل ہیں عراقی کہتے ہیں اس کی اصل کہیں نہیں پائی جاتی ۔

۵۹۸ - حدیث لا یعذب اللہ بمسئلۃ اختلف فیھا قال السخاوی اظنہ من کلام بعض السلف قلت وسمعت بعض

اللہ تعالیٰ اس مسئلہ پر عذاب نہ دے گا جس میں اختلاف ہو سخاوی ؒ کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ یہ بعض سلف کا قول ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں میں نے اپنے بعض مشائخ

مَشَائِخِيْ يَقُوْلُ مَنْ تَبِعَ عَالِمًا لَقِيَ اللّٰهَ	سے سنا کہ جو عالم کی اتباع کرے اللہ تعالےٰ
سَالِمًا وَيُقَوِّيْهِ قَوْلُهٗ تَعَالٰى فَاسْئَلُوْا	سے سالم ملے گا اور قرآن بھی اس کی تائید کرتا
اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ	ہے اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے دریافت
وَحَدِيْثُ اَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ بِاَيِّهِمُ	کرلو، اور حدیث ہے میرے صحابہ ستاروں
اقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ وَقَدْ تَقَدَّمَ	کیطرح ہیں جس کی بھی اقتدا کروگے ہدایت
زِيَادَةُ كَلَامٍ عَلٰى هٰذَا فِيْ حَدِيْثِ	پاجاؤگے، اور اس میں اچھی طرح کلام اس حدیث کے
اخْتِلَافُ اُمَّتِيْ رَحْمَةٌ ۔	تحت گزرچکا کہ میری امت کا اختلاف بھی رحمت ہے
۵۹۹ ۔ حدیث لَا اَلَا اَلَا ذِكْرَ	لا الا الا ذکر انہ سمیع علیم محیط بہ علمک
يَا اللّٰهُ اَنَّهٗ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ مُحِيْطٌ بِهٖ	کعسھلون بالحق وانزلناہ وبالحق نزل سخاوی
عِلْمُكَ كَعْسَهْلُوْنَ وَبِالْحَقِّ	کہتے ہیں میرا خیال ہے، یہ خیال اکثر شہروں
اَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ قَالَ	میں لوگوں کے زبان پر عام ہے، ان کا خیال
السَّخَاوِيُّ هٰذِهِ الْاَلْفَاظُ اشْتَهَرَتْ	ہے، کہ یہ رمضان کے محافظ ہیں، غرق، چوری
فِيْ كَثِيْرٍ مِنَ الْبِلَادِ بِاَنَّهَا حَفَظَةُ	اور جلنے سے محفوظ رہتے ہیں، اور رمضان کے
رَمَضَانَ يَحْفَظُ مِنَ الْغَرْقِ وَالسَّرْقِ	اخیر جمعہ میں اسے لکھا جائے جس وقت خطیب
وَالْحَرْقِ وَسَائِرِ الْاٰفَاتِ وَتُكْتَبُ	منبر پر خطبہ دے رہا ہو۔ یہ بدعت ہے اس
فِيْ اٰخِرِ جُمُعَةٍ مِنْهُ وَالْخَطِيْبُ	کی کوئی اصل نہیں۔ حافظ عسقلانی رحمہ نے اس
يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهِيَ بِدْعَةٌ	کا انکار اس وقت کیا تھا جب وہ منبر پر
لَا اَصْلَ لَهَا وَكَانَ الْعَسْقَلَانِيُّ	کھڑے خطبہ دے رہے، اور اثنائے خطبہ میں
يُنْكِرُهَا وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ	لوگوں کو یہ لکھتے دیکھا۔ ملا علی قاری رح

حتى في أثناء الخطبة حين يرى من يكتبها قلت وكلمة كعسهلون مجهولة لا يدرى معناها فيحرم رقيتها او يحتمل ان يكون كلمة كفر يكفر بها متكلمها.

فرماتے کہ کعسہلون کا جملہ مجہول ہے اس کے معنی معلوم نہیں، اس سے جھاڑ پھونک حرام ہے، ہو سکتا ہے کہ یہ کلمہ کفر ہو، اس صورت میں اس کا بولنے والا کافر ہوگا۔

حرف الياء آخر الحروف

۶۰۰۔ حديث يا أبا هريرة إذا توضأت فقل بسم الله والحمد لله فإن حفظتك لا يستريح يكتبون لك الحسنات حتى تحدث من ذلك الوضوء منكر.

اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جب تو وضو کیا کرے تو یوں کہا کر بسم اللہ والحمد للہ فان حفظتک لا یستریح، تیرے لئے اس وقت تک نیکیاں لکھی جائیں گی جب تک تیرا وضو نہ ٹوٹے گا، یہ منکر ہے۔

۶۰۱۔ حديث يا أحمد بطوله موضوع كما صرح به الصغاني.

اے احمد، یہ لمبی حدیث ہے اور موضوع ہے جیسا کہ صغانی کہتے ہیں۔

۶۰۲۔ حديث يا حميراء قال المزي كل حديث فيه يا حميراء فهو موضوع.

اے حمیرا، مزنی رح کہتے ہیں جس حدیث میں یہ لفظ ہو وہ موضوع ہے۔

۶۰۳۔ حديث يا خيل الله اركبي رواه العسكري في الأمثال

اے اللہ کے لشکر سوار ہو جا۔ عسکری نے امثال میں انس بن مالک سے

عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ حَارِثَۃَ	روایت کیا ہے، حارثہ بن النعمان نے
بْنَ النُّعْمَانِ قَالَ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اُدْعُ	عرض کیا یا رسول اللہ میرے لئے شہادت
اللّٰہَ لِیْ بِالشَّہَادَۃِ فَدَعَا لَہٗ فَنَالَ	کی دعا فرمائیے آپ نے ان کے لئے دعا
فَنُوْدِیَ یَوْمًا یَا خَیْلَ اللّٰہِ ارْکَبِیْ	فرمائی، انس کہتے ہیں ایک روز اعلان کیا گیا
فَکَانَ اَوَّلَ فَارِسٍ رَکِبَ وَاَوَّلَ	اے اللہ کے لشکر سوار ہو جا تو سب سے پہلے
فَارِسٍ اُسْتُشْہِدَ ذَکَرَہُ الزَّرْکَشِیُّ	سوار ہونے والے اور سب سے اول شہید ہونے
وَقَالَ السَّخَاوِیُّ رَوَاہُ ابْنُ عَائِذٍ فِی	والے حارثہ بن النعمان تھے، زرکشی نے اس کا
الْمَغَازِیْ عَنِ الْوَلِیْدِ بْنِ مُسْلِمٍ	ذکر کیا ہے، سخاوی کہتے ہیں، ابن عائذ نے
عَنْ سَعِیْدِ بْنِ بَشِیْرٍ عَنْ قَتَادَۃَ	مغازی میں ولید بن مسلم کے ذریعہ قتادہ سے
قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ	روایت کیا ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وَالسَّلَامُ یَوْمَئِذٍ یَعْنِیْ یَوْمَ بَنِیْ	نے بنو قریظہ کے روز جنگ احزاب کے بعد ایک
قُرَیْظَۃَ بَعْدَ یَوْمِ الْاَحْزَابِ مُنَادِیًا	منادی بھیجا جو یہ ندا کر رہا تھا، اے اللہ کے
یُنَادِیْ یَا خَیْلَ اللّٰہِ ارْکَبِیْ وَعَنِ	لشکر سوار ہو جا، سہیلی نے اپنی روضۃ الانف
السُّہَیْلِیِّ فِیْ رَوْضِہٖ فِیْ غَزْوَۃِ	میں غزوہ حنین کے بارے میں ان الفاظ کو
حُنَیْنٍ ھٰذِہِ اللَّفْظَۃُ لِصَحِیْحِ مُسْلِمٍ	صحیح مسلم کی جانب منسوب کیا ہے، وہاں دیکھ
فَلْیُنْظَرْ۔	لینا چاہیئے۔
۴۱۰۔ حَدِیْثُ یَا شَیْخُ اِنْ	اے شیخ اگر تو سلامتی چاہتا ہے تو اپنے
اَرَدْتَ السَّلَامَۃَ فَاطْلُبْہَا فِیْ	غیر کی سلامتی تلاش کر، یہ شیخ ابو اسحاق الشیرازی
سَلَامَۃِ غَیْرِکَ مِنْکَ یُرْوٰی عَنْ	سے مروی ہے کہ میں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ

عن الشيخ أبي إسحاق الشيرازي رحمه
قال رأيت النبي عليه الصلوة
والسلام في المنام فسألته عن
حديث أسمعه منه وأرويه عنه
فقال لي يا شيخ وذكره وكان يفرح
بذلك ويقول سماني رسول الله
عليه الصلوة والسلام شيخا
كذا ذكره السخاوي وقال المنوفي
لا إنكار في رواية مثل هذا عنه
عليه الصلوة والسلام في المنام
ولا في العمل به فإنه ليس حكما
يأتي فيه الخلاف الذي ذكره
أصحابنا في الخصائص وقال
النووي في شرح مسلم أن ما تقرر
في الشرع لا يتغير بسبب ما يراه
النائم ثم قال وهذا في منام
يتعلق بإثبات حكم على خلاف
ما يحكم به الولاة أما إذا رآه يأمره
بما هو مندوب أو نهاه عن

علیہ وسلم کو دیکھا۔ میں نے آپ سے ایک
حدیث سننے کی خواہش کی تاکہ میں اوروں سے
روایت کرسکوں، آپ نے مجھ سے فرمایا اے
شیخ۔ اور انہوں نے پھر یہ روایت بیان کی
ابو اسحٰق اسے بیان کر کے بہت خوش ہوئے اور
فرماتے کہ میرا نام شیخ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
رکھا ہے۔ جیسا کہ سخاوی نے اس کا ذکر کیا ہے
منوفی کہتے ہیں اس قسم کی روایات کا جو نبی کریم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خواب میں مروی
ہیں چاہے وہ عمل کے بارے میں ہوں انکار نہیں
مگر جس معاملہ میں ہمیں نقلاً روایت اس کے خلاف
پہنچی ہو۔ وہاں یہ حکم نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ ہمارے
اصحاب نے خصائص میں ذکر کیا ہے۔ نووی شرح مسلم
میں فرماتے ہیں جو شے شریعت میں متعین ہو چکی
تو سونے والے کی خواب کی بنا پر اس میں تغیر نہیں ہو سکتا
پھر آگے چل کر فرماتے ہیں ہر وہ حکم خواب سے ثابت ہو
اور وہ احکام ظاہریہ کے خلاف ہو تو تین حال سے
خالی نہیں۔ یا تو اس کا ارادہ امر مستحب کا ہے یا اس کام
سے روکنے کا ہے جس سے منع کیا گیا ہے یا کسی فعل کی

مُنْزِيٍّ عَنْهُ اَوْ اَرْشَدَهُ اِلٰى فِعْلِ مَصْلَحَةٍ فَلَا خِلَافَ فِي اسْتِحْبَابِ الْعَمَلِ عَلٰى وَفْقِهِ لِاَنَّ ذٰلِكَ لَيْسَ حُكْمًا بِالْمَنَامِ بَلْ مِمَّا تَقَرَّرَ مِنْ اَصْلِ ذٰلِكَ الشَّيْءِ ۔

جانب ہدایت کا ہے۔ تو ان پر عمل کے استحباب میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ یہ خواب میں حکم نہیں۔ بلکہ اس کی اصل کا تقرر تو عمل میں آچکا تھا۔

۶۰۵ ۔ حَدِيْثُ يَا صَفْرَاءُ يَا بَيْضَاءُ عَزِّيْ غَيْرِيْ قَالَهُ عَلِيٌّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ اِذَا جَاءَهُ ابْنُ الْقَيَّاحِ فَقَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِمْتَلَاَ بَيْتُ الْمَالِ مِنْ صَفْرَاءَ وَبَيْضَاءَ فَقَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَقَامَ مُتَوَكِّئًا عَلَى ابْنِ الْقَيَّاحِ حَتّٰى قَامَ عَلٰى بَيْتِ الْمَالِ وَنُوْدِيَ فِي النَّاسِ فَاَعْطَاهُمْ جَمِيْعَ مَا فِيْ بَيْتِ مَالِ الْمُسْلِمِيْنَ وَهُوَ يَقُوْلُ يَا صَفْرَاءُ يَا بَيْضَاءُ عَزِّيْ غَيْرِيْ هَا وَهَا حَتّٰى مَا بَقِيَ مِنْهُ دِرْهَمٌ وَلَا دِيْنَارٌ ثُمَّ اَمَرَ بِنَضْحِهِ اَوْ بِرَشِّهِ وَصَلّٰى فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ذَكَرَهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ

یا زرد (دینار) یا سپید (درہم) میرے علاوہ کسی اور کی عزت کر یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے جب ان کے پاس ابن القیاح آیا اور اس نے عرض کیا اے امیر المومنین بیت المال زرد اور سپید سے بھر گیا انہوں نے فرمایا اللہ اکبر اور ابن القیاح پر ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے حتی کہ بیت المال پر گئے اور لوگوں میں اعلان کرا دیا بیت المال میں جتنا بھی مال تھا سب لوگوں میں تقسیم کرا دیا اور یہ فرماتے جاتے تھے۔ اے صفرار۔ اے بیضا۔ میرے علاوہ کسی اور کی عزت کر حتی کہ بیت المال میں نہ کوئی درہم باقی رہا۔ نہ دینار۔ پھر بیت المال میں جھاڑ دینے کا حکم دیا۔ اور اس میں دو رکعت نماز پڑھی۔ اس کا

الْاَئِمَّۃِ ۔	بہت سے ائمہ نے ذکر کیا ہے ۔
۶۰۶ ۔ حَدِیْثُ یَا عَلِیُّ اِذَا تَزَوَّدْتَ فَلَا تَنْسَ الْبَصَلَ قَالَ السَّخَاوِیُّ هُوَ کِذْبٌ بَحْتٌ وَکَذَا اَمَّا اَوْرَدَهُ الدَّیْلَمِیُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ الْاَنْصَارِیِّ اَخْرَجَهُ مَرْفُوْعًا عَلَیْکُمْ بِالْبَصَلِ فَاِنَّهُ یُطَیِّبُ النُّطْفَةَ وَیُصَحِّحُ الْوَلَدَ ۔	اے علی جب توزاد سفر میں جائے ۔ تو پیاز کو نہ بھول ۔ سخاوی رح کہتے ہیں یہ صاف جھوٹ ہے ۔ اسی طرح دیلمی رح نے عبد اللہ بن الحارث الانصاری سے مرفوعاً روایت کیا ہے ۔ کہ تم پیاز کو لازم پکڑ لو ۔ کیونکہ وہ نطفوں کو صاف کرتا اور اولاد صحیح پیدا کرتا ہے ۔
۶۰۷ ۔ حَدِیْثُ یَا عَلِیُّ اِتَّخِذْ لَکَ النَّعْلَیْنِ مِنْ حَدِیْدٍ وَاَفْنِهِمَا فِیْ طَلَبِ الْعِلْمِ قَالَ ابْنُ تَیْمِیَّةَ مَوْضُوْعٌ وَفِی الذَّیْلِ هُوَ کَمَا قَالَ ۔	اے علی اپنے لئے لوہے کے دو جوتے بنالے اور انہیں طلب علم میں فنا کر دے ابن تیمیہ رح کہتے ہیں ۔ یہ موضوع ہے ۔ ذیل میں بھی ایسا ہی قول ہے ۔
۶۰۸ ۔ حَدِیْثُ یَا عَلِیُّ اُدْعُ بِالصَّحِیْفَةِ وَدَوَاةٍ فَاَمْلٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَکَتَبَ عَلِیٌّ وَشَهِدَ جِبْرِیْلُ ثُمَّ طُوِیَتِ الصَّحِیْفَةُ قَالَ الرَّاوِیُّ فَمَنْ حَدَّثَکُمْ اَنَّهُ یَعْلَمُ مَا فِی الصَّحِیْفَةِ اِلَّا مُمْلِیْهَا وَکَاتِبُهَا وَشَاهِدُهَا فَلَا تُصَدِّقُوْهُ وَهٰذَا	اے علی کاغذ اور دوات لا ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بولنا شروع فرمایا ۔ علی رض نے لکھا ۔ اور جبرائیل ع نے شہادت دی پھر کاغذ لپیٹ دیا گیا ۔ راوی کہتا ہے ۔ جو شخص تجھ سے کہتا ہے کہ وہ یہ بات جانتا ہے کہ صحیفہ میں کیا تھا ۔ سوائے لکھوانے والے اور شاہد کے علاوہ اس کی تصدیق نہ کرنا

فِي الْمَرَضِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ قَالَ الصِّغَانِيُّ فِي الدُّرِّ الْمُلْتَقَطِ اَنَّهُ مَوْضُوعٌ اِنْتَهٰى وَقَدْ قَالَ بَعْضُ الْمُحَقِّقِيْنَ اِنَّ وَصَايَا عَلِيٍّ الْمُصَدَّرَةَ بِيَا عَلِيُّ كُلُّهَا مَوْضُوعَةٌ غَيْرَ قَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ يَا عَلِيُّ اَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى اِلَّا اَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ	اور یہ واقعہ اس مرض میں پیش آیا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ صغانی درالملتقط میں فرماتے ہیں یہ موضوع ہے۔ بعض محققین کہتے ہیں کہ علی کے بارے میں وہ وصیتیں جس میں کلمہ ندائیہ ہے بسبب کی سب موضوع ہیں سوائے اس حدیث کے یا علی انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الخ
۶۰۹۔ حَدِيْثُ يَا وَيْحَ مَنْ قَالَ الْغِنٰى بَعْدَ فَاقَةٍ كَلَامُ بَعْضِ الْكِرَامِ وَلَيْسَ عَلٰى اِطْلَاقِهِ فِي الْمَرَامِ۔	افسوس ہے اس شخص پر جسے غنی فاقہ کے بعد حاصل ہوا۔ بعض بزرگوں کا قول ہے۔ اور اس کی مراد بھی ظاہر نہیں
۶۱۰۔ حَدِيْثُ يُؤْجَرُ الْمَرْءُ عَلٰى رَغْمِ اَنْفِهِ هُوَ مَعْنٰى حَدِيْثِ عَجِبَ رَبُّنَا مِنْ قَوْمٍ يُقَادُوْنَ لِلْجَنَّةِ بِالسَّلَاسِلِ وَهُمْ لَهُ كَارِهُوْنَ وَفُسِّرَ السَّلَاسِلُ بِالْقُيُوْدِ لِلْاُسَارٰى وَفِي مَعْنَاهُ الْفَقْرُ وَالْمَرَضُ وَسَائِرُ الْبَلَايَا۔	آدمی کو ناک رگڑنے پر اجر دیا جاتا ہے یہ معنی ہیں اس حدیث کے جس میں آتا ہے ہمارا رب اس قوم سے متعجب ہوتا ہے جو زنجیروں کے ساتھ جنت کی جانب مجبوراً کھینچے جائیں گے۔ زنجیروں سے مراد قیدیوں کی زنجیریں ہیں۔ اور مراد فقر و مرض و مصائب بھی ہیں

٦١١۔ حديث يؤم القوم أحسنهم وجهاً موضوع كما في اللآلي مع أنه ليس على إطلاقه ۔

لوگوں کی امامت خوبصورت چہرے والا کرے۔ یہ موضوع ہے اور اپنے اطلاق پر بھی نہیں ۔

٦١٢۔ حديث يد عدوك إذا لم تقدر على قطعها قبّلها ذكره في المجالسة عن المنصور إذا امتدّ إليك عدوك يده فإن قدرت على قطعها فاقطعها وإلا فقبّلها قلت هو أقرب من حديث يترقّص للقرد في دولته وتقدّم اسجد له في صولته ۔

اگر تو اپنے دشمن کا ہاتھ کاٹنے پر قادر نہ ہو، تو اس کے ہاتھ چوم لے یہ مجالسہ میں منصور سے مروی ہے۔ اگر تیری جانب تیرا دشمن ہاتھ بڑھائے تو اسے کاٹ سکتا ہو تو کاٹ دے ورنہ اسے چوم لے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں، یہ اس حدیث کے زیادہ قریب ہے، جو مال دار کی بڑائی کے بیان میں آتی ہے ۔

٦١٣۔ حديث يس لما قرأت له قال السخاوي لا أصل له بهذا اللفظ وهو بين جماعة الشيخ إسمعيل الجبرتي باليمن قطعي بالتجربة قلت وقد بلغني أن شيعياً قرأ القراءات السبع على شيخ من أهل السنة وسافر إلى بلاده فقيل له ما أحسنك إلا

سورۃ یٰس جس کام کے لئے بھی پڑھی جائے سخاوی کہتے ہیں ان الفاظ کے ساتھ اس کی کوئی اصل نہیں اور شیخ اسماعیل الجبرتی کی جماعت میں تجربہ کی بنا پر یمن میں زیادہ مشہور ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے، کہ ایک شیعہ نے اہل سنت والجماعت کے ایک شیخ سے قرأت سبعہ پڑھی جب وہ اپنے شہر واپس گیا تو اس سے لوگوں نے کہا تو نے بہت

عَيْبُكَ فِيهِ اَنَّ شَيْخَكَ سُنِّيٌّ فَقَالَ مَا يَضُرُّنِي اِنَّمَا اَحْسَنْتُ الْعَسَلَ وَتَرَكْتُ الظَّرْفَ فَوَصَلَ كَلَامُهُ اِلَى الشَّيْخِ فَنَادَى اَصْحَابَهُ مِنَ الْقُرَّاءِ وَقَرَأُوا يٰسٓ اِلَى رَدِّ عَسَلِهِمْ اِلَيْهِمْ فَلَمَّا اَتَمُّوهَا سُلِبَ الْقِرَاءَةُ عَنْ قَلْبِ الشِّيعِيِّ فَرَجَعَ اِلَى الشَّيْخِ وَتَابَ مِنْ بِدْعَتِهِ وَخَلَصَ مِنْ غَفْلَتِهِ وَاَفَاضَ اللّٰهُ عَلَيْهِ مِنْ رَحْمَتِهِ۔

اچھا کیا۔ لیکن تجھ میں ایک عیب ہے کہ تیرا شیخ سنی ہے۔ اس نے جواب دیا مجھے اس سے کوئی ضرر نہیں پہنچتا۔ کیونکہ میں نے شہد چاٹ لیا اور برتن چھوڑ دیا۔ یہ بات شیخ تک پہنچی۔ تو انہوں نے اپنے قاری شاگردوں کو آواز دی انہوں نے سورت یٰسٓ شہد واپس لوٹنے کے لئے پڑھی جب انہوں نے اسے مکمل کیا تو اس شیعہ کے دل سے قرأت سلب ہو چکی تھی سو وہ شیخ کے پاس لوٹ کر آیا اور اپنی بدعت سے توبہ کی۔ اپنی غفلت سے چھٹکارا پایا اور اللہ نے اس پر رحمتیں نازل فرمائیں

۶۱۴ - حَدِيثُ يَصُومُ اَهْلُ تَبَاهُنْ اِيقَالُ حِينَ يَرَى الْهِلَالَ بِمَكَانٍ دُونَ مَكَانٍ اِذَا اخْتَلَفَتِ الْمَطَالِعُ قَالَ السَّخَاوِيُّ وَهُوَ شَيْءٌ مَا عَلِمْتُهُ يَعْنِي فِي الْحَدِيثِ وَاِلَّا فَفِي الْفِقْهِ مَعْرُوفٌ وَبِالْاِخْتِلَافِ مَوْصُوفٌ۔

روزہ رکھے جس پر چاند ظاہر ہو جائے۔ یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب کہ چاند مطالع کے مختلف ہونے کی بنا پر ہر ایک جگہ نظر آئے اور دوسری جگہ نظر نہ آئے سخاوی کہتے ہیں میں نے اسے باعتبار حدیث کہیں نہیں پایا۔ ورنہ یہ فقہ میں معروف ہے اور اختلاف میں مشہور ہے۔

۶۱۵ - حَدِيثُ يُسَاقُ اِلَى مِصْرَ كُلُّ قَصِيرِ الْعُمُرِ اَخْرَجَهُ اَبُو نُعَيْمٍ

ہر چھوٹی عمر والا مصر کی طرف چلایا جائیگا اور ابو نعیم نے اور طبرانی نے کبیر میں۔ ابن شاہین

والطبراني في الكبير وابن شاهين وابن السكن في الصحابة وابن يونس وغيرهم كلهم من طريق موسى بن علي بن رباح عن أبيه عن جده رباح رفعه ان مصر ستفتح بعدي فانتفعوا خيرها اي اطلبوا نفعها ولا تتخذوها دارا فانه يساق اليها اقل الناس اعمارا هذا لفظ الاول ولين الباقين بمعناه قال ابن يونس انه منكر جدا وقال اعاذ الله موسى ان يحدث بمثل هذا فانه كان اتقى لله من ذلك وتبعه ابن الجوزي فاورده في الموضوعات وقال البخاري انه لا يصح .

اور ابن السکن نے صحابہ میں اور ابن یونس وغیرہ نے وغیرہ نے موسیٰ بن علی بن رباح عن ابیہ عن جدہ کے واسطے سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ مصر عنقریب میرے بعد فتح ہو جائے گا، اس کی بھلائی سے تو فائدہ حاصل کرو اور اسے گھر نہ بناؤ کیونکہ اس کی جانب وہ لوگ کھینچے جائیں گے، جن کی عمریں کم ہوں گی، ابن یونس کہتے ہیں یہ بہت منکر ہے اور میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ موسیٰ اس جیسی حدیث بیان کریں، کیونکہ وہ اللہ تعالے سے اس بارے میں بہت ڈرنے والے تھے، ابن الجوزی رحمہ اللہ تعالے نے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے، بخاری کہتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے:

٦١٦ - حديث يقي الحر الذي يقي البرد معناه صحيح وليس بحديث ذكره ابن الربيع قلت هو مستفاد من قوله تعالى وسرابيل تقيكم

گرمی سے وہی چیز بچاتی ہے جو سردی سے بچاتی ہے
اس کے معنی صحیح ہیں لیکن یہ صحیح نہیں جیسا کہ ابن الربیع نے ذکر کیا ہے، ملا علی قاری فرماتے ہیں، یہ اللہ تعالی کے اس قول سے مستفاد ہے وہ اور پاجامے

الحر أي والبرد فهو من باب الاكتفاء بذكر احد الضدين عن الآخر فتأمل وتدبر.

تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں اور سردی سے بھی یہ باب اکتفا سے تعلق رکھتی ہے یعنی ایک ضد ذکر کر کے دوسری مراد لی گئی ہے۔ خوب غور کرلو۔

٦١٧ - حديث اليقين الايمان كله موضوع على ما ذكره الصغاني

یقین پورا ایمان ہے یہ موضوع ہے، جیسا کہ صغانی نے ذکر کیا ہے۔

٦١٨ - حديث يوم الاربعاء يوم نحس مستمر اخرجه الطبراني في الاوسط عن جابر رضي الله عنه قال السخاوي لا اصل له وفي فضيلته والتنفير منه احاديث كلها واهية قلت وعلى تقدير صحة هذا الحديث اربعة فهو تفسير لقوله تعالى يوم نحس مستمر بانه يوم الاربعاء وقد كان نحسا وشؤما على الاعداء وكان سعدا ومباركا على الاحباء قال ولكن اما يروى في ايام الاسبوع مرفوعا يوم السبت يوم مكر وخديعة ويوم الاحد

بدھ کا دن برابر منحوس ہے اسے طبرانی نے اوسط میں جابر سے روایت کیا ہے، سخاویؒ کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں اس کی فضیلت یا اس کے منحوس ہونے کے بارے میں جتنی روایات ہیں، سب کی سب واہیات ہیں، ملا علی قاری فرماتے ہیں اس کی صحت کو چار باتیں ثابت کرتی ہیں، ایک تو اللہ تعالیٰ کے اس قول یوم نحس مستمر کی تفسیر کہ وہ بدھ کا روز اور وہ دشمنوں کے لئے نحس تھا لیکن دوستوں کے لئے مبارک اور سعد تھا۔ ایسے ہی ہفتہ کے دنوں کے بارے میں مرفوع روایت ہے کہ ہفتہ کا روز مکر اور دھوکہ کا دن ہے، اتوار کا دن درخت لگانے اور تعمیر کا دن ہے، پیر کا دن سفر اور طلب رزق کے لئے ہے منگل کا دن لڑائی اور

يَوْمُ غَرْسٍ وَبِنَاءٍ وَالْاِثْنَيْنِ يَوْمُ سَفَرٍ وَطَلَبِ رِزْقٍ وَالثُّلَاثَاءُ يَوْمُ حِدَادٍ وَبَاسٍ وَالْاَرْبِعَاءُ يَوْمٌ لَا اَخْذَ وَلَا اِعْطَاءَ وَالْخَمِيْسُ يَوْمُ طَلَبِ الْحَوَائِجِ وَالْجُمُعَةُ يَوْمُ خِطْبَةِ النِّكَاحِ اَخْرَجَهُ اَبُوْ يَعْلٰى مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَهُوَ ضَعِيْفٌ اَيْضًا لٰكِنْ يُرْوٰى عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ اِنَّ اَحَبَّ الْاَيَّامِ اِلَيَّ يَخْرُجُ فِيْهِ مُسَافِرِيْ وَاَنْكِحُ فِيْهِ وَاَخْتِنُ فِيْهِ صَبِيِّيْ يَوْمُ الْاَرْبِعَاءِ انْتَهٰى كَلَامُ السَّخَاوِيْ وَتَقَدَّمَ بَعْضُ الْكَلَامِ عَلٰى حَدِيْثِ مَا بُدِئَ شَيْءٌ يَوْمَ الْاَرْبِعَاءِ اِلَّا وَتَمَّ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ ۔

تکلیف کا دن ہے، اور بدھ کا دن وہ ہے جس میں نہ کوئی شئے لی جاتی ہے نہ دی جاتی ہے، جمعرات کا دن حاجت طلب کرنے کا دن ہے اور جمعہ کا دن نکاح کا دن ہے اسے ابو یعلی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، لیکن یہ بھی ضعیف ہے لیکن حضرت عائشہ رض سے یہ روایت ہے، کہ مجھے تمام دنوں میں سب سے زیادہ محبوب جس میں مسافر سفر کو جائے اسی میں نکاح پڑھا جائے۔ اور بچہ کی ختنہ کی جائیں وہ بدھ کا روز ہے۔ یہاں تک کہ سخاوی کا کلام تھا اور کچھ کلام اس بارے میں پہلے اس حدیث کے تحت گذر چکا کہ جو کام بدھ کے روز شروع کیا جائے وہ پورا ہوتا ہے ۔

۴۱۹۔ حَدِيْثُ يَوْمُ صَوْمِكُمْ يَوْمُ نَحْرِكُمْ لَا اَصْلَ لَهٗ كَمَا قَالَ اَحْمَدُ وَغَيْرُهٗ ذَكَرَهُ السَّخَاوِيْ وَذَكَرَهُ الزَّرْكَشِيْ بِلَفْظِ نَحْرُكُمْ يَوْمُ

تمہارے روزہ کا دن تمہاری قربانی کا روز ہے، اس کی کوئی اصل نہیں، جیسا کہ امام احمد وغیرہ کا قول ہے، اسے سخاوی نے ذکر کیا ہے، زرکشی اسے نقل کرتے ہوئے

صَوْمِكُمْ ثُمَّ قَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ لَا اَصْلَ لَهُ قُلْتُ وَلَوْ صَحَّ يُحْمَلُ عَلَى الْغَالِبِ اَوْ عَلَى سَنَةٍ وُرُوْدِهٖ وَهُوَ عَامُ حَجَّةِ الْوَدَاعِ اَوْ غَيْرِهٖ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ۔

بعد کہتے ہیں۔ امام احمد رح فرمایا کرتے تھے۔ اس کی کوئی اصل نہیں ملا علی قاری فرماتے ہیں اسے اغلب یا سنت پر محمول کیا جائے۔ جیسا کہ عام حجۃ الوداع وغیرہ میں وارد ہے۔

فَصْلٌ

قَالَ شَيْخُ مَشَايِخِنَا الْحَافِظُ شَمْسُ الدِّيْنِ السَّخَاوِيُّ فِيْ خَاتِمَةِ الْمَقَاصِدِ الْحَسَنَةِ فِيْ بَيَانِ الْاَحَادِيْثِ الْمُشْتَهِرَةِ عَلَى الْاَلْسِنَةِ وَاِذَا انْتَهٰى مَا اَوْرَدْنَاهُ مِمَّا اسْتَحْضَرْنَاهُ فَلْنُلْحِقْ بِذٰلِكَ مَا اشْتَهَرَ مِنْ لِقَاءِ بَعْضِ الْاَئِمَّةِ وَنَحْوِهِمْ لِبَعْضٍ وَكَوْنِ التَّصَانِيْفِ يُضَافُ لِاُنَاسٍ وَقُبُوْرٍ لِاَقْوَامٍ ذَوِيْ جَلَالَةٍ مَعَ بُطْلَانِ ذٰلِكَ كُلِّهٖ وَلِنَاسٍ مِمَّنْ يُذْكَرُوْنَ بَيْنَ كَثِيْرٍ مِنَ الْعَوَامِ بِالْعِلْمِ اِمَّا مُطْلَقًا اَوْ فِيْ

ہمارے شیخ حافظ شمس الدین السخاوی اپنی کتاب مقاصد الحسنہ فی بیان الاحادیث کے خاتمہ میں فرماتے ہیں کہ وہ روایات جو آئمہ کی ایک دوسرے سے ملاقات کے بارے میں اور ایسے ہی وہ تصانیف جو بڑے بڑے لوگوں کی قبروں کے بارے میں لکھی گئیں یہ سب کی سب باطل ہیں۔ اور عوام میں علم کے ساتھ بہت تذکرہ ہے۔ وہ علم مطلق ہو یا خصوصی۔ بعض اوقات جس کا صحیح علم نہیں ہوتا۔ اس میں تقلید سے بھی کام لیا جاتا ہے۔ جو لوگ صفات کے ساتھ متصف تھے وہ اس قسم کی روایات

خُصُوصِ عِلْمٍ مُعَيَّنٍ وَرُبَّمَا تَسَاهَلَ
فِي ذٰلِكَ مَنْ لَا مَعْرِفَةَ لَهُ بِذٰلِكَ
تَقْلِيْدًا اَوِ اسْتَصْحَبَ مَا كَانَ
مُتَّصِفًا بِهِ ثُمَّ زَالَ بِالتَّرْكِ اَوْ
تَشَاغَلَ بِمَا انْسَلَخَ بِهِ عَنِ الْوَصْفِ
الْاَوَّلِ وَهُوَ فِي جَمِيْعِ هٰذَا كَثِيْرٌ
لَا يَنْحَصِرُ فَمِنَ الْاَوَّلِ قَوْلُ ابْنِ
تَيْمِيَّةَ مَا اشْتَهَرَ مِنْ اَنَّ الشَّافِعِيَّ
وَاَحْمَدَ اجْتَمَعَا بِشَيْبَانَ الرَّاعِيْ
وَسَاَلَاهُ فَبَاطِلٌ بِاتِّفَاقِ اَهْلِ
الْمَعْرِفَةِ لِاَنَّهُمَا لَمْ يُدْرِكَاهُ قَالَ
وَكَذٰلِكَ مَا ذَكَرُوْهُ مِنْ اَنَّ الشَّافِعِيَّ
اجْتَمَعَ بِاَبِيْ يُوْسُفَ عِنْدَ الرَّشِيْدِ
بَاطِلٌ فَلَمْ يَجْتَمِعِ الشَّافِعِيُّ بِالرَّشِيْدِ
اِلَّا بَعْدَ مَوْتِ اَبِيْ يُوْسُفَ وَقَالَ
الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ وَكَذَا الرِّحْلَةُ الْمَنْسُوْبَةُ
لِلشَّافِعِيِّ اِلَى الرَّشِيْدِ وَاَنَّ مُحَمَّدًا
ابْنَ الْحَسَنِ حَرَّضَهُ عَلٰى قَتْلِهِ وَاِنْ
اَخْرَجَهَا الْبَيْهَقِيُّ فِيْ مَنَاقِبِ الشَّافِعِيِّ

کے ترک میں مشغول رہے، اس کے باوجود
یہ لوگوں میں بہت عام ہیں جن کا انحصار
بھی ممکن نہیں۔ پہلی قسم کی روایات میں
یہ بہت مشہور ہے کہ امام شافعیؒ
اور امام احمد بن حنبلؒ شیبان راعی
کے پاس جمع ہوئے اور ان سے سوالات
کئے۔ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں یہ باتفاق
رائے باطل ہے۔ کیونکہ ان دونوں حضرات
نے شیبانؒ کا زمانہ نہیں پایا ایسے
ہی یہ جو بیان کیا جاتا ہے کہ امام شافعیؒ
امام ابو یوسف کے ساتھ رشید کے پاس
جمع ہوئے۔ یہ بھی باطل ہے۔ کیونکہ امام
امام شافعی رشید کے پاس ابو یوسفؒ کی
وفات کے بعد پہنچے تھے۔ حافظ ابن حجرؒ
فرماتے ہیں ایسے ہی یہ واقعہ جو امام شافعیؒ
کی جانب منسوب ہے کہ وہ سفر کر کے رشید کے
پاس گئے اور امام محمد بن الحسن الشیبانی نے
رشید کو ان کے قتل پر ابھارا۔ اور اسے بیہقیؒ نے
مناقب شافعیؒ میں روایت کیا ہے یہ بھی موضوع

وَغَيْرِهٖ فَهُوَ مَوْضُوْعَةٌ مَكْذُوْبَةٌ
وَمِنَ الثَّانِيْ قَوْلُ الْمَيْمُوْنِ سَمِعْتُ
اَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ يَقُوْلُ ثَلَاثَةُ
كُتُبٍ لَيْسَ لَهَا اُصُوْلٌ اَلْمَغَازِيْ
وَالْمَلَاحِمُ وَالتَّفْسِيْرُ قَالَ الْخَطِيْبُ
فِيْ جَامِعِهٖ هٰذَا مَحْمُوْلٌ عَلٰى كُتُبٍ
مَخْصُوْصَةٍ فِيْ هٰذِهِ الْمَعَانِي الثَّلَاثَةِ
غَيْرِ مُعْتَمَدٍ عَلَيْهَا لِعَدَمِ عَدَالَةِ
نَاقِلِيْهَا وَزِيَادَةِ الْقُصَّاصِ فِيْهَا
وَاَمَّا كُتُبُ الْمَلَاحِمِ فَجَمِيْعُهَا
بِهٰذِهِ الصِّفَةِ وَلَيْسَ يَصِحُّ فِيْ
ذِكْرِ الْمَلَاحِمِ الْمُرْتَقَبَةِ وَالْفِتَنِ
الْمُنْتَظَرَةِ غَيْرُ اَحَادِيْثَ يَسِيْرَةٍ
وَاَمَّا كُتُبُ التَّفْسِيْرِ فَمِنْ اَشْهَرِهَا
كِتَابَا الْكَلْبِيِّ وَمُقَاتِلِ بْنِ سُلَيْمَانَ
وَقَدْ قَالَ اَحْمَدُ فِيْ تَفْسِيْرِ الْكَلْبِيِّ
مِنْ اَوَّلِهٖ اِلٰى اٰخِرِهٖ كَذِبٌ قِيْلَ لَهٗ
فَيَحِلُّ النَّظَرُ فِيْهِ قَالَ لَا قُلْتُ وَقَدْ
قَالَ الزَّرْكَشِيُّ وَكِتَابُ مُقَاتِلٍ

ہے اور جھوٹ ہے۔ حالانکہ امام محمد امام شافعی کے
استاد اور سوتیلے باپ ہیں اور امام شافعی انکے بارے
میں فرماتے ہیں میں نے محمد بن الحسن سے اونٹ کے
بوجھ کے برابر علم حاصل کیا) اور ایسے ہی میمون کا یہ
قول کہ امام احمد فرمایا کرتے تھے۔ کہ تین قسم کی کتابوں کا
کوئی اصول نہیں مغازی، ملاحم اور تفسیر خطیب اپنی
جامع میں فرماتے ہیں یہ ان مضامین کی ان خاص کتب
کے بارے میں ہے کہ جن پر کوئی اعتماد نہیں کیا جا سکتا
اس لیے کہ ان کے ناقل صاحب عدالت نہ تھے اور
اسمیں قصول کی بھرمار تھی، ملاحم کا جہاں تک تعلق ہے
تو اس مضمون کی تمام کتب اس صفت کے ساتھ موصوف
ہیں اور آئندہ آنیوالے فتنوں کے بارے میں چند
احادیث کے علاوہ کوئی صحیح نہیں اور جہاں تک کتب
تفسیر کا تعلق ہے تو اس میں سب سے زیادہ مشہور
کلبی اور مقاتل بن سلیمان کی کتابیں ہیں، امام
احمد بن حنبل تفسیر کلبی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ
وہ از اول تا آخر جھوٹ ہے ان سے دریافت
کیا گیا کہ اسے دیکھنا بھی جائز ہے یا نہیں،
انہوں نے فرمایا نہیں، زرکشی کہتے ہیں مقاتل

قَرِيْبٌ مِنْهُ قَالَ السُّيُوطِيُّ وَمِنْهُ	کی تفسیر بھی اسی کے قریب قریب ہے سیوطی
كُتُبٌ صَحِيْحَةٌ وَنُسَخٌ مُعْتَبَرَةٌ بَيَّنْتُ	کہتے ہیں تفسیر کا جہاں تک تعلق ہے اسمیں صحیح
حَالَهَا فِي اٰخِرِ كِتَابِ الْاِتْقَانِ فِي	کتابیں اور معتبر نسخے بھی موجود ہیں جن کا حال میں نے
عُلُوْمِ الْقُرْاٰنِ وَسَطَّرْتُهَا كُلَّهَا فِي	کتاب الاتقان فی علوم القرآن کے اخیر میں
تَفْسِيْرِ الْمُسْنَدِ اِنْتَهٰى وَاَمَّا الْمَغَازِيُ	کیا ہے، مغازی کا جہاں تک معاملہ ہے اس
فَمِنْ اَشْهَرِهَا كِتَابُ مُحَمَّدِ بْنِ	میں مشہور محمد بن اسحاق کی کتاب ہے اور وہ
اِسْحٰقَ وَكَانَ يَاْخُذُ مِنْ اَهْلِ	اہل کتاب سے نقل کرتا ہے، امام شافعی
الْكِتَابِ وَقَدْ قَالَ الشَّافِعِيُّ	رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہیں واقدی کی
كُتُبُ الْوَاقِدِيِّ كَذِبٌ وَلَيْسَ	کتابیں جھوٹی ہیں، اور مغازی میں
فِي الْمَغَازِيْ صَحِيْحٌ مِنْ مَغَازِيْ	موسےٰ بن عقبہ کی مغازی کے علاوہ کوئی
مُوْسٰى بْنِ عُقْبَةَ اِنْتَهٰى .	کتاب صحیح نہیں ؛
وَمِنَ الْقُبُوْرِ مَا بَيْنَ كَرَ	ایسے ہی قبروں کا معاملہ ہے یہ جو کہا
بِجَبَلِ لُبْنَانَ مِنَ الْبِقَاعِ اَنَّهُ قَبْرُ	جاتاہے کہ جبل لبنان کی ایک گھاٹی میں
نُوْحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاِنَّمَا حَدَثَ	حضرت نوح ؑ کی قبر ہے، اور یہ بات
فِي اَثْنَاءِ الْمِائَةِ السَّابِعَةِ وَالْمَشْهَدِ	ساتویں صدی میں بیان کی گئی ایسے ہی
الَّذِيْ يُنْسَبُ لِاُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ	دمشق کی جانب شرقی میں ایک مشہد ابی رضؓ
بِالْجَانِبِ الشَّرْقِيِّ مِنْ دِمَشْقَ مَعَ	بن کعب کے نام سے منسوب ہے، حالانکہ تمام
اِتِّفَاقِ الْعُلَمَاءِ اَنَّهُ لَمْ يَقْدِمْ مَهَا	علماء متفق ہیں کہ ابی رضؓ دمشق تشریف
فَضْلًا عَنْ دَفْنِهِ فِيْهَا وَالْمَكَانَ	ہی نہیں لائے، کجا کہ وہاں دفن ہونا ایسے

لابن عمر من الجبل الذي بالمعلاة
لا يصح من وجه، لانهم اتفقوا على
أن موته بمكة والمكان الذي
ينسب لعقبة بن عامر من قرافة
مصر إنما هو بمنام امرأة بعض مصر
بعد مدة متطاولة والمكان
المنسوب لأبي هريرة بعسقلان
إنما هو قبر حيدرة بن خيشنة
كما جزم به بعض الحفاظ الشاميين
ولكن قد جزم ابن حبان وتبعه
شيخنا بالأول والمكان المعروف
بالمشهد الحسيني من القاهرة
ليس الحسين مدفونا به
بالاتفاق وإنما فيه رأسه فيما
ذكره بعض المصريين ونفاه
بعضهم قاله شيخنا يعني العسقلاني
وأما التقي بن تيمية فقد رأيت
له جوابا بالغ في إنكار ذلك وأطال
فيه والمكان المعروف بالسيدة

جبل مولات میں ایک مکان ابن عمر رض کی
جانب منسوب ہے، وہ بھی کسی طرح صحیح نہیں
کیونکہ تمام علماء متفق ہیں، کہ ابن عمر رضی اللہ
عنہ کی وفات مکہ معظمہ میں ہوئی۔ ایسے
ہی ایک مصر میں ایک مکان عقبہ بن عامر
کی جانب منسوب کیا جاتا ہے، حالانکہ ایک
طویل مدت کے بعد بعض لوگوں نے یہ بات
خواب میں دیکھی تھی، اسی طرح عسقلان میں جو
مکان ابوہریرہ رض کی جانب منسوب ہے
وہ حیدر بن خیشنہ کی قبر ہے، جیسا کہ بعض شامی
حفاظ نے اس کی تصریح کی ہے۔ اگرچہ
ابن حبان اور ہمارے شیخ نے قول اول کو
تسلیم کیا ہے۔ قاہرہ میں وہ مقام جو مشہد
حسین رض کے نام سے مشہور رہا ہے، وہاں حضرت
حسین رض بالاتفاق دفن نہیں۔ بلکہ وہاں صرف
ان کا سر ہے۔ اس کا بعض مصریین نے ذکر کیا ہے، اور
بعض مصریین منکر ہیں۔ جیسا کہ ہمارے شیخ ابن حجر
العسقلانی نے اس کا ذکر کیا ہے
میں نے امام تقی رح بن تیمیہ کا ایک

نَفِیْسَۃُ ابْنَۃُ الْحَسَنِ بْنِ زَیْدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رض فَقَدْ ذَکَرَہٗ بَعْضُ اَھْلِ الْمَعْرِفَۃِ اَنَّ خُصُوْصَ ھٰذَا الْمَحَلِّ الَّذِیْ الَّذِیْ یُزَارُ لَیْسَ ھُوَ قَبْرُھَا وَ لٰکِنَّھَا فِیْ تِلْکَ الْبُقْعَۃِ بِالْاِسْتِفَاضَۃِ وَاسْتَیْفَاءُ ذٰلِکَ مَعَ مَا بَعْدَہٗ یَطُوْلُ وَھُوَجَدِیْرٌ بِاِفْرَادِہٖ فِیْ تَالِیْفٍ اِنْتَھٰی ۔

جواب دیکھا ہے جس میں انہوں نے اس کا شدت سے انکار کیا ہے اور کافی طویل جواب ہے۔ نفیسہ بنت حسن بن علی بن ابی طالب کی جانب جو مکان مشہور ہے جس کا بعض اہل معرفت نے اس کی زیارت کا خصوصیت سے ذکر کیا ہے۔ یہ ان کی قبر نہیں۔ اگرچہ وہ اسی گھاٹی میں مدفون ہیں۔

فصل

اَقُوْلُ وَمِمَّا یُلْحَقُ بِہٖ مَا قَالَ الْعَلَّامَۃُ الشَّیْخُ مُحَمَّدُ بْنُ الْجَزَرِیِّ لَا یَصِحُّ تَعْیِیْنُ قَبْرِ نَبِیٍّ غَیْرَ قَبْرِ نَبِیِّنَا عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ نَعَمْ سَیِّدُنَا اِبْرَاھِیْمُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ تِلْکَ الْقَرْیَۃِ لَا بِخُصُوْصِ تِلْکَ الْبُقْعَۃِ اِنْتَھٰی وَکَاَنَّ فِیْہِ اِشَارَۃً اِلٰی اَنَّ لَا وُجُوْدَ لِنُوْرِ الْقَمَرِ وَ

ملا علی قاری فرماتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ وہ بات بھی پیش نظر رکھنی چاہیے جو علامۃ الشیخ محمد بن الجزری نے فرمائی ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کسی نبی کی قبر کی تعیین صحیح نہیں۔ ہاں سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام اس گاؤں میں مدفون ہیں نہ کہ خاص اس مکان میں جس کی جانب ان کی نسبت ہے۔ اور گویا کہ یہ اشارہ اسی امر کی جانب ہے کہ سورج کی روشنی جب ظاہر ہو گئی تو چاند

الکواکب بعد ظهور ضیاء الشمس و ایماء الی نسخ سائر الادیان فی جمیع الاماکن و الازمان و لئلا یشارکه احد فی زیارته لیتعظم له الشأن کما ذکر من الحکمة فی دفنه علیه السلام بالمدینة لئلا ینقص رتبته لو دفن بمکة فی جنب بیت الله الحرام و دفن بمکة کثیر من الصحابة الکرام و اما مقابرهم فغیر معروفة کما ذکره الاعلام حتی قبر خدیجة انما بنی علی ما وقع لبعضهم من المنام ثم اختلفوا فی مکان مولده علیه الصلوٰة والسلام وان اشتهر عند اهل مکة بالموضع المعروف عند الانام۔

اور ستاروں کی چمک کا وجود کہاں باقی رہا اور یہ چیز خود اس بات کی جانب اشارہ کرتی ہے کہ اب تمام مقامات اور تمام زمانوں میں کل ادیان ومذاہب کا نسخ ہو چکا۔ ورنہ آپ کی زیارت میں کوئی نہ کوئی اور بھی اسی عظمت وشان کے ساتھ شریک ہوتا۔ اور یہی حکمت تھی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ میں دفن کیا گیا، کیونکہ اگر مکہ معظمہ میں خانہ کعبہ کے پہلو میں دفن کیا جاتا۔ تو آپ کے رتبہ میں کمی آتی۔ اگرچہ مکہ معظمہ میں بہت سے صحابہ کرام دفن کئے گئے لیکن ان کی قبریں غیر معروف ہیں۔ جیسا کہ خود نشانات ظاہر کرتے ہیں۔ حتی کہ حضرت خدیجہ کی قبر بھی بعض لوگوں کے خواب پر بنائی گئی۔ پھر اس امر میں بھی اختلاف ہے۔ کہ حضور کی جائے پیدائش کون سی ہے اگرچہ اہل مکہ کے نزدیک اس سلسلہ میں ایک مقام مشہور ہے۔

اما ما احدث ثوا من مواليد ابی بکر و عمر و علی رضی الله عنهم

اسی طرح ابوبکر و عمر اور علی کی جائے پیدائش کا کچھ لوگ ذکر کرتے ہیں حالانکہ اس کا کوئی ثبوت نہیں تو ان کی جائے

مع عدم ثبوتها فلا يظهر وجه التبرك بأرضها إلا باعتبار مآل أمرهم وعلو قدرهم في أواخر عمرهم وإلا فحين ولادتهم لم يكن لهم شيء من ولاية نعم ظهر في الأحوال اللاحقة أنهم سبقت لهم الحسنى في الأحوال السابقة.

پیدائش کے ساتھ تبرک کی کوئی صورت ہی نہیں کیونکہ اعتبار تو ان کے انجام کا ہے اور آخر عمر میں ان کی قدر و منزلت کا ہے اور پیدائش کے وقت انہیں کوئی ولایت حاصل نہ تھی (کیونکہ پیدائش بھی کفار کے گھر میں ہوئی اور نشوونما بھی اور خود بھی ایک مدت تک کافر رہے) ہاں اس لحاظ سے کہ ان کے لئے مستقبل میں نیکی سبقت کر چکی تھی۔ جیسا کہ مستقبل کے واقعات نے ثابت کیا۔

ومن جملة مفتريات الشيعة الشنيعة جعل صورة قبر آدم ونوح عليهما السلام بجنب قبر علي رضي الله عنه مع أن قبره أيضا ليس بثابت وإنما بني على أمر المنام ونحوه من الكلام ولعل الباعث على ما فعلوه أنهم لما رأوا مقام الشيخين من الصحابة الكرام في ضريحه عليه السلام قصدوا بأن تزيد يجبر علي رضي الله عنه عن تفرده في

اسی طرح شیعوں کی بیہودگیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ علیؓ کی قبر کے پہلو میں آدم اور نوح علیہ السلام کی قبر بھی بنادی حالانکہ خود حضرت علی کی قبر ثابت نہیں وہ بھی ایک خواب کی بنیاد پر بنائی گئی تھی۔ اور غالباً انہوں نے یہ فعل اس لئے اختیار کیا کہ جب انہوں نے یہ دیکھا کہ صحابہ کرام میں ابوبکرؓ و عمرؓ کو جو مقام حضور کے پہلو میں دفن ہونے کا حاصل ہے۔ وہ اور کسی کو حاصل نہیں تو انہوں نے جھوٹی قبریں بنانے کا ارادہ کر لیا۔ تاکہ حضرت علی کو بھی کوئی مقام حاصل

ذلك المقام.

وكذا ما ينسبون من ابراء الاعمى والاشل والمقعد ونحوهم في مقبرة الامام علي بن موسى الرضا عليه وعلى آبائه التحية والثناء فانه زور وبهتان وكذا ما ادعاه جهلة اهل الحرمين برؤية النور عند قبره عليه السلام بخصوص ليلة المعراج فانه لن يكون الا من عمل اهل البطلان والزور.

واما نوره عليه الصلوة والسلام فهو في غاية من الظهور شرقا وغربا واول ما خلق الله نوره وسماه في كتابه نورا وفي دعائه عليه الصلوة والسلام اللهم اجعلني نورا وفي التنزيل يريدون ان يطفؤا نور الله بافواههم ويابى الله الا ان يتم نوره وقال تعالى الله نور السموات

حاصل ہو سکے۔

اسی طرح یہ باتیں جو منسوب کی جاتی ہیں، کہ علی بن موسیٰ الرضا کے مقبرہ میں اندھا بینا اور بیکار ہاتھ والا کارآمد ہو جاتا ہے یہ سب جھوٹ اور بہتان ہے اسی طرح اہل مکہ اور اہل مدینہ کے جہلاء کا یہ دعویٰ کہ لیلۃ المعراج میں حضور کی قبر مبارک کے قریب نور نظر آتا ہے، یہ بھی جھوٹ ہے اور جھوٹے آدمیوں کی باتیں ہیں کیونکہ معراج کے بارے میں حدیث و تاریخ معینہ ثابت نہیں۔

رہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک وہ تو شرقاً اور غرباً ظاہر ہی ہے، سب سے پہلے اللہ نے آپ کے نور کو پیدا کیا۔ اور اپنی کتاب میں بھی آپ کا نام نور رکھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعا میں فرماتے اے اللہ میرے لئے نور پیدا فرما دیجئے، اور قرآن میں ہے یہ لوگ اللہ کے نور کو اپنے مونہوں سے بجھانا چاہتے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے نور کو مکمل فرما کر رہیں گے، دوسرے مقام پر فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کا نور ہے اس کے نور

وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِهٖ فِيْ قَلْبِ
مُحَمَّدٍ وَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ وَمَنْ لَّمْ
يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ
لٰكِنْ هٰذَا النُّوْرُ لَيْسَ لَهُ الظُّهُوْرُ
اَمَّا فِيْ عَيْنِ اَهْلِ الْبَصِيْرَةِ فَاِنَّهَا
لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى
الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ ۔
وَفِي الْخُلَاصَةِ قَالَ الشَّيْخُ
قَدْ صُنِّفَ كُتُبٌ فِي الْحَدِيْثِ
وَجَمِيْعُ مَا احْتَوَتْ عَلَيْهِ مَوْضُوْعٌ
كَمَوْضُوْعَاتِ الْقُضَاعِيِّ وَمِنْهَا
الْاَرْبَعُوْنَ الْوَدْعَانِيَّةُ وَمِنْهَا
وَصَايَا عَلِيٍّ كُلُّهَا مَوْضُوْعَةٌ سِوَى
الْحَدِيْثِ الْاَوَّلِ وَهُوَ يَا عَلِيُّ اَنْتَ
مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى
غَيْرَ اَنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ قَالَ الصَّغَانِيُّ
وَمِنْهَا وَصَايَا عَلِيٍّ كُلُّهَا الَّتِيْ اَوَّلُهَا
يَا عَلِيُّ لِهَالِكٍ ثَلَاثُ عَلَامَاتٍ
وَفِيْ اٰخِرِهَا النَّهْيُ عَنِ الْمُجَامَعَةِ فِيْ

کی مثال اس طاق کی طرح ہے (طاق سے
مراد حضور کا دل) ومن لم یجعل اللہ لہ نوراً
فما لہ من نور۔ لیکن یہ نور وہ ہے
جس کا ظہور نہیں (بالفاظ دیگر یہ
نور قلب ہے یا نور ایمان ہے۔ اہل
بصیرت کو وہ نظر آجاتا ہے، لیکن جن کے
دل اندھے ہیں، وہ کیا دیکھیں گے۔
خلاصہ میں ہے شیخ فرماتے ہیں حدیث کی
وہ کتابیں اور دیگر قسم کی وہ کتب جو اس نور
کے ظہور کے بارے میں تصنیف کی گئیں سب
موضوع ہیں جیسا کہ موضوعات قضاعی۔ اسی
طرح ابن ودعان کی اربعون، اور کتاب
وصایا علیؓ تمام کی تمام موضوع ہے سوائے
پہلی حدیث یا علیؓ انت منی بمنزلۃ ہارون
من موسیٰ غیر انہ لا نبی بعدی۔ صغانی فرماتے
ہیں وصایا علیؓ سب کی سب موضوع ہے
اس کی پہلی روایت یہ ہے کہ فلاں کے لئے
تین علامتیں ہیں اور اخیر میں خاص خاص
اوقات میں صحبت سے منع کیا گیا، اور آخری

اَوْقَاتٍ مَخْصُوْصَةٍ كُلُّهَا مَوْضُوْعَةٌ وَ
اٰخِرُ هٰذِهِ الْوَصَايَا يَا عَلِيُّ اَعْطَيْتُكَ
فِيْ هٰذِهِ الْوَصِيَّةِ عِلْمَ الْاَوَّلِيْنَ وَ
الْاٰخِرِيْنَ وَضَعَهَا حَمَّادُ بْنُ عَمْرِو
النَّصِيْبِيُّ وَقَالَ السُّيُوْطِيُّ فِي اللَّآلِيْ
وَكَذَا وَصَايَا عَلِيٍّ مَوْضُوْعَةٌ وَاتُّهِمَ
بِهٖ حَمَّادُ بْنُ عَمْرٍو وَكَذَا وَصَايَاهُ
الْاُخْرٰى وَضَعَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زِيَادِ
بْنِ سِمْعَانَ اَوْ شَيْخُهٗ قَالَ الصَّغَانِيُّ
وَاَوَّلُ هٰذِهِ الْوَدَعَاتِ كَانَ
الْمَوْتُ فِيْهَا عَلٰى غَيْرِنَا كُتِبَ وَقَدْ
ذَكَرْنَاهُ مَعَ غَيْرِهٖ مِنْ مَوْضُوْعَاتِ
الشِّهَابِ وَاٰخِرُهَا مَا مِنْ بَيْتٍ اِلَّا
وَمَلَكٌ يَقِفُ عَلٰى بَابِهٖ خَمْسَ مَرَّاتٍ
فَاِذَا وَجَدَ الْاِنْسَانَ قَدْ نَفِدَ
اُكُلُهٗ وَانْقَطَعَ اَجَلُهٗ اَلْقٰى عَلَيْهِ
غَمَّ الْمَوْتِ فَغَشِيَتْهُ كُرُبَاتُهٗ وَ
غَمَرَتْهُ سَكَرَاتُهٗ قَالَ السُّيُوْطِيُّ فِي
الذَّيْلِ اِنَّ الْاَرْبَعِيْنَ الْوَدَعَانِيَّةَ

وصیت یہ ہے کہ میں اے علی تجھے اس وصیت
میں اولین وآخرین کا علم عطا کرتا ہوں اسے
حماد بن عمرو النصیبی نے وضع کیا تھا۔ سیوطی
لآلی میں فرماتے ہیں اسی طرح وصایا علی بھی
سب موضوع ہیں۔ اور ان کی وضع کی تہمت
حماد بن عمرو پر ہے۔ اسی طرح وہ وصایا علی
جو عبد اللہ بن زیاد بن سمعان یا اس کے
شیخ نے وضع کی تھیں سب موضوع ہیں۔
صغانی کہتے ہیں۔ اس کی اول روایت یہ ہے
کان الموت فیہا علی غیرنا۔ اور آخری روایت
یہ ہے۔ کہ کوئی گھر ایسا نہیں جہاں فرشتہ
پانچ بار دروازے پہ نہ ٹھہرتا ہو جب انسان
کا رزق ختم ہو جاتا۔ اور اس کی مدت
پوری ہو جاتی ہے۔ تو اس پر موت کا غم ڈال
دیا جاتا ہے۔ تو اس کی مصیبت اسے
بے ہوش کر دیتی ہے۔ اور اس کی عمر میں
سکرات پیدا ہو جاتے ہیں۔ سیوطی ذیل میں
فرماتے ہیں ان اربعین ودعانیہ میں سے اس
طریقہ کے ساتھ کوئی حدیث مرفوع صحیح نہیں

لا يصح فيها حديث مرفوع على
هذا النسق في هذه الأسانيد
وإنما يصح منها ألفاظ يسيرة وإن
كان كلامها حسنا وموعظة فليس
كل ما هو حق حديثا بل عكسه
وهي مسروقة سرقها ابن ودعان
من مرضعها زيد بن رفاعة و
يقال أنه الذي وضع رسائل
إخوان الصفا وكان من أجهل
خلق الله في الحديث وأقلهم حياء
وأجرؤهم على الكذب قال الصغاني
ومنها كتاب فضل العلماء للمحدث
شرف البلخي وأوله من تعلم مسئلة
من الفقه فكذا ومن الأحاديث
الموضوعة بإسناد واحد أحاديث
الشيخ المعروف بابن أبي الدنيا هو
الذي يزعمون أنه أدرك عليا و
عمر طويلا وأخذ بركابه فركب
وأصابه ركابه فشجه فقال مد الله

ہاں ان میں سے کچھ تھوڑے سے الفاظ
صحیح ہیں۔ اگرچہ کلام عمدہ اور ناصحانہ ہے
لیکن یہ تو ضروری نہیں کہ جو بات حق ہو وہ
حدیث بھی ہو۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ ہر حدیث
حق ضرور ہو گی۔ اور یہ سب روایات چوری
ہیں اسے ابن ودعان نے زید بن رفاعہ کی دودھ
پلانے والی سے چوری کیا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا
ہے کہ یہی وہ شخص ہے جس نے رسائل اخوان
الصفا وضع کئے۔ یہ حدیث کے معاملہ میں
تمام مخلوق میں سب سے زیادہ جاہل سب سے
زیادہ بے حیا اور سب سے زیادہ جھوٹ پر جری
تھا۔ صغانی فرماتے ہیں۔ اسی قسم کی کتب میں سے
کتاب فضل العلماء بھی ہے جسے محدث شرف البلخی
نے تصنیف کیا ہے اور اس کی پہلی روایت یہ ہے
کہ جو فقہ کا ایک مسئلہ بھی حاصل کرے اسکیلئے اتنا اجر ہے اسی
طرح شیخ ابن ابی الدنیا کے بارے میں جو لوگوں میں روایت مشہور ہے
وہ بھی موضوع ہے کہ ابن ابی الدنیا علی اور عمر کے ساتھ کافی مدت
تک رہے اور گھوڑے کی رکاب پکڑ کر سوار ہوئے تو عمر کی رکاب نے
انہیں زخمی کر دیا۔ حضرت عمر نے انہیں عمر کی برکت کی دعا دی

فِي عِشْرِينَ مَدًا وَأَحَادِيثُ ابْنِ نَسْطُورِ الرُّومِيِّ وَأَحَادِيثُ بِشْرٍ وَنُعَيْمِ بْنِ سَالِمٍ وَخِرَاشٍ عَنْ أَنَسٍ وَأَحَادِيثُ دِينَارٍ عَنْهُ وَأَحَادِيثُ أَبِي هُدْبَةَ إِبْرَاهِيمَ بْنِ هُدْبَةَ الْقَيْسِيِّ۔

وَمِنْهَا كِتَابٌ يُدْعَى بِمُسْنَدِ أَنَسٍ الْبَصْرِيِّ مِقْدَارُ ثَلَاثِمِائَةٍ يَرْوِيهِ سِمْعَانُ بْنُ الْمَهْدِيِّ عَنْ أَنَسٍ وَأَوَّلُهُ أُمَّتِي فِي سَائِرِ الْأُمَمِ كَالْقَمَرِ فِي النُّجُومِ وَفِي الذَّيْلِ سِمْعَانُ بْنُ الْمَهْدِيِّ عَنْ أَنَسٍ رض لَا يَكَادُ يُعْرَفُ أُلْصِقَتْ بِهِ نُسْخَةٌ مَكْذُوبَةٌ قَطَعَ اللّٰهُ مَنْ وَضَعَهَا وَفِي لِسَانِ الْمِيزَانِ هِيَ مِنْ رِوَايَةِ مُحَمَّدِ بْنِ مُقَاتِلٍ الرَّازِيِّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ هَارُونَ عَنْ سِمْعَانَ فَذَكَرَ النُّسْخَةَ وَهِيَ أَكْثَرُ مِنْ ثَلَاثِمِائَةِ حَدِيثٍ أَكْثَرُ مُتُونِهَا مَوْضُوعَةٌ انْتَهَى قَالَ الصَّغَانِيُّ وَمِنْهَا الْأَحَادِيثُ الَّتِي

اسی طرح ابن نسطور الرومی بشر اور نعیم بن سالم کی احادیث ایسے ہی خراش کی ہے وہ احادیث جو اس نے انس رض سے روایت کی ہیں۔ ایسے ہی دینار کی انس رض سے روایتیں اور ابو ہدبہ ابراہیم بن ہدبہ القیسی کی احادیث سب موضوع ہیں۔

اسی طرح وہ کتاب جو مسند انس رض کے نام سے مشہور ہے اور انس سے اسے سمعان بن المہدی نے روایت کیا ہے جس میں تین سو کے قریب روایات ہیں اور پہلی حدیث اس کی یہ ہے کہ میری امت تمام امتوں میں ایسی ہی ہے جیسے کہ چاند تاروں میں ذیل میں ہے سمعان بن المہدی پہچانا نہیں جاتا اس نے ایک جھوٹا نسخہ انس سے منسوب کردیا ہے اللہ تعالیٰ اس کے وضع کرنے والے کو قطع کرے لسان المیزان میں ہے یہ نسخہ محمد بن مقاتل الرازی کی روایت سے منقول ہے اور وہ اسے جعفر بن ہارون کے واسطے سمعان سے ایک نسخہ کی روایت کرتا ہے جس میں تین سو سے زیادہ روایتیں ہیں۔ اور ان کے اکثر متون موضوع ہیں صغانی

فِی غَیْرِهٖ مِنْ اَحَادِیْثِ اَبِیْ نَسْطُوْرِ الرُّوْمِیِّ وَاَحَادِیْثِ بِشْرٍ وَنُعَیْمِ بْنِ سَالِمٍ وَخِرَاشٍ عَنْ اَنَسٍ وَاَحَادِیْثِ دِیْنَارٍ عَنْهُ وَاَحَادِیْثِ اَبِیْ هُدْبَةَ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ هُدْبَةَ الْقَیْسِیِّ ۔	اسی طرح ابن نسطور الرومی بشر اور نعیم بن سالم کی احادیث ایسے ہی خراش کی ہے وہ احادیث جو اس نے انس رض سے روایت کی ہیں۔ ایسے ہی دینار کی انس سے روائتیں اور ابو ہدبہ ابراہیم بن ہدبہ القیسی کی احادیث سب موضوع ہیں ۔
وَمِنْهَا کِتَابٌ یُسَمّٰی بِمُسْنَدِ اَنَسٍ الْبَصْرِیِّ مِقْدَارُ ثَلٰثِ مِائَةٍ یَرْوِیْهِ سِمْعَانُ بْنُ الْمَهْدِیِّ عَنْ اَنَسٍ وَاَوَّلُهٗ اُمَّتِیْ فِیْ سَائِرِ الْاُمَمِ کَالْقَمَرِ فِی النُّجُوْمِ وَفِی الذَّیْلِ سِمْعَانُ بْنُ الْمَهْدِیِّ عَنْ اَنَسٍ رض کَادَ یُعْرَفُ اُلْصِقَتْ بِهٖ نُسْخَةٌ مَکْذُوْبَةٌ قَطَعَ اللّٰهُ مَنْ وَضَعَهَا وَفِیْ لِسَانِ الْمِیْزَانِ هِیَ مِنْ رِوَایَةِ مُحَمَّدِ بْنِ مُقَاتِلٍ الرَّازِیِّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ هَارُوْنَ عَنْ سِمْعَانَ فَذَکَرَ النُّسْخَةَ وَهِیَ اَکْثَرُ مِنْ ثَلٰثِ مِائَةِ حَدِیْثٍ اَکْثَرُ مُتُوْنِهَا مَوْضُوْعَةٌ اِنْتَهٰی قَالَ الصَّغَانِیُّ وَمِنْهَا الْاَحَادِیْثُ الْمَکِّیُّ	اسی طرح وہ کتاب جو مسند انس رض کے نام سے مشہور ہے اور انس سے اسے سمعان بن المہدی نے روایت کیا ہے جس میں تین سو کے غریب روایات ہیں اور پہلی حدیث اس کی یہ ہے۔ کہ میری امت تمام امتوں میں ایسی ہی ہے جیسے کہ چاند تاروں میں ذیل میں ہے سمعان بن المہدی پہچانا نہیں جاتا اس نے ایک جھوٹا نسخہ انس سے منسوب کر دیا ہے اللہ تعالیٰ اس کے وضع کرنے والے کو قطع کرے لسان المیزان میں ہے یہ نسخہ محمد بن مقاتل الرازی کی روایت سے منقول ہے اور وہ اسے جعفر بن ہارون کے واسطے سمعان سے ایک نسخہ کی روایت کرتا ہے جس میں تین سو سے زیادہ روائتیں ہیں ۔ اور ان کے اکثر متون موضوع ہیں صغانی

تُرْوٰی فِیْ تَسْمِیَتِهَا بِاَحْمَدَ لَا تَثْبُتُ شَیْءٌ مِنْهَا ۔

کہتے ہیں اسی طرح وہ احادیث جن میں یا احمدؒ کا لفظ آئے ایک بھی ثابت نہیں ۔

وَمِنْهَا خُطْبَةُ الْوَدَاعِ مِنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَفْعَهٗ وَاَوَّلُهٗ لَا يَرْكَبُ اَحَدُكُمُ الْبَحْرَ عِنْدَ ارْتِجَاجِهٖ قُلْتُ وَمِنْهَا مَسَائِلُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ فِیْ اِمْتِحَانِهِ النَّبِیَّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَهِیَ قَدْرُ كُرَّاسَةٍ مِنْ مُهْمَلَاتِ الْكَلَامِ وَفِی اللَّآلِیْ اَلْخُطْبَةُ الْاَخِيْرَةُ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ بِطُوْلِهَا مَوْضُوْعَةٌ اِتَّهَمَ بِهٖ مَيْسَرَةُ بْنُ عَبْدِ رَبِّهٖ لَا بُوْرِكَ فِيْهِ مِنْ عِنْدِ رَبِّهٖ ۔

اسی قسم کی روایات میں سے خطبۂ حجۃ الوداع بھی ہے جو ابو الدرداء سے مرفوعاً مروی ہے جسکی ابتداء یہ ہے کہ کوئی تم میں سے سمندر کا سفر تموج کے وقت نہ کرے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ اسی طرح وہ سوالات ہیں جو عبد اللہ بن سلام نے حضور کا امتحان لیتے وقت سنے تھے اور وہ ایک اچھا خاصہ رسالہ ہے جو مہملات سے پر ہے لآلی میں ہے اخیر خطبہ میں ابو ہریرہ اور ابن عباس رض سے ایک لمبی روایت مروی ہے جو موضوع ہے اسے میسرہ بن عبد ربہ نے وضع کیا تھا خدا کے سامنے اسے برکت عطا نہ ہو ۔

وَفِی الْوَجِيْزِ قَالَ ابْنُ عَدِیٍّ كَتَبْتُ جُمْلَةً عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْاَشْعَثِ عَنْ مُوْسٰى بْنِ اِسْمٰعِيْلَ وَابْنِ مُوْسٰى بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ اٰبَائِهٖ اِلٰی عَلِیٍّ رَفْعَهَا اَخْرَجَ اِلَيْنَا نُسْخَةً قَرِيْبًا مِنْ اَلْفِ حَدِيْثٍ عَنْ مُوْسٰى الْمَذْكُوْرِ

وجیز میں ہے ابن عدی کہتے ہیں میں نے محمد بن اشعث سے احادیث لکھیں جنہیں وہ موسیٰ بن اسمٰعیل اور ابن موسیٰ بن جعفر سے بواسطہ حضرت علی سے مرفوعاً روایت کرتا تھا انہیں ہمارے سامنے ایک نسخہ نکالا جس میں ایک ہزار سے زائد موسیٰ المذکور سے روایات مروی تھیں اور عام روایات اس کی منکر تھیں دار قطنی فرماتے ہیں یہ بھی ایک

مِنْ آبَائِهِ بِخَطٍّ طَرِيٍّ عَامَّتُهَا مَنَاكِيْرُ
قَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ إِنَّهُ مِنْ آيَاتِ اللهِ
وَضَعَ ذٰلِكَ الْكِتَابَ يَعْنِيْ
الْعَلْوِيَّاتِ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ وَ
سَمَّاهُ السُّنَنَ وَكُلُّهُ بِسَنَدٍ وَاحِدٍ
مِنْهُ لَا خَيْلَ أَبْقَى عَنْ أَوْلَادِهِمْ
كَامْرَأَةٍ كَابْنَةِ الْعَمِّ وَعَبْدُ اللهِ
وَابْنُ أَحْمَدَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَلِيٍّ
الرِّضَاءِ وَأَبِيْهِ غَيْرُ مَرْضِيَّةٍ وَكَذَا
نِسْبَتُهُ إِلَى عَبْدِ اللهِ بْنِ أَحْمَدَ
غَيْرُ صَحِيْحَةٍ إِنْ كَانَ الْمُرَادُ بِهِ
الْإِمَامَ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ فَتَأَمَّلْ
فَإِنَّهُ مَحَلُّ زَلَلٍ ثُمَّ اسْتَحَقَّ الْمُطْلَقَ
لِلْأَبَاطِيْلِ وَمِنْهَا لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ
تُؤْمِنُ بِاللهِ أَنْ تَضَعَ الْفَرْجَ عَلَى
السَّرْجِ وَمَنْ مَنَعَ الْمَاعُوْنَ لَزِمَهُ
طَوْقُ الْبُخْلِ قُلْتُ وَالثَّانِيْ مُسْتَفَادٌ
مِنْ قَوْلِهِ تَعَالَى وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ
وَمِنْهَا لَعَنَ اللهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ

اللہ کا عذاب ہے۔ کہ یہ کتاب یعنی علویات وضع کی گئی
عسقلانی فرماتے ہیں اس کا نام انہوں نے سنن رکھا
ہے اور سب کی سب ایک ہی سند سے مروی ہیں،
ان میں سے ایک روایت یہ بھی ہے کوئی سیاہ وسرخ
گھوڑا باقی نہ رہے گا اور یہ احادیث ایک عورت سے
جو چچازاد بہن ہو اور عبداللہ بن احمد، احمد، علی الرضا
کے ذریعہ ایک نسخہ روایت کیا جاتا ہے جو موضوع ہے
اور باطل ہے اس کے وضع کی نسبت عبداللہ یا احمد
کی جانب تو ہو نہیں سکتی جیسا کہ بعض اصحاب کو غلط
فہمی ہے اسی طرح وضع کی نسبت رضا یا ان کے والد
کی جانب یہ بھی بہتر نہیں اور عبداللہ بن احمد کی جانب تو
ہرگز بھی صحیح نہیں ہو سکتی کیونکہ اگر اس سے مراد امام احمد بن
حنبل ہیں تو یہ تو تباہی کا مقام ہے پھر غلطی کی باطل روایات
بھی اسی کی مستحق ہیں جس کی ایک روایت یہ ہے کہ وہ
عورت جو اللہ پر ایمان رکھتی ہو یہ حلال نہیں کہ وہ اپنی
شرمگاہوں کو چراغوں پر رکھے اور جو مانگنے والے کو روکے
اس کے لئے بخل لازم ہوگیا، ملا علی قاری فرماتے ہیں
یہ دوسری روایت اللہ تعالیٰ کے قول ویمنعون
الماعون سے مستفاد ہے ایسے ہی یہ روایت کہ اللہ

إليه ومنها لا تقولوا مسيجد ولا مصيحف ونهى عن تصغير الأسماء أي المعظمة وأن نسمي حمدون أو علوان أو كعموش وغيرها وروي عن ابن جريج عن عطاء عن أبي سعيد بالوصية لعلي في الجماع وكيف يجامع فانظر إلى هذا الدجال ما أجرأه قلت أراد بالدجال الراوي عن ابن جريج وإلا فهو إمام جليل۔

وقال الديلمي أسانيد كتاب العروس لأبي الفضل جعفر بن محمد بن جعفر بن محمد بن علي بن الحسين واهية لا يعتمد عليها وأحاديثه منكرة۔

قلت ومن القواعد الكلية أن نقل الأحاديث النبوية والمسائل الفقهية والتفاسير القرآنية لا يجوز إلا من الكتب المتداولة لعدم

تعالیٰ دیکھنے والے پر اور جس شئے کی جانب دیکھا جائے اس پر لعنت فرماتا ہے ایسے ہی یہ روایت کہ مسیجد اور مصیحف نہ کہا کرو اور مصغر نام نہ رکھا کرو اور نہ حمدون، علوان اور کعموش وغیرہ نام رکھو، ابن جریج عطاء ابو سعید کے ذریعہ جماع کے بارے میں حضرت علیؓ کیلئے وصیت روایت کی جاتی ہے، کہ کس طرح جماع کیا جائے اس دجال کو دیکھئے کہ جھوٹ میں کتنا جری ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں یہاں دجال سے مراد ابن جریج نہیں ورنہ وہ تو بہت بڑے امام ہیں۔ بلکہ ابن جریجؒ سے روایت کرنے والا مراد ہے

دیلمیؒ کہتے ہیں کتاب العروس کی اسناد جو ابو الفضل جعفر بن محمد بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی تک پہنچتی ہیں، سب واہیات ہیں ان پر کوئی اعتماد نہیں کیا جا سکتا اور روایات بھی سب منکر ہیں۔

ملا علی قاری فرماتے ہیں اسی باعث قاعدہ کلیہ ہے کہ احادیث نبویہ فقہی مسائل اور تفسیر قرآنیہ بجز کتب متداولہ کے کسی سے روایت کرنا جائز نہیں، کیونکہ دیگر کتب پر کوئی اعتماد نہیں کیا جا سکتا اسلئے کہ زنادقہ

لِعَدَمِ الْاِعْتِمَادِ عَلٰی غَیْرِھَا مِنْ
وَضْعِ الزَّنَادِقَۃِ وَالْمَلَاحِدَۃِ
بِخِلَافِ کُتُبِ الْمَحْفُوظَۃِ فَاِنَّ
نُسَخَھَا یَکُوْنُ صَحِیْحَۃً مُتَعَدِّدَۃً وَ
قَدْ حَکَی السُّیُوْطِیُّ عَنِ ابْنِ الْجَوْزِیِّ
اَنَّ مَنْ وَقَعَ فِیْ حَدِیْثِہِ الْمَوْضُوْعُ
وَالْکِذْبُ وَالْقَلْبُ اَنْوَاعٌ مِنْھُمْ
مَنْ غَلَبَ عَلَیْہِ الزُّھْدُ فَغَفَلَ
عَنِ الْحِفْظِ اَوْ ضَاعَتْ کُتُبُہٗ
فَحَدَّثَ عَنْ حِفْظِہٖ فَغَلَطَ فِیْ
نَقْلِہٖ وَمِنْھُمْ قَوْمٌ ثِقَاتٌ لٰکِنْ
اخْتَلَطَ عُقُوْلُھُمْ فِیْ اَوَاخِرِ اَعْمَارِھِمْ
وَمِنْھُمْ مَنْ رَوَی الْخَطَاَ سَھْوًا فَلَمَّا
رَاَی الصَّوَابَ وَاَیْقَنَ لَمْ یَرْجِعْ
اَنَفَۃً اَنْ یَنْسُبُوْہُ اِلَی الْغَلَطِ وَ
مِنْھُمْ زَنَادِقَۃٌ وَضَعُوْہُ قَصْدًا
اِلٰی اِفْسَادِ الشَّرِیْعَۃِ وَاِیْقَاعِ
الشَّکِّ وَالتَّلَاعُبِ بِالدِّیْنِ وَ
قَدْ کَانَ بَعْضُ الزَّنَادِقَۃِ یَتَغَفَّلُ

اور ملاحدہ نے اس میں بہت کچھ الحاق کیا ہے بخلاف
کتب محفوظہ کے کیونکہ ان کے نسخے صحیح اور معتمد ہوتے
ہیں سیوطی نے ابن الجوزی سے روایت کیا ہے کہ احادیث
میں جو موضوع، جھوٹ اور دیگر مختلف قسم کی روایات داخل
ہوئیں یہ ان لوگوں کی جانب سے داخل ہوئیں جن پر زہد غالب
تھا یا تو ان کا حافظہ کمزور ہو گیا۔ یا ان کی کتابیں ضائع ہو گئیں
اور انہوں نے اپنے حافظہ سے احادیث بیان کرنی شروع کیں
اور اسے روایت کرنے میں غلطی کھائی۔ ایسے ہی اس قوم سے
بھی نقصان پہنچا جو خود ثقہ تھے لیکن اخیر عمر میں ان کی
عقلیں جواب دے گئیں۔ بعض رواۃ اس قسم کے بھی
ہیں جنہوں نے بھول سے غلط روایت بیان کی جب انہیں
صحت کا علم ہوا تو انہوں نے صحیح جانب اس خیال سے رجوع
نہ کیا کہ لوگ انہیں غلط بیانی کی طرف منسوب کریں گے ان
میں سے زنادقہ بھی ہیں جنہوں نے قصداً حدیثیں وضع کیں
ان کا مقصد دین میں فساد، اختلاف باہمی اور دین
کو ایک کھیل کی حیثیت دینا تھا بعض زنادقہ شیخ کی
فضیلت بیان کرتے جس کے باعث شیخ درس میں وہ
شئے بھی بیان کر جاتا جو حدیث میں نہ تھی بعض اشخاص
وہ بھی تھے جنہوں نے دین کی نفرت کے لیے حدیثیں وضع

الشيخ فيمن رأس في كتابه ما ليس	گیں، بعض وہ لوگ بھی تھے جو ترغیب و ترہیب
عن حل يثه ومنهم من يضع	کی احادیث ثواب سمجھ کر وضع کرتے، بعض وہ
لنصرة مذهبه ومنهم من يضع	بھی تھے جنہوں نے ہر عمدہ بات کے لئے سند وضع
حسبة ترغيبا وترهيبا ومنهم من	کرنا جائز سمجھا تھا، بعضوں کا مقصد وضع حدیث
اجاز وضع الاسانيد لكلام	سے بادشاہوں کا تقرب تھا۔ انہیں میں سے قصہ گو
حسن ومنهم من قصد التقريب	بھی تھے جن کا مقصد یہ تھا کہ لوگوں سے ایسی
الى السلطان ومنهم القصاص	روایات بیان کی جائیں جس سے لوگوں
لانهم يريدون احاديث ترقق	کے دل نرم ہوں اور پھر وہ ہم پہ مال
وتنفق انتهى ٭	خرچ کریں ؛
وروي عن مالك قال	امام مالک سے روایت کیا جاتا ہے کہ جب میں مامون کے
دخلت على المامون والمجلس	پاس گیا اور وہ اپنی مجلس خاص میں بیٹھا ہوا تھا تو خلیفہ
خاص باهله فاذا بين الخليفة	اور وزیر کے مابین کچھ جگہ باقی تھی، میں ان دونوں
والوزير فرجة فجلست بينهما	کے درمیان بیٹھ گیا اور میں نے مامون سے یہ مرفوع
فحدثته مرفوعا اذا ضاق المجلس	روایت بیان کی کہ جب جگہ تنگ ہو تو عالم کی جگہ
باهله فبين كل سيدين مجلس	دو سرداروں کے درمیان ہوتی ہے، ذیل میں ہے
عالم وفي الذيل هو منكر ومالك	یہ روایت منکر ہے۔ اور امام مالک مامون کی خلافت
لم يبق الى زمن المامون ٭	سے قبل ہی وفات پا گئے تھے ،
وفي الذيل اخرج الحارث	ذیل میں ہے حارث بن اسامہ نے اپنی
بن اسامة في مسنده عن داود	مسند میں داؤد بن المحبر سے تیس سے اٹھائیس نقل

الْمُخْتَرِ بِضْعًا وَثَلَاثِيْنَ حَدِيْثًا	کی ہیں، حافظ ابن حجر فرماتے ہیں، یہ تمام کی
قَالَ الْعَسْقَلَانِي كُلُّهَا مَوْضُوْعَةٌ۔	تمام موضوع ہیں۔
مِنْهَا اِنَّ الْاَحْمَقَ يُصِيْبُ	اسی قسم کی روایات میں سے یہ بھی ہے، کہ
بِحُمْقِهٖ اَعْظَمَ مِنْ فُجُوْرِ الْفَاجِرِ	جب کوئی احمق اپنی کسی بڑی حماقت کی بنا پر کوئی
وَاِنَّمَا يَرْتَفِعُ الْعِبَادُ غَدًا فِي الدَّرَجَاتِ	برائی کر بیٹھتا، تو وہ لوگوں کے درجے بلند کرتا
وَيَنَالُوْنَ الزُّلْفٰى مِنْ رَبِّهِمْ عَلٰى	اور خدا سے اپنی بد عقلی کی بنا پر رحمت کا بھی
قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ۔	طالب رہتا۔
وَمِنْهَا اَفْضَلُ النَّاسِ	اسی قسم کی ایک روایت یہ ہے کہ لوگوں میں سب سے
اَعْقَلُ النَّاسِ۔	افضل وہ ہے جو سب سے زیادہ عاقل ہو۔
وَمِنْهَا قِيْلَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ	اسی طرح یہ روایت کہ آپ سے عرض کیا گیا۔ یا
مَا اَعْقَلَ هٰذَا النَّصْرَانِيَّ فَزَجَرَهٗ	رسول اللہ یہ نصرانی کتنا عاقل ہے تو آپ نے اسے ڈانٹا
فَقَالَ مَهْ اِنَّ الْعَاقِلَ مَنْ عَمِلَ	اور فرمایا کہ عاقل وہ ہے، جو اللہ کی اطاعت
بِطَاعَةِ اللّٰهِ۔	کرے۔
وَوَضَعَ سُلَيْمَانُ بْنُ مُوْسٰى	سلیمان بن موسٰی نے بیس سے زیادہ روایات
بِضْعًا وَعِشْرِيْنَ حَدِيْثًا مِنْهَا	وضع کیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ علقمہ سے عرض
قِيْلَ لِعَلْقَمَةَ مَا اَعْقَلَ النَّصَارٰى	کیا گیا کہ نصاریٰ کتنے عقلمند ہیں، انہوں نے کہا
فَقَالَ مَهْ فَاِنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ كَانَ	ہمیں ابن مسعود کسی نصرانی کو عاقل کہنے سے منع کرتے
يَنْهَانَا اَنْ نُسَمِّيَ الْكَافِرَ عَاقِلًا وَ	تھے، اسی سلیمان کی موضوع روایتوں میں سے یہ بھی
مِنْهَا رَكْعَتَانِ مِنَ الْعَاقِلِ اَفْضَلُ	ہے کہ عاقل کی دو رکعت نماز جاہل کی ستر رکعت

مِنْ سَبْعِيْنَ رَكْعَةً مِنَ الْجَاهِلِ وَ
لَوْ قُلْتَ سَبْعَمِائَةِ رَكْعَةٍ لَكَانَ
كَذٰلِكَ وَمِنْهَا اَنَّ عَدِيَّ بْنَ
حَاتِمٍ اَطْرٰى اَبَاهُ وَذَكَرَ مِنْ سُؤْدُدِهٖ
وَشَرَفِهٖ وَعَقْلِهٖ فَقَالَ عَلَيْهِ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اِنَّ الشَّرَفَ
وَالسُّؤْدُدَ وَالْعَقْلَ فِي الدُّنْيَا وَ
الْاٰخِرَةِ لِلْعَامِلِ بِطَاعَةِ اللّٰهِ فَقَالَ
يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنَّهٗ كَانَ يَقْرِي
الضَّيْفَ وَيُطْعِمُ الطَّعَامَ وَيَصِلُ
الْاَرْحَامَ وَيُعِيْنُ النَّوَائِبَ وَيَفْعَلُ
وَيَفْعَلُ فَهَلْ يَنْفَعُ ذٰلِكَ شَيْئًا
قَالَ لَا اِنَّ اَبَاكَ لَمْ يَقُلْ قَطُّ رَبِّ
اغْفِرْ لِيْ خَطِيْئَتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ
وَفِي الذَّيْلِ اَيْضًا اَنَّ قِصَّةَ رَحِيْلِ
بِلَالٍ ثُمَّ رُجُوْعَهٗ اِلَى الْمَدِيْنَةِ
بَعْدَ رُؤْيَتِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
فِي الْمَنَامِ وَاَذَانِهٖ بِهَا وَارْتِجَاجِ
اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لَا اَصْلَ لَهٗ وَهِيَ

نمازوں سے بہتر ہے ، اگر میں سات سو بھی کہوں ، تو
کوئی بات نہیں ، اس کی ایک روایت یہ بھی ہے
کہ عدی بن حاتم الطائی نے اپنے والد کی سرداری
اس کی عزت و شرف اور عقل حضور کے سامنے بیان
کی ، آپ نے فرمایا ، سرداری ، عزت اور عقل دنیا و
آخرت میں اللہ کی اطاعت کرنے والے کے
لئے ہے عدی نے عرض کیا یا رسول اللہ
وہ مہمان داری کرتا ، لوگوں کو کھانا کھلاتا ، صلہ
رحمی کرتا ، اور مصائب میں مدد کرتا اور اسی قسم کے
دیگر امور انجام دیتا تو کیا اسے کوئی شئے بھی فائدہ
نہیں پہنچائے گی ، آپ نے فرمایا ہرگز نہیں ، تیرے باپ نے
کبھی نہیں کہا کہ اے میرے خداوند قیامت کے روز
میرے گناہ معاف کرنا معنوی لحاظ سے اتنی بات تو صحیح
ہے کہ بحالت کفر کوئی بھلائی بھی فائدہ نہیں پہنچاتی (ذیل
میں ہے ، اسی طرح بلال کے کوچ کر جانے اور
پھر مدینہ واپس آنے کا واقعہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کے بعد وہ مدینہ
واپس آگئے ، وہاں اذان دی جس سے اہل مدینہ
کانپ گئے ، اس کی کوئی اصل نہیں ، اور یہ موضوع

بِنِيَّتِهِ الْمَوْضِعِ انْتَهٰى وَكَانَ ابْنُ
حَجَرٍ الْمَكِّيُّ مَا اطَّلَعَ عَلَيْهِ وَذَكَرَهُ
فِيْ كِتَابِهِ الْمَوْضُوْعِ لِلزِّيَادَةِ وَفِي
الذَّيْلِ اَيْضًا اَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ لَمَّا اَرَادَ اَنْ يَّبْنِيَ مَسْجِدَ
الْمَدِيْنَةِ اَتَاهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
فَقَالَ ابْنِهِ سَبْعَةَ اَذْرُعٍ طُوْلًا فِي
السَّمَاءِ غَيْرَ مُزَخْرَفَةٍ وَلَا مُنَقَّشَةٍ
لَمْ يُوْجَدْ وَلَهُ اَيْضًا اَنَّهُ عَلَيْهِ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اِذَا كَانَ يُصَلِّيْ
ظَنَّ الظَّانُّ اَنَّهُ جَسَدٌ لَا رُوْحَ فِيْهِ
وَفِي الْمُخْتَصَرِ الرَّجُلَانِ
مِنْ اُمَّتِيْ لَيَقُوْمَانِ اِلَى الصَّلٰوةِ
وَرُكُوْعُهُمَا وَسُجُوْدُهُمَا وَاحِدٌ وَاِنَّمَا
بَيْنَ صَلٰوتَيْهِمَا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ
وَالْاَرْضِ مَوْضُوْعٌ وَفِيْهِ اَيْضًا كَانَ
عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَا يَجْلِسُ
اِلَيْهِ اَحَدٌ يُصَلِّيْ اِلَّا خَفَّفَ صَلٰوتَهُ
وَاَقْبَلَ عَلَيْهِ فَقَالَ اَلَكَ حَاجَةٌ فَاِذَا

ہے۔ ابن حجر المکی نے اس پر مطلع کیا ہے
اور اپنی کتاب الموضوع میں کچھ زیادتی
کے ساتھ اس کا ذکر کیا ہے۔ ذیل میں ہے سلیمان
کی ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی بنانے کا ارادہ فرمایا
تو جبرائیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے فرمایا
اسے سات گز اونچی بناؤ۔ اور اس میں کسی
قسم کے نقش و نگار نہ ہوں اس کی ایک
ذیل میں یہ بھی ہے۔ کہ جب حضور نماز پڑھتے
تو دیکھنے والا یہ خیال کرتا کہ یہ ایسا جسم ہے
کہ جس میں روح نہیں۔

مختصر میں ہے کہ میری امت میں دو آدمی ایسے ہونگے
کہ جب وہ نماز کو کھڑے ہوں گے تو ان کے رکوع و سجود
برابر ہوں گے اور ان دونوں کی نمازوں کے مابین
اتنا ہی فرق (باعتبار درجہ) ہوگا جتنا زمین و آسمان
کے مابین، یہ روایت موضوع ہے۔ مختصر میں ہے
کہ جب حضور نماز پڑھتے ہوتے اور کوئی آپ کے
پاس آکر بیٹھتا۔ تو آپ نماز ہلکی کر دیتے اور اس
کی جانب متوجہ ہو کر اس کی حاجت دریافت

فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهٖ عَادَ اِلٰى صَلٰوتِهٖ لَمْ يُوْجَدْ ۔

وَفِيْهِ اَيْضًا لَا يَصِحُّ فِيْ صَلٰوةِ الْاُسْبُوْعِ شَيْءٌ وَفِيْ لَيْلَةِ الْجُمُعَةِ اِثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً بِالْاِخْلَاصِ عَشْرَ مَرَّاتٍ بَاطِلٌ لَا اَصْلَ لَهٗ وَكَذَا رَكَعَاتٍ بِاِذَا زُلْزِلَتْ خَمْسَةَ عَشْرَةَ مَرَّةً وَفِيْ رِوَايَةٍ خَمْسِيْنَ مَرَّةً وَالْكُلُّ مُنْكَرٌ بَاطِلٌ وَيَوْمَ الْجُمُعَةِ رَكْعَتَانِ وَالْاَرْبَعُ وَالْاِثْنَا عَشَرَ لَا اَصْلَ لَهٗ وَقَبْلَ الْجُمُعَةِ اَرْبَعُ رَكَعَاتٍ بِالْاِخْلَاصِ خَمْسِيْنَ مَرَّةً لَا اَصْلَ لَهٗ وَكَذَا صَلٰوةُ عَاشُوْرَاءَ وَصَلٰوةُ الرَّغَائِبِ مَوْضُوْعٌ بِالْاِتِّفَاقِ وَكَذَا بَقِيَّةُ صَلَوَاتِ لَيَالِيْ رَجَبَ وَلَيْلَةِ السَّابِعِ وَالْعِشْرِيْنَ مِنْ رَجَبَ وَلَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ مِائَةَ رَكْعَةٍ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ عَشْرَ مَرَّاتٍ

فرماتے اور اسے پورا کرنے کے بعد نماز شروع فرماتے، یہ کہیں نہیں پائی جاتی۔

نیز مختصر میں ہے کہ ہفتہ کی نمازوں کے بارے میں جو روایات آتی ہیں وہ بھی صحیح نہیں، ایسے ہی جمعہ کی رات کو بارہ رکعت نماز پڑھنا اور ہر رکعت میں دس دس بار سورت اخلاص پڑھنا یہ باطل ہے، اس کی کوئی اصل نہیں، ایسے ہی وہ دو رکعتیں جن میں اذا زلزلت پندرہ پندرہ بار پڑھی جائے، اور ایک روایت میں پچاس بار کا ذکر ہے، یہ سب کی سب منکر ہیں اور باطل ہیں ایسے ہی جمعہ کے دن میں دو چار اور بارہ رکعتوں کی روایات ہیں ان کی بھی کوئی اصل نہیں، ایسے ہی یہ روایت کہ جمعہ کے روز چار رکعت نماز پڑھی جائے اور ہر ایک میں سورت اخلاص پچاس پچاس بار پڑھی جائے اس کی بھی کوئی اصل نہیں۔ اسیطرح عاشورہ کی نماز اور صلوۃ الرغائب بالاتفاق موضوع ہیں اسی طرح بقیہ وہ نمازیں جو رجب کی راتوں میں اور علی الخصوص ستائیسویں رجب کی رات میں اور اسی طرح شعبان کی پندرھویں رات میں سو رکعت نماز پڑھنا اور ہر ایک میں سورت اخلاص دس دس بار پڑھنا اور نمازوں

بالاخلاص ولا تغتر بذكرها في قوت القلوب واحياء العلوم ولا يذكره الثعلبي في تفسيره وكذا في شرح الاوراد۔

کا جو ذکر قوت القلوب یا احیاء العلوم میں ہے اس سے کوئی دھوکہ نہ کھائے۔ ایسے ہی ثعلبی نے اپنی تفسیر میں اور شرح الاوراد میں جو اس کا ذکر ہے اس سے بھی کوئی دھوکہ نہ کھائے۔

ثم في المواهب ما يذكره القصاص من ان القمر دخل في جيب النبي عليه الصلوة والسلام وخرج من كمه ليس له اصل كما حكاه الشيخ بدر الدين الزركشي عن شيخه العماد بن كثير في حيوة الحيوان للدميري قال القرطبي يقال للصرد الصوام ورد بنا في معجم عبد الباقي بن قانع عن ابي غليظ امية بن خلف الجمحي قال رآني رسول الله صلى الله عليه وسلم وعلى يدي صرد فقال هذا اول طائر صام يوم عاشوراء والحديث مثل اسمه غليظ فقد قال الحاكم هو من

مواہب میں ہے کہ قصہ گو جو یہ ذکر کرتے ہیں کہ چاند نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گریبان میں سے داخل ہو کر آپ کی آستین سے نکل گیا۔ اس کی بھی کوئی اصل نہیں۔ جیسا کہ شیخ بدر الدین الزرکشی نے شیخ عماد بن کثیر سے نقل کیا ہے۔ حیوۃ الحیوان الدمیری میں ہے۔ قرطبی رح کہتے ہیں صرد (ایک پرندہ) کو بہت روزہ رکھنے والا بولا جاتا ہے، اور معجم عبد الباقی القانع میں یہ روایت موجود ہے کہ ابو غلیظ امیہ بن خلف الجمحی کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا اور میرے ہاتھ پر صرد پرندہ تھا۔ آپ نے فرمایا یہ پہلا پرندہ ہے جس نے عاشورہ کا روزہ رکھا تھا۔ اور یہ حدیث غلیظ نام کی طرح غلط ہے۔ حاکم فرماتے ہیں

الأحاديث التي وضعها قتلة الحسين رضي الله عنه وهو حديث باطل ورواته مجهولون انتهى وقد اشتهر بين العلماء أن زمان الرؤيا في أيام الوحي كان ستة أشهر فقد صرح التوربشتي بأنه ليس له أصل ووافقه النووي في شرح مسلم.

یہ حدیث حضرت حسین کے قاتلوں نے وضع کی تھی۔ یہ حدیث باطل ہے۔ اور اس کے رواۃ مجہول ہیں۔ اور یہ جو علماء میں مشہور ہے کہ خواب کا زمانہ ایام وحی میں چھ ماہ رہا۔ توربشتی رحمہ نے تصریح کی ہے۔ کہ اس کی کوئی اصل نہیں اور نووی نے بھی شرح مسلم میں ان کی موافقت کی ہے۔

وأما ما أخرجه الدولابي عن الحسين بن علي قال كان رأس رسول الله عليه الصلاة والسلام في حجر علي وهو يوحى إليه فلما سري عنه قال يا علي صليت العصر قال لا قال اللهم إنك تعلم أنه كان في حاجتك وحاجة رسولك فرد عليه الشمس فردها عليه فصلى وغابت الشمس فقد قال العلماء أنه حديث موضوع ولم ترد الشمس لأحد وإنما

اور دولابی رحمہ نے جو یہ حضرت حسین سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک علی کی گود میں تھا اور آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی جب وحی ختم ہوئی تو آپ نے دریافت فرمایا اے علی رض تم نے عصر کی نماز پڑھی۔ انہوں نے عرض کیا۔ نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ تو جانتا ہے کہ علی تیرے اور تیرے رسول کے کام میں تھا تو سورج لوٹا دیا گیا۔ علیؓ نے نماز پڑھی اور سورج غروب ہو گیا۔ علماء کہتے ہیں۔ یہ حدیث موضوع ہے اور سورج بجز یوشع بن نون

خَبِيثٌ لِيُوشَعَ بْنِ نُونٍ كَذَا فِي الرِّيَاضِ النَّضِرَةِ فِي مَنَاقِبِ الْعَشَرَةِ إِلَّا أَنَّهُ ذَكَرَهُ فِي الشِّفَاءِ مِنَ الرِّوَايَةِ الطَّحَاوِيِّ وَبَيَّنْتُ وَجْهَهُ فِي شَرْحِهِ وَكَذَا فِي السِّيَرِ عَلَى وَجْهِ الْاِسْتِيفَاءِ۔

کے کسی کے لئے نہیں لوٹایا گیا۔ جیسا کہ ریاض النضرہ فی مناقب العشرہ میں ہے مگر اس واقعہ کو قاضی عیاض نے شفاء میں طحاوی کے ذریعہ روایت کیا ہے ہم نے اس کی شرح میں اس کی وجہ بیان کردی ہے یہ واقعہ سیر میں بھی پورے طور پر موجود ہے۔

وَقَالَ الشَّيْخُ الْجَزَرِيُّ فِي شَرْحِ الْمَصَابِيحِ وَأَمَّا مَا يُزَادُ بَعْدَ قَوْلِهِ اللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ مِنْ نَحْوِ وَإِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَأَدْخِلْنَا دَارَكَ دَارَ السَّلَامِ فَلَا أَصْلَ لَهُ بَلْ هُوَ مُخْتَلَقُ بَعْضِ الْقُصَّاصِ۔

شیخ جزری شرح مصابیح میں فرماتے ہیں اور یہ جو لوگ حضور کے اس قول اللھم انت السلام ومنک السلام کے بعد جو یہ زیادتی کرتے ہیں۔ والیک یرجع السلام حینا ربنا بالسلام وادخلنا دار السلام اس کی بھی کوئی اصل نہیں۔ بلکہ یہ بعض قصہ گوؤں کی داخل کی ہوئی ہے۔

وَحَكَى الشَّيْخُ الْعَلَّامَةُ الزَّيْنُ الْعِرَاقِيُّ أَنَّهُ اشْتَهَرَ بَيْنَ الْعَوَامِّ أَنَّ مَنْ قَطَعَ صَلٰوةَ الضُّحٰى يَتْرُكُهَا أَعْمِيَانًا يَعْنِي فَصَارَ كَثِيرٌ مِنْهُمْ يَتْرُكُهَا أَصْلًا لِذٰلِكَ وَلَيْسَ لِمَا قَالُوهُ أَصْلٌ بَلِ الظَّاهِرُ أَنَّهُ مِمَّا

شیخ علامۃ الزین العراقی فرماتے ہیں لوگوں میں مشہور ہے جو چاشت کی نماز قطع کرے گا یعنی گاہے گاہے چھوڑ دیگا وہ اندھا ہو جائے گا ایسے لوگوں نے اسی باعث بالکل ترک کر رکھی ہے اور جیسا کہ ان کا خیال ہے اس کی کوئی اصل نہیں بلکہ ظاہر شئے یہ ہے کہ شیطان نے ان کی زبان سے

أَلْقَاهُ الشَّيْطَانُ عَلَى أَلْسِنَتِهِمْ لِيَحْرِمَهُمُ الْخَيْرَ الْكَثِيرَ قُلْتُ وَمِنْ هُنَا تَرَكَ النِّسَاءُ صَلَوةَ الضُّحٰى وَنَحْوَهَا بِحُدُوثِ الْحَيْضِ فِيهِنَّ وَقَدْ تَقَدَّمَ بُطْلَانُ حَدِيثِ تَارِكِ الْوِرْدِ مَلْعُونٌ۔

یہ بات جاری کرائی ہے تاکہ وہ خیر کثیر سے محروم رہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں عورتیں اسی باعث چاشت کی نماز نہیں پڑھتیں کیونکہ ایام کے زمانہ میں وہ پڑھنے سے مجبور رہیں اور اس حدیث کا مدکہ ورد ترک کرنے والا ملعون ہے، بطلان گزر چکا۔

وَقَالَ ابْنُ أَمِيرِ الْحَاجِّ وَفِي ذِي الْحُلَيْفَةِ آبَارٌ تُسَمِّيهَا الْعَوَامُّ آبَارَ عَلِيٍّ وَأَنَّهُ قَاتَلَ الْجِنَّ فِي بَعْضِ تِلْكَ الْآبَارِ وَهُوَ كَذِبٌ مِنْ قَائِلِهِ۔

ابن ابی الحاج کہتے ہیں، ذوالحلیفہ میں کچھ کنوئیں ہیں جو حضرت علی رضہ کے نام سے موسوم ہیں اور کہا جاتا ہے کہ حضرت نے ان کنوؤں میں جنات سے جنگ کی تھی۔ یہ کہنے والے کا جھوٹ ہے۔

فَصْلٌ

وَقَدْ سُئِلَ ابْنُ قَيِّمِ الْجَوْزِيَّةِ هَلْ يُمْكِنُ مَعْرِفَةُ الْحَدِيثِ الْمَوْضُوعِ بِضَابِطٍ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُنْظَرَ فِي سَنَدِهِ فَقَالَ هٰذَا سُؤَالٌ عَظِيمُ الْقَدْرِ إِنَّمَا يَعْرِفُ ذٰلِكَ مَنْ تَضَلَّعَ فِي مَعْرِفَةِ سُنَنِ الصَّحِيحَةِ

امام ابن القیم الجوزی سے دریافت کیا گیا، کیا کسی موضوع حدیث کے بغیر سند کے کسی قاعدہ سے اس کا پہچاننا ممکن ہے یا نہیں انہوں نے فرمایا یہ تو بڑا سوال ہے۔ اور اس کو وہی شخص پہچان سکتا ہے جو سنن صحیحہ کی معرفت اتنے درجہ کی رکھتا ہو کہ سنن صحیحہ اس کے گوشت اور خون تک میں سرایت کر چکی ہوں اور اسے اس میں ملکہ پیدا ہو گیا ہو

وَخَالَطَتْ بِلَحْمِهٖ وَدَمِهٖ وَصَارَ لَهٗ فِيْهَا مَلَكَةٌ وَاخْتِصَاصٌ شَدِيْدٌ بِمَعْرِفَةِ السُّنَنِ وَالْاٰثَارِ وَمَعْرِفَةِ سِيْرَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَهَدْيِهٖ فِيْمَا يَأْمُرُ بِهٖ وَيَنْهٰى عَنْهُ وَيُخْبِرُ عَنْهُ وَيَدْعُوْ اِلَيْهِ وَيُحِبُّهٗ وَيَكْرَهُهٗ وَيَشْرَعُهٗ لِلْاُمَّةِ بِحَيْثُ كَاَنَّهٗ مُخَالِطٌ لَهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ بَيْنَ اَصْحَابِهٖ الْكِرَامِ فَمِثْلُ هٰذَا يَعْرِفُ مِنْ اَحْوَالِهٖ وَهَدْيِهٖ وَكَلَامِهٖ وَاَقْوَالِهٖ وَاَفْعَالِهٖ وَمَا يَجُوْزُ اَنْ يُخْبِرَ بِهٖ وَمَا لَا يَجُوْزُ مَا لَا يَعْرِفُهٗ غَيْرُهٗ وَهٰذَا شَاْنُ كُلِّ مَتْبُوْعٍ مَعَ تَابِعِهٖ فَلِلْاَخَصِّ بِهِ الْحَرِيْصِ عَلٰى تَتَبُّعِ اَقْوَالِهٖ وَاَفْعَالِهٖ مِنَ الْعِلْمِ بِهَا وَالتَّمْيِيْزِ بَيْنَ مَا يَصِحُّ اَنْ يُنْسَبَ اِلَيْهِ وَمَا لَا يَصِحُّ لَيْسَ لِمَنْ لَا يَكُوْنُ كَذٰلِكَ وَهٰذَا شَاْنُ الْمُقَلِّدِيْنَ

اور اس امر کی خصوصیت پیدا ہو گئی ہو۔ کہ وہ سنن آثار اور سیرت رسول سے واقف ہونے کے علاوہ اس امر کو بھی خوب جانتا ہو کہ حضور کن باتوں کا حکم دیتے اور کن امور سے منع فرماتے کونسی کونسی خبریں بیان فرمائیں۔ کیا کیا دعا فرمائی۔ کس بات کو پسند فرماتے اور کس بات کو برا سمجھتے اور امت کے لئے کونسی بات مشروع فرمائی۔ گویا کہ اسے اتنا ملکہ ہو کہ جیسا کہ وہ خود صحابہ کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر وقت اختلاط رکھتا ہو۔ اسی طرح آپ کے احوال۔ آپ کی عادات و شمائل آپ کے اقوال و افعال کس بات کے جائز ہونیکی خبر بیان فرمائی اور کس شے کے ناجائز ہونے کی۔ اور ان امور سے وہ اس حد تک واقف ہو کہ اس کے علاوہ دوسرا انہیں نہ پہچان سکے کیونکہ ہر مقتدا کی اپنے مقتدی کے ساتھ یہی شان ہوتی ہے۔ اور اس میں یہ تخصیص ہونی چاہیئے کہ وہ آپ کے اقوال و افعال کا علم حاصل کرنے پر حریص ہو اور اس بات کی تمیز کر سکے کہ کونسی شے کی حضور کے ساتھ نسبت صحیح ہے اور کس شے کی غلط ہے کیونکہ

مَعَ ائِمَّتِهِمْ يَعْرِفُونَ مِنْ اَقْوَالِ ائِمَّتِهِمْ وَنُصُوصِهِمْ وَمِنْ اَسَالِيبِهِمْ وَمَشَارِبِهِمْ مَا لَا يَعْرِفُهُ غَيْرُهُمْ.

فَمِنْ ذٰلِكَ مَا رَوٰى جَعْفَرُ بْنُ حَسَنٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوعَةً مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ غَرَسَ اللّٰهُ لَهٗ اَلْفَ اَلْفَ نَخْلَةٍ فِي الْجَنَّةِ اَصْلُهَا ذَهَبٌ فَجَعْفَرٌ هٰذَا هُوَ جَعْفَرُ بْنُ حَسَنِ بْنِ فَرْقَدٍ اَبُوْ سُلَيْمَانَ الْقَصَارِيُّ الْبَصْرِيُّ قَالَ ابْنُ عَدِيٍّ اَحَادِيْثُهٗ مُنْكَرَةٌ وَقَالَ الْاَزْدِيُّ يَتَكَلَّمُوْنَ فِيْهِ وَاَمَّا اَبُوْهُ فَقَالَ يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ لَا شَيْءَ وَلَا يُكْتَبُ حَدِيْثُهٗ قَالَ النَّسَائِيُّ وَالدَّارَقُطْنِيُّ ضَعِيْفٌ وَقَالَ ابْنُ حِبَّانَ خَرَجَ مِنْ حَدِّ الْعَدَالَةِ وَقَالَ ابْنُ عَدِيٍّ عَامَّةُ اَحَادِيْثِهٖ غَيْرُ مَحْفُوْظَةٍ.

آپ اور لوگوں کی طرح نہیں ہیں۔ مقلدین کا بھی اپنے ائمہ کے ساتھ یہی قاعدہ ہے کہ وہ اپنے ائمہ کے اقوال، ان کی نصوص، مذہب طریقہ کلام اور ان کا مشرب اس حد تک پہچانتے ہیں کہ کوئی دوسرا انہیں پہچانتا۔

اس قسم کی مثالوں میں سے وہ روایت بھی ہے جو جعفر بن حسن نے حسنؒ ثابت کے واسطے سے انس رضؓ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ جو سبحان اللہ وبحمدہ کہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک لاکھ درخت لگا دیتا ہے جس کی جڑ سونے کی ہوتی ہے۔ تو یہ جعفر جعفر بن حسن بن فرقد ابو سلیمان القصاری البصری ہے۔ ابن عدی کہتے ہیں اس کی احادیث منکر ہیں۔ ازدی کہتے ہیں محدثین کو اس میں کلام ہے۔ رہا اس کا باپ حسن تو اس کے بارے میں یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کوئی شے نہیں اور اس کی احادیث نہ لکھی جائیں۔ نسائی اور دارقطنی فرماتے ہیں۔ یہ ضعیف ہے۔ ابن حبان رحؒ کہتے ہیں۔ وہ حد عدالت سے باہر ہے ابن عدی رحؒ کہتے ہیں اس کی عام احادیث غیر محفوظ ہیں۔

وَمِنْ ذٰلِكَ مَا رَوَاهُ ابْنُ
مَنْدَةَ وَغَيْرُهُ مِنْ حَدِيْثِ أَحْمَدَ
بْنِ عَبْدِ اللهِ الْجُوَيْبَارِيِّ الْكَذَّابِ
عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ أَدْهَمَ
عَنْ يَزِيْدَ عَنْ أُوَيْسٍ الْقَرْنِيِّ عَنْ
عُمَرَ وَعَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ مَنْ دَعَا بِهٰذِهِ الْأَسْمَاءِ
اَللّٰهُمَّ أَنْتَ حَيٌّ لَا تَمُوْتُ وَغَالِبٌ
لَا تُغْلَبُ وَبَصِيْرٌ لَا تَرْتَابُ وَ
سَمِيْعٌ لَا تَشُكُّ وَصَادِقٌ لَا تَكْذِبُ
وَصَمَدٌ لَا تُطْعَمُ وَعَالِمٌ لَا تُعَلَّمُ
إِلٰى أَنْ قَالَ فَوَالَّذِيْ بَعَثَنِيْ
بِالْحَقِّ لَوْ دُعِيَ بِهٰذِهِ الدَّعَوَاتِ
عَلٰى صَفَائِحِ الْحَدِيْدِ لَذَابَتْ
وَعَلٰى مَاءٍ جَارٍ لَسَكَنَ وَمَنْ دَعَا
عِنْدَ مَنَامِهِ بِهَا بُعِثَ بِكُلِّ
حَرْفٍ مِنْهَا سَبْعُ مِائَةِ أَلْفِ مَلَكٍ
يُسَبِّحُوْنَ لَهُ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لَهُ وَ
تَابَعَهُ كَذَّابٌ آخَرُ سُلَيْمَانُ بْنُ

ان روایات میں سے وہ بھی ہے جو ابن
مندہ وغیرہ نے احمد بن عبداللہ الجوئباری
الکذاب سے اس سند کے ساتھ شقیق ابراہیم
بن ادہم، یزید، اویس قرنی حضرت عمرؓ
اور حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ کے ساتھ دعا فرمائی
اللہم انت حی لا تموت وغالب لا تغلب و
بصیر لا ترتاب وسمیع لا تشک وصادق لا
کذب وحمد لا تطعم وعالم لا تعلم۔ اس کے
بعد فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے
حق دے کر بھیجا ہے، جو ان کلمات کے ساتھ
دعا کرے گا۔ تو لوہے کے تختے بھی پگھل جائیں گے
پانی ساکن ہو جائے گا۔ اور جو اسے سوتے وقت
پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے ہر حرف کے بدلے
سات لاکھ فرشتے بھیجے گا، جو اس کے لئے تسبیح
و استغفار کریں گے۔ اس کی متابعت ایک
دوسرے کذاب، سلیمان بن عیسی نے بھی
کی ہے۔ وہ اسے ثوری کے ذریعہ ابراہیم
بن ادہم سے روایت کرتا ہے۔ یہ اور اسی

بْنِ عِيْسٰى عَنِ الثَّوْرِيِّ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ اَدْهَمَ وَهٰذَا وَاَمْثَالُهٗ مِمَّا لَا يَرْتَابُ مَنْ لَهٗ اَدْنٰى مَعْرِفَةٍ بِالنَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَكَلَامِهٖ اَنَّهٗ مَوْضُوْعٌ مُخْتَلَقٌ وَاِفْكٌ مُفْتَرًى عَلَيْهِ ۔

قسم کی دیگر مثالیں ایسی ہیں۔ کہ جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام سے ادنیٰ معرفت بھی حاصل ہو گی وہ اسے قبول نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یہ کلام موضوع اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تہمت ہے۔

وَمِنْ ذٰلِكَ مَا رَوَاهُ عَبَّاسُ بْنُ الضَّحَّاكِ الْبَلْخِيُّ كَذَّابٌ اَشِرٌ عَنْ عُمَرَ بْنِ ضَحَّاكٍ مَجْهُوْلٌ لَا يُعْرَفُ عَنِ ابْنِ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَتَبَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لَمْ يُقِمِ الْهَاءَ الَّتِيْ فِي اللّٰهِ اِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ اَلْفَ اَلْفِ حَسَنَةٍ وَمَحَا عَنْهُ اَلْفَ اَلْفِ سَيِّئَةٍ وَرَفَعَ لَهٗ اَلْفَ اَلْفِ دَرَجَةٍ

اسی قسم کی ایک روایت وہ بھی ہے۔ جو عباس بن الضحاک البلخی اشر نے اس سند کے ذریعہ۔ عمر بن الضحاک المجہول لا یعرف ابن معاویہ، اعمش۔ ابو صالح۔ ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ جو شخص بسم اللہ الرحمان الرحیم لکھے تو اللہ کی ہا ابھی پوری نہ ہو گی۔ کہ اللہ اس کے لئے ایک لاکھ نیکیاں لکھے گا۔ اور ایک لاکھ برائیاں مٹائے گا۔ اور ایک لاکھ درجے بلند فرمائے گا۔

وَمِنْ ذٰلِكَ مَا رَوَاهُ اَبُو الْعَلَاءِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ يَرْفَعُهٗ مَنْ كَفَّنَ مَيِّتًا فَاِنْ لَمْ يُحِلِّ شَعْرَةً

انہی روایات میں سے وہ بھی ہے جو ابو العلاءؒ نے نافع کے ذریعہ ابن عمر سے مرفوعاً روایت کی ہے جو میت کو کفن دے تو اس کے لئے ہر بال

تُصِيبُ كَفَنَهُ عَشْرُ حَسَنَاتٍ وَ
أَبُو الْعَلَاءِ هٰذَا يَرْوِي عَنْ نَافِعٍ
مَا لَيْسَ فِي حَدِيثِهِ وَلَا يَجُوزُ
الْاِحْتِجَاجُ بِهِ وَهٰذَا الْحَدِيثُ قَدْ
رَوَاهُ الْحَسَنُ بْنُ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا
أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنَا
الصَّلْتُ بْنُ الْحَجَّاجِ حَدَّثَنَا أَبُو الْعَلَاءِ
قَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ يُقَالُ إِنَّ أَبَا
الْعَلَاءِ هُوَ الْخَفَّافُ الْكُوفِيُّ وَاسْمُهُ
خَالِدُ بْنُ طَهْمَانَ انْتَهَى وَقَالَ
يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ هُوَ ضَعِيفٌ خَلَطَ
قَبْلَ مَوْتِهِ بِعَشْرِ سِنِينَ وَكَانَ
قَبْلَ ذٰلِكَ ثِقَةً وَكَانَ فِي تَخْلِيطِهِ
كُلُّ مَا جَاؤُوا بِهِ يَقْرَؤُهُ •

وَمِنْ ذٰلِكَ حَدِيثٌ يَرْوِيهِ
مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْبَيْلَمَانِيُّ
عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ مَنْ صَامَ يَوْمَ صَبِيحَةِ
يَوْمِ الْفِطْرِ فَكَأَنَّمَا صَامَ الدَّهْرَ

کے بدلے جو کفن کو لگے، دس نیکیاں ہوں گی
یہ ابو العلاء جو نافع سے روایت کرتا ہے
اس کا حدیث میں کوئی درجہ نہیں اور نہ
اس سے احتجاج جائز ہے۔ اس حدیث
کو حسن بن سفیان نے اس سند کے ساتھ
ابو الربیع الزہرانی صلت بن الحجاج۔ ابو
العلاء روایت کیا ہے۔ دارقطنی رحمہ کہتے
ہیں یہ ابو العلاء خفاف الکوفی ہے اور اس کا نام
خالد بن طہمان ہے یحییٰ بن معین فرماتے ہیں
یہ ضعیف ہے اور وفات سے دس سال قبل
اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ اگرچہ اس سے
قبل یہ ثقہ تھا، خرابیٔ حافظہ کے بعد جو الفاظ
بھی لوگ اس کے سامنے پڑھ دیتے وہ اسے
حدیث میں داخل کر دیتا۔

اسی قسم کی وہ روایت بھی ہے جو محمد بن
البیلمانی نے ابن عمرؓ سے مرفوعاً روایت کی
ہے جو عید کے دن صبح روزہ رکھے گویا
اس نے ساری زندگی کے روزے رکھے
یہ حدیث باطل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ

وَهٰذَا حَدِيْثٌ بَاطِلٌ مَوْضُوْعٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنُ الْبَيْلَمَانِيِّ يَرْوِي الْمَنَاكِيْرَ قَالَ الْبُخَارِيُّ وَاَبُوْحَاتِمِ الرَّازِيُّ وَالنَّسَائِيُّ هُوَ مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ وَقَالَ يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ لَيْسَ بِشَيْءٍ وَقَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ وَالْحُمَيْدِيُّ ضَعِيْفٌ وَقَالَ ابْنُ حِبَّانَ حَدَّثَ عَنْ اَبِيْهِ بِنُسْخَةٍ شِبْهِ مِائَتَيْ حَدِيْثٍ كُلُّهَا مَوْضُوْعَةٌ لَا يَجُوْزُ الْاِحْتِجَاجُ بِهٖ وَلَا ذِكْرُهٗ اِلَّا عَلٰى وَجْهِ التَّعَجُّبِ بِهٖ	علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ ہے ابن البیلمانی منکر روایات بیان کیا کرتا تھا۔ بخاریؒ ابو حاتم رازی اور نسائی کہتے ہیں اس کی حدیث منکر ہے۔ یحییٰ بن معین کہتے ہیں یہ کوئی شئے نہیں۔ دار قطنیؒ اور حمیدیؒ کہتے ہیں یہ ضعیف ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں یہ اپنے والد کے ایک نسخہ سے روایت کیا کرتا تھا جس میں اسی حدیثیں تھیں اور سب کی سب موضوع تھیں۔ ان میں سے کسی کے ساتھ احتجاج جائز نہیں۔ ہاں تعجب کے طور پر اسے ذکر کر سکتا ہے۔
وَمِنْ ذٰلِكَ حَدِيْثُ مَنْ صَامَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ عِبَادَةَ سِتِّيْنَ سَنَةً فَهٰذَا بَاطِلٌ يَرْوِيْهِ حَبِيْبُ بْنُ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ الصَّائِغِ عَنْ مَيْمُوْنِ بْنِ مِهْرَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَحَبِيْبٌ هٰذَا غَيْرُ حَبِيْبٍ كَانَ يَضَعُ الْاَحَادِيْثَ	ایسے ہی روایت جو عاشورہ کے روز روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ساٹھ سال کی عبادت لکھتا ہے۔ یہ باطل ہے۔ اسے حبیب بن ابی حبیب۔ ابراہیم الصائغ میمون بن مہران۔ ابن عباس کے ذریعہ روایت کرتا ہے اور یہ حبیب وہ حبیب نہیں جو احادیث وضع کیا کرتا تھا۔
وَمِنْ ذٰلِكَ حَدِيْثٌ يَرْوِيْهِ	اسی قسم کی ایک روایت وہ بھی ہے جو ذکر کیا

زَكَرِيَّا بْنُ دُوَيْلٍ الْكِنْدِيُّ الْكَذَّابُ الْأَشَرُ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ دَاوَمَ عَلٰى صَلٰوةِ الضُّحٰى وَلَمْ يَقْطَعْهَا إِلَّا مِنْ عِلَّةٍ كُنْتُ أَنَا وَهُوَ فِي الْجَنَّةِ فِيْ زَوْرَقٍ مِنْ نُوْرٍ فِيْ بَحْرٍ مِنْ نُوْرٍ حَتّٰى نَزُوْرَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۔

وَمِنْ ذٰلِكَ حَدِيْثٌ يَرْوِيْهِ عُمَرُ بْنُ رَاشِدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَنْ صَلّٰى بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَكَعَاتٍ لَمْ يَتَكَلَّمْ بَيْنَهُنَّ بِشَيْءٍ عُدِلْنَ لَهُ بِعِبَادَةِ اثْنَتَيْ عَشَرَةَ سَنَةً وَعُمَرُ هٰذَا قَالَ فِيْهِ الْإِمَامُ أَحْمَدُ وَيَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ وَالدَّارَقُطْنِيُّ ضَعِيْفٌ وَقَالَ أَحْمَدُ أَيْضًا لَا يُسَاوِيْ حَدِيْثُهُ شَيْئًا وَقَالَ الْبُخَارِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ مُنْكَرٌ وَ

بن دویل الکندی الکذاب الاشر نے حمید کے ذریعہ انس سے مرفوعاً روایت کی ہے، جو نماز چاشت پر مداومت کرے اور اسے درمیان میں قطع نہ کرے تو وہ اور میں جنت میں نور کی ایک کشتی میں نور کے سمندر میں ساتھ سوار ہوں گے۔ اور رب العلمین کی ایک ساتھ زیارت کریں گے۔

انہی روایات میں سے وہ روایت بھی ہے جو عمر بن راشد نے یحیی بن ابی کثیر، ابوسلمہ کے ذریعہ ابوہریرہ سے کی ہے، جو شخص بعد المغرب چھ رکعت نماز پڑھے اور ان میں درمیان میں کوئی بات نہ کرے۔ تو اس کی یہ چھ رکعتیں بارہ سال کی عبادت کے برابر ہوں گی (یہ روایت ابن ماجہ میں ہے) امام احمد یحیی بن معین اور دارقطنی اس عمر بن راشد کے بارے میں فرماتے ہیں یہ ضعیف ہے امام احمد یہ بھی فرماتے ہیں اس کی حدیث کسی شئے کی بھی مساوی نہیں امام بخاری فرماتے ہیں یہ حدیث منکر ہے اور انہوں نے اسے بہت ضعیف قرار دیا۔ ابن حبان فرماتے

ضَعَّفَهُ جِدًّا وَقَالَ ابْنُ حِبَّانَ لَا يَحِلُّ ذِكْرُهُ إِلَّا عَلَىٰ سَبِيلِ الْقَدْحِ فَإِنَّهُ يَضَعُ الْحَدِيثَ عَلَىٰ مَالِكٍ وَابْنِ أَبِي ذِئْبٍ وَغَيْرِهِمَا مِنَ الثِّقَاتِ	ہیں اس کا ذکر بھی جائز نہیں بجز اس کے کہ اس روایت پر جرح مقصود ہو کیونکہ عمر بن راشد امام مالک اور ابن ابی ذئب وغیرہ جیسے ثقات پر احادیث وضع کیا کرتا تھا۔
وَمِنْ ذٰلِكَ حَدِيثُ مَنْ صَلّٰى يَوْمَ الْأَحَدِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ بِتَسْلِيمَةٍ وَاحِدَةٍ يَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ الْحَمْدُ وَآمَنَ الرَّسُولُ إِلَىٰ آخِرِهَا كُتِبَ لَهُ أَلْفُ حَجَّةٍ وَأَلْفُ عُمْرَةٍ وَأَلْفُ غَزْوَةٍ وَبِكُلِّ رَكْعَةٍ أَلْفُ أَلْفِ صَلٰوةٍ وَجَعَلَ بَيْنَهُ بَيْنَ النَّارِ أَلْفَ خَنْدَقٍ فَقَبَّحَ اللّٰهُ وَاضِعَهُ مَا أَجْرَأَ عَلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ	اسی قسم کی یہ روایت ہے جو اتوار کے دن ایک سلام سے چار رکعت پڑھے اور ہر ایک میں سورۃ فاتحہ اور آمن الرسول سے آخیر سورت تک پڑھے تو اسکے لئے اللہ تعالیٰ ایک ہزار حج، ایک ہزار عمرہ اور ایک ہزار غزوہ کا ثواب لکھتا ہے اور ہر رکعت کے بدلے ایک لاکھ نمازوں کا ثواب دراسکے اور دوزخ کے مابین ایک ہزار خندق حائل کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس روایت کو وضع کرنے والے کی صورت بگاڑ دے وہ اللہ اور رسول پر جھوٹ بولنے میں کتنا جری ہے۔
وَمِنْ ذٰلِكَ حَدِيثُ مَنْ صَلّٰى لَيْلَةَ الْأَحَدِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ يَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ مَرَّةً وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ خَمْسَةَ عَشَرَ مَرَّةً أَعْطَاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثَوَابَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ عَشْرَ مَرَّاتٍ	اسی طرح یہ حدیث کہ جو اتوار کی شب میں چار رکعت پڑھے، اور ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک بار اور سورت اخلاص پندرہ پندرہ بار تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے روز دس بار قرآن پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کا ثواب عطا فرمائے گا۔ اور جب وہ قبر سے نکالا

وَعَمِلَ بِمَا فِي الْقُرْآنِ وَيُخْرَجُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ قَبْرِهٖ وَوَجْهُهٗ مِثْلُ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَيُعْطِيْهِ اللّٰهُ بِكُلِّ رَكْعَةٍ اَلْفَ مَدِيْنَةٍ مِنْ لُؤْلُؤٍ فِيْ كُلِّ مَدِيْنَةٍ اَلْفَ قَصْرٍ مِنْ زَبَرْجَدٍ فِيْ كُلِّ قَصْرٍ اَلْفَ دَارٍ مِنَ الْيَاقُوْتِ وَفِيْ كُلِّ دَارٍ اَلْفَ بَيْتٍ مِنَ الْمِسْكِ فِيْ كُلِّ بَيْتٍ اَلْفَ سَرِيْرٍ وَاسْتَمَرَّ هٰذَا الْكَذَّابُ الْاَشِرُ عَلَى الْاَلْفِ .	جلائے گا۔ تو اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ اسے ہر رکعت کے بدلے ایک ہزار موتیوں کے شہر عطا فرمائے گا۔ اور ہر شہر میں ایک ہزار زبرجد کے محل ہوں گے اور ہر قصر میں ایک ہزار یاقوت کے مکان اور ہر مکان میں ایک ہزار مشک کے کمرے اور ہر کمرے میں ایک ہزار تخت ہونگے علیٰ ہذا القیاس اسی طرح یہ کذاب اور بدمعاش ایک ہزار کی قید لگاتا چلا گیا۔
وَمِنْ ذٰلِكَ حَدِيْثُ مَنْ صَلّٰى يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ سِتَّ رَكَعَاتٍ يَقْرَأُ فِيْ كُلِّ رَكْعَةٍ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ مَرَّةً وَعِشْرِيْنَ مَرَّةً قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَيَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ بَعْدَ ذٰلِكَ عَشْرَ مَرَّاتٍ اَعْطَاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثَوَابَ اَلْفِ صِدِّيْقٍ وَاَلْفِ عَابِدٍ وَاَلْفِ زَاهِدٍ فَقَبَّحَ اللّٰهُ وَاضِعَهٗ وَمُخْتَلِقَهٗ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَيْهِ	بعینہ یہ روایت جو دوشنبہ کی رات میں چھ رکعت نماز پڑھے۔ ہر ایک میں سورت فاتحہ ایک بار اور سورت اخلاص بیس بار پڑھے اور بعد میں دس بار استغفار کرے۔ تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے روز ایک ہزار صدیق۔ ایک ہزار عابد اور ایک ہزار زاہدوں کا ثواب عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کے واضع اور حضور پر جھوٹ بولنے والے کی صورت بگاڑے

الصلوٰۃ والسلام وھو من عمل الجوئباری الخبیث ۔	یہ احمد بن عبد اللہ الجرئباری الکذاب الخبیث کا کام ہے ۔
ومن ذلک حدیث من صلی لیلۃ الاثنین اربع رکعات یقرأ فی کل رکعۃ فاتحۃ الکتاب مرۃ وآیۃ الکرسی مرۃ وقل ھو اللہ احد مرۃ وقل اعوذ برب الفلق مرۃ وقل اعوذ برب الناس مرۃ کفرت ذنوبہ کلھا واعطاہ اللہ قصرا فی الجنۃ من درۃ بیضاء فی جوف القصر سبعۃ ابیات طول کل بیت ثلاثۃ آلاف ذراع وعرضہ مثل ذلک واستمر ھذا الکذاب الخبیث علی حدیث طویل فیہ من ھذہ المجازفات	یہ بھی ایک روایت ہے ۔ جو دو شنبہ کی رات کو چار رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں سورت فاتحہ ایک بار آیت الکرسی ایک بار ۔ قل ہو اللہ ۔ ایک بار قل اعوذ برب الفلق ایک بار قل اعوذ برب الناس ایک بار پڑھے ۔ تو اللہ تعالے اس کے تمام گناہوں کا کفارہ فرما دے گا اور اس کے لئے اللہ تعالے جنت میں ایک محل بنائے گا ۔ جو سپید موتیوں کا ہوگا ۔ ہر محل میں سات گھر ہوں گے ۔ جن کا طول وعرض تین ہزار گز ہوگا ۔ اسی طرح اس کذاب خبیث نے ایک لمبی حدیث بیان کی ۔ جس میں یہی خرافات بھری ہوئی ہیں ۔
وھو من عمل الحسین بن ابراھیم کذاب دجال یروی عن محمد بن طاھر ووضع من ھذا الضرب احادیث صلوٰۃ یوم الاحد لیلۃ	اور یہ تمام شرارت حسین بن ابراہیم کذاب و دجال کی

الْاَحَدِ وَيَوْمِ الْاِثْنَيْنِ وَلَيْلَةِ
الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمِ الثُّلَاثَاءِ وَلَيْلَةِ
الثُّلَاثَاءِ وَهٰكَذَا فِيْ سَائِرِ اَيَّامِ
الْاُسْبُوْعِ وَلَيَالِيْهِ۔

وَهٰذَا بَابٌ وَاسِعٌ جِدًّا
وَاِنَّمَا ذَكَرْنَا مِنْهُ جُمْلَةً يَسِيْرَةً لِتَعْرِفَ
بِهٖ اَنَّ هٰذِهِ الْاَحَادِيْثَ وَاَمْثَالَهَا
مِمَّا فِيْهِ هٰذِهِ الْمُجَازَفَاتُ الْقَبِيْحَةُ
الْبَارِدَةُ كُلُّهَا كَذِبٌ عَلٰى رَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدِ اغْتَنٰى
بِهَا كَثِيْرٌ مِنَ الْجُهَّالِ بِالْحَدِيْثِ مِنَ
الْمُنْتَسِبِيْنَ اِلَى الزُّهْدِ وَالْفَقْرِ وَ
كَثِيْرٌ مِنَ الْمُنْتَسِبِيْنَ اِلَى الْفِقْهِ
وَالْاَحَادِيْثُ الْمَوْضُوْعَةُ عَلَيْهَا
ظُلْمَةٌ وَرَكَاكَةٌ وَمُجَازَفَاتٌ بَارِدَةٌ
تُنَادِيْ عَلٰى وَضْعِهَا وَاخْتِلَاقِهَا
مِثْلُ حَدِيْثِ مَنْ صَلَّى الضُّحٰى
كَذَا وَكَذَا رَكْعَةً اُعْطِيَ ثَوَابَ
سَبْعِيْنَ نَبِيًّا وَكَانَ هٰذَا الْكَذَّابُ

کی ہے، جو محمد بن طاہر سے روایت کرتا
ہے۔ اسی طرح اس نے ہفتے کے تمام
ایام کے لئے اس نے احادیث
وضع کیں۔

یہ باب بہت وسیع ہے ہم نے اس
میں سے کچھ تھوڑا سا جز و بیان کیا ہے
تاکہ اس قسم کی احادیث کی پہچان پیدا ہو
جائے کہ جن روایات میں اس قسم کی خرافات
قبیحہ ہوں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پر جھوٹ ہے۔ اور اسی قسم کی احادیث
ان جہلا نے وضع کی ہیں، جو زہد، فقر اور
تصوف کے ساتھ منسوب ہیں (اور اس کی
تصدیق کرنا چاہیں تو آجکل پیروں کو دیکھ لیں
وہ صحیح طور پر اپنے ان شیاطین آباد کے
جانشین ہیں) اور بہت سی روایات وہ
ہیں جو فقہ کی جانب منسوب ہیں۔ اور ان
موضوع روایات پر ایک ظلمت و رکاکت
اور خرافات ظاہر ہوتی ہے، جو خود اس
کے موضوع ہونے کو بیان کر دیتی ہے مثلاً

الخبيث لم يعلم أن غير النبي لو صلى عمر نوح لم يعط ثواب نبي واحد وكقوله من اغتسل يوم الجمعة بنية وخشية كتب الله بكل شعرة نورا يوم القيامة ورفع الله له بكل قطرة درجة في الجنة من الدر والياقوت والزبرجد بين كل درجتين مسيرة مائة عام وهو في حديث طويل قبح الله واضعه وهو من عمل عمر بن صبيح الكذاب الخبيث والله أعلم ۔

یہ روایت جو چاشت کی اتنی اتنی رکعت نماز پڑھے تو اسے ستر انبیاء کا ثواب دیا جاتا ہے اور یہ خبیث کذاب اتنی بات نہیں جانتا کہ اگر کوئی شخص نبی کے علاوہ عمر نوح کے برابر بھی نماز پڑھے تو اسے ایک نبی کی نماز کا ثواب نہیں مل سکتا، ایسے ہی یہ قول کہ جو جمعہ کے روز ڈرتے ہوئے غسل کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ہر بال کے بدلے قیامت کے روز نور اور ہر قطرہ کے بدلے جنت میں موتی یاقوت اور زبرجد کا ایک درجہ عطا فرمائے گا اور ہر دو درجوں کے درمیان سو سال کی مسافت ہوگی اس طرح اس نے ایک لمبی حدیث روایت کی اللہ تعالیٰ اس کے واضع کی صورت خراب کرے اور یہ روایت عمر بن صبیح الکذاب الخبیث کی وضع کردہ ہے

فصل

ونحن ننبه على أمور كلية يعرف بها كون الحديث موضوعا ۔

اب ہم ان امور کلیہ کو بتانا چاہتے ہیں جن کے ذریعہ حدیث کے موضوع ہونے کا علم حاصل ہو جائے ۔

فمنها اشتماله على أمثال

اول یہ ہے کہ حدیث ایسی امثال و خرافات

هٰذِهِ الْمُجَازَفَاتُ الَّتِيْ لَا يَقُوْلُ
مِثْلَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ وَهِيَ كَثِيْرَةٌ كَقَوْلِهٖ فِي
الْحَدِيْثِ الْمَكْذُوْبِ مَنْ قَالَ
لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ تِلْكَ
الْكَلِمَةِ طَائِرًا لَهٗ سَبْعُوْنَ اَلْفَ
لِسَانٍ لِكُلِّ لِسَانٍ سَبْعُوْنَ اَلْفَ
لُغَةٍ يَسْتَغْفِرُوْنَ اللّٰهَ لَهٗ وَمَنْ
فَعَلَ كَذَا وَكَذَا اُعْطِيَ فِي الْجَنَّةِ
سَبْعِيْنَ اَلْفَ مَدِيْنَةٍ فِيْ كُلِّ
مَدِيْنَةٍ سَبْعِيْنَ اَلْفَ قَصْرٍ فِيْ
كُلِّ قَصْرٍ سَبْعِيْنَ اَلْفَ حَوْرَاءَ
وَاَمْثَالُ هٰذِهِ الَّتِيْ لَا يَخْلُوْ حَالُ
وَاضِعِهَا مِنْ اَحَدِ الْاَمْرَيْنِ اِمَّا
اَنْ يَكُوْنَ فِيْ غَايَةٍ مِنَ الْجَهْلِ
وَالْحُمْقِ وَاِمَّا اَنْ يَكُوْنَ زِنْدِيْقًا
قَصَدَ التَّنْقِيْصَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ
عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ بِاِضَافَةِ
مِثْلِ هٰذِهِ الْكَلِمَاتِ اِلَيْهِ۔

پر مشتمل ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و
وسلم نے اس جیسی بات نہ فرمائی ہو
اور یہ مکذوبین کی روایات میں بکثرت
پایا جاتا ہے۔ مثلاً یہ روایت جو شخص
لا الہ الا اللہ کہے، تو اللہ تعالےٰ اس
کلمہ سے ایک پرندہ پیدا فرماتا ہے۔
جس کی ستر زبانیں ہوتی ہیں اور ہر زبان
میں ستر لغت ہوتے ہیں۔ اور وہ اللہ
سے اس کے لئے استغفار کرتے ہیں
یا اسی قسم کی دیگر روایات جن میں
یہ آتا ہے کہ جو فلاں فلاں عمل کرے، تو
جنت میں اسے ستر شہر عطا کئے جائیں گے
ہر شہر میں ستر ہزار قصر اور ہر قصر میں ستر
ہزار حوریں ہوں گی۔ اور اس قسم کی
مثالیں دو حال سے خالی نہیں، یا تو ان
کا واضع انتہائی درجہ جاہل اور احمق ہے
یا زندیق ہے، کہ اس قسم کے کلمات حضور
کی جانب منسوب کر کے آپ کی تنقیص
کا ارادہ مقصود تھا۔

وَمِنْهَا اَنْ يُكَذِّبَ الْحِسُّ لَهٗ
كَحَدِيْثِ اَلْبَاذِنْجَانِ لِمَا اُكِلَ لَهٗ
وَحَدِيْثُ اَلْبَاذِنْجَانِ شِفَاءٌ مِنْ
كُلِّ دَاءٍ، قَبَّحَ اللّٰهُ وَاضِعَهُمَا فَاِنَّهٗ لَوْ
قَالَهٗ بَعْضُ جَهَلَةِ الْاَطِبَّاءِ لَسُخِرَ
النَّاسُ مِنْهُ وَلَوْ اُكِلَ الْبَاذِنْجَانُ
لِلْحُمّٰى السَّوْدَاءِ الْغَالِبَةِ وَكَثِيْرٍ
مِنَ الْاَمْرَاضِ لَمْ يَزِدْهَا اِلَّا شِدَّةً
وَلَوْ اَكَلَهٗ فَقِيْرٌ لِيَسْتَغْنِيَ لَمْ يُفِدْهُ
الْغِنٰى اَوْ جَاهِلٌ لِيَتَعَلَّمَ لَمْ يُفِدْهُ
الْعِلْمَ وَكَذٰلِكَ حَدِيْثُ اِذَا عَطَسَ
الرَّجُلُ عِنْدَ الْحَدِيْثِ فَهُوَ صِدْقٌ
وَهٰذَا وَاِنْ صَحَّحَ بَعْضُ النَّاسِ
سَنَدَهٗ فَالْحِسُّ يَشْهَدُ بِوَضْعِهٖ
لِاَنَّا نُشَاهِدُ الْعُطَاسَ وَالْكِذْبَ
يَعْمَلُ عَمَلَهٗ وَلَوْ عَطَسَ مِائَةَ
اَلْفَ رَجُلٍ عِنْدَ حَدِيْثٍ يُرْوٰى
عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
لَمْ يُحْكَمْ بِصِحَّتِهٖ بِالْعُطَاسِ وَلَوْ

دوسری قسم کی روایات وہ ہیں جنہیں حس
جھوٹ تصور کرے۔ جیسا کہ یہ حدیث کہ بینگن
جس شئے کے لئے بھی کھایا جائے۔ اور یہ روایت کہ
بینگن ہر بیماری کی شفاء ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے
واضع کی صورت خراب کرے۔ یہ حدیث بعض جاہل
حکماء نے لوگوں کو مسخر کرنے کیلئے یہ وضع
کی ہے۔

بینگن سوداوی بخار

اور بہت سے امراض ایسے ہیں کہ بینگن سے مرض بڑھ اور
شدت واقع ہو جاتی ہے۔ اگر اسے فقیر کھائے تو غنی
ہو جائے اور اسکا غنا کبھی ختم نہ ہو۔ اگر جاہل کھائے تو
عالم بن جائے۔ اور اسکا علم کبھی ختم نہ ہو۔ اسی طرح یہ
روایت کہ جب کسی کو بات کرتے وقت چھینک آ جائے
تو سمجھو وہ بات سچی ہے۔ اگرچہ اس روایت کی سند بعض
لوگوں سے صحیح بھی ہو لیکن حس اسکے موضوع ہونے کی گواہی
دے رہی ہے۔ کیونکہ ہمارا مشاہدہ یہ بات ثابت کرتا ہے
کہ چھینک اور جھوٹ بیک وقت بھی واقع ہوتے ہیں۔ اور
جھوٹ جھوٹ ہے چاہے ایک لاکھ آدمی کیوں نہ چھینکیں
اور حضور سے جو احادیث ثابت ہیں انمیں کسی ایک پر
بھی چھینک کے ذریعہ صحت کا حکم نہیں لگایا گیا۔ اور اگر

عَطَسُوْا عِنْدَ شَهَادَةِ رَجُلٍ لَمْ
يُحْكَمْ بِصِدْقِهِ قُلْتُ وَقَدْ رَوَى
أَبُوْ نُعَيْمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ
عَنْهُ بِلَفْظِ الْعُطَاسِ عِنْدَ الدُّعَاءِ
شَاهِدُ صِدْقٍ كَذَا فِي الْجَامِعِ
الصَّغِيْرِ وَلَا يَخْفَى أَنَّهُ إِذَا ثَبَتَ
شَيْءٌ فِي الْعَقْلِ فَلَا عِبَارَةَ
بِمُخَالَفَةِ الْحِسِّ مِنَ الْعَقْلِ وَ
كَذٰلِكَ حَدِيْثُ عَلَيْكُمْ بِالْعَدَسِ
فَإِنَّهُ مُبَارَكٌ يُرِقُّ الْقَلْبَ وَيُكْثِرُ
الدَّمْعَةَ قَدَّسَ فِيْهِ سَبْعُوْنَ
نَبِيًّا وَقَدْ سُئِلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ
مُبَارَكٍ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَقِيْلَ
لَهُ أَنَّهُ يُرْوَى عَنْكَ فَقَالَ
وَعَنِّيْ مَا أَرْفَعُ شَيْئًا فِي الْعَدَسِ
إِنَّهُ شَهْوَةُ الْيَهُوْدِ وَلَوْ قَدَّسَ فِيْهِ
نَبِيٌّ وَاحِدٌ لَكَانَ شِفَاءً مِنَ الْأَدْوَاءِ
فَكَيْفَ بِسَبْعِيْنَ نَبِيًّا وَقَدْ سَمَّاهُ
اللّٰهُ تَعَالَى أَدْنَى وَذَمَّ مَنِ اخْتَارَهُ

کسی کی شہادت کیوقت تمام لوگ چھینکیں تب بھی
اسکی صداقت کا حکم جاری نہیں کیا جاتا۔ ملا علی قاری
فرماتے ہیں ابو نعیم نے ابو ہریرہؓ سے اسی ان الفاظ کیساتھ
روایت کیا ہے کہ بلاتے وقت یا دعا کیوقت چھینک
آجانا سچا گواہ ہے۔ جیسا کہ جامع الصغیر میں ہے، اور یہ بات
مخفی نہیں کہ اگر کوئی بات عقلاً ثابت ہو جائے تو اگر
حس عقل کی مخالفت کرے تو اس کی کوئی حیثیت
باقی نہیں رہتی۔ اسی طرح یہ روایت کہ مسور کی دال کو
لازم پکڑلو کیونکہ یہ مبارک ہے دل کو نرم کرتی اور آنسوؤں
کو زیادہ کرتی ہے اسمیں ستر انبیاء کے ذریعے پاکی داخل کی
گئی ہے، عبد اللہ بن المبارک سے اس روایت کے بارے
میں دریافت کیا گیا اور ان سے سوال کیا گیا کہ یہ روایت
آپ سے کی جاتی ہے انہوں نے فرمایا میرا نام نہ لو، میں
مسور کا کوئی درجہ بھی بلند نہیں کر سکتا یہ تو یہود کی خواہشات
کا نتیجہ ہے اور اگر اسے ایک نبی بھی پاک بنا تا تو یہ
تمام بیماریوں کی شفا بن جاتی، کجا کہ ستر انبیاء اللہ تعالیٰ نے
اسے معمولی شے قرار دیا ہے اور ان لوگوں کی مذمت
کی جنہوں نے من و سلوی کے مقابے میں اسے ترجیح دی
اور اسے پیاز اور لہسن کے برابر قرار دیا، اسی باعث

مِنَ الْمَنِّ وَالسَّلْوٰى وَجَعَلَهٗ قَرِيْنَ الثُّوْمِ وَالْبَصَلِ اَفْتَرٰى اَنْبِيَاءَ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ مَعَ سُوْءٍ فِيْهِ لِهٰذِهِ الْعِلَّةِ وَالْمَضَارِّ الَّتِيْ فِيْهِ مِنْ تَهْيِيْجِ السَّوْدَاءِ وَالنَّفْخِ وَالرِّيَاحِ الْغَلِيْظَةِ وَضِيْقِ النَّفَسِ وَالدَّمِ الْفَاسِدِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْمَضَارِّ الْمَحْسُوْسَةِ وَيُشْبِهُ اَنْ يَكُوْنَ هٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ وَضْعِ الَّذِيْنَ اخْتَارُوْهُ عَلَى الْمَنِّ وَالسَّلْوٰى وَاَشْبَاهِهِمْ قُلْتُ وَقَدْ تَقَدَّمَ مَا يُقَوِّيْ كَلَامَهٗ ۔

وَكَذٰلِكَ حَدِيْثُ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَكَذٰلِكَ حَدِيْثُ اَشْرَبُوْا عَلَى الطَّعَامِ تَشْبَعُوْا فَاِنَّ الشُّرْبَ عَلَى الطَّعَامِ يُفْسِدُهٗ وَيَمْنَعُ مِنْ اِسْتِقْرَارِهٖ فِي الْمَعِدَةِ وَمِنْ كَمَالِ نُضْجِهٖ وَكَذٰلِكَ حَدِيْثُ اَكْذَبُ النَّاسِ الصَّبَّاغُوْنَ وَالصَّوَّاغُوْنَ

ان یہود نے انبیاء بنی اسرائیل پر یہ افترا باندھا کہ انہوں نے اسے اس عیب سے پاک کر دیا حالانکہ اس میں مختلف نقصانات ہیں۔ سودا کو زیادہ کرتی نفخ اور ریاح غلیظہ پیدا کرتی ہے۔ نیز سانس کو روکتی اور خون فاسد پیدا کرتی ہے اس کے علاوہ اور بہت سے محسوس نقصانات موجود ہیں۔ اور یہ حدیث ان لوگوں نے وضع کی ہے جنہوں نے اسے من وسلویٰ پر ترجیح دی ہے یا انہی جیسے دیگر اشخاص۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ پہلے دیگر علماء کے اقوال گزر چکے۔ جو ابن المبارک کی تائید کرتے ہیں

اسی طرح یہ حدیث کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان عاشوراء کے روز پیدا فرمائے۔ اسی طرح یہ حدیث کہ کھانے پر پانی پیا کرو۔ ایک تو اس سے تمہارا پیٹ بھر جائے گا۔ نیز کھانے پر پانی پینا کھانے کو تحلیل کر دیتا ہے۔ اور کھانے کو معدہ میں ٹھہرنے نہیں دیتا۔ اسی طرح یہ حدیث کہ لوگوں میں سب سے جھوٹے رنگریز ہیں۔ تو حس اس

فَالْحِسُّ يَرُدُّ هٰذَا الْحَدِيْثَ فَاِنَّ الْكَذِبَ فِيْ غَيْرِهِمْ اَضْعَافُهُ فِيْهِمْ كَالرَّافِضَةِ فَاِنَّهُمْ اَكْذَبُ خَلْقِ اللّٰهِ وَالْكُهَّانِ وَالطُّرُقِيَّةِ وَالْمُنَجِّمُوْنَ وَقَدْ تَاَوَّلَهٗ بَعْضُهُمْ عَلٰى اَنَّ الْمُرَادَ بِالصَّبَّاغِ الَّذِيْ يَزِيْدُ فِي الْحَدِيْثِ اَلْفَاظًا تُزَيِّنُهٗ وَالصَّوَّاغُ الَّذِيْ يَصُوْغُ الْحَدِيْثَ لَيْسَ لَهٗ اَصْلٌ وَهٰذَا تَكَلُّفٌ بَارِدٌ الْحَدِيْثُ بَاطِلٌ قُلْتُ وَهٰذَا اَغْرَبُ مِنْهُ فَاِنَّ الْحَدِيْثَ بِعَيْنِهٖ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ فِي الْجَامِعِ الصَّغِيْرِ۔

حدیث کا انکار کرتی ہے۔ کیونکہ ان کے علاوہ دیگر طبقوں میں ان سے بہت زیادہ جھوٹ پایا جاتا ہے۔ جیسے رافضی کہ اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ جھوٹے ہیں۔ کاہن اور نجومی وغیرہ۔ بعض علماء نے اس کی یہ تاویل کی ہے۔ کہ یہاں صباغ سے مراد وہ لوگ ہیں جو حدیث میں لبطور زینت الفاظ کی زیادتی کرتے ہیں۔ حدیث میں اس کی کوئی اصل نہیں۔ بلکہ یہ حدیث میں زبردستی کی تاویل ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ قول غریب ہے کیونکہ اس حدیث کو احمد، ابن ماجہ نے ابوہریرہ رضی سے روایت کیا ہے۔ جیسا کہ جامع الصغیر میں ہے۔

فَصْلٌ

وَمِنْهَا سَمَاجَةُ الْحَدِيْثِ وَكَوْنُهٗ مِمَّا يُسْخَرُ مِنْهُ كَحَدِيْثِ لَوْ كَانَ الْاَرُزُّ رَجُلًا لَكَانَ حَلِيْمًا مَا اَكَلَهٗ جَائِعٌ اِلَّا اَشْبَعَهٗ وَهٰذَا مِنْ

معرفت حدیث میں سماجۃ الحدیث بھی داخل ہے اور اس میں وہ روایات داخل ہیں۔ جن کے ذریعہ لوگوں کو مسخر کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ یہ روایت اگر چاول انسان ہوتا تو بہت حلیم الطبع

السَّمِجِ الْبَارِدِ الَّذِیْ یُصَانُ عَنْہُ
الْفُضَلَاءُ فَضْلًا عَنْ سَیِّدِ
الْاَنْبِیَاءِ وَحَدِیْثُ الْجَوْزِ دَوَاءٌ
وَالْجُبْنُ دَاءٌ فَاِذَا دَخَلَ فِی الْجَوْفِ
صَارَ شِفَاءً فَلَعَنَ اللّٰہُ وَاضِعَہٗ
عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَ
حَدِیْثُ لَوْ یَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِی
الْحِلْبَۃِ لَاشْتَرَوْھَا بِوَزْنِھَا ذَھَبًا
وَحَدِیْثُ اَحْضِرُوْا مَوَائِدَکُمُ
الْبَقْلَ فَاِنَّہٗ مَطْرَدَۃٌ لِّلشَّیَاطِیْنِ وَ
حَدِیْثُ مَا مِنْ وَرَقَۃِ الْھِنْدَبَاءِ
اِلَّا عَلَیْھَا قَطْرَۃٌ مِنْ مَاءِ الْجَنَّۃِ
وَحَدِیْثُ بِئْسَتِ الْبَقْلَۃُ الْجَرْجِیْرُ
مَنْ اَکَلَ مِنْھَا لَیْلًا بَاتَ وَنَفْسُہٗ
تُنَازِعُہٗ وَتَضْرِبُ عِرْقُ الْجُذَامِ
مِنْ اَنْفِہٖ فَکُلُوْہُ نَھَارًا وَکُفُّوْا عَنْھَا
لَیْلًا وَحَدِیْثُ فَضْلِ دُھْنِ
الْبَنَفْسَجِ عَلَی الْاَدْھَانِ کَفَضْلِ
اَھْلِ الْبَیْتِ عَلٰی سَائِرِ الْخَلْقِ وَ

ہوتا جب بھی اسے بھوکا کھائیگا تو اس کا پیٹ بھر جائیگا
اور یہ اس قسم کی فضولیات ہیں کہ جن سے فضلا بھی بری ہیں
کجا کہ سید الانبیاء، اور یہ حدیث اخروٹ دوا ہے اور
اور پھٹا ہوا دودھ بیماری ہے لیکن پیٹ میں داخل
ہونیکے بعد شفاء بن جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے واضع
پر جس نے اسے حضور کی جانب منسوب کیا ہے لعنت فرمائے
اسی طرح یہ روایت اگر لوگ یہ جان لیں کہ عادات
میں کیا خوبی ہے تو اسے سونے سے وزن کر کے خریدیں
اسی طرح یہ روایت کہ اپنے دسترخوانوں پر ترکاری ضرور
رکھا کرو کیونکہ وہ شیطان کو دور کرتی ہے ایسے ہی
یہ روایت کہ ہندبا (ایک ترکاری) کے پتوں پر جنت کے
پانی کا ایک قطرہ ہے، اسی طرح یہ حدیث کہ جرجیر ترکاری
بہت بری ہے جو اسے رات کو کھائے گا، اس کا سانس
رکتا رہے گا، اور جذام کا عرق اس کی ناک سے گرتا رہیگا
اسے دن میں کھاؤ اور رات میں اسے نہ کھاؤ، ایسے ہی
یہ روایت کہ بنفشہ کا تیل تمام تیلوں پر ایسی ہی فضیلت
رکھتا ہے جیسا کہ اہل بیت تمام مخلوق پر اسی طرح
یہ روایت کہ ککڑی تمام ترکاریوں سے اتنی ہی افضل
ہے جیسا کہ گندم تمام دانوں سے افضل ہے اور یہ

حَدِیْثُ فَضْلِ الْکُرَّاثِ عَلٰی سَائِرِ
الْبُقُوْلِ کَفَضْلِ الْبُرِّ عَلَی الْحُبُوْبِ
وَحَدِیْثُ الْکَمَاۃِ وَالْکَرَفْسِ
طَعَامُ اِلْیَاسَ وَالْیَسَعَ وَحَدِیْثُ
مَا مِنْ رُمَّانٍ اِلَّا وَیُلَقَّحُ بِحَبَّۃٍ مِنْ
مِنْ رُمَّانِ الْجَنَّۃِ وَحَدِیْثُ رَبِیْعُ
اُمَّتِیْ اَلْعِنَبُ وَالْبِطِّیْخُ وَحَدِیْثُ
عَلَیْکُمْ بِمُدَاوَمَۃِ اَکْلِ الْعِنَبِ
مَعَ الْخُبْزِ وَحَدِیْثُ عَلَیْکُمْ بِالْمِلْحِ
فَاِنَّ فِیْہِ شِفَاءً مِنْ سَبْعِیْنَ
دَاءٍ وَحَدِیْثُ مَنْ اَکَلَ فُوْلَۃً
بِقِشْرِھَا اَخْرَجَ اللّٰہُ مِنْہُ مِنَ الدَّاءِ
مِثْلَھَا لَعَنَ اللّٰہُ وَاضِعَھَا قُلْتُ
اَوْرَدَہُ ابْنُ حِبَّانَ فِی الضُّعَفَاءِ
مِنْ حَدِیْثِ عَائِشَۃَ مَرْفُوْعًا وَ
حَدِیْثُ لَا تَسُبُّوا الدِّیْکَ فَاِنَّہٗ
صَدِیْقِیْ وَلَوْ یَعْلَمُ بَنُوْ اٰدَمَ مَا فِیْ
صَوْتِہٖ لَاشْتَرَوْا رِیْشَہٗ وَلَحْمَہٗ
بِالذَّھَبِ قُلْتُ لٰکِنْ صَدْرُ الْحَدِیْثِ

روایت کماۃ اور کرفس ہر امیر وغریب کا کھانا ہے
اور یہ روایت کوئی انار ایسا نہیں کہ اس کے
دانوں کے ساتھ جنت کے انار کے دانے نہ ہوں
میری امت کا موسم بہار انگور اور بطیخ ہے (ایک
گھاس ہے جس کے پتے روٹی کی طرح ہوتے ہیں اور
زمین پر پھیلتے ہیں۔ اور اس میں پھل آتا ہے) اور یہ
روایت روٹی کے ساتھ انگور کھانے پر مداومت کیا
کرو۔ اور یہ روایت نمک کو لازم پکڑلو کیونکہ اس
میں ستر بیماریوں سے شفا رہے۔ اور جو لوبھیا کو مع
چھلکوں کے کھائے اللہ تعالیٰ اس سے اتنی ہی
بیماریاں دور فرما دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان روایات
کے وضع کرنے والے پر لعنت فرمائے۔ ملا علی قاری
فرماتے ہیں اس روایت کو ابن حبان نے ضعفاء میں
حضرت عائشہ رضؓ سے مرفوعا روایت کیا ہے۔ اور یہ
حدیث مرغ کو برا نہ کہو کیونکہ وہ میرا دوست ہے
اگر بنی آدم اس بات کو جان لیں کہ اس کی آواز میں
کیا خوبی ہے تو اس کے پر اور گوشت کو سونے کے
بدلے خریدیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اس روایت کا
شروع حصہ صحیح ہے کیونکہ ابو داؤدؒ نے سند

ثَابِتٌ فَقَدْ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ مَرْفُوْعًا
بِسَنَدٍ حَسَنٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ
بِلَفْظِ لَا تَسُبُّوا الدِّيكَ فَإِنَّهُ يُوقِظُ
لِلصَّلٰوةِ وَرَوَى ابْنُ قَانِعٍ عَنْ أَيُّوبَ
بْنِ عُتْبَةَ بِسَنَدٍ ضَعِيفٍ اَلدِّيكُ
اَلْأَبْيَضُ صَدِيقِي زَادَ أَبُو بَكْرٍ الْبَرْقِيُّ
عَنْ أَبِي زَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ وَصَدِيقُ
صَدِيقِي وَعَدُوُّ عَدُوِّ اللهِ وَفِي
رِوَايَةِ الْحَارِثِ عَنْ عَائِشَةَ وَأَنَسٍ رض
بِلَفْظِ وَعَدُوُّ عَدُوِّي وَزَادَ الْحَارِثُ
عَنْ أَبِي زَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ يَحْرُسُ
دَارَ صَاحِبِهِ وَتِسْعَ دُوْرٍ حَوْلَهَا
وَرَوَاهُ الْبَغَوِيُّ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ
وَقَالَ سَبْعَ أَدْوُرٍ جَمْعُ دَارٍ وَفِي
رِوَايَةِ الْعُقَيْلِيِّ وَأَبِي الشَّيْخِ فِي الْعَظَمَةِ
عَنْ أَنَسٍ وَلَفْظُهُ اَلدِّيكُ الْأَبْيَضُ
الْأَفْرَقُ حَبِيبِي وَحَبِيبُ حَبِيبِي
جِبْرَئِيلُ يَحْرُسُ بَيْتَهُ وَسِتَّةَ عَشَرَ
بَيْتًا مِنْ جِيرَانِهِ أَرْبَعَةً عَنِ الْيَمِينِ

حسن کے ساتھ زید بن خالد رضؓ سے مرفوعاً
روایت کیا ہے مرغ کو برا نہ کہو کیونکہ وہ نماز
کے لئے جگاتا ہے۔ ابن قانع نے ایوب بن عتبہ
سے سند ضعیف کے ساتھ روایت کیا ہے، کہ
سپید مرغ میرا دوست ہے۔ ابوبکر البرقی نے ابوزید
انصاری سے اس میں کچھ الفاظ زیادہ کئے
ہیں، اور میرے دوست کا دوست اور اللہ کے
دشمن کا دشمن ہے۔ اور حارث کی روایت میں عائشہ رض
اور انس رضؓ سے ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے،
کہ میرے دشمن کا دشمن ہے۔ اور حارث نے
ابوزید انصاری رضؓ سے یہ زیادتی بھی روایت کی
ہے کہ گھر والوں کا پہرہ دیتا اور اس کے اردگرد
گھومتا رہتا ہے۔ بغوی نے خالد بن معدان رضؓ سے
سات مکانوں کا ذکر کیا ہے۔ اور عقیلی اور ابوالشیخ
کی روایت میں انس رضؓ سے ان الفاظ کے ساتھ
مروی ہے کہ سپید مرغ میرا بھی دوست اور میرے
دوست جبرائیل کا بھی دوست ہے۔ مالک کے
گھر کا بھی پہرہ دیتا ہے اور اس کے سولہ پڑوسیوں
کے مکانوں کا بھی۔ چار دائیں، چار بائیں، چار آگے

وَاَرْبَعَةٌ عَنِ الشِّمَالِ وَاَرْبَعَةٌ مِنْ قُدَّامِهِ
وَاَرْبَعَةٌ مِنْ خَلْفِ الْكُلِّ فِي الْجَامِعِ
الصَّغِيْرِ وَمَعَ وُجُوْدِ هٰذِهِ الرِّوَايَاتِ
وَلَوْ كَانَتْ ضَعِيْفَةً وَتَتَقَوّٰى بِكَثْرَةِ
الطُّرُقِ لَمْ يَحْسُنِ الْحُكْمُ عَلَيْهِ بِالْوَضْعِ
اِلَّا بِاعْتِبَارِ اٰخِرِ مَا ذَكَرَهٗ فِي الْحَدِيْثِ
وَحَدِيْثُ مَنِ اشْتَرٰى دِيْكًا اَبْيَضَ
لَمْ يَقْرَبْهُ الشَّيْطَانُ وَلَا سِحْرٌ قُلْتُ
رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بِلَفْظِ
الدِّيْكُ يُؤَذِّنُ بِالصَّلٰوةِ مَنِ اتَّخَذَ
دِيْكًا اَبْيَضَ حُفِظَ مِنْ ثَلٰثَةٍ مِنْ
شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَسَاحِرٍ وَكَاهِنٍ
وَحَدِيْثُ اِنَّ لِلّٰهِ دِيْكًا عُنُقُهٗ مَطْوِيَّةٌ
تَحْتَ الْعَرْشِ وَرِجْلَاهُ فِي التُّخُوْمِ
فَبِالْجُمْلَةِ كُلُّ اَحَادِيْثِ الدِّيْكِ
كَذِبٌ اِلَّا حَدِيْثُ اِذَا سَمِعْتُمْ
صِيَاحَ الدِّيْكَةِ فَاسْئَلُوا اللّٰهَ
مِنْ فَضْلِهٖ فَاِنَّهَا رَاَتْ
مَلَكًا ۔

اور چار پیچھے۔ یہ تمام روایات جامع الصغیر
میں ہیں۔ اگرچہ یہ سب روایات ضعیف ہیں
لیکن ایک دوسرے کی تقویت کے باعث ہیں
ان پر وضع کا حکم جاری نہیں کیا جا سکتا۔ مگر
آخری روایت جو ذکر کی گئی ہے اور یہ حدیث
جو سپید مرغ خریدے۔ تو شیطان اور جادو
اس کے پاس نہیں پھٹک سکتے۔ بیہقی نے
اس روایت کو ابن عمرؓ سے ان الفاظ کے
ساتھ روایت کیا ہے۔ مرغ نماز کے لئے
اذان دیتا ہے جو سپید مرغ رکھے وہ تین
باتوں سے محفوظ رہتا ہے۔ شیطان جادوگر
اور کاہن سے۔ اور یہ حدیث کہ اللہ کے
لئے ایک مرغ ہے جس کی گردن عرش کے
نیچے لپٹی ہوئی ہے اور اس کے پیر تحت الثریٰ
میں ہیں۔ تو مرغ کے بارے میں جتنی روایات
ہیں سب جھوٹ ہیں سوائے اس حدیث کے کہ جب
تم مرغ کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ سے
اس کے فضل کا سوال کرو۔ کیونکہ اس نے
فرشتے کو دیکھا ہے۔

فصل

وَمِنْهَا مُنَاقَضَةُ الْحَدِيْثِ لِمَا جَاءَتْ بِهِ السُّنَّةُ الصَّرِيْحَةُ مُنَاقَضَةً بَيِّنَةً فَكُلُّ حَدِيْثٍ يَشْتَمِلُ عَلٰى فَسَادٍ أَوْ ظُلْمٍ أَوْ عَبَثٍ أَوْ مَدْحِ بَاطِلٍ أَوْ ذَمِّ حَقٍّ أَوْ نَحْوِ ذٰلِكَ فَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُ بَرِيْءٌ وَمِنْ هٰذَا الْبَابِ أَحَادِيْثُ مَنْ سُمِّيَ مُحَمَّدًا أَوْ أَحْمَدَ وَأَنَّ كُلَّ مَنْ تَسَمّٰى بِهٰذَا الْاِسْمِ لَمْ يَدْخُلِ النَّارَ فَهٰذَا يُنَاقِضُ مَا هُوَ مَعْلُوْمٌ مِنْ دِيْنِهِ أَنَّ النَّارَ لَا يُجَارُ مِنْهَا بِالْأَسْمَاءِ وَالْأَلْقَابِ وَإِنَّمَا النَّجَاةُ مِنْهَا بِالْإِيْمَانِ وَالْأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ وَمِنْ هٰذَا الْبَابِ أَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ عُلِّقَتِ النَّجَاةُ مِنَ النَّارِ بِهَا وَأَنَّهَا لَا تَمَسُّ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ وَغَايَتُهَا أَنْ يَكُوْنَ مِنْ صِغَارِ الْحَسَنَاتِ وَالْمَعْلُوْمُ مِنْ دِيْنِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ خِلَافُ

ایک اصول یہ بھی ہے کہ اس قسم کی روایات سنت صریحہ کے مخالف ہوں۔ تو جو حدیث فساد، ظلم، کار عبث، باطل کی تعریف اور حق کی برائی پر مشتمل ہو یا اسی قسم کے دیگر مضامین سے تعلق رکھتی ہو۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بری ہیں۔ اس قسم کی روایات میں سے ایک روایت یہ بھی ہے جو میرے نام پر محمد یا احمد نام رکھے گا۔ تو وہ دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔ کیونکہ دین کے ذریعہ یہ بات ثابت ہے کہ کوئی شخص نام و لقب کے ذریعہ دوزخ سے نجات نہیں پا سکتا نجات صرف ایمان اور اعمال صالحہ کے ذریعہ ہو سکتی ہے۔ اسی قسم کی اور بہت سی روایات ہیں کہ جن میں یہ ذکر ہے کہ فلاں کام کرے گا وہ دوزخ سے نجات پائے یا آگ اسے نہ چھوئے گی۔ یا چھوٹے چھوٹے اعمال پر اتنے بڑے اجر کے وعدے ہوں تو یہ سب نبی کریمؐ

ذٰلِكَ وَاِنَّمَا اِنَّمَا ضَمِنَ ذٰلِكَ لِمَنْ حَقَّقَ التَّوْحِيْدَ ۔

کے دین کے خلاف ہیں۔ اور اس کی ضمانت مرد اس کیلئے ہے جس نے توحید کو محقق کیا۔

فَصْلٌ

وَمِنْهَا مَا يَدَّعِيْ عَلَى النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهُ فَعَلَ اَمْرًا ظَاهِرًا بِمَحْضَرٍ مِنَ الصَّحَابَةِ كُلِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِتَّفَقُوْا عَلٰى كِتْمَانِهٖ وَلَمْ يَفْعَلُوْهُ كَمَا يَزْعَمُهُ اَكْذَبُ الطَّوَائِفِ اَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ بِمَحْضَرِ الصَّحَابَةِ كُلِّهِمْ وَهُمْ رَاجِعُوْنَ مِنْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَاَقَامَهُ بَيْنَهُمْ حَتّٰى عَرَفَهُ الْجَمِيْعُ ثُمَّ قَالَ هٰذَا وَصِيِّيْ وَاَخِيْ وَالْخَلِيْفَةُ مِنْ بَعْدِيْ فَاسْمَعُوْا لَهٗ وَاَطِيْعُوْا لَهٗ ثُمَّ اتَّفَقَ الْكُلُّ عَلٰى كِتْمَانِ ذٰلِكَ وَتَغْيِيْرِهٖ وَمُخَالَفَتِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ وَكَذٰلِكَ رِوَايَتُهُمْ اَنَّ الشَّمْسَ رُدَّتْ لَهٗ بَعْدَ الْعَصْرِ وَ

اور اسی قسم کی یہ روایات بھی ہیں جن میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عام صحابہ کے سامنے اس امر کا اظہار فرمایا لیکن تمام صحابہ نے اسے چھپایا اور اس پر عمل نہ کیا۔ جیسا کہ سب سے جھوٹا طبقہ (یعنی شیعہ) کا خیال ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع سے واپسی کے وقت تمام صحابہ کے سامنے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر انہیں کھڑا کیا یہاں تک کہ تمام لوگوں نے پہچان لیا پھر آپ نے فرمایا یہ میرا وصی میرا بھائی اور میرے بعد میرا خلیفہ ہے اس کی بات سننا اور اطاعت کرنا پھر یہ کذاب اس امر کے قائل ہیں کہ تمام صحابہ نے اس بات کو چھپایا اور اسے بدل دیا اور سب کے سب مخالفت پر متفق ہو گئے تو جھوٹوں پر اللہ کی لعنت ہو ایسے ہی ان کی یہ روایت کہ حضرت علیؓ کے لئے عصر کے بعد سورج لوٹا دیا گیا اور تمام لوگ اس کا مشاہدہ کرتے تھے اور آنکی

النَّاسُ يُشَاهِدُوْنَهَا وَلَا يَشْتَهِرُ هٰذَا اَعْظَمُ اشْتِهَارًا وَلَا يَعْرِفُهَا اِلَّا اُمُّ سَلَمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا ۔	بڑی بات کے باوجود بھی لوگوں میں اس واقعہ کی شہرت نہ ہوسکی، اور ام سلمہ کے علاوہ کسی کو معلوم نہ ہوا۔

فَصْلٌ

وَمِنْهَا اَنْ يَكُوْنَ الْحَدِيْثُ بَاطِلًا فِیْ نَفْسِہٖ فَيَدُلُّ بُطْلَانُہٗ عَلٰی اَنَّہٗ لَيْسَ مِنْ كَلَامِہٖ عَلَيْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ كَحَدِيْثِ الْمَجَرَّۃِ الَّتِیْ فِی السَّمَاءِ مِنْ عَرَقِ الْاَفْعٰی الَّتِیْ تَحْتَ الْعَرْشِ وَحَدِيْثِ اِذَا غَضِبَ الرَّبُّ اَنْزَلَ الْوَحْیَ بِالْفَارِسِيَّۃِ وَاِذَا رَضِیَ اَنْزَلَہٗ بِالْعَرَبِيَّۃِ وَحَدِيْثِ سِتُّ خِصَالٍ تُوْرِثُ النِّسْيَانَ سُؤْرُ الْفَارِ وَاِلْقَاءُ الْقَمْلِ فِی النَّارِ وَالْبَوْلُ فِی الْمَاءِ الرَّاكِدِ وَمَضْغُ الْعِلْكِ وَاَكْلُ التُّفَّاحِ الْحَامِضِ وَ حَدِيْثُ الْحِجَامَۃِ عَلَی الْقَفَاءِ تُوْرِثُ النِّسْيَانَ وَحَدِيْثُ يَا حُمَيْرَاءُ	ایک اصول یہ بھی ہے کہ حدیث فی نفسہ باطل ہو، اور اس کے بطلان پر خود دلالت کرتی ہو اور اسی سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام نہیں جیسا کہ یہ روایت کہ وہ مجرہ (ایک منطقہ کا نام ہے) جو آسمان میں واقعہ ہے ان شاخوں سے متعلق ہے جو عرش کے نیچے ہیں اور یہ روایت کہ جب خدا غضب ناک ہوتا ہے تو فارسی میں وحی نازل فرماتا ہے اور جب خوش ہوتا ہے تو عربی میں اور یہ روایت چھ عادات نسیان پیدا کرتی ہے، چوہے کا جھوٹا جوں کو آگ میں ڈالنا، ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا، مصطگی کا چبانا، خراب سیب کا کھانا، اور گدی پر پچھنے لگوانا یہ چیزیں بھول پیدا کرتی ہیں، اور یہ روایت اے حمیرا

لا تغتسلي بالماء المشمس فإنه
يورث البرص وكل حديث فيه
يا حميراء أو ذكر الحميراء فهو
كذب مختلق وكذا يا حميراء
لا تأكلي الطين فإنه يورث كذا
وكذا وحديث خذوا شطر دينكم
عن الحميراء قلت وقد تعقبه
الشيخ جلال الدين السيوطي بأنه
جاء في حديث صحيح يا حميراء و
هو ما رواه الحاكم ثنا عبد الجبار
بن الورد عن عمار الذهبي عن
سالم بن أبي الجعد عن أم سلمة
قالت ذكر النبي عليه الصلاة
والسلام خروج أمهات المؤمنين
فضحكت عائشة رضي الله عنها
فقال انظري يا حميراء أن لا تكوني
أنت ثم التفت إلى علي فقال
إن وليت من أمرها شيئا فارفق
بها فقال في المستدرك صحيح على

(عائشہؓ) دھوپ کے گرم پانی سے غسل نہ کیا کر کیونکہ
یہ برص پیدا کرتا ہے اور ہر وہ حدیث جس میں
یا حمیراء کا ذکر وہ جھوٹ ہے۔ اسی طرح یہ روایت
اے حمیراء مٹی نہ کھا وہ فلاں فلاں چیز پیدا کرتی ہے
اور یہ روایت کہ اپنا آدھا دین حمیراء سے حاصل
کرو۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ اس بات پر جلال الدین
سیوطی نے اعتراض کیا کہ ایک حدیث صحیح میں یا
حمیراء کا لفظ موجود ہے جسے حاکم نے اس سند سے
روایت کیا ہے۔ عبد الجبار بن الورد۔ عمار الذہبیؒ
سالم بن ابی الجعد ام سلمہؓ فرماتی ہیں حضورؐ کے
سامنے بعض ازواج کے خروج کا تذکرہ کیا گیا حضرت
عائشہ ہنسنے لگیں۔ آپ نے فرمایا اے حمیراء
تم ایسی نہ ہو جانا۔ پھر حضرت علیؓ کی طرف
متوجہ ہو کر فرمایا اے علیؓ اگر تجھے امارت
سونپی جائے تو اس کے ساتھ نرمی کرنا۔
حاکم مستدرک میں فرماتے ہیں یہ بخاری اور
مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے امام ذہبی
فرماتے ہیں۔ عبد الجبار بن الورد سے بخاری اور
مسلم نے کوئی روایت نہیں لی ایسے ہی یہ

شَرْطِ الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ قَالَ الذَّهَبِيُّ
عَبْدُ الْجَبَّارِ لَمْ يُخْرِجْ لَهُ وَحَدِيثُ
مَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ يَتَصَدَّقُ بِهِ
فَلْيَلْعَنِ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى فَإِنَّ
اللَّعْنَةَ لَا تَقُومُ مَقَامَ الصَّدَقَةِ
أَبَدًا وَحَدِيثُ آلَيْتُ عَلَى نَفْسِي
أَنْ لَا أُدْخِلَ النَّارَ مَنْ كَانَ اسْمُهُ
أَحْمَدَ وَمُحَمَّدًا وَحَدِيثُ مَنْ
وُلِدَ لَهُ مَوْلُودٌ فَسَمَّاهُ مُحَمَّدًا تَبَرُّكًا
كَانَ هُوَ وَوَالِدُهُ فِي الْجَنَّةِ وَ
حَدِيثُ مَا مِنْ مُسْلِمٍ دَنَا مِنْ
زَوْجَتِهِ وَهُوَ يَنْوِي إِنْ حَمَلَتْ
مِنْهُ يُسَمِّيهِ مُحَمَّدًا إِلَّا رَزَقَهُ اللَّهُ
وَلَدًا ذَكَرًا وَفِي ذَلِكَ جُزْءٌ كُلُّهُ
كِذَابٌ مُكْتَبٌ وَفِي رِوَايَةِ الطَّبَرَانِيِّ
وَلِابْنِ عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُمَا مَنْ وُلِدَ لَهُ ثَلَاثَةُ أَوْلَادٍ
فَلَمْ يُسَمِّ أَحَدَهُمْ مُحَمَّدًا فَقَدْ
جَهِلَ كَذَا فِي جَامِعِ الصَّغِيرِ۔

روایت کہ جس کے پاس صدقہ کرنے کے لئے
مال نہ ہو۔ وہ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے
کیونکہ لعنت کبھی صدقہ کے قائم مقام نہیں ہو سکتی
اور یہ روایت کہ میں اپنے لئے پسند کرتا ہوں،
کہ جس کا نام احمد یا محمد ہو۔ اسے دوزخ میں
داخل نہ کروں گا۔ اور یہ روایت کہ جس کے کوئی
بچہ پیدا ہو۔ اور وہ تبرکاً اس کا نام محمد رکھے
تو وہ اور اس کے والد جنت میں ہوں گے
اور یہ روایت جو مسلم اپنی بیوی سے صحبت
کرتے وقت یہ ارادہ کرے کہ اس سے کوئی
لڑکا پیدا ہوگا۔ اس کا نام محمد رکھے گا۔ اللہ
تعالیٰ اسے لڑکا عطا فرمائے گا۔ اس قسم کی
روایات کا ایک جزو ہے جو سب کا سب
جھوٹ ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں طبرانی
اور ابن عدی کی روایت میں ابن عباسؓ
سے روایت ہے جس کے تین لڑکے ہوں
اور ان میں سے کسی کا نام بھی محمد نہ رکھے
تو وہ جاہل ہے۔ یہ روایت جامع الصغیر
میں ہے۔

فصل

وَمِنْهَا اَنْ يَكُوْنَ الْحَدِيْثُ لَا يُشْبِهُ كَلَامَ الْاَنْبِيَاءِ بَلْ لَا يُشْبِهُ كَلَامَ الصَّحَابَةِ كَحَدِيْثِ ثَلٰثَةٌ تَزِيْدُ فِي الْبَصَرِ اَلنَّظَرُ اِلَى الْخُضْرَةِ وَالْمَاءِ الْجَارِيْ وَالْوَجْهِ الْحَسَنِ وَهٰذَا الْكَلَامُ مِمَّا يُجَلُّ عَنْهُ اَبُوْهُرَيْرَةَ وَابْنُ عَبَّاسٍ بَلْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَالْحَسَنُ بَلْ اَحْمَدُ وَمَالِكٌ قُلْتُ وَقَدْ سَبَقَ اَنَّهُ ضَعِيْفٌ لَا مَوْضُوْعٌ وَحَدِيْثُ النَّظَرِ اِلَى الْوَجْهِ الْحَسَنِ يَجْلِي الْبَصَرَ وَمِنْ اَوْ نَحْوَهُ مِنْ وَضْعِ الزَّنَادِقَةِ قُلْتُ وَفِي الْجَامِعِ الصَّغِيْرِ اَلنَّظْرَةُ اِلَى الْمَرْاَةِ الْحَسْنَاءِ وَالْخُضْرَةِ تَزِيْدَانِ فِي الْبَصَرِ رَوَاهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ عَنْ جَابِرٍ وَحَدِيْثُ عَلَيْكُمْ بِالْوُجُوْهِ الْمِلَاحِ وَالْحَدَقِ السُّوْدِ فَاِنَّ اللّٰهَ يَسْتَحْيِيْ اَنْ يُعَذِّبَ مَلِيْحًا بِالنَّارِ

ایک اصول یہ بھی ہے کہ اس قسم کی روایات انبیاء کرام بلکہ صحابہ کرام کے کلام سے بھی مشابہت نہ رکھتی ہو۔ جیسا کہ یہ روایت کہ تین چیزیں نگاہ کو تیز کرتی ہیں، سبزہ، جاری پانی اور حسین چہرہ کی جانب دیکھنا اور یہ کلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابن عباس تو کجا بلکہ سعید بن المسیب حسن بصری، بلکہ مالک اور احمد کا بھی نہیں ہو سکتا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ روایت ضعیف ہے موضوع نہیں۔ اسی طرح یہ روایت کہ حسین چہرہ کی جانب دیکھنا نگاہ کو تیز کرتا ہے۔ اسی قسم کی روایات ہیں وہ زنادقہ کی وضع کردہ ہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں جامع الصغیر میں حسین چہرے اور سبزے کی جانب دیکھنا نگاہ کو تیز کرتا ہے۔ اسے ابونعیم نے حلیہ میں جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے! اور یہ روایت کہ تم نمکین چہروں اور سیاہ آنکھوں کو لازم پکڑ لو۔ کیونکہ اللہ نمکین چہرے والے کو دوزخ کا عذاب دینے سے شرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے

فَلَعَنَهُ اللّٰهُ عَلٰى وَاضِعِهِ الْخَبِيْثُ وَ
حَدِيْثُ النَّظَرِ اِلَى الْوَجْهِ الْجَمِيْلِ
عِبَادَةٌ قُلْتُ وَقَدْ تَقَدَّمَ اَنَّهُ
ضَعِيْفٌ لَا مَوْضُوْعٌ وَحَدِيْثُ اِنَّ اللّٰهَ
طَهَّرَ قَوْمًا مِنَ الذُّنُوْبِ بِالصَّلْعَةِ
فِيْ رُؤُسِهِمْ وَاِنَّ عَلِيًّا لَاَوَّلُهُمْ
وَحَدِيْثُ نَبَاتُ الشَّعْرِ فِي الْاَنْفِ
اَمَانٌ مِنَ الْجُذَامِ فَقَدْ سُئِلَ عَنْهُ
الْاِمَامُ اَحْمَدُ فَقَالَ لَيْسَ ذَا شَيْءٌ
قُلْتُ رَوَاهُ اَبُوْ يَعْلٰى وَالطَّبَرَانِيُّ
فِي الْاَوْسَطِ بِسَنَدٍ ضَعِيْفٍ عَنْ
عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَمَا فِي الْجَامِعِ
الصَّغِيْرِ وَحَدِيْثُ مَنْ اٰتَاهُ اللّٰهُ
وَجْهًا حَسَنًا وَاسْمًا حَسَنًا وَجَعَلَهُ
فِيْ مَوْضِعٍ غَيْرِ شَائِنٍ فَهُوَ مِنْ صَفْوَةِ
اللّٰهِ فِيْ خَلْقِهِ وَكُلُّ حَدِيْثٍ فِيْهِ
مَدْحُ حِسَانِ الْوُجُوْهِ وَالثَّنَاءُ
عَلَيْهِمْ اَوِ الْاَمْرُ بِالنَّظَرِ اِلَيْهِمْ اَوْ
اِلْتِمَاسِ الْحَوَائِجِ اَوْ اَنَّ النَّارَ لَا

خبیث واضع پر لعنت فرمائے۔ اور یہ روایت کہ
حسین چہرہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے، ملا علی
قاری فرماتے ہیں یہ پہلے گذر چکا، کہ یہ ضعیف ہے
موضوع نہیں۔ اور یہ روایت کہ اللہ تعالیٰ قوم کو گناہوں
سے سر کے بال منڈانے کے ذریعہ پاک کر دیتا ہے
اور علی ان میں سب سے پہلے ہیں اور یہ روایت
کہ ناک میں بال اگنا جذام سے بچاتا ہے، امام احمدؒ
سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا گیا
آپ نے فرمایا یہ کچھ نہیں۔ ملا علی قاری فرماتے
ہیں اس حدیث کو ابو یعلی اور طبرانیؒ نے حضرت
عائشہؓ سے سند ضعیف کے ساتھ روایت کیا ہے
جیسا کہ جامع الصغیر میں ہے۔ اور یہ روایت کہ
جسے اللہ تعالیٰ حسین چہرہ اور اچھا نام عطا
فرمائے تو ایسی جگہ رکھے گا۔ جو اس کی شان
کے خلاف نہ ہو گی۔ کیونکہ یہ اللہ کی مخلوق کے
لئے عادت ہے اور ہر وہ حدیث جس میں
حسین چہرے کی تعریف یا ان کی جانب دیکھنے
کا حکم یا ان کی حاجت روائی کرنے کا حکم یا کہ
انہیں آگ نہ چھوئے گی یہ سب جھوٹ ہے اور خدا

مَكْذُوْبٌ مُخْتَلَقٌ وَاِفْكٌ مُفْتَرًى وَفِيْ هٰذَا الْبَابِ اَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ فَاَقْرَبُ شَيْءٍ فِي الْبَابِ حَدِيْثُ اِذَا بَعَثْتُمْ اِلَيَّ بَرِيْدًا فَابْعَثُوْهُ حَسَنَ الْوَجْهِ حَسَنَ الْاِسْمِ وَفِيْهِ عُمَرُ بْنُ رَاشِدٍ قَالَ ابْنُ حِبَّانَ كَانَ يَضَعُ الْحَدِيْثَ وَذَكَرَ اَبُو الْفَرَجِ هٰذَا الْحَدِيْثَ فِي الْمَوْضُوْعَاتِ ۔

اور رسول پر تہمت ہے ، اور اس مضمون میں بہت سی احادیث ہیں ۔ اور اسی مضمون کے قریب قریب یہ روایت بھی ہے کہ جب تم قاصد بنا کر بھیجا کرو تو حسین چہرے والوں کو بھیجا کرو ۔ اس کا راوی عمر بن راشد ہے ابن حبان کہتے ہیں یہ احادیث وضع کیا کرتا تھا ابوالفرج نے اس روایت کو موضوعات میں شمار کیا ہے ۔

قُلْتُ وَاَمَّا حَدِيْثُ اُطْلُبُوا الْخَيْرَ عِنْدَ حِسَانِ الْوُجُوْهِ فَرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِيْ تَارِيْخِهٖ وَابْنُ اَبِي الدُّنْيَا فِيْ قَضَاءِ الْحَوَائِجِ وَاَبُوْ يَعْلٰى وَالطَّبَرَانِيُّ عَنْ عَائِشَةَ وَالطَّبَرَانِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنُ عَدِيٍّ وَابْنُ عَسَاكِرَ عَنْ اَنَسٍ وَالطَّبَرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ عَنْ جَابِرٍ وَتَمَّامٌ وَالْخَطِيْبُ وَرَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ وَتَمَّامٌ عَنْ اَبِيْ بَكْرَةَ وَالدَّارَقُطْنِيُّ فِي الْاَفْرَادِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ بِلَفْظِ اِبْتَغُوا

ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ حدیث کہ بھلائی اچھے چہرے والوں کے پاس تلاش کرو ، تو اسے بخاری نے اپنی تاریخ میں ابن ابی الدنیا نے قضاء الحوائج میں ابو یعلی اور طبرانی نے عائشہؓ سے نیز طبرانی اور بیہقیؒ نے ابن عباسؓ سے ۔ نیز ابن عدیؒ اور ابن عساکرؒ نے انسؓ سے ، طبرانی نے اوسط میں جابرؓ سے تمام ، خطیب اور مالک نے ابوہریرہ سے ، نیز تمام نے ابوبکرہ سے اور دارقطنی نے افراد میں ابوہریرہ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے ۔ بھلائی اچھے چہرے والوں کے پاس تلاش کرو ۔ جیسا کہ ان تمام

الخَيرَ عِندَ حِسَانِ الوُجُوهِ كَمَا ذَكَرَهُ السُّيُوطِيُّ فِي جَامِعِ الصَّغِيرِ فَالحَدِيثُ اَقَلُّ مَرَاتِبِهِ اَن يَكُونَ حَسَنًا اَو ضَعِيفًا وَاَمَّا كَونُهُ مَوضُوعًا فَغَلَطٌ وَكَلا

روایات کو سیوطی نے جامع الصغیر میں ذکر کیا ہے۔ تو بلحاظ مرتبہ یہ حدیث کم از کم حسن یا ضعیف ہو گی۔ رہا اس کا موضوع ہونا تو یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔

فصل

وَمِنهَا اَن يَكُونَ فِي الحَدِيثِ تَارِيخُ كَذَا وَكَذَا مِثلَ قَولِهِ اِذَا كَانَ سَنَةُ كَذَا وَكَذَا وَقَعَ كَيتَ وَكَيتَ وَاِذَا كَانَ شَهرُ كَذَا وَكَذَا وَقَعَ كَيتَ وَكَيتَ كَقَولِ الكَذَّابِ الاَشَرِ اِذَا انكَسَفَ القَمَرُ فِي المُحَرَّمِ كَانَ الغَلَاءُ وَالقِتَالُ وَشُغلُ السُّلطَانِ وَاِذَا انكَسَفَ فِي صَفَرٍ كَانَ كَذَا وَكَذَا وَاستَمَرَّ الكَذَّابُ فِي الشُّهُورِ كُلِّهَا وَاَحَادِيثُ هٰذَا كُلُّهَا كَذِبٌ مُفتَرًى۔

ایک اصول معرفت حدیث کا یہ بھی ہے۔ کہ حدیث میں تاریخ واقع ہو مثلاً فلاں فلاں سال یا فلاں فلاں ماہ میں ایسا ایسا واقعہ پیش آئیگا جیسا کہ ایک بدمعاش کذاب کا قول ہے کہ جب محرم میں چاند گہن ہو تو قتل و قتال زیادہ ہوگا اور بادشاہ فتنوں میں مشغول رہے گا۔ اسی طرح یہ قول کہ جب صفر میں چاند گہن ہو تو ایسا ایسا ہوگا۔ اسی طرح اس کذاب نے تمام مہینوں میں جھوٹ کا طومار باندھ دیا اور یہ تمام کی تمام روایت جھوٹ اور خدا و رسول پر تہمت ہے۔

فصل

وَمِنهَا اَن يَكُونَ الحَدِيثُ يُشبِهُ

ایک اصول یہ بھی ہے کہ حدیث اطبا اور

يوصف الأطباء والطرقية أشبه
والبق كحديث الهريسة تشد
الظهر وحديث أكل السمك
يذهب الجسد وحديث الذي
شكى إلى النبي عليه الصلوة و
السلام قلة الولد فأمره أن يأكل
البيض والبصل وحديث أتاني
جبرئيل بهريسة من الجنة فأكلتها
فأعطيت قوة أربعين رجلا في
الجماع وحديث المؤمن حلو يحب
الحلاوة ورواه الكذاب الأشر
بلفظ المؤمن حلوى والكافر
خمري قلت وقد تقدم الكلام
عليها وحديث كلوا التمر على الريق
فإنه يقتل الدود قلت أخرجه
أبو بكر في الغيلانيات والديلمي
في مسند الفردوس عن ابن عباس
رضي الله عنهما على ما في الجامع
الصغير وحديث أطعموا نساءكم

حکماء کے اوصاف سے تعلق رکھتی ہو جیسا کہ
حدیث ہریسہ کہ وہ کمر کو مضبوط کرتا ہے۔ یا
یہ روایت کہ مچھلی کھانا گرمی کو ختم کرتا ہے اور
یہ روایت کہ کسی نے حضور سے اولاد کم ہونے
کی شکایت کی آپ نے اسے انڈے اور لہسن
کھانے کا حکم دیا۔ اسی طرح یہ روایت کہ میرے
پاس جبرائیل ہریسہ لے کر آئے میں نے اسے
کھایا۔ تو مجھے جماع میں چالیس آدمیوں کی قوت
عطا کی گئی۔ اور یہ روایت کہ مومن میٹھا ہے۔
میٹھاس کو پسند کرتا ہے۔ اور ایک کذاب شیطان
نے اسے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ کہ
مومن حلوہ خور اور کافر شرابی ہے۔ ملا علی قاری
فرماتے ہیں اس پر کلام پہلے گذر چکا۔ اور یہ حدیث
کہ کھجور لعاب دہن کے ساتھ کھاؤ کیونکہ وہ کیڑے
کو مارتا ہے۔ اسے ابوبکر نے غیلانیات میں دیلمی
نے مسند فردوس میں ابن عباس سے روایت
کیا ہے۔ جیسا کہ جامع الصغیر میں ہے۔ اور یہ
روایت کہ اپنی عورتوں کو نفاس میں کھجور کھلایا
کرو۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے

فِیْ نِفَاسِھِنَّ التَّمَرَ قُلْتُ ھٰذَا لَا
یَصِحُّ فَقَدْ اَخْرَجَ اَبُوْ یَعْلٰی وَابْنُ اَبِیْ
حَاتِمٍ وَابْنُ السُّنِّیِّ وَاَبُوْ نُعَیْمٍ مَعًا
فِی الطِّبِّ النَّبَوِیِّ وَالْعُقَیْلِیُّ وَ
ابْنُ عَدِیٍّ وَابْنُ مَرْدُوَیْہِ وَابْنُ
عَسَاکِرَ عَنْ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَطْعِمُوْا
نِسَائَکُمُ الْوُلَّدَ الرُّطَبَ فَاِنْ لَّمْ
یَکُنْ رُطَبٌ فَتَمْرٌ فَلَیْسَ مِنَ الشَّجَرِ
شَجَرَۃٌ اَکْرَمُ عَلَی اللّٰہِ مِنْ شَجَرَۃٍ
نَزَلَتْ تَحْتَھَا مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ
وَاَخْرَجَ ابْنُ عَسَاکِرَ عَنْ سَلَمَۃَ
بِنْتِ قَیْسٍ مَرْفُوْعًا اَطْعِمُوْا نِسَائَکُمْ
فِیْ نِفَاسِھِنَّ التَّمَرَ فَاِنَّہٗ مَنْ کَانَ
طَعَامُھَا فِیْ نِفَاسِھَا التَّمَرَ خَرَجَ
وَلَدُھَا وَلَدًا حَلِیْمًا فَاِنَّہٗ کَانَ طَعَامَ
مَرْیَمَ حِیْنَ وَلَدَتْ عِیْسٰی وَلَوْ
عَلِمَ اللّٰہُ اَنَّ شَیْئًا لِلنُّفَسَاءِ خَیْرٌ
مِنَ الرُّطَبِ لَاَمَرَ مَرْیَمَ بِہٖ وَاَخْرَجَ

اسے ابو یعلی، ابن ابی حاتم، ابن السنی اور
ابو نعیم نے طب نبوی میں۔ نیز عقیلی، ابن عدی
ابن مردویہ اور ابن عساکر نے حضرت علیؓ
سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ کہ اپنی بچوں والی
عورتوں کو رطب کھلایا کرو (رطب ایک خاص
قسم کی کھجور ہے) اگر رطب نہ ہو تو تمر، کیونکہ کوئی
درخت اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ محبوب
نہیں، کیونکہ مریم بنت عمران اسی کے نیچے ٹھہری
تھیں، ابن عساکر نے سلمۃ بنت قیس سے مرفوعاً
روایت کیا ہے۔ اپنی عورتوں کو نفاس میں
کھجور کھلایا کرو، کیونکہ جس کا کھانا نفاس میں
کھجور ہو تو اولاد حلیم الطبع ہو گی (یہاں نفاس
سے مراد حالت حمل ہے) کیونکہ مریم نے جب
عیسیٰؑ کو جنا تو ان کا کھانا بھی یہی تھا، اگر اللہ
تعالیٰ ان کے لئے کھجور سے زیادہ بہتر کسی کھانے
کو سمجھتا تو وہ انہیں عطا فرماتا عبد بن حمید نے
شقیق سے روایت کیا ہے کہ اگر اللہ نفاس
والی عورت کے لئے کھجور سے بہتر کسی کھانے
کو سمجھتا۔ تو مریم کو اس کے کھانے کا حکم دیتا

عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ لَيْسَ	نیز عبد بن حمید نے عمرو بن میمون سے روایت کیا ہے
لِلنُّفَسَاءِ شَيْءٌ خَيْرٌ مِنَ الرُّطَبِ وَ	نفاس والی عورت کیلئے کھجور سے بہتر کوئی شے نہیں
التَّمْرِ وَقَرَأَ الْآيَةَ وَهُزِّي إِلَيْكَ	پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی وہزی الیک
بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا	بجذع النخلۃ تساقط علیک رطبا جنیا جیسا کہ الدر المنثور
جَنِيًّا كَذَا فِي الدُّرِّ الْمَنْثُورِ وَحَدِيثُ	میں ہے، اور یہ روایت جو اپنے بھائی کو حلوے کا
مَنْ لَقَّمَ أَخَاهُ لُقْمَةَ حَلْوَةٍ صَرَفَ	ایک لقمہ کھلائے اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کی تلخی
اللّٰهُ عَنْهُ مَرَارَةَ الْمَوْقِفِ وَحَدِيثُ	دور فرمائے گا۔ اور یہ روایت جو شخص پاخانہ یا پیشاب
مَنْ أَخَذَ لُقْمَةً مِنْ مَجْرَى الْغَائِطِ	کی جگہ سے لقمہ اٹھا کر اسے دھو کر کھائے تو اس کی
أَوِ الْبَوْلِ فَغَسَلَهَا ثُمَّ أَكَلَهَا غُفِرَ لَهُ	مغفرت کردی جاتی ہے اور یہ روایت کہ کھانے
وَحَدِيثُ النَّفْخِ فِي الطَّعَامِ يُذْهِبُ	میں پھونک مارنا برکت دور کردیتا ہے، ملا علی قاری
الْبَرَكَةَ قُلْتُ رَوَاهُ أَحْمَدُ بِسَنَدٍ	فرماتے ہیں اس حدیث کو امام احمد نے سند حسن کے
حَسَنٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ عَلَيْهِ	ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، کہ
السَّلَامُ نَهَى عَنِ النَّفْخِ فِي الطَّعَامِ	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے اور پینے میں پھونک
وَالشَّرَابِ۔	مارنے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ۔ ابن عباس کی حدیث کو امام ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ نیز امام مالک نے موطا میں مسلم نے اپنی صحیح میں اور ترمذی نے اپنی جامع میں ابو سعید خدری سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ کہ حضور نے پینے کی شئے میں پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے۔ نیز مسلم اور ترمذی نے ابو قتادہ انصاری سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ حضور نے برتن میں پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے اور امام ترمذی نے اس

حدیث کو بھی حسن صحیح قرار دیا ہے۔

وَحَدِيثُ إِذَا طَنَّتْ أُذُنُ أَحَدِكُمْ فَلْيُصَلِّ عَلَيَّ وَلْيَقُلْ ذَكَرَ اللهُ مَنْ ذَكَرَنِي بِخَيْرٍ وَكُلُّ حَدِيثٍ فِي طَنِينِ الْأُذُنِ كَذِبٌ قُلْتُ رَوَاهُ الْحَكِيمُ وَابْنُ السُّنِّيِّ وَالطَّبَرَانِيُّ وَالْعُقَيْلِيُّ وَابْنُ عَدِيٍّ عَنْ أَبِي رَافِعٍ كَذَا فِي الْجَامِعِ الصَّغِيرِ لِلسُّيُوطِيِّ وَالْتَزَمَ أَنْ لَا يَكُونَ فِيهِ مَوْضُوعًا وَذَكَرَهُ الْجَزَرِيُّ أَيْضًا فِي الْحِصْنِ وَالْتَزَمَ أَنْ لَا يَكُونَ فِيهِ إِلَّا صَحِيحًا

اور یہ روایت جس کے کان بجنے لگیں وہ مجھ پر درود پڑھے، اور جو میرا بھلائی سے ذکر کرتا ہے وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے، تو طنین اذن والی روایات سب جھوٹ ہیں ملا علی قاری فرماتے ہیں الحدیث کو حکیم ابن السنی طبرانی، عقیلی اور ابن عدی نے ابو رافع سے اسی طرح روایت کیا ہے جیسا کہ جامع الصغیر میں ہے اور سیوطی نے یہ التزام کر رکھا ہے کہ جامع الصغیر میں کوئی موضوع روایت نقل نہ کریں گے، اسی طرح جزری نے اسے حصن میں نقل کیا ہے اور انہوں نے یہ التزام کر رکھا ہے کہ وہ اس میں صرف صحیح روایت نقل کریں گے۔

فَصْلٌ

وَمِنْهَا أَحَادِيثُ الْعَقْلِ كُلُّهَا كَذِبٌ كَقَوْلِهِ لَمَّا خَلَقَ اللهُ الْعَقْلَ قَالَ لَهُ أَقْبِلْ فَأَقْبَلَ ثُمَّ قَالَ لَهُ أَدْبِرْ فَأَدْبَرَ فَقَالَ مَا خَلَقْتُ خَلْقًا أَكْرَمَ عَلَيَّ مِنْكَ بِكَ آخُذُ وَبِكَ أُعْطِي قُلْتُ تَقَدَّمَ سَبَقَ عَنْ

معرفت اصول حدیث میں سے ایک یہ بھی ہے کہ احادیث عقل سب جھوٹ ہیں، جیسا کہ راوی کا یہ قول کہ جب اللہ نے عقل کو پیدا فرمایا تو اس سے کہا آگے آ، وہ آگے آئی پھر حکم دیا پیچھے ہٹ وہ پیچھے ہٹ گئی، خدا تعالیٰ نے فرمایا میں نے تجھ سے زیادہ عزت دار کوئی شے پیدا نہیں کی میں تیرے ہی ذریعے لیتا

الْعِرَاقِي أَنَّهُ أَخْرَجَهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي
الْكَبِيرِ وَالْأَوْسَطِ وَأَبُو نُعَيْمٍ بِإِسْنَادَيْنِ
ضَعِيفَيْنِ انْتَهَى وَرَوَاهُ عَبْدُ اللهِ
بْنُ إِمَامِ أَحْمَدَ فِي زَوَائِدِ الزُّهْدِ
عَنِ الْحَسَنِ مَرْفُوعًا بِسَنَدٍ جَيِّدٍ
كَمَا ذَكَرَهُ بَعْضُ الْمُتَأَخِّرِينَ قَالَ
وَحَدِيثُ لِكُلِّ حَدِيثٍ مَعْدَنٌ
وَمَعْدَنُ التَّقْوَى قُلُوبُ الْعَارِفِينَ
قُلْتُ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ
وَالْبَيْهَقِيُّ عَنْ عُمَرَ عَلَى مَا فِي الْجَامِعِ
الصَّغِيرِ وَحَدِيثُ أَنَّ الرَّجُلَ
لَيَكُونُ مِنْ أَهْلِ الصَّلٰوةِ وَالْجِهَادِ
وَمَا يُجْزَى إِلَّا عَلَى قَدْرِ عَقْلِهِ
قُلْتُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ الْحَكِيمُ فِي
النَّوَادِرِ مَا يُؤَدِّي مَعْنَاهُ مِنْ حَدِيثِ
أَنَسٍ بن أَثْنَى قَوْمٌ عَلَى رَجُلٍ عِنْدَ
النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتَّى بَالَغُوا
فِي الثَّنَاءِ فَقَالَ كَيْفَ عَقْلُ الرَّجُلِ
ثُمَّ ذَكَرَ ابْنُ الْقَيِّمِ عَنِ الْخَطِيبِ

اور تیرے ہی ذریعہ دیتا ہوں۔ ملا علی قاری فرماتے
ہیں یہ عراقی سے پہلے گذر چکا کہ اسے طبرانی نے کبیر و
اوسط میں ابو نعیم نے دو ضعیف سندات کے ساتھ
روایت کیا ہے اور عبد اللہ بن احمد نے زوائد الزہد
میں حسن سے عمدہ سند کے ساتھ مرفوعاً روایت کیا ہے
جیسا کہ بعض متاخرین نے اس کا ذکر کیا ہے لگے ابن
القیم الجوزی فرماتے ہیں اسی طرح یہ روایت کہ ہر بات
کی ایک کان ہوتی ہے اور تقوے کی کان عارفین کے
دل ہیں، ملا علی قاری فرماتے ہیں اس حدیث کو طبرانی
نے ابن عمرؓ سے اور بیہقی نے حضرت عمرؓ سے، جیسا کہ
جامع الصغیر میں ہے روایت کیا ہے اور یہ روایت کہ
آدمی نمازی اور مجاہد ہوتا ہے، لیکن اسے جزا اس کی
عقل کے مطابق دی جاتی ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں
حکیم ترمذی نے نوادر میں اسی معنی کی ایک روایت انسؓ
سے نقل کی ہے، حضور کے سامنے لوگوں نے بہت زیادہ
تعریف کی تو آپ نے فرمایا اس آدمی کی عقل کیسی ہے
پھر ابن القیم جوزی خطیب سے روایت کرتے ہیں
انہوں نے اس سند کے ساتھ، ثوری، حافظ عبد الغنی
نے دار قطنی کا قول نقل کیا ہے کہ کتاب العقل کو سب سے

حدثنا الثوري قال سمعت الحافظ
عبد الغني يقول أخبرنا الدارقطني
بأن كتاب العقل وضعه أولهم
ميسرة بن عبد ربه ثم سرق منه
داود بن المحبر وركبه بإسناد و
سرقه سليمان بن عيسى السجزي
بإسناد آخر قلت يريد كتاب
العقل لداود المختلق الكذاب
وهو سفر قال أبو الفتح الأزدي
لا يصح في العقل حديث قاله أبو
جعفر العقيلي وأبو حاتم بن حبان
انتهى وابن المحبر كما قال السخاوي
ليس بكذاب ولا يلزم من عدم
الصحة وجود الوضع كما لا يخفى ۔

اصل میسرہ بن عبد ربہ نے وضع کیا تھا پھر اسے
داؤد بن المحبر نے چرا کر سند کے ساتھ بیان
کیا۔ اور داؤد سے سلیمان بن عیسی السجزی
نے مختلف اسناد کے ساتھ چوری کی۔ ملا علی رح
قاری فرماتے ہیں غالباً ابن القیم رح کی کتاب
العقل سے مراد اودی کی کتاب ہے۔ اور وہ
ایک سفر ہے۔ ابوالفتح الازدی فرماتے
ہیں عقل کے بارے میں کوئی روایت صحیح
نہیں۔ اور یہی قول ابوجعفر رح العقیلی اور
ابوحاتم بن حبان رح کا ہے۔ ابن المحبر کے
بارے میں سخاوی کا قول ہے۔ کہ وہ
کذاب نہیں۔ اور کسی شئے کے صحیح نہ ہونے
سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ موضوع بھی ہو
سکتا ہے کہ وہ ضعیف ہو۔

فَصْلٌ

ومنها الأحاديث التي
يذكر فيها الخضر وحياته كلها
كذب ولا يصح في حياته حديث

معرفت حدیث کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ جن
احادیث میں خضر اور ان کی زندگی کا تذکرہ
ہو وہ سب کی سب جھوٹ ہے اور ان کی زندگی

وَاجْتِمَاعُ الْخَضِرِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کَانَ فِی الْمَسْجِدِ فَسَمِعَ کَلَامًا مِنْ وَرَائِہٖ فَذَھَبُوْا یَنْظُرُوْنَ فَاِذَا ھُوَ الْخَضِرُ وَحَدِیْثُ یَلْتَقِی الْخَضِرُ وَالْاِلْیَاسُ کُلَّ عَامٍ وَحَدِیْثُ یَجْتَمِعُ بِعَرَفَۃَ جِبْرَئِیْلُ وَمِیْکَائِیْلُ وَالْخَضِرُ اَلْحَدِیْثُ الْمُفْتَرِی الطَّوِیْلُ قُلْتُ اَمَّا الْحَدِیْثُ الثَّانِیْ فَقَدْ سَبَقَ اَنَّہٗ اَخْرَجَہُ الْعُقَیْلِیُّ وَالدَّارَقُطْنِیُّ فِی الْاَفْرَادِ وَابْنُ عَسَاکِرَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا وَاَمَّا الْحَدِیْثُ الثَّالِثُ فَلَیْسَ لَہٗ اَصْلٌ ذَکَرْتُہٗ فِیْ رِسَالَتِی الْمُسَمَّاۃِ بِکَشْفِ الْحَذَرِ عَنْ اَمْرِ الْخَضِرِ مَعَ الرَّدِّ عَلٰی مَا ذَکَرَھُنَا مِنَ الْاَدِلَّۃِ النَّقْلِیَّۃِ وَالْعَقْلِیَّۃِ عَلٰی عَدَمِ بَقَائِہٖ۔

کے بارے میں ایک حدیث بھی صحیح نہیں مثلاً یہ روایت کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے تو اپنے پیچھے سے آواز سنی لوگ دیکھنے کے لئے گئے تو وہ خضرؑ تھے اسی طرح یہ روایت کہ خضر اور الیاس سال بھر میں ایک بار ملتے ہیں اسی طرح یہ روایت کہ عرفہ میں جبرئیلؑ میکائیلؑ اور خضر جمع ہوتے ہیں ایک گھڑی ہوئی لمبی روایت ہے، ملا علی قاری فرماتے ہیں دوسری حدیث یعنی خضرؑ اور الیاسؑ سال میں ایک بار جمع ہوتے ہیں تو پہلے گذر چکا کہ اسے عقیلیؒ، دار قطنیؒ نے افراد میں اور ابن عساکرؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے، جہاں تک تیسری روایت کا تعلق ہے اس کی کوئی اصل نہیں، میں نے اس کا ذکر اپنے ایک رسالہ کشف الحذر عن امر الخضر میں ذکر کیا ہے اور دلائل عقلیہ و نقلیہ کے ساتھ خضر کے عدم وجود کو ثابت کیا ہے۔

فصل

وَمِنْھَا اَنْ یَکُوْنَ الْحَدِیْثُ

انہی اصولوں میں سے ایک اصول یہ بھی ہے کہ

مِمَّا تَقُوْمُ الشَّوَاهِدُ الصَّحِيْحَةُ عَلٰى بُطْلَانِهٖ كَحَدِيْثِ عَوْجِ بْنِ عُنُقٍ الطَّوِيْلِ الَّذِيْ قَصَدَ وَاضِعُهُ الطَّعْنَ فِيْ أَخْبَارِ الْأَنْبِيَاءِ فَإِنَّ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَنَّ طُوْلَهٗ كَانَ ثَلٰثَةَ أَلْفِ ذِرَاعٍ وَثَلٰثَمِائَةٍ وَثَلٰثَةً وَثَلٰثِيْنَ وَأَنَّ نُوْحًا لَمَّا خَوَّفَهُ الْغَرَقَ قَالَ احْمِلْنِيْ فِيْ قَصْعَتِكَ هٰذِهٖ وَأَنَّ الطُّوْفَانَ لَمْ يَصِلْ إِلٰى كَعْبِهٖ وَأَنَّهٗ خَاضَ الْبَحْرَ فَوَصَلَ إِلٰى حُجْزَتِهٖ وَأَنَّهٗ كَانَ يَأْخُذُ الْحُوْتَ مِنْ قَرَارِ الْبَحْرِ فَيَشْوِيْهِ فِيْ عَيْنِ الشَّمْسِ وَأَنَّهٗ قَلَعَ صَخْرَةً عَظِيْمَةً عَلٰى قَدْرِ عَسْكَرِ مُوْسٰى وَأَرَادَ أَنْ يَرْضَخَهُمْ بِهَا فَقَوَّرَهَا اللهُ عَلٰى عُنُقِهٖ مِثْلَ الطَّوْقِ وَلَيْسَ الْعَجَبُ مِنْ جُرْأَةِ مِثْلِ هٰذَا الْكَذَّابِ عَلَى اللهِ إِنَّمَا الْعَجَبُ مِمَّنْ يُدْخِلُ هٰذَا الْحَدِيْثَ فِيْ كُتُبِ الْعِلْمِ مِنَ التَّفْسِيْرِ وَغَيْرِهٖ وَلَا يُبَيِّنُ أَمْرَهٗ وَهٰذَا

شواہد صحیحہ حدیث کے بطلان پر دلالت کرتے ہوں جیسا کہ عوج بن عنق کی طویل روایت کہ اس کے واضع نے انبیاء کرام کے قصص پر طعن کا ارادہ کیا ہے کیونکہ اس روایت میں یہ بھی ہے کہ عوج بن عنق کا قد تین ہزار تین سو تینتیس گز تھا، اور نوح کو جب غرق ہو جانے کا خوف لاحق ہوا، تو اس سے کہا اپنے اس پیالے میں مجھے بھی اٹھا لے اور طوفان اس کے ٹخنوں تک بھی نہ پہنچا تھا، جب دریا نے موجیں مارنی شروع کیں تو وہ بھٹ کی طرف چلا گیا، اور دریا کے کنارے سے مچھلیاں پکڑ پکڑ کر انہیں سورج میں بھونتا تھا، اور اس نے ایک بڑا پتھر جو موسیٰ کے لشکر کے مقدار کے مطابق تھا، ان پر پھینکنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے اسے طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا، اس کذاب کے جھوٹ بولنے پر ہمیں تعجب نہیں بلکہ تعجب ان لوگوں سے ہے جنہوں نے اس واقعہ کو اپنی علمی کتابوں اور تفسیر وغیرہ میں بیان کیا ہے اور اس روایت کا کذب ظاہر نہیں کیا، اور عوج بن عنق اس کذاب کے نزدیک نوح کی اولاد سے نہ تھا حالانکہ اللہ

عِنْدَہٗ لَیْسَ مِنْ ذُرِّیَّۃِ نُوْحٍ وَقَدْ	تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے نوح ہی کی ذریت کو
قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجَعَلْنَا ذُرِّیَّتَہٗ	باقی رکھا۔ تو خدا تعالیٰ نے یہ خبر بیان فرمادی
ھُمُ الْبَاقِیْنَ فَاَخْبَرَ اَنَّ کُلَّ مَنْ	کہ اس زمین کے طبقہ پر نوح کی اولاد کے علاوہ کوئی
بَقِیَ عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ فَھُوَ مِنْ ذُرِّیَّۃِ	باقی نہ رہا اگر عوج بن عنق کا وجود بھی تھا تو نوح
نُوْحٍ فَلَوْ کَانَ لِعَوْجٍ وُجُوْدٌ لَمْ یَبْقَ	کے بعد وجود بھی ختم ہو گیا۔ اور جبکہ نبی کریم صلی
بَعْدَ نُوْحٍ وَاَیْضًا فَاِنَّ النَّبِیَّ عَلَیْہِ	اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے جب
الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ قَالَ خَلَقَ اللّٰہُ	جب آدم کو پیدا فرمایا تو ان کا قد ساٹھ گز تھا پھر
اٰدَمَ وَطُوْلُہٗ فِی السَّمَاءِ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا	مخلوق کا قد کم ہوتا رہا حتی کہ اب اس مقدار معلوم
فَلَمْ یَزَلِ الْخَلْقُ یَنْقُصُ حَتَّی الْاٰنَ	کو پہنچ گیا ہے۔ نیز یہ بھی فرمان رسول ہے کہ زمین
وَاَیْضًا فَاِنَّ مَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ	و آسمان کے مابین پانچ سو سال کا فاصلہ ہے تو
خَمْسَمِائَۃِ عَامٍ وَسَمْکُ مَا کَانَ لِکَ	اس کی مچھلی کس طرح بھنی جبکہ سورج متکلمین کے
وَاِذَا کَانَتِ الشَّمْسُ فِی السَّمَاءِ	نزدیک اچوتھے آسمان میں ہے جب ہمارے
الرَّابِعَۃِ فَبَیْنَنَا وَبَیْنَ ھٰذِہِ الْمَسَافَۃِ	اور سورج کے مابین اتنی مسافت ہے تو تین ہزار
الْعَظِیْمَۃِ فَکَیْفَ یَصِلُ اِلَیْھَا طُوْلُ	سے کچھ زائد کا طول وہاں تک کیسے پہنچ گیا تھی کہ
ثَلٰثَۃِ اٰلَافِ ذِرَاعٍ حَتّٰی یَشْوِیَ	اس نے سورج میں رکھ کر مچھلی بھی بھون لی اور اس
فِیْ عَیْنِھَا الْحُوْتَ وَلَا رَیْبَ اَنَّ ھٰذَا	میں کوئی شک نہیں کہ یہ روایت اور اس قسم کی دیگر
وَاَمْثَالَہٗ مِنْ وَضْعِ زَنَادِقَۃِ اَھْلِ	روایات اہل کتاب میں سے زنادقہ کی وضع
الْکِتَابِ الَّذِیْنَ قَصَدُوْا السُّخْرِیَّۃَ	کردہ ہیں۔ اور انہوں نے اس قسم کی روایات
وَالْاِسْتِھْزَاءَ بِالرُّسُلِ وَاَتْبَاعِھِمْ	سے انبیاء کرام اور ان کے متبعین کا مذاق اڑانا

قُلْتُ وَفِي تَفْسِيرِ الْمَعَالِمِ لِلْبَغَوِيِّ
اِنَّ اَصَحَّ الْاَقَاوِيلِ بِاتِّفَاقِ الْعُلَمَاءِ
اَنَّ عُوجَ بْنَ عُنُقٍ قَتَلَهُ مُوسٰى
عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَمْ يَزِدْ عَلٰى هٰذَا
الْكَلَامِ فَدَلَّ عَلٰى اَنَّ لِوُجُوْدِهِ اَصْلًا
فِي الْجُمْلَةِ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ الْاَعْلَامِ
غَايَتُهُ اَنَّ الْكَذَّابِيْنَ زَادُوْا وَنَقَصُوْا
تَرْوِيْجًا لِغَرَضِهِمُ الْفَاسِدِ عِنْدَ
الْعَوَامِّ مِنَ الْاَنَامِ ثُمَّ نَقَلَ عَنِ
ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ تَعَالٰى وَاِذْ قُلْنَا
ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ هِيَ اَرِيْحَا
هِيَ قَرْيَةُ الْجَبَّارِيْنَ كَانَ فِيْهَا قَوْمٌ
مِنْ بَقِيَّةِ عَادٍ يُقَالُ لَهُمُ الْعَمَالِقَةُ
وَرَأْسُهُمْ عُوْجُ بْنُ عُنُقٍ وَفِي الدُّرِّ
الْمَنْثُوْرِ فِي تَفْسِيْرِ الْمَاْثُوْرِ لِلسُّيُوْطِيِّ
اَخْرَجَ ابْنُ جَرِيْرٍ وَابْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ
قَتَادَةَ فِي قَوْلِهِ تَعَالٰى اِنَّ فِيْهَا
قَوْمًا جَبَّارِيْنَ قَالَ ذُكِرَ لَنَا اَنَّهُمْ
كَانَتْ لَهُمْ اَجْسَامٌ وَخَلْقٌ لَيْسَتْ

چاہا ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں بغوی کی تفسیر معالم
میں ہے کہ سب سے عمدہ قول جس پر علماء متفق ہیں
یہ ہے کہ عوج بن عنق کو حضرت موسیٰ نے قتل کیا اور
اس پر بغوی نے کوئی زیادتی نہیں کی۔ اس سے معلوم
ہوا کہ علماء کے نزدیک عوج بن عنق کی کوئی نہ کوئی
اصل ضرور تھی لیکن ان کذابین نے اپنی مرضی کے
مطابق اس میں اضافہ کیا اور اپنی غرض فاسد کو
عوام میں پھیلانے کے لئے کچھ کمی بھی کی، پھر بغوی نے
ابن عباس رضی سے خدا تعالیٰ کے اس قول واذ قلنا
ادخلوا ہذہ القریہ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ قریہ سے
مراد اریحا ہے جو بہت زبردست لوگوں کا
گاؤں تھا، اور اس میں قوم عاد کے کچھ بقیہ لوگ
موجود تھے جنہیں عمالقہ کہا جاتا تھا اور ان کا سردار
عوج بن عنق تھا۔ سیوطی کی در المنثور فی تفسیر
الماثور میں ہے کہ ابن جریر اور ابن المنذر نے قتادہؓ
سے خدا تعالیٰ کے اس قول ان فیہا قوما جبارین کی تفسیر
میں نقل کیا ہے۔ قتادہ کہتے ہیں ہم سے یہ ذکر کیا گیا ہے
کہ ان کے اجسام اور ان کی خلقت ایسی تھی جو
اوروں کو حاصل نہ تھی عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے

لِغَيْرِهِمْ وَاَخْرَجَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ هُمْ اَطْوَلُ مِنَّا اَجْسَامًا وَاَشَدُّ قُوَّةً وَاَخْرَجَ ابْنُ عَبْدِ الْحَكَمِ فِي فُتُوْحِ مِصْرَ عَنِ ابْنِ حُجَيْرَةَ قَالَ اسْتَظَلَّ سَبْعُوْنَ رَجُلًا مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فِي قِحْفِ عَظْمِ رَأْسِ رَجُلٍ مِنَ الْعَمَالِيْقِ وَاَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْاِيْمَانِ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ قَالَ بَلَغَنِيْ اَنَّهُ رُؤِيَتْ ضَبُعٌ وَاَوْلَادُهَا رَابِضَةٌ فِي حِجَاجِ عَيْنِ رَجُلٍ مِنَ الْعَمَالِقَةِ وَاَخْرَجَ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ اَخَذَ عَصًا فَذَرَعَ فِيْهَا بِشَيْءٍ ثُمَّ قَاسَ فِي الْاَرْضِ خَمْسِيْنَ اَوْ خَمْسًا وَخَمْسِيْنَ ثُمَّ قَالَ هٰكَذَا طُوْلُ الْعَمَالِيْقِ وَاَخْرَجَ ابْنُ جَرِيْرٍ وَابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَمَرَ مُوْسٰى اَنْ يَدْخُلَ مَدِيْنَةَ الْجَبَّارِيْنَ فَسَارَ مِنْ مَعَهُ حَتّٰى نَزَلَ

قتادہ سے روایت کیا ہے کہ ان کے اجسام ہم سے طویل تھے اور قوت بھی زیادہ تھی ابن عبد الحکم نے فتوح مصر میں ابن حجیرہ سے نقل کیا ہے موسیٰ کی قوم کے ستر آدمیوں نے عمالیق کے ایک شخص کے دماغ کی ہڈی میں سایہ حاصل کر لیا تھا (اعوذ باللہ من ہذہ الافتراء) بیہقی نے شعب الایمان میں زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ بجو کی طرح دکھائے گئے تھے اور ان کی اولاد عمالقہ کے ایک انسان کی آنکھ کے گھڑے میں پناہ لئے ہوئے تھی۔ ابن ابی حاتم نے انس سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایک لاٹھی لی پھر اسے کسی شئے سے ناپا پھر پچاس یا پچپن لاٹھی کے برابر زمین پر کھینچا اور اس کے بعد فرمایا یہ عمالیق کا قد تھا۔ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے جب حضرت موسیٰ نے جبارین کے شہر میں داخل ہونے کا حکم دیا، تو ان کے ساتھی ان کے ساتھ چلے جب شہر کے قریب اترے اور وہ شہر اریحا تھا۔ تو حضرت موسیٰ نے بارہ آدمی ہر قبیلے میں سے ان کی خبر

قَرِیبًا مِنَ الْمَدِینَۃِ ذَھَبًا اِبْرَ یَمحَا
فَبَعَثَ اِلَیْھِمْ اثْنَیْ عَشَرَ عَیْنًا مِنْ
کُلِّ سِبْطٍ مِنْھُمْ عَیْنًا لِیَأْتُوْہُ بِخَبَرِ
الْقَوْمِ فَدَخَلُوا الْمَدِینَۃَ فَرَأَوْا اَمْرًا
عَظِیْمًا مِنْ ھَیْئَتِھِمْ وَجِسْمِھِمْ وَ
عِظَمِھِمْ فَدَخَلُوْا حَائِطًا لِبَعْضِھِمْ
فَجَاءَ صَاحِبُ الْحَائِطِ یَجْتَنِی الثِّمَارَ
مِنْ حَائِطِہٖ فَجَعَلَ یَجْتَنِی الثِّمَارَ
فَیَنْظُرُ اِلٰی آثَارِھِمْ فَتَتَبَّعَھُمْ فَکُلَّمَا
اَصَابَ وَاحِدًا مِنْھُمْ اَخَذَہٗ فَجَعَلَہٗ
فِیْ کُمِّہٖ مَعَ الْفَاکِھَۃِ حَتَّی الْتَقَطَ
الْاِثْنَیْ عَشَرَ کُلَّھُمْ فَجَعَلَھُمْ فِیْ کُمِّہٖ
مَعَ الْفَاکِھَۃِ وَذَھَبَ اِلٰی مَلِکِھِمْ
فَنَثَرَھُمْ بَیْنَ یَدَیْہِ الْحَدِیْثَ قَالَ
وَمِنْ ھٰذِہِ الْاَحَادِیْثِ اِنَّ قَافَ
جَبَلٌ مِنْ زُمُرُّدَۃٍ خَضْرَاءَ مُحِیْطَۃٌ
بِالدُّنْیَا کَاِحَاطَۃِ الْحَائِطِ بِالْبُسْتَانِ
وَالسَّمَاءُ وَاضِعَۃٌ اَکْنَافَھَا عَلَیْہِ
فَزُرْقَتُھَا مِنْہُ قُلْتُ قَدْ ذَکَرَہٗ

لانے کے لئے بھیجے۔ وہ شہر میں داخل ہوئے تو انہوں
نے ان کے بہت بڑے جسم اور بہت بڑی ہیئت
دیکھی وہ ایک باغ میں داخل ہو گئے اتنے میں
باغ والا پھل چننے کے لئے آیا تو وہ پھل چننے لگا۔
اور ان کے نشان قدم دیکھتا جاتا تھا اور جب
ان میں سے کوئی اسے ہاتھ آجاتا تو پھل کے
ساتھ اسے بھی اپنے آستین میں ڈال لیتا حتی کہ اس نے
ان تمام بارہ آدمیوں کو پھل کے ساتھ آستین میں
ڈال لیا، اور انہیں اپنے سامنے پھیلا دیا۔ اس
طرح یہ روایت بہت لمبی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا
ہے کہ ان کذابین میں باہم کوئی کذب کا مقابلہ
پیش آیا تھا جس کے نتائج ہمارے مفسرین نے
نقل کئے ہیں ابن القیم الجوزی فرماتے ہیں اسی
قسم کی ایک روایت یہ بھی ہے کہ قاف سبز زمرد
کا پہاڑ ہے جو دنیا کا ایسے ہی احاطہ کئے ہوئے
ہے جیسے چار دیواری باغ کا احاطہ کرتی ہے
یا جیسے آسمان کے کنارے زمین پر رکھے ہوئے
ہیں، ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ بغوی نے اپنی معالم
میں عکرمہ اور ضحاک سے اور در منثور میں ہے

البغوي في معالمه عن عكرمة و
الضحاك وفي الدر المنثور أخرج
عبد الرزاق عن مجاهد قال
قاف جبل محيط بالأرض أخرج
ابن المنذر وأبو الشيخ في العظمة
والحاكم وابن مردويه عن عبد الله
بن بريدة في قوله تعالى ق جبل
من زمرد محيط بالدنيا عليه كنفه
السماء قال ومن هذا حديث
ان الأرض على صخرة والصخرة
على قرن ثور فإذا حرك الثور قرنه
تحركت الصخرة قلت أخرج أبو
الدنيا وأبو الشيخ عن ابن عباس
رضي الله عنهما قال خلق الله جبلا
يقال له قاف محيط بالعالم وعروقه
إلى الصخرة التي عليها الأرض فإذا
أراد الله أن يزلزل قرية أمر
ذلك الجبل فحرك العرق الذي
يلي تلك القرية فيزلزل ويحرك كما

عبد الرزاق نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ قاف ایک
پہاڑ ہے جو زمین کو گھیرے ہوئے ہے ابن المنذر اور
ابو الشیخ نے عظمہ میں حاکمؒ اور ابن مردویہؒ نے عبد اللہ بن
بریدہؓ سے اللہ تعالیٰ کے قول قٓ کی تفسیر میں روایت
کیا ہے کہ یہ ایک زمرد کا پہاڑ ہے جو دنیا کو گھیرے ہوئے
ہے اور اس پہ آسمان کے کنارے ٹکے ہوئے ہیں ابن تیمیہ
فرماتے ہیں اور اسی قسم کی یہ روایت بھی ہے کہ زمین
ایک پتھر پر ٹکی ہوئی ہے اور پتھر بیل کے سینگ پہ
جب بیل اپنا سینگ ہلاتا ہے تو پتھر کو حرکت پیدا ہو
جاتی ہے اور بقول عوام اس میں زلزلہ پیدا ہوتا ہے
ملا علی قاری فرماتے ہیں ابو الدنیا اور ابو الشیخ نے
ابن عباس سے روایت کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ایک پہاڑ
پیدا کیا ہے جس کا نام قاف ہے جو عالم کو گھیرے ہوئے
ہے اور اس کی رگیں ایک پتھر پر ختم ہو جاتی ہیں جس
پر زمین قائم ہے جب اللہ تعالیٰ کسی گاؤں میں زلزلہ
پیدا فرمانا چاہتے ہیں تو اس پہاڑ کو حکم دیتے ہیں تو وہ
پہاڑ اس رگ کو حرکت دیتا ہے جو اس گاؤں کے
قریب ہوتی ہے اس باعث اسی گاؤں میں زلزلہ
آتا ہے دوسری جگہ نہیں سو ایسا معلوم ہوتا ہے یہ

فَمِنْ ثَمَّ تَحَرَّكَ الْقَرْيَةُ دُوْنَ الْقَرْيَةِ
قَالَ وَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثُ كَانَ جِنِّيَّةٌ
تَأْتِي النَّبِيَّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
فَأَبْطَأَتْ عَلَيْهِ فَقَالَ مَا أَبْطَأَكِ
قَالَتْ مَاتَ لِيْ مَيِّتٌ بِالْهِنْدِ
فَذَهَبْتُ فِيْ تَعْزِيَتِهِ فَرَأَيْتُ فِيْ
طَرِيْقِيْ إِبْلِيْسَ يُصَلِّيْ عَلٰى صَخْرَةٍ
فَقُلْتُ مَا حَمَلَكَ أَنْ أَضْلَلْتَ
آدَمَ قَالَ دَعِيْنِيْ عَنْكِ هٰذَا فَقُلْتُ
تُصَلِّيْ وَأَنْتَ أَنْتَ قَالَ يَا فَارِغَةُ
إِنِّيْ لَأَرْجُوْ مِنْ رَبِّيْ إِذَا أَتْمَمْتُ قَسَمَهُ
أَنْ يَغْفِرَ لِيْ فَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ
عَلَيْهِ السَّلَامُ ضَحِكَ ذٰلِكَ الْيَوْمَ
قَالَ ابْنُ عَدِيٍّ فِي الْكَامِلِ حَدَّثَنَا
عَبْدُ الْمُؤْمِنِ بْنُ أَحْمَدَ حَدَّثَنَا
ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ
جَابِرٍ فَذَكَرَهُ اللّٰهُ أَعْلَمُ مِمَّا دَسَّ
فِيْ كُتُبِ ابْنِ لَهِيْعَةَ وَإِلَّا فَهُوَ أَعْلَمُ
بِالْحَدِيْثِ مِنْ أَنْ يَرُوْجَ عَلَيْهِ مِثْلُ

روایت اس وقت وضع کی گئی جبکہ پہلی روایت پر فعلاً
یہ اعتراض وارد ہوا کہ سینگ ہلانے کے باعث زلزلہ
سب مقامات پر آنا چاہیئے اور ایسا وقوع میں نہیں آتا
تو کذابین نے اس کا جواب بھی تیار کر لیا۔ علامہ ابن
القیم الجوزی فرماتے ہیں کہ اس قسم کی روایات میں سے
ایک روایت یہ بھی ہے کہ ایک جنیہ حضور کی خدمت میں آیا
کرتی تھی ایک بار اسے دیر ہو گئی آپ نے دیر ہونے کی وجہ
دریافت کی اس نے عرض کیا ہندوستان میں ایک میت کا
انتقال ہو گیا تھا میں اس کی تعزیت کے لئے گئی تھی،
میں نے راہ میں ابلیس کو ایک پتھر پر نماز پڑھتے
دیکھا میں نے اس سے کہا تو کیوں آدم کو گمراہ کر کے پھر تا ہے
اس نے کہا اس بات کو چھوڑ میں نے کہا تو تو نماز کیسے پڑھ
رہا ہے اس نے جواب دیا اے فارغہ مجھے خدا سے یہ امید ہے
کہ اگر میں اپنی قسم پوری کر دوں گا۔ تو وہ میری مغفرت
فرما دے گا۔ اور نماز میں اس لئے پڑھ رہا ہوں کہ میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آج ہنستے
نہیں دیکھا۔ ابن عدی نے کامل میں اس سند کے
سلسلہ عبد المومن بن احمد۔ ابن لہیعہ۔ ابو الزبیر
جابر سے اسے روایت کیا ہے اللہ بہتر جانتا ہے کہ ابن

هٰذَا وَمِنْ هٰذَا احَادِيْثُ حَامَةَ بْنِ الْهَيْعَةِ بْنِ الْاَقْيَسِ بْنِ اَبْلِيْسَ الْحَدِيْثُ الطَّوِيْلُ وَنَحْوَهُ۔

لہیعہ کی کتابوں میں کیا غلط ملط ہوا اور نہ ابن لہیعہ حدیث کو بہت زیادہ جاننے والے تھے کجا کہ ان پر اس قسم کی تہمت لگائی جائے۔

فائدہ۔ امام ذہبیؒ ابن لہیعہ کے بارے میں فرماتے ہیں۔ اس سے ابن المبارکؒ، ابن وہبؒ، ابن عجلانؒ اور ابو عبدالرحمان بن المزی نے روایت کی ہے۔ اور آخیر میں انہیں وہم ہونے لگا تھا اور ان کی کتابیں جل گئیں تھیں۔ تو جن لوگوں نے ان سے ان کی کتابیں جلنے سے قبل روایت کی تو ان کی روایت صحیح ہے اور قدماء میں سے اوزاعیؒ، شعبہؒ، سفیانؒ، عمرو بن الحارث اور اسحاق بن موسیٰؒ ہیں۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں۔ مصر میں ابن لہیعہؒ جیسا کثرت حدیث۔ ضبط اور اتقان میں کوئی نہ تھا۔ احمد بن صالحؒ کہتے ہیں۔ کہ وہ صحیح روایت کرنے والے اور علم کے طلبگار تھے۔ سفیان ثوری فرماتے ہیں۔ ابن لہیعہؒ کے پاس اصول ہیں اور ہمارے پاس فروع۔ عثمان بن صالح کہتے ہیں ان کا گھر اور کتابیں جل گئیں۔ لیکن ان کے اصول باقی رہے۔ لیکن ایک جماعت ان کی تضعیف کرتی ہے سعید بن ابی مریم کہتے ہیں۔ ان کی کوئی کتاب نہیں جلی۔ بلکہ وہ ضعیف تھے۔ بخاریؒ مسلمؒ اور نسائیؒ نے ان کی کوئی روایت نہیں لی۔ یحییٰ بن سعیدؒ القطان انہیں ضعیف قرار دیتے ہیں۔ یحییٰ بن معین فرماتے ہیں یہ قوی نہیں۔ ابو زرعہ ان کی شروع اور آخیر روایات کو برابر قرار دیا کرتے تھے۔ امام ذہبیؒ فرماتے ہیں متابعات میں ان کی حدیث روایت کی جاتی ہے۔ لیکن ان کی حدیث حجت نہیں۔

وَحَدِيثُ زَرْنَبَ بْنِ لِعَمَرِ تَمْلا قَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ حَدِيثُ زَرْنَبَ بَاطِلٌ.

اسی طرح زرنب بن لعمر تملا کی روایت ابن الجوزی رح فرماتے ہیں۔ حدیث زرنب باطل ہے۔

فَصْلٌ

وَمِنْهَا مُخَالَفَةُ الْحَدِيثِ لِصَرِيحِ الْقُرْآنِ كَحَدِيثِ مِقْدَارِ الدُّنْيَا وَأَنَّهَا سَبْعَةُ آلَافِ سَنَةٍ نَحْنُ فِي الْأَلْفِ السَّابِعَةِ وَهٰذَا مِنْ أَبْيَنِ الْكَذِبِ لِأَنَّهُ لَوْ كَانَ صَحِيحًا لَكَانَ كُلُّ أَحَدٍ عَالِمًا أَنَّهُ لَمْ يَبْقَ لِلْقِيَامَةِ مِنْ وَقْتِنَا هٰذَا إِلَّا مِائَتَانِ وَأَحَدٌ وَخَمْسُونَ سَنَةً وَاللّٰهُ تَعَالَى يَقُولُ يَسْئَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسٰهَا الْآيَةَ قُلْتُ تَحْقِيقُ هٰذَا الْحَدِيثِ قَدْ تَصَدّٰى الْجَلَالُ السُّيُوطِيُّ فِي رِسَالَةٍ سَمَّاهَا الْكَشْفُ عَنْ مُجَاوَزَةِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ الْأَلْفَ وَحَاصِلُهُ أَنَّهُ يُسْتَفَادُ

ایک اہم اصل یہ بھی ہے کہ حدیث صریح قرآن کے مخالف ہو جیسا کہ وہ حدیث جس میں مقدار دنیا کو بیان کیا گیا ہے کہ اس کی مقدار سات ہزار سال ہے اور ہم ساتویں ہزار میں ہیں یہ نہایت صاف طور پر جھوٹ ہے کیونکہ اگر یہ بات صحیح ہوتی تو ہر ایک اس بات کو جان لیتا کہ قیامت میں کتنا وقت باقی ہے کیونکہ اس وقت سات ہزار دو سو اکیاون سال گذر چکا ہے (علامہ ابن القیم الجوزی اپنا وقت ظاہر فرماتے ہیں) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسٰہا الآیۃ لوگ آپ سے آکر دریافت کرتے ہیں کہ قیامت کا وقوع کب ہوگا آپ فرما دیجیے کہ اس کا علم تو میرے خدا ہی کے پاس ہے وہ اسے اپنے وقت پر ہی ظاہر فرمائے گا ملا علی قاری فرماتے ہیں اس حدیث کی تحقیق سیوطی نے ایک رسالہ میں جس کا نام الکشف عن مجاوزۃ ہذہ الامۃ

مِنَ الْحَدِيْثِ إِثْبَاتُ قُرْبِ الْقِيَامَةِ	الالف ہے اس میں خوب وضاحت کی ہے وہ
وَمِنَ الْآيَاتِ نَفْيُ تَعْيِيْنِ تِلْكَ	فرماتے ہیں قرب قیامت تو احادیث سے ثابت ہے
السَّاعَةِ فَلَا مُنَافَاةَ وَزُبْدَتُهُ	لیکن آیات قرآنیہ تعیین وقت کی نفی کرتی ہیں اور ان میں
أَنَّهُ لَا يَتَجَاوَزُ عَنِ الْخَمْسِ مِائَةٍ	باہم کوئی منافات نہیں اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ پندرہ
بَعْدَ الْأَلْفِ ۔	سو سال سے متجاوز نہ ہو گی ۔

فائدہ ۔ سیوطی کا یہ خیال کہ ۱۵۰۰ھ سے متجاوز نہ ہو گی ۔ یہ صریحاً باطل ہے ۔ اس لئے کہ جن آیات قرآنیہ اور احادیث سے تعین وقت کی نفی کر رہے ہیں ۔ تو یہ پندرہ سو کی تعیین کیسے ثابت ہوئی ۔ اور جب ہم قیامت کی ان بڑی علامات پر نظر ڈالتے ہیں جو کہ اکثر احادیث میں آتی ہیں ۔ تو سب سے پہلی علامت قسطنطنیہ کا ہاتھ سے نکل جانا اور حرمین تک کفار کا قابض ہو جانا ہے ۔ اس کے بعد مہدی کا ظہور ۔ دجال کا ظہور اور حضرت عیسیٰ کی آمد اور روئے زمین پر بجز اسلام کے کسی مذہب کا باقی نہ رہنا ۔ یاجوج وماجوج کا ظہور یہ سب قیامت کی اولین علامت ہیں ۔ حضرت عیسیٰ کے انتقال کے بعد دوبارہ فسق وفجور کا شروع ہونا ۔ حتیٰ کہ کفر اور بت پرستی کا عام ہونا یہ دوسری علامات ہیں ۔ بالکل آخری علامات ہیں ۔ دابۃ الارض کا ظہور ۔ روئے زمین پر کسی مسلم کا وجود باقی نہ رہنا ۔ اور پھر مغرب سے سورج نکلنا کہ اس کے بعد توبہ قبول نہ ہو گی ۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم نے فرمایا ۔ اس کے سو سال بعد قیامت قائم ہو گی ۔ بقول جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالے علیہ اب زائد سے زائد قیامت میں ۱۲۱ سال

باقی رہ گئے ہیں، اور ابھی پہلی علامت بھی ظاہر نہیں ہوئی تو یہ تعلیل عقلاً ونقلاً ہر طرح باطل ہے۔

قَالَ وَقَدْ جَاهَرَ بِالْكَذِبِ بَعْضُ مَنْ يَدَّعِيْ فِيْ زَمَانِنَا الْعِلْمَ وَهُوَ مُتَشَبِّعٌ بِمَا لَمْ يُعْطَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْلَمُ مَتٰى تَقُوْمُ السَّاعَةُ قِيْلَ لَهٗ فَقَدْ قَالَ فِيْ حَدِيْثِ جِبْرَئِيْلَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ فَحَرَّفَهٗ عَنْ مَوْضِعِهٖ وَقَالَ مَعْنَاهُ أَنَا وَأَنْتَ نَعْلَمُهَا وَهٰذَا مِنْ أَعْظَمِ الْجَهْلِ وَأَقْبَحِ التَّحْرِيْفِ وَالنَّبِيُّ أَعْلَمُ بِاللّٰهِ مِنْ أَنْ يَقُوْلَ لِمَنْ كَانَ يَظُنُّهٗ أَعْرَابِيًّا أَنَا وَأَنْتَ نَعْلَمُ السَّاعَةَ إِلَّا أَنْ يَقُوْلَ هٰذَا الْجَاهِلُ أَنَّهٗ كَانَ يَعْرِفُ أَنَّهٗ جِبْرَئِيْلُ فَرَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ هُوَ الصَّادِقُ فِيْ قَوْلِهٖ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا جَاءَنِيْ فِيْ صُوْرَةٍ إِلَّا عَرَفْتُهٗ غَيْرَ هٰذِهٖ

ابن القیم الجوزی فرماتے ہیں ان لوگوں نے تو جھوٹ پہ کمر باندھ لی جنہوں نے یہ دعوی کیا ہے کہ ہمارے زمانہ میں اس کا علم حاصل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ قیامت کب واقع ہوگی جب ان سے یہ کہا جاتا ہے کہ کیسے ممکن ہے حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث جبرئیل میں تو یہ فرمایا ہے جس سے سوال کیا جا رہا ہے وہ سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا انہوں نے اسکے مقصد میں تحریف کی وہ بولے اسکے معنی یہ ہیں کہ میں بھی جانتا ہوں اور تو بھی جانتا ہے یہ بہت بڑی جہالت اور بہت بڑی تحریف ہے حالانکہ حضور صلعم نے سائل کو جسے اعرابی تصور کیا جاتا تھا۔ تو آپ کو یہ جواب دینا چاہیئے تھا کہ میں بھی جانتا ہوں اور تو بھی جانتا ہے مگر یہ جاہل کہتا ہے کہ حضور یہ جانتے تھے کہ وہ سائل جبرئیل ہے، تو آنحضور اپنے اس سوال میں فی الواقع سچے ہیں قسم ہے اس ذات کی جبرئیل

الصُّورَةِ وَفِي اللَّفْظِ الْآخَرِ مَا شُبِّهَ
عَلَيَّ غَيْرَ هٰذِهِ الْمَرَّةِ وَفِي اللَّفْظِ
الْآخَرِ رُدُّوا عَلَيَّ الْأَعْرَابِيَّ فَذَهَبُوا
فَالْتَمَسُوا فَلَمْ يَجِدُوا شَيْئًا وَإِنَّمَا
عَلِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنَّهُ جِبْرَئِيلُ بَعْدَ مُدَّةٍ كَمَا قَالَ
عُمَرُ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا فَقَالَ عَلَيْهِ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ يَا عُمَرُ أَتَدْرِي
مَنِ السَّائِلُ وَالْمُحَرِّفُ يَقُولُ
عَلِمَ وَقْتَ السُّؤَالِ أَنَّهُ جِبْرَئِيلُ
وَلَمْ يُخْبِرِ الصَّحَابَةَ بِذٰلِكَ إِلَّا بَعْدَ
مُدَّةٍ ثُمَّ قَوْلُهُ فِي الْحَدِيثِ مَا
الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ
يَعُمُّ كُلَّ سَائِلٍ وَمَسْئُوْلٍ فَكُلُّ
سَائِلٍ وَمَسْئُوْلٍ عَنِ السَّاعَةِ
هٰذَا شَأْنُهُمَا وَلٰكِنْ هٰؤُلَاءِ الْغُلَاةُ
عِنْدَهُمْ أَنَّ عِلْمَ رَسُوْلِ اللهِ
مُنْطَبِقٌ عَلٰى عِلْمِ اللهِ سَوَاءٌ بِسَوَاءٍ
فَكُلُّ مَا يَعْلَمُهُ اللهُ يَعْلَمُهُ رَسُوْلُهُ

جب بھی میرے پاس کسی صورت میں آئے لیکن
میں نے انہیں ضرور پہچان لیا بجز اس صورت کے
اور دوسری روایت کے یہ الفاظ ہیں کہ سوائے
اس بارے میں کبھی شبہ میں نہیں پڑا اور ایک
روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ میرے پاس اس اعرابی
کو لوٹا کر لاؤ صحابہ تلاش کرنے کے لئے گئے لیکن
اسے نہ پا سکے اور ایک مدت کے بعد آنحضور
صلعم کو معلوم ہوا کہ یہ جبرائیل تھے جیسا کہ
حضرت عمر رضؓ فرماتے ہیں حضور کچھ دیر کے بعد
اور نسائی کی روایت میں ہے کہ اس کا علم آپ
کو تین روز بعد ہوا۔ اور ابن ماجہ کی روایت
میں بھی یہی الفاظ ہیں یا نبی کریم صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا اے عمر رضؓ تم جانتے ہو سائل
کون تھا۔ اور یہ کذاب یہ کہتا ہے کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کے وقت ہی جان
لیا تھا کہ یہ جبرئیل ہیں اور صحابہ کو آپ نے ایک
مدت تک خبر نہ کی پھر حدیث میں حضورؐ کا
یہ قول ما المسئول عنہا باعلم من السائل یہ ہر
سائل و مسئول کو عام ہے تو قیامت کے بارے

وَاللّٰهُ تَعَالٰى يَقُوْلُ وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ
مِنَ الْاَعْرَابِ مُنَافِقُوْنَ وَمِنْ اَهْلِ
الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا
تَعْلَمُهُمْ وَهٰذَا فِيْ بَرَاءَةِ وَهِيَ مِنْ
اَوَاخِرِ مَا نَزَلَ مِنَ الْقُرْاٰنِ هٰذَا وَ
الْمُنَافِقُوْنَ جِيْرَانُهُ فِي الْمَدِيْنَةِ
اِنْتَهٰى وَمَنِ اعْتَقَدَ تَسْوِيَةَ عِلْمِ
اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ يَكْفُرُ اِجْمَاعًا كَمَا لَا يَخْفٰى
قَالَ وَمِنْ هٰذَا حَدِيْثُ عِقْدِ عَائِشَةَ
لَمَّا اَرْسَلَ فِيْ طَلَبِهٖ فَاَثَارُوا الْجَمَلَ
اَيْ وَمِمَّا يُؤَيِّدُهٗ مَا تَقَدَّمَ مَرْدُوْ
يُبْطِلُ قَوْلَ الْقَائِلِ حَدِيْثُ
عَائِشَةَ رض فَقَدْ ذَكَرَ الْعِمَادُ بْنُ
كَثِيْرٍ فِيْ تَفْسِيْرِهٖ وَهُوَ مِنْ اَكَابِرِ
الْمُحَدِّثِيْنَ قَالَ الْبُخَارِيُّ حَدَّثَنَا
عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ اَخْبَرَنَا مَالِكٌ
عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ
اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا
مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میں ہر سائل و مسئول اسی صفت سے متصف
ہوں گے یعنی لاعلم ہوں گے۔ اور ابو ہریرہ رض کی
روایت کا یہ کذاب کیا جواب دے گا۔ جس میں
آپ نے آیت قرآنیہ بھی تلاوت کی ان اللہ عندہ
علم الساعۃ الآیۃ۔ لیکن یہ گمراہ کہتے ہیں کہ حضور کا
علم خداوندی پر منطبق ہے اور برابر سرابر ہے تو
جو بات اللہ جانتا تھا وہ بات اس کا رسول بھی
جانتا تھا۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کچھ اعرابی لوگ
تمہارے اردگرد منافق بھی ہیں۔ اور بعض اہل مدینہ
پکے منافق ہیں۔ اے نبی تم انہیں نہیں جانتے ہم
انہیں جانتے ہیں اور یہ آیت سورت برات کی ہے
اور یہ قرآن کے نزول کے لحاظ سے آخری سورت
ہے۔ اور منافقین مدینہ میں آپ کے پڑوسی تھے
تو جو شخص اس بات کا اعتقاد رکھے کہ اللہ اور اس
کے رسول کا علم مساوی ہے، وہ تمام علماء کے
نزدیک متفقہ طور پر کافر قرار دیا جائے گا۔ جیسا
کہ یہ بات کسی سے مخفی نہیں ابن القیم جو ان کی قباحتیں
اس کی ثبوت میں حدیث عقد عائشہ بھی ہے جب آپ نے اسے
تلاش کرنے کے لئے آدمی بھیجا اور اونٹ دوڑائے، جو

فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ حَتَّى إِذَا كُنَّا
بِالْبَيْدَاءِ أَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ
عِقْدٌ لِي فَأَقَامَ رَسُولُ اللهِ عَلَيْهِ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَى الْتِمَاسِهِ
وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ وَلَيْسُوا عَلَى
مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَأَتَى النَّاسُ
إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالُوا أَلَا تَرَى مَا صَنَعَتْ
عَائِشَةُ أَقَامَتْ بِرَسُولِ اللهِ وَ
بِالنَّاسِ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ
مَعَهُمْ مَاءٌ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ وَرَسُولُ
اللهِ وَاضِعٌ رَأْسَهُ عَلَى فَخِذِي قَدْ
نَامَ فَقَالَ حَبَسْتِ رَسُولَ اللهِ وَ
النَّاسَ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ
مَعَهُمْ مَاءٌ قَالَتْ فَعَاتَبَنِي أَبُو بَكْرٍ
فَقَالَ مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَقُولَ وَ
جَعَلَ يَطْعَنُ بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي
وَلَا يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ
رَسُولِ اللهِ عَلَى فَخِذِي فَقَامَ عَلَيْهِ
السَّلَامُ حَتَّى أَصْبَحَ عَلَى غَيْرِ مَاءٍ

کچھ پہلے تحریر ہو چکا ہے اس کی تائید اور قائل کے
قول کے بطلان میں حدیث عائشہؓ بھی موجود ہے
جو عماد بن کثیر نے اپنی تفسیر میں جو اکابر محدثین سے
ہیں ذکر کی ہے بخاری کہتے ہیں ہم سے عبداللہ بن یوسف
نے یہ حدیث بیان کی انہوں نے مالک سے انہوں نے
عبدالرحمان سے اور عبدالرحمن نے قاسم سے اور قاسم نے
عائشہ سے روایت کی ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہم
ایک سفر میں حضور کے ساتھ گئے جب ہم بیداء یا ذات
الجیش میں پہنچے تو میرا ہار گر گیا آپ اسے تلاش کرنے
کے لئے ٹھہر گئے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ رک گئے
اور وہاں پانی نہ تھا اور نہ صحابہ کے ساتھ پانی تھا ابوبکرؓ
میرے پاس آئے اور حضور میری ران پر سر رکھے سو رہے
تھے ابوبکرؓ نے فرمایا اے عائشہ تو نے لوگوں کو روک لیا یہاں
پانی نہیں اور ان کے پاس پانی نہیں اور جو کچھ بھی اللہ
نے چاہا انہوں نے مجھے برا بھلا کہا اور ابوبکرؓ نے اپنا ہاتھ
میری کوکھ میں مارنا شروع کیا اور میں اس باعث حرکت بھی
نہیں کر سکتی کہ آنحضور کا سر میری ران پر رکھا ہوا تھا۔
جب صبح کو حضور اٹھے تو پانی نہ تھا۔ اللہ تعالے نے
آیت تیمم نازل فرمائی، اسید بن حضیر بولے اسے

فانزل الله آية التيمم فقال
اسيد بن حضير ما هي بأول
بركتكم يا آل ابي بكر قالت فبعثنا
البعير الذي كنت عليه فوجدنا
العقد تحته قال ومن هذا اي
ومن هذا القبيل حديث تلقيح
التمر وقال ما اری لو تركتموه لا
يضره شيئا فتركوه فجاء شيصا
فقال انتم اعلم بدنياكم رواه
مسلم عن عائشة رض وقد قال
تعالى قل لا اقول لكم عندي
خزائن الله ولا اعلم الغيب فقال
ولو كنت اعلم الغيب لاستكثرت
من الخير ولما جرى لام المؤمنين
عائشة ما جرى ورماها اهل
الافك لم يكن يعلم حقيقة الامر
حتى جاءه الوحي من الله تعالى
ببراءتها وعند هؤلاء الغلاة
انه عليه الصلوة والسلام كان

اولاد ابوبکر یہ تمہاری پہلی برکت ہے، حضرت عائشہ
فرماتی ہیں، جب ہم نے اس اونٹ کو اٹھایا جس پر میں
سوار تھی، تو ہم نے ہار اس کے نیچے پایا، ابن القیم
فرماتے ہیں اسی قبیل سے کھجور کے پیوند والی حدیث
ہے، آپ نے فرمایا تھا میرا خیال ہے اگر تم یہ کام چھوڑ
تو تمہیں کوئی ضرر نہ پہنچے گا، صحابہ نے اسے ترک
کردیا، اس پر پھل نہ آیا، آپ نے فرمایا تم اپنے دنیوی
کاموں کو زیادہ جانتے ہو، اس حدیث کو مسلم نے عائشہ
سے روایت کیا ہے، اللہ تعالی فرماتا ہے آپ فرما
دیجئے میں تم سے یہ تو نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے
خزانے ہیں، اور نہ میں غیب جانتا ہوں، اور
فرمایا، اگر میں غیب جانتا ہوتا، تو اپنے لئے
بھلائیاں جمع کرلیتا، اور جب ام المومنین عائشہ
کے ساتھ واقعہ افک پیش آیا، اور لوگوں نے
آپ پر تہمت لگائی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
حقیقۃ الامر سے واقف نہ تھے، حتی کہ اللہ تعالے
کی جانب سے وحی نازل ہوئی، اور یہ گمراہ فرقہ
یہ کہتا ہے، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اصل
حال سے واقف تھے، اور نعوذ باللہ حضور نے

يَعْلَمُوا الْحَالَ وَأَنَّهُ غَيَّرَهَا بِلَا رَيْبٍ	اس میں تغیر فرمایا۔ حالانکہ حضور نے لوگوں سے
وَاسْتَشَارَ النَّاسَ فِي فِرَاقِهَا	عائشہ رض کی جدائی کے بارے میں مشورہ کیا اور
وَدَعَا الْجَارِيَةَ فَسَأَلَهَا فَهُوَ يَعْلَمُ	اور ریحانہ کو بلا کر اس سے دریافت کیا اور عائشہ رض
الْحَالَ وَقَالَ لَهَا إِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ	سے فرمایا اگر تو نے کوئی گناہ کیا ہے۔ تو اللہ سے
بِذَنْبٍ فَاسْتَغْفِرِي اللّٰهَ وَهُوَ	استغفار کر۔ اور بقول ان گمراہوں کے حضور
يَعْلَمُ عِلْمًا يَقِينًا أَنَّهَا لَمْ تُلِمَّ	یقینی طور پر جانتے تھے۔ کہ عائشہ رض نے کوئی
بِذَنْبٍ وَلَا رَيْبَ أَنَّ الْحَالَ	گناہ نہیں کیا۔ اور اس میں کوئی شک نہیں
لِهٰؤُلَاءِ عَلٰى هٰذَا الْغُلُوِّ اعْتِقَادُهُمْ	کہ ان گمراہوں کا اعتقاد تو یہ ہے۔ کہ نبی کریم
أَنَّهُ يُكَفِّرُ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَ	صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے گناہوں کو مٹائیں
يُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ وَكُلَّمَا غَلَوْا	گے۔ اور انہیں جنت میں داخل کریں گے۔
كَانُوا أَقْرَبَ إِلَيْهِ وَأَخَصَّ بِهِ	تو یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فَهُمْ أَعْصَى النَّاسِ لِأَمْرِهِ وَأَشَدُّهُمْ	کے فرمان اور سنت کے دنیا میں سب سے زیادہ
مُخَالَفَةً لِسُنَّتِهِ وَهٰؤُلَاءِ فِيهِمْ	مخالف ہیں اور اس عقیدے میں یہ نصاریٰ
شَبَهٌ ظَاهِرٌ مِنَ النَّصَارٰى غَلَوْا	کے مشابہ ہیں، جیسے انہوں نے حضرت عیسیٰ کے
عَلَى الْمَسِيحِ أَعْظَمَ الْغُلُوِّ وَخَالَفُوا	بارے میں غلو کیا اور ان کی شریعت اور دین
شَرْعَهُ وَدِينَهُ أَعْظَمَ الْمُخَالَفَةِ	کی مخالفت کی۔ اسی طرح یہ لوگ جھوٹی حدیثوں
وَالْمَقْصُودُ أَنَّ هٰؤُلَاءِ يُصَدِّقُونَ	کی تصدیق کرتے اور صحیح روایات میں
بِالْأَحَادِيثِ الْكَذِبَةِ الصَّرِيحَةِ	تحریف کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے
وَيُحَرِّفُونَ الْأَحَادِيثَ الصَّحِيحَةَ	دین کا والی ہے۔ وہ ان لوگوں کے ارادے

وَاللّٰهُ وَلِيُّ دِيْنِهٖ فَسَيُقِيْمُ مَنْ يَّقُوْمُ لَهٗ بِحَقِّ النَّصِيْحَةِ ۔

اسے قائم رکھے گا۔ جو حق پر گامزن ہیں۔

فصل

وَيُشْبِهُ هٰذَا مَا وَقَعَ فِيْهِ الْغَلَطُ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَلَقَ اللّٰهُ التُّرْبَةَ يَوْمَ السَّبْتِ الْحَدِيْثَ وَهُوَ فِيْ صَحِيْحِ مُسْلِمٍ لٰكِنْ وَقَعَ فِيْهِ الْغَلَطُ فِيْ رَفْعِهٖ وَاِنَّمَا هُوَ مِنْ قَوْلِ كَعْبِ الْاَحْبَارِ كَذٰلِكَ قَالَ الْاِمَامُ هٰذَا الْحَدِيْثَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِيْلَ الْبُخَارِيُّ فِيْ تَارِيْخِهِ الْكَبِيْرِ وَقَالَهٗ غَيْرُهٗ مِنْ عُلَمَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ اَيْضًا وَهُوَ كَمَا قَالُوْا لِاَنَّ اللّٰهَ اَخْبَرَ اَنَّ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ وَهٰذَا الْحَدِيْثُ يَتَضَمَّنُ اَنَّ مُدَّةَ التَّخْلِيْقِ سَبْعَةُ اَيَّامٍ وَمِنْ ذٰلِكَ الْحَدِيْثُ الَّذِيْ يُرْوٰى فِيْ

اور اسی کے مشابہ ابوہریرہ کی وہ روایت بھی ہے جس میں غلطی واقع ہوئی ہے، اللہ تعالیٰ نے مٹی کو ہفتہ کے روز پیدا فرمایا۔ یہ روایت صحیح مسلم میں ہے لیکن اس میں یہ غلطی ہوئی کہ اسے مرفوع قرار دے دیا گیا، حالانکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول نہ تھا۔ بلکہ کعب الاحبار کا قول تھا۔ جیسا کہ امام الحدیث محمد بن اسمٰعیل البخاری نے تاریخ الکبیر میں فرمایا ہے اور اس بات کی دیگر علماء نے بھی وضاحت کی ہے، اور چونکہ روایت میں ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس امر کی خبر دی کہ ہم نے زمین و آسمان اور ان کے درمیان جتنی اشیاء ہیں۔ انہیں چھ روز میں پیدا کیا، اور یہ حدیث اس امر کو متضمن ہے کہ مدت تخلیق چھ روز ہے اسی قسم کی روایت میں سے وہ روایت بھی ہے

الصَّخْرَةِ أَنَّهَا عَرْشُ اللّٰهِ الْاَدْنیٰ	کہ جو یہ کہا جاتا ہے کہ خدا کا عرش ایک
تَعَالَی اللّٰهُ عَنْ كِذْبِ الْمُفْتَرِيْنَ	چھوٹے سے پتھر پر تھا۔ یہ بھی ان تہمت بازوں
وَلَمَّا سَمِعَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ هٰذَا	کا ایک جھوٹ ہے۔ جب عروہ بن الزبیرؓ نے
قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ تَعَالَی الَّذِيْ	اس روایت کو سنا تو فرمایا پاک ہے وہ خدا
وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ	جس کی کرسی زمین و آسمان کو وسیع ہے، تو
وَتَكُوْنُ الصَّخْرَةُ عَرْشَهُ الْاَدْنیٰ	اس کا عرش ایک پتھر کیسے ہو سکتا ہے، تو جتنی
وَكُلُّ حَدِيْثٍ فِي الصَّخْرَةِ فَهُوَ	حدیثیں پتھر کے بارے میں آئی ہیں سب جھوٹ
كِذْبٌ مُفْتَرًى وَالْقَدَمُ الَّذِيْ	ہیں اور یہ سب زائرین کا کذب ہے اور صخرہ
فِيْهَا كِذْبٌ مَوْضُوْعٌ مِمَّا عَمِلَتْهُ	کے بارے میں سب سے بلند شئے یہ ہے کہ وہ
اَيْدِي الْمُزَوِّرِيْنَ وَاَرْفَعُ شَيْئٍ	یہود کا قبلہ تھا۔ اور اس کی مقام کے طور پر وہی
فِي الصَّخْرَةِ أَنَّهَا كَانَتْ قِبْلَةَ	حیثیت ہے جو دنوں میں ہفتے کی۔ اللہ تعالے
الْيَهُوْدِ وَهِيَ فِي الْمَكَانِ كَيَوْمِ	نے اسی صخرہ کو امت محمدیہ کے لئے کعبہ سے
السَّبْتِ فِي الزَّمَانِ اَبْدَلَ اللّٰهُ	بدل دیا ہے۔ جب امیر المومنین حضرت عمرؓ
بِهَا لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ	نے مسجد اقصیٰ کی تعمیر کا ارادہ فرمایا۔ تو لوگوں
الْحَرَامَ وَلَمَّا اَرَادَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ	سے مشورہ کیا کہ مسجد کو صخرہ سے آگے رکھا
عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ	جائے یا پیچھے۔ کعب الاحبار نے عرض کیا
اَنْ يَبْنِيَ الْمَسْجِدَ الْاَقْصٰى اِسْتَشَارَ	اے امیر المومنین مسجد کو صخرہ کے پیچھے
النَّاسَ هَلْ يَجْعَلُهُ اَمَامَ الصَّخْرَةِ	بنائیے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اے یہودیہ
اَوْ خَلْفَهَا فَقَالَ لَهُ كَعْبٌ يَا اَمِيْرُ	کے بیٹے۔ تجھ میں اب تک یہودیت باقی ہے

الْمُؤْمِنِيْنَ اَبْنِيْهِ خَلْفَ الصَّخْرَةِ
فَقَالَ يَا ابْنَ الْيَهُوْدِيَّةِ خَالَطَتْكَ
يَهُوْدِيَّةٌ بَلْ اَبْنِيْهِ اَمَامَ الصَّخْرَةِ
حَتّٰى لَا يَسْتَقْبِلَهَا الْمُصَلُّوْنَ
فَبَنَاهُ حَيْثُ هُوَ الْيَوْمَ وَقَدْ
اَكْثَرَ الْكَذَّابُوْنَ مِنَ الْوَضْعِ فِيْ
فَضَائِلِهَا وَفَضَائِلِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ
وَالَّذِيْ صَحَّ فِيْ فَضْلِهٖ قَوْلُهٗ عَلَيْهِ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ
اِلَّا اِلٰى ثَلٰثَةِ مَسَاجِدَ اَلْمَسْجِدُ
الْحَرَامُ وَالْمَسْجِدُ الْاَقْصٰى وَمَسْجِدِيْ
هٰذَا وَهُوَ فِي الصَّحِيْحَيْنِ وَقَوْلُهٗ
مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ ذَرٍّ وَقَدْ سَئَلَهٗ
اَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِي الْاَرْضِ اَوَّلُ
فَقَالَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ قَالَ ثُمَّ
اَيٌّ قَالَ الْمَسْجِدُ الْاَقْصٰى الْحَدِيْثُ
وَهُوَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَحَدِيْثُ
عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو لَمَّا بَنٰى سُلَيْمَانُ
الْبَيْتَ سَاَلَ رَبَّهٗ ثَلٰثًا سَاَلَهٗ

بلکہ میں مسجد صخرہ کے آگے بناؤں گا۔ تا کہ
کوئی نمازی اس کی جانب منہ نہ کر سکے تو پھر
اسے ویسے بنایا جیسے آج موجود ہے۔ اور اکثر
کذابین نے اس صخرہ اور بیت المقدس کے
فضائل میں احادیث وضع کر ڈالیں اور نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو اس کی تفضیلت
ثابت ہے وہ صرف اتنی ہے کہ سوائے تین مسجدوں
کے قصد رحال (سفر) نہ کیا جائے۔ مسجد حرام،
مسجد اقصیٰ۔ اور میری یہ مسجد۔ یہ روایت
صحیحین میں ہے۔ اور ابو ذر کی روایت میں ہے،
کہ آپ سے دریافت کیا گیا۔ دنیا میں سب سے
پہلے مسجد کونسی بنائی گئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا مسجد حرام، عرض کیا گیا اس کے
بعد آپ نے فرمایا مسجد اقصیٰ۔ یہ بھی متفق
علیہ ہے اور عبد اللہ بن عمرو کی حدیث
جب سلیمان نے مسجد اقصیٰ بنائی تو تین باتوں
کا خدا سے سوال کیا۔ ایک تو اس امر کا
کہ ان کو ایسا حکم عطا کیا جائے جو دوسرے
کو نہ ہو۔ دوسرے اس حکومت کا سوال کیا

حُكْمًا يُصَادِفُ حُكْمَهُ فَأَعْطَاهُ
إِيَّاهُ وَسَأَلَهُ مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ
مِنْ بَعْدِهِ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ وَسَأَلَهُ
أَنْ لَا يَؤُمَّ أَحَدٌ هٰذَا الْبَيْتَ
لَا يُرِيدُ إِلَّا الصَّلٰوةَ فِيهِ إِلَّا رَجَعَ
مِنْ خَطِيئَتِهِ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ
وَأَنَا أَرْجُو أَنْ يَكُونَ قَدْ أَعْطَاهُ
ذٰلِكَ وَهُوَ فِي مُسْنَدِ أَحْمَدَ وَ
صَحِيحِ الْحَاكِمِ وَفِي الْبَابِ حَدِيثٌ
لَا يُعْرَفُ دُونَ هٰذِهِ الْأَحَادِيثِ
رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ فِي سُنَنِهِ وَهُوَ
حَدِيثٌ مُضْطَرِبٌ إِنَّ الصَّلٰوةَ
فِيهِ تَفْضُلُ خَمْسِينَ أَلْفَ صَلٰوةٍ
وَهٰذَا مُحَالٌ لِأَنَّ مَسْجِدَ رَسُولِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ
مِنْهُ وَالصَّلٰوةُ فِيهِ تَفْضُلُ
عَلَى غَيْرِهِ بِأَلْفِ صَلٰوةٍ وَقَدْ
رُوِيَ فِي مَسْجِدِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ
التَّفْضِيلُ بِخَمْسِمِائَةٍ وَهُوَ أَشْبَهُ

جو ان کے بعد کسی کو حاصل نہ ہو تیسرا سوال
یہ تھا کہ جو اس گھر کی امامت صرف نماز کی
غرض سے کرے تو اسے گناہ سے ایسا پاک کر
دیجیے، جیسا کہ وہ آج ہی جنا گیا ہو حضورؐ
فرماتے ہیں مجھے امید ہے کہ خدا نے انہیں
یہ بات بھی عطا فرمائی۔ یہ حدیث مسند احمدؒ
اور صحیح للحاکم میں ہے۔ اس مضمون میں ایک
اور بھی حدیث ہے، جو ان سے کم درجہ
کی ہے جسے ابن ماجہؒ نے اپنی سنن میں
روایت کیا ہے۔ اور یہ حدیث مضطرب ہے
اس حدیث میں ہے کہ مسجد اقصیٰ میں نماز
پچاس ہزار نماز سے زائد کا درجہ رکھتی ہے
اور یہ محال ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کی مسجد اس سے افضل ہے اور اس میں
نماز پڑھنا دیگر مساجد سے ایک ہزار درجہ زیادہ
ہے۔ اور بیت المقدس کے بارے میں جو حدیث
پانچ سو نمازوں کی ہے وہ زیادہ صحیح ہے
اور یہ بات صحیح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و
سلم کو معراج میں مسجد اقصیٰ لے جایا گیا۔ اور

وَصَحَّ اَنَّهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
اُسْرِيَ بِهٖ اِلَيْهِ وَاَنَّهٗ صَلّٰى فِيْهِ
وَاَمَّ الْمُرْسَلِيْنَ فِيْ تِلْكَ الصَّلٰوةِ
وَرَبَطَ الْبُرَاقَ بِحَلْقَةِ الْبَابِ ثُمَّ عَرَجَ
مِنْهُ وَصَحَّ عَنْهُ اَنَّ الْمُؤْمِنِيْنَ
يَتَحَصَّنُوْنَ بِهٖ مِنْ يَاجُوْجَ وَمَاجُوْجَ
فَهٰذَا الْمَجْمُوْعُ مَا صَحَّ فِيْهِ مِنَ
الْاَحَادِيْثِ قُلْتُ وَكَذَا ثَبَتَ
اَنَّ الْمَهْدِيَّ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ
يَتَحَصَّنُوْنَ بِهٖ مِنَ الدَّجَّالِ وَ
اَنَّ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ يَنْزِلُ
مِنْ مَنَارَةِ مَسْجِدِ الشَّامِ فَيَاْتِيْ
فَيَقْتُلُ الدَّجَّالَ وَيَدْخُلُ
الْمَسْجِدَ وَقَدْ اُقِيْمَ الصَّلٰوةُ
فَيَقُوْلُ الْمَهْدِيُّ تَقَدَّمْ يَا رُوْحَ
اللّٰهِ فَيَقُوْلُ اِنَّمَا هٰذِهِ الصَّلٰوةُ
اُقِيْمَتْ لَكَ فَيَتَقَدَّمُ الْمَهْدِيُّ
وَيَقْتَدِيْ بِهٖ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ
اِشْعَارًا بِاَنَّهٗ مِنْ جُمْلَةِ الْاَئِمَّةِ

آپ لے اس میں نماز پڑھی اور اس نماز میں
تمام انبیاء کی امامت فرمائی۔ اور براق کو دروازہ
کے ایک حلقہ سے باندھا اور یہیں سے اوپر
تشریف لے گئے۔ اور یہ بات بھی حضور سے
صحیح طور پر ثابت ہے۔ کہ مسلمان یاجوج
وماجوج سے پناہ لیں گے۔ یہ وہ احادیث
ہیں جو اس بارہ میں صحیح طور پر ثابت ہیں ملا علی
قاری فرماتے ہیں۔ اسی طرح یہ بات بھی ثابت
ہے کہ مہدی مسلمانوں کے ساتھ اسی میں
دجال سے پناہ حاصل کریں گے اور حضرت
عیسیٰ مسجد شام کے منارہ پر نازل ہوں گے
اور وہ آکر دجال کو قتل کریں گے۔ پھر مسجد
اقصیٰ میں داخل ہوں گے۔ اور اس وقت نماز
کی تکبیر ہو چکی ہوگی۔ مہدی ان سے آگے بڑھنے
کے لئے عرض کریں گے۔ حضرت عیسیٰ فرمائیں گے
یہ نماز تمہارے لئے قائم کی گئی ہے
مہدی نماز پڑھائیں گے اور حضرت عیسیٰؑ
ان کی اقتدار کریں گے۔ یہ بات ثابت
کرنے کے لئے کہ مہدی بھی آئمہ میں داخل

ثُمَّ يُصَلِّي عِيْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي سَائِرِ الْأَيَّامِ۔ ہیں۔ پھر ہمیشہ عیسیٰ علیہ السلام نماز پڑھاتے رہیں گے۔

فائدہ ۔ جہاں تک ابن ماجہ کی روایت کا تعلق ہے اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا۔ کہ مسجد اقصیٰ مسجد نبوی سے افضل ہے۔ بلکہ اس کے الفاظ یہ ہیں کہ میری مسجد اور مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنا پچاس ہزار نمازوں کا درجہ رکھتا ہے۔ ہاں ابو الدرداء کی ایک روایت سے یہ ضرور معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسجد نبوی میں ایک ہزار نمازوں کا اور مسجد اقصیٰ میں پچاس ہزار کا ثواب ملتا ہے۔ یہ روایت ابن ماجہ میں نہیں۔ بلکہ طبرانی اور مسند بزار میں ہے۔ البزار نے اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے۔

فصل

وَمِنْهَا أَحَادِيْثُ صَلَوَاتِ الْأَيَّامِ وَاللَّيَالِي كَصَلٰوةِ يَوْمِ الْأَحَدِ وَلَيْلَةِ الْأَحَدِ وَيَوْمِ الْاِثْنَيْنِ وَلَيْلَةِ الْاِثْنَيْنِ إِلٰى آخِرِ الْأُسْبُوْعِ كُلُّ أَحَادِيْثِهَا كَذِبٌ وَقَدْ تَقَدَّمَ بَعْضُ ذٰلِكَ وَكَذٰلِكَ أَحَادِيْثُ صَلٰوةِ الرَّغَائِبِ أَوَّلُ جُمُعَةٍ مِنْ رَجَبٍ كُلُّهَا كَذِبٌ وَ أَمْثَلُهَا مَا رَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنِ

معرفت حدیث کا ایک اصول یہ بھی ہے۔ کہ دن رات کی جتنی نمازیں ہیں۔ مثلاً اتوار، پیر، منگل وغیرہ۔ اور ان کی راتوں کی نمازیں۔ حتیٰ کہ پورے ہفتہ کی یہ سب موضوع ہیں۔ ان میں سے بعض پہلے گذر چکیں۔ اسی طرح صلوۃ الرغائب جو رجب کے پہلے جمعہ کو پڑھی جاتی ہے۔ یہ سب کی سب جھوٹ ہیں۔ اور اسی طرح وہ روایت جو عبد الرحمان بن مندہ نے اس سند کے ساتھ ابن جہضم علی بن

مَنْدَهْ وَهُوَ مَصْنُوْعٌ عَنِ ابْنِ
جَهْضَمٍ وَهُوَ وَاضِعُ الْحَدِيْثِ
حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِيْدِ
نِ الْبَصْرِيُّ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا
خَلَفُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الصَّنْعَانِيُّ
عَنْ حُمَيْدِ بْنِ اَنَسٍ يَرْفَعُهُ
رَجَبُ شَهْرُ اللهِ وَشَعْبَانُ شَهْرِيْ
وَرَمَضَانُ شَهْرُ اُمَّتِيْ الْحَدِيْثَ وَ
فِيْهِ لَا تَغْفُلُوْا عَنْ اَوَّلِ جُمُعَةٍ
مِنْ رَجَبٍ فَاِنَّهَا لَيْلَةٌ تُسَمِّيْهَا
الْمَلَائِكَةُ الرَّغَائِبَ وَذَكَرَ الْحَدِيْثَ
الْمَكْذُوْبَ بِطُوْلِهٖ قَالَ ابْنُ
الْجَوْزِيِّ اتَّهَمُوْا بِهٖ ابْنَ جَهْضَمٍ
وَنَسَبُوْهُ اِلَى الْكِذْبِ قَالَ وَ
سَمِعْتُ عَبْدَ الْوَهَّابِ الْحَافِظَ
يَقُوْلُ رِجَالُهٗ مَجْهُوْلُوْنَ فَتَّشْتُ
عَلَيْهِمْ جَمِيْعَ الْكِتَابِ فَمَا وَجَدْتُهُمْ
قَالَ بَعْضُ الْحُفَّاظِ بَلْ لَعَلَّهُمْ
لَمْ يُخْلَقُوْا قُلْتُ اِمَّا صَدْرُ الْحَدِيْثِ

محمد بن سعید البصری محمد بن سعید خلف
بن عبداللہ الصنعانی حمید بن انس سے
مرفوعاً روایت کی ہے کہ رجب اللہ کا
مہینہ ہے شعبان میرا مہینہ اور رمضان میری
امت کا مہینہ ہے۔ لمبی حدیث۔ اور اس
میں یہ بھی ہے کہ رجب کے پہلے جمعہ سے
غفلت نہ برتو کیونکہ یہ ایسی شب ہے کہ جس
کا نام فرشتوں نے رغائب رکھا ہے۔ اور
ابن مندہ نے ایک لمبی جھوٹی حدیث بیان
کی۔ اس میں ابن مندہ سچے اور ابن جہضم واضع
الحدیث ہے۔ ابن الجوزی فرماتے ہیں لوگوں
نے ابن جہضم پر تہمت لگائی ہے۔ اور اسے
جھوٹ کی جانب منسوب کیا۔ ابن الجوزیؒ
فرماتے ہیں میں نے حافظ عبدالوہاب سے
سنا وہ فرماتے ہیں۔ اس کے تمام راوی
مجہول رجز حمید کے ہیں۔ میں نے تمام کتب
تلاش کیں لیکن مجھے ان کا حال کہیں نہ ملا۔
ملا علی قاری فرماتے ہیں اس حدیث کا شروع
کا حصہ کہ رجب اللہ کا مہینہ شعبان میرا

وَهُوَ قَوْلُهُ رَجَبُ شَهْرُ اللّٰهِ وَ
شَعْبَانُ شَهْرِي وَرَمَضَانُ شَهْرُ
أُمَّتِي فَقَدْ ذَكَرَهُ أَبُو الْفَتْحِ بْنُ
أَبِي الْفَوَارِسِ فِي أَمَالِيهِ عَنِ الْحَسَنِ
مُرْسَلًا كَمَا ذَكَرَهُ السُّيُوطِيُّ فِي
جَامِعِ الصَّغِيرِ وَأَمَّا قَوْلُهُ وَكُلُّ
حَدِيثٍ فِي ذِكْرِ صَوْمِ رَجَبَ وَ
صَلٰوةِ بَعْضِ اللَّيَالِي فِيهِ فَهُوَ
كِذْبٌ مُفْتَرًى فَفِيهِ بَحْثٌ إِذْ
قَدْ وَرَدَ فِي صِيَامِ رَجَبَ أَحَادِيثُ
مُتَعَدِّدَةٌ وَلَوْ كَانَتْ ضَعِيفَةً
لٰكِنَّهَا يَتَقَوّٰى بَعْضُهَا بِبَعْضٍ وَ
قَدْ أَوْرَدْتُ نُبْذًا مِنْهَا فِي رِسَالَتِي
الْأَدَبِ فِي رَجَبَ وَفِي الْقَوَامِ
لِلصُّوَّامِ أَيْضًا نَعَمْ بَعْضُ مَا
وَرَدَ فِيهِ مَوْضُوعٌ كَمَا بَيَّنَهُ بِقَوْلِهِ
كَحَدِيثِ مَنْ صَلّٰى بَعْدَ الْمَغْرِبِ
أَوَّلَ لَيْلَةٍ مِنْ رَجَبَ عِشْرِينَ
رَكْعَةً جَازَ عَلَى الصِّرَاطِ بِلَا حِسَابٍ

مہینہ اللہ، رمضان میری امت کا مہینہ
ہے، اسے ابوالفتح بن ابی الفوارس نے
اپنی امالی میں حسن سے مرسلاً روایت کیا
ہے۔ جیسا کہ سیوطی جامع الصغیر میں لکھتے
ہیں، رہ گیا سیوطی کا یہ قول کہ رجب کے
روزے اور راتوں میں نمازوں کی جتنی
روایات ہیں سب جھوٹ ہیں۔ اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
پر تہمت ہیں۔ تو اس میں بحث ہے اس
لئے کہ رجب کے روزوں کے بارے
میں متعدد احادیث موجود ہیں، اگرچہ
سب کی سب ضعیف ہیں۔ لیکن ایک
دوسرے کی تقویت کرتی ہیں، اور میں
نے انہیں ایک رسالہ میں جس کا نام رسالہ
الادب فی رجب اور القوام للصوام میں
ذکر کیا ہے۔ اگرچہ بعض روایات اس
میں موضوع بھی ہیں، اور یہ روایت کہ جو
رجب کی پہلی رات کو مغرب کے بعد بیس
رکعت نماز پڑھے گا۔ وہ پل صراط پر سے

وَحَدِيْثُ مَنْ صَامَ يَوْمًا مِنْ رَجَبَ وَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ يَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ مِائَةَ مَرَّةٍ آيَةَ الْكُرْسِيِّ وَفِي الثَّانِيَةِ مِائَةَ مَرَّةٍ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ لَمْ يَمُتْ حَتّٰى يَرٰى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ وَاَقْرَبُ مَا جَاءَ فِيْهِ مَا رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ فِي سُنَنِهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَهٰى عَنْ صِيَامِ رَجَبَ قُلْتُ وَهُوَ مَحْمُوْلٌ عَلٰى اِعْتِقَادِ وُجُوْبِهٖ كَمَا كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ وَاِلَّا فَلَمْ يَقُلْ اَحَدٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ بِكَرَاهَةِ صَوْمِهٖ ۔

بغیر حساب کے گذر جائے گا۔ اور یہ روایت کہ جس نے رجب کا روزہ رکھا۔ اور دو رکعت نماز پڑھی۔ اور ہر رکعت میں سو بار سورت اخلاص پڑھی ہے۔ وہ اس وقت تک نہ مریگا جب تک جنت میں اپنا ٹھکانہ نہ دیکھے گے ابن القیم فرماتے ہیں اس میں سب سے بہتر وہ روایت ہے۔ جو ابن ماجہ نے اپنی سنن میں بیان کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رجب کے روزوں سے منع فرمایا ہے۔ ملا علی قاری فرماتے یہ وجوب کے اعتقاد پر محمول ہے جیسا کہ جاہلیت میں تھا۔ ورنہ کوئی عالم رجب میں روزے کی کراہت کا قائل نہیں۔

فَصْلٌ

وَمِنْ ذٰلِكَ اَحَادِيْثُ صَلٰوةِ لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ كَحَدِيْثِ يَا عَلِيُّ مَنْ صَلّٰى لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ مِائَةَ

ابن القیم فرماتے ہیں اسی قسم کی شعبان کی پندرہویں شب کی نمازیں ہیں۔ جیسا کہ یہ حدیث ہے اے علی جو شعبان کی پندرہویں شب میں سو رکعت میں ایک ہزار بار قل ہو اللہ پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ

رَكْعَةٍ بِأَلْفِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ
قَضَى اللّٰهُ لَهُ كُلَّ حَاجَةٍ طَلَبَهَا
تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَسَاقَ خُرَافَاتٍ
كَثِيْرَةً وَأَعْطٰى سَبْعِيْنَ أَلْفَ
حَوْرَاءَ لِكُلِّ حَوْرَاءَ سَبْعُوْنَ أَلْفَ
غُلَامٍ وَسَبْعُوْنَ أَلْفَ وِلْدَانٍ
إِلٰى أَنْ قَالَ وَيُشَفَّعُ وَالِدَاهُ
كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا فِيْ سَبْعِيْنَ
أَلْفًا وَالْعَجَبُ مِمَّنْ شَمَّ رَائِحَةَ
الْعِلْمِ بِالسُّنَنِ أَنْ يَغْتَرَّ بِمِثْلِ
هٰذَا الْهَذَيَانِ وَيُصَلِّيَهَا وَهٰذِهِ
الصَّلٰوةُ وُضِعَتْ فِي الْإِسْلَامِ
بَعْدَ الْأَرْبَعِ مِائَةٍ وَنَشَأَتْ
مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَوُضِعَ لَهَا
عِدَّةُ أَحَادِيْثَ مِنْهَا مَنْ قَرَأَ
لَيْلَةَ النِّصْفِ أَلْفَ مَرَّةٍ قُلْ
هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ الْحَدِيْثَ بِطُوْلِهِ وَ
فِيْهِ يَبْعَثُ اللّٰهُ عَلَيْهِ مِائَةَ أَلْفَ
مَلَكٍ يُبَشِّرُوْنَهُ وَحَدِيْثُ مَنْ

اس کی ہر وہ حاجت جو اس رات میں طلب
کریگا پوری فرمائیگا۔ اسی طرح اس روایت میں
راوی نے کافی خرافات بکی ہیں اور اس روایت
میں یہ بھی ہے کہ اسے خدا ستر حوریں عطا کرے گا
ہر حور کے ساتھ ستر غلام اور ہر غلام کے ساتھ
ستر ہزار لڑکے ہوں گے۔ اور اس کے والدین
کو ستر ستر ہزار کی شفاعت کا اختیار دیا جائیگا
اور تعجب تو ان لوگوں سے ہے جنہیں علم حدیث
کی ذرا سی بھی خوشبو پہنچی ہے مگر وہ اس قسم کی بکواسات
پر فخر کرتے اور اس نماز کو پڑھتے ہیں اور یہ
نماز اسلام میں چار سو سال بعد وضع کی گئی اور
اس کی ابتدا بیت المقدس سے ہوئی۔ اور
اسی قسم کی کئی روایات شعبان کی پندرہویں
تاریخ کے بارے میں وضع کی گئیں ان میں سے ایک یہ
بھی ہے کہ جو پندرہویں شعبان کو رات میں ایک
ہزار بار قل ہو اللہ پڑھے۔ بہت لمبی حدیث
ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ اللہ اس کے پاس
ایک لاکھ فرشتے بشارت دینے کے لئے بھیجتا ہے
اور یہ روایت کہ جو شعبان کی پندرہویں رات

صَلّٰی لَیْلَۃَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ ثَلٰثَ عَشَرَ رَکْعَۃً یَقْرَأُ فِیْ کُلِّ ثَلَاثِیْنَ مَرَّۃً قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ شُفِّعَ فِیْ عَشَرَۃٍ قَدِ اسْتَوْجَبُوا النَّارَ وَغَیْرُ ذٰلِکَ مِنَ الْاَحَادِیْثِ الَّتِیْ لَا یَصِحُّ مِنْھَا شَیْئٌ ۔

میں تیرہ رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں تیس بار قل ہو اللہ پڑھے تو اسے دس آدمیوں کی شفاعت کی اجازت دی جائے گی۔ جن کے لئے دوزخ واجب ہو چکی ہو گی۔ اور اسی قسم کی دیگر روایات ہیں کہ ان میں سے ایک بھی صحیح نہیں۔

فَصْلٌ

وَمِنْھَا رَکَاکَۃُ اَلْفَاظِ الْحَدِیْثِ وَسَمَاجَتُھَا بِحَیْثُ یَمُجُّھَا السَّمْعُ وَیَدْفَعُھَا الطَّبْعُ کَحَدِیْثِ اَرْبَعٌ لَا یَشْبَعُ مِنْ اَرْبَعٍ اُنْثٰی مِنْ ذَکَرٍ وَاَرْضٌ مِنْ مَطَرٍ وَعَیْنٌ مِنْ نَظَرٍ وَاُذُنٌ مِنْ خَبَرٍ قُلْتُ رَوَاہُ اَبُوْ نُعَیْمٍ فِی الْحِلْیَۃِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رض وَابْنُ عَدِیٍّ وَالطَّبْرَانِیُّ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا کَمَا فِی الْجَامِعِ الصَّغِیْرِ اِلَّا اَنَّہٗ قَالَ وَعَالِمٌ مِنْ عِلْمٍ بَدَلَ وَاُذُنٌ مِنْ خَبَرٍ

معرفت حدیث کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ حدیث کے الفاظ رکیک اور گرے درجے کے ہوں کہ جنہیں نہ کان قبول کریں نہ طبیعت جیسا کہ یہ روایت کہ چار چیزوں کا چار چیزوں سے پیٹ نہیں بھرتا عورت کا مرد سے۔ زمین کا بارش سے۔ آنکھ کا دیکھنے سے اور کانوں کا خبر سے ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ ابو نعیمؒ نے حلیہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ابن عدیؒ اور طبرانیؒ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔ جیسا کہ جامع الصغیر میں ہے

فالحديث ضعيف لا موضوع
وحديث ارحموا عزيز قوم ذل
وغنى قوم افتقر وعالما
يلاعب به الصبيان قلت و
حديث الحاكة والاساكفة و
الصواغ غير او صنعة من الصنائع
المباحة مكذب على رسول الله
صلى الله عليه وسلم اذ كيف يذم
الله ورسوله الصنائع المباحة
قلت قد يذم لما فيها من
الامور المكروهة والمحرمة
ليجتنب عنها كما بينته في
شرح عين العلم من مراتب
المكاسب قال ومن ذلك حديث
من فارق الدنيا وهو سكران
دخل القبر سكران ويبعث
سكران ويؤمر به الى النار وهو
سكران الى جبل او نهر يقال له
سكران وحديث ان لله ملكا

اور اس میں تاخیر الفاظ کی جگہ یہ الفاظ ہیں کہ
عالم کا علم سے، تو یہ حدیث ضعیف ہے
موضوع نہیں۔ اور یہ حدیث کہ قوم کے
عزیز پر رحم کرو اور غنی قوم وہ ہے جو فقیر ہو
اور عالم وہ ہے جس سے بچے کھیلتے ہوں۔ ملا
علی قاری فرماتے ہیں کہ وہ احادیث جن میں
مباح صنعتوں کی برائی آئی ہے وہ بھی رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ ہے۔ اللہ
یا رسول نے کسی مباح صنعت کی برائی
بیان نہیں فرمائی۔ اور جن مکروہ اور محرمات
کی برائی بیان کی گئی ہے اور ان سے احتراز
کا حکم دیا گیا ہے، میں نے انہیں شرح عین
العلم من مراتب المکاسب میں بیان کیا ہے
ابن القیم فرماتے ہیں اسی طرح یہ روایت
کہ جو نشہ کی حالت میں مرے وہ قبر میں بھی حالت
نشہ میں داخل ہوگا۔ اور قیامت کے روز بھی
اسی طرح اٹھے گا اور حالت نشہ میں اسے
دوزخ میں ایک پہاڑ یا نہر کی جانب لے
جانے کا حکم دیا جائے گا جس کا نام سکران

اِسْمُهُ عُمَارَةُ عَلٰى فَرَسٍ مِنْ يَاقُوْتٍ طُوْلُهُ مَدَّ بَصَرِهِ يَدُوْرُ فِي الْبُلْدَانِ وَيَقِفُ فِي الْاَسْوَاقِ يُنَادِيْ يَغْلُوْ كَذَا وَكَذَا وَيَرْخُصُ كَذَا وَكَذَا وَحَدِيْثُ اِنَّ لِلّٰهِ مَلَكًا مِنْ حِجَارَةٍ يُقَالُ لَهُ عُمَارَةُ يَنْزِلُ عَلٰى حِمَارٍ مِنْ حِجَارَةٍ كُلَّ يَوْمٍ فَيُسَعِّرُ ۔

(نشہ) ہوگا۔ اور یہ حدیث کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ایک فرشتہ ہے جس کا نام عمارہ ہے۔ وہ یاقوت کے ایک گھوڑے پر سوار جس کی لمبائی اس کی نگاہ کے برابر ہے شہروں میں گھومتا رہتا ہے اور بازاروں میں ٹھہر ٹھہر کر یہ آواز دیتا ہے۔ کہ فلاں فلاں شے مہنگی ہو اور فلاں فلاں شے سستی۔

فَصْلٌ

وَمِنْهَا اَحَادِيْثُ ذَمِّ الْحَبَشَةِ وَالسُّوْدَانِ كُلُّهَا كَذِبٌ كَحَدِيْثِ دَعُوْنِيْ مِنَ السُّوْدَانِ اِنَّمَا الْاَسْوَدُ لِبَطْنِهِ وَفَرْجِهِ وَحَدِيْثُ الزِّنْجِيِّ اِذَا شَبِعَ زَنٰى وَاِذَا جَاعَ سَرَقَ قُلْتُ رَوَاهُ ابْنُ عَدِيٍّ بِسَنَدٍ ضَعِيْفٍ عَنْ عَائِشَةَ وَزَادَ فِيْهِ وَاِنَّ فِيْهِمْ سَمَاحَةً وَنَجْدَةً كَمَا فِي الْجَامِعِ الصَّغِيْرِ وَحَدِيْثُ

اسی طرح حبشہ اور سوڈان کی برائی میں جتنی روایات ہیں سب جھوٹ ہیں جیسا کہ یہ حدیث مجھے سوڈان کے ذکر سے چھوڑ دو۔ ان کا پیٹ بھی اور ان کی فرج بھی سیاہ ہوتی ہے اور زنگی کی روایت کہ جب اس کا پیٹ بھر جاتا ہے۔ تو زنا کرتا ہے اور جب بھوکا ہوتا ہے تو چوری کرتا ہے اور یہ حدیث کہ زنگی سے بچو وہ ایک بگڑی ہوئی مخلوق ہے اور یہ روایت کہ آپ نے کھانا دیکھا

إِيَّاكُمْ وَالزَّنْجِيَّ فَإِنَّهُ خَلْقٌ مُشَوَّهٌ وَحُلْوِيَّتُهُ وَرَأَى طَعَامًا فَقَالَ لِمَنْ هٰذَا قَالَ الْعَبَّاسُ لِلْحَبَشَةِ أُطْعِمُهُمْ قَالَ لَا تَفْعَلْ إِنْ جَاعُوا سَرَقُوا وَإِنْ شَبِعُوا زَنَوْا۔

تو پوچھا یہ کس کے لئے ہے۔ عباسؓ نے عرض کیا یہ حبشیوں کے لئے ہے میں انہیں کھلاؤں گا آپ نے فرمایا۔ ایسا نہ کرو۔ کیونکہ جب وہ بھوکے ہوتے ہیں تو چوری کرتے ہیں اور جب پیٹ بھر جاتا ہے تو زنا کرتے ہیں ۞

فَصْلٌ

وَمِنْهَا أَحَادِيثُ ذَمِّ التُّرْكِ وَأَحَادِيثُ ذَمِّ الْخُصْيَانِ وَأَحَادِيثُ ذَمِّ الْمَمَالِيكِ كَحَدِيثِ لَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِي الْخُصْيَانِ خَيْرًا لَأَخْرَجَ مِنْ أَصْلَابِهِمْ ذُرِّيَّةً يَعْبُدُونَ اللّٰهَ قُلْتُ وَقَدْ تَقَدَّمَ وَحَدِيثُ شَرُّ الْمَالِ فِي آخِرِ الزَّمَانِ الْمَمَالِيكُ قُلْتُ رَوَاهُ أَبُو يَعْلَى بِسَنَدٍ لَا بَأْسَ بِهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ كَمَا فِي جَامِعِ الصَّغِيرِ وَأَمَّا حَدِيثُ أُتْرُكُوا الْحَبَشَةَ مَا تَرَكُوكُمْ فَإِنَّهُ لَا يَسْتَخْرِجُ كَنْزَ الْكَعْبَةِ إِلَّا ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ

اسی قسم کی وہ روایات ہیں جو ترکوں کی مذمت یا خصیوں کی مذمت یا غلاموں کی مذمت میں ہیں سب جھوٹ ہیں، مثلاً یہ روایت اگر اللہ یہ بات جان لیتا کہ خصیوں میں کیا خوبی ہے تو توان کی اولاد سے ایک ذریت پیدا فرماتا جو اللہ کی عبادت کرتی (یہ پہلے گذر چکی) اور یہ روایت کہ آخیر زمانہ میں بدترین مال غلام ہوں گے، ملا علی قاری فرماتے ہیں اسے ابو یعلی نے ابن عمرؓ سے ایسی سند کے ساتھ روایت کیا جس میں کوئی حرج نہیں ہے جیسا کہ جامع الصغیر میں ہے اور یہ روایت کہ حبشہ کو چھوڑے رکھو جب تک وہ تمہیں چھوڑے رکھیں کیونکہ کعبہ کا خزانہ سوائے سویقتین کے

مِنَ الْحَبَشَةِ فَرَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالْحَاكِمُ
فِيْ مُسْتَدْرَكِهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَكَذَا
حَدِيْثُ اُتْرُكُوا التُّرْكَ مَا تَرَكُوْكُمْ
فَإِنَّ أَوَّلَ مَنْ يَسْلُبُ مِنْ أُمَّتِيْ
مُلْكَهُمْ وَمَا خَوَّلَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى
بَنُوْ قَنْطُوْرَا رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ عَنِ ابْنِ
مَسْعُوْدٍ كَذَا فِي الْجَامِعِ الصَّغِيْرِ
وَقَنْطُوْرَا جَارِيَةٌ لِإِبْرَاهِيْمَ الْخَلِيْلِ
وَلَدَتْ لَهُ أَوْلَادًا مِنْهُمُ التُّرْكُ
وَالصِّيْنُ كَذَا فِي النِّهَايَةِ

جو حبشہ سے ہوگا ۔ کوئی نہ نکالیگا ۔ اسے ابوداود
اور حاکم نے مستدرک میں ابن عمرؓ سے روایت
کیاہے ، اسی طرح یہ روایت کہ ترکوں کو اس
وقت تک کے لئے چھوڑ دو جب تک وہ تمہیں
چھوڑے رکھیں ، کیونکہ یہ سب سے پہلے میری
امت کا ملک چھینیں گے اور اللہ نے بنو قنطورا
کو چھوڑ رکھاہے اسے طبرانی نے ابن مسعودؓ سے
روایت کیاہے ۔ اور قنطورا ابراہیم علیہ السلام
کی ایک باندی تھی جس کی اولاد میں ترک اور
اہل چین ہیں جیسا کہ نہایہ میں ہے ؂

فَصْلٌ

وَمِنْهَا مَا يَقْتَرِنُ بِالْحَدِيْثِ
مِنَ الْقَرَائِنِ الَّتِيْ يُعْلَمُ بِهَا أَنَّهُ
بَاطِلٌ مِثْلُ حَدِيْثِ وَضْعِ الْجِزْيَةِ
عَلٰى أَهْلِ خَيْبَرَ فَهٰذَا كَذِبٌ مِنْ
عِدَّةِ وُجُوْهٍ أَحَدُهَا أَنَّ فِيْهِ
شَهَادَةَ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ وَسَعْدٌ
قَدْ تُوُفِّيَ قَبْلَ ذٰلِكَ فِيْ غَزْوَةِ

اور انہی علامات میں سے ایک علامت
یہ بھی کہ قرائن سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ یہ
حدیث باطل ہے ، مثلاً اہل خیبر سے جزیہ کا
معاف کرنا یہ کئی وجوہات سے جھوٹ ہے
اول تو اس بنا پر کہ اس میں سعد بن معاذ کی
شہادت ہے اور سعد بن معاذ اس کی فتح سے
قبل غزوۂ خندق و غزوۂ بنی قریظہ میں

الخندق وثانيها أن فيه وكتبه
معاوية بن أبي سفيان هكذا و
معاوية إنما أسلم زمن الفتح
وكان من الطلقاء وثالثها أن
الجزية لم تكن نزلت حينئذ
ولا يعرفها الصحابة ولا العرب
وإنما نزلت بعد عام تبوك
وحينئذ وضعها النبي عليه
الصلوة والسلام على نصارى
نجران ويهود اليمن ولم تؤخذ
من يهود المدينة لأنهم وادعوه
قبل نزولها ثم قتل من قتل
منهم وأجلى بقيتهم إلى خيبر
وإلى الشام وصالحه عليه الصلوة
والسلام أهل خيبر قبل فرض
الجزية فلما نزلت آية الجزية
استقر الأمر على ما كان عليه
وابتدأ أخذها على من لم يتقدم
له معه عليه السلام صلح ممن

میں شہادت پا چکے تھے۔ دوسری بات یہ
ہے۔ کہ جزیہ کی معافی کا حکم نامہ امیر معاویہ
نے لکھا۔ حالانکہ امیر معاویہؓ فتح مکہ کے روز
اسلام لائے۔ اور یہ ان لوگوں میں سے ہیں
جنہیں معاف کر دیا گیا تھا۔ تیسری بات
یہ ہے کہ اس وقت تک جزیہ کا نزول نہ ہوا
تھا صحابہ اور عرب اسے پہچانتے بھی نہ تھے
جزیہ کا نزول تبوک کے بعد ہوا۔ اور
اسی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم نے نصاریٰ نجران اور یہود
یمن پر جزیہ متعین فرمایا۔ کیونکہ انہوں
نے نزول جزیہ سے قبل بغاوت کی تھی
ان میں سے کچھ کو قتل کیے گئے۔ اور کچھ کو
شام اور خیبر کی جانب جلاوطن کر دیا گیا
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل خیبر
سے نزول جزیہ سے قبل صلح فرما لی
تھی۔ لہذا اس صلح کو اپنے مقام پر
باقی رہنے دیا گیا۔ اور جن لوگوں نے
ابھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح

هٰهُنَا وَقَعَتِ الشُّبْهَةُ فِي أَهْلِ خَيْبَرَ
رَابِعُهَا أَنَّ فِيهِ أَنَّهُ وَضَعَ عَنْهُمُ
الْكُلَفَ وَالسُّخَرَ وَلَمْ يَكُنْ فِي زَمَانِهِ
عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا كُلَفٌ وَلَا سُخَرٌ وَلَا
مُكُوسٌ خَامِسُهَا أَنَّهُ لَمْ يَجْعَلْ
لَهُمْ عَهْدًا لَازِمًا بَلْ قَالَ نُقِرُّكُمْ
مَا شِئْنَا فَكَيْفَ يَضَعُ عَنْهُمُ الْجِزْيَةَ
الَّتِي يَصِيرُ لِأَهْلِ الذِّمَّةِ بِهَا عَهْدٌ
لَازِمٌ مُؤَبَّدٌ ثُمَّ لَا يَثْبُتُ لَهُمْ
أَمَانًا لَازِمًا مُؤَبَّدًا سَادِسُهَا أَنَّ
مِثْلَ هٰذَا مِمَّا تَتَوَفَّرُ الْهِمَمُ
وَالدَّوَاعِي عَلَى نَقْلِهِ فَكَيْفَ يَكُونُ
قَدْ وَقَعَ وَلَا يَكُونُ عِلْمُهُ عِنْدَ
حَمَلَةِ السُّنَّةِ مِنَ الصَّحَابَةِ وَ
التَّابِعِينَ وَأَئِمَّةِ الْحَدِيثِ وَيَنْفَرِدُ
بِعِلْمِهِ وَنَقْلِهِ الْيَهُودُ سَابِعُهَا أَنَّ
أَهْلَ خَيْبَرَ لَمْ يَتَقَدَّمْ لَهُمْ مِنَ
الْإِحْسَانِ مَا يُوجِبُ وَضْعَ الْجِزْيَةِ
فَإِنَّهُمْ حَارَبُوا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَقَاتَلُوهُ

نہ کی تھی۔ ان پر جزیہ لگا دیا گیا۔ اس طرح
اہل خیبر کے واقع میں شبہ واقع ہو گیا۔
چوتھی بات یہ بھی ہے۔ کہ اس روایت
میں یہ بھی ہے کہ ان سے تکلیف اور ماتحت
رہنا اٹھا دیا گیا۔ حالانکہ یہ اضافے
حضور کے زمانہ میں نہ تھے۔ پانچویں بات
یہ ہے۔ کہ ان کے لئے کوئی عہد معینہ
نہ تھا۔ بلکہ آپ نے فرمایا تھا ہم جو چاہے
تم سے اقرار کر لیں گے۔ تو آپ ان سے
جزیہ کیسے ہٹا سکتے تھے۔ جو تمام اہل ذمہ
کے لئے تھا۔ اور جب جزیہ نہ ہوا۔ تو ان
کے لئے لازمی امان بھی ثابت نہ ہوئی۔
چھٹی بات یہ ہے کہ اس کے نقل کرنے کے
جو داعی ہونے چاہئیں تھے، وہ نہیں
پائے جاتے۔ کیونکہ اگر ایسا وقوع میں
آیا تھا تو سنت کے ناقلین یعنی صحابہ
تابعین اور آئمہ حدیث کو اس کا علم
ہونا چاہیے تھا۔ حالانکہ اس بات سے
صرف ایک ہی شخص واقف تھا اور اس

وقاتلوا اصحابه وسلّوا السیوف
فی وجوههم وسمّوا النبی علیه
السلام والصلوة وآووا اعداءه
المحاربین له المحرضین علی قتاله
فمن این یقع هذا الاعتناء
بهم واسقاط هذا الفرض جعله
الله عقوبة لم یکن منهم یدین
الاسلام ثامنها ان النبی علیه
الصلوة والسلام لم یسقطها عن
الابعدین عنه مع عدم معاداتهم
له کاهل الیمن واهل نجران
فکیف یضع عن الخیبریین
الادنین مع شدة معاداتهم له
وکفرهم وعنادهم ومن المعلوم
انه کلما اشتد کفر الطائفة و
تغلظت عداوتهم کانوا احق
بالعقوبة لا باسقاط الجزیة
تاسعها انه علیه الصلوة والسلام
لو اسقط عنهم الجزیة کما ذکروا

واقعہ کو یہود نے نقل کیا۔ ساتویں بات یہ
ہے کہ اہل خیبر نے کوئی بھلائی نہ کی تھی جو ان
سے جزیہ معاف کیا جاتا۔ بلکہ انہوں نے
اللہ اس کے رسول اور صحابہ سے قتال کیا اور
تلوار میان سے باہر کی، اللہ کے دشمنوں کو پناہ
دی اور انہیں جنگ پر ابھارا تو ان سے یہ
سلوک کیسے روا رکھا جا سکتا تھا اور یہ فرض کیسے
ساقط ہو جاتا۔ اور جب کہ اللہ نے انہیں یہ سزا
دی کہ ان میں سے کوئی بھی اسلام نہ لایا۔ آٹھویں
بات یہ ہے کہ حضورؐ نے جب اتنے دور کے لوگوں
پر جو کہ دشمن بھی نہ تھے جزیہ قائم کیا جیسے اہل
یمن اور اہل نجران، تو قریب کے یہ لوگ
جو سخت مخالف اور دشمن تھے ان پر سے جزیہ
کیسے معاف کیا جا سکتا تھا اور جب کہ یہ معلوم
ہے کہ وہ کفر میں بھی سخت تھے اور عداوت
میں بھی سب سے آگے تھے، تو وہ سزا کے مستحق ہوں
یا کہ معافی جزیہ کے۔ نویں بات یہ ہے
کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ان سے جزیہ ساقط فرما دیا تھا۔ جیسا کہ ان

لَكَانُوا مِنْ أَحْسَنِ الْكُفَّارِ حَالًا
وَلَمْ يُحْسِنْ بَعْدَ ذٰلِكَ أَنْ يَشْتَرِطَ
إِخْرَاجَهُمْ مِنْ أَرْضِهِمْ وَبِلَادِهِمْ
مَتَى شَاءَ فَإِنَّ أَهْلَ الذِّمَّةِ
الَّذِينَ يُقِرُّونَ بِالْجِزْيَةِ لَا يَجُوزُ
إِخْرَاجُهُمْ مِنْ أَرْضِهِمْ وَدِيَارِهِمْ
مَا دَامُوا مُلْتَزِمِينَ لِأَحْكَامِ الذِّمَّةِ
فَكَيْفَ إِذَا رُوعِيَ جَانِبُهُمْ بِإِسْقَاطِ
الْجِزْيَةِ وَأُعْفُوا مِنَ الصَّغَارِ الَّذِي
يَلْحَقُهُمْ بِأَدَائِهَا فَأَيُّ صَغَارٍ بَعْدَ
ذٰلِكَ أَعْظَمُ مِنْ نَفْيِهِمْ مِنْ بِلَادِهِمْ
وَتَشْتِيتِهِمْ فِي أَرْضِ الْغُرْبَةِ فَكَيْفَ
يَجْتَمِعُ هٰذَا وَهٰذَا عَاشِرُهَا أَنَّ هٰذَا
لَوْ كَانَ حَقًّا لَمَا أَجْمَعَ الصَّحَابَةُ
وَالتَّابِعُونَ وَالْفُقَهَاءُ كُلُّهُمْ عَلَى
خِلَافِهِ وَلَيْسَ فِي الصَّحَابَةِ رَجُلٌ
وَاحِدٌ قَالَ لَا يَجِبُ الْجِزْيَةُ عَلَى
الْخَيَابِرَةِ وَلَا فِي التَّابِعِينَ وَلَا فِي
الْفُقَهَاءِ بَلْ قَالُوا أَهْلُ خَيْبَرَ وَغَيْرُهُمْ

کا دعوے ہے، تو ان کا حال اور کفار
سے بہتر ہونا چاہیئے تھا۔ تو یہ اقرار نہ
فرماتے کہ ہم جب چاہیں گے تمہارے
شہروں اور زمین سے نکال دیں گے۔ کیونکہ
اہل ذمہ جب جزیہ کا اقرار کر لیتے ہیں۔ تو
انہیں شہروں سے نہیں نکالا جاتا جب تک
وہ اس ذمہ داری کو ادا کرتے ہیں۔ تو صحاب
کے اطراف میں جزیہ کیسے معاف کیا جا
سکتا ہے، اور انہیں شہر بدر کرنے سے
زیادہ بڑی بات کیا ہوگی، تو یہ دونوں
باتیں کیسے جمع ہو سکتی ہیں، دسویں بات
یہ ہے کہ اگر یہ بات حق تھی، تو تمام صحابہ
کرام، تابعین اور فقہاء اس
کے خلاف فتوی دینے پر کیسے متفق
ہو گئے، انہیں تو یہ کہنا چاہیئے
تھا، کہ اہل خیبر پر جزیہ نہیں
حالانکہ انہوں نے یہ تصریح
کی ہے، کہ وہ کتاب جس میں
جزیہ کی معافی کا حکم ہے، وہ

فِي الْجُزْئِيَّةِ سَوَاءٌ وَقَدْ اعْتَرَفُوا بِأَنَّ هٰذَا الْكِتَابَ كَذِبٌ مَكْذُوبٌ كَالشَّيْخِ أَبِي حَامِدٍ وَالْقَاضِي أَبِي الطَّيِّبِ وَالْقَاضِي أَبِي يَعْلٰى وَغَيْرِهِمْ وَذَكَرَ الْخَطِيبُ الْبَغْدَادِيُّ هٰذَا الْكِتَابَ وَبَيَّنَ أَنَّهُ كَذِبٌ مِنْ عِدَّةِ وُجُوهٍ ۔

جھوٹ ہے۔ جیسا کہ ابو حامد رحمہ اللہ قاضی ابو الطیب رحمہ اللہ تعالے اور قاضی ابو یعلیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ خطیب نے اس کتاب کا ذکر کرکے اسے مختلف وجوہ سے جھوٹ ثابت کیا ہے۔

فَصْلٌ

فِي ذِكْرِ جَوَامِعَ وَضَوَابِطَ كُلِّيَّةٍ فِي هٰذَا الْبَابِ فَمِنْهَا أَحَادِيثُ الْحَمَامِ بِالتَّخْفِيفِ لَا يَصِحُّ مِنْهَا شَيْءٌ كَحَدِيثِ كَانَ يُعْجِبُهُ النَّظَرُ إِلَى الْحَمَامِ وَحَدِيثِ كَانَ يُحِبُّ النَّظَرَ إِلَى الْخُضْرَةِ وَالْأُتْرُجِّ وَالْحَمَامِ الْأَحْمَرِ قُلْتُ أَخْرَجَهُ الطَّبَرَانِيُّ وَابْنُ السُّنِّيِّ وَأَبُو نُعَيْمٍ فِي الطِّبِّ عَنْ أَبِي كَبْشَةَ وَابْنُ السُّنِّيِّ وَأَبُو نُعَيْمٍ عَنْ عَلِيٍّ وَأَبُو نُعَيْمٍ عَنْ عَائِشَةَ

معرفت حدیث کے اصول کلیہ

اس قسم کی روایات میں سے کبوتر کی روایات ہیں جن میں سے کوئی بھی صحیح نہیں، جیسے یہ حدیث کہ آپ کبوتر کو دیکھنا پسند فرماتے تھے یا یہ روایت کہ آپ سبزہ، سنگترہ اور کبوتر کی جانب دیکھنا پسند فرماتے تھے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں، اسے طبرانی، ابن السنی اور ابو نعیم نے طب میں ابو کبشہ سے ابن السنی اور ابو نعیم نے علیؓ سے اور ابو نعیم نے عائشہؓ سے بھی روایت کیا ہے کہ آپ سنگترہ اور سرخ کبوتر کی جانب دیکھنا

أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يُعْجِبُهُ النَّظَرُ إِلَى الْأُتْرُجِّ وَكَانَ يُعْجِبُهُ النَّظَرُ إِلَى الْحَمَامِ الْأَحْمَرِ، وَرَوَى ابْنُ السُّنِّيِّ وَأَبُو نُعَيْمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض كَانَ يُعْجِبُهُ النَّظَرُ إِلَى الْخُضْرَةِ وَالْمَاءِ الْجَارِي كَذَا فِي الْجَامِعِ الصَّغِيرِ وَحَدِيثُ شَكَى رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَحْدَةَ فَقَالَ لَهُ لَوِ اتَّخَذْتَ زَوْجًا مِنْ حَمَامٍ فَآنَسَكَ وَأَصَبْتَ عَنْ فِرَاخِهِ وَحَدِيثُ اتَّخِذُوا الْحَمَامَ الْمَقَاصِيصَ فَإِنَّهَا تُلْهِي الْجِنَّ عَنْ صِبْيَانِكُمْ رَوَاهُ الشِّيرَازِيُّ فِي الْأَلْقَابِ وَالْخَطِيبُ وَالدَّيْلَمِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنُ عَدِيٍّ عَنْ أَنَسٍ بِلَفْظِ اتَّخِذُوا هَذِهِ الْحَمَامَ الْمَقَاصِيصَ فِي بُيُوتِكُمْ فَإِنَّهَا تُلْهِي الْجِنَّ عَنْ صِبْيَانِكُمْ كَذَا فِي الْجَامِعِ الصَّغِيرِ وَقَالَ زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى

پسند فرماتے تھے۔ ابن السنی اور ابو نعیم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ سبزہ اور جاری پانی کیطرف دیکھنا پسند فرماتے۔ جیسا کہ جامع الصغیر میں ہے۔ ابن القیم فرماتے ہیں اور یہ حدیث کہ ایک شخص نے آپ سے تنہائی کی شکایت کی، آپ نے فرمایا تو ایک جوڑا کبوتر کا پال لے اور اس کے چوزوں سے کھیل۔ ایسے ہی یہ روایت کہ مقاصیص کبوتر پالا کرو۔ کیونکہ وہ تمہارے بچوں سے جنات کو روکتے ہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اس حدیث کو شیرازی نے القاب میں خطیب اور دیلمی نے ابن عباس سے اور ابن عدی نے انس سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ ان مقاصیص کبوتروں کو اپنے گھروں میں رکھا کرو۔ کیونکہ یہ بچوں سے جنات کو روکتے ہیں۔ جیسا کہ جامع الصغیر میں ہے۔ ابن القیم فرماتے ہیں زکریا بن یحیی الساجی کہتے ہیں کہ ابو البختری ایک روز رشید کے پاس گیا اور وہ کبوتر اڑا رہا تھا۔ ہارون نے دریافت کیا۔ کیا تمہیں کبوتروں کے بارے میں کوئی شے یاد ہے وہ بولا مجھ سے ہشام نے اپنے والد سے

السَّاجِيُّ بَلَغَنِي أَنَّ أَبَا الْبُخْتَرِيِّ
دَخَلَ عَلَى الرَّشِيْدِ وَهُوَ يُطَيِّرُ الْحَمَامَ
فَقَالَ هَلْ تَحْفَظُ فِي هٰذَا شَيْئًا
فَقَالَ حَدَّثَنِي هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ
عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ
كَانَ يُطَيِّرُ الْحَمَامَ فَقَالَ الرَّشِيْدُ
أُخْرُجْ عَنِّي ثُمَّ قَالَ لَوْلَا أَنَّهُ مِنْ
قُرَيْشٍ لَعَزَلْتُهُ مِنَ الْقَضَاءِ قُلْتُ
هٰذَا عُذْرٌ بَارِدٌ فَإِنَّهُ إِذَا ثَبَتَ
عِنْدَهُ كِذْبُهُ لَا سِيَّمَا عَلَى رَسُوْلِ
اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَقَطَ عَدْلُهُ
وَاسْتَحَقَّ عَزْلَهُ قَالَ وَهُوَ الَّذِي
دَخَلَ الْمَهْدِيُّ فَوَجَدَهُ يَلْعَبُ
بِالْحَمَامِ فَرَوٰى لَهُ حَدِيْثَ لَا سَبَقَ
إِلَّا فِي خُفٍّ أَوْ نَصْلٍ أَوْ حَافِرٍ أَوْ
جَنَاحٍ فَلَمَّا خَرَجَ قَالَ أَشْهَدُ أَنَّ
قَفَاكَ قَفَا كَذَّابٍ ثُمَّ أَمَرَ بِذَبْحِ
الْحَمَامِ وَقَالَ السَّبَبُ كِذْبٌ عَلَى
رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

واسطے عائشہ رض سے یہ روایت بیان کی
ہے۔ کہ حضور صلعم کبوتر اڑایا کرتے تھے۔ رشید
بولا میرے پاس سے دور ہوجا۔ پھر بولا اگر
یہ قریش سے نہ ہوتا۔ تو میں اسے قضا سے
معزول کر دیتا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔
یہ ایک فضول عذر ہے۔ جب ہارون کے
سامنے اس کا جھوٹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم پر ثابت ہو چکا تھا۔ تو وہ عدالت سے
ساقط ہو گیا۔ اور معزولی کے قابل تھا۔ زکریا
بن یحیی الساجی کہتے ہیں یہ ابوالبختری مہدی
کے پاس گیا۔ اور اسے کبوتروں سے کھیلتے
دیکھا۔ تو بولا۔ دوڑ صرف خف، نصل اور
حافر اور پرندے میں ہے (خف سے مراد
اونٹ ہے حافر سے مراد گھوڑا۔ اور نصل تیر کو
کہتے ہیں) جب وہ باہر نکلا۔ تو مہدی بولا
میں گواہی دیتا ہوں اس نے جھوٹ بولا۔
پوری حدیث سوائے لفظ جناح کے صحیح تھی) پھر
کبوتروں کے ذبح کرنے کا حکم دیا۔ اور بولا یہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے کا

قَالَ وَارْفَعُ شَيْءٍ جَاءَ فِيْهِ الْحَدِيْثُ أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا يَتْبَعُ حَمَامَةً فَقَالَ شَيْطَانٌ يَتْبَعُ شَيْطَانَةً قُلْتُ هٰذَا لَيْسَ بِمَوْضُوْعٍ كَمَا قَالَ الْحَافِظُ الْعَسْقَلَانِيُّ بَلْ يَرْتَقِيْ إِلَى الْحَسَنِ وَلَهُ شَوَاهِدُ ۔

سبب ہیں ابن القیم فرماتے ہیں اسمیں سب سے بہتر یہ روایت ہے کہ آپ نے ایک شخص کو کبوتر پر نگاہ لگائے دیکھا تو فرمایا ایک شیطان ہے جو شیطانہ پر نگاہ لگائے ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ موضوع نہیں بلکہ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں یہ درجہ حسن تک پہنچتی ہے اور اس کے شواہد موجود ہیں :۔

فصل

وَمِنْهَا أَحَادِيْثُ اِتِّخَاذِ الدَّجَاجِ لَيْسَ فِيْهَا حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ كَحَدِيْثِ الدَّجَاجِ غَنَمُ فُقَرَاءِ أُمَّتِيْ وَحَدِيْثُ أَمَرَ الْفُقَرَاءَ بِاتِّخَاذِ الدَّجَاجِ وَالْأَغْنِيَاءَ بِاتِّخَاذِ الْغَنَمِ قُلْتُ رَوَى ابْنُ مَاجَةَ مِنْ حَدِيْثِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَمَرَ الْأَغْنِيَاءَ بِاتِّخَاذِ الْغَنَمِ وَأَمَرَ الْفُقَرَاءَ بِاتِّخَاذِ الدَّجَاجِ وَقَالَ عِنْدَ اتِّخَاذِ الْأَغْنِيَاءِ الدَّجَاجَ يَأْذَنُ اللّٰهُ بِهَلَاكِ الْقُرٰى قَالَ

اسی قسم کی روایات میں سے مرغی پالنے کی روایات بھی ہیں جن میں سے کوئی روایت بھی صحیح نہیں مثلاً یہ روایت کہ مرغی میری امت کے فقراء کی بکری ہے، اور یہ روایت کہ میں فقراء کو مرغی پالنے اور امراء کو بکری پالنے کا حکم دیتا ہوں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں ابن ماجہ نے اسے ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امراء کو بکری پالنے اور فقراء کو مرغی پالنے کا حکم دیا، اور فرمایا جب امراء مرغی پالتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ گاؤں کی تباہی کی اجازت فرما دیتے ہیں۔ دمیری کہتے ہیں اس کی

النُّمَیْرِیُّ وَفِیْ اِسْنَادِہٖ عَلِیُّ بْنُ عُرْوَۃَ الدِّمَشْقِیُّ قَالَ ابْنُ حِبَّانَ کَانَ یَضَعُ الْحَدِیْثَ اَقُوْلُ وَالظَّاہِرُ اِنَّ الْحَدِیْثَ ضَعِیْفٌ لَا مَوْضُوْعٌ وَقَدْ شَرَحْتُ مَعْنَاہُ فِیْ بَھْجَۃِ الْاِنْسَانِ فِیْ مُھْجَۃِ الْحَیْوَانِ ۔

سند میں علی بن عروۃ الدمشقی ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں یہ حدیث وضع کیا کرتا تھا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ ظاہر یہ ہے۔ کہ یہ موضوع نہیں۔ ضعیف ہے۔ میں نے اس کی تشریح بہجۃ الانسان فی بہجۃ الحیوان میں کی ہے ؛

فائدہ :۔ ابن الجوزی نے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے۔ زوائد السنن میں ہے کہ علی بن عروہ متروک ہے۔ اس کے علاوہ اس روایت میں ایک اور راوی عثمان بن عبدالرحمن جو مجہول ہے۔ تو یہ روایت اگر موضوع نہیں تو کم از کم متروک و مجہول ضرور ہے ہر طرح روایت ناقابل قبول ہوئی ؛

فصل

وَمِنْھَا اَحَادِیْثُ ذَمِّ الْاَوْلَادِ کُلُّھَا کَذِبٌ مِنْ اَوَّلِھَا اِلٰی اٰخِرِھَا کَحَدِیْثِ لَوْ رَبّٰی اَحَدُکُمْ بَعْدَ السِّتِّیْنَ وَمِائَۃٍ جَرْوَ کَلْبٍ خَیْرًا لَہٗ مِنْ اَنْ یُّرَبِّیَ وَلَدًا وَحَدِیْثِ اِذَا کَانَ الْوَلَدُ غَیْظًا وَالْمَطَرُ قَیْظًا وَحَدِیْثِ لَا یُوْلَدُ بَعْدَ سِتِّ مِائَۃٍ

اسی طرح اولاد کی مذمت کی کل روایات از اول تا آخر جھوٹ ہیں مثلاً یہ روایت اگر آدمی ساٹھ یا سو سال کے بعد کتے کا پلا پالے۔ تو وہ اولاد کی پرورش سے بہتر ہے۔ یا یہ روایت کہ جب لڑکا غصہ ہو اور بارش بند ہو جائے۔ ایسے ہی یہ روایت کہ چھ سو لڑکوں کے بعد اللہ کو کسی لڑکے

مَوْلُوْدٍ لِلّٰہِ فِیْہِ حَاجَۃٌ ۔ کی حاجت نہیں رہتی ۔

فَصْلٌ

وَمِنْھَا اَحَادِیْثُ التَّوَارِیْخِ الْمُسْتَقْبِلَۃِ وَقَدْ تَقَدَّمَتِ الْاِشَارَۃُ اِلَیْھَا وَھُوَ کُلُّ حَدِیْثٍ فِیْہِ اِذَا کَانَتْ سَنَۃُ کَذَا وَکَذَا حَلَّ کَذَا وَکَذَا کَحَدِیْثِ یَکُوْنُ فِیْ رَمَضَانَ ھَدَّۃٌ تُوْقِظُ النَّائِمَ وَتُقْعِدُ الْقَائِمَ وَتُخْرِجُ الْعَوَاتِقَ مِنْ خُدُوْرِھَا وَفِیْ شَوَّالٍ مَھْمَھَۃٌ وَفِیْ ذِی الْقَعْدَۃِ تَمَیُّزُ الْقَبَائِلِ بَعْضُھَا مِنْ بَعْضٍ وَفِیْ ذِی الْحِجَّۃِ تُرَاقُ الدِّمَاءُ وَحَدِیْثُ یَکُوْنُ صَوْتٌ فِیْ رَمَضَانَ اِذَا کَانَتْ لَیْلَۃُ النِّصْفِ مِنْہُ لَیْلَۃَ الْجُمُعَۃِ یُصْعَقُ لَہٗ سَبْعُوْنَ اَلْفًا وَیُصَمُّ سَبْعُوْنَ اَلْفًا قُلْتُ رَوَاہُ اَبُوْ نُعَیْمٍ عَنْ شَھْرِ بْنِ حَوْشَبٍ مُرْسَلًا اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ

اسی قسم کی روایات میں سے وہ روایات بھی ہیں جن میں آئندہ کی تاریخ بیان کی گئی ہو ہم اس کی طرف پہلے بھی کچھ اشارہ کر چکے ہیں ہر وہ حدیث جس میں یہ ہو کہ فلاں فلاں سنہ میں ایسا ہوگا جیسا کہ یہ روایت کہ رمضان میں بدایت کرنے والے ہوں گے، جو سوتوں کو جگائیں گے بیٹھوں کو اٹھائیں گے۔ اور پردہ دار عورتوں کو پردہ سے باہر نکالیں گے۔ اور شوال میں کوشش کرنے والے ہوں گے، اور ذی القعدہ میں ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ کو ممتاز کیا جائے گا۔ اور ذی الحجہ میں خون بہایا جائیگا۔ اور یہ روایت کہ رمضان میں ایک آواز ہوتی ہے جب اسکی آدھی رات ہوتی ہے اور جمعہ کی رات ہوتی ہے تو اس کے لئے ستر ہزار بیہوش ہوتے اور ستر ہزار شامل ہوتے ہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اسے ابو نعیم نے شہر بن حوشب سے مرسلاً روایت کیا ہے کہ

يكون في رمضان صوت وفي
شوال همهمة وفي ذي القعدة
تحارب القبائل وفي ذي الحجة
ينتهب الحاج وفي المحرم ينادي
مناد من السماء ألا أن صفوة الله
من خلقه فلان يعني المهدي
فاسمعوا له وأطيعوا ورواه الحاكم
وغيره عن عمرو بن شعيب عن
أبيه عن جده مرفوعا في ذي
القعدة تجاذب القبائل و
عامئذ ينهب الحاج فيكون
ملحمة بمنى حتى يهرب صاحبهم
فيبايع بين الركن والمقام وهو
كاره يبايعه مثل عدة أهل
بدر يرضى عنه ساكن السماء
وساكن الأرض يعني المهدي
وحديث عند رأس مائة يبعث
الله ريحا باردة يقبض الله فيها
روح كل مؤمن وحديث إذا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان میں
ایک آواز ہوتی ہے، شوال میں کوشش، ذی القعدہ
میں قبائل کا محاربہ، ذالحجہ میں حاجی دوڑتے ہیں
اور محرم میں آسمان سے ایک آواز دینے والا آواز
دیتا ہے کہ اللہ کا برگزیدہ اس کی مخلوق سے فلاں
ہے یعنی مہدی اس کی سنو اور اطاعت کرو۔
یعنی حاکم وغیرہ نے عن عمرو بن شعیب عن ابیہ
عن جدہ کے واسطے سے مرفوعاً روایت کیا ہے
ذی القعدہ میں قبائل ایک دوسرے کی جانب
کھینچتے ہیں اور اسی وقت حاجی دوڑتے ہیں
حتی کہ منا میں ایک جنگ کا سا میدان ہوتا ہے
حتی کہ ایک دوسرے کا ساتھی دوڑتا ہے اور وہ
رکن اور مقام کے درمیان بیعت کے لئے دوڑیگا
اور وہ مجبوراً بیعت کر رہا ہوگا، ان کی تعداد
اہل بدر کے برابر ہوگی۔ اس سے آسمان و زمین کا
ٹھہرنے والا راضی ہوگا۔ مہدی۔ اور یہ روایت
کہ ہر سو سال کے شروع پر اللہ تعالیٰ ٹھنڈی
ہوا بھیجے گا اور اس میں ہر مومن کی روح قبض
کرلے گا۔ اور یہ روایت کہ جب ۱۳۰ سنہ ہوگا تو

كانت سنة ثلاثين ومائة كان
الغرباء قرآن في جوف ظالم
ومصحف في بيت قوم لا يقرؤن
فيه ورجل صالح بين قوم سوء
وحديث اذا كانت سنة خمس
وثلاثين ومائة خرجت شياطين
حبسهم سليمان بن داود في
جزائر البحر فتذهب منهم تسعة
اعشارهم الى العراق يجادلونهم
بالقرآن وعشر بالشام وحديث
اذا كانت سنة خمسين ومائة
فخير اولادكم البنات وحديث
اذا كانت سنة ستين ومائة
كان كذا وكذا وحديث اصحابي
اهل ايمان وعمل الى اربعين
واهل بر وتقوى الى الثمانين و
اهل تواصل وتراحم الى العشرين
ومائة واهل تدابر وتقاطع
الى الستين ومائة ثم الهرج

قرآن ظالم کے پیٹ میں ایک مسافر کی طرح
ہوگا اور مصحف لوگوں کے گھروں میں رکھا
ہوگا، اللہ اسے وہ پڑھیں گے نہیں اور نیک
آدمی لوگوں سے درمیان برا ہوگا (۱۳۰ھ میں ایسا
ہوا یا نہ ہوا لیکن اس وقت کا ماحول یہی ملے گا
حدیث صحیح نہیں) اور یہ روایت کہ جب ۱۳۵ھ
ہوگا تو وہ شیاطین جنہیں سلیمان بن داؤد نے
قید کیا تھا نکل آئیں گے۔ ان میں سے نو حصے
عراق کی جانب چلے جائیں گے۔ اور قرآن کے
ذریعہ جنگ کریں گے اور دسواں حصہ شام
چلا جائے گا۔ اور یہ روایت کہ جب ۱۵۰ھ ہوگا
تو تمہاری بہترین اولاد لڑکیاں ہوں گی۔ اور
یہ روایت کہ ۱۶۰ھ ہوگا تو ایسا ایسا ہوگا
اور یہ روایت میرے صحابہ چالیس تک اہل
ایمان اور اہل عمل ہوں گے۔ اسی تک نیکی
اور تقوے والے ہوں گے۔ ایک سو بیس تک
صلہ رحمی کرنے والے ہوں گے۔ ایک سو ساٹھ
تک سرکشی اور قطع رحمی کرنے والے ہونگے
پھر فتنہ ہی فتنہ ہوگا۔ اور یہ روایت کہ

اَلْهَرْجِ وَحَدِيْثُ الْآفَاتِ بَعْدَ	دو سو سال بعد آفتیں ہوں گی
الْمِائَتَيْنِ وَحَدِيْثُ إِذَا أَتَتْ عَلَى	اور یہ روایت جب میری امت
أُمَّتِي ثَلَاثُمِائَةٍ وَسِتُّونَ سَنَةً	پر ۳۶۰ سنہ آئے گا۔ تو ان کے لیے
فَقَدْ حَلَّتْ لَهُمُ الْعُزْبَةُ وَالتَّرَهُّبُ	سفر اور پہاڑوں پر بھاگ جانا حلال
عَلَى رُؤُسِ الْجِبَالِ ◆	ہو جائے گا۔

فَصْلٌ

وَمِنْهَا الْاِكْتِحَالُ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ	اسی قسم کی روایات میں سے عاشوراء
وَالتَّزَيُّنُ وَالتَّوْسِعَةُ وَالصَّلٰوةُ	کے دن سرمہ لگانا۔ زینت کرنا۔ خوب خرچ
فِيْهِ وَغَيْرُ ذٰلِكَ مِنْ فَضَائِلِهِ لَا	کرنا۔ نماز پڑھنا۔ اور دیگر وہ فضائل جو اس کے
يَصِحُّ مِنْهَا شَيْءٌ وَلَا حَدِيْثٌ وَاحِدٌ	بیان کئے جاتے ہیں۔ اس میں سے سوائے
غَيْرَ أَحَادِيْثِ صِيَامِهِ وَمَا عَدَاهَا	روزے والی حدیث کے کوئی بھی صحیح نہیں اور
فَبَاطِلٌ وَأَمْثَلُ مَا فِيْهَا حَدِيْثُ	روزے والی کے علاوہ سب کی سب
مَنْ وَسَّعَ عَلٰى عِيَالِهِ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ	باطل ہیں۔ اور اس کے فضائل میں سب سے
وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ سَائِرَ سَنَتِهِ	بہتر وہ روایت ہے کہ جو عاشوراء کے روز
قَالَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ لَا يَصِحُّ هٰذَا	اپنے گھر والوں پر خوب خرچ کرے گا۔
الْحَدِيْثُ قُلْتُ لَا يَلْزَمُ مِنْ عَدَمِ	اللہ تعالےٰ اس پر سارے سال وسعت
صِحَّتِهِ ثُبُوْتُ وَضْعِهِ وَغَايَتُهُ	رکھے گا۔ امام احمد فرماتے ہیں یہ حدیث
أَنَّهُ ضَعِيْفٌ فَقَدْ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ	صحیح نہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں عدم

فِي الْأَوْسَطِ وَالْبَيْهَقِيُّ عَنْ أَبِي
سَعِيْدٍ كَمَا فِي الْجَامِعِ الصَّغِيْرِ وَ
فِيْهِ أَيْضًا مَنِ اكْتَحَلَ بِالْإِثْمِدِ
يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ لَمْ تَرْمَدْ أَبَدًا
رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
انْتَهَى وَقَالَ وَأَمَّا أَحَادِيْثُ الْكُحْلِ
وَالْإِدْهَانِ وَالتَّطَيُّبِ فَمِنْ وَضْعِ
الْكَذَّابِيْنَ وَقَابَلَهُمْ آخَرُوْنَ
فَاتَّخَذُوْهُ يَوْمَ تَأَلُّمٍ وَحُزْنٍ
وَالطَّائِفَتَانِ مُبْتَدِعَتَانِ
خَارِجَتَانِ عَنِ السُّنَّةِ وَأَهْلُ
السُّنَّةِ يَفْعَلُوْنَ مَا أَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ
عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الصَّوْمِ وَ
يَجْتَنِبُوْنَ مَا أَمَرَ بِهِ الشَّيْطَانُ
مِنَ الْبِدَعِ قُلْتُ فَيَنْبَغِي لِمَنْ
يَكْتَحِلُ فِي يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ أَنْ يَكُوْنَ
تَبَعًا لِلْحَدِيْثِ لَا لِإِظْهَارِ الْفَرَحِ وَ
الْحُزْنِ كَمَا هُوَ طَرِيْقُ الْخَوَارِجِ
الْمُضَادَّةِ لِلرَّوَافِضِ وَقَدِ اشْتَهَرَ

صورت سے کسی روایت کا موضوع ہونا ثابت
نہیں ہوتا۔ زائد از زائد یہ ضعیف ہوگی اس لئے
کہ طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے ابوسعید سے
روایت کیا ہے۔ جیسا کہ جامع الصغیر میں ہے
نیز بیہقی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے
جو عاشوراء کے روز سرمہ لگائے گا اسکی آنکھیں
کبھی دکھنے نہ آئیں گی ابن القیم فرماتے ہیں سرمہ
تیل، اور خوشبو لگانے کی جتنی روایات ہیں
سب کذابین کی وضع کردہ ہیں دوسرے کذابین
نے ان کے مقابلہ پر اسے رنج و غم کا دن منایا ہے
دونوں جماعتیں بدعتی اور سنت سے خارج ہیں
اہل سنت تو وہ فعل کرتے ہیں جس کا حضور نے
حکم دیا یعنی روزہ رکھنے کا اور بدعات سے
احتراز کرتے ہیں، ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ
عاشوراء کے دن اس غرض سے سرمہ لگانے میں کوئی
حرج نہیں کہ وہ اتباع حدیث کر رہا ہے، لیکن
اظہار خوشی اور غم کے لئے لگانا جیسا کہ خارجی
جو روافض کے مخالف ہیں ان کا قاعدہ ہے یہ
جائز نہیں اسی طرح روافض سے علاوہ عجم خراسان

ثُمَّ انْتَشَرَ فِي بِلَادِ الْعَجَمِ مِنَ الْخُرَاسَانِ وَعِرَاقَ بَلْ فِي بِلَادِ مَا وَرَاءِ النَّهْرِ مُنْكَرَاتٌ عَظِيمَةٌ مِنْ لُبْسِ السَّوَادِ وَالدَّوَرَانِ فِي الْبِلَادِ وَجَرْحِ رُؤُسِهِمْ وَأَبْدَانِهِمْ بِأَنْوَاعٍ مِنَ الْجِرَاحَةِ وَيَدَّعُونَ أَنَّهُمْ مُحِبُّوا أَهْلِ الْبَيْتِ وَهُمْ بَرِيئُونَ مِنْهُمْ ۔

عراق اور ماوراء النہر کے علاقوں میں جو منکرات مشہور ہیں۔ مثلاً سیاہ کپڑے پہننا شہروں میں پھرنا۔ اور اپنے سر اور بدن کو زخمی کرنا۔ اور پھر یہ دعوے کرنا کہ محب اہل بیت ہیں۔ تو وہ اہل بیت ان سے بری الذمہ ہیں ؛

فَصْلٌ

وَمِنْهَا ذِكْرُ فَضَائِلِ السُّوَرِ وَثَوَابُ مَنْ قَرَأَ سُورَةً كَذَا فَلَهُ أَجْرُ كَذَا مِنْ أَوَّلِ الْقُرْآنِ إِلَى آخِرِهِ كَمَا ذَكَرَ ذَلِكَ الثَّعْلَبِيُّ وَالْوَاحِدِيُّ فِي أَوَّلِ كُلِّ سُورَةٍ وَالزَّمَخْشَرِيُّ فِي آخِرِهَا وَكَذَا تَبِعَهُ الْبَيْضَاوِيُّ وَأَبُو السُّعُودِ الْمُفْتِيُّ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَظُنُّ الزَّنَادِقَةَ وَضَعُوهَا انْتَهَى

اسی قسم کی روایات میں سے سورتوں کے فضائل اور ثواب کا بیان ہے۔ کہ فلاں فلاں سورت پڑھے گا۔ اس کے لئے یہ اجر ہے۔ اسی طرح اول قرآن سے اخیر تک جیسا کہ ثعلبی اور واحدی نے اپنی تفسیروں میں ہر سورت کے شروع میں اور زمخشری نے بعد میں بیان کیا ہے اور انہی کی متابعت بیضاوی اور ابو سعود المفتی نے کی ہے اکثر تفاسیر کا یہی حال ہے عبداللہ بن المبارک فرماتے ہیں زنادقہ نے اسے وضع کیا ہے

وَقَدِ اعْتَرَفَ بِوَضْعِهَا وَاضِعُهَا	اور بعض کی وضع کا تو واضع نے خود اعتراف
وَقَالَ قَصَدْتُ اَنْ اَشْغَلَ النَّاسَ	کیا اور وہ یہ کہتے ہیں ہماری غرض لوگوں کو
بِالْقُرْاٰنِ مِنْ غَيْرِهٖ وَقَالَ بَعْضُ	قرآن کی جانب توجہ دلانا تھی بعض جاہل
جُهَلَاءِ الْوَضَّاعِيْنَ فِيْ هٰذَا النَّوْعِ	وضاعین کا قول ہے۔ ہم رسول اللہ پر جھوٹ
نَحْنُ نَكْذِبُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَيْهِ	نہیں بولتے بلکہ رسول اللہ کی خاطر جھوٹ
السَّلَامُ وَلَا نَكْذِبُ عَلَيْهِ وَلَمْ	بولتے ہیں۔ اگر یہ جاہل یہ جان لیتا کہ جو بات
يَعْلَمْ هٰذَا الْجَاهِلُ اَنَّهٗ مَنْ قَالَ	کہنا جو حضور نے نہیں فرمائی یہ رسول اللہ صلی
عَلَيْهِ مَا لَمْ يَقُلْ فَقَدْ كَذَبَ	اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ ہے اور وہ سخت عذاب
عَلَيْهِ وَاسْتَحَقَّ الْوَعِيْدَ الشَّدِيْدَ	کا مستحق ہے۔

فائدہ۔ ان میں وہ روایات داخل نہیں جو بخاری رح مسلم رح۔ امام مالک رح اور ترمذی رح وغیرہ نے روایت کی ہیں بخاری رح مسلم رح اور امام مالک رح کی کل روایات صحیح۔ ترمذی رح کا جہاں تک تعلق ہے۔ وہ خود اس کے ضعف و صحت کی وضاحت کر دیتے ہیں۔ بقیہ دیگر کتب حدیث میں جو روایات ہیں انہیں بغیر سند دیکھے قبول نہیں کیا جا سکتا۔

فَصْلٌ

وَمِمَّا وَضَعَهٗ جَهَلَةُ	اور اسی قسم کی روایات میں سے وہ روایات
الْمُنْتَسِبِيْنَ اِلَى السُّنَّةِ فِيْ فَضْلِ	بھی ہیں جو جہلا نے ابوبکر صدیق کی فضیلت
الصِّدِّيْقِ حَدِيْثُ اِنَّ اللّٰهَ	میں وضع کی ہیں مثلاً یہ روایت کہ اللہ تعالیٰ

يَتَجَلّٰى لِلنَّاسِ عَامَّةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ	قیامت کے روز سب کے لئے عام طور پر تجلی فرمائیں گے
وَلِاَبِيْ بَكْرٍ خَاصَّةً وَحَدِيْثُ مَا	لیکن ابوبکر کے لئے خاص طور پر ہو گی، اور یہ
صَبَّ اللهُ فِيْ صَدْرِيْ شَيْئًا اِلَّا	روایت کہ اللہ نے میرے سینہ میں بھی وہ بات
صَبَبْتُهُ فِيْ صَدْرِ اَبِيْ بَكْرٍ وَ	نہیں ڈالی جو ابوبکرؓ کے سینے میں ڈالی ہے اور
حَدِيْثُ كَانَ اِذَا اشْتَاقَ اِلَى الْجَنَّةِ	یہ روایت کہ جب آپ جنت کے مشتاق ہوتے
قَبَّلَ شَيْبَةَ اَبِيْ بَكْرٍ وَحَدِيْثُ اَنَا	تو ابوبکرؓ کے سپید بالوں کو چوم لیتے، اور
وَاَبُوْ بَكْرٍ كَفَرَسَيْ رِهَانٍ وَحَدِيْثُ	یہ روایت کہ میں اور ابوبکرؓ سبقت میں برابر
اِنَّ اللهَ لَمَّا اخْتَارَ الْاَرْوَاحَ اخْتَارَ	ہیں، اور یہ روایت کہ جب اللہ نے ارواح کو
رُوْحَ اَبِيْ بَكْرٍ وَحَدِيْثُ عُمَرَ كَانَ	پسند کرنا شروع کیا تو ابوبکر کی روح کو پسند
رَسُوْلُ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَبِيْ	فرمایا۔ اور عمر کی وہ روایت کہ حضور اور ابوبکرؓ
بَكْرٍ يَتَحَدَّثَانِ وَكُنْتُ كَالزِّنْجِيِّ	باہم باتیں فرماتے رہتے اور میری مثال ایک حبشی
بَيْنَهُمَا وَحَدِيْثُ لَوْ حَدَّثْتُكُمْ	کی ہوتی۔ اور یہ روایت کہ اگر میں تم سے عمر کے فضائل
بِفَضَائِلِ عُمَرَ عُمُرَ نُوْحٍ فِيْ قَوْمِهٖ	عمر نوحؑ کے برابر بیان کروں تو وہ ختم نہ ہوں گے
مَا فَنِيَتْ وَاِنَّ عُمَرَ حَسَنَةٌ مِّنْ	حالانکہ عمرؓ کی نیکیاں ابوبکرؓ کی ایک نیکی
حَسَنَاتِ اَبِيْ بَكْرٍ۔	کے برابر ہیں۔

فائدہ۔ صاحب مشکوٰۃ نے رزین کے حوالہ سے حضرت عائشہ رضؓ سے روایت کیا ہے، کہ ایک چاندنی رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر میری گود میں تھا، میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر بھی ہو سکتی ہیں، آپ نے فرمایا ہاں وہ عمرؓ کی نیکیاں

ہیں میں نے عرض کیا، ابو بکرؓ کی نیکیاں کہاں گئیں، آپ نے فرمایا عمرؓ کی تمام نیکیاں ابو بکر کی ایک نیکی کے برابر ہیں ۔

وَحَدِيثُ مَا سَبَقَكُمْ أَبُو بَكْرٍ بِكَثْرَةِ صَوْمٍ وَلَا صَلَاةٍ وَإِنَّمَا سَبَقَكُمْ بِشَيْءٍ وَقَرَ فِي صَدْرِهِ وَهٰذَا مِنْ كَلَامِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ قُلْتُ وَقَدْ سَبَقَ بِلَفْظِ مَا فَضَلَكُمْ وَالْكَلَامُ عَلَيْهِ وَأَمَّا مَا وَضَعَهُ الرَّافِضَةُ فِي فَضَائِلِ عَلِيٍّ فَأَكْثَرُ مِنْ أَنْ يُعَدَّ قَالَ الْحَافِظُ أَبُو يَعْلَى قَالَ الْخَلِيلِيُّ فِي كِتَابِ الْإِرْشَادِ وَضَعَتِ الرَّافِضَةُ فِي فَضَائِلِ عَلِيٍّ وَأَهْلِ الْبَيْتِ نَحْوَ ثَلٰثِمِائَةِ أَلْفِ حَدِيثٍ وَلَا يُسْتَبْعَدُ هٰذَا فَإِنَّكَ لَوْ تَتَبَّعْتَ مَا عِنْدَهُمْ مِنْ ذٰلِكَ وَجَدْتَ الْأَمْرَ كَمَا قَالَ وَمِنْ ذٰلِكَ مَا وَضَعَهُ بَعْضُ جَهَلَةِ أَهْلِ السُّنَّةِ فِي فَضَائِلِ مُعَاوِيَةَ قَالَ إِسْحٰقُ بْنُ رَاهُوَيْهِ لَا يَصِحُّ

اور یہ روایت کہ ابو بکرؓ کی تم لوگوں پر سبقت نماز اور روزے کی بنا پر نہیں ہے، بلکہ وہ اس شئے کی بنا پر سبقت رکھتا ہے، جو اس کے سینے میں رکھی گئی ہے، یہ ابو بکر بن عیاش کا قول ہے اور اس پر کلام پہلے گذر چکا۔ ابن القیم فرماتے ہیں روافض نے جو حضرت علیؓ کے فضائل میں احادیث وضع کی ہیں، تو وہ شمار سے باہر ہیں، حافظ ابو یعلی فرماتے ہیں خلیلی نے کتاب الارشاد میں تحریر کیا ہے روافض نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت کے فضائل میں تین لاکھ احادیث وضع کی ہیں اور یہ بات کچھ بعید بھی نہیں اگر تم ان موضوع روایات کی تلاش کرو گے، تو ایسا ہی پاؤ گے، اسی طرح اہل سنت میں سے بعض جہلا نے معاویہؓ کے فضائل میں احادیث وضع کیں، اسحٰق

فِیْ فَضْلِ مُعَاوِیَۃَ بْنِ اَبِیْ سُفْیَانَ عَنِ النَّبِیِّ عَلَیْہِ السَّلَامُ شَیْئٌ ۔

بن راہویہ کہتے ہیں معاویہ کی فضیلت میں حضور سے کوئی روایت ثابت نہیں +

فائدہ ۔ ترمذیؒ نے عبدالرحمانؓ بن ابی عمیرہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر معاویہؓ کے لئے فرمایا اے اللہ اسے ہدایت کرنے والا اور ہدایت پانے والا فرما اور اسے ہدایت عطا فرما۔ ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ دوسری روایت ترمذی نے ابوادریس خولانی سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے عمیرؓ بن سعد کو حمص کی حکومت سے معزول کر کے امیر معاویہؓ کو وہاں کا والی بنایا۔ تو لوگوں نے کہا عمرؓ نے عمیرؓ کو تو معزول کر دیا اور معاویہؓ کو امیر بنا دیا۔ عمیرؓ نے انہیں جواب دیا کہ تم معاویہؓ کا صرف بھلائی سے ذکر کرو۔ کیونکہ میں نے حضور سے سنا تھا آپ فرماتے تھے اے اللہ اسے ہدایت عطا فرما اس روایت پر ترمذی نے سکوت کیا ہے اور یہ آخری جملہ دو معنی کو محتمل ہے اول یہ کہ اسے اللہ اسے ہدایت عطا فرما۔ ثانیا اے اللہ اس کے ذریعے (یعنی دوسروں کو) ہدایت عطا فرما۔ اور یہ زیادہ مناسب ہے۔

وَمِنْ ذٰلِکَ مَا وَضَعَہُ الْکَذَّابُوْنَ فِیْ مَنَاقِبِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَالشَّافِعِیِّ عَلَی التَّنْصِیْصِ عَلٰی اِسْمَیْہِمَا وَکَذَا مَا وَضَعَہُ الْکَذَّابُوْنَ اَیْضًا فِیْ ذَمِّہِمَا وَمِنْ ذٰلِکَ الْاَحَادِیْثُ فِیْ ذَمِّ مُعَاوِیَۃَ وَذَمِّ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَذَمِّ بَنِیْ اُمَیَّۃَ وَمَدْحِ الْمَنْصُوْرِ،

اور اسی قسم کی وہ روایت ہیں جو کذابین نے ابوحنیفہ اور شافعی کا نام لیکر وضع کی ہیں ایسے ہی ان کے مخالفین نے ان کی مذمت میں روایات وضع کی ہیں اس طرح وہ احادیث ہیں جو معاویہؓ عمرو بنؓ العاص۔ اور بنو امیہ کی برائی میں اور منصور اور سفاح کی تعریف میں وضع کی گئیں۔ اسی طرح یزید ولید اور مروان ۔بن

وَالسَّفَّاحِ وَكَذَا ذَمُّ يَزِيدَ وَالْوَلِيدِ
وَمَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ وَكَذَا
كُلُّ حَدِيثٍ فِي بَغْدَادَ وَذَمِّهَا وَ
الْبَصْرَةِ وَالْكُوفَةِ وَمَرْوِ وَقَزْوِينَ
وَعَسْقَلَانَ وَالْإِسْكَنْدَرِيَّةِ
وَنَصِيبِينَ وَأَنْطَاكِيَةَ فَهُوَ كَذِبٌ
وَكَذَا كُلُّ حَدِيثٍ فِي تَحْرِيمِ وَلَدِ
الْعَبَّاسِ عَلَى النَّارِ وَكُلُّ حَدِيثٍ
فِي ذِكْرِ الْخِلَافَةِ فِي وُلْدِ الْعَبَّاسِ وَ
كَذَا كُلُّ حَدِيثٍ فِي مَدْحِ أَهْلِ
خُرَاسَانَ الْخَارِجِينَ مَعَ عَبْدِ اللهِ
بْنِ عَلِيٍّ وَوُلْدِ الْعَبَّاسِ وَكَذَا أَحَادِيثُ
عَدَدِ الْخُلَفَاءِ مِنْ أَوْلَادِ الْعَبَّاسِ
وَكَذَا أَحَادِيثُ أَنَّ مَدِينَةَ كَذَا وَ
كَذَا مِنْ مُدُنِ الْجَنَّةِ أَوْ مِنْ مُدُنِ
النَّارِ وَحَدِيثُ ذَمِّ أَبِي مُوسَى
مِنْ أَقْبَحِ الْكَذِبِ وَحَدِيثُ نَظَرِ
رَسُولِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَى مُعَاوِيَةَ
وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَقَالَ ارْكِسْهُمَا

الحکم کی برائی میں اسی طرح بغداد کی تعریف اور
برائی میں اسی طرح بصرہ، کوفہ، مرو، قزوین
عسقلان اسکندریہ، نصیبین اور انطاکیہ
کے بارے میں یہ سب جھوٹ ہیں اسی طرح
ہر وہ روایت جس میں یہ ہے کہ اولاد عباسؓ
کے لئے آگ حرام ہے یا وہ روایت جس میں یہ
ہے کہ خلافت عباسؓ کی اولاد میں ہو گی اسی
طرح وہ حدیث جو اہل خراسان کی مدح میں
وضع کی گئی جنہوں نے عبداللہ بن علی بن
محمد بن عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عباسؓ
کی اولاد کا ساتھ دیا تھا۔ اسی طرح عباسؓ کی
اولاد میں خلفاء کی تعداد کا بیان اور یہ روایات
کہ فلاں شہر جنت کا شہر اور فلاں دوزخ کا
شہر ہے۔ اسی طرح ابو موسیٰ اشعری کی برائی
میں جو حدیث وضع کی گئی اور یہ ایک بدترین
جھوٹ ہے اور یہ روایت کہ حضورؐ نے معاویہؓ
اور عمرو بن العاص کی طرف دیکھ کر فرمایا (یعنی
دعا کی) انہیں فتنے میں الٹے منہ ڈال اور انہیں
دوزخ کی طرف کھینچ اور اسی طرح ہر وہ حدیث

فِي الْفِتْنَةِ وَكَسَلُوْا وَعَمَّا إِلَى النَّارِ
دَعَا كَذَّابٌ وَكَذَا كُلُّ حَدِيْثٍ فِيْهِ
إِنَّ الْإِيْمَانَ لَا يَزِيْدُ وَلَا يَنْقُصُ
فَكَذِبٌ وَقَابَلَ مَنْ وَضَعَهَا
طَائِفَةٌ أُخْرٰى فَوَضَعُوْا أَحَادِيْثَ
الْإِيْمَانُ يَزِيْدُ وَيَنْقُصُ وَقَالَ وَ
هٰذَا كَلَامٌ صَحِيْحٌ وَهُوَ إِجْمَاعُ السَّلَفِ
حَكَاهُ الشَّافِعِيُّ وَغَيْرُهُ وَلٰكِنْ هٰذَا
اللَّفْظُ لٰكِنْ ثَبَتَ مَعْنَى اللَّفْظِ
الْأَوَّلِ أَيْضًا صَحِيْحٌ عِنْدَ الْمُحَقِّقِيْنَ
فِي الْمُتَأَخِّرِيْنَ وَإِنَّمَا الْكَلَامُ فِيْ
ثُبُوْتِ سَنَدِهَا فَيُؤَيِّدُ الْحَدِيْثَ
الْأَوَّلَ مَا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْدَاؤُدَ
وَالْحَاكِمُ وَالْبَيْهَقِيُّ عَنْ مُعَاذٍ بِسَنَدٍ
صَحِيْحٍ قَالَ وَهٰذَا مِثْلُ إِجْمَاعِ
الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ وَجَمِيْعِ أَهْلِ
السُّنَّةِ عَلٰى أَنَّ الْقُرْاٰنَ كَلَامُ اللّٰهِ
مُنَزَّلٌ غَيْرُ مَخْلُوْقٍ وَلَيْسَ هٰذَا
اللَّفْظُ حَدِيْثَهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

جس میں یہ ہے کہ ایمان نہ کم ہوتا ہے نہ زیادہ
یہ جھوٹ ہے (یہ امام ابو حنیفہ کا قول ہے) اور
دوسری جماعت نے اسکے مقابلہ پر حدیث وضع
کی کہ ایمان کم بھی ہوتا ہے اور زیادہ بھی، یہ کلام بلحاظ
معنی صحیح ہے اور اس پر سلف کا اجماع ہے جیسا کہ
امام شافعی نے روایت کیا ہے (حنفی علماء اس سے متفق
نہیں) لیکن یہ روایت لفظاً یعنی حضور سے جھوٹ ہے
ملا علی قاری فرماتے ہیں پہلے لفظ کے معنی بھی محققین
متاخرین کے نزدیک صحیح ہیں کلام اس کی سند کے
ثبوت میں ہے تو پہلی روایت کی تائید وہ روایت
کرتی ہے جو احمدؒ، ابوداؤدؒ، حاکمؒ اور بیہقیؒ نے معاذؓ
سے سند صحیح کے ساتھ روایت کی ہے (آج تک یہ
روایت جس کا حوالہ ملا علی قاری دے رہے ہیں میری
نظر سے نہیں گذری واللہ اعلم) ابن القیم فرماتے
ہیں، اسی طرح تمام صحابہ، تابعین اور تمام اہل
سنت کا اس امر پر اجماع ہے کہ قرآن اللہ کا
کلام ہے جو اس کی جانب سے نازل ہوا، اور
یہ مخلوق نہیں ہے، لیکن یہ الفاظ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کے نہیں ہیں۔

فصل

وَكُلُّ حَدِيثٍ فِي التَّنَشُّفِ بَعْدَ الْوُضُوْءِ فَإِنَّهُ لَا يَصِحُّ وَكَذَا حَدِيثُ مَسْحِ الرَّقَبَةِ فِي الْوُضُوْءِ بَاطِلٌ قُلْتُ وَقَدْ ثَبَتَ فِي حَدِيثِ وَائِلٍ أَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَسَحَ ظَاهِرَ رَقَبَتِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَبِهَا اسْتَحَبَّهُ عُلَمَاؤُنَا فَالَ وَأَحَادِيثُ الذِّكْرِ عَلَى أَعْضَاءِ الْوُضُوْءِ كُلُّهَا بَاطِلَةٌ وَأَقْرَبُ مَا رُوِيَ فِيهَا أَحَادِيثُ التَّسْمِيَةِ عَلَى الْوُضُوْءِ وَقَالَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ لَا يَثْبُتُ فِي التَّسْمِيَةِ عَلَى الْوُضُوْءِ حَدِيثٌ انتهى لَكِنَّهَا أَحَادِيثُ حِسَانٌ قُلْتُ إِذَا كَانَتِ الْأَحَادِيثُ حِسَانًا فَكَيْفَ يُقَالُ إِنَّهَا لَا يَثْبُتُ ۔

ہر وہ روایت جو وضو کے بعد پانی جھاڑنے کے بارے میں آتی ہے وہ بھی صحیح نہیں اسیطرح وضو میں گردن کے مسح کی روایت بھی باطل ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں اور وائل بن حجر کی روایت میں یہ ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہر رقبہ کا مسح فرمایا اور اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اسی باعث ہمارے علماء اسے مستحب قرار دیتے ہیں اسکی تفصیل پہلے حرف میم میں گذر چکی ہا ابن القیم فرماتے ہیں اور اعضاء وضو پر ذکر کرنیکی سب احادیث باطل ہیں اور اس میں سب سے بہتر وہ روایت ہے جو وضو کیوقت بسم اللہ پڑھنے کی ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں وضو کے وقت بسم اللہ پڑھنے کی کوئی روایت صحیح نہیں لیکن بسم اللہ کی احادیث حسن ہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں جب احادیث حسن ہوں تو اس کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ ثابت نہیں ۔

فائدہ ۔ وضو کے وقت بسم اللہ پڑھنے کی احادیث ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رض سعید بن زید رض ۔ سہل بن سعد الساعدی رض ۔ اور ابو سعید خدری رض سے مختلف سندات کے ساتھ روایت کی ہیں ۔

ثُمَّ التَّسْمِيَةُ عَلَى الْوُضُوْءِ	ابن القیم فرماتے ہیں وضو کے وقت بسم اللہ
لَعَلَّهُ اَرَادَ بِهَا عَلٰى اَعْضَائِهِ وَ	پڑھنا شاید امام احمدؒ نے ہر عضو مراد لیا ہو۔ ورنہ
اِلَّا فَفِي اِبْتِدَائِهِ ثَابِتٌ اِجْمَاعًا	ابتدا میں تو اجماعاً ثابت ہے اور جمہور کے
فَاِنَّهُ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ عِنْدَ الْجُمْهُوْرِ	نزدیک سنت موکدہ اور امام احمد بن حنبل کے
وَوَاجِبَةٌ عِنْدَ الْاِمَامِ اَحْمَدَ وَ	نزدیک واجب ہے۔ اور ابوداؤد کی روایت میں
فِي رِوَايَةِ اَبِي دَاؤُدَ لَا صَلٰوةَ	یہ الفاظ ہیں کہ جس کا وضو نہیں اس کی نماز نہیں
لِمَنْ لَا وُضُوْءَ لَهُ وَلَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَمْ	اور جس نے وضو کے وقت بسم اللہ نہ پڑھی
يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَفِي رِوَايَةِ	اس کا وضو نہیں۔ ابن ماجہ کی روایت میں
ابْنِ مَاجَةَ اقْتَصَرَ عَلَى الْجُمْلَةِ	صرف اخیر کے الفاظ ہیں (صرف اخیر کے الفاظ
الثَّانِيَةِ ثُمَّ اعْلَمْ اَنَّهُ لَا يَلْزَمُ	ابو سعید کی روایت میں ہیں۔ اور سہل رض
مِنْ كَوْنِ اَرْكَانِ الْوُضُوْءِ غَيْرَ ثَابِتَةٍ	ابو ہریرہ رض۔ اور سعید بن زید کی روایت میں
عَنْهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَنْ	پورے الفاظ ہیں پھر یہ بات بھی جان لو
يَكُوْنَ مَكْرُوْهَةً اَوْ بِدْعَةً مَذْمُوْمَةً	کہ ارکان وضو پر بسم اللہ پڑھنا۔ اگرچہ
بَلْ اَنَّهَا مُسْتَحَبَّةٌ اِسْتَحَبَّهُ الْعُلَمَاءُ	حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔ تو
الْاَعْلَامُ وَالْمَشَائِخُ الْكِرَامُ لِمُنَاسَبَةِ	یہ لازم نہیں آتا کہ وہ مکروہ ہو یا بدعت ہو
كُلِّ عُضْوٍ بِدُعَاءٍ يَلِيْقُ فِي الْمَقَامِ	بلکہ علماء اور مشائخ کرام نے ہر عضو کے ساتھ
وَقَالَ وَحَدِيْثُ التَّشَهُّدِ بَعْدَ	جو دعا مناسب مقام ہو پڑھنا مستحب قرار دیا
الْفَرَاغِ مِنَ الْوُضُوْءِ دُخُوْلُ الْمُتَوَضِّئِ	ہے (یعنی بلا دلیل) ابن القیم فرماتے ہیں وضو سے
اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ	فراغت کے بعد یہ دعا پڑھنا اشہد ان لا الہ الا

لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ وَفِيْ حَدِيْثٍ اٰخَرَ رَوَاهُ بَقِيُّ بْنُ مَخْلَدٍ فِيْ مُسْنَدِهٖ سُبْحَانَكَ اللّٰهُ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ فَهٰذَا الذِّكْرُ بَعْدَهٗ وَالتَّسْمِيَةُ قَبْلَهٗ هُوَ الَّذِيْ رَوَاهُ اَهْلُ السُّنَنِ وَالْمَسَانِيْدِ قُلْتُ وَقَدْ بَيَّنْتُ طُرُقَهٗ فِيْ شَرْحِ حِصْنِ الْحَصِيْنِ۔

اللہ وحدہ لاشریک لہ واشہد ان محمدًا عبدہ ورسولہ، اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطہرین، یا دوسری روایت ہیں جیسے تقی بن مخلد نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے، سبحانک اللھم ربنا وبحمدک اشہد ان لا الہ الا انت استغفرک واتوب الیک، تو وضو کے بعد یہ ذکر کرنا اور وضو سے قبل بسم اللہ پڑھنا اسے اہل سنن اور اہل مسانید نے روایت کیا ہے، ملا علی قاری فرماتے ہیں، میں نے اس کی سندات شرح حصن الحصین میں بیان کی ہیں۔

فَصْلٌ

وَكَذَا تَقْدِيْرُ اَقَلِّ الْحَيْضِ بِثَلٰثَةِ اَيَّامٍ وَاَكْثَرِهٖ بِعَشَرَةٍ بَاطِلٌ قُلْتُ وَلَهٗ طُرُقٌ مُتَعَدِّدَةٌ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ وَابْنُ عَدِيٍّ فِي الْكَامِلِ وَالْعُقَيْلِيُّ وَابْنُ الْجَوْزِيِّ

اسی طرح اقل حیض کی مدت تین دن اور اکثر حیض کی مدت دس دن ہے، یہ روایت بھی باطل ہے، ملا علی قاری فرماتے ہیں اس کی مختلف سندات ہیں جنہیں دارقطنیؒ ابن عدیؒ نے کامل میں عقیلیؒ اور ابن الجوزی نے مختلف طرق بیان کئے ہیں

وَتَعَدُّدُ الطُّرُقِ وَلَوْ ضَعُفَتْ يُرَقِّي الْحَدِيْثَ إِلَى الْحَسَنِ فَالْحُكْمُ عَلَيْهِ بِالْوَضْعِ لَا يُسْتَحْسَنُ قَالَ وَكَذٰلِكَ حَدِيْثُ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ عَلَيْهِ صَلٰوةٌ قَالَ إِبْرَاهِيْمُ الْحَرْبِيُّ سَأَلْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَقَالَ لَا أَعْرِفُهُ قَالَ الْحَرْبِيُّ وَلَا سَمِعْتُ أَنَا بِهٰذَا فِيْ حَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ وَلِأَئِمَّتِنَا فِيْ وُجُوْبِ التَّرْتِيْبِ بَيْنَ الْقَضَاءِ وَالْأَدَاءِ أَحَادِيْثُ ثَابِتَةٌ غَيْرُ ذٰلِكَ

اگرچہ ضعیف ہیں لیکن ایک دوسرے کی تقویت کے باعث حدیث درجہ حسن تک پہنچ جاتی ہے تو اس پر وضع کا حکم لگانا بہتر نہیں۔ ابن القیم فرماتے ہیں اسی طرح یہ حدیث کہ جس پر نماز ہو (یعنی قضا) اس کی نماز نہیں۔ ابراہیم حربی کہتے ہیں میں نے امام احمدؒ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا انہوں نے فرمایا اسے میں نہیں پہچانتا حربی کہتے ہیں میں نے بھی یہ حدیث نہیں سنی۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں قضاء اور اداء میں ترتیب کے وجوب کے بارے میں اس کے علاوہ دیگر احادیث ثابت ہیں۔

فَصْلٌ

وَمِنَ الْأَحَادِيْثِ الْبَاطِلَةِ حَدِيْثُ مَنْ بَشَّرَنِيْ بِخُرُوْجِ نَيْسَانَ ضَمِنْتُ لَهُ عَلَى اللّٰهِ الْجَنَّةَ وَحَدِيْثُ مَنْ آذٰى ذِمِّيًّا فَقَدْ آذَانِيْ قُلْتُ وَفِيْ رِوَايَةِ الْخَطِيْبِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مَنْ آذٰى ذِمِّيًّا فَأَنَا خَصْمُهُ وَمَنْ

اور باطل روایات میں سے یہ بھی کہ جو مجھے نیسان (ایک شمسی مہینہ کا نام ہے) ختم ہو جانے کی خوشخبری سنائے گا میں اللہ کے ہاں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں۔ اسی طرح یہ روایت کہ جس نے ذمی کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا پہنچائی۔ ملا علی قاری

كنت خصمه فقد خصمته يوم
القيامة قال وحديث يوم صومكم
يوم نحركم قلت وقد سبق
الكلام عليه وحديث للسائل
حق وإن جاء على فرس قلت قد
تقدم الكلام عليه مستوفى قال
ومن ذلك حديث لولا كذب
السائل ما أفلح من رده قال
العقيلي ليس في هذا الباب
شيء يثبت عن النبي عليه
الصلوة والسلام قلت سبق
الكلام عليه أيضا ومن ذلك
التحذير من الشبرم في طلب
الخير من الرحماء ومن حسان
الوجوه قال العقيلي ليس في هذا
الباب شيء يثبت عن النبي
عليه الصلوة والسلام ومن ذلك
أحاديث التحذير من التبرم
بحوائج الناس ليس في هذا

فرماتے ہیں خطیب کی روایت میں ابن مسعود سے
مروی ہے جس نے ذمی کو ایذا پہنچائی میں اس کا
دشمن ہوں اور جس کا میں دشمن ہوں میں اس سے
قیامت کے روز جھگڑوں گا۔ ابن القیم فرماتے
ہیں اور یہ روایت کہ تمہارے روزے تمہاری قربانی
کا دن ہے (اس پر کلام پہلے گزر چکا) اسی طرح
یہ روایت کہ سائل کا حق ہے۔ اگرچہ وہ
گھوڑے پر سوار ہو کر آئے (اس پر بھی پہلے
کلام گزر چکا) اسی طرح یہ روایت کہ اگر
جھوٹ نہ بولے تو کبھی کامیاب نہ ہو عقیلی
کہتے ہیں اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم سے کوئی شے ثابت نہیں (اس پر
بھی پہلے کلام گزر چکا) اسی طرح طلب خیر میں
رحم کرنے والوں اور اچھے چہرے والوں سے
ڈرانے کے بارے میں کوئی روایت صحیح نہیں
عقیلی کہتے ہیں اس بارے میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی شے ثابت نہیں
اسی طرح لوگوں کی حاجات پوری کرنے سے
ڈرانا۔ اس میں بھی کوئی حدیث صحیح نہیں

شَیْئٌ صَحِیْحٌ قَالَ الْعُقَیْلِیُّ قَدْ رُوِیَ فِیْ ھٰذَا الْبَابِ اَحَادِیْثُ لَیْسَ فِیْھَا شَیْئٌ یَثْبُتُ وَکَذٰلِکَ حَدِیْثُ السَّخِیُّ قَرِیْبٌ مِّنَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ النَّاسِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْجَنَّۃِ وَالْبَخِیْلُ عَکْسُہٗ قَالَ الدَّارُقُطْنِیُّ لَا یَثْبُتُ فِیْھَا حَدِیْثٌ بِوَجْہٍ قُلْتُ رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَالْبَیْھَقِیُّ عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ وَالطَّبَرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ عَنْ عَائِشَۃَ کَمَا فِی الْجَامِعِ الصَّغِیْرِ وَمِنْ ذٰلِکَ حَدِیْثُ اِتَّخِذُوا السَّرَارِیَ فَاِنَّھُنَّ مُبَارَکَاتُ الْاَرْحَامِ قَالَ الْعُقَیْلِیُّ لَا یَصِحُّ فِی السَّرَارِیِّ عَنِ النَّبِیِّ عَلَیْہِ السَّلَامُ شَیْئٌ ۔	عقیلی کہتے ہیں اس مضمون پر کئی روایات ہیں لیکن کوئی بھی ثابت نہیں اسی طرح یہ حدیث کہ سخی اللہ کے قریب ۔ لوگوں کے قریب اور جنت کے قریب ہے اور بخیل اس کے برعکس ہے ، دارقطنی کہتے ہیں یہ کسی طرح بھی ثابت نہیں ، ملا علی قاری فرماتے ہیں اسے ترمذیؒ نے ابوہریرہؓ سے بیہقیؒ نے جابرؓ سے اور طبرانیؒ نے اوسط میں عائشہؓ سے روایت کیا ہے ، جیسا کہ جامع الصغیر میں ہے ، ترمذی کہتے ہیں ۔ یہ حدیث غریب ہے ۔ اور در اصل یہ عائشہ رضؓ سے یحییٰ بن سعید رحؒ نے مرسلاً روایت کیا ہے ۔ اور اسی طرح یہ روایت کہ باندیاں رکھا کرو کیونکہ وہ مبارک رحموں والی ہوتی ہیں ، عقیلی کہتے ہیں اس بارے میں حضور سے کوئی شے ثابت نہیں ۔

فصل

وَمِنْ ھٰذَا اَحَادِیْثُ مَدْحِ	اسی طرح کنوارین مدح میں تمام روایات

المعز وبر كلها باطلة قلت حديث
خيركم في المائتين كل خفيف
الحاذ الذي لا اهل له ولا ولد
رواه ابو يعلى عن حذيفة مرفوعا
به قال السخاوي وفي معناه احاديث
كثيرة منها ما رواه الحارث بن
ابي امامة من حديث ابن مسعود
مرفوعا سياتي على الناس زمان
تحل فيه العزوبة الحديث ومنها
ما رواه الديلمي عن حذيفة بن
اليمان مرفوعا خير نسائكم
بعد الستين ومائة العواقر
وخير اولادكم بعد اربع وخمسين
البنات ومنها ما في الترمذي عن
ابي امامة مرفوعا ان اغبط اوليائي
عندي لمؤمن خفيف الحاذ الحديث
وقد اخرجه احمد والبيهقي في
الزهد والحاكم في مستدركه و
قال هذا اسناد للشاميين صحيح

باطل ہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ دو
سو آدمیوں میں بہتر آدمی وہ ہے جو ہلکا
ہو جس کے نہ کوئی اہل ہو نہ لڑکا۔ اسے
ابو یعلی نے حذیفہ رض سے مرفوعاً روایت کیا ہے
سخاوی رح کہتے ہیں اس معنی میں بہت سی
احادیث وارد ہیں جن میں سے ایک وہ
ہے جو حارث بن ابی امامہ نے ابن مسعود رض
سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ کہ لوگوں پر
عنقریب ایسا زمانہ آئے گا جس میں کنوارپن
حلال ہو جائے گا۔ اور اسی طرح دیلمی رح
نے حذیفہ رض بن الیمان سے مرفوعاً
روایت کی ہے۔ ساٹھ اور سو سال کے
بعد تمہاری بہترین عورتیں بانجھ ہیں اور
چون سال بعد بہترین اولاد لڑکیاں ہیں
اور ترمذی نے ابو امامہ سے مرفوعاً روایت
کیا ہے۔ کہ میرے دوستوں میں زیادہ رشک
کے قابل ہلکا مومن ہے۔ اسے احمد رح اور
بیہقی رح نے زہد میں اور حاکم نے مستدرک
میں۔ حاکم کہتے ہیں۔ یہ شامیین کی سند

عِنْدَهُمْ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ انْتَهَى وَرَوَاهُ
ابْنُ مَاجَةَ أَيْضًا فِي طَرِيقٍ آخَرَ عَنْ
أَبِي أُمَامَةَ وَمِنْ شَوَاهِدِهِ مَا
لِلْخَطِيبِ وَغَيْرِهِ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ
مَسْعُودٍ مَرْفُوعًا إِذَا أَحَبَّ اللهُ الْعَبْدَ
اقْتَنَاهُ لِنَفْسِهِ وَلَمْ يَشْغَلْهُ
بِزَوْجَةٍ وَلَا وَلَدٍ وَلِلدَّيْلَمِيِّ عَنْ
أَنَسٍ مَرْفُوعًا يَأْتِي عَلَى النَّاسِ
زَمَانٌ لَأَنْ يُرَبِّيَ أَحَدُكُمْ جَرْوَ
كَلْبٍ خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يُرَبِّيَ وَلَدًا
مِنْ صُلْبِهِ وَمِنْ ذَلِكَ أَحَادِيثُ
الْبَيْهَقِيِّ عَنْ قَطْعِ السِّدْرِ قَالَ
الْعُقَيْلِيُّ لَا يَصِحُّ فِي قَطْعِ السِّدْرِ
شَيْءٌ وَقَالَ أَحْمَدُ لَيْسَ فِيهِ
حَدِيثٌ صَحِيحٌ قُلْتُ وَقَدْ رَوَاهُ
أَبُو دَاوُدَ بِسَنَدٍ صَحِيحٍ وَالضِّيَاءُ
عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ حُبْشِيٍّ مَنْ قَطَعَ
سِدْرَةً صَوَّبَ اللهُ رَأْسَهُ فِي النَّارِ
وَفِي رِوَايَةِ الدَّيْلَمِيِّ عَنْ عَلِيٍّ مَرْفُوعًا

بخاری و مسلم کے نزدیک صحیح تھی، لیکن
انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی ابن ماجہ نے
بھی اسے ابوامامہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے
خطیب وغیرہ نے ابن مسعودؓ سے مرفوعاً
روایت کیا ہے، جب اللہ کسی بندے
کو محبوب بناتا ہے تو اسے اپنے نفس کے
لئے خاص کر لیتا ہے، اور پھر نہ وہ زوجہ
کے ساتھ مشغول رہتا ہے اور نہ اولاد
کے ساتھ دیلمیؒ نے انسؓ سے مرفوعاً روایت
کیا ہے کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا۔ کہ
وہ اپنی اولاد سے کتے کے پلے کی تربیت
کو پسند کریں گے، ابن القیمؒ فرماتے ہیں اسی
قسم کی روایات میں سے بیہقیؒ کی بیری کاٹنے
کی روایات بھی ہیں، عقیلیؒ کہتے ہیں بیری
کاٹنے کی کوئی روایت بھی صحیح نہیں امام
احمدؒ فرماتے ہیں اس میں کوئی حدیث صحیح
نہیں، ملا علی قاری فرماتے ہیں ابوداؤد نے
سند صحیح کے ساتھ اور ضیاء نے عبداللہ بن
حبشی سے روایت کیا جو بیری کاٹے اللہ تعالیٰ

سُئِلَ الشَّجَرِ السِّدْرَةُ قَالَ وَمِنْ
ذٰلِكَ مَا تَقَدَّمَتْ الْإِشَارَةُ إِلَى
بَعْضِهِ مِنْ أَحَادِيْثِ مَدْحِ الْعَدَسِ
وَالْأُرْزِ وَالْبَاقِلَّاءِ وَالْبَاذِنْجَانِ
وَالرُّمَّانِ وَالزَّبِيْبِ وَالْهِنْدَبَاءِ
وَالْكُرَّاثِ وَالْبِطِّيْخِ وَالْجَوْزِ وَالْجُبْنِ
وَالْهَرِيْسَةِ وَفِيْهِ جُزْءٌ كُلُّهُ كَذِبٌ
مِنْ أَوَّلِهِ إِلَى آخِرِهِ وَأَقْرَبُ مَا جَاءَ
فِيْهَا حَدِيْثُ أَفْضَلُ طَعَامِ الدُّنْيَا
وَالْآخِرَةِ اللَّحْمُ وَقَالَ الْعُقَيْلِيُّ
لَا يَصِحُّ فِيْ هٰذَا الْمَتْنِ عَنِ النَّبِيِّ
عَلَيْهِ السَّلَامُ شَيْءٌ قُلْتُ قَدْ
تَقَدَّمَ سَيِّدُ طَعَامِ الدُّنْيَا وَ
الْكَلَامُ عَلَيْهِ مَبْسُوْطًا وَقَالَ
وَمِنْ هٰذَا حَدِيْثُ النَّهْيِ عَنْ
قَطْعِ اللَّحْمِ بِالسِّكِّيْنِ فَإِنَّهُ مِنْ
صُنْعِ الْأَعَاجِمِ قَالَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ
لَيْسَ بِصَحِيْحٍ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ يَحْتَزُّ

اس کے سر کو دوزخ میں ڈالے گا۔ اور
دیلمی رحمہ اللہ کی روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً
مروی ہے۔ درختوں کا سردار بیری ہے۔ ابن
القیم فرماتے ہیں اور ان میں سے وہ روایات
بھی ہیں جن کی جانب ہم اشارہ کر چکے ہیں۔
یعنی مسور، چاول، لوبھیا، باذنجان، انار
کشمش، ہندبار، کراث، تربوز، اخروٹ، پنیر
ہریسہ وغیرہ اور ان روایات کا ایک جزو
ہے اور یہ سب اول تا آخر تک جھوٹی ہیں اور
اس میں سب سے بہتر وہ روایت ہے جس میں آتا
ہے کہ دنیا و آخرت کا سب سے عمدہ کھانا
گوشت ہے۔ عقیلی رحمہ اللہ کہتے ہیں اس مضمون میں
حضور سے کوئی شئے ثابت نہیں۔ ملا علی قاری
فرماتے ہیں یہ حدیث اور اس پر تفصیلی کلام پہلے گذر
چکا ہے۔ ابن القیم فرماتے ہیں اسی قبیل سے یہ حدیث
بھی ہے کہ گوشت کو چھری سے نہ کاٹو۔ کیونکہ یہ
عجمیوں کا قاعدہ ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں
یہ حدیث صحیح نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم بکری کا گوشت چھری سے کاٹتے

مِنْ لَحْمِ الشَّاةِ وَيَأْكُلُ قُلْتُ وَ
فِي التِّرْمِذِيِّ أَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ قَطَعَ اللَّحْمَ بِالسِّكِّيْنِ
وَبَسَطْتُ الْكَلَامَ عَلَيْهِ فِيْ شَرْحِ
شَمَائِلِهِ قَالَ وَمِنْ ذٰلِكَ أَحَادِيْثُ
النَّهْيِ عَنِ الْأَكْلِ فِي السُّوْقِ كُلُّهَا
بَاطِلَةٌ قَالَ الْعُقَيْلِيُّ لَا يَثْبُتُ
فِيْ هٰذَا الْبَابِ شَيْءٌ عَنِ النَّبِيِّ
عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَمِنْ
ذٰلِكَ أَحَادِيْثُ الْبِطِّيْخِ وَفَضْلِهِ
وَفِيْهِ جُزْءٌ قَالَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ
لَا يَصِحُّ فِيْ فَضْلِ الْبِطِّيْخِ شَيْءٌ
إِلَّا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ كَانَ يَأْكُلُهُ قُلْتُ وَفِي
الْجَامِعِ الصَّغِيْرِ الْبِطِّيْخُ قَبْلَ
الطَّعَامِ يَغْسِلُ الْبَطْنَ غَسْلًا
وَيُذْهِبُ بِالدَّاءِ أَصْلًا رَوَاهُ
ابْنُ عَسَاكِرَ عَنْ بَعْضِ عَمَّاتِ
النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

اور کھاتے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ
ترمذی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم نے گوشت چھری سے کاٹا اور میں نے
اس کی تشریح شرح شمائل میں کی ہے
ابن القیمؒ فرماتے ہیں اسی طرح بازار میں
کھانے کی ممانعت کی تمام روایات باطل
ہیں۔ عقیلیؒ کہتے ہیں اس بارے میں کوئی حدیث
ثابت نہیں ہے اسی طرح تربوز اور اس کی فضیلت
کے بارے میں جو روایات ہیں اس کا ایک
جزو ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں
اس بارے میں کوئی حدیث صحیح نہیں سوائے
اس کے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم تربوز کھایا کرتے تھے۔ ملا علی
قاری فرماتے ہیں جامع الصغیر میں
ہے۔ تربوز کھانے سے پہلے کھانا
پیٹ کو صاف کرتا ہے اور بیماری
کو دور کرتا ہے۔ اسے ابن عساکرؒ نے
بعض عمات النبی سے روایت کیا ہے
ابن عساکرؒ فرماتے ہیں یہ روایت شاذ

وَقَالَ شَاذٌ لَا یَصِحُّ اِنْتَفٰی وَهُوَ یُفِیْدُ اَنَّہٗ غَیْرُ مَوْضُوْعٍ کَمَا لَا یَخْفٰی۔

ہے، صحیح نہیں، اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ یہ موضوع نہیں، جیسا کہ یہ بات مخفی نہیں ہے۔

فَصْلٌ

وَمِنْ ذٰلِكَ اَحَادِیْثُ فَضَائِلِ الْاَزْهَارِ کَحَدِیْثِ فَضْلِ النَّرْجِسِ وَالْوَرْدِ وَالْمَرْزَنْجُوْشِ وَالْبَنَفْسَجِ وَالْبَانِ کُلُّهَا کَذِبٌ وَمِنْ ذٰلِكَ اَحَادِیْثُ فَضَائِلِ الدِّیْكِ وَقَدْ تَقَدَّمَ۔

اسی طرح پھولوں کے فضائل ہیں جو روایات مروی ہیں مثلاً نرگس، گلاب، زعفران، بنفشہ اور بان وغیرہ سب جھوٹ ہیں، اسی طرح مرغ کے فضائل کی کی روایات سب جھوٹ ہیں، اور یہ گذر چکا ہے۔

فَصْلٌ

وَمِنْ ذٰلِكَ اَحَادِیْثُ الْحِنَّاءِ وَفَضْلِهَا وَالثَّنَاءِ عَلَیْهَا وَفِیْهِ جُزْءٌ لَا یَصِحُّ مِنْهُ شَیْئٌ وَاَجْوَدُ مَا فِیْهِ حَدِیْثُ التِّرْمِذِیِّ اَرْبَعٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِیْنَ اَلسِّوَاكُ وَالتَّطَیُّبُ وَالْحِنَّاءُ فَسَمِعْتُ

اسی قسم کی روایات میں سے مہندی اور اس کی فضیلت کی روایات میں، اس کا بھی ایک اچھا خاصہ جزء ہے جس میں ایک بھی روایت صحیح نہیں، اور ان روایات میں سب سے بہتر وہ حدیث ہے جو جامع الترمذی میں ہے کہ چار چیزیں انبیاء کی سنن میں داخل ہیں۔

شَيْخَنَا اِنَّ الْحَجَّاجَ الْمِزِّيَّ يَقُوْلُ	مسواک، خوشبو، اور حنا۔ ابن القیم فرماتے
هٰذَا غَلَطٌ مِنْ بَعْضِ الرُّوَاةِ وَاِنَّمَا	ہیں میں نے اپنے شیخ سے سنا دغالبا امام ابن
هُوَ الْخِتَانُ بِالنُّوْنِ لَكِنْ كَذٰلِكَ	تیمیہ مراد ہیں) الحجاج المزی کہا کرتے تھے
رَوَاهُ الْمَحَامِلِيُّ عَنْ شَيْخِ التِّرْمِذِيِّ	اس میں بعض راویوں کی جانب سے غلطی واقع
قَالَ وَالظَّاهِرُ اِنَّ اللَّفْظَةَ وَقَعَتْ	ہوئی ہے اور یہ لفظ بجائے حنا کے ختان تھا جیسا
فِيْ اٰخِرِ السَّطْرِ فَسَقَطَ مِنْهَا النُّوْنُ	کہ محاملی نے شیخ ترمذی سے روایت کیا ہے
فَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ الْحِنَاءُ وَبَعْضُهُمْ	ابن القیم فرماتے ہیں بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ لفظ
الْخِتَانُ وَاِنَّمَا هُوَ الْخِتَانُ قُلْتُ	کے آخر سے نون گر گیا (یعنی تحریر میں) تو بعض نے
وَهٰذَا بَعِيْدٌ لِاَنَّ مَدَارَ الدِّرَايَةِ	نے اسے حنا اور بعضوں نے ختان روایت کیا ہے
عَلٰى تَحْقِيْقِ الرِّوَايَةِ وَمَدَارَ الرِّوَايَةِ	ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ عقلا بعید ہے اس
عَلٰى اَلْفَاظِ الْمَشَائِخِ لَا عَلٰى كِتَابَةِ	لئے کہ درایت کا دارومدار روایت کے
مَا فِي الْكِتَابِ وَاللّٰهُ الْمُلْهِمُ	تحقیق پر ہے اور روایت کا دارومدار مشائخ
بِالصَّوَابِ قَالَ وَمِنْهَا حَدِيْثُ	کے الفاظ پر ہے نہ کہ کتابت پر۔ ابن القیم
الْخِضَابِ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ قُلْتُ	فرماتے ہیں، حنا اور کتم کے خضاب کی حدیث
كَمَا فِي الشَّمَائِلِ لِلتِّرْمِذِيِّ وَغَيْرِهِ	صحیح ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں، جیسا کہ
وَفِيْ رِوَايَةِ الطَّبَرَانِيِّ وَالْخَطِيْبِ	شمائل ترمذی وغیرہ میں واقع ہے۔ طبرانی
عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا سَيِّدُ رَيْحَانِ	اور خطیب کی روایت میں ابن عمر سے مرفوعا
اَهْلِ الْجَنَّةِ الْحِنَاءُ قَالَ وَمِنْ	مروی ہے۔ اہل جنت کی خوشبوؤں کی سردار
ذٰلِكَ التَّخَتُّمُ بِالْعَقِيْقِ	حنا ہے۔ ابن القیم فرماتے ہیں، عقیق کی

قَالَ الْعُقَيْلِيُّ لَا يَثْبُتُ فِي هٰذَا
شَيْءٌ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ قُلْتُ تَقَدَّمَ حَدِيثُ
تَخَتَّمُوا بِالْعَقِيقِ وَالْكَلَامُ عَلَيْهِ
وَمِنْ ذٰلِكَ حَدِيثُ النَّهْيِ أَنْ
تَقُصَّ الرُّؤْيَا عَلَى النِّسَاءِ قَالَ
الْعُقَيْلِيُّ لَا يُحْفَظُ مِنْ وَجْهٍ
يَثْبُتُ وَمِنْ ذٰلِكَ أَحَادِيثُ أَنَّهُ
لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ وَلَدُ زِنًى قَالَ
أَبُو الْفَرَجِ ابْنُ الْجَوْزِيِّ قَدْ وَرَدَ
فِي ذٰلِكَ أَحَادِيثُ لَيْسَ فِيهَا
شَيْءٌ يَصِحُّ وَهِيَ مُعَارِضَةٌ لِقَوْلِهِ
وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَى
قُلْتُ لَيْسَتْ مُعَارِضَةً لَهَا إِنْ
صَحَّتْ فَإِنَّهُ لَمْ يُحَرَّمِ الْجَنَّةَ بِفِعْلِ
أَبَوَيْهِ بَلْ لِأَنَّ النُّطْفَةَ الْخَبِيثَةَ
لَا يُخْلَقُ مِنْهَا طَيِّبًا فِي الْغَالِبِ وَ
لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا نَفْسٌ طَيِّبَةٌ
فَإِنْ كَانَ فِي هٰذَا الْجِنْسِ طَيِّبَةٌ

انگوٹھی پہننے کی روایت بھی اسی قبیل میں
داخل ہے۔ عقیلیؒ کہتے ہیں اس بارے میں
حضورﷺ سے کوئی حدیث ثابت نہیں ملا علی
قاری فرماتے ہیں، یہ حدیث عقیق کی انگوٹھی
پہنا کرو یہ پہلے گذر چکی اور اس پر کلام بھی گذر
چکا۔ ابن القیم فرماتے ہیں اسی قسم کی روایات
میں سے عورت سے خواب بیان کرنے کی ممانعت
بھی ہے عقیلی کہتے ہیں یہ کسی طریقے سے بھی
ثابت نہیں اس قسم کی روایات میں سے
یہ بھی ہے کہ ولدالزنا جنت میں داخل نہ ہوگا
ابوالفرج بن الجوزی کہتے ہیں اس مضمون میں
بہت سی احادیث وارد ہیں، لیکن ان میں سے
ایک بھی صحیح نہیں اور پھر اللہ تعالیٰ کے اس
قول کا (اور ایک کا بوجھ دوسرا نہیں اٹھا سکتا)
بھی مخالف ہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں، اگر
صحت ثابت ہو جائے تو قرآن کی کوئی مخالفت
واقع نہیں ہوتی، اس لئے کہ اس پر جنت ماں
باپ کے فعل کے باعث حرام نہ ہوگی بلکہ
اس لئے کہ نطفہ خبیثہ پاک طور پر پیدا ہوتا

دخلت الجنة وكان الحديث
من العام المخصوص وقد ورد
في ذمه انه شر الثلاثة وهو
حديث حسن ومعناه صحيح
فهذا الاعتبار فان شر الابوين
عارض وهذا نطفة خبيثة
فشره من اصله وشر الابوين
من فعلهما الزنى وتقدم
الكلام عليه في لفظ ولد الزنى
لا يدخل الجنة واما حديث
ولد الزنى شر الثلاثة فرواه
احمد وابو داود بسند صحيح
والحاكم في مستدركه والبيهقي
عن ابي هريرة وزاد الطبراني
والبيهقي عن ابن عباس رضي
الله عنهما اذا عمل بعمل
ابويه وفي النهاية قيل هذا
جاء في رجل بعينه كان
موسوما بالشر وقيل هو عام

نہیں اور جنت میں سوائے پاک کے کوئی داخل
نہ ہوگا۔ تو اگر اس جنس میں پاکیزگی ہوتی تو جنت
میں داخل ہو جاتا۔ اور حدیث عام مخصوص ہوگی
اور اس کی مذمت میں یہ تو موجود ہے کہ وہ تین
شرارتوں میں ایک شرارت ہے۔ یہ حدیث حسن
ہے اور اس کے معنی صحیح ہیں اس پہ کوئی
غبار نہیں۔ کیونکہ ماں باپ کی شرارت ایک
عارض ہے اور یہ خبیث نطفہ ہے تو اس کی
اصل بھی شر ہوئی اور ماں باپ کی شرارت
ان کا فعل ہے اور اس پر کلام پہلے اس حدیث
کے تحت گزر چکا کہ ولد الزنا جنت میں داخل
نہ ہوگا۔ اور یہ حدیث کہ ولد الزنا تین شرارتوں میں
سے ایک شرارت ہے تو اسے احمدؒ ابو داودؒ
نے سند صحیح کے ساتھ حاکم نے اپنی مستدرک
میں بیہقی نے ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے
طبرانی اور بیہقی نے ابن عباسؓ سے یہ زیادتی
روایت کی ہے کہ جب وہ اپنے ماں باپ جیسا
عمل کرے نہایہ میں ہے یہ اس لئے ہے کہ اسے
موسوم بالشر کیا جاتا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ

وَاِنَّمَا صَارَ وَلَدُ الزِّنٰی شَرًّا مِنْ وَالِدَیْهِ لِاَنَّهٗ شَرُّهُمْ لَا اَصْلًا وَلَا نَسَبًا وَوِلَادَۃً لِاَنَّهٗ خُلِقَ مِنْ مَاءِ الزَّانِیْ وَالزَّانِیَۃِ فَهُوَ مَاءٌ خَبِیْثٌ وَقِیْلَ لِاَنَّ الْحَدَّ یُقَامُ عَلَیْهِمَا فَیَکُوْنُ تَمْحِیْصًا لَهُمَا وَهٰذَا لَا یُدْرٰی مَا یُفْعَلُ بِهٖ فِیْ ذُنُوْبِهٖ ۔	یہ عام ہے، کیونکہ ولد الزنی ماں باپ کی شرارت کا نتیجہ ہے، کیونکہ وہ اصلاً، نسباً اور ولادۃً زانی اور زانیہ کے پانی سے پیدا ہوا ہے۔ اس لئے وہ خبیث ہے، اور یہ بھی کہا جاتا ہے، کہ حد کا قیام ان پر انہیں سزا کے طور پر ہے اور یہ نہیں معلوم ان کے گناہ کا نتیجہ کیا ہوگا۔

ملا علی قاری نے غلط مبحث کر دیا ہے کیونکہ اصل میں تین چیزیں ہیں اول یہ کہ ولد الزنی اصلاً پاک ہے یا ناپاک۔ اور ہمیں یہاں اس سے کوئی غرض نہیں ثانیاً وہ تین شرارتوں میں سے ایک شرارت ہے یا نہیں ہمیں اس مقام پر اس سے بھی بحث مقصود نہیں باقی ہماری رائے ابن عباس کی رائے کے ساتھ ہے اور ہمارے نزدیک وہ نتیجہ شرارت ہے نہ کہ بذاتہ شرارت۔ تیسرا سوال یہ ہے کہ وہ جنت میں داخل ہوگا یا نہیں۔ تو ابن عباس کی روایت سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ اپنے ماں باپ جیسا عمل کرے تو جنت میں داخل نہ ہوگا۔ لیکن اگر اس نے ساری زندگی نیک عمل کئے تو بقول ملا علی قاری تب بھی وہ خبیث النسب ہونے کی بنا پر جنت میں داخل نہ ہوگا۔ تو جنت کا داخلہ ایمان اور اعمال صالحہ پر موقوف ہے نہ کہ نسب و خاندان پر اور اسلاف میں سے آج تک کوئی بھی اس امر کا قائل نہیں ثانیاً یہ تو نتیجہ شرارت ہے

اور اصل شریر ماں باپ ہیں اور اگر زانی پر شرعی حد کا دنیا میں اجرا ہو جائے تو وہ زانی ضرور بالضرور جنتی ہے تو جو گناہ میں شامل نہ تھا اسے دوزخی کیسے تصور کیا جا سکتا ہے ثالثاً ابوذر کی ایمان کے بارے میں جو روایت ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مومن جنت میں ضرور جائے گا۔ چاہے وہ چوری کرے یا زنا کرے رابعاً قرآن کہتا ہے ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لئے تمہارے اعمال،، ان کے اعمال کے بدلے میں اولاد کو کیسے سزا دی جا سکتی ہے۔ خامساً جس وقت یہ فعل عمل میں آیا۔ اس وقت تو وہ وجود میں بھی نہ آیا تھا اور جنت وجہنم کا سوال مکلف ہو جانے کے بعد واقع ہوتا ہے۔ نہ کہ وجود میں آنے سے قبل پھر اس صورت میں انسان کو کوئی اختیار باقی نہ رہے گا۔ تو پھر وہ سزا کا مستحق کیسے ہوگا۔ اگر خدا سے قیامت کے روز اس نے یہ سوال کیا، کہ جب دخول جنت صحیح النسب ہونے پر موقوف تھا تو تو نے مجھے حلال طریقے سے کیوں نہ پیدا کیا۔ تو ملا علی قاری اس کا کیا جواب دیں گے۔ دراصل بات یہ ہے کہ ملا علی قاری کے نزدیک ہر ضعیف روایت قابل قبول ہے، اس حد تک تو خیر ہمیں زیادہ اختلاف نہ ہوتا لیکن اس کے ساتھ ساتھ ملا علی قاری کی یہ سعی ہوتی ہے کہ موضوع کو درجہ ضعف تک پہنچا دیا جائے اور ضعیف کو درجہ حسن تک تاکہ اس کے انکار کی کوئی شکل باقی نہ رہے چاہے تمام محدثین اس کے موضوع ہونے پر متفق ہوں۔ میں نے اپنے والد مرحوم مفتی اشفاق الرحمان صاحب سے بارہا سنا کہ ملا علی قاری اور جلال الدین سیوطی ضعف پرست ہیں، اور میں نے ان کے اس قول کو ہر دو محدثین کے بارے میں بالکل صحیح پایا۔

فصل

وَمِنْ ذٰلِكَ حَدِيثُ لَيْسَ لِفَاسِقٍ غِيبَةٌ قَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ وَالْخَطِيبُ قَدْ وَرَدَ مِنْ طُرُقٍ وَهُوَ بَاطِلٌ قُلْتُ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ بِسَنَدٍ ضَعِيفٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ بِهٰذَا اللَّفْظِ وَيُؤَيِّدُهُ حَدِيثُ أَتَرْعَوْنَ عَنْ ذِكْرِ الْفَاجِرِ أَنْ تَذْكُرُوهُ فَاذْكُرُوهُ يَعْرِفْهُ النَّاسُ رَوَاهُ الْخَطِيبُ فِي رِوَايَةِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَفِي لَفْظٍ أَتَرْعَوْنَ عَنْ ذِكْرِ الْفَاجِرِ مَتَى يَعْرِفُهُ النَّاسُ اذْكُرُوا الْفَاجِرَ بِمَا فِيهِ يَحْذَرْهُ النَّاسُ رَوَاهُ ابْنُ أَبِي الدُّنْيَا فِي ذَمِّ الْغِيبَةِ وَالْحَكِيمُ فِي نَوَادِرِ الْأُصُولِ وَالْحَاكِمُ فِي الْكُنَى وَالشِّيرَازِيُّ فِي الْأَلْقَابِ وَابْنُ عَدِيٍّ وَالطَّبَرَانِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ

اور اسی قسم کی روایات میں سے یہ روایت بھی ہے کہ فاسق کے لئے غیبت نہیں دارقطنی رحمہ اور خطیب کہتے ہیں یہ مختلف طریقوں سے مروی ہے اور سب باطل ہیں ملا علی قاری فرماتے ہیں اسے طبرانی نے معاویہ بن حیدہ سے سند ضعیف کے ساتھ روایت کیا ہے۔ اور اس کی تائید یہ حدیث بھی کرتی ہے۔ کیا تم فاجر کا ذکر کرنے سے ڈرتے ہو۔ اس کا ذکر کیا کرو تاکہ لوگ اسے پہچان لیں اسے خطیب نے روایت کیا ہے (اور خطیب سب کو باطل قرار دیتے رہے ہیں) مالک رحمہ کی روایت میں ابوہریرہ کے یہ الفاظ ہیں کہ تم فاجر کا اس لئے ذکر کرنے سے ڈرتے ہو کہ لوگ اسے پہچان نہ لیں۔ تم فاجر کا ذکر کیا کرو تاکہ لوگ اس سے احتراز کریں اسے ابن ابی الدنیا نے ذم غیبت میں اور حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حاکم رحمہ نے کنی میں شیرازی نے القاب میں، ابن عدی

الخطيب عن بهز بن حكيم عن
أبيه عن جده كذا في الجامع
الصغير وقد يستفاد هذا
المعنى من قوله تعالى لا يحب
الله الجهر بالسوء من القول
إلا من ظلم. قال ومن ذلك
أحاديث النهي عن سب
البراغيث قال العقيلي لا
يصح في البراغيث عن النبي
عليه الصلوة والسلام شيء
قلت وهذا غريب منه فقد
روى أحمد والبزار والبخاري
في الأدب والطبراني في
الدعوات عن أنس أن رسول
الله صلى الله عليه وسلم
سمع رجلا يسب برغوثا
فقال لا تسبه فإنه أيقظ
نبيا لصلوة الفجر ومن ذلك
أحاديث اللعب بالشطرنج

طبرانی رح بیہقی رح اور خطیب نے بہز بن حکیم
عن ابیہ عن جدہ سے روایت کیا ہے جیسا
کہ جامع الصغیر میں ہے اور یہ قسم اللہ تعالی
کے قول سے بھی مستفاد ہے (اللہ تعالے
کسی کی برائی زبان سے بیان کرنے کو پسند
نہیں فرماتا۔ مگر مظلوم یعنی مظلوم بیان کر
سکتا ہے۔ ابن القیم فرماتے ہیں اس قسم
کی روایات میں سے براغیث کے برا کہنے
کی ممانعت کی روایات بھی ہیں (براغیث
برغوث کی جمع ہے اور برغوث ایک چھوٹی قسم
کی مچھلی ہے عقیلی کہتے ہیں اس بارے میں
حضور سے کوئی شے صحیح طور پر ثابت نہیں
ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ ان کا قول غریب ہے
اس لئے کہ امام احمد رح۔ بزار رح بخاری رح نے ادب
المفرد میں، اور طبرانی نے دعوات میں انس رض
سے روایت کیا ہے کہ حضور صلعم نے ایک شخص
کو برا کہتے سنا۔ آپ نے فرمایا برغوث کو برا نہ کہو
اس نے ایک نبی کو صبح کی نماز کے لئے جگایا
تھا ابن القیم فرماتے ہیں اسی قسم کی روایات

اِبَاحَتِہٖ وَتَحْرِیْمِہَا کُلُّہَا کَذِبٌ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَاِنَّمَا یَثْبُتُ فِیْہِ الْمَنْعُ عَنِ الصَّحَابَۃِ قُلْتُ قَدْ تَقَدَّمَ حَدِیْثُ مَنْ لَعِبَ بِالشَّطْرَنْجِ وَالْکَلَامُ عَلَیْہِ وَمِنْ ذٰلِکَ حَدِیْثُ لَا تُقْتَلُ الْمَرْأَۃُ اِذَا ارْتَدَّتْ قَالَ الدَّارَقُطْنِیُّ لَا یَصِحُّ ھٰذَا الْحَدِیْثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ قُلْتُ صَحَّ نَھْیُہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ ۔	میں سے شطرنج کی حلت وحرمت کی جتنی روایات ہیں، سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ ہیں۔ اور صحابہ سے اس کی ممانعت ثابت ہے۔ یہ حدیث اور اس پر کلام پہلے گذر چکا) ابن القیم رح فرماتے ہیں اسی طرح یہ روایت کہ اگر عورت مرتد ہو جائے تو اسے قتل نہ کیا جائے۔ عقیلی رح کہتے ہیں یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے قتل سے منع فرمایا ہے۔

ف ملا علی قاری نے وہ حدیث پیش کی ہے، جو احکام جہاد سے تعلق رکھتی ہے۔ نہ کہ اس شکل خاص سے۔ اور ارتداد کی صورت میں اسے قتل نہ کرنے کی کوئی روایت ثابت نہیں۔ یہی مقصد ہے امام ابن القیم اور عقیلی کا۔ اور عقلاً بھی ممانعت صحیح نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ جب زنا میں عورت کو حداً رجم کیا جا سکتا ہے۔ تو ارتداد میں حداً قتل بھی کیا جا سکتا ہے۔ اور قتل میں مقتول کو کوئی تکلیف نہیں۔ بخلاف رجم کے ثانیاً

زنا ایک گناہ کبیرہ ہے۔ جب اس کی سزا اتنی سخت ہے۔ تو کفر کی سزا قتل کیسے نہ ہوگی۔ اور آج تک سوائے ملا علی قاری کے کسی مذہب کے عالم نے بھی یہ فتوی نہ دیا۔

قَالَ وَمِنْ ذٰلِكَ حَدِيْثُ مَنْ أُهْدِيَ بَعْثُهُ إِلَيْهِ هَدِيَّةٌ وَعِنْدَهُ جَمَاعَةٌ فَهُمْ شُرَكَاؤُهُ قَالَ الْعُقَيْلِيُّ لَا يَصِحُّ فِيْ هٰذَا الْبَابِ شَيْءٌ وَقَالَ الْبُخَارِيُّ فِيْ صَحِيْحِهِ بَابُ مَنْ أُهْدِيَتْ لَهُ هَدِيَّةٌ وَعِنْدَهُ جُلَسَاؤُهُ فَهُوَ أَحَقُّ قَالَ وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ جُلَسَاءَهُ شُرَكَاؤُهُ وَلَمْ يَصِحَّ قُلْتُ وَقَدْ تَقَدَّمَ الْكَلَامُ عَلَيْهِ فِيْ حَرْفِ الْمِيْمِ وَمِنْ ذٰلِكَ حَدِيْثُ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ حَبْوًا قَالَ شَيْخُنَا لَا يَصِحُّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ قُلْتُ أَرَادَ شَيْخَهُ ابْنَ تَيْمِيَّةَ وَمِنْ

ابن القیم فرماتے ہیں اسی قسم کی روایات میں سے یہ بھی روایت ہے کہ جب کسی کے پاس ہدیہ بھیجا جائے اور اس کے پاس جماعت بیٹھی ہو تو وہ جماعت بھی ہدیہ میں شریک ہے، عقیلی رح کہتے ہیں اس بارے میں کوئی حدیث صحیح طور پر ثابت نہیں۔ بخاری نے اپنی صحیح میں ایک باب باندھا ہے، کہ اگر کسی کے پاس ہدیہ بھیجا جائے اور اس کے پاس دیگر لوگ بیٹھے ہوں۔ تو وہ خود اس ہدیہ کا زیادہ حقدار ہے۔ ابن القیم کہتے ہیں۔ ابن عباس سے یہ روایت کیا جاتا ہے کہ پاس بیٹھنے والے اس ہدیہ میں شریک ہیں لیکن یہ صحیح نہیں ہے اس حدیث پر کلام حرف میم میں گزر چکا، ابن القیم فرماتے ہیں اسی قسم کی روایات میں سے یہ بھی ہے کہ عبد الرحمن بن عوف جنت میں گھٹنوں کے بل داخل ہوں گے۔ ہمارے شیخ (ابن تیمیہ) فرماتے ہیں یہ حضور صلعم سے صحیح طور پر ثابت

أَحَادِيثُ الْأَبْدَالِ وَالْأَقْطَابِ وَالْأَغْوَاثِ وَالنُّقَبَاءِ وَالنُّجَبَاءِ وَالْأَوْتَادِ كُلُّهَا بَاطِلَةٌ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَأَقْرَبُ مَا فِيهَا حَدِيثُ لَا تَسُبُّوا أَهْلَ الشَّامِ فَإِنَّ فِيهِمُ الْأَبْدَالَ كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ مِنْهُمْ أَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهُ رَجُلًا آخَرَ ذَكَرَهُ أَحْمَدُ وَلَا يَصِحُّ أَيْضًا فَإِنَّهُ مُنْقَطِعٌ قُلْتُ قَدْ وَرَدَتِ الْأَحَادِيثُ وَالْآثَارُ مَرْفُوعًا وَمَوْقُوفًا عَلَى الصَّحَابَةِ الْأَبْرَارِ وَالتَّابِعِينَ الْأَخْيَارِ جَمَعَهَا الْحَافِظُ السُّيُوطِيُّ فِي رِسَالَةٍ مُسْتَقِلَّةٍ سَمَّاهَا الْخَبَرَ الدَّالَّ عَلَى وُجُودِ الْقُطْبِ وَالْأَوْتَادِ وَالنُّجَبَاءِ وَالْأَبْدَالِ

نہیں۔ اسی قسم کی روایات میں سے ابدال قطب۔ نقباء۔ نجباء۔ غوث اور اوتاد وغیرہ کی روایات ہیں یہ سب کی سب باطل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں اور اس میں سب سے بہتر وہ روایت ہے جس میں آتا ہے کہ اہل شام کو برا نہ کہو کیونکہ اس میں ابدال ہیں۔ جب ان میں سے ایک مرجاتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ اس کی جگہ دوسرا تبدیل فرماتے ہیں۔ اسے امام احمد نے روایت کیا ہے۔ لیکن یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ منقطع ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں اس بارے میں احادیث اور آثار صحابہ و تابعین مروی ہیں جنہیں حافظ سیوطی رح نے ایک مستقل رسالہ میں جس کا نام الخبر الدال علی وجود القطب والاوتاد والنجباء والابدال ہے اس پر کلام پہلے گذر چکا۔

فَصْلٌ

وَمِنْ ذٰلِكَ أَحَادِيثُ الْمَنْعِ

ابن القیم فرماتے ہیں اسی طرح رفع یدین

مِنْ رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِي الصَّلٰوةِ عِنْدَ الرُّكُوْعِ وَالرَّفْعِ مِنْهُ كُلُّهَا بَاطِلَةٌ لَا يَصِحُّ مِنْهَا شَيْءٌ كَحَدِيْثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَلَا اُصَلِّيْ بِكُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَصَلّٰى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ اِلَّا فِيْ اَوَّلِ مَرَّةٍ قَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ قَدْ ثَبَتَ حَدِيْثُ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ يَعْنِيْ فِي الرَّفْعِ وَلَمْ يَثْبُتْ حَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ كَحَدِيْثِهِ الْاٰخَرِ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَاَبِيْ بَكْرٍ رض وَعُمَرَ رض فَلَمْ يَرْفَعُوْا اِلَّا عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَهُوَ مُنْقَطِعٌ لَا يَصِحُّ قُلْتُ حَدِيْثُ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ قَالَ التِّرْمِذِيُّ حَدِيْثٌ حَسَنٌ وَاَخْرَجَهُ النَّسَائِيُّ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ بِسَنَدِهِمَا فَمَا نُقِلَ عَنِ ابْنِ

کی رکوع میں جاتے وقت اور اسے اٹھتے وقت ممانعت کی روایات سب باطل ہیں ان میں سے کوئی بھی حدیث صحیح نہیں، جیسا کہ ابن مسعود رض کی روایات کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسی نماز نہ پڑھاؤں، آپ نے نماز پڑھائی اور رفع یدین نہ فرمایا ابن المبارک رح کہتے ہیں رسول اللہ علیہ وسلم سے رفع یدین کے بارے میں ابن عمر کی روایت ثابت ہے۔ اور ابن مسعود کی نہیں، جیسا کہ دوسری روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر رض و عمر کے پیچھے نماز پڑھی کسی نے بھی رفع یدین نہ کیا۔ یہ منقطع ہے، صحیح نہیں، ملا علی قاری فرماتے ہیں، ابن مسعود کی روایت ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کی ہے اور ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے۔ اور نسائی نے خود ابن المبارک سے اسے دو سندات کے ساتھ روایت کیا ہے اور ابن المبارک رح

الْمُبَارَكِ عَنْ رِضَا بِرِ بَعْدَ مَا ثَبَتَ بِالطَّرِيْقِ الَّتِيْ ذَكَرْنَاهَا وَمُنَاظَرَةُ الْاَوْزَاعِيِّ مَعَ الْاِمَامِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى مَشْهُوْرَةٌ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ ثُمَّ الْبَيْهَقِيُّ بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ رَاَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رض رَفَعَ يَدَيْهِ فِيْ اَوَّلِ تَكْبِيْرَةٍ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ وَرَوَى الطَّحَاوِيُّ اَنَّ عَلِيًّا رَفَعَ يَدَيْهِ فِيْ اَوَّلِ التَّكْبِيْرِ ثُمَّ لَمْ يَعُدْ قَالَ وَحَدِيْثُ يَزِيْدَ بْنِ اَبِيْ زِيَادٍ عَنْ اَبِيْ لَيْلٰى عَنِ الْبَرَاءِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ كَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ اِلٰى قَرِيْبِ اُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ قَالَ الشَّافِعِيُّ ذَهَبَ بَعْضُ النَّاسِ اِلٰى تَغْلِيْطِ يَزِيْدَ وَقَالَ الْاِمَامُ اَحْمَدُ هٰذَا حَدِيْثٌ وَاهٍ قُلْتُ

اسی وقت روایت کر سکتے تھے، جب کہ وہ ان کے نزدیک ثابت ہو چکی ہو۔ اور اوزاعی کا امام ابو حنیفہ کے ساتھ مناظرہ تو مشہور ہے۔ طحاوی اور بیہقی رح نے سند صحیح کے ساتھ اسود رح سے روایت کیا ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو پہلی تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھاتے دیکھا۔ اور اس کے بعد وہ ہاتھ نہ اٹھاتے۔ طحاوی رح نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت کی ہے امام محمد نے بھی علی کی روایت کو دو سندوں میں نقل کیا ہے) اور یزید بن ابی زیاد کی براء بن عازب سے روایت ہے، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین فرماتے، پھر نہ فرماتے، شافعی کہتے ہیں بعض لوگوں نے یزید کو غلط قرار دیا ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یہ حدیث واہی ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں جب دوسرے طریقہ

إِذَا ثَبَتَ مِنْ طُرُقٍ أُخْرٰى لَا يَضُرُّ ضُعْفُ هٰذَا بَلْ يَصْلُحُ لِلتَّقْوِيْ بِهٖ ۔

سے ثابت ہو گی۔ تو یہ ضعف اسے نقصان نہ پہنچائے گا بلکہ یہ تو تقویت کا باعث ہو گا۔

فائدہ ۔ طحاوی رحمہ میں براء رضی اللہ تعالےٰ عنہ والی روایت کی کئی سندات ہیں۔ سند اول یہ ہے۔ جس پر امام شافعی کو اعتراض ہے ابو بکرہ۔ مؤمل۔ سفیان۔ یزید بن ابی لیلیٰ ابن ابی لیلیٰ۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ۔ دوسری سند یہ ہے۔ ابن ابی داؤد۔ عمرو بن عون۔ خالد۔ ابن ابی لیلیٰ۔ عیسیٰ بن عبد الرحمٰن۔ عبد الرحمان بن ابی لیلیٰ براء رضی اللہ عنہ تیسری سند یہ ہے۔ محمد بن لقمان۔ یحییٰ بن یحییٰ۔ وکیع۔ ابن ابی لیلے۔ اخما ابو لیلے اور حکم۔ ابن ابی لیلے۔ براء رضی اللہ عنہ۔

قَالَ وَحَدِيْثُ وَكِيْعٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ لَيْلٰى عَنِ الْحَكَمِ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ يَرْفَعُ الْأَيْدِيْ عِنْدَ سَبْعِ مَوَاطِنَ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَاسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ وَالصَّفَا

ابن القیم فرماتے ہیں یہ روایت وکیع ابن ابی لیلیٰ۔ حکم۔ مقسم۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بنعکم۔ نافع۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سات مقام پر ہاتھ اٹھاتے تھے۔ نماز شروع کرتے وقت۔ صفا، مروہ۔ موقفین اور جمرتین پر یہ روایت مرفوعاً صحیح نہیں۔ بلکہ یہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی

المروة والموقفين والجمرتين
لا يصح رفعه والصحيح رفعه
عن ابن عمر وابن عباس رض
قلت وعلى تقدير عدم صحة
رفعه يكفينا صحة وقفه لاسيما
وهو في حكم المرفوع اذ لا يقال
مثل هذا من قبل الرأي
كيف وقد روى الطبراني
بسنده عن ابي ليلى عن الحكم
عن المقسم عن ابن عباس رض
عنه عليه السلام لا ترفع
الايدي الا في سبع مواطن
حين يفتتح الصلوة وحين
يدخل المسجد الحرام فينظر
الى البيت وحين يقوم على
الصفا والمروة وحين يقف مع
الناس عشية عرفة وبجمع
والمقامين حين يرمي الجمرة
وذكره البخاري معلقا في كتابه

کا عمل ہے۔ ملا علی قاری فرماتے
ہیں۔ اگر یہ مرفوعاً ثابت نہ ہو اور
اسے موقوف ہی مانا جائے۔
تو یہ مرفوع کے حکم میں ہے۔ کیونکہ
اس جیسی بات اپنی جانب سے نہیں
کہی جا سکتی۔ اور اسے طبرانی نے
اس سند کے ساتھ روایت کیا ہے
ابو لیلی۔ حکم۔ مقسم۔ ابن عباس
رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
صرف سات جگہوں میں ہاتھ اٹھاتے
جب نماز شروع فرماتے
جب مسجد حرام میں داخل ہوتے
اور بیت اللہ کو دیکھتے۔ جب
صفا اور مروہ پر ٹھہرتے۔ اور
عرفہ کی شام کو اور جمع میں اور
رمی جمرہ کے وقت دونوں مقامات
(اتفاق سے یہی سند طحاوی
کی ہے) بخاری نے ادب المفرد

الْمُفْرَدِ فِي رَفْعِ الْيَدَيْنِ يُقَالُ
وَقَالَ وَكِيعٌ عَنِ ابْنِ أَبِي
لَيْلَى عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ
ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
لَا يُرْفَعُ الْأَيْدِي إِلَّا فِي سَبْعِ
مَوَاطِنَ فِي افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ
وَاسْتِقْبَالِ الْكَعْبَةِ وَعَلَى الصَّفَا
وَالْمَرْوَةِ وَبِعَرَفَاتٍ وَبِجَمْعٍ وَ
فِي الْمَقَامَيْنِ عِنْدَ الْجَمْرَتَيْنِ
قَالَ وَحَدِيثٌ أَوْرَدَهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي
الْخِلَافِيَّاتِ مِنْ رِوَايَةِ عَبْدِ اللهِ
بْنِ عَوْنِ نِ الْخَرَّازِ حَدَّثَنَا مَالِكٌ
عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ
أَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُودُ
قُلْتُ وَقَدْ صَحَّ عَنْهُ خِلَافُ
ذٰلِكَ فَيُحْمَلُ عَلَى نَسْخِ الْأَوَّلِ
فَتَأَمَّلْ وَقَوْلُ ابْنِ الْقَيِّمِ
مِنْ شَرِّ رِوَايَةِ الْحَدِيثِ

میں معلقاً اس سند کے ساتھ
روایت کیا ہے۔ وکیع۔ ابن
ابی لیلےٰ۔ حکم۔ مقسم۔ ابن عباس رض
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف
سات مقامات پر ہاتھ اٹھائے
نماز شروع کرتے وقت۔ کعبہ کے
سامنے۔ صفا۔ مروہ۔ عرفات
جمع۔ اور جمرتین پر۔ ابن القیم فرماتے
ہیں۔ بیہقی رح نے خلافیات میں اس
سند کے ساتھ عبد اللہ بن عون
الخزار۔ مالک۔ زہری۔ سالم
ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
صرف تکبیر افتتاح کے وقت
رفع یدین کرکے پھر نہ کرتے۔ ملا علی
قاری فرماتے ہیں۔ ابن عمر رض سے اس
کے خلاف منقول ہو چکا۔ تو اب یہ
اس بات پر محمول کیا جائیگا۔ کہ پہلی حدیث
منسوخ ہے اور ابن القیم کا اس حدیث کے

عَلٰی بَعْضٍ شَمَّ بِاللّٰہِ اَنَّہٗ مَوْضُوْعٌ مَنْ فُوْعٌ ؛ بارے میں یہ قول کہ جس نے ذرا سی بھی حدیث کی خوشبو سونگھی ہوگی وہ خدا کی قسم کھا کر اسے موضوع کہے گا۔ تو یہ قول صحیح نہیں۔

فائدہ - ابن عباس کی روایت ترمذی نسائی اور طحاوی رح میں مرفوعاً موجود ہے۔ اسی طرح ابن عمرؓ کی روایت طحاوی میں مرفوعاً موجود ہے۔ اگر یہ موقوف بھی ہو تو فعل صحابی حجت اور پھر ابن عمر تو وہ شخص ہیں جن کی روایت کی بنا پر تم نے ابن مسعودؓ کی روایت کا انکار کیا تھا۔ اور یہاں خود وہ منکر ہیں۔

اور جب ابن عمرؓ سے صحیح طور پر ترک رفع یدین ثابت ہے۔ تو بلا علت موضوع ہونے کا حکم کیسے لگایا جا سکتا ہے۔ امام محمدؒ نے ابن عمرؓ سے اس سند کے ساتھ۔ محمد بن ابان بن صالح، عبد العزیز بن حکیم کہتے ہیں۔ میں نے ابن عمر کو دیکھا۔ کہ وہ صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین فرماتے پھر نہ فرماتے طحاوی نے اس سند کے ساتھ، ابن ابی داؤد۔ احمد بن یونس، ابوبکر بن عیاش، حصین، مجاہد ابن عمرؓ سے ایسا ہی روایت کیا ہے مجاہد جو ابن عمر سے ترک رفع یدین روایت کر رہے ہیں وہ ابن عمر کی خدمت میں دس سال رہے۔

قَالَ وَحَدِیْثُ ابْنِ الزُّبَیْرِ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِیْ اَوَّلِ الصَّلٰوۃِ ثُمَّ لَمْ یَرْفَعْھُمَا ابن القیم فرماتے ہیں اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کی روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر افتتاح کے وقت رفع یدین فرماتے پھر نہ فرماتے

هُوَ مَوْضُوْعٌ قُلْتُ هٰذَا اَمْرٌ فُوْعٌ بِاَنَّهٗ يُوَافِقُ مَا ثَبَتَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رض وَغَيْرِهٖ فَالْحُكْمُ الْمُطْلَقُ بِوَضْعِهٖ مِنْ غَيْرِ عِلَّةٍ فِيْ سَنَدِهٖ غَيْرُ مَشْرُوْعٍ ؛

یہ بھی موضوع ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ بھی صحیح نہیں، بلکہ یہ تو ابن مسعود والی روایت کی تائید کرتی ہے تو مطلقاً سند میں بلا کسی علت کے وضع کا حکم کیسے لگایا جا سکتا ہے ؛

فائدہ - امام ابن القیم رح نے رفع یدین کے معاملہ میں بہت ہی تعصب سے کام لیا ہے ورنہ عباد ابن الزبیر رض کی یہ روایت بیہقی نے خلافیات میں نقل کی ہے۔

قَالَ وَحَدِيْثُ وَضَعَهٗ مُحَمَّدُ بْنُ عُكَاشَةَ الْكِرْمَانِيُّ عَنْ اَنَسٍ مَوْقُوْفًا مَنْ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الرُّكُوْعِ فَلَا صَلٰوةَ لَهٗ قَبَّحَهُ اللّٰهُ وَاضِعَهٗ قُلْتُ وَلَوْ صَحَّ يُحْمَلُ عَلٰى اَنَّهٗ لَا صَلٰوةَ كَامِلَةً لَهٗ ؛

ابن القیم رح فرماتے ہیں، محمد بن عکاشہ الکرمانی نے انس رضی اللہ عنہ سے ایک موقوف روایت وضع کی ہے جو رکوع میں ہاتھ اٹھائے اس کی نماز نہ ہو، اللہ تعالیٰ اس کے واضع کی صورت بگاڑے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں ہو سکتا ہے کہ مقصود یہ ہو کہ اس کی نماز کامل نہیں ہوتی ؛

فائدہ - اب ہم یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ترک رفع یدین کی روایات کن کن اصحاب سے ثابت ہیں۔

(۱) عبداللہ بن مسعود رض، ترمذی نے ان کی روایت کو حسن قرار دیا ہے اس کے علاوہ، محمد رح نے مؤطا میں طحاوی رح - ابوداؤد رح - نسائی دارقطنی

اور ابن ابی شیبہ نے روایت کر کے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ اسی طرح ابن حزم نے محلی میں۔ ابن القطان اور دار قطنی رح نے بھی صحیح قرار دیا ہے
ثانیاً ابن مسعود رض کی یہ روایت کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر رض اور عمر کے پیچھے نماز پڑھی ان میں سے کسی نے رفع یدین نہیں کیا۔ اسے ابن عدی رح۔ دار قطنی رح اور بیہقی رح نے اس سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ حماد۔ ابراہیم۔ علقمہ۔ ابن مسعود رض۔

براء بن عازب رض کی مرفوع روایت ابوداؤد نے روایت کی ہے اور اس پر کلام کیا ہے۔ لیکن طحاوی نے مختلف سندات اور ابن ابی شیبہ نے بھی اسے روایت کیا ہے۔

حضرت علی رض سے مرفوع روایت۔ اسے دار قطنی رح نے روایت کیا ہے اور موقوف روایت کو طحاوی اور محمد رح اور دار قطنی نے روایت کیا ہے۔ اور دار قطنی رح کہتے ہیں۔ اسے موقوفاً روایت کرنے والے عبد الرحمن بن مہدی۔ موسیٰ بن داؤد۔ احمد بن یونس وغیرہ ہیں اور اسے عثمان بن سعید الدارمی نے بھی روایت کیا ہے۔

ابن عمر رض والی روایت اسے محمد رح۔ طحاوی رح نے موقوفاً اور بیہقی رح نے خلافیات میں مرفوعاً روایت کیا ہے۔

ابن عباس رض اور ابن عمر رض کی وہ روایت جس میں سات مقامات پر رفع یدین کا ذکر ہے۔ اسے بخاری نے ادب المفرد میں طحاوی رح طبرانی رح بیہقی رح اور حاکم نے مرفوعاً۔ بزار نے موقوفاً و مرفوعاً اور ابن

ابی شیبہ رح نے موقوفاً روایت کیا ہے۔
ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہ کی ترک رفع یدین کی روایت اسے ابوداؤد رح نے روایت کیا ہے۔
عمر رض کی روایت اسے طحاوی رح نے موقوفاً روایت کیا ہے۔
ابوہریرہ رض سے ترک رفع یدین، اسے ابوداؤد رح ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے اور منذری رح نے اس پر سکوت کیا ہے۔
عباد بن الزبیر کی روایت کو بیہقی نے خلافیات میں نقل کیا ہے۔
صاحب بدائع نے ابن عباس رض سے روایت کیا ہے کہ عشرہ مبشرہ میں سے کوئی بھی رفع یدین نہ کرتا تھا۔
جابر بن سمرہ کی روایت اسے مسلم رح، نسائی۔ ابوداؤد رح۔ ابن ماجہ رح اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔
امام عینی رح فرماتے ہیں جن لوگوں سے ترک رفع یدین ثابت ہے ان میں عبداللہ بن عمر رض۔ ابوسعید خدری رض۔ جابر بن سمرہ رض، براء رض۔ عبداللہ بن مسعود رض وعلی رض، عمر رض۔ ابن الزبیر رض۔ ابن عباس رض۔ ابوہریرہ رض) سفیان ثوری۔ ابوحنیفہ رح۔ ابویوسف رح۔ محمد رح علقمہ رح اسود رح، عامر الشعبی، ابواسحٰق السبیعی خیثمہ رح مغیرہ رح وکیع رح، عاصم رح بن کلیب رح۔ زفر رح۔ ابن ابی لیلے رح ابراہیم رح نخعی، حماد رح اور تمام اہل کوفہ داخل ہیں بلکہ امام مالک کا بھی یہی مسلک ہے۔ ابن القاسم نے مدونہ میں امام مالک رح سے روایت کیا ہے۔ کہ میں سوائے افتتاح کے رفع یدین نہیں پہچانتا۔ حالانکہ رفع یدین کی روایت وہی نقل

کر رہے ہیں، نووی نے امام مالک کا مذہب ترک رفع یدین نقل کیا ہے سمجھ میں نہیں آتا کہ ابن القیم نے ان تمام روایات کو کیسے موضوع قرار دیا۔ ہم اسے سوائے تعصب کے کیا کہہ سکتے ہیں ۔

فصل

وَمِنْ ذٰلِكَ حَدِيْثُ اَنَّ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُدْعَوْنَ بِاُمَّهَاتِهِمْ لَا بِاٰبَائِهِمْ هُوَ بَاطِلٌ قُلْتُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ بِاِمَامِهِمْ بَدَلَ بِاُمَّهَاتِهِمْ قِيْلَ وَفِيْهِ ثَلٰثَةُ اَوْجُهٍ مِنَ الْحِكَمِ اَحَدُهَا لِاَجْلِ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ الثَّانِيْ لِشَرَفِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ الثَّالِثُ لِئَلَّا يَفْتَضِحَ اَوْلَادُ الزِّنٰى ذَكَرَهُ الْبَغَوِيُّ فِيْ تَفْسِيْرِهٖ مَعَالِمِ التَّنْزِيْلِ قَالَ وَالْاَحَادِيْثُ الصَّحِيْحَةُ بِخِلَافِهٖ قَالَ الْبُخَارِيُّ فِيْ صَحِيْحِهٖ بَابُ يُدْعَى النَّاسُ

اور اسی قسم کی روایات میں سے یہ روایت بھی ہے کہ لوگ قیامت کے روز اپنی ماؤں کا نام لے کر پکارے جائیں گے اور یہ باطل ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں، محمد بن کعبؒ نے امہات کی بجائے امام کا لفظ روایت کیا ہے اور اس کی تین وجوہات ہیں اول تو حضرت عیسٰی علیہ السلام کی وجہ سے ثانیاً حضرت حسن وحسین کے شرف کی بنا پر تیسرے یہ کہ اولاد زنی رسوا نہ ہو جیسا کہ بغوی نے اپنی تفسیر معالم التنزیل میں روایت کیا ہے۔ لیکن احادیث صحیحہ اس کے خلاف ہیں۔ بخاری نے اپنی صحیح میں ایک باب باندھا ہے کہ لوگ قیامت کے روز اپنے باپوں کا نام لے کر پکارے جائیں گے

يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِآبَائِهِمْ ثُمَّ ذَكَرَ حَدِيْثَ يُنْصَبُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقَدْرِ غَدْرَتِهِ الْجَمْعُ يُقَالُ هٰذِهِ غَدْرَةُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ وَفِي الْبَابِ اَحَادِيْثُ غَيْرُ ذٰلِكَ قُلْتُ وَيُمْكِنُ الْجَمْعُ بِاخْتِلَافِ الْمَوَاقِفِ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ اَعْلَمُ۔

پھر حدیث ذکر کی جس کا مقصد یہ ہے کہ ہر غدار کے لئے قیامت کے روز اس کے غدر کے مطابق جھنڈا گاڑا جائے گا اور کہا جائے گا۔ یہ فلاں بن فلاں کے غدر کی بنا پر ہے اور اس مضمون میں دیگر احادیث بھی موجود ہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں ہو سکتا ہے کہ حالات مختلف ہوں ؂

فصل

وَمِنْ ذٰلِكَ حَضَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِمَاعًا وَرَقْصَ حَتّٰى شَقَّ قَمِيْصَهٗ فَلَعَنَ اللّٰهُ وَاضِعَهٗ مَا اَجْرَاَهٗ عَلَى الْكِذْبِ وَحَدِيْثُ لَوْ اَحْسَنَ اَحَدُكُمْ ظَنَّهٗ بِحَجَرٍ لَنَفَعَهٗ هُوَ مِنْ وَضْعِ الْمُشْرِكِيْنَ عُبَّادِ الْاَوْثَانِ اِنْتَهٰى وَقَدْ تَقَدَّمَ وَحَدِيْثُ لِتُخَتَّمَ

اسی قسم کی روایت یہ بھی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سماع و رقص میں حاضر ہوئے حتی کہ آپ نے اپنا کرتہ پھاڑ لیا۔ اللہ تعالیٰ اس کے وضع کرنے والے پر لعنت کرے کہ وہ جھوٹ بولنے پر کتنا جری ہے۔ اسی طرح یہ روایت کہ اگر تم میں سے کوئی اپنا خیال پتھر کے ساتھ بھی اچھا پیدا کرلے گا۔ تو وہ بھی اسے نفع پہنچائیگا یہ مشرکین اور بت پرستوں کا طریقہ ہے

مَعَ الْفُقَرَاءِ أَيَادِيَ فَإِنَّ لَهُمْ
دَوْلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَوْضُوْعٌ
قُلْتُ لَيْسَ كَذٰلِكَ كَمَا تَقَدَّمَ
وَحَدِيْثُ مَنْ عَشِقَ فَعَفَّ
وَكَتَمَ وَمَاتَ فَهُوَ شَهِيْدٌ
مَوْضُوْعٌ قُلْتُ لَيْسَ كَذٰلِكَ كَمَا
سَبَقَ وَحَدِيْثُ مَنْ أَكَلَ مَعَ
مَغْفُوْرٍ لَهُ غُفِرَ لَهُ مَوْضُوْعٌ قُلْتُ
وَهُوَ كَذٰلِكَ كَمَا تَقَدَّمَ قَالَ
وَغَايَةُ مَا رُوِيَ فِيْهِ أَنَّهُ مَنَامٌ
رَآهُ بَعْضُ النَّاسِ قُلْتُ رُؤْيَا
الْمَنَامِ لَا عِبْرَةَ بِهَا فِي إِثْبَاتِ
الْحَدِيْثِ عَنْهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ وَحَدِيْثُ مَنْ قَصَّ
أَظْفَارَهُ مُخَالِفًا لَمْ يَرَ فِي عَيْنَيْهِ
رَمَدًا مِنْ أَقْبَحِ الْمَوْضُوْعَاتِ
قُلْتُ قَدْ تَقَدَّمَ وَحَدِيْثُ
إِذَا دَعَتْ أَحَدَكُمْ أُمُّهُ وَهُوَ
فِي الصَّلٰوةِ فَلْيُجِبْ وَإِذَا دَعَاهُ

اور یہ پہلے گذر چکی۔ اور یہ روایت فقراء
کے ساتھ دوستی پیدا کرو۔ کیونکہ وہ
قیامت کے روز مالدار ہوں گے یہ موضوع
ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ ایسا نہیں
ہے جیسا کہ گذر چکا۔ اور یہ روایت
جس نے عشق کیا پاکدامن رہا۔ عشق کو
چھپایا۔ اور اسی حالت میں مرگیا۔ تو وہ
شہید ہے۔ یہ بھی موضوع ہے ملا علی قاری
فرماتے ہیں یہ موضوع نہیں جیسا کہ پہلے گزر
چکا۔ اور یہ روایت کہ جو مغفور کے ساتھ
کھائے اس کی بھی مغفرت کردی جائیگی
یہ بھی موضوع ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں
ایسا نہیں ہے جیسا کہ پہلے گذر چکا ابن القیم
فرماتے ہیں اور اس بارے میں انتہا یہ ہے
کہ لوگ خواب بیان کرتے ہیں۔ ملا علی قاری
فرماتے ہیں خواب میں دیکھنا حدیث ثابت
کرنے کے لئے دلیل نہیں بن سکتا اور یہ
روایت کہ جس نے ناخون مخالف طور پر
کاٹے تو اس کی کبھی آنکھیں دکھنے نہ آئیں گی۔

أَبُوهُ فَلَا يُجِبْ يَرْوِيهِ
عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبَانَ الْقُرَشِيُّ
الْأُمَوِيُّ قَالَ الْبُخَارِيُّ تَرَكُوهُ
وَقَالَ ابْنُ مَعِينٍ وَغَيْرُهُ
كَذَّابٌ رَوَى أَحَادِيثَ مَوْضُوعَةً
وَحَدِيثُ جَابِرٍ فِي التَّشَهُّدِ
وَفِي أَوَّلِهِ بِسْمِ اللّٰهِ التَّحِيَّاتُ
لِلّٰهِ يَرْوِيهِ حُمَيْدُ بْنُ الرَّبِيعِ
عَنْ أَبِي عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ
عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْهُ قَالَ
ابْنُ مَعِينٍ حُمَيْدٌ هٰذَا كَذَّابٌ
وَقَالَ النَّسَائِيُّ لَيْسَ بِشَيْءٍ قُلْتُ
هٰذَا يَقْتَضِي ضَعْفَهُ لَا وَضْعَهُ
كَيْفَ وَقَدْ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ
فِي الْكَبِيرِ وَالْأَوْسَطِ عَنِ ابْنِ
الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ
مَرْفُوعًا بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ
خَيْرِ الْأَسْمَاءِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ
الْحَدِيثَ ذَكَرَهُ الْعَلَّامَةُ

یہ بھی موضوع ہے۔ یہ بھی پہلے گذر چکی۔
اور یہ روایت جب تم میں سے کسی کو نماز
پڑھتے ہوئے اس کی ماں بلائے تو اسے
جواب دے اور جب باپ بلائے تو جواب
نہ دے اسے عبدالعزیز بن ابان القرشی
الاموی نے روایت کیا ہے۔ بخاری کہتے
ہیں اسے چھوڑ دو۔ ابن معین وغیرہ کہتے
ہیں کذاب ہے موضوع احادیث وغیرہ کہتا
اور جابر کی التحیات کے بارے میں وہ
روایت جس کے شروع میں بسم اللہ
التحیات للہ۔ جسے حمید بن ربیع نے عن
ابی عاصم عن ابی جریج عن ابی الزبیر کی
سند سے روایت کیا ہے۔ تو اس حمید کے
بارے میں ابن معین فرماتے ہیں یہ کذاب
ہے۔ نسائی کہتے ہیں کچھ نہیں۔ ملا علی قاری
فرماتے ہیں اس سے ضعف ثابت ہوا نہ کہ
وضع کیونکہ طبرانی نے کبیر اور اوسط میں ابن
الزبیر سے مرفوعاً روایت کیا بسم اللہ التحیات
للہ۔ علامہ جزری نے اسے حصن میں نقل کیا ہے

الْجَزَرِیُّ فِی الْحِصْنِ مَعَ الْتِزَامِ اَنْ یَکُوْنَ جَمِیْعُ مَا فِیْہِ صَحِیْحًا۔

اور انہوں نے یہ التزام کر رکھا ہے کہ اس میں صرف صحیح روایات نقل کریں گے،

فائدہ ۔ ملا علی قاری کا یہ قول کہ اس سے ضعف ثابت ہوا نہ کہ وضع۔ تو راوی کے کذاب ہونے سے روایت کا وضع ثابت ہوتا ہے۔ نہ کہ ضعف لیکن شواہد کی بنا پر یہ حدیث موضوع ضعیف تو کجا بلکہ صحیح ہے۔ ایک شواہد تو ابن الزبیر کی روایت ہے۔ دوسرے امام مالک نے موطا میں نافع کے ذریعہ ابن عمر رض سے التحیات کے شروع میں بسم اللہ کے الفاظ نقل کئے ہیں۔ اور جابر کی روایت جس میں بسم اللہ کے الفاظ ہیں۔ ابن ماجہ نے دو سندوں سے روایت کی ہے۔ اور اس میں یہ حمید کذاب موجود نہیں۔ ابن ماجہ کی سندات یہ ہیں محمد بن زیاد معتمر بن سلیمان۔ ایمن بن نابل۔ ابو الزبیر جابر رض۔ دوسری سند یحیی بن حکیم محمد بن بکر۔ ایمن بن نابل۔ ابو الزبیر رض۔

حلوہ 411 * رقم

حیات خضر کے منکر قادی

← بچہ بادر اکبر بھا دا اصغر والی روایت موضوع 222 * علم غیب پر بحث 525-533

صحابہ کو گالی 230 * عاشورہ پر نہ خوشی نہ غم 561

← آدم مٹی اور پانی میں تھے میں نبی تھا 297 * روایات موضوع علیؓ اور معاویہؓ 565

← نبی ﷺ کی خاتم اور ابراہیمؑ اور عمرؓ 319

← دیوار کے پیچھے کیا ہے میں نہیں جانتا 330

← علماء کی سیاہی شہید کے خون سے افضل 344

← مسح اور انگلی چھو کر نبی گردن پاک پھیرنا 347

← امام شافعی کا قول عفو اور گویا 367

← گلاب کا پھول اور نبی پاک کا پسینہ 426

← انبیاء حدیث عزیر علیہ السلام کہ وہ نبی تھے یا نہیں میں نہیں جانتا 430

← پیاز کی حدیث 447

← وفات نبی اور علیؓ کا کوئی لکھنا 447

← نبی کا نور 462 * بلالؓ کی اذان اور مدینہ کا واقعہ 473

← علیؓ اور سورج کا طلوع 137 ~~506~~ 224 477 ← نام محمد اور یہودیت کا ... ع 505

← ابلیس کی نماز 523 ← قیامت کا علم اور نبی پاک 525-527

← نبی کے والدین کا زندہ ہونا 98 * علی علم کا دروازہ 134 خیبر کا دروازہ اور علیؓ 203

مسلک قادری ... تو عود